نبی کریم ﷺ

تالیف

شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی

فیصل آباد

حقوق طبع مؤلف کے لئے محفوظ

وَمَا اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ

اور جو کچھ تمہیں رسول عطاء فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو (۲۸ پ سورۂ حشر)

تفہیم البخاری

شرح

صحیح البخاری

حصہ ہشتم

شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی

فیصل آباد

ناشر: صاحبزادہ محمد حبیب الرحمٰن رضوی جامعہ سراجیہ رسولیہ رضویہ اعظم آباد فیصل آباد

marfat.com

تفہیم البخاری

حصّہ ہشتم

بار اوّل — گیارہ سو (۱۱۰۰)

مطبع : عبدالحمید الجدّہ پرنٹرز $\frac{22}{S/R}$ احاطہ ترلوک چند اردو بازار۔ لاہور

ناشر : صاحبزادہ قاضی محمد حبیب الرحمٰن رضوی
دارالعلوم سراجیہ رسُولیہ رضویہ
اعظم آباد۔ فیصل آباد

کتابت : حکیم محمود الحسن خان خوشنویس
محلہ اسلام پورہ منڈی فاروق آباد
ضلع شیخوپورہ

ھدیہ 135/-

marfat.com

كِتَابُ النِّكَاحِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بَابُ التَّرْغِيْبِ فِي النِّكَاحِ لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ النِّكَاحِ

لُغت میں نکاح کے معنی وطئی کے ہیں۔ تزویج پر اس کا اطلاق اس لئے کرتے ہیں کہ یہ وطئی کا سبب ہے۔ مسبّب کا سبب پر اطلاق ہے۔ اس لئے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نکاح کا حقیقی معنی وطئی ہے۔ عقد پر اطلاق مجازی ہے۔ بعض لوگ اس کے برعکس کہتے ہیں۔ زجاج نے کہا کلام عرب میں یہ دونوں معنوں کے لئے وضع کیا گیا ہے۔ بعض فقہا بھی یہی کہتے ہیں کہ نکاح وطی اور عقد میں مشترک ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے قرطبی سے نقل کیا کہ نکاح کا اطلاق عقد پر مشہور ہے۔ درحقیقت اس کی تین صورتیں ہیں اُن میں سے صحیح تر وجہ یہ ہے کہ نکاح عقد میں حقیقت اور وطئی میں مجاز ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ وطئی میں حقیقت اور عقد میں مجاز ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا یہی مسلک ہے۔ تیسری صورت یہ ہے کہ یہ دونوں میں مشترک ہے۔ ابوعلی فارسی نے کہا عرب ان دونوں میں لطیف فرق کرتے ہیں جب وہ یہ کہیں کہ فلاں شخص نے فلاں عورت یا فلاں لڑکی یا بہن

marfat.com

۴۷۴۳ — حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي حُمَيْدُ بْنُ أَبِي حُمَيْدٍ الطَّوِيلُ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ جَاءَ ثَلٰثَةُ رَهْطٍ إِلَى بُيُوتِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْئَلُونَ عَنْ عِبَادَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا أُخْبِرُوا كَأَنَّهُمْ تَقَالُّوهَا فَقَالُوا وَأَيْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ قَالَ أَحَدُهُمْ أَمَّا أَنَا فَإِنِّي أُصَلِّي اللَّيْلَ أَبَدًا وَقَالَ آخَرُ أَنَا أَصُومُ الدَّهْرَ وَلَا أُفْطِرُ

سے نکاح کیا تو اس سے ان کی مراد عقد ہے

اگر یہ کہیں کہ فلاں نے اپنی عورت یا بیوی سے نکاح کیا تو اس سے ان کی مراد وطئ ہے کیونکہ عورت یا بیوی کا ذکر عقد سے مستغنی کرتا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب نکاح کی رغبت دلانا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد: اس عورت سے نکاح کرو جو تمہیں اچھی معلوم ہو۔

بعض نے کہا کہ اس آئت کریمہ میں نکاح کی ترغیب ہے، کیونکہ امر کا صیغہ طلب کا مقتضی ہے۔ اس کا درجہ کم از کم استحباب ہے جو ترغیب کے ثبوت کے لئے کافی ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کا تعاقب کرتے ہوئے کہا یہ آئت کریمہ تعدادِ نساء کے لئے نص ہے کہ دو دو تین تین اور چار چار عورتوں سے نکاح کر سکتے ہو اس میں نکاح کی ترغیب پر ہرگز دلالت نہیں۔ نیز امر کم از کم اباحت کے لئے ہوتا ہے جیسے قرآن کریم میں ہے: وَإِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوا، اس آئت میں امر اباحت کے لئے ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے متعدد عورتوں سے نکاح مباح کیا ہے، لہٰذا مذکور استدلال کمزور ہے نکاح کے بہت فائدے ہیں اُن میں سے ایک یہ ہے کہ یہ نوع انسانی کی بقاء کا سبب ہے۔ اور اس میں حصولِ لذت سے حاجت پوری ہوتی ہے اور نعمت سے فائدہ کا حصول ہے یہی فائدہ جنت میں ہے جبکہ جنت میں تناسل نہیں ہے۔ نیز اس میں غیر محارم کی طرف نظر نہیں اُٹھتی اور حرام سے انسان محفوظ رہتا

marfat.com

وَقَالَ اٰخَرُوَاَنَا اَعْتَزِلُ النِّسَآءَ فَلَا اَتَزَوَّجُ اَبَدًا فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَيْهِمْ فَقَالَ اَنْتُمُ الَّذِيْنَ قُلْتُمْ كَذَا وَكَذَا اَمَا وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَخْشَاكُمْ لِلّٰهِ وَاَتْقَاكُمْ لَهٗ لٰكِنِّيْ اَصُوْمُ وَاُفْطِرُ وَاُصَلِّيْ وَاَرْقُدُ وَاَتَزَوَّجُ النِّسَآءَ فَمَنْ رَّغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ

ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۴۷۴۳ — ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا تین آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے گھروں کی طرف آئے۔ اس حال میں کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کے متعلق پوچھتے تھے۔ جب انہیں خبر دی گئی تو اُنھوں نے آپ کی عبادت کو کم جانا اور کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کہاں ہیں (ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے برابری نہیں کر سکتے ہیں) آپ کے اگلے اور پچھلے گناہ بخشے ہوئے ہیں (لہٰذا آپ کو عبادت میں زیادہ کوشش کی ضرورت نہیں) اُن میں سے ایک نے کہا میں ہمیشہ رات بھر نماز پڑھتا رہوں گا۔ دُوسرے نے کہا میں سارا سال روزہ سے رہوں گا اور افطار نہ کروں گا اور تیسرے نے کہا میں عورتوں سے علیحدہ رہوں گا کبھی نکاح نہ کروں گا۔ اتنے میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور فرمایا تم وہ لوگ ہو جنہوں نے ایسی ایسی باتیں کی ہیں خبردار! بخدا! میں تم میں سے سب سے زیادہ اللہ سے ڈرتا ہوں، لیکن میں روزے رکھتا ہوں افطار بھی کرتا ہوں نماز پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں۔ جس نے میری سُنّت سے اعراض کیا وہ میرے تابعداروں سے نہیں ہے۔

۴۷۴۳ — شرح: اس حدیث کا صریح منطوق یہ ہے کہ نکاح سُنّت نبویہ ہے بعض نے کہا نکاح سُنن اسلامیہ میں سے ہے؛ چنانچہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسلام میں رہبانیت نہیں" نیز حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عمداً سُنّت ترک کرنا مذموم ہے اور یہ خوف ہے کہ رقبۂ اسلام سے خارج ہو جائے۔ نکاح کے بارے میں حضرات علماء کرام میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ حنفیہ کہتے ہیں نکاح مستحب عبادت ہے۔ شافعیہ اسے عبادات سے شمار نہیں کرتے وہ کہتے ہیں نکاح دوسرے معاملات کی طرح ہے اُن کا کہنا ہے عبادت میں مصروف رہنے کے لئے نکاح نہ کرنا افضل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کی مدح وثنا کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ قدرت کے باوجود عورتوں سے نکاح نہ کرتے تھے۔ اگر نکاح افضل ہوتا تو اللہ تعالیٰ یحییٰ علیہ السلام کی عدم

marfat.com

۴۷۴۴ — حَدَّثَنَا عَلِيٌّ سَمِعَ حَسَّانَ بْنَ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ يَزِيْدَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ اَنَّهٗ سَاَلَ عَائِشَةَ عَنْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ؕ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ذٰلِكَ اَدْنٰى اَلَّا تَعُوْلُوْا قَالَتْ يَا ابْنَ اُخْتِيْ الْيَتِيْمَةُ تَكُوْنُ فِيْ حَجْرِ وَلِيِّهَا فَيَرْغَبُ فِيْ مَالِهَا وَجَمَالِهَا يُرِيْدُ اَنْ يَّتَزَوَّجَهَا بِاَدْنٰى مِنْ سُنَّةِ صَدَاقِهَا فَنُهُوْا اَنْ يَّنْكِحُوْهُنَّ اِلَّا اِنْ يُّقْسِطُوْا لَهُنَّ فَيُكْمِلُوْا الصَّدَاقَ وَاُمِرُوْا بِنِكَاحِ مَنْ سِوَاهُنَّ مِنَ النِّسَآءِ

نکاح کے باعث ان کی مدح نہ کرتا۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ شافعیہ کا یہ استدلال ضعیف ہے کیونکہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ پہلی امتوں کے احکام کو حجت تسلیم نہیں کرتے ہیں تو اُن سے استدلال کیسے جائز ہوگا؛ البتہ حنفیہ پہلی امتوں کے شرائع اور احکام کو تسلیم کرتے ہیں بشرطیکہ ہماری شریعت نے اُن کا انکار نہ کیا ہو اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کے حال کی مدح میں کوئی ایسی شئی نہیں جو اس بات پر دلالت کرے کہ وہ نکاح سے افضل ہے؛ کیونکہ کسی صفت کی بذاتِ خود مدح کرنا اس کے غیر کی مذمت کو نہیں چاہتا؛ کیونکہ صورت کے اعتبار سے نکاح عبادت میں مصروف رہنے سے افضل نہیں البتہ وہ معنیٰ کے اعتبار سے ممتاز ہے وہ یہ کہ اس میں فرج کی صیانت اور نسل کی ضمانت ہے اور معصوم بچہ کی شفاعت کی توقع ہے؛ چنانچہ احادیث میں مذکور ہے کہ ناتمام بچہ بھی اپنے ماں باپ کی شفاعت کرے گا؛ لہٰذا نکاح جملہ مستحبات سے ہے۔ بعض امور ایسے ہیں کہ اُن پر بظاہر نظر سے وہ دنیوی نظر آتے ہیں لیکن مصالح اور اغراضِ دینیہ پر نظر کرنے سے وہ امور دینیہ میں داخل ہیں۔ ان حالات کی بناء پر امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے نکاح کو افضل فرمایا ہے۔ اسی لئے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کو افضل فرمایا ہے اور اس کی طرف رغبت دلائی اور ارشاد فرمایا بچے پیدا کرو اور نسلیں بڑھاؤ! میں تمہاری وجہ سے پہلی امتوں پر فخر

marfat.com

بَابُ قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَهَلْ يَتَزَوَّجُ مَنْ لَا أَرَبَ لَهُ فِي النِّكَاحِ

۴۷۴۵ — حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللهِ فَلَقِيَهُ عُثْمَانُ بِمِنًى فَقَالَ يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ إِنَّ لِي إِلَيْكَ حَاجَةً فَخَلَيَا فَقَالَ عُثْمَانُ هَلْ لَكَ يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ فِي أَنْ نُزَوِّجَكَ بِكْرًا تُذَكِّرُكَ مَا كُنْتَ تَعْهَدُ فَلَمَّا رَأَى عَبْدُ اللهِ أَنْ لَيْسَ لَهُ حَاجَةٌ إِلَى هٰذَا

کروں گا۔ اس حدیث میں صیغۂ امر مذکور ہے جس کا ادنیٰ مرتبہ استحباب ہے۔ بعض علماء نے کہا اگر شہوت کا غلبہ ہو تو نکاح کرنا واجب ہے۔

۴۷۴۴ — ترجمہ : زہری نے کہا مجھے عروہ نے خبر دی کہ انہوں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس آیت کریمہ : وَإِنْ خِفْتُمْ أَنْ لَا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَىٰ فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ الخ ،، کی تفسیر اور اس کے علاوہ شانِ نزول کے متعلق پوچھا تو اُنھوں نے فرمایا : اے میرے بھانجے کوئی یتیم لڑکی اپنے ولی کی پرورش میں ہوتی (اور وہ مالدار ہوتی) تو وہ اس کے مال اور حسن وجمال میں رغبت کرتا اور خواہش کرتا کہ اس کے مہر مثل سے کم مہر کے ساتھ اس سے نکاح کرلے تو ان کو اس سے منع کیا گیا کہ وہ ان یتیم لڑکیوں سے نکاح کریں مگر یہ کہ اُن کے لئے انصاف کریں اور انہیں پُورا مہر دیں اور انہیں حکم دیا گیا کہ وہ اُن کے سوا دوسری عورتوں سے نکاح کریں۔

۴۷۴۴ — شرح : اس حدیث کی باب سے مناسبت ان الفاظ ،، فَيَرْغَبُ فِي مَالِهَا وَجَمَالِهَا ،، میں ہے، لیکن دونوں ترغیبوں میں فرق ہے اور دونوں رغبتیں مختلف ہیں (حدیث ۴۲۶۰ ج ۵ ، ۱۷۸۵ ج : ۳ کی شرح دیکھیں)

marfat.com

باب سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد جو کوئی تم میں سے نکاح کی مشقت کی طاقت رکھتا ہے وہ نکاح کرے

کیونکہ یہ نظر کو نیچا کرتا ہے اور شرم گاہ کو بچاتا ہے کیا جسے نکاح کی حاجت نہ ہو وہ نکاح کرے ؟

یعنی نکاح کی وجہ سے انسان کی نظر محارم کی طرف نہیں اُٹھتی اور اسے حرام سے بچاتا ہے۔ اس باب میں یہ بیان ہے کہ جسے وطی کی حاجت ہو وہ نکاح کرے "

۴۷۴۵ — ترجمہ : علقمہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں عبداللہ بن مسعود کے ساتھ تھا انہیں حضرت عثمان غنی منیٰ میں ملے اور فرمایا اے ابا عبدالرحمٰن! مجھے آپ سے ایک کام ہے۔ وہ دونوں علیحدہ ہوگئے، حضرت عثمان نے فرمایا اے ابا عبدالرحمٰن! کیا تمہاری خواہش ہے کہ ہم کسی کنواری لڑکی سے تمہارا نکاح کردیں جو تمہیں گزشتہ خواہشیں یاد دلائے۔ جب عبداللہ بن مسعود نے دیکھا کہ عثمان کا ضروری کام یہی تھا تو میری طرف اشارہ کرکے فرمایا: اے علقمہ! میں اُن کے پاس گیا جبکہ وہ عثمان سے یہ کہہ رہے تھے۔ آپ یہ سُن لیں۔ اگر آپ نے یہ کہا ہے تو یقیناً ہمیں نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اے نوجوانو! جو کوئی تم میں سے نکاح کی طاقت رکھتا ہے وہ نکاح کرلے اور جو نکاح کی طاقت نہ رکھتا ہو۔ وہ روزے رکھے، کیونکہ روزے اسے خصی بنا دیتے ہیں۔

۴۷۴۵ — شرح : قولہ فخلیا یعنی وہ دونوں خالی جگہ چلے گئے۔ قولہ تُذَکِّرُکَ " یعنی تجھے جوانی کی طاقت یاد دلائے۔ یہی ان کی گذشتہ زمانہ کی خواہش تھی بعض علماء نے کہا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن مسعود کی شکستہ حالت دیکھی اس سے انھوں نے اندازہ کیا کہ ان کی بیوی نہیں جو ان کی حالت سنوارے۔ جب عبداللہ بن مسعود نے دیکھا کہ حضرت عثمان کو ضروری کام یہی تھا کہ وہ انہیں نکاح کی ترغیب دلائیں تو اُنھوں نے علقمہ کو اشارہ کرکے پاس بلا لیا۔ قولہ الباءۃ "، لغت میں اس کے معنی جماع کے ہیں۔ عقدِ نکاح پر اس کا اطلاق ہوتا ہے نکاح کو باء اس لئے کہتے ہیں کہ آدمی اپنی بیوی کے ساتھ رہتا سہتا ہے جیسے مکان میں رہتا سہتا ہے۔ اس کا استعمال جماع میں ہوتا ہے۔ حدیث کے معنی یہ ہیں تم میں سے جو کوئی نکاح کے اخراجات پر قادر ہونے کے باعث جماع کی طاقت رکھتا ہے وہ نکاح کرے اور جس میں یہ قدرت نہ ہو وہ روزے رکھے کیونکہ

marfat.com

اَشَارَ اِلَیَّ فَقَالَ یَا عَلْقَمَةُ فَانْتَهَیْتُ اِلَیْهِ وَهُوَ یَقُوْلُ اَمَا لَئِنْ قُلْتَ ذٰلِكَ لَقَدْ قَالَ لَنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْیَتَزَوَّجْ وَمَنْ لَمْ یَسْتَطِعْ فَعَلَیْهِ بِالصَّوْمِ فَاِنَّهٗ لَهٗ وِجَآءٌ

بَابُ مَنْ لَمْ یَسْتَطِعِ الْبَاءَةَ فَلْیَصُمْ

۴۷۴۶ ـ حدثنا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِیَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِیْ عُمَارَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ یَزِیْدَ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ عَلْقَمَةَ وَالْاَسْوَدِ عَلٰی عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ كُنَّا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ شَبَابًا لَا نَجِدُ شَیْئًا فَقَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْیَتَزَوَّجْ فَاِنَّهٗ اَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَاَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَمْ یَسْتَطِعْ فَعَلَیْهِ بِالصَّوْمِ فَاِنَّهٗ لَهٗ وِجَآءٌ

روزہ شہوت کو کمزور کر دیتا ہے جیسے خصی ہونے سے شہوت ختم ہو جاتی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص کو زنا کا خطرہ ہو وہ کافور وغیرہ کے استعمال سے شہوت ختم کر سکتا ہے۔
(حدیث : ۱۷۸۶ ، جلد : ۳ کی شرح دیکھیں)

باب جو کوئی نکاح کی طاقت نہ رکھے وہ روزے رکھے

۴۷۴۶ ترجمہ : عبدالرحمٰن بن یزید نے کہا میں علقمہ اور اسود کے ہمراہ عبداللہ ابن مسعود کے پاس گیا تو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نوجوان نبی کریم

marfat.com

بَابُ كَثْرَةِ النِّسَآءِ

۴۷۴۷ـ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى اَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ اَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ اَخْبَرَهُمْ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَطَاءٌ قَالَ حَضَرْنَا مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ

صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور ہم کچھ نہ پاتے تھے (مفلس تھے) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فرمایا: اے نوجوانو! جو کوئی تم سے نکاح کی طاقت رکھتا ہے وہ نکاح کرے کیونکہ یہ نظر کو جھکاتا ہے فرج (شرمگاہ) کو (زنا سے) بچاتا ہے اور جو کوئی نکاح کی طاقت نہ رکھے اس پر روزے رکھنا ضروری ہیں یہ اس کے لئے وجاء ہیں (اسے خصی کر دیتے ہیں)

۴۷۴۶ ـــ شرح : امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا باء کے معنی میں اہلِ علم کے مختلف اقوال ہیں، لیکن اُن کا مآل واحد ہے۔ ان میں سے صحیح تر قول یہ ہے کہ اس کا لغوی معنی مراد ہے اور وہ جماع ہے یعنی جو کوئی تم میں سے جماع کی طاقت رکھتا ہے وہ نکاح کرے جبکہ وہ اس کی مشقت برداشت کر سکتا ہو اور جو کوئی اس کی مشقت سے عاجز ہونے کے باعث جماع کی طاقت نہیں رکھتا۔ وہ روزے رکھے تاکہ اس کی شہوت ختم ہو جائے اور مادۂ تولید کی شر نہ رہے جیسے خصی ہونے سے یہ چیز نہیں رہتی ،، اس قول کے مطابق ارشاد نبوی ہے جس میں صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن نوجوانوں کو خطاب فرمایا جنہیں عورتوں کی خواہش ہو اور وہ غالباً اس سے نظر انداز نہ ہو سکتے ہوں۔ بعض نے باء کا معنی مؤنِ نکاح ذکر کیا ہے (یعنی نکاح کے مصارف اور اخراجات) یعنی جو کوئی تم میں سے نکاح کی مشقت اور مصارف کی طاقت رکھتا ہے۔ وہ نکاح کرے ورنہ روزے رکھے۔ اُنھوں نے کہا جو شخص جماع سے عاجز ہو وہ شہوت روکنے کے لئے روزے رکھنے کا محتاج نہیں۔ لہٰذا "باء" کا معنی مؤنث ہوگا۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا مَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ ،، کا مفعول محذوف ہے۔ لہٰذا یہ احتمال ہے کہ اس سے مراد یہ ہو کہ جو کوئی باہ کی طاقت نہ رکھے یا جو کوئی نکاح کی طاقت نہ رکھے وہ روزے رکھے اس طرح ہر ایک صراحتاً واقع ہو جاتا ہے۔

علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث سے استدلال کیا کہ شہوت دفع کرنے کے لئے دوائی سے علاج کرانا جائز ہے۔ تاکہ شہوت کا جوش جاتا رہے اور پرسکون حالت ہو جائے۔ بالکل شہوت ختم کر دینا صحیح نہیں کیونکہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بعد میں انسان کو قدرت حاصل ہو جاتی ہے تو پھر ندامت اُٹھانی پڑتی ہے۔ اس حدیث سے بعض مالکیہ نے استدلال کیا ہے کہ مشت زنی حرام

marfat.com

جِنَازَةَ مَيْمُوْنَةَ بِسَرِفَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هٰذِهٖ زَوْجَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا رَفَعْتُمْ نَعْشَهَا فَلَا تُزَعْزِعُوْهَا وَلَا تُزَلْزِلُوْهَا وَارْفُقُوْا فَاِنَّهٗ كَانَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِسْعٌ كَانَ يُقْسِمُ لِثَمَانٍ وَلَا يَقْسِمُ لِوَاحِدَةٍ

ہے۔ لیکن حنفیہ نے ذکر کیا کہ جب عاجز ہو جائے اور زنا کا غلبہ ہو تو تسکین شہوت کیلئے مباح ہے۔

باب (عدل وانصاف کرنے والے کے لئے)
زیادہ عورتیں رکھنا

۴۷۴۷ — ترجمہ : عطاء نے کہا ہم ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ مقام سرف میں ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے جنازہ کے وقت حاضر تھے۔ تو ابن عباس نے کہا یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہیں۔ جب ان کا جنازہ اُٹھاؤ تو اس کو زیادہ حرکت نہ دو نرمی کرو (آہستہ چلو) کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نو بیبیاں تھیں آپ آٹھ کے لئے تقسیم فرماتے تھے ایک کے لئے تقسیم نہیں کرتے تھے۔

۴۷۴۷ شرح : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا مقصد ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کی تعظیم کا اظہار ہے۔ یعنی جس طرح سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں تعظیم کرتے تھے۔ اس وقت بھی اسی طرح تعظیم کرو۔ سیدہ ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا حارث بن عبد المطلب کی بیٹی ہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے چھ ہجری میں اُن سے نکاح فرمایا تھا اور اسی مقام سرف میں ان کی رخصتی ہوئی تھی اور اسی مقام میں اکاون ہجری میں اُنھوں نے وفات پائی۔ ایک قول کے مطابق ترپن ہجری میں وفات پائی۔ بعض چھپن ہجری میں وفات ذکر کی ہے۔ یہ مقام مکہ مکرمہ سے بارہ میل دُور ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی تھی اور اُنھوں نے قبر میں اُتارا تھا۔ جبکہ اُن کے ساتھ عبد الرحمٰن بن خالد بن ولید بھی تھے۔ ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا ابن عباس کی خالہ ہیں اور عبد الرحمٰن کے باپ کی بھی خالہ ہیں۔

marfat.com

اُمَّہَاتُ الْمُؤْمِنِیْنَ رضی اللہ عَنْہُنَّ

سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی وفات کے وقت آپ کی نو بیبیاں تھیں اور وہ سودہ، عائشہ حفصہ، ام سلمہ، زینب بنت جحش، ام حبیبہ، جویریہ، صفیّہ، میمونہ ہیں۔ اسی ترتیب سے اُن سے نکاح فرمائے اور سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی وفات کے بعد بدستور آپ کی عصمت میں رہیں۔

قولہ لثمان ،، یعنی سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے آٹھ بیویوں کی باری مقرر کر رکھی تھی اور ایک بیوی سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا نے اپنی باری ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو مفوّض کر دی تھی۔

ام المومنین سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا

سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم کی معمّر بیوی تھیں۔ آپ نے انہیں طلاق دینے کا ارادہ کیا تو اُنھوں نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! آپ مجھے طلاق نہ دیں۔ میں چاہتی ہوں کہ قیامت میں میرا حشر آپ کے ازواج میں ہو۔ میں اپنی باری عائشہ کو ہبہ کرتی ہوں کیونکہ عورتیں جو اپنے شوہروں سے خواہش رکھتی ہیں مجھ میں وہ نہیں ہے۔ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے انہیں اپنے زیرِ عاطفت میں رکھا اور طلاق کا ارادہ ملتوی کر دیا۔ حتیٰ کہ آپ وفات پا گئے۔ اسی طرح باقی ازواج مطہرات کی موجودگی میں آپ نے وفات پائی ،، اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ مسلم نے عطاء کے طریق سے حدیث ذکر کی کہ عطاء نے کہا جس بیوی کی باری مقرر نہ تھی وہ صفیہ بنت حیّی تھی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ عیاض نے طحاوی سے ذکر کیا کہ یہ عطاء کا وہم ہے صحیح یہی ہے کہ وہ سودہ بنت زمعہ ہیں۔ رضی اللہ عنہا ،،

عطاء سے ابن جریج نے روائت میں خطاء کی ہے اور صفیہ ذکر کر دی حالانکہ یہ درست نہیں چنانچہ ابن سعد نے ذکر کیا کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے باقی ازواج کی طرح صفیہ کی بھی باری مقرر کر رکھی تھی۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ابن سعد نے یہ واقدی سے ذکر کیا ہے اور واقدی حجّت نہیں اور اس کی حدیث قابلِ قبول نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ واقدی سے امام شافعی، ابوبکر بن ابی شیبہ ابو عبید، ابو خیثمہ روائت کرتے ہیں۔ مصعب زبیری نے کہا واقدی ثقہ مامون ہے۔ اسی طرح مسیّبی نے کہا ہے۔ ابو عبیدہ نے اسے ثقہ کہا ہے۔ دراوردی نے کہا واقدی حدیث میں امیر المؤمنین ہے۔ ۲۰۷ ہجری میں بغداد میں فوت ہُوئے جبکہ وہ بغداد کے قاضی تھے اور خیزران کے مقابر میں مدفون ہُوئے جبکہ ان کی عمر اٹھہتر (۷۸) برس تھی ،، (عینی) نعش بفتح النون وسکون العین یہ وہ ہے جس پر میّت رکھتے ہیں۔

marfat.com

۴۷۴۸ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَطُوْفُ عَلٰى نِسَآئِهٖ فِيْ لَيْلَةٍ وَّاحِدَةٍ وَلَهٗ تِسْعُ نِسْوَةٍ وَقَالَ لِيْ خَلِيْفَةُ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ اَنَّ اَنَسًا حَدَّثَهُمْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۴۷۴۹ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَكَمِ الْاَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْعَوَانَةَ عَنْ رَقَبَةَ عَنْ طَلْحَةَ الْيَامِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قَالَ لِيْ اِبْنُ عَبَّاسٍ هَلْ تَزَوَّجْتَ قُلْتُ لَا قَالَ فَتَزَوَّجْ فَاِنَّ خَيْرَ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَكْثَرُهَا نِسَاءً

۴۷۴۸ — ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم ایک رات میں اپنی تمام بیویوں کے پاس تشریف لے جاتے تھے جبکہ وہ نو خواتین تھیں (امام بخاری نے کہا) مجھے خلیفہ نے کہا کہ قتادہ سے روائت ہے کہ حضرت انس نے اُن سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم سے حدیث بیان کی۔

شرح : مقصد یہ ہے کہ قتادہ نے انس سے حدیث کی تصریح کی ہے۔

۴۷۴۹ — ترجمہ : سعید بن جبیر نے کہا مجھے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کیا تم نے نکاح کیا ہے؟ میں نے کہا جی نہیں! اُنھوں نے فرمایا نکاح کرو اس امت میں سب سے بہتر وہ ہے جس کی بیویاں زیادہ ہوں گی۔

۴۷۴۹ — شرح : اس حدیث میں سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم کی طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ اس امّت میں آپ کی بیبیاں اوروں سے زیادہ ہیں اور آپ ہی اس امّت سے بہتر ہیں اور امت بمعنی جماعت ہے یعنی جو اس جماعتِ اسلامیہ سے بہتر ہیں ظاہر ہے کہ وہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ہی ہیں اس امت کی قید کا فائدہ یہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ الصّلوٰۃ والسّلام سے اعتراض نہ ہو کیونکہ ان کی بیویاں سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بیبیوں سے

marfat.com

بَابٌ مَنْ هَاجَرَ أَوْ عَمِلَ خَيْرًا لِتَزْوِيجِ امْرَأَةٍ فَلَهُ مَا نَوَى

۴۷۵۰ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلْقَمَةَ ابْنِ وَقَّاصٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَمَلُ بِالنِّيَّةِ وَإِنَّمَا لِامْرِئٍ مَا نَوَى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللهِ وَرَسُولِهِ فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللهِ وَرَسُولِهِ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى دُنْيَا يُصِيبُهَا أَوِ امْرَأَةٍ يَنْكِحُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ

بہت زیادہ تھیں، چنانچہ ایک روائت کے مطابق حضرت سلیمان علیہ السلام کی ایک ہزار بیویاں تھیں جن میں سے تین سو آزاد اور سات سو باندیاں تھیں اور ان کے والد حضرت داؤد علیہ السلام کی ننانوے بیویاں تھیں۔ بعض علماء نے کہا اس کلام کا معنیٰ یہ ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں افضل اور بہتر وہ شخص ہے جس کی زیادہ بیویاں ہوں گی جبکہ وہ دوسرے فضائل میں مساوی ہوں۔

بابؔ جس نے ہجرت کی یا کسی عورت سے نکاح کرنے کے لئے اچھا عمل کیا تو اس کو وہی ثواب حاصل ہوگا جو اُس نے نیّت کی تھی ”

یعنی جس شخص نے دارِ اسلام کی طرف ہجرت کی حالانکہ ہجرت سے اس کا مقصد کسی عورت سے نکاح کرنا تھا یا کوئی اور نیک کام مطلوب تھا جس کے سبب عورت سے نکاح کرے گا تو اس کو وہی

marfat.com

بَابُ تَزْوِيجِ الْمُعْسِرِ الَّذِي مَعَهُ الْقُرْآنُ وَالْإِسْلَامُ فِيهِ سَهْلٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٤٧٥١ــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي قَيْسٌ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ كُنَّا نَغْزُو مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ لَنَا نِسَاءٌ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ أَلَا نَسْتَخْصِي فَنَهَانَا عَنْ ذٰلِكَ

ثواب حاصل ہوگا جو اس کی نیت میں تھا، کیونکہ باعث کون و مکان جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اعمال کا ثواب نیت پر موقوف ہے۔ او کما قال صلی اللہ علیہ وسلم!

٤٧٥٠ ترجمہ: عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عمل نیت پر موقوف ہے۔ ہر انسان کو وہی حاصل ہوگا جس کی وہ نیت کرے لہٰذا جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہے تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف اس کی ہجرت مقبول ہے اور جس کی ہجرت دنیا کے لئے ہے جس کو وہ حاصل کرنا چاہتا ہے یا کسی عورت کے لئے ہے جس سے وہ نکاح کرنا چاہتا ہے تو اس کی ہجرت اس کے لئے ہوگی جس کے لئے اُس نے ہجرت کی۔

(حدیث ۱ ج: ۱ کی شرح دیکھیں)

باب تنگدست کا نکاح کرانا جس کے پاس صرف قرآن اور اسلام ہے ،،

اس میں سہل بن سعد انصاری رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے ،،

یعنی وہ غریب اور فقیر آدمی جس کے پاس دُنیا کے مال سے کچھ نہیں اور اسے کچھ قرآن یاد ہے اور وہ مسلمان ہے اس سے مقصد یہ ہے کہ کفاءۃ صرف دین میں ہے مال و دولت میں نہیں ،،

marfat.com

بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ لِاَخِيْهِ اُنْظُرْ اَيُّ زَوْجَتَيَّ شِئْتَ حَتّٰى اَنْزِلَ لَكَ عَنْهَا رَوَاهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ

٤٧٥٢ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ عَنْ سُفْيٰنَ عَنْ حُمَيْدِنِ الطَّوِيْلِ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ قَدِمَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ فَاٰخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ الْاَنْصَارِيِّ وَعِنْدَ الْاَنْصَارِيِّ امْرَأَتَانِ فَعَرَضَ عَلَيْهِ اَنْ يُنَاصِفَهٗ اَهْلَهٗ وَ مَالَهٗ فَقَالَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِيْ اَهْلِكَ وَمَالِكَ دُلُّوْنِيْ عَلَى السُّوْقِ

ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیّت اور قیادت میں غزوہ کے لئے جارہے تھے جبکہ ہمارے ساتھ بیویاں نہ تھیں۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہم خصی نہ ہوجائیں؟ آپ نے ہمیں اس سے منع کر دیا۔

٤٧٥١ ـ شرح : اس حدیث کی مناسبت ترجمہ سے کچھ اس طرح ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو خصی ہونے سے منع فرمایا، حالانکہ وہ بیویوں کے محتاج تھے اور تنگ دست بھی تھے اور ہر ایک کو کچھ نہ کچھ قرآن کریم یاد تھا تو گویا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کے سبب نکاح کرادیا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان چھوٹا ہو یا بڑا اس کے لئے خصی ہونا حرام ہے۔ کیونکہ اس میں قطع نسل، تعذیب حیوان اور تغییر خلق اللہ ہے۔ بغوی نے کہا یہی حال ہر حیوان کا ہے جس کا گوشت نہیں کھایا جاتا اور جس کا گوشت کھایا جاتا ہے اس کو بچپن میں خصی کرنا جائز ہے بڑا ہوجائے تو حرام ہے۔

باب کسی آدمی کا اپنے بھائی سے کہنا میری دو بیویوں کو دیکھ جسے چاہے میں اسے طلاق دیتا ہوں۔

marfat.com

فَاَتَى السُّوْقَ فَرَبِحَ شَيْئًا مِّنْ اَقِطٍ وَشَيْئًا مِّنْ سَمْنٍ فَرَاٰهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ اَيَّامٍ وَعَلَيْهِ وَضَرٌ مِّنْ صُفْرَةٍ فَقَالَ مَهْيَمْ يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ تَزَوَّجْتُ اَنْصَارِيَّةً قَالَ فَمَا سُقْتَ قَالَ وَزْنَ نَوَاةٍ مِّنْ ذَهَبٍ قَالَ اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ

عبدالرحمٰن بن عوف نے اسے روائت کیا ہے !

۴۷۵۲ — ترجمہ : حمید طویل نے کہا میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سُنا کہ عبدالرحمٰن بن عوف (مکہ مکرمہ سے مدینہ منوّرہ) آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے ان کے اور سعد بن ربیع کے درمیان بھائی چارہ کیا۔ انصاری کی دو بیویاں تھیں اُس نے عبدالرحمٰن پر اپنی بیویاں اور مال پیش کیا کہ اس کو دو نصف کریں (نصف اس کو دے دیں) عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ تعالیٰ تمہاری بیویوں اور مال میں برکت کرے بازار کی طرف مجھے راہ نمائی کرو وہ بازار میں گئے اور خرید و فروخت کی اور پنیر اور روغن کی تجارت سے نفع حاصل کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے چند روز بعد عبدالرحمٰن کو دیکھا جبکہ اُن پر زردی دیکھی تو فرمایا : اے عبدالرحمٰن کیا حال ہے ؟ عرض کیا میں نے انصاری عورت سے نکاح کیا ہے۔ فرمایا مہر کیا دیا ؟ عرض کیا گٹھلی بھر سونا دیا ہے۔ فرمایا: ولیمہ کرو اگرچہ بکری ہی ہو۔"

۴۷۵۲ — شرح : حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ مال دار صحابہ کرام میں سے تھے۔ اور بہت بڑے تاجر تھے اور تجارت کے سبب بہت مالدار ہو گئے تھے۔ ایک دفعہ اُنھوں نے شام میں مال بھیجا جب قافلہ مالِ تجارت لے کر واپس آیا تو وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ قافلہ کی آمد پر ڈھول کی آواز سُنی تو بہت خوش ہُوئے کہ قافلہ سلامتی سے واپس آگیا ہے جب نماز میں یہ خیال آیا تو حضورِ قلب میں فتور واقع ہُوا تو بہت غمناک ہُوئے تو اسی وقت سارا مالِ تجارت فقراء اور مساکین کے لئے وقف کر دیا۔ ایک دوسری روائت میں ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے خواب میں دیکھا کہ عبدالرحمٰن بن عوف بہشت میں گھٹنوں اور سرین کے بَل چل رہے ہیں۔ اُنھوں نے اس خوشخبری سے پانچ سو دینار فقراء اور مساکین میں صدقہ کر دیا۔

قولہ وزن نواۃ من ذہب ،، یہ پانچ درہم کا نام ہے اس حدیث میں پانچ دراہم کی مقدار سونا مہر معجل

marfat.com

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّبَتُّلِ وَالْخِصَاءِ

۴۷۵۳ ـ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ ابْنُ سَعْدٍ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ سَمِعَ سَعِيْدَ ابْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ اَبِيْ وَقَّاصٍ يَقُوْلُ رَدَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنٍ التَّبَتُّلَ وَلَوْ اَذِنَ لَهُ لَاخْتَصَيْنَا

پر محمول ہے کم از کم مہر دس درہم ہے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: لَا مَهْرَ اَقَلُّ مِنْ عَشَرَةِ دَرَاهِمَ ،، وَضَرَ الخ خوشبو ملنا۔ صفراء زرد رنگ۔ (حدیث ۱۹۲۲ ج: ۳ کی شرح دیکھیں)

باب بیوی سے مجرد رہنا اور خصّی ہونا مکروہ ہے"

۴۷۵۳ ـــ ترجمہ: سعید بن مسیّب نے کہا میں نے سعد بن ابی وقاص سے سُنا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے عثمان بن مظعون کے مجرّد رہنے کو مسترد فرمادیا اگر آپ انہیں اجازت دیتے تو ہم خصّی ہو جاتے۔

۴۷۵۳ ـــ شرح: تبتّل بمعنی انقطاع ہے اور حدیث شریف میں جس تبتّل سے منع کیا گیا ہے۔ وہ عورتوں سے انقطاع اور نکاح ترک کرنا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کے ارشاد: وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ،، سے مراد اللہ تعالیٰ کی طرف کُلّی انقطاع اور اس کی عبادت ہے۔ ترکِ نکاح مراد نہیں؛ کیونکہ یہ خطاب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم سے ہے؛ حالانکہ آپ کو نکاح سے منع نہیں کیا۔ بلکہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے روائت کی ہے کہ خَيْرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَكْثَرُهَا نِسَاءً اس سے ان کی مراد سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم میں تبتّل یعنی نکاح ترک کرنا نصاریٰ کی شریعت تھی۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے تبتّل ،، سے منع فرمایا تاکہ نسل زیادہ ہو اور جہاد ہمیشہ قائم رہے۔

قولہ لَوْ اَذِنَ ،، یعنی اگر سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم تبتّل کی اجازت فرمادیتے جبکہ عثمان بن مظعون نے آپ سے اس کی اجازت طلب کی تھی تو لوگوں کے لئے خصّی ہونا جائز ہوتا؛ کیونکہ عثمان بن مظعون کا تبتّل

marfat.com

٤٧٥٤ ـ حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ اَنَّهٗ سَمِعَ سَعْدَ ابْنَ اَبِيْ وَقَّاصٍ يَقُوْلُ لَقَدْ رَدَّ ذٰلِكَ يَعْنِيْ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى عُثْمَانَ وَلَوْ اَجَازَ لَهٗ التَّبَتُّلَ لَاخْتَصَيْنَا

٤٧٥٥ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ قَيْسٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ كُنَّا نَغْزُوْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ لَنَا شَيْءٌ فَقُلْنَا اَلَا نَسْتَخْصِيْ فَنَهَانَا عَنْ ذٰلِكَ ثُمَّ رَخَّصَ لَنَا اَنْ نَنْكِحَ الْمَرْاَةَ بِالثَّوْبِ ثُمَّ قَرَاَ عَلَيْنَا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبَاتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ

کی اجازت چاہنا دراصل خصی ہونے کی اجازت مطلوب تھی ؛ چنانچہ عائشہ بنت قدامہ بن مظعون اپنے والد وہ اپنے بھائی عثمان بن مظعون سے روائت کرتے ہیں کہ عثمان نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ جنگوں میں عورتوں سے دور رہنا بہت دشوار ہے آپ ہمیں خصی ہونے کی اجازت فرمادیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا ہرگز نہ ہوگا بلکہ روزے رکھو، کیونکہ روزے شہوت کم کرتے ہیں بلکہ جس نے بھی خصی ہونے کی اجازت طلب کی اسے اجازت نہ دی گئی اور اسے روزے رکھنے کا حکم دیا گیا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

٤٧٥٤ ـ ترجمہ : سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن مظعون کو خصی ہونے سے منع فرمادیا۔ اگر انھیں تبتّل کی اجازت دیتے تو ہم بھی خصی ہو جاتے ،،

٤٧٥٥ ـ ترجمہ : قیس نے کہا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جہاد کرتے تھے جبکہ ہمارے پاس کوئی شئی نہ

marfat.com

وَقَالَ اَصْبَغُ اَخْبَرَنِیْ اِبْنُ وَهْبٍ عَنْ یُوْنُسَ بْنِ یَزِیْدَ عَنِ
اِبْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ
اِنِّیْ رَجُلٌ شَابٌّ وَاَنَا اَخَافُ عَلٰی نَفْسِیْ الْعَنَتَ وَلَا اَجِدُ مَا اَتَزَوَّجُ
بِهِ النِّسَاءَ فَسَکَتَ عَنِّیْ ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذٰلِكَ فَسَکَتَ عَنِّیْ ثُمَّ قُلْتُ
مِثْلَ ذٰلِكَ فَسَکَتَ عَنِّیْ ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذٰلِكَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ
عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَا اَبَاهُرَیْرَةَ جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا اَنْتَ لَاقٍ فَاخْتَصِرْ عَلٰی ذٰلِكَ
اَوْ ذَرْ

تھی۔ تو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ہم خصی نہ ہو جائیں تو آپ نے ہمیں اس سے منع کر دیا۔ پھر ہمیں رخصت دی کہ ہم کپڑے کے عوض عورت سے نکاح کریں (متعہ کریں جو بعد میں منسوخ ہو گیا۔ پھر یہ تلاوت فرمائی: یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَیِّبٰتِ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ ،، اے ایمان والو! اللہ نے جو پاک چیزیں تمہارے لئے حلال کی ہیں انہیں حرام نہ کرو اور حد سے نہ بڑھو! اللہ حد سے بڑھنے والوں سے محبت نہیں کرتا۔ اصبغ نے کہا مجھے ابن وہب نے یونس بن یزید کے ذریعہ ابن شہاب، ابی سلمہ سے خبر دی کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نوجوان مرد ہوں مجھے اپنے آپ پر زنا کا خوف ہے اور میں مال نہیں پاتا ہوں جس کے ساتھ عورتوں سے نکاح کروں۔ آپ خاموش رہے۔ پھر میں نے یہی عرض کیا تو آپ بدستور خاموش رہے۔ پھر میں نے اسی طرح کہا تو آپ نے فرمایا اے ابا ہریرہ جو تو کرنے والا ہے اس پر قلم خشک ہو چکا ہے خصی ہو یا نہ ہو۔

۴۷۵۵ — شرح: خصی ہونے یا نہ ہونے کی تقریر ابھی گزری ہے۔ اس حدیث میں عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ان الفاظ ،، ثُمَّ رَخَّصَ لَنَا ،، سے معلوم ہوتا ہے کہ عبداللہ بن مسعود نکاحِ متعہ کے جواز کے قائل ہیں۔ قرطبی نے کہا اس وقت عبداللہ بن مسعود کو متعہ کے نسخ کا علم نہ تھا جب نسخ کا علم ہوا تو اس سے رجوع کر لیا۔ صحیح یہ ہے کہ ایک غزوہ میں متعہ حلال ہوا تھا اس کے بعد منسوخ ہو گیا پھر غزوہ اوطاس میں تین روز کے لئے حلال ہوا۔ پھر قطعی طور پر ہمیشہ کے لئے حرام کر دیا گیا۔ قولہ ثم قرء علینا یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا آہ اس آیت کریمہ کا شانِ نزول ابن عباس

marfat.com

بَابُ نِكَاحِ الْاَبْكَارِ

وَقَالَ ابْنُ اَبِیْ مُلَیْكَةَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لِعَائِشَةَ لَمْ یَنْكِحِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِكْرًا غَیْرَكِ

رضی اللہ عنہ نے یہ بیان فرمایا کہ ایک آدمی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا : یارسول اللہ! جب میں گوشت کھاؤں تو مجھے عورتوں کی خواہش پیدا ہوتی ہے اس لئے میں نے اپنے لئے گوشت حرام کر دیا ہے تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کی حلال کی ہوئی پاک چیزیں حرام نہ کرو!

حلال کو حرام کرنا جائز نہیں

حضرات علماء کرام نے کہا کہ کسی کے لئے یہ جائز نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے جو کھانے پینے لباس، نکاح اور مکان وغیرہ اشیاء حلال کی ہیں وہ اُن پر حرام کرے اور جو اللہ تعالیٰ نے حلال کیا ہے اس کو ترک کرنے میں کوئی فضیلت نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی اطاعت کرنے میں ہی فضیلت اور نیکی ہے اور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو عمل کیا اور اپنی امت کے لئے مسنون قرار دیا اور اس طریقہ پر حضرات ائمہ راشدین، صحابہ کرام اور علماء عظام نے متابعت کی۔ اسی پر عمل کرنے میں ہی سعادت اور نیک بختی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ لوگ جو اچھے لباس پر قادر ہونے کے باوجود ردّی لباس اختیار کرتے ہیں اور صوف اور پشم کو ترجیح دیتے ہیں اور اسی طرح جو لوگ گوشت اور گندم کی روٹی ترک کرتے ہیں اور کمزور طعام جو عقل اور دماغ میں فطور پیدا کرے اور قوی بدنیہ جو صحت کا مدار ہیں کو کمزور کرے کو پسند کرتے ہیں یہ لوگ نہایت ہی غلطی پر ہیں؛ کیونکہ اچھے کھانے دل و دماغ پر اچھے اثرات پیدا کرتے ہیں اور ردّی طعام سے جسم بھی کمزور ہوتا ہے اور دل و دماغ بھی متاثر ہوتا ہے (عینی)

قولہ فَاخْتَصِ ،، یعنی خصی ہو یا نہ ہو اللہ کی قدر بہرحال نافذ ہوگی۔ یہ صیغۂ امر ہے، لیکن اس میں طلب فعل نہیں بلکہ خصی ہونے پر تہدید ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ فَمَنْ شَاءَ فَلْیُؤْمِنْ وَمَنْ شَآءَ فَلْیَكْفُرْ ،، سے تہدید مراد ہے۔ بعض کتب میں لفظ ،، اِقْتَصِرْ ،، ہے۔ اس تقدیر پر معنی یہ ہیں کہ تقدیر و تسلیم پر اقتصار اور اس کو ترک اور اس سے اعراض کرنا ہمارے نزدیک برابر ہے۔ جو نیک و بد تقدیر مقرر کی گئی ہے۔ وہ یقیناً پوری ہو کر رہے گی اور جو تقدیر میں نہیں وہ کبھی پیش نہ آئے گا۔ (بیضاوی)

marfat.com

۴۷۵۶ ـــ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَخِيْ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ لَوْ نَزَلْتَ وَادِيًا وَفِيْهِ شَجَرَةٌ قَدْ اُكِلَ مِنْهَا وَوَجَدْتَ شَجَرًا لَمْ يُؤْكَلْ مِنْهَا فِيْ اَيِّهَا كُنْتَ تُرْتِعُ بَعِيْرَكَ قَالَ فِي الَّذِيْ لَمْ يُرْتَعْ مِنْهَا يَعْنِيْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَتَزَوَّجْ بِكْرًا غَيْرَهَا

علامہ طیبی نے کہا معنیٰ یہ ہیں کہ جو کچھ میں نے ذکر کیا اس پر اقتصار کر اور اللہ کی قضاء سے راضی رہو یا جو ذکر کیا ہے اس کو چھوڑ دے اور اپنے حال پر رہے اور خصی ہو جائے اس تقدیر پر یہ تہدید پر مبنی ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو کسرِ شہوت کے لئے روزے رکھنے کا حکم نہ دیا گیا حالانکہ اُن کے علاوہ دوسروں کو یہ حکم دیا گیا تھا۔ اس کا جواب یہ ہے ابوہریرہؓ غالباً روزہ سے ہوتے تھے؛ کیونکہ وہ اصحابِ صفہ میں سے تھے اور وہ ہمیشہ روزے سے ہوتے تھے۔

باب کنواروں کا نکاح کرنا

ابکار بکر کی جمع ہے۔ عورت اور مرد دونوں پر اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ اسی طرح ثیب کا اطلاق مرد و زن پر ہوتا ہے۔ حدیث میں ہے البکر بالبکر جلد مأۃ و تقریب عامٍ قَالَ ابْنُ اَبِيْ مُلَيْكَةَ" ابن ابی مُلیکہ نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے سوا کسی کنواری خاتون سے نکاح نہیں کیا۔

۴۷۵۶ ـــ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے کہا یا رسول اللہ مجھے خبر دیں کہ آپ اگر کسی وادی میں ٹھہریں جس میں درخت ہوں اُن میں سے بعض کھائے گئے ہوں اور ایک درخت پائیں جس سے کچھ نہ کھایا گیا ہو آپ کس درخت سے اپنے اُونٹ کو کھلائیں گے۔ آپ نے فرمایا جس سے نہیں چرایا گیا۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا مقصد یہ تھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا

marfat.com

۴۷۵۷ — حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُرِيْتُكِ فِي الْمَنَامِ مَرَّتَيْنِ اِذْ رَجُلٌ يَحْمِلُكِ فِيْ سَرَقَةٍ حَرِيْرٍ فَيَقُوْلُ هٰذِهِ امْرَأَتُكَ فَاكْشِفُهَا فَاِذَا هِيَ اَنْتِ فَاَقُوْلُ اِنْ يَّكُنْ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ يُمْضِهِ

کے سوا کسی کنواری عورت سے نکاح نہیں کیا۔ (ایک روائت میں ہے کہ میں وہ عورت ہوں)

۴۷۵۷ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم مجھے خواب میں دو بار دکھائی گئی ہو، اچانک ایک آدمی تمہیں ریشمی کپڑے کے ٹکڑے میں اُٹھائے ہوئے کہتا ہے۔ یہ آپ کی بیوی ہے میں نے اس ٹکڑے کو کھولا تو وہ تمہاری صورت تھی۔ میں نے کہا اگر یہ اللہ کی طرف سے ہے تو وہ اسے جاری کرے گا۔

۴۷۵۷ — شرح : یہ فرشتہ تھا جو مرد کی صورت میں آیا تھا۔ ترمذی کی روائت میں ہے کہ جو فرشتہ ام المؤمنین عائشہ کی صورت لایا تھا وہ جبرائیل علیہ السلام تھے؛ چنانچہ ابن حبان کی صحیح میں ہے۔ میرے پاس جبرائیل ریشمی کپڑے کے ٹکڑے میں لائے اور کہا یہ دُنیا اور آخرت میں آپ کی بیوی ہے۔ طبقات ابن سعد میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت ہے کہ جبرائیل علیہ السلام ریشمی کپڑے میں آسمان سے میری صورت لے کر آئے اور سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا اس سے آپ نکاح کریں گے یہ آپ کی بیوی ہے

قولہ فَاِذَا هِيَ اَنْتِ ،، کلمہ اذا مفاجاۃ کے لئے ہے اور ضمیر کا مرجع وہ صورت ہے جو ریشمی کپڑے میں تھی۔ قولہ اِنْ يَّكُنْ ،، یعنی جو میں نے دیکھا ہے اگر یہ اللہ کی طرف سے ہے تو اللہ اس کو ضرور نافذ کرے گا۔ ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ دیکھا تھا وہ حتمی اور یقینی تھا؛ کیونکہ نبیوں کا خواب وحی ہوتا ہے؛ لیکن یہ احتمال ہے کہ خواب اسم ہو یا کنیت ہو کیونکہ خوابوں کے نام ہیں وہ یہ کہ جو دیکھے بعینہٖ وہی ہوتا ہے اور ان کی کنیتیں بھی ہیں وہ یہ کہ وہ شئی کی مثل وغیرہ ہوتی ہے۔ قاضی عیاض نے کہا ہو سکتا ہے کہ یہ خواب نبوت سے پہلے ہو۔ اگر نبوت کے بعد ہو تو اس کے تین معانی ہیں۔ اوّل یہ کہ خواب اپنے ظاہر پر ہو یہ تعبیر کی محتاج نہیں تو اس کو اللہ بعینہٖ جاری

marfat.com

بَابُ تَزْوِيجِ الثَّيِّبَاتِ

وَقَالَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا أَخَوَاتِكُنَّ

۴۷۵۸ — حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ حَدَّثَنَا سَيَّارٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَفَلْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَزْوَةٍ فَتَعَجَّلْتُ عَلَى بَعِيرٍ لِي قَطُوفٍ فَلَحِقَنِي رَاكِبٌ مِنْ خَلْفِي فَنَخَسَ بَعِيرِي بِعَنَزَةٍ كَانَتْ مَعَهُ فَانْطَلَقَ بَعِيرِي كَأَجْوَدِ مَا أَنْتَ رَاءٍ مِنَ الْإِبِلِ فَإِذَا النَّبِيُّ

اور ناقد کرے گا تو شک صرف اس میں ہے کہ خواب اپنے ظاہر پر ہے یا تعبیر کا محتاج ہے اور ظاہر سے پھرا ہوا ہے۔ دوسرا معنیٰ یہ ہے کہ مراد اگر یہی دنیا کی بیوی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ضرور جاری کرے گا اور یہ بات پوری ہو کر رہے گی۔ اس تقدیر پر شک صرف اس میں ہے کہ یہ آپ کی دنیاوی بیوی ہے یا اخروی بیوی ہے۔ تیسرا معنیٰ یہ ہے کہ آپ کو ہرگز شک نہ تھا آپ نے تحقیقی خبر دی ہے اور شک کی صورت میں ذکر کی ہے۔ یہ بلاغت کی قسم ہے۔ اس کو "مزج الشک بالیقین" کہتے ہیں۔"

باب ثَیِّبَہ عورت سے نکاح کرنا

ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ پر اپنی بیٹیاں اور بہنیں پیش نہ کرو "

ثَیِّب بر وزن فَیعِل ثاب بمعنی عاد ہے۔ غالباً وہ دوبارہ نکاح کی طرف عود کرتے ہیں۔ اس لیے انہیں ثیّب کہتے ہیں مرد و زن پر اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ کسائی سے یہ منقول ہے کہ مرد کو ثیّب اس وقت

marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا يُعَجِّلُكَ قُلْتُ كُنْتُ حَدِيْثَ عَهْدٍ بِعُرْسٍ
قَالَ بِكْرٌ اَمْ ثَيِّبٌ قُلْتُ ثَيِّبٌ قَالَ فَهَلَّا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ
قَالَ فَلَمَّا ذَهَبْنَا لِنَدْخُلَ قَالَ اَمْهِلُوْا حَتّٰى تَدْخُلُوْا لَيْلًا اَىْ عِشَاءً
لِكَىْ تَمْتَشِطَ الشَّعِثَةُ وَتَسْتَحِدَّ الْمُغِيْبَةُ

کہتے ہیں جبکہ اُس نے اپنی بیوی سے جماع کیا ہو اور عورت کو اس وقت ثیبہ کہتے ہیں جبکہ وہ اپنے شوہر سے ہم بستر ہوئی ہو۔

ترجمہ : جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غزوہ سے واپس آئے تو میں نے اپنے اونٹ پر چلنے میں جلدی کی جو سست رفتار تھا۔ مجھے پیچھے سے کوئی سوار ملا اُس نے میرے اونٹ کو چھوٹا سا نیزہ مارا جو اس کے پاس تھا۔ تو میرا اونٹ بہترین اونٹ کی طرح چلنے لگا۔ میں نے اچانک دیکھا تو وہ سوار جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ آپ نے مجھے فرمایا تمہیں کس چیز کی جلدی ہے۔ میں نے عرض کیا میری نئی نئی شادی ہوئی ہے۔ آپ نے فرمایا باکرہ عورت سے شادی کی ہے یا ثیبہ سے کی ہے۔ میں نے عرض کیا ثیبہ سے کی ہے۔ آپ نے فرمایا: باکرہ لڑکی سے شادی کیوں نہیں کی تو اس سے ملاعبت (دل لگی) کرتا اور وہ تجھ سے ملاعبت کرتی (اس طرح تم دونوں لطف اندوز ہوتے) جابر نے کہا جب ہم اپنے گھروں کو جانے لگے تو فرمایا ٹھہرو رات کے وقت گھروں کو جانا یعنی عشاء کے وقت تاکہ پراگندہ سر والی عورت کنگھی کرلے اور زیرِ ناف بال صاف کرلے"

۴۷۵۸ — شرح : یہ واقعہ غزوۂ تبوک کا ہے قطوف بمعنی سست رفتار۔ عنزہ" چھوٹا نیزہ کتاب البیوع میں چھڑی کا ذکر ہے۔ لیکن اس میں منافات نہیں، کیونکہ اس کا ایک کنارہ ٹیڑھا ہو اور دوسرے کنارے میں لوہا ہو تو اس پر دونوں اطلاق جائز ہیں۔ قولہ مایعجلک" تیری تیز رفتار کا سبب کیا ہے۔ رات کی عشاء سے تعبیر اس لئے کی ہے کہ رات کو آنے سے آپ نے منع فرمایا ہے، لیکن یہ ممانعت اس وقت ہے جب رات کو اچانک گھر آئے اور اگر بیوی کو معلوم ہو کہ وہ اس رات آرہے ہیں تو رات کو گھر آنا ممنوع نہیں۔ مغیبہ اس عورت کو کہتے ہیں جس کا شوہر سفر میں گیا ہو۔ کیونکہ ایسی عورتیں جن کے شوہر غائب ہیں۔ وہ کنگھی وغیرہ اور زیب و زینت نہیں کرتی ہیں۔ اس لئے انہیں کہا گیا کہ شوہروں کی آمد پر اپنے آپ کو سنوار لیا کریں تاکہ پراگندگی

marfat.com

۴۷۵۹۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَارِبٌ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ تَزَوَّجْتُ فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَزَوَّجْتَ فَقُلْتُ تَزَوَّجْتُ ثَيِّبًا فَقَالَ مَالَكَ وَلِلْعَذَارِیْ وَلُعَابِهَا فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِعَمْرِو ابْنِ دِيْنَارٍ فَقَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلَّا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ

بَابُ تَزْوِيْجِ الصِّغَارِ مِنَ الْكِبَارِ

۴۷۶۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ عَنْ عِرَاكٍ عَنْ عُرْوَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ عَائِشَةَ اِلٰى اَبِیْ بَكْرٍ فَقَالَ لَهٗ اَبُوْ بَكْرٍ اِنَّمَا اَنَا اَخُوْكَ فَقَالَ اَنْتَ اَخِیْ فِیْ دِيْنِ اللّٰهِ وَكِتَابِهٖ وَهِیَ لِیْ حَلَالٌ

سے اُن کے دلوں میں نفرت راہ نہ پائے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۴۷۵۹ ــــ ترجمہ: محارب نے کہا میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے سُنا کہ میں نے شادی کی تو مجھے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کس سے نکاح کیا ہے؟ میں نے عرض کیا بیوہ عورت سے کیا ہے۔ فرمایا تجھے کنواری لڑکیوں سے دل لگی نہیں ہے؟ میں نے یہ عمرو بن دینار سے ذکر کیا تو اُنھوں نے کہا میں نے جابر بن عبداللہ کو یہ کہتے سُنا ہے کہ مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے کنواری لڑکی سے شادی کیوں نہیں کی تو اس سے لطف اٹھاتا اور وہ تجھ سے لطف اندوز ہوتی۔

marfat.com

بَابٌ اِلٰی مَنْ یُّنْکِحُ وَاَیُّ النِّسَاءِ خَیْرٌ وَمَا یُسْتَحَبُّ اَنْ یَّتَخَیَّرَ لِنُطْفَتِہٖ مِنْ غَیْرِ اِیْجَابٍ

۴۷۶۱ــ حَدَّثَنَا اَبُوالْیَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ قَالَ

باب بڑی عمر والے کا چھوٹی عمر والی سے نکاح کرنا ،،

۴۷۶۰ــ ترجمہ : عراک بن مالک غفاری نے عروہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیق سے عائشہ کے ساتھ نکاح کا ذکر فرمایا تو ابوبکر صدیق نے کہا میں آپ کا بھائی ہوں (عائشہ آپ کی بھتیجی ہے) آپ نے فرمایا تم میرے اللہ کے دین میں بھائی ہو اور عائشہ میرے لئے حلال ہے۔

۴۷۶۰ــ مشرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح کرنے کی خواہش ذکر کی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ خیال ذکر کیا کہ وہ آپ کی بھتیجی ہے اور بھتیجی سے نکاح جائز نہیں۔ آپ نے فرمایا تم میرے دینی اور اسلامی بھائی ہو، کیونکہ مسلمان سب بھائی بھائی ہیں لیکن نکاح کا معاملہ نسب سے متعلق ہے اور تم نسب میں مجھ سے دُور ہو حقیقی اور نسبی بھتیجی سے نکاح حرام ہے لہٰذا عائشہ سے آپ کا نکاح جائز اور حلال ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ صحیح حدیث میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن مظعون کی بیوی خولہ بنت حکیم کو ابوبکر کے پاس بھیجا کہ ابوبکر سے عائشہ کے ساتھ نکاح کا ذکر کریں تو ابوبکر نے کہا کہ بھائی کی بیٹی سے نکاح کیسے جائز ہوگا؟ خولہ نے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر ابوبکر کا کلام عرض کیا تو آپ نے فرمایا اُن سے کہو وہ میرے دینی بھائی ہیں۔ نسبی بھائی کی بیٹی سے نکاح حرام ہے، لہٰذا تمہاری بیٹی میرے لئے حلال ہے۔ خولہ ابوبکر کے پاس آئیں اور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد انہیں پہنچایا تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہماری طرف سے حضور سے عرض کر دیں کہ ہم راضی ہیں۔ اس کا جواب یہ

marfat.com

حَدَّثَنَا اَبُوالزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَیْرُ نِسَآءٍ رَکِبْنَ الْاِبِلَ صَالِحُ نِسَآءِ قُرَیْشٍ اَحْنَاهُ عَلٰی وَلَدٍ فِیْ صِغَرِهٖ وَاَرْعَاهُ عَلٰی زَوْجٍ فِیْ ذَاتِ یَدِهٖ

یہ ہے کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خولہ بنت حکیم کو پیغام رسانی میں اپنا وکیل مقرر کیا تھا اور وکیل کا کلام مؤکل کا کلام ہوتا ہے۔ اس لئے آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خولہ کے کلام کو اپنا کلام قرار دیا لہٰذا خولہ کا کلام مجازاً آپ کا کلام تھا۔

باب کس عورت سے نکاح کرے اور کونسی عورتیں بہتر ہیں ،،

اور اپنی نسل کے لئے کونسی عورتیں اختیار کرنا مستحب ہے

۴۷۶۱ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اونٹوں پر سوار ہونے والی بہترین عورتیں قریش کی نیک عورتیں ہیں وہ بچے کی کمسنی میں بہت مہربان عورتیں ہیں اور شوہر کے مال کی بہت نگہبان ہیں۔

۴۷۶۱ــــ شرح : قولہ اَحْنَاہ ،، یہ حنو بمعنی شفقت سے مشتق ہے "وَلَد" کو نکرہ اس لئے ذکر کیا کہ وہ ہر بچہ پر نہایت مہربان ہیں اگرچہ بچہ اُن کے شوہر کی کسی دوسری عورت سے ہو۔ ابوذر کی روایت میں دد اَحْنَاہُ عَلٰی وَلَدِہٖ ،، ہے اور وَلد،، ضمیر غائب کی طرف مضاف ہے اس تقدیر پر معنی یہ ہے کہ وہ اپنے بچے پر مہربان ہوتی ہیں یعنی اگر ان کا بچہ یتیم ہو جائے تو اس کی رعائت کے لئے وہ دوسری شادی نہیں کرتیں۔ کیونکہ اگر عورت نکاح کرے تو پہلے بچہ کی نگہبانی نہیں کر سکتی۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ قریش کی عورتیں مریم علیہا السّلام سے افضل کیسے ہو سکتی ہیں جبکہ علماء مریم کی نبوت کے قائل ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے صالح نساء قریش فرمایا ہے اور مریم علیہا السّلام قریش سے نہیں ہیں۔ بعض علماء نے جواب یہ دیا ہے۔

marfat.com

بَابُ اِتِّخَاذِ السَّرَارِيِّ وَمَنْ اَعْتَقَ جَارِيَةً ثُمَّ تَزَوَّجَهَا

۴۷۶۲ــ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا صَالِحُ ابْنُ صَالِحٍ الْهَمْدَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الشَّعْبِيُّ قَالَ

کہ جو عورتیں اونٹوں پر سوار ہوتی ہیں اُن میں سے قریش کی نیک عورتیں بہتر ہیں۔ احناہ میں قیاس یہ تھا کہ اَحْنَاهُنَّ، کہا جاتا اور صالحہ نساء قریش بالتانیث کہا جاتا لیکن اسے باعتبار شخص ذکر کیا ہے اور مفرد اس لئے ذکر کیا کہ اس سے جنس مراد ہے۔ بعض نسخوں میں "صَالِحُوْ نِسَاءِ قُرَيْشٍ" بصیغہ جمع ہے اور صالحون سے نون اضافت کے باعث ساقط ہوگیا ہے۔ قریش کی عورتیں اپنے شوہروں کے حقوق کی بہت رعائت کرتی ہیں ان کے مال کی حفاظت کرتی ہیں اور امانت کی صیانت کرتی ہیں اور فضول خرچی نہیں کرتی ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب لونڈیاں رکھنا

جس نے اپنی لونڈی آزاد کرکے اس سے نکاح

سراری سُرِّیَہ کی جمع ہے۔ اور بکسر السین بھی پڑھا جاتا ہے جبکہ دونوں صورتوں میں یاء کو مشدد و مخفف پڑھتے ہیں۔ سریہ بکسر السین تسرُّر سے ماخوذ ہے جو سرّ بمعنی نکاح سے مشتق ہے یا بمعنی سرور ہے علامہ قسطلانی نے کہا سُرِّیَہ وہ لونڈی ہے جو جماع کے لئے رکھی جائے۔ فقہاء نے ایسی لونڈیوں کے نام میں شرط عائد کی ہے کہ اُن سے کم از کم ایک بار جماع کیا جائے۔ انہیں سراری اس لئے کہتے ہیں کہ غالباً شوہر اپنی بیوی سے ان کا معاملہ پوشیدہ رکھتا ہے۔ ابو درداء کی مرفوع حدیث میں ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سراری سے نکاح کرو ان کے رحم پاکیزہ اور بابرکت ہوتے ہیں۔ عمر فاروق نے فرمایا ان کی اولاد بہت عقلمند ہوتی ہے۔

۴۷۶۲ــ ترجمہ: ابو بردہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے پاس لونڈی ہو وہ اس کو اچھی تعلیم دے اور اچھے آداب سکھائے پھر اس کو آزاد کرکے اس سے نکاح کرلے اس کے لئے دگنا ثواب

marfat.com

حَدَّثَنِيْ اَبُوْبُرْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّمَا رَجُلٍ كَانَتْ عِنْدَهٗ وَلِيْدَةٌ فَعَلَّمَهَا فَاَحْسَنَ تَعْلِيْمَهَا وَاَدَّبَهَا فَاَحْسَنَ تَادِيْبَهَا ثُمَّ اَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا فَلَهٗ اَجْرَانِ وَاَيُّمَا رَجُلٍ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمَنَ بِنَبِيِّهٖ وَاٰمَنَ بِيْ فَلَهٗ اَجْرَانِ وَاَيُّمَا مَمْلُوْكٍ اَدّٰى حَقَّ مَوَالِيْهِ وَحَقَّ رَبِّهٖ فَلَهٗ اَجْرَانِ قَالَ الشَّعْبِيُّ خُذْهَا بِغَيْرِ شَيْءٍ قَدْ كَانَ الرَّجُلُ يَرْحَلُ فِيْمَا دُوْنَهَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ وَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ عَنْ اَبِيْ حَصِيْنٍ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْتَقَهَا ثُمَّ اَصْدَقَهَا ۴۷۶۳ حدثنا سَعِيْدُ بْنُ تَلِيْدٍ

ہے۔ اور جو کوئی اہلِ کتاب سے اپنے نبی پر ایمان لائے پھر میری تصدیق کرے اور مجھ پر ایمان لائے اس کے لئے دگنا ثواب ہے

اور جو مملوک اپنے مالکوں کا حق ادا کرے (ان کی خدمت ہے) اور اپنے رب کا حق ادا کرے (اس کی عبادت کرے) اسے دگنا ثواب ہے۔

شعبی نے کہا : یہ حدیث کسی معاوضہ کے بغیر لے جاؤ؛ حالانکہ اس سے پہلے اس سے کم مسائل میں مدینہ منورہ کا سفر کیا جاتا تھا۔ ابوبکر بن عیاش نے ابوحصین، ابوبردہ کے ذریعہ ابوموسیٰ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس کو آزاد کیا پھر اس سے نکاح کرلیا۔

۴۷۶۲ — شرح : یعنی شعبی نے کہا میں نے یہ مسئلہ تجھے کسی معاوضہ کے بغیر بتایا ہے۔ حالانکہ لوگ اس سے کم مسئلہ کی دریافت کے لئے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ کا سفر کیا کرتے تھے۔ شعبی کا مخاطب خراسانی آدمی تھا۔ (حدیث ۹۵ ج : ۱ کی شرح دیکھیں)

۴۷۶۳ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تین کذبات کے سوا کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ ایک دفعہ ابراہیم علیہ السلام ایک جابر کے پاس سے گزرے جبکہ آپ کے ساتھ سارہ تھیں "رضی اللہ عنہا"، ابوہریرہ نے پوری حدیث

marfat.com

أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ لَمْ يَكْذِبْ إِبْرَاهِيمُ إِلَّا ثَلَاثَ كَذَبَاتٍ بَيْنَمَا إِبْرَاهِيمُ مَرَّ بِجَبَّارٍ وَمَعَهُ سَارَةُ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ فَأَعْطَاهَا هَاجَرَ قَالَتْ كَفَّ اللهُ يَدَ الْكَافِرِ وَأَخْدَمَنِي أَجَرَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَتِلْكَ أُمُّكُمْ يَا بَنِي مَاءِ السَّمَاءِ

۴۷۶۴ — **حَدَّثَنَا** قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ أَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ خَيْبَرَ وَالْمَدِينَةِ ثَلَاثًا يُبْنَى عَلَيْهِ بِصَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ فَدَعَوْتُ الْمُسْلِمِينَ

ذکر کی۔ اس ظالم نے سارہ کو ہاجرہ دی۔ سارہ نے کہا اللہ تعالیٰ نے کافر کا ہاتھ روکے رکھا اور اُس نے مجھے آجرہ دی۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے آسمان کے پانی کے بیٹو یہی تمہاری ماں ہے۔

۴۷۶۳ — شرح : جھوٹ وہ کلام ہے جو واقع کے مطابق نہ ہو۔ ایسا کلام حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کبھی نہیں کیا ہے۔ اس حدیث میں جو تین بار کا ذکر ہے۔ یہ تین مقامات صرف ظاہری شکل میں جھوٹ نظر آتے ہیں۔ دراصل جھوٹ نہیں۔

(حدیث ۲۰۷۸ جلد : ۳ اور حدیث : ۳۱۴۳ جلد : ۵ کی شرح میں مکمل تفصیل مذکور ہے)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا : اے آسمان کے پانی کے بیٹو! یہی ہاجرہ تمہاری ماں ہے۔ عرب حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد ہیں اور ان کی والدہ ہاجرہ ہے۔ اکثر عرب وادیوں میں رہتے تھے اور بارش کے پانی سے طہارت وغیرہ کرتے تھے اور وہی پیتے تھے؛ کیونکہ اُن کی زندگی بارش کے پانی پر موقوف تھی۔ اس لئے انہیں فرمایا اور آسمان کے پانی کے بیٹو!

مجمع البحار میں اس کی وجہ اور بیان کی ہے وہ یہ کہ بنی ماء السماء سے مراد انصار ہیں؛ کیونکہ وہ عامر بن حارثہ

marfat.com

اِلٰی وَلِیْمَتِہٖ فَمَا کَانَ فِیْھَا مِنْ خُبْزٍ وَّلَا لَحْمٍ اَمَرَ بِالْاَنْطَاعِ فَاُلْقِیَ فِیْھَا مِنَ التَّمْرِ وَالْاَقِطِ وَالسَّمْنِ فَکَانَتْ وَلِیْمَتَہٗ فَقَالَ الْمُسْلِمُوْنَ اِحْدٰی اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ اَوْ مِمَّا مَلَکَتْ یَمِیْنُہٗ فَقَالُوْا اِنْ حَجَبَھَا فَھِیَ مِنْ اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاِنْ لَّمْ یَحْجُبْھَا فَھِیَ مِمَّا مَلَکَتْ یَمِیْنُہٗ فَلَمَّا ارْتَحَلَ وَطَّأَ لَھَا خَلْفَہٗ وَمَدَّ الْحِجَابَ بَیْنَھَا وَبَیْنَ النَّاسِ

کی اولاد ہیں جو نعمان بن مُنذر کا چچا ہے۔ اس کا لقب ماء السماء تھا۔ بعض نے کہا حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد کو "بنی ماء السماء" اس لئے کہتے ہیں کہ ان کا نسب پاک ہے اور انہیں شرفِ ذاتی حاصل ہے۔

۴۷۶۴ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خیبر اور مدینہ منورہ کے درمیان تین روز اس حال میں اقامت فرمائی کہ آپ نے صفیہ بنت حیی سے خلوت فرمائی تھی۔ میں مسلمانوں کو سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ولیمہ کے لئے بلاتا تھا۔ اُس ولیمہ میں نہ تو روٹی تھی اور نہ ہی گوشت تھا۔ آپ نے دسترخوان بچھانے کا حکم دیا اور اس پر کھجوریں، پنیر اور گھی رکھا گیا۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ولیمہ تھا۔ مسلمانوں نے کہا کہ صفیہ ام المؤمنین ہے یا آپ کی لونڈی ہے۔ پھر انھوں نے کہا اگر آپ نے پردہ کا حکم دیا تو ام المومنین ہے اور اگر پردہ کا حکم نہ دیا تو آپ کی باندی ہے۔ جب وہاں سے کوچ کیا تو ان کے لئے سواری پر اپنے پیچھے جگہ بنائی اور ان کے اور لوگوں کے درمیان پردہ کر دیا۔

۴۷۶۴ — شرح : اس حدیث کی مناسبت باب کے ساتھ اس طرح ہے کہ صحابہ کرام نے صفیہ کے ام المؤمنین ہونے اور آپ کی باندی ہونے پر تردُّد کیا تھا۔ اس اختلاف کی وجہ سے حدیث کی مطابقت ہے۔

حدیث : ۳۹۲۵ ج : ۶ کی شرح دیکھیں

قولہ بنیٰ علیہ، بیوی سے خلوت کرنا ہے۔ دراصل جب کوئی آدمی کسی عورت سے نکاح کرتا تھا تو اس کے ساتھ خلوت کے لئے اس پر قبہ لگاتے تھے تاکہ اس کے ساتھ تنہائی میں رہے۔

---

marfat.com

بَابُ مَنْ جَعَلَ عِتْقَ الْاَمَةِ صَدَاقَهَا

۴۷۶۵ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ وَّ شُعَيْبِ بْنِ الْحَبْحَابِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْتَقَ صَفِيَّةَ وَجَعَلَ عِتْقَهَا صَدَاقَهَا

باب جس نے باندی کو آزاد کرنا ہی اس کا مہر قرار دیا

یعنی اپنی لونڈی کو اس لئے آزاد کرتا ہے کہ اس سے نکاح کرے اور اس کو آزاد کرنا ہی اس کا مہر ہو۔ اس میں علماء کے مختلف اقوال ہیں۔ حسن بصری، ابراہیم نخعی، شعبی اور امام احمد رضی اللہ عنہم نے کہا یہ جائز ہے۔ جب اس سے عقد کیا تو آزادی کے بغیر اس کا کچھ مہر نہ ہوگا۔ سفیان ثوری اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ کا مسلک بھی یہی ہے۔ یہی مذہب امام شافعی کا ہے۔

امام نووی نے کہا امام شافعی کا مذہب یہ ہے کہ اگر لونڈی کو شرط پر آزاد کیا۔ اور لونڈی نے قبول کرلیا تو وہ آزاد ہو جائے گی۔ اور معتق سے نکاح کرنا اس پر لازم نہیں، بلکہ وہ اس سے اس کی قیمت وصول کرے گا؛ کیونکہ وہ مفت آزاد ہونے پر راضی نہیں ہوئی تھی۔ اگر وہ راضی ہوگئی اور اس نے اس سے مقرر مہر پر نکاح کیا تو شوہر پر لازم ہے کہ اس سے اس کی قیمت وصول کرلے اور بیوی شوہر سے مقرر کردہ مہر لے گی۔ اور اگر اس کی قیمت پر اس سے نکاح کیا تھا تو اگر اس کی قیمت شوہر کو یا بیوی کو معلوم ہو تو یہ مہر صحیح ہے نہ تو شوہر بیوی سے اس کی قیمت کا حقدار ہے اور نہ ہی بیوی مہر کی مستحق ہے۔ اور اگر قیمت مجہول ہے تو اس میں دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ مہر صحیح ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ مہر صحیح نہیں نکاح جائز ہے اور مہر مثل واجب ہے۔ امام ابو حنیفہ، محمد، زفر اور امام مالک رحمہم اللہ تعالیٰ نے کہا یہ نکاح جائز نہیں۔ امام طحاوی نے کہا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی کے لئے یہ جائز نہیں اور یہ آپ کی خصوصیت ہے؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اجازت دی ہے کہ مہر کے بغیر نکاح کرلیں۔ لہٰذا آپ عتاق پر نکاح کر سکتے ہیں جو مہر نہیں ہے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا اگر کسی نے ایسا نکاح

marfat.com

بَابُ تَزْوِيجِ الْمُعْسِرِ لِقَوْلِهِ تَعَالٰى إِنْ يَّكُونُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ

۴۷۶۶۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ ابْنُ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ قَالَ جَآءَتِ امْرَأَةٌ اِلٰى

کیا تو عورت آزاد ہو جائے گی اور شوہر پر اس کا مہر مثل واجب ہے۔ اور اگر اس نے نکاح کرنے سے انکار کر دیا تو اپنی قیمت میں سعی کر کے اس کو ادا کرے گی۔ امام مالک اور زفر نے کہا اس پر کوئی شئی واجب نہیں۔ اور وہ مفت آزاد ہو جائے گی۔

۴۷۶۵ — ترجمہ : انس بن مالک نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ کو آزاد کیا اور اس کو آزاد کرنا ہی مہر قرار دیا۔

۴۷۶۵ — شرح : اس حدیث سے حسن بصری اور ابراہیم اور ان کے ہم مسلک نے استدلال کیا کہ یہ مہر جائز ہے اور آزاد کرنا ہی اس کا مہر ہوگا۔

احناف اس کا جواب یہ ذکر کرتے ہیں کہ یہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کیونکہ مہر کا نام ذکر ہوا تو انھوں نے گمان کیا کہ یہی عتاق مہر ہے اگر عتق ہی مہر ہوتا تو حضرت انس اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم صفیہ کے ام المؤمنین ہونے میں تردد نہ کرتے اور یہ نہ کہتے کہ اگر صفیہ کو پردہ میں رکھا تو ام المؤمنین ہیں۔ اگر پردہ میں نہ رکھا تو باندی ہیں، حالانکہ باندی کا مہر نہیں ہوتا۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ مہر کے بغیر نکاح کرنا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات سے ہیں؛ چنانچہ قرآن کریم میں ہے : وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا الآیۃ اس سے صاف ظاہر ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر کے بغیر نکاح میں خصوصیت ہے۔

تیسرا جواب یہ ہے کہ امام طحاوی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا قول ذکر کیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا سے صفیہ کی طرح نکاح کیا تھا۔ پھر عبداللہ بن عمر نے کہا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا ایسے واقعہ کا حکم یہ ہے کہ نیا مہر مقرر کرے۔ ہو سکتا ہے کہ عبداللہ بن عمر نے یہ حضور سے سنا ہو یا ہو سکتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت خیال کی ہو۔ ہر دو صورتوں میں مذکور حدیث عتق کے مہر ہونے کی دلیل نہیں۔

marfat.com

رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ جِئْتُ اَھَبُ
لَکَ نَفْسِیْ فَنَظَرَ اِلَیْھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وَسَلَّمَ فَصَعَّدَ النَّظَرَ
فِیْھَا وَصَوَّبَہٗ ثُمَّ طَأْطَأَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَأْسَہٗ فَلَمَّا
رَأَتِ الْمَرْأَۃُ اَنَّہٗ لَمْ یَقْضِ فِیْھَا شَیْئًا جَلَسَتْ فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ اَصْحَابِہٖ
فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنْ لَمْ تَکُنْ لَکَ بِھَا حَاجَۃٌ فَزَوِّجْنِیْھَا فَقَالَ
وَھَلْ عِنْدَکَ مِنْ شَیْءٍ قَالَ لَا وَاللّٰہِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَقَالَ اذْھَبْ
اِلٰی اَھْلِکَ فَانْظُرْ ھَلْ تَجِدُ شَیْئًا فَذَھَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لَا وَاللّٰہِ
مَا وَجَدْتُ شَیْئًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُنْظُرْ وَلَوْ
خَاتِمًا مِنْ حَدِیْدٍ فَذَھَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لَا وَاللّٰہِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
وَلَا خَاتِمٍ مِّنْ حَدِیْدٍ وَلٰکِنْ ھٰذَا اِزَارِیْ قَالَ سَھْلٌ مَالَہٗ رِدَاءٌ
فَلَھَا نِصْفُہٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا تَصْنَعُ بِاِزَارِکَ
اِنْ لَبِسْتَہٗ لَمْ یَکُنْ عَلَیْھَا مِنْہُ شَیْءٌ وَاِنْ لَبِسَتْہُ لَمْ یَکُنْ عَلَیْکَ مِنْہُ

چوتھا جواب یہ ہے کہ امام بیہقی نے متصل اسناد کے ساتھ رزینہ کی حدیث ذکر کی کہ رزینہ نے کہا جب قریظہ اور نضیر دونوں قبیلے فتح ہوئے تو سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم صفیہ کو ہاتھ سے پکڑے ہوئے تشریف لائے پھر آپ نے اس کو آزاد کر کے نکاح کیا۔ اور اس کا مہر مقرر کیا۔ ان دلائل سے صاف ظاہر ہے کہ عتق مہر نہیں ہو سکتا (عینی)

باب غریب آدمی کا نکاح کرنا

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اگر وہ تنگدست ہیں تو اللہ انہیں اپنے فضل سے مالدار کر دیگا"

marfat.com

شَيْءٌ فَجَلَسَ الرَّجُلُ حَتّٰى إِذَا طَالَ مَجْلِسُهُ قَامَ فَرَاٰهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُوَلِّيًا فَأَمَرَ بِهِ فَدُعِيَ فَلَمَّا جَاءَ قَالَ مَا ذَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ قَالَ مَعِيْ سُوْرَةُ كَذَا وَسُوْرَةُ كَذَا عَدَّدَهَا فَقَالَ تَقْرَأُهُنَّ عَنْ ظَهْرِ قَلْبِكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ اذْهَبْ فَقَدْ مَلَّكْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ

یعنی تنگدست آدمی کا شادی کرنا جائز ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ اگر مسلمان تنگدست ہوں تو اللہ ان کو غنی کر دے گا۔ تنگدستی نکاح سے مانع نہیں ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مستقبل قریب میں اسے مالدار کر دے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا : اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو نکاح کی ترغیب دلائی ہے اور اس آیت کریمہ : وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَائِكُمْ الایۃ میں اللہ نے ان کو غنی کرنے کا وعدہ فرمایا ہے!

۴۷۶۶ — ترجمہ : سہل بن سعد ساعدی نے کہا ایک عورت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسُولَ اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میں حاضر ہوئی ہوں اور اپنی ذات آپ کو ہبہ کرتی ہوں (مہر کے بغیر) جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھا اور اس کی طرف نظر بلند فرمائی اور نیچی کی پھر سر مبارک جھکا لیا۔ صلی اللہ علیہ وسلم" جب اُس خاتون نے دیکھا کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں فرمایا تو وہ بیٹھ گئی۔ آپ کے صحابہ کرام میں سے ایک صاحب کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسُولَ اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! اگر آپ کو اس کی حاجت نہیں تو مجھ سے اس کا نکاح کر دیں۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تیرے پاس کچھ مال ہے اُس نے کہا یا رسُول اللہ! بخدا میرے پاس کچھ نہیں۔ آپ نے فرمایا اپنے گھر جاؤ اور دیکھو شاید کوئی شئی مل جائے وہ شخص گیا پھر واپس آیا اور کہا بخدا! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے گھر میں کوئی شئی نہیں پائی۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیکھو اگرچہ لوہے کی انگوٹھی ہی سہی۔ وہ گھر گیا پھر لوٹ آیا اور کہا اللہ کی قسم! یا رسُولَ اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میں لوہے کی انگوٹھی بھی نہیں پاتا ہوں، لیکن یہ میرا ازار ہے۔ سہل نے کہا اس کے پاس چادر بھی نہ تھی۔ اس مرد نے کہا اس کے لئے اس ازار کا نصف ہے۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو ازار کو کیا کرے گا اگر اسے تُو نے

marfat.com

بَابُ الْاَكْفَاءِ فِي الدِّيْنِ

وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا وَكَانَ رَبُّكَ قَدِیْرًا

باندھ لیا تو اس پر کچھ نہ ہوگا اور اگر اُس نے اوڑھ لی تو تیرے لئے کچھ نہ ہوگا۔ پس وہ آدمی بیٹھ گیا حتیٰ کہ جب بہت دیر بیٹھا رہا تو اُٹھا اور چلا گیا جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس کے متعلق حکم دیا زبانی یاد ہیں؟ اس نے کہا جی ہاں! مجھے یاد ہیں۔ آپ نے فرمایا: جاؤ میں نے جو کچھ تجھے قرآن یاد ہے اس کی برکت سے تجھے اس عورت کا مالک بنا دیا۔

۴۷۶۶ — شرح: ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہو سکتا ہے کہ یہ عورت حجاب نازل ہونے سے پہلے آئی ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ حجاب کے بعد نقاب پہن کر آئی ہو۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جس عورت سے منگنی کرنا ہو اس کا چہرہ دیکھنا جائز ہے اور یہ بھی معلوم ہُوا کہ لفظِ تملیک سے نکاح جائز ہے اور قسم لینے کے بغیر قسم کھانا جائز ہے۔ تنگدست بھی نکاح کر سکتا ہے۔ (حدیث: ۴۷۰۷ کی شرح دیکھیں)

باب دین و اسلام میں کفوء

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! خُدا وہ ہے جس نے منی کے پانی سے آدمی پیدا کیا اور اس کو ذونسب اور سُسرال والا بنایا تیرا ربّ قدرت والا ہے!"

قولہ "مکسور اکفآء پر معطوف ہے۔ اور کفوء بمعنی مثل اور مساوات ہے۔ یعنی دین میں کفوء واجب ہے لہٰذا مسلمانوں کا نکاح کافروں سے جائز نہیں اور صہر بمعنی اناث ہے کہ جن کے ساتھ مصاہرت کی جائے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نسب وہ ہے جن سے نکاح حلال نہیں اور صہر وہ ہے جن سے نکاح حلال ہے۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس آئت کریمہ کو ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ نسب اور صہر سے کفاءۃ کا تعلق ہے۔ محمد بن سیرین نے کہا یہ آئت کریمہ جناب رسالتمآب سرورِ کائنات مبدء جائزات علیہ التحیات والصلوات اور حیدرِ کرار علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں نازل ہُوئی جبکہ حضرت

marfat.com

٤٧٦٧ — حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ
الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ
اَبَا حُذَيْفَةَ بْنَ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ وَكَانَ مِمَّنْ
شَهِدَ بَدْرًا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبَنّٰى سَالِمًا
فَاَنْكَحَهٗ بِنْتَ اَخِيْهِ هِنْدَ بِنْتَ الْوَلِيْدِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ
وَهُوَ مَوْلًى لِاِمْرَاَةٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ كَمَا تَبَنَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْدًا وَكَانَ مَنْ تَبَنّٰى رَجُلًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ دَعَاهُ
النَّاسُ اِلَيْهِ وَوَرِثَ مِنْ مِيْرَاثِهٖ حَتّٰى اَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى
اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ اِلٰى قَوْلِهٖ وَمَوَالِيْكُمْ فَرُدُّوْا اِلٰى اٰبَائِهِمْ
فَمَنْ لَمْ يُعْلَمْ لَهٗ اَبٌ كَانَ مَوْلًى وَاَخًا فِي الدِّيْنِ فَجَآءَتْ سَهْلَةُ
بِنْتُ سُهَيْلِ بْنِ عَمْرٍو الْقُرَشِيِّ ثُمَّ الْعَامِرِيِّ وَهِيَ امْرَاَةُ اَبِيْ
حُذَيْفَةَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا كُنَّا
نَرٰى سَالِمًا وَلَدًا وَقَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ مَا قَدْ عَلِمْتَ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ

علی المرتضیٰ سے آپ نے سیدہ خاتون جنت صلوات اللہ وسلامہ علیہا کا نکاح کیا حالانکہ وہ آپکے چچازاد بھائی ہیں۔ گویا وہ ذونسب اور ذوصہر ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے نطفہ سے بشر پیدا کیا اور اس کی دو قسمیں کیں ایک ذونسب، چنانچہ کہتے ہیں فلاں بن فلاں، فلانہ بنت فلاں اور دوسرے صہر جس سے نکاح حلال کیا۔

٤٧٦٧ — ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابوحذیفہ بن عتبہ ابن ربیعہ بن عبد شمس جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدر میں حاضر ہوئے تھے، نے سالم کو متبنیٰ بنایا اور اپنی بھتیجی ہند بنت ولید بن عُتبہ بن ربیعہ سے اس کا نکاح کر دیا جبکہ وہ ایک

marfat.com

انصاری عورت کا آزاد کردہ غلام تھا جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زید کو منبنیٰ بنایا تھا۔ جاہلیت میں جو کوئی کسی آدمی کو متبنیٰ بناتا۔ لوگ اس کو اس کی نسبت سے بلاتے تھے اور وہ اس کی میراث پاتا تھا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آئت کریمہ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ الآیۃ نازل کی (کہ انہیں ان کے باپوں کے نام سے بلاؤ الخ) پھر ان کو باپوں کے نام سے بلانے لگے۔ اور جس کا باپ معلوم نہ تھا وہ مَوْلیٰ اور دینی بھائی ہوتا۔ سَہْلہ بنت سُہیل ابن عمرو قرشی پھر عامری جو حُذیفہ بن عُتبہ کی بیوی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوئی اور عرض کیا یارسُولَ اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! ہم سالم کو اپنا بچہ سمجھتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں جو نازل کیا ہے۔ وہ آپ جانتے ہیں اور پوری حدیث ذکر کی "

۴۷۶۷ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ ابوحذیفہ نے ایک انصاریہ عورت کے آزاد کردہ غلام سالم سے اپنی بھتیجی ہند کا نکاح کیا اور اس میں صرف دینی کفاءت کا اعتبار کیا یہ سالم فضلاء موالی اور خیارِ صحابہ سے شمار ہوتے ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کی بہترین ثناء بیان کرتے ہُوئے کہا جبکہ وہ زخمی ہو چکے تھے۔ آج اگر سالم زندہ ہوتا تو میں خلافت کا معاملہ شوریٰ کے سپرد نہ کرتا اور یہ کام سالم کے حوالہ کرتا جس کو وہ اختیار کرتا وہی خلافت کے لئے مناسب ہوتا۔ وہ یمامہ کی جنگ میں ابوحذیفہ کے ساتھ شہید پائے گئے کہ ایک دوسرے کے سر اُن کے پاس تھے۔ ان کے حق میں مذکور آئت کریمہ : وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَاءَكُمْ اَبْنَاءَكُمْ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِى السَّبِيْلَ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِى الدِّيْنِ وَمَوَالِيْكُمْ " نازل ہُوئی۔

یعنی نہ تمہارے لئے پالکوں کو (منہ بولے بیٹے) تمہارا بیٹا بنایا یہ تمہارے اپنے منہ کا کہنا ہے اور اللہ حق فرماتا ہے اور وہی راہ دکھاتا ہے، انہیں ان کے باپ ہی کا کہہ کر پکارو یہ اللہ کے نزدیک زیادہ ٹھیک ہے۔ پھر اگر تمہیں ان کے باپ معلوم نہ ہوں تو دین میں تمہارے بھائی ہیں اور بشریت میں تمہارے چچا زاد۔ بعض مفسرین نے کہا جب زید بن حارثہ نے اپنی بیوی زینب بنت جحش کو طلاق دے دی اور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے نکاح فرمایا تو یہودیوں اور منافقوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ "محمد" صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کر لیا ہے، حالانکہ ہمیں اس سے منع کرتے ہیں۔ ان کی تردید کے لئے اللہ نے یہ آئت نازل کی۔

قولہ فذکر الحدیث " امام نے پوری حدیث ذکر نہ کرنے کی وجہ نہیں ذکر کی۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا : پوری حدیث یہ ہے کہ سہلہ نے کہا : یارسول اللہ! سالم بالغ ہو چکا ہے وہ ہمارے گھر آتا ہے میرے خیال میں ابوحذیفہ اب اس کا گھر آنا پسند نہیں کرتے ہیں اور دل میں کچھ خیال کرتے ہیں۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے

marfat.com

۴۷۶۸ ـــ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى ضُبَاعَةَ بِنْتِ الزُّبَيْرِ فَقَالَ لَهَا لَعَلَّكِ أَرَدْتِ الْحَجَّ قَالَتْ وَاللّٰهِ لَا أَجِدُنِي إِلَّا وَجِعَةً فَقَالَ لَهَا حُجِّي وَاشْتَرِطِي وَقُولِي اللّٰهُمَّ مَحِلِّي حَيْثُ حَبَسْتَنِي وَكَانَتْ تَحْتَ الْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ

نے فرمایا اے سہلہ تم سالم کو اپنا دودھ پلا دو اس سے ابو حذیفہ کے خدشات دُور ہو جائیں گے، چنانچہ سہلہ نے اپنا دودھ دوہ کر سالم کو پلا دیا تو ابو حذیفہ کا وسوسہ جاتا رہا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جمہور علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ مدّت رضاع دو سال یا اڑھائی یا تین سال ہے۔ اس مدّت میں دودھ مُحَرِّم ہوتا ہے۔ نیز مذکور عمر میں دودھ پینے سے لازم آئے گا کہ اجنبی مرد بیگانی عورت کو مس کرے اور یہ حرام ہے اس کا جواب یہ ہے دودھ پینا مس کو مستلزم نہیں ہو سکتا ہے کہ دودھ دوہ کر پلایا ہو نیز ہو سکتا ہے کہ اس واقعہ کے وقت مدّت رضاع کی تعیین نہ ہو اس کے بعد مدّت مخصوص کر دی ہو جبکہ یہ آیت کریمہ: وَحَمْلُهَا وَفِصَالُهَا ثَلَاثُونَ شَهْرًا ،، نازل ہوئی ہو یا یہ سالم کے لئے خصوصیت ہو۔

۴۷۶۸ ـــ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضباعہ بنت زُبیر بن عبد المطلب کے پاس تشریف لے گئے اور اُن سے فرمایا شائد حج کا ارادہ رکھتی ہو اُنھوں نے عرض کیا جی ہاں اللہ کی قسم! میں اپنے آپ کو بیمار پاتی ہوں فرمایا حج کرو اور ساتھ ہی شرط بھی کر لو (کہ اگر میں عاجز ہو گئی تو احرام کھول دوں گی) اور کہو اے اللہ! میرے حلال ہونے کی وہ جگہ ہے جہاں تو مجھے روک دے۔ وہ مقداد بن اسود کی بیوی تھی۔

۴۷۶۸ ـــ شرح: ضباعہ مقداد کی بیوی تھی۔ اس جزء میں حدیث کی عنوان سے مطابقت ہے۔ اس کی تقریر یہ ہے کہ مقداد قریش کا حلیف تھا۔ اس کی نسبت اسود بن عبد یغوث کی طرف کی جاتی تھی، کیونکہ وہ اسود کا متبنّیٰ تھا اور اُس نے ضباعہ سے نکاح کیا تھا جبکہ وہ ہاشمیہ شریف النسب تھی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دینی کفاءت کافی ہے۔ نسبی کفاءت ضروری نہیں۔ علماء مجتہدین میں اس شرط کے متعلق اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت ابن مسعود، عمار، ابن عباس، سعید بن مسیّب، عطا، علقمہ اور شریح رضی اللہ عنہم

marfat.com

۴۷۶۹ــــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تُنْكَحُ الْمَرْاَةُ لِاَرْبَعٍ لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَجَمَالِهَا وَلِدِيْنِهَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّيْنِ تَرِبَتْ يَدَاكَ

نے اسے جائز کہا ہے۔ امام شافعی بھی یہی کہتے ہیں۔ احمد اور اسحاق کا قول بھی یہی ہے جبکہ ام المؤمنین عائشہ، عبداللہ بن عمر، امام ابوحنیفہ اور امام مالک کہتے ہیں۔ یہ شرط ممنوع ہے اور اس احرام سے افعالِ حج ادا کرتا رہے حتی کہ حج پورا کرے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس شرط کو نہ مانتے تھے وہ کہتے تھے کیا تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت کافی نہیں؟ جبکہ آپ نے کوئی شرط نہیں لگائی۔ اگر تمہیں کوئی حج سے روک دے تو وہ بیت اللہ کا طواف کرے۔ صفا مروہ کے درمیان سعی اور حلق یا قصر کرے تو اس کے لئے ہر شئ حلال ہو جاتی ہے۔ حتی کہ آئندہ سال حج کرے ہدی دے اگر ہدی نہ ملے تو روزے رکھے۔ ضباعہ بنت زبیر کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاں کسی کو حج سے روک دیا جائے تو وہ اس جگہ حلال ہو جائے اور ہدی نحر کرے،،

۴۷۶۹ــــ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: عورت چار خصلتوں کے باعث نکاح کی جاتی ہے۔ مال، نسب، خوبصورتی اور دینداری کے سبب،، تو دیندار عورت سے نکاح کر تیرے دونوں ہاتھ خاک آلود ہیں۔

۴۷۶۹ــــ شرح: علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ کلمہ دراصل دعاء ہے لیکن عرب اس کو انکار، تعجّب، تعظیم اور کسی شئ کی ترغیب دلانے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ یہاں یہی چوتھا معنیٰ مراد ہے کہ دیندار عورت سے نکاح کرو۔ محی السنہ نے کہا عربوں کی زبان پر یہ کلمہ جاری ہوتا ہے۔ جیسے لَا اَبَ لَکَ تیرا باپ نہ ہو تیری ماں تجھے گم پائے لیکن اس سے وقوعِ امر مراد نہیں ہوتا۔ بعض علماء نے کہا اس سے وقوعِ مراد ہے جبکہ وہ دین دار عورت کو نظر انداز کر کے مال دار اور خوبصورت وغیرہ کا متلاشی ہو۔ یعنی جو میں نے حکم دیا ہے اگر وہ نہ کرے تو تیرے دونوں ہاتھ خاک آلود ہوں۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ جاہلیّت میں لوگ اپنے آباؤ اجداد کے سبب فخر کیا کرتے تھے۔

marfat.com

۴۷۷۰ — حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ حَمْزَةُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ سَهْلٍ قَالَ مَرَّ رَجُلٌ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا تَقُوْلُوْنَ فِيْ هٰذَا قَالُوْا حُرِیٌّ اِنْ خَطَبَ اَنْ يُّنْكَحَ وَاِنْ شَفَعَ اَنْ يُّشَفَّعَ وَاِنْ قَالَ اَنْ يُّسْتَمَعَ قَالَ ثُمَّ سَكَتَ فَمَرَّ رَجُلٌ مِنْ فُقَرَاءِ الْمُسْلِمِيْنَ فَقَالَ مَا تَقُوْلُوْنَ فِيْ هٰذَا قَالُوْا حُرِیٌّ اِنْ خَطَبَ اَنْ لَا يُنْكَحَ وَاِنْ شَفَعَ اَنْ لَا يُشَفَّعَ وَاِنْ قَالَ اَنْ لَا يُسْتَمَعَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا خَيْرٌ مِّنْ مِلْءِ الْاَرْضِ مِثْلِ هٰذَا

اور اُن کے مناقب اور مفاخر ذکر کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس حکم کو منسوخ فرمایا، ارشاد فرمایا: اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاكُمْ ،، تم میں اللہ کے نزدیک باعزت وہ ہے جو دیندار اور متقی ہے ابن بطال مالکی شارح بخاری نے کہا علماء نے اکفاء میں اختلاف کیا ہے کہ وہ کیا ہیں۔ امام مالک رحمہ اللہ نے کہا کفو صرف دین میں ہے۔ اس میں تمام مسلمان ایک دوسرے کے کفو ہیں۔ عربی اور موالی قریشیہ عورت سے نکاح کر سکتے ہیں۔ اُنہوں نے عمر فاروق، عبداللہ بن مسعود، عمر بن عبدالعزیز اور ابن سیرین رضی اللہ عنہم سے یہ روائت کی ہے اور اس آئت کریمہ: اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاكُمْ ،، سے استدلال کیا ہے۔ نیز اُنھوں نے سالم کی حدیث سے استدلال کیا کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عَلَيْكَ بِذَاتِ الدِّيْنِ کہ دین دار عورت سے نکاح کرو۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سلمان فارسی سے اپنی صاحبزادی کا نکاح کرنے کی خواہش کی تھی۔ نیز سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے نبی بیاضہ ابوہند کو نکاح کر دو!

اُنھوں نے کہا یا رسولَ اللہ ،، صلی اللہ علیہ وسلم ،، کیا ہم اپنی لڑکیاں اپنے آزاد کردہ غلاموں سے نکاح کر دیں؟ تو یہ آئت کریمہ: اِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى الایۃ ،، ابوداؤد، امام ترمذی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہارے پاس کوئی شخص شادی کا پیغام لائے جس کے دین اور اخلاق کو تم پسند کرو تو اس کو نکاح کر دو۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ

marfat.com

نے فرمایا قریش ایک دوسرے کے کفوٗ ہیں۔ عربوں میں سے کوئی بھی قُریش کا کفوٗ نہیں اور نہ ہی موالی میں سے کوئی عربوں کا کفوٗ ہے۔ نیز اُنھوں نے کہا جو کوئی مہر ادا کرنے اور نان و نفقہ پر قادر نہ ہو وہ کبھی کفوٗ نہیں ہو سکتا اُنھوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث سے استدلال کیا کہ قریش ایک دُوسرے کے کفوٗ ہیں، لیکن جولاہے اور حجام وغیرہ ان کے کفوٗ نہیں ہیں۔ واللہ ورسُولہ اعلم!

۴۷۷۰ — ترجمہ : سہل بن سعد انصاری رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا تو آپ نے فرمایا اس شخص کے بارے میں تم کیا کہتے ہو۔ صحابہ نے عرض کیا یہ شخص اس کے لائق ہے کہ اگر یہ نسبت کرے تو اس کا نکاح کیا جائے گا اور اگر سفارش کرے تو قبول کی جائے گی اگر یہ بات کرے تو اس لائق ہے کہ اس کی بات سُنی جائے۔ سہل نے کہا : پھر آپ خاموش ہو گئے۔ اتنے میں فقراء مسلمین سے ایک آدمی گزرا تو آپ نے فرمایا اس کے متعلق تم کیا کہتے ہو۔ صحابہ نے کہا یہ اس کے لائق ہے کہ اگر یہ نسبت کرے تو نکاح نہ کیا جائے اگر سفارش کرے تو قبول نہ کی جائے۔ اگر بات کرے تو سنی نہ جائے۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ پہلے شخص جیسے لوگوں سے زمین بھر جانے سے بہتر ہے۔

۴۷۷۰ — شرح : پہلے گزرنے والے شخص کا نام معلوم نہیں ؛ البتہ دُوسرا آدمی جو فقراءِ مسلمین سے تھا اس کا نام جُعَیل بن سراقہ بتایا جاتا ہے بعض نے کہا اس کا نام ابو عمر جعال بن سراقہ تھا۔ اس میں اور اقوال بھی ہیں۔ یہ شخص نیک اور صالح تھا، لیکن خوبصورت نہیں تھا۔ اس کے منہ پر چیچک کے سیاہ داغ تھے۔ یہ قدیم الاسلام تھا اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ اُحد میں حاضر تھا۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلے جیسے مالدار شخص سے رُوئے زمین بھر جائے تو یہ فقیر مسکین اس سے بہتر ہے

علامہ قسطلانی رحمہ اللہ نے کہا اس سے ہر فقیر مسلمان کی فضیلت لازم نہیں آتی اور یہ واضح ہے ہاں البتہ فقیر مسلمان دیندار مال دار سے بہتر ہے۔ باب کا عنوان بھی یہی ہے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے ؟ کہ فقیر غنی سے افضل ہو اس کا جواب یہ ہے کہ غنی اگر کافر ہے تو بات واضح ہے اور اگر مسلمان ہے تو سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نورِ نبوت سے معلوم کر لیا ہو گا۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ غنی کو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دیکھا اور پہچانا تھا اور اس کی وصف بھی بیان کی تھی کہ اگر وہ نسبت کرے تو نکاح کر دیا جائے گا اگر سفارش کرے تو قبول کی جائے اور اس کی بات سُنی جائے گی۔ ایسے اوصاف والا شخص کیسے کافر ہو سکتا ہے۔ لہٰذا وہ مسلمان ہی ہو گا۔ پس علامہ کرمانی کا کلام منظور فیہ ہے۔

marfat.com

بَابُ الْاَكْفَاءِ فِي الْمَالِ وَتَزْوِيجُ الْمُقِلِّ الْمُثْرِيَةَ

۴۷۷۱ ـ حدثنی يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِي عُرْوَةُ اَنَّهٗ سَاَلَ عَائِشَةَ وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى قَالَتْ يَا ابْنَ اُخْتِي هٰذَا الْيَتِيْمَةُ تَكُوْنُ فِي حَجْرِ وَلِيِّهَا فَيَرْغَبُ فِي جَمَالِهَا وَمَالِهَا وَيُرِيْدُ اَنْ يَنْتَقِصَ صَدَاقَهَا فَنُهُوْا عَنْ نِكَاحِهِنَّ اِلَّا اَنْ يُقْسِطُوْا فِي اِكْمَالِ الصَّدَاقِ وَاُمِرُوْا بِنِكَاحِ مَنْ سِوَاهُنَّ قَالَتْ وَاسْتَفْتَى النَّاسُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ يَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ اِلٰى وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ لَهُمْ اَنَّ الْيَتِيْمَةَ اِذَا كَانَتْ ذَاتَ جَمَالٍ وَّمَالٍ رَغِبُوْا فِي نِكَاحِهَا وَنَسَبِهَا فِي اِكْمَالِ الصَّدَاقِ وَاِذَا كَانَتْ مَرْغُوْبَةً عَنْهَا فِي قِلَّةِ الْمَالِ وَالْجَمَالِ تَرَكُوْهَا وَاَخَذُوْا غَيْرَهَا مِنَ النِّسَآءِ قَالَتْ

باب مال میں کفو ہونا اور مفلس کا مالدار عورت سے نکاح کرنا

۴۷۷۱ ـ ترجمہ : ابن شہاب نے کہا مجھے عروہ نے خبر دی کہ اُنھوں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس آیت کریمہ : وَاِنْ خِفْتُمْ اَنْ لَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى کے بارے میں پوچھا تو اُنھوں نے فرمایا اے میرے بھانجے یہ یتیم عورت ہے جو اپنے ولی کی پرورش میں ہوتی تھی وہ اس کی خوبصورتی اور مال میں رغبت کرتا اور اس کی یہ خواہش ہوتی کہ (اس سے نکاح کرلے) اور اس کا مہر کم دے۔ اس لئے انہیں اُن کے ساتھ نکاح کرنے سے منع کیا

marfat.com

فَكُمَا يَتْرُكُوْنَهَا حِيْنَ يَرْغَبُوْنَ عَنْهَا فَلَيْسَ لَهُمْ اَنْ يَنْكِحُوْهَا اِذَا رَغِبُوْا فِيْهَا اِلَّا اَنْ يُقْسِطُوْا لَهَا وَيُعْطُوْهَا حَقَّهَا الْاَوْفٰى مِنَ الصَّدَاقِ

بَابُ مَا يُتَّقٰى مِنْ شُؤْمِ الْمَرْأَةِ

قَوْلُهُ تَعَالٰى اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ

مگر یہ کہ ان کے مہر میں انصاف کریں اور اُن کے سوا اور عورتوں سے نکاح کرنے کا حکم دیا گیا۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اس کے بعد لوگوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فتویٰ پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آئت کریمہ : يَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ - اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ ،، تک نازل فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا کہ یتیم عورت جب خوبصورت اور مال دار ہو تو وہ مہر پُورا دینے میں اس سے نکاح اور نسب میں رغبت کرتے (اپنی طرف نسبت کرتے) اور جب وہ قلیل مال و جمال کی وجہ سے پسند نہ ہوتی تو اس کو چھوڑ دیتے اور اس کے سوا دوسری عورتیں لیتے (ام المؤمنین نے کہا) جب ان میں رغبت نہیں ہوتی تو انہیں چھوڑ دیتے ہیں تو ان کے لئے یہ جائز نہیں کہ جب ان میں خوبصورتی اور مالداری کے باعث) رغبت کریں تو اُن سے نکاح کریں مگر یہ کہ ان کے لئے انصاف کریں اور انہیں ان کا پُورا حق دیں (پُورا مہر ادا کریں)

۴۷۷۱ شرح : اس حدیث کی باب سے مطابقت اس طرح ہے کہ جو کوئی مالدار یتیم عورت کا ولی ہو تو اس کے لئے جائز ہے کہ اس سے نکاح کرلے جبکہ اس کو پُورا مہر ادا کرے (حدیث : ۴۲۶۰ کی شرح دیکھیں)

باب عورت کی نحوست سے پرہیز کرنا

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! تمہاری بعض اولاد اور بیویاں تمہارے لئے دشمن ہیں!

شوم یمن کی ضد ہے۔ یہ دراصل شُئُم تھا۔ واؤ ہمزہ کا بدل ہے۔ پھر ہمزہ ترک کر دیا گیا اور شُوم ہی پڑھتے ہیں۔ عورت کا مشوم یعنی منحوس ہونا یہ ہے کہ بچہ نہ پیدا کرے اور عقیمہ رہے۔ جس عورت کا مہر بہت زیادہ ہو اور وہ بدخُلق ہو تو وہ بھی منحوس ہوتی ہے۔ آئت کریمہ میں لفظِ "مِنْ" تبعیضیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض عورتیں منحوس ہوتی ہیں۔ ساری نہیں۔

marfat.com

۴۷۷۲ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حَمْزَةَ وَسَالِمٍ ابْنَيْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الشُّؤْمُ فِي الْمَرْاَةِ وَالدَّارِ وَالْفَرَسِ

۴۷۷۳ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْعَسْقَلَانِيُّ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ ذَكَرُوا الشُّؤْمَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ كَانَ الشُّؤْمُ فِيْ شَيْءٍ فَفِي الدَّارِ وَالْمَرْاَةِ وَالْفَرَسِ

۴۷۷۴ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنْ كَانَ فِيْ شَيْءٍ فَفِي الْفَرَسِ وَالْمَرْاَةِ وَالْمَسْكَنِ

۴۷۷۲ — ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : نحوست ، عورت ، مکان اور گھوڑے میں ہوتی ہے۔

شرح : مکان کی نحوست یہ ہے کہ وہ تنگ ہو اور اس کا ہمسایہ بُرا ہو۔ گھوڑے کی نحوست یہ ہے کہ وہ جنگ کے قابل نہ ہو اور دوڑ نہ سکے۔ بسا اوقات بہت سُست پڑ جائے۔ عورت کی نحوست۔ اس کا بدخلق ہونا بچہ پیدا نہ کرنا اور شوہر کی نافرمانی کرنا (حدیث ۴ کی شرح دیکھیں)

۴۷۷۳ — ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شوم (نحوست) کو ذکر کیا تو آپ نے فرمایا : اگر نحوست کسی شئ میں ہو تو مکان، عورت اور گھوڑے میں ہوتی ہے۔

۴۷۷۴ — ترجمہ : سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کسی شئ میں نحوست ہے تو وہ گھوڑے،

marfat.com

۴۷۷۵ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا عُثْمَانَ النَّهْدِيَّ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا تَرَكْتُ بَعْدِيْ فِتْنَةً اَضَرَّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَآءِ

عورت اور مکان میں ہے۔

۴۷۷۳ — ۴۷۷۴ — شرح : یعنی حدیث کا مفہوم یہ نہیں کہ مذکور تینوں منحوس ہوتے ہیں بلکہ مقصد یہ ہے کہ اگر نحوست ہو تو وہ صرف اِن تین میں ہو سکتی ہے اور وہ بھی تمام میں نہیں بلکہ بعض میں ہوتی ہے۔ احمد، حاکم اور ابن حبّان نے سعد کی مرفوع حدیث ذکر کی کہ نیک عورت، اچھا مکان اور اچھی سواری ان تینوں میں ابن آدم کی نیک بختی ہیں۔ اور ابن آدم کی بدبختی تین چیزوں میں ہے۔ بری عورت، بُرا مکان اور بُری سواری۔ حاکم نے ذکر کیا: تین چیزیں منحوس ہیں۔ عورت جسے دیکھے تو وہ تجھے بُری لگے اور وہ تجھ سے بدزبانی کرے اور سُست گھوڑا اگر تو اسے مارے تو تجھے مشقت کرنی پڑے اگر چھوڑ دے تو ساتھیوں کو نہ پہنچ سکے اور مکان تنگ ہو اس میں نفع کم ہو۔ ان تینوں میں نحوست منحصر نہیں کیونکہ ایک عدد کا ذکر ماسوائی نفی نہیں کرتا ہے۔ ہو سکتا ہے ان کے علاوہ بھی بعض چیزوں میں نحوست ہو؛ چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر نحوست کسی چیز میں ہے تو مکان۔ خادم اور گھوڑے میں ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

علامہ قسطلانی نے ذکر کیا اگر نحوست کا وجود ہوتا تو اِن تینوں میں ہوتا، لیکن ان میں اس کا وجود نہیں اور مذکور حدیث ارشاد پر محمول ہے۔ اس میں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہترین راہنمائی فرمائی ہے کہ اگر مکان میں سکونت کو اچھا نہیں جانتا تو نقلِ مکانی کر لے اور اگر عورت اچھی نہیں سمجھتا اس کے ساتھ معاشرت بے سود جانتا ہے تو اسے طلاق دیدے۔ اگر گھوڑا سست رفتار ہے تو فروخت کر دے اور اپنے سے زیاں کا ازالہ کرے۔

۴۷۷۵ — ترجمہ : اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے بعد عورتوں سے زیادہ مضرّ کوئی فتنہ نہیں چھوڑا

۴۷۷۵ — شرح : دیگر اشیاء کی نسبت عورتوں کا فتنہ سخت خطرناک ہے؛ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَآءِ الآیۃ، اِس

marfat.com

بَابُ الْحُرَّةِ تَحْتَ الْعَبْدِ

۴۷۷۶ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ

آئت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے مذکور اشیاء کو شہوات فرمایا، کیونکہ پہلے انہیں مبہم ذکر کیا۔ پھر بیان کیا کہ وہ عورتیں، بیٹے، سونا چاندی اور گھوڑوں کی کثرت ہے۔ معلوم ہُوا کہ مذکور اشیاء بعینہا شہوات ہیں گویا کہ کہا گیا شہوات کی محبت لوگوں کے لئے آراستہ کی گئی ہے اور وہ عورتیں ہیں عورتوں سے شہوات کو علیحدہ ذکر کیا، حالانکہ یہ نفس شہوات ہیں گویا کہ کہا گیا یہ اشیاء صرف شہوات اور اُن سے فائدہ اُٹھانے کے لئے پیدا کی گئی ہیں، لیکن مقام کا مقتضیٰ مذمت ہے۔ عارفین کے نزدیک شہوت کا لفظ رذیل ہے اور شہوت سے فائدہ اُٹھانا بہائم اور چوپایوں کا حصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آئت کریمہ میں دوسری اشیاء سے پہلے عورتوں کو ذکر کرنے میں یہ اشارہ کیا ہے کہ شہوت میں اصل عورتیں ہیں اور ان کا فتنہ بہت سخت ہے انسان عورت کی وجہ سے لڑکے سے محبت کرتا ہے۔ اور جو عورت اس کی عصمت میں ہو اس کے لڑکے سے محبت کرتا ہے۔ اور اپنی مطلقہ یا فوت شدہ بیوی کے لڑکے سے کم محبت کرتا ہے۔

مجاہد نے اس آئت کریمہ: اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ ،، کی تفسیر میں ذکر کیا کہ یہ مرد کو قطع رحمی اور اللہ کی معصیت پر اُبھارتی ہیں ان کے ہوتے ہوئے طاعت نہیں کر سکتا۔ بعض حکماء نے کہا عورتیں شر ہی شر ہیں۔ ان کی زیادہ شر یہ ہے کہ انسان ان سے مستغنی نہیں ہو سکتا۔ یہ کم عقل اور ناقصِ دین ہونے کے باوجود آدمی کو اس شئ پر آمادہ کرتی ہیں جس میں عقل و دین کا نقص ہو اور وہ دینی امور کی طلب سے غفلت کرنا اور دنیا کی طلب پر مرمٹنا ہے یہ بہت بڑا فساد ہے۔ صدق اللہ و رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم! (قسطلانی)

ایک روائت میں ہے جب اللہ تعالیٰ نے عورت کو پیدا کیا تو شیطان بہت خوش ہُوا اور کہنے لگا یہ میری رسّی ہے جسے میں اس میں لانا چاہوں گا۔ وہ اس سے بچ نہیں سکے گا۔ حدیث شریف میں ہے: اَلنِّسَاءُ حُبَالَى الشَّيْطَانِ ،، عورتیں شیطان کی رسیاں ہیں۔ ایک روائت میں ہے شرارتی عورتوں سے پناہ چاہو اور نیک عورتوں سے بچتے رہو۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عورتیں ابلیس لعین کا مضبوط ہتھیار ہیں (عینی)

باب ـ آزاد عورت کا غلام سے نکاح کرنا

۴۷۷۶ ـــ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: بریرہ میں تین (۳) مسئلے ہیں:

marfat.com

رَبِيْعَةَ بْنِ اَبِىْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ فِىْ بَرِيْرَةَ ثَلٰثُ سُنَنٍ عَتَقَتْ فَخُيِّرَتْ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ وَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبُرْمَةٌ عَلَى النَّارِ فَقُرِّبَ اِلَيْهِ خُبْزٌ وَّاُدْمٌ مِنْ اُدْمِ الْبَيْتِ فَقَالَ اَلَمْ اَرَ الْبُرْمَةَ فَقِيْلَ لَحْمٌ تُصُدِّقَ عَلٰى بَرِيْرَةَ وَاَنْتَ لَا تَاْكُلُ الصَّدَقَةَ قَالَ هُوَ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ

وہ آزاد ہوئی تو اس کو اختیار دیا گیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”ولاء اس کے لئے ہے جو آزاد کرے“ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لائے جبکہ ہنڈی چولہے پر تھی آپ کو روٹی اور گھر کا کوئی سالن پیش کیا گیا۔ آپ نے فرمایا کیا میں نے ہنڈی کو نہیں دیکھا۔ عرض کیا گیا وہ صدقہ کا گوشت ہے جو بریرہ پر صدقہ کیا گیا ہے اور آپ صدقہ نہیں کھاتے ہیں۔ فرمایا وہ گوشت بریرہ کے لئے صدقہ ہے اور ہمارے لئے ہدیہ اور نذرانہ ہے۔

۴۷۷۶ — شرح : ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بریرہ کو آزاد کیا اور فرمایا اس میں تین شرعی اصول ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ وہ آزاد ہو گئی ہے۔ لہٰذا اسے اختیار ہے کہ وہ اپنے شوہر کے نکاح میں رہے یا اس سے علیحدہ ہو جائے۔ شوہر آزاد ہو یا غلام ہو۔ امام ابوحنیفہ، ابو یوسف اور محمد رحمہم اللہ تعالیٰ کا یہی مذہب ہے اور یہی مسلک ظاہریوں کا ہے۔ شعبی، نخعی، ثوری، محمد بن سیرین، مجاہد، حماد بن ابی سلیمان، حسن بن مسلم، ابو قلابہ، ایوب سختیانی اور حسن بن صالح کا یہی مختار ہے۔ البتہ عطاء بن رباح، سعید بن مسیب، حسن بصری، ابن ابی لیلیٰ اوزاعی، زہری اور لیث بن سعد کہتے ہیں اگر شوہر غلام ہو تو اسے اختیار ہے اگر قائم ہو تو اختیار نہیں امام مالک و شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ تعالیٰ اسے اختیار ہے۔ رہی یہ بات کہ بریرہ کا شوہر مغیث آزاد تھا یا اسی طرح بیہقی نے روائت کی ہے نیز امام طحاوی، مسلم اور ابو داؤد نے ہشام بن عروہ کے ذریعہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت کی ہے کہ وہ آزاد تھا۔ اسی طرح بیہقی نے روائت کی ہے امام طحاوی مسلم اور ابو داؤد نے ہشام بن عروہ کے ذریعہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت کی ہے کہ وہ غلام تھا امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب الطلاق میں عکرمہ کے ذریعہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے

marfat.com

بَابُ لَا يَتَزَوَّجُ اَكْثَرَ مِنْ اَرْبَعٍ

لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ يَعْنِيْ مَثْنٰى اَوْ ثُلٰثَ اَوْ رُبٰعَ وَقَوْلُهٗ جَلَّ ذِكْرُهٗ اُولِيْٓ اَجْنِحَةٍ مَّثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ يَعْنِيْ مَثْنٰى اَوْ ثُلٰثَ اَوْ رُبٰعَ

یہی روایت کی ہے کہ وہ غلام تھا۔ اِن دونوں حدیثوں میں تطبیق اور موافقت اس طرح ہے کہ علماء اصول نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ مغیث دراصل غلام تھا اس کی حریت طاری تھی جبکہ اس کا عکس نہیں ہو سکتا کیونکہ حریت رق کے بعد آتی ہے عکس نہیں ہوتا۔ معلوم ہوا جب بریرہ کو اختیار دیا گیا تھا۔ اس وقت وہ حرّہ تھا اس سے پہلے غلام تھا تو جن حضرات نے اس کے عبد اور غلام ہونے کی خبر دی ہے وہ اس سے پہلے اس کی حریت کو معلوم نہ کر سکے تھے، لہٰذا مغیث کے عبد اور حر ہونے کی دونوں روائتیں درست ہیں، لیکن آفتابِ رسالت مہتاب نبوّت راز دارِ حکمت صلی اللہ علیہ وسلم نے بریرہ کو اس لئے اختیار نہ دیا تھا کہ وہ عبد تھا اور نہ اس لئے کہ وہ حرّہ تھا، بلکہ آپ نے اس کو اختیار صرف اس لئے دیا تھا کہ وہ آزاد ہو گئی تھی، لہٰذا ہر آزاد ہونے والی منکوحہ لونڈی کو اختیار حاصل ہو گیا کہ وہ اپنے شوہر کے نکاح میں رہے یا نہ رہے۔ حضرات فقہاء احناف رحمہم اللہ تعالیٰ نے کہا لونڈی میں قیود کم ہیں اس لئے اس کی عدّت دو حیض ہے لیکن اس کے آزاد ہو جانے سے قید میں اضافہ ہو گیا، چنانچہ اس کی عدّت تین حیض اور احداد چار ماہ دس دن ہے۔ اس لئے اسے اختیار دیا گیا ہے، چنانچہ بعض آثار میں ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بریرہ سے کہا کہ اب تو اپنے آپ کی مالک ہو گئی ہے لہٰذا تجھے اختیار ہے کہ شوہر کے نکاح میں رہے یا نہ،، دوسرا حکم یہ ہے کہ ولاء اس کے لئے ہے جو آزاد کرے جن لوگوں نے بریرہ کو فروخت کیا تھا۔ انھوں نے اس کی ولاء پر اصرار کیا تھا کہ بریرہ کی ولاء ان کے لئے ہونی چاہیئے جس کی سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے زور سے تردید کی کہ ولاء اس کے لئے ہے جو آزاد کرے تیسرا حکم یہ ہے کہ ملک بدل جانے سے مبدل منہ بدل جاتا ہے یعنی گوشت بریرہ کے لئے صدقہ تھا اس کے مالک ہوئے کے بعد اس پر صدقہ کا اطلاق نہیں ہوتا۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب چار عورتوں سے زیادہ سے نکاح نہ کرے

کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے! دو دو، تین تین اور چار چار۔

marfat.com

۴۷۷۷ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى قَالَ الْيَتِيْمَةُ تَكُوْنُ عِنْدَ رَجُلٍ وَهُوَ وَلِيُّهَا فَيَتَزَوَّجُهَا عَلٰى مَالِهَا وَيُسِيْئُ صُحْبَتَهَا وَلَا يَعْدِلُ فِيْ مَالِهَا فَلْيَتَزَوَّجْ مَنْ طَابَ لَهٗ مِنَ النِّسَآءِ سِوَاهَا مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبَاعَ

حضرت زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ عنہما نے فرمایا دو دو یا تین تین یا چار چار (واؤ بمعنی اَوْ ہے)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد : دو دو تین تین اور چار چار پروں والے فرشتے۔ یعنی دو دو یا تین تین یا چار چار پروں والے۔"

شرح : مقصد یہ ہے کہ واؤ عاطفہ ہے اس کا عطف عامل مقدر پر ہے۔ دراصل کلام اس طرح ہے فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَآءِ ثُلٰثَ وَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَآءِ رُبَاعَ۔

علامہ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں نخعی اور ابن ابی لیلیٰ سے نقل کیا کہ یہ تفسیر روافض پر بہترین حجت و دلیل ہے وہ نو آزاد عورتوں سے نکاح جائز کہتے ہیں۔ یہ تفسیر امام زین العابدین کی ہے جو اُن کا امام معصوم ہے اور وہ ان کے کلام کو حجت اور دلیل سمجھتے ہیں۔ اُنھوں نے اشارہ کیا کہ آئت کریمہ میں واؤ تقسیم کے لئے ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے پروں کی صفت ذکر کی ہے کہ وہ دو دو تین تین اور چار چار پَر ہیں یعنی ان کے پر دو یا تین یا چار ہیں اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نو بیویوں سے نکاح کرنا آپ کی خصوصیت ہے جیسے مہر کے بغیر نکاح کرنا آپ کی خصوصیت ہے اور آپ کی وفات کے بعد آپ کی بیبیاں کسی اور سے نکاح نہیں کر سکتیں صحیح حدیث میں ہے کہ جب غیلان بن سلمہ مسلمان ہوئے ان کی دس بیویاں تھا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا اُن میں سے چار اختیار کر لو اور باقی کو جُدا کر دو! خوارج کہتے ہیں کہ اٹھارہ عورتوں سے نکاح کرنا جائز ہے۔ کیونکہ یہ عدد معدول ہے۔ ثُلاث دراصل ثلثہ ثلثہ تھا۔ اس طرح رُبَاعَ اربعۃ اربعۃ تھا۔ اس طرح مجموعہ اٹھارہ ہوتا ہے۔ اگر آئت کریمہ سے مراد یہی ہوتی جو روافض اور خوارج کہتے ہیں تو نو اور اٹھارہ کی تصریح کرنی چاہیئے تھی اور مثنیٰ و ثلاث اور رباع

marfat.com

بَابٌ وَاُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِيٓ اَرْضَعْنَكُمْ
وَيُحَرِّمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرِمُ مِنَ النَّسَبِ

۴۷۷۸ ـــ حدثنا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَبِيْ بَكْرٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْبَرَتْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عِنْدَهَا وَاَنَّهَا سَمِعَتْ صَوْتَ رَجُلٍ يَسْتَاْذِنُ فِيْ بَيْتِ حَفْصَةَ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا رَجُلٌ يَسْتَاْذِنُ فِيْ بَيْتِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُرَاهُ فُلَانًا لِعَمِّ حَفْصَةَ مِنَ الرَّضَاعَةِ قَالَتْ عَائِشَةُ لَوْ كَانَ فُلَانٌ حَيًّا لِعَمِّهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ دَخَلَ عَلَيَّ فَقَالَ نَعَمْ اَلرَّضَاعَةُ تُحَرِّمُ مَا تُحَرِّمُ اَلْوِلَادَةُ

کی حاجت نہ ہوتی۔

۴۷۷۷ ـــ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا اس آیت کریمہ: وَاِنْ خِفْتُمْ اَنْ لَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى، کی تفسیر میں فرمایا کوئی یتیم عورت کسی مرد کے پاس ہوتی، حالانکہ وہ اس یتیمہ کا ولی ہوتا تھا۔ تو وہ اس کے مال کے سبب اس سے نکاح کر لیتا اور اس سے موافقت اچھی نہ کرتا اور نہ ہی اس کے مال میں انصاف و برابری کرتا تھا (اس کے متعلق حکم نازل ہوا) کہ وہ اس یتیمہ کے سوا جو عورتیں اچھی لگیں دو دو یا تین تین سے نکاح کر لے۔
(حدیث، ۴۲۶۰ جلد: ۶ کی شرح دیکھیں)

باب تمہاری مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا

(تم پر حرام ہیں) جو نسب کی وجہ سے حرام ہے۔ رضاعت کے سبب بھی وہ حرام ہے۔

marfat.com

۴۷۷۹ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قِيْلَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا تَتَزَوَّجُ اِبْنَةَ حَمْزَةَ قَالَ اِنَّهَا اِبْنَةُ اَخِيْ مِنَ الرَّضَاعَةِ وَ قَالَ بِشْرُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ سَمِعْتُ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ زَيْدٍ مِثْلَهٗ

۴۷۷۸ — ترجمہ : عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ محترمہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خبر دی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے پاس تھے کہ اُنھوں نے ایک آدمی کی آواز سُنی جو ام المؤمنین حفصہ کے گھر داخل ہونے کی اجازت چاہتا تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اسے فلاں آدمی خیال کرتا ہوں، کیونکہ وہ حفصہ کا رضاعی چچا ہے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے رضاعی چچا کے متعلق کہا اگر فلاں آدمی زندہ ہوتا تو وہ میرے گھر داخل ہوتا؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! جس کو نسب حرام کرتا ہے اس کو رضاعت بھی حرام کرتی ہے۔

۴۷۷۸ — شرح : قولہ لو کان فلاں، ان کا نام معلوم نہیں۔ بعض نے کہا وہ ابوالقعیس کا بھائی اَفلح تھا۔ بعض نے کہا یہ وہم ہے کیونکہ ابوالقعیس ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے رضاعی والد ہیں اور افلح اس کا بھائی اور ام المؤمنین کا رضاعی چچا ہے۔ قولہ لو کان حیًّا آہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ فوت ہوگیا تھا، لیکن ہوسکتا ہے کہ وہ اُن دونوں کا تیسرا بھائی ہو۔ اس مسئلہ میں امت کا اتفاق ہے کہ جسے نسب حرام کرتا ہے۔ اسے رضاعت بھی حرام کرتی ہے پس جب رضاعت کے باعث ماں حرام ہوگئی تو اس کا شوہر بھی حرام ہو جائے گا، کیونکہ وہ رضاعی والد ہے، کیونکہ دودھ دونوں سے ہے۔ پھر اس کی اولاد کی طرف حرمت پھیل جائے گی تو رضاعی باپ کا بھائی رضاعی چچا اور رضاعی ماں کا بھائی رضاعی ماموں پھر رضاعی پھوپھیاں، خالیں، چچے، بہنیں اور بھانجیاں سب حرام ہیں جیسے نسب میں حرام ہیں۔

۴۷۷۹ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا آپ حمزہ کی بیٹی سے نکاح نہیں کر لیتے؟ آپ نے فرمایا وہ تو میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے۔ بشر بن عمر نے کہا ہم سے شعبہ نے کہا میں نے قتادہ سے سُنا اُنھوں نے کہا میں نے جابر بن عبداللہ

marfat.com

۴۷۸۰ — حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ زَيْنَبَ ابْنَةَ اَبِیْ سَلَمَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ اُمَّ حَبِيْبَةَ ابْنَةَ اَبِیْ سُفْيٰنَ اَخْبَرَتْهَا اَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْكِحْ اُخْتِیْ بِنْتَ اَبِیْ سُفْيٰنَ فَقَالَ اَوَ تُحِبِّيْنَ ذٰلِكَ فَقُلْتُ نَعَمْ لَسْتُ لَكَ بِمُخْلِيَةٍ وَاَحَبُّ مَنْ شَارَكَنِیْ فِیْ خَيْرٍ اُخْتِیْ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ ذٰلِكَ لَا يَحِلُّ لِیْ قُلْتُ فَاِنَّا نُحَدَّثُ اَنَّكَ تَنْكِحُ دُرَّةَ

سے اس طرح سُنا۔

۴۷۷۹ — شرح : حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا کہ آپ اپنے چچا حمزہ کی بیٹی سے نکاح فرمالیں۔ ہوسکتا ہے کہ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہو۔ بہرکیف سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا حمزہ کی بیٹی میری رضاعی بھتیجی ہے کیونکہ ثُوَیْبَہ نے حمزہ کو دودھ پلانے کے بعد سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو دودھ پلایا تھا۔ محمد بن اسحاق نے کہا حمزہ رضی اللہ عنہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے دو سال عمر میں بڑے تھے بعض نے چار سال کہا ہے اور ثُوَیْبَہ ابولہب کی لونڈی تھی اس نے اس کو آزاد کر دیا تھا اس کے مسلمان ہونے میں اختلاف ہے۔ ابن مندہ نے اسے صحابہ میں شمار کیا ہے لیکن حافظ ابونعیم نے کہا ابن مندہ کے سوا کسی نے اس کا اسلام ثابت نہیں کیا۔ سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم ثویبہ کا احترام فرماتے تھے۔ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے نکاح کے بعد وہ حضور کے پاس آیا کرتی تھی۔ آپ اسے مدینہ منورہ سے صلہ کے طور پر کچھ بھیجا کرتے تھے حتی کہ فتح خیبر کے وہ فوت ہوگئی۔ ام المؤمنین خدیجہ سلام اللہ علیہا ان کا بہت اکرام کرتی تھیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو معلوم نہ تھا کہ حمزہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا رضاعی بھائی ہے اس لئے کہا کہ اُن کی بیٹی سے نکاح کرلیں (عینی)

قولہ قال لبشر، بخاری نے یہ اس لئے ذکر کیا قتادہ کا سماع جابر بن زید سے ثابت ہوجائے؛ کیونکہ یہ روایت عَنْعَنَہ ہے اور وہ مدلّس ہے۔

۴۷۸۰ — ترجمہ : زہری نے کہا مجھے عروہ بن زُبیر نے خبر دی کہ ابوسلمہ کی بیٹی زینب نے انہیں خبر دی کہ ام المؤمنین ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا

marfat.com

اَنْ تَنْكِحَ بِنْتَ اَبِیْ سَلَمَةَ قَالَ بِنْتَ اُمِّ سَلَمَةَ قُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ لَوْاَنَّهَا
لَمْ تَكُنْ رَبِیْبَتِیْ فِیْ حَجْرِیْ مَا حَلَّتْ لِیْ اِنَّهَا لَابْنَةُ اَخِیْ مِنَ الرَّضَاعَةِ
اَرْضَعَتْنِیْ وَاَبَا سَلَمَةَ ثُوَیْبَةُ فَلَا تَعْرِضْنَ عَلَیَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا اَخَوَاتِكُنَّ
قَالَ عُرْوَةُ وَثُوَیْبَةُ مَوْلَاةٌ لِاَبِیْ لَهَبٍ كَانَ اَبُوْلَهَبٍ اَعْتَقَهَا فَاَرْضَعَتِ
النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا مَاتَ اَبُوْلَهَبٍ اُرِیَهٗ بَعْضُ اَهْلِهٖ بِشَرِّ
حِیْبَةٍ قَالَ لَهٗ مَاذَا لَقِیْتَ قَالَ اَبُوْلَهَبٍ لَمْ اَلْقَ بَعْدَكُمْ غَیْرَ اَنِّیْ سُقِیْتُ
فِیْ هٰذِهٖ بِعَتَاقَتِیْ ثُوَیْبَةَ

اُن سے بیان کیا کہ اُنھوں نے کہا یا رسُول اللہ ! صلّی اللہ علیہ وسلّم ! آپ میری بہن ابوسفیان کی بیٹی سے نکاح کرلیں۔ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کیا تم یہ چاہتی ہو ؟ میں نے عرض کیا جی ہاں ! اب بھی تو میں آپ کی اکیلی بیوی نہیں ہوں۔ میں چاہتی ہوں کہ جو کوئی خیر اور بھلائی میں میرے ساتھ شریک ہو وہ میری بہن ہو۔ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا وہ تو میرے لئے حلال نہیں ہے۔ میں نے کہا ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ آپ ابوسلمہ کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کیا ام سلمہ کی بیٹی زینب سے ؟ میں نے کہا : جی ہاں ! سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اگر وہ میری ربیبہ (میری پرورش میں) نہ ہوتی جب بھی میرے لئے حلال نہ تھی ؛ کیونکہ وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے مجھے اور ابوسلمہ کو ثُوَیبہ نے دودھ پلایا ہے۔ مجھ پہ اپنی بیٹیاں اور لڑکیاں پیش نہ کرو۔ عروہ نے کہا ثویبہ ابولہب کی لونڈی ہے اسے ابولہب نے آزاد کردیا تھا۔ اُس نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو دودھ پلایا ہے۔ جب ابولہب مرگیا تو وہ اپنے گھر والوں میں سے کسی کو دکھایا گیا کہ اس کا بُرا حال ہے۔ دیکھنے والے نے ابولہب سے کہا آگے جاکر کیا پیش آیا۔ ابولہب نے کہا تمہارے بعد میں نے کچھ نہ پایا صرف ایک بات ہے (کہ میں نے محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ولادت باسعادت) کی خوشی میں اسے آزاد کردیا تھا اس کے باعث میں اس انگل سے پانی پلایا جاتا ہوں۔

۴۷۸۰ — شرح : اس حدیث کی مطابقت عنوان کی دوسری شق میں ہے کہ جو نسب کے سبب حرام ہو وہی رضاعت کے سبب حرام ہے۔ ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے اپنی ہمشیرہ

marfat.com

کا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا کہ اس سے آپ نکاح فرمالیں۔ مسلم اور نسائی کی روائت میں اس کا نام عزہ بنت ابی سفیان ذکر کیا ہے جبکہ طبرانی کی روائت میں حمنہ بنت ابی سفیان مذکور ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تعجب ہے کہ تم اپنی سوکن بناتی ہو، حالانکہ طبع انسانی اس میں غیرت کرتی ہے اور عورت نہیں چاہتی کہ اس کی کوئی سوکن ہو۔ ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم پہلے بھی میں تنہا آپ کی بیوی تو نہیں کہ میری سوکن کوئی نہ ہو۔ اور بھی تو میری سوکنیں ہیں لیکن میری خواہش ہے کہ ام المؤمنین کا شرف حاصل کرنے میں میری بہن میری شریک ہو اور اسے بھی یہ بھلائی میسر ہو جائے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین ام حبیبہ رملہ بنت ابی سفیان کی درخواست کو شرف قبولیت سے نہ نوازا کہ وہ میرے لئے حلال نہیں کیونکہ دو بہنیں ایک شخص کے نکاح میں جمع نہیں ہو سکتی ہیں۔ جبکہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو اس حرمت کا علم نہ تھا اور وہ گمان کرتی تھیں کہ شائد آپ کی خصوصیت کے طور پر جمع کرنا جائز ہو، کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح کے اکثر احکام امت کے نکاحوں کے احکام کے خلاف ہیں۔ جب ام المؤمنین رملہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا نے ذکر کیا کہ ہمیں اطلاع ملی ہے کہ آپ زینب بنت ابی سلمہ سے نکاح کا ارادہ رکھتے ہیں تو آپ نے فرمایا وہ بھی میرے لئے حلال نہیں اور اس کے حرام کے دو سبب ہیں ایک تو میری ربیبہ ہے کہ ام المؤمنین ام سلمہ کی بیٹی ہے۔ دوسرے وہ میری رضاعی بھتیجی ہے جبکہ مجھے اور اس کے والد ابو سلمہ کو ثویبہ نے دودھ پلایا ہے۔ لہٰذا اپنی بہنیں اور بیٹیاں مجھ پر پیش نہ کرو! اس کے بعد عروہ نے ثویبہ ابولہب بن عبد المطلب کی لونڈی ہے اس نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے وقت ابولہب کو خوشخبری سنائی تو اس نے اس خوشی میں اسے آزاد کر دیا۔ بخاری نے ذکر کیا کہ اس کے اہل خانہ میں سے کسی نے اس کو خواب میں بری حالت میں دیکھا تو اس سے پوچھا کہ موت کے بعد تیرے ساتھ کیا سلوک ہوا ہے تو اس نے کہا تمہارے بعد میں نے کوئی راحت نہیں پائی اور مرنے کے بعد آلام و مصائب اور عذاب الٰہی میں مبتلا ہے۔

ابولہب کو عذاب میں تخفیف

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے توضیح سے نقل کیا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کبھی کافر کو اس کے نیک اعمال جو مومنوں کی عبادت شمار ہوتے ہیں کا ثواب دیا جاتا ہے جیسے ابو طالب کے عذاب میں تخفیف کی گئی ہے لیکن ابولہب سے تخفیف ابو طالب کی تخفیف کی نسبت بہت ہی کم ہے کیونکہ ابو طالب نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی اور آپ کی دشمنوں سے حفاظت کی تھی اور ابو لہب آپ کا سخت دشمن تھا اور آپ سے شدید عداوت رکھتا تھا ابن بطال مالکی نے کہا یہ حدیث کہ اللہ کی رحمت اس کے غضب پر سبقت لے گئی ہے اس کی تاویل میں بعض علماء

marfat.com

بَابُ مَنْ قَالَ لَارَضَاعَ بَعْدَ حَوْلَيْنِ
لِقَوْلِهٖ تَعَالٰی حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ
وَمَا يُحَرِّمُ مِنْ قَلِيْلِ الرَّضَاعِ وَكَثِيْرِهٖ

نے کہا اللہ کی رحمت ہو کہ عائشہ کا رحمۃ تبعیضیہ کے لئے دوزخ میں رہنے والوں سے منقطع نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی قدرت میں یہ داخل ہے کہ وہ دوزخیوں کے لئے ایسا عذاب پیدا کرے کہ آگ کا عذاب ان کے لئے اس عذاب کی نسبت رحمت اور مخفف ہو۔ محققین کا مذہب یہ ہے کہ کافر نے دُنیا میں جو نیکیاں کی ہیں ان کے عوض اُن کو عذاب میں تخفیف نہ ہوگی بلکہ دُنیا میں ان کا بدل دیا جاتا ہے اور دُنیا ان کے لئے آسائش کا مقام بنا دی جاتی ہے۔

قاضی عیاض نے کہا اس بات پر اجماع اور اتفاق ہے کہ کافروں کو ان کے اعمال نفع نہیں دیتے اور نہ ہی اُن پر انہیں انعام ملتا ہے اور نہ ہی عذاب میں تخفیف ہوتی ہے، لیکن بعض کافروں کو ان کے جرائم کے باعث سخت عذاب دیا جاتا ہے۔ علامہ کرمانی نے کہا کافروں کو نیک اعمال نفع نہیں دیتے ہیں اور خواب کوئی حجت اور دلیل نہیں۔ اگر تسلیم بھی کرلیں تو ہو سکتا ہے کہ نیک عمل جو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق ہو وہ اس عموم سے مخصوص ہو جیسے ابو طالب کو تخفیفِ عذاب سے نفع پہنچتا ہے۔

سہیلی نے ذکر کیا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب ابو لہب مرگیا تو میں نے ایک سال بعد اس کو خواب میں بُری حالت میں دیکھا۔ اُس نے کہا تم سے جُدا ہونے کے بعد میں نے کبھی آرام نہیں پایا۔ سوا اس کے ہر پیر کے روز مجھ سے عذاب میں تخفیف کی جاتی ہے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس روز پیدا ہوئے تو ثویبہ نے ابو لہب کو خوشخبری دی تھی۔ اسی خوشی میں اُس نے ثویبہ کو آزاد کر دیا تھا۔ اس لئے اس کے عذاب میں تخفیف کی گئی ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انہیں ہلکی سی آگ میں رکھا گیا ہے۔ اگر میں نہ ہوتا تو وہ دوزخ کے نچلے طبقہ میں ہوتا،، اس مسئلہ کی مکمل تقریر حدیث ۱۲۸۰ ج : ۲ کی شرح دیکھیں وہاں ہم نے یہ مسئلہ بسط کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

بابُ جس نے کہا دو سال کے بعد رضاعت ثابت نہیں

کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے! جو کوئی رضاعت پوری کرنا چاہے تو اس کی مدت دو سال ہے اور قلیل و کثیر

marfat.com

رضاع حرمت ثابت کرتا ہے۔ اکثر فقہا کا یہی مذہب ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا رضاعت کی مدت تیس ماہ (اڑھائی سال) ہے۔ اُنھوں نے اس آئت کریمہ: وَإِنْ أَرَادَا فِصَالاً عَن تَرَاضٍ مِنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ ،، یعنی اگر دونوں اپنی رضامندی اور مشورہ سے دودھ چھڑالیں۔ یہ اس آئت کریمہ: وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلاَدَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ ،، مائیں اپنی اولاد کو پُورے دو سال دودھ پلائیں سے ثابت ہُوا کہ دو سال کے بعد رضاعت ہے یعنی دو سال کے بعد وہ دودھ چھڑانے میں باہم رضامندی اور مشورہ سے کام لیں فورًا بچے کو دودھ سے علیحدہ کر دینا ممکن نہیں۔ لہٰذا یہ ضروری امر ہے کہ دو سال کے بعد کچھ مدت میں بچہ دودھ پیئے جس میں دودھ کے ساتھ طعام کھانے کا بھی عادی ہو جائے؛ چنانچہ کبھی اس کی غذا دودھ ہو اور کبھی طعام ہو حتیٰ کہ وہ دودھ کو بھُول جائے اور عادت بدلنے کی کم از کم مدت چھ ماہ ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ دارقطنی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع حدیث ذکر کی ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رضاع وہی ہے جو دو سال تک ہو۔ اس کا جواب یہ ہے کہ صحیح یہ ہے کہ یہ حدیث ابن عباس پر موقوف ہے۔ علاوہ ازیں ابن بطال نے کہا یہ حدیث ہیثم سے ابوالولید نے روایت کی ہے اور وہ غیر معروف ہے ابن عدی نے کہا ہیثم بن جمیل نے اس کو ابن عیینہ سے روایت کیا ہے اور وہ ثقات پر غلطی کرتا رہتا ہے (یعنی)

وَمَا يُحَرِّمُ مِنْ قَلِيلٍ وَكَثِيرِهِ

اور جو قلیل و کثیر رضاع سے حرمت ثابت کرتا ہے۔ یہ باب کا دوسرا عنوان ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ حرمت میں قلیل رضاع اور کثیر برابر ہیں۔ لہٰذا ایک گھونٹ دُودھ پی لینے سے رضاعت ثابت ہو جائے گی حضرت علی المرتضیٰ، ابن عمر، ابن عباس، سعید بن مسیّب، حسن بصری، عطا، مکحول، طاؤس، اور حکم کا یہی مذہب ہے۔ امام ابوحنیفہ، ابو یوسف، محمد، لیث بن سعد، مالک، اوزاعی اور سفیان ثوری کا بھی یہی مسلک ہے۔ ان کی حجت اور دلیل اطلاقِ آئت ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کا مشہور مذہب بھی یہی ہے۔ ایک طائفہ نے کہا ایک گھونٹ سے زائد محرّم ہے؛ چنانچہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ دس گھونٹ مُحرّم ہیں۔ اُن سے ایک روائت یہ بھی ہے کہ پانچ گھونٹ سے رضاعت ثابت ہے۔ مسلم میں ام المؤمنین سے روائت ہے کہ پہلے قرآن میں دس گھونٹ سے حرمت ثابت ہوتی تھی۔ پھر وہ پانچ گھونٹ سے منسوخ ہو گئے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما گئے اور خمس رضعات قرآن میں پڑھے جاتے تھے یہی مذہب امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ہے۔ ابن حزم نے کہا تین گھونٹ پینے سے رضاعت ثابت ہو جاتی ہے۔ اس مسئلہ میں جمہور کا مذہب قوی تر ہے؛ کیونکہ عدد میں اخبار و احادیث مختلف ہیں لہٰذا قلیل تر جس پر دودھ کا اطلاق ہوتا ہے وہ لیا جائے اور وہ ایک گھونٹ ہے۔ مسلم کی روائت میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا خمس رضعات کا قول حجّت و دلیل نہیں؛ کیونکہ قرآن تواتر سے ثابت

marfat.com

۴۷۸۱ ـــ حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْاَشْعَثِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا رَجُلٌ فَكَاَنَّهٗ تَغَيَّرَ وَجْهُهٗ كَاَنَّهٗ كَرِهَ ذٰلِكَ فَقَالَتْ اِنَّهٗ اَخِيْ فَقَالَ انْظُرْنَ مَنْ اِخْوَانُكُنَّ فَاِنَّمَا الرَّضَاعَةُ مِنَ الْمَجَاعَةِ

ہے اور ہمائی صاحبہ کی حدیث خبر واحد ہے۔ راوی نے اس کو بطور قرآن روائت کیا ہے بطریق خبر ذکر نہیں کیا، لہٰذا اس کا قرآن ہونا ثابت نہ ہوگا۔ راوی نے اس کو بطریق خبر ذکر نہیں تاکہ اس مسئلہ میں اس کا قول قبول کیا جاسکے (عینی)

۴۷۸۱ ـــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے پاس تشریف لائے جبکہ اُن کے پاس ایک آدمی تھا یہ دیکھ کر آپ کا چہرۂ انور متغیر ہوگیا گویا کہ آپ نے اس شخص کی موجودگی کو بُرا جانا ام المؤمنین نے کہا یا رسُول اللہ یہ میرا رضاعی بھائی ہے۔ آپ نے فرمایا غور کرو تمہارے بھائی کون ہیں رضاعت بھوک سے ثابت ہوتی ہے۔

۴۷۸۱ ـــ شرح : یعنی دودھ کا رشتہ اس وقت ثابت ہوتا ہے جو کمسنی میں پیا جائے کیونکہ اس وقت دودھ بچے کا پیٹ بھرتا ہے۔ اس وقت بچہ کمزور ہوتا ہے۔ یہی دودھ اس کی غذا ہوتی ہے اور اس کا گوشت، ہڈیاں اور پوست اس سے پرورش پاتے ہیں۔ الحاصل رضاعت اس وقت معتبر ہے جبکہ وہ بچہ کو طعام سے بے نیاز کردے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث اس پر شاہد ہے کہ رضاعت وہ ہے جو ہڈی کو مضبوط کرے اور گوشت کو بڑھائے۔ (ابوداؤد) اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ایک دو گھونٹ تو طعام سے بے نیاز نہیں کرتے اور نہ ہی اس سے ہڈیاں مضبوط اور گوشت کا نمو ہوتا ہے۔ لہٰذا ایک دو گھونٹ سے تحریم ثابت نہیں ہونی چاہیئے۔ اس کا جواب یہ ہے۔ اس حدیث سے صراحتًا یہ واضح ہوتا ہے کہ دودھ طفولیت کے زمانہ میں محرم ہوتا ہے۔ بڑا ہوجائے تو کلاں سالی میں دودھ محرم نہیں ہوتا ہے اور ایام طفولیت دو سال ہیں جیسا کہ صریح نص اس پر دلالت کرتا ہے۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے تعددِ رضاع کی احادیث مضطرب ہیں۔ ان پر عمل نہیں ہوسکتا ہے۔ لہٰذا اس مسئلہ میں نص قطعی کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔ اور وہ مطلق ہے اور یہ بات مسلم الثبوت ہے کہ نص قطعی پر خبر واحد سے زیادتی کرنا اس کو منسوخ کرتی ہے۔ یہ محال اور باطل ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

marfat.com

بَابُ لَبَنِ الْفَحْلِ

٤٧٨٢ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ اَفْلَحَ اَخَا اَبِى الْقُعَيْسِ جَاءَ يَسْتَاْذِنُ عَلَيْهَا هُوَ عَمُّهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ بَعْدَ اَنْ نَزَلَ الْحِجَابُ فَاَبَيْتُ اَنْ اٰذَنَ لَهٗ فَلَمَّا جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْبَرْتُهٗ بِالَّذِىْ صَنَعْتُ فَاَمَرَنِىْ اَنْ اٰذَنَ لَهٗ

بابٌ مَرد کا دُودھ

یعنی اگر کوئی بچی کسی عورت کا دودھ پی لے جبکہ اس عورت کا دودھ مرد کی وجہ سے ہے تو کیا اِس مرد اور دودھ پینے والی بچی کے درمیان حرمت ثابت ہوگی اور بچی اس مرد کی بچی ہوگی یا نہ ۔ اس مرد کی طرف دودھ کی نسبت مجازی ہے کیونکہ وہ عورت کے دودھ کا سبب ہے۔ اس لئے اس کو لبنِ فحل کہتے ہیں۔ اس کی تحریم میں علماءِ کرام کے مختلف اقوال ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما ایک روائت کے مطابق ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہی قول ہے۔ یہی مذہب امام اعظم ابوحنیفہ ، امام مالک ، امام شافعی ، امام احمد بن حنبل اور ان کے تلامذہ کا ہے۔ ثوری ، اوزاعی اور لیث رحمہم اللہ بھی یہی کہتے ہیں ۔ بعض علماء کے نزدیک لبنِ فحل محرِّم نہیں ۔ حضرت عبداللہ بن عمر ایک روائت کے مطابق ام المؤمنین عائشہ جابر اور صحابہ کی ایک جماعت کا یہی مسلک ہے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا حضرات فقہاکرام ائمہ اور اہلِ فتویٰ سے کسی نے لبنِ فحل کی حرمت کے اسقاط کا قول نہیں کیا ۔ داؤد ظاہری بھی ائمہ اربعہ کی موافقت کرتے ہیں ۔ لہٰذا ان حضرات ائمہ کرام کے نزدیک شیرخوار بچہ اور مرد کے درمیان رضاعت ثابت ہوجاتی ہے اور وہ اس مرد کا بچہ کہلاتا ہے اور بچے کی اولاد اس مرد کی اولاد ہوگی۔

٤٧٨٢ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت ہے کہ ابوالقعیس کا بھائی اَفلح آیا اور ام المؤمنین سے (گھر میں آنے کی) اجازت طلب کی

marfat.com

بَابُ شَهَادَةِ الْمُرْضِعَةِ

٤٧٨٣ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ وَقَدْ سَمِعْتُهُ مِنْ عُقْبَةَ لَكِنِّي لِحَدِيثِ عُبَيْدٍ أَحْفَظُ قَالَ تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً فَجَاءَتْنَا امْرَأَةٌ سَوْدَاءُ فَقَالَتْ قَدْ أَرْضَعْتُكُمَا فَأَتَيْتُ

جبکہ وہ ام المؤمنین کا رضاعی چچا تھا۔ یہ پردہ کی آیت کے نزول کے بعد کا واقعہ ہے۔ میں نے انہیں اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے آپ سے وہ واقعہ بیان کیا جو میں نے کیا تھا تو آپ نے مجھے حکم دیا کہ میں انہیں اجازت دے دیا کروں۔ (کیونکہ وہ حقیقی چچا جیسا ہے)

٤٧٨٢ ـ شرح : مذکور افلح ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا رضاعی چچا تھا۔ اس لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین کو اجازت دی کہ انہیں گھر آنے کی اجازت دے دیا کریں، کیونکہ وہ بھی حقیقی چچا کی طرح ہے اور ان کے درمیان حرمت ثابت ہے حدیث کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ مُحرِم کے حق میں بھی اجازت لینا ثابت ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ عورت ایسے حال میں بیٹھی ہو کہ مَحرم کا اسے دیکھنا جائز نہیں۔

قولہ بعد نزول الحجاب، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کسی غیر مَحرَم کو گھر آنے کی اجازت نہیں دے سکتی اور بالاجماع اس پر پردہ کرنا واجب ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ عورتیں باہر جایا کرتی تھیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس وقت پردہ کی آیت نازل نہیں ہوئی تھی اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا افلح کو گھر آنے کی اجازت کا واقعہ نزولِ حجاب کے بعد کا ہے۔

باب دودھ پلانے والی عورت کی شہادت

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور طاؤس کہتے ہیں دودھ پلانے والی عورت قسم کھا کر شہادت دے کہ اُس نے فلاں بچے کو دودھ پلایا ہے تو اس کی شہادت مقبول ہے۔ زہری، اوزاعی، احمد

marfat.com

النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ تَزَوَّجْتُ فُلَانَةَ بِنْتَ فُلَانٍ فَجَاءَتْنَا
اِمْرَأَةٌ سَوْدَاءُ فَقَالَتْ لِيْ اِنِّيْ قَدْ اَرْضَعْتُكُمَا وَهِيَ كَاذِبَةٌ فَاَعْرَضَ عَنْهُ
فَاَتَيْتُهُ مِنْ قِبَلِ وَجْهِهٖ قُلْتُ اِنَّهَا كَاذِبَةٌ قَالَ كَيْفَ بِهَا وَقَدْ زَعَمَتْ اَنَّهَا
قَدْ اَرْضَعَتْكُمَا دَعْهَا عَنْكَ وَاَشَارَ اِسْمَاعِيْلُ بِاُصْبَعَيْهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى
يَحْكِيْ اَيُّوْبَ

اور اسحاق بھی یہی کہتے ہیں۔ اوزاعی سے ایک روائت یہ ہے کہ مُرضِعَہ اگر نکاح سے پہلے شہادت دے تو مقبول ہے نکاح کے بعد مقبول نہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ بہرکیف اس میں ایک عورت کی شہادت قابل قبول نہیں۔ البتہ دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی قبول کی جائے گی امام ابوحنیفہ اور ان کے ساتھیوں کا یہی مسلک ہے کہ ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت قابل قبول ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں تنہا دو عورتوں کی گواہی مقبول ہے۔ بعض نے کہا چار عورتوں سے کم کی شہادت قبول نہیں۔ امام شافعی کا بھی یہی قول ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۴۷۸۳ — ترجمہ : عبداللہ بن ابی مُلیکہ نے کہا مجھے عبید بن ابی مریم نے عقبہ بن حارث سے خبر دی۔ عبداللہ بن ابی ملیکہ نے کہا میں نے یہ حدیث عقبہ سے سُنی ہے لیکن مجھے عبید کی حدیث خوب یاد ہے۔ عقبہ نے کہا میں نے ایک عورت سے نکاح کیا تو ایک سیاہ فام عورت آئی اور کہا میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے۔ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا میں نے فلانہ عورت سے نکاح کیا (ام یحییٰ بنت ابی اہاب) تو ایک سیاہ فام عورت نے آکر کہا ہے کہ میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے حالانکہ وہ جھوٹی ہے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف سے منہ پھیر لیا۔ میں نے آپ کے چہرۂ انور کی طرف سے آکر عرض کیا حضور وہ عورت جھوٹی ہے۔ آپ نے فرمایا اس کو تو کیسے اپنی بیوی بنائے گا حالانکہ سیاہ فام عورت نے کہا ہے کہ اس نے تم دونوں (بیوی خاوند) کو دودھ پلایا ہے اسے چھوڑ دے۔ اسماعیل نے اپنی دونوں انگلیوں وسطی اور سبابہ سے اشارہ کرکے بتایا کہ ایوب سختیانی نے ان دونوں کے ساتھ زوجین کی طرف اشارہ کیا۔

۴۷۸۳ — شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے بطریق احتیاط اور تقویٰ فرمایا کہ اسے چھوڑ دے۔ حدیث $\frac{۸۶}{۱:ج}$ کی شرح دیکھیں۔

marfat.com

بَابُ مَا يَحِلُّ مِنَ النِّسَاءِ وَمَا يَحْرُمُ

وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنَاتُ الْاَخِ وَبَنَاتُ الْاُخْتِ اِلَى اٰخِرِ الْاٰيَتَيْنِ اِلٰى قَوْلِهٖ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا وَقَالَ اَنَسٌ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ ذَوَاتُ الْاَزْوَاجِ اَلْحَرَائِرُ حَرَامٌ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ لَا يَرٰى بَاسًا اَنْ يَنْزِعَ الرَّجُلُ جَارِيَتَهٗ مِنْ عَبْدِهٖ وَقَالَ وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَانِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَا زَادَ عَلٰى اَرْبَعٍ فَهُوَ حَرَامٌ كَاُمِّهٖ وَابْنَتِهٖ وَاُخْتِهٖ وَقَالَ لَنَا اَحْمَدُ ابْنُ حَنْبَلٍ

باب جن عورتوں سے نکاح حلال ہے اور جن سے حرام ہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تم پر تمہاری مائیں، بیٹیاں، بہنیں، پھوپھیاں، خالہ بھتیجیاں، بھانجیاں حرام ہیں، اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا، تک۔

یہاں اللہ تعالیٰ نے چودہ عورتوں سے نکاح کی حرمت ذکر کی ہے۔ اِن میں سے سات کا تعلق نسب سے اور سات کا تعلق دودھ سے ہے جن سات کا تعلق نسب سے ہے۔ اُن میں سے ایک ماں ہے جیسا کہ آئت کریمہ میں مذکور ہے۔ ماں سے مراد والدہ اس کی والدہ اُوپر تک تمام نانیاں حرام ہیں یعنی مادری اور پدری دادیاں تمام حرام ہیں۔ دوم صلبی بیٹی ہے یہ نیچے تک بیٹے کی بیٹیوں پھر ان کی بیٹیوں کو شامل ہے۔ سوئم حقیقی بہنیں ہیں۔ چہارم پھوپھیاں ہیں اور وہ باپ دادے کی بہنیں ہیں۔ پنجم : خالائیں ہیں وہ ماں کی بہنیں ہیں۔ ششم بھتیجیاں ہیں وہ حقیقی بھائی یا پدری یا مادری بھائی کی بیٹیاں ہیں۔ ہفتم بھانجیاں

marfat.com

ہیں وہ بہنوں کی لڑکیاں ہیں جو بھی جہت سے بہن ہو پھر نیچے تک اولاد در اولاد سب حرام ہیں اور سات عورتیں جن کا تعلق دودھ سے ہے وہ بھی حرام ہیں ان میں ایک مُرضِعہ (دودھ پلانے والی عورت) ہے اس کی ماں پھر اس کی ماں اُوپر تک سب حرام ہیں۔ دوم رضاعی بہن یعنی دودھ میں ایک عورت کا دودھ پیا ہو یہ بیت تمام اقسام کو جامع ہے۔ ؎ از جانب شیر دہ ہمہ خویش شوند ٭ واز جانب شیر خوار زوجین وفروع ان کے علاوہ بیوی کی ماں اگرچہ بیوی سے جماع کیا ہو یا نہ کیا ہو اس کی ماں (ساس) حرام ہے نیز ربیبہ بھی حرام ہے۔ وہ بیوی کے پہلے خاوند کی لڑکی ہے یہ اس وقت حرام ہے جبکہ بیوی سے جماع کر لیا ہو اگر بیوی سے صرف نکاح کیا ابھی جماع نہیں کیا تو اس کے پہلے خاوند کی لڑکی جو اس کے پیٹ سے پیدا ہوئی ہو اس سے نکاح حرام نہیں۔ الحاصل ربیبہ کی ماں سے جماع کر لیا ہو تو ربیبہ حرام ہے اگر جماع نہیں کیا تو حلال ہے یعنی اس کی ماں کو قبل دخول طلاق دے کر ربیبہ سے نکاح کر سکتا ہے۔ نیز صلبی بیٹے کی بیوی حرام ہے۔ منہ بولے بیٹے (متبنّٰی) کی بیوی حرام نہیں۔ یعنی اگر صلبی بیٹا اپنی بیوی کو طلاق دیدے یا فوت ہو جائے تو والد بہو سے نکاح نہیں کر سکتا متبنّٰی طلاق دے تو اس کی مطلقہ سے نکاح جائز ہے دو بہنوں کو جو آزاد ہوں یا لونڈیوں کو جمع کرنا حرام ہے اور ایک عقد میں دونوں سے جماع کرنا حرام ہے۔ قَالَ اَنَسٌ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَآءِ ذَوَاتُ الْاَزْوَاجِ اِلَّا حَرَائِرَ حَرَامٌ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَلَا يَرَىٰ بَاْسًا اَنْ يَنْزِعَ الرَّجُلُ جَارِيَتَهٗ مِنْ عَبْدِهٖ ،، حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا شوہر دار محصنہ آزاد عورتوں سے نکاح حرام ہے مگر تمہاری لونڈیاں جو تمہاری ملک میں ہوں (حلال ہیں) ہم اس میں کوئی حرج نہیں جانتے کہ اپنی لونڈی اپنے غلام سے چھڑا لے یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اس آیت کریمہ وَالْمُحْصَنَاتُ کی تفسیر میں ذکر کیا کہ محصنات وہ عورتیں ہیں جن کے شوہر موجود ہیں وہ عورتیں حرام ہیں جب تک ان کے خاوند انہیں طلاق نہ دیں اُن سے نکاح حرام ہے۔ اگر وہ طلاق دے دیں اور ان کی عدت پوری ہو جائے تو اُن سے نکاح حلال ہے۔ (اس آیت کریمہ)

اس آیت کریمہ کا شانِ نزول یہ ہے کہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ ہم نے غزوۂ اوطاس میں عورتیں قید کیں جن کے خاوند تھے۔ ہم نے اُن سے جماع کرنا مکروہ جانا۔ اس لئے ہم نے سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے پوچھا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ کی تفسیر یہ کی کہ اس میں کوئی گناہ نہیں جانتے کہ اپنے غلام کو دی ہوئی لونڈی واپس کرے یعنی غلام کو کہے کہ وہ طلاق دیدے پھر اس سے وطی کرے، لیکن اکثر علماء کہتے ہیں کہ اِلَّا مَا مَلَكَتْ ،، سے مراد وہ عورتیں ہیں جو ہمارے قبضے میں آگئی ہیں اور دار حرب میں اُن کے شوہر موجود ہیں۔ یہ عورتیں مسلمان غازیوں کے لئے حلال ہیں اگرچہ ان کے شوہر دار الحرب میں موجود ہوں، کیونکہ قیدی عورتوں کے نکاح ختم ہو جاتے ہیں اور وہ مسلمانوں کی لونڈیاں بن جاتی ہیں اُن سے جماع جائز ہے۔

marfat.com

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنِيْ حَبِيْبٌ عَنْ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ حَرُمَ مِنَ النَّسَبِ سَبْعٌ وَمِنَ الصِّهْرِ سَبْعٌ ثُمَّ قَرَأَ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهَاتُكُمْ الاٰيَةَ وَجَمَعَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ جَعْفَرٍ بَيْنَ ابْنَةِ عَلِيٍّ وَامْرَأَةِ عَلِيٍّ وَقَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو حتیٰ کہ وہ مشرف بالاسلام ہوں "

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا چار عورتوں سے زیادہ بیویاں حرام ہیں جیسے ماں، بیٹی اور بہن حرام ہیں۔ امام بخاری نے کہا، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے کہا ہمیں یحییٰ بن سعید نے سفیان کے ذریعہ خبر دی کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نسب سے سات عورتیں حرام ہیں (جن کو ہم ذکر کر چکے ہیں) اور سسرال کے ذریعہ سات عورتیں حرام ہیں حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهَاتُكُمْ الاٰیۃ (یہ آئت کریمہ دونوں قسم کی عورتوں کو متضمن ہے) دو بہنوں کو بعد میں اس لئے ذکر کیا کہ یہ مطلقاً دائماً حرام نہیں بلکہ ان کو ایک نکاح میں جمع کرنا حرام ہے۔

عبداللہ بن جعفر نے حضرت علی کی بیٹی اور ان کی بیوی کو جمع کیا "

یعنی حضرت عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی زینب بنت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت علی کی بیوی لیلیٰ بنت مسعود نہشلی دونوں کو ایک وقت میں اپنی زوجیت میں رکھا۔ ابن سعد نے اپنے اسناد سے ذکر کیا کہ عبدالرحمٰن بن مہران نے کہا عبداللہ بن جعفر نے زینب بنت علی رضی اللہ عنہما سے نکاح کیا اور اُن کے ساتھ ہی ان کی بیوی لیلیٰ بنت مسعود سے بھی نکاح کیا۔ ابن سعد نے کہا جب سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا وفات پاگئیں تو اُن کی وفات

marfat.com

لَا بَأْسَ بِهٖ وَكَرِهَهُ الْحَسَنُ مَرَّةً ثُمَّ قَالَ لَا بَأْسَ بِهٖ وَجَمَعَ الْحَسَنُ
ابْنُ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ بَيْنَ ابْنَتَيْ عَمٍّ فِيْ لَيْلَةٍ وَكَرِهَهُ جَابِرُ بْنُ زَيْدٍ
لِلْقَطِيْعَةِ وَلَيْسَ فِيْ تَحْرِيْمٍ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ
قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اِذَا زَنَا بِاُخْتِ امْرَأَتِهٖ لَمْ تَحْرُمْ عَلَيْهِ امْرَأَتُهٗ وَيُرْوٰى
عَنْ يَحْيَى الْكِنْدِيِّ عَنِ الشَّعْبِيِّ وَاَبِيْ جَعْفَرٍ فِيْ مَنْ يَلْعَبُ بِالصَّبِيِّ

کے بعد ام کلثوم بنت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا۔ رضی اللہ عنہم (عینی)

ابن سیرین نے کہا اس میں کچھ حرج نہیں۔ حسن بصری نے اسے پہلے مکروہ جانا پھر کہا کچھ حرج نہیں،، یعنی ابن سیرین نے کہا اس طرح کا جمع جائز ہے۔ سفیان اور اہل عراق اس میں کوئی حرج نہیں دیکھتے۔ اہل حجاز بھی یہی کہتے ہیں۔

حسن بن حسن بن علی نے اپنے دو چچا کی دو بیٹیوں کو ایک رات جمع کیا،،

ان میں سے ایک محمد بن علی کی بیٹی اور دوسری عمرو بن علی کی بیٹی تھی ،،

جابر بن زید نے اس جمع کو مکروہ سمجھا اُنھوں نے کہا اس میں قطع رحم ہے،،

لیکن یہ حرام نہیں؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ یعنی محرمات کے سوا تمام عورتیں تمہارے لئے حلال ہیں۔ یعنی دو حقیقی بہنوں کو ایک نکاح میں جمع کرنے میں قطع رحم پائی جاتی ہے۔ کیونکہ غالبًا سوکنوں کے درمیان اختلاف ہو جاتا ہے اور اس صورت میں جبکہ وہ چچازاد بہنیں ہوں قطع رحم کا گمان غالب ہے۔ جابر بن زید تابعی ہیں ،،

عکرمہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ بیوی کی بہن سے زناء کیا تو بیوی حرام نہ ہُوئی ،،

کیونکہ یہ دونوں ایک عقد میں جمع نہیں ہیں اور عقد واحد میں جمع کرنا ممنوع و مُحرّم ہے۔

یحییٰ کِندی نے شعبی اور ابو جعفر سے روائت کی جس نے

marfat.com

اِنْ اَدْخَلَهٗ فِيْهِ فَلَا يَتَزَوَّجَنَّ اُمَّهٗ وَيَحْيٰى هٰذَا غَيْرُ مَعْرُوْفٍ
لَمْ يُتَابَعْ عَلَيْهِ وَعِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اِذَا زَنَا بِهَا لَا تَحْرُمُ عَلَيْهِ
اِمْرَأَتُهٗ وَيُذْكَرُ عَنْ اَبِى نَصْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ حَرَّمَهٗ وَاَبُوْ نَصْرٍ هٰذَا
لَمْ يُعْرَفْ بِسَمَاعِهٖ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَرُوِىَ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ
وَجَابِرِ بْنِ زَيْدٍ وَالْحَسَنِ وَبَعْضِ اَهْلِ الْعِرَاقِ تَحْرُمُ عَلَيْهِ وَقَالَ

بچّے سے غلام بازی کی ،، تو وہ اس کی ماں سے نکاح نہیں کرسکتا ہے۔ یہ یحییٰ غیر معروف ہے۔ اس کی متابعت نہیں کی گئی ہے۔ یعنی جب نابالغ بچّہ سے لواطت کی تو بچّہ کی ماں لوطی پر حرام ہوجاتی ہے۔ یعنی نابالغ بچّے سے لواطت کرنے سے حرمت مصاہرہ ثابت ہوجاتی ہے۔ لہٰذا لوطی اس کی ماں اور بہن وغیرہ سے نکاح نہیں کرسکتا۔ ابن بطال رحمہ اللہ نے کہا امام ابوحنیفہ امام مالک اور شافعی اور امام محمد و ابویوسف رضی اللہ عنہم کا مسلک یہ ہے کہ لواطت سے حرمت مصاہرہ ثابت نہیں ہوتی ؛ البتہ سفیان ثوری نے کہا اگر بچّہ سے غلام بازی کی تو اس کی ماں لوطی پر حرام ہوجاتی ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر اپنی بیوی کے بچے سے یا اس کے باپ سے یا اس کی بہن سے لواطت کی تو اس کی بیوی لوطی پر حرام ہوجائے گی۔ (عینی)

عکرمہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ اگر کسی آدمی نے اپنی بیوی کی ماں سے زناء کیا ،، تو اس کی بیوی حرام نہ ہوگی ،، ابونصر نے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کو حرام کہا ہے ، لیکن اس ابونصر کی حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے سماعت معروف نہیں ہے۔ سفیان ثوری نے کہا ایک آدمی نے کہا اس نے اپنی ساس سے جماع کیا ہے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اسے کہا تیری بیوی تیرے لئے حرام ہوگئی ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ نے کہا کہ بخاری نے کہا ابونصر کا ابن عباس سے سماع معروف نہیں ، لیکن ابونصر کی ابن عباس سے سماعت کی امام بخاری کو معرفت نہ ہونے کو یہ مستلزم نہیں کہ اُن کے غیر کو بھی معرفت نہیں علاوہ ازیں اثبات نفی سے اولیٰ ہوتا ہے۔

marfat.com

اَبُوْهُرَيْرَةَ لَاتَحْرُمُ عَلَيْهِ حَتّٰى يَلْتَزِقَ بِالْاَرْضِ يَعْنِيْ تُجَامِعُ وَجَوَّزَهُ ابْنُ الْمُسَيِّبِ وَعُرْوَةُ وَالزُّهْرِيُّ وَقَالَ الزُّهْرِيُّ قَالَ عَلِيٌّ لَاتَحْرُمُ

عمران بن حصین، جابر بن زید، حسن بصری اور بعض اہلِ عراق
سے مروی ہے کہ اس پر حرام ہو جاتی ہے "

یعنی عمران، جابر اور حسن بصری کے علاوہ علماءِ عراق ابراہیم نخعی، سفیان ثوری، امام ابوحنیفہ اور ان کے تلامذہ سب نے کہا کہ جو کوئی اپنی ساس سے زنا کرے اس پر اس کی بیوی حرام ہو جاتی ہے۔ عمران بن حصین کا قول عبدالرزاق نے حسن بصری کے طریق سے ذکر کیا کہ جس نے اپنی ساس سے فجور کیا وہ دونوں اس پر حرام ہو جائیں گی اور جابر بن زید اور حسن بصری کا قول ابن ابی شیبہ نے قتادہ کے طریق سے ذکر کیا کہ جابر بن زید اور حسن بصری ساس سے مس کرنے کو مکروہ جانتے تھے یعنی ساس سے جماع کو مکروہ سمجھتے تھے اور بعض اہلِ عراق کے قول کو ابن ابی شیبہ نے جریر، مغیرہ، ابراہیم اور عامر سے ذکر کیا کہ جو کوئی اپنی بیوی کی لڑکی سے جمع کرے وہ دونوں اس پر حرام ہو جاتی ہیں۔ جریر نے حجاج کے ذریعہ ابن ہانی خولانی سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے عورت کی شرمگاہ کی طرف نظر کی اس پر اس عورت کی ماں اور بیٹی حرام ہو جاتی ہیں۔

ابوہریرہ رضی اللہ نے کہا حرام نہیں ہوتی یہاں تک کہ زمین
سے ملا دے یعنی جماع کرے "، یعنی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جب عورت سے مس کیا یا اس کا بوسہ لیا تو اس کی ماں اور بیٹی حرام نہ ہوگی حتیٰ کہ جماع کرے تو دونوں حرام ہو جائیں گی۔

سعید بن مسیّب، عروہ اور زُہری نے اس کو جائز کہا۔
زہری نے کہا حضرت علی نے کہا حرام نہیں ہوتی۔

یعنی سعید بن مسیّب، عروہ بن زبیر اور محمد بن مسلم زہری نے کہا جس شخص نے کسی عورت سے جماع کیا اس کے لئے اس عورت کی بیٹی سے نکاح جائز ہے۔ بیہقی نے یحییٰ بن ایوب کے طریق سے زہری سے روایت کی کہ اُن سے ایک مرد کے متعلق پوچھا گیا جس نے اپنی ساس سے جماع کیا ہو تو زہری نے کہا

marfat.com

وَهٰذَا مُرْسَلٌ

بَابُ قَوْلِهٖ وَرَبَآئِبُكُمُ اللّٰتِیْ فِیْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ اللّٰتِیْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَلدُّخُوْلُ وَالْمَسِیْسُ وَاللِّمَاسُ هُوَ الْجِمَاعُ وَمَنْ قَالَ بَنَاتُ وَلَدِهَا مِنْ بَنَاتِهٖ

حضرت علی رضی اللہ نے فرمایا حرام حلال کو حرام نہیں کرتا۔

"اور یہ مُرسَل ہے"

یعنی جس کی زہری نے روائت کی یہ مُرسل یعنی منقطع ہے۔ منقطع پر مرسل کا اطلاق کرتے رہتے ہیں۔ زُہری نے حضرت علی کو نہیں پایا۔ امام ابو حنیفہ اور اُن کے تلامذہ رضی اللہ عنہم نے کہا اگر ساس کی فرج کے اندرون کو بنظر شہوت دیکھ لیا تو حرمت مصاہرہ ثابت ہوگی اور اس کی بیوی اُس پر حرام ہو جائے گی۔ جوان آدمی میں شہوت کی حد یہ ہے کہ نظر سے آلہ تناسل منتشر ہو جائے اور اگر پہلے سے منتشر ہے تو اور سیدھا اور لمبا ہو جائے۔ اگر آدمی بوڑھا ہو تو اس کے دل میں حرکت پیدا ہو اگر سہواً یا عمداً یا مجبوراً مس کر دے تو اس کا حکم بھی یہی ہے

صاحب ہدایہ نے کہا اگر اس حالت میں انزال ہو جائے تو حرمت مصاہرہ ثابت نہ ہوگی۔

باب اور اُن کی بیٹیاں جو تمہاری گود میں ہیں ان بیبیوں سے جن سے تم صحبت کر چکے ہو"

ربائب ربیبہ کی جمع ہے اس کے معنی عورت کی پہلے شوہر سے لڑکی۔ اس کو ربیبہ اس لئے کہتے ہیں کہ اس کی ماں کا شوہر غالباً اس کی پرورش کرتا ہے۔ ربائب اس شرط پر حرام ہیں کہ ان کی ماؤں سے دخول کیا ہو۔ تمام علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ جب کوئی کسی عورت سے نکاح کرے پھر اسے طلاق دے یا وہ جماع کرنے سے پہلے مر جائے تو وہ اس کی پہلے خاوند سے بیٹی سے نکاح کر سکتا ہے۔ امام ابو حنیفہ، امام مالک، سفیان ثوری اور اوزاعی کا یہی مسلک ہے۔ امام شافعی اور ان کے تلامذہ بھی یہی کہتے ہیں۔ آئت کریمہ میں "دَخَلْتُمْ بِهِنَّ" سے مراد جماع ہے اور "حُجُوْرِكُمْ" اتفاقی قید ہے یہ حرمت کی شرط نہیں۔

marfat.com

فِی التَّحْرِیمِ لِقَوْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِاُمِّ حَبِیْبَۃَ لَا تَعْرِضْنَ عَلَیَّ بَنَاتِکُنَّ وَلَا اَخَوَاتِکُنَّ وَکَذٰلِکَ حَلَائِلُ وَلَدِ الْاَبْنَاءِ هُنَّ حَلَائِلُ الْاَبْنَاءِ وَهَلْ تُسَمَّی الرَّبِیْبَۃُ وَاِنْ لَمْ تَکُنْ فِی حَجْرِہٖ وَدَفَعَ النَّبِیُّ

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا دخول ہمبیس اور لماس کے معنیٰ جماع ہیں"

یعنی آئت کریمہ میں دخول سے مراد جماع ہے ایسے ہی مس اور لمس ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا یہی مذہب ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا صحیح تر قول بھی یہی ہے۔

جس نے کہا عورت کے لڑکے کی لڑکیاں تحریم میں اس کی لڑکیاں جیسی ہیں اس کی دلیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے ارشاد ہے کہ میرے لئے اپنی بیٹیاں اور بہنیں پیش نہ کرو!"

یعنی عورت کے لڑکے کی لڑکیوں کا تحریم میں وہی حکم ہے جو اس کی اپنی لڑکیوں کا ہے لہٰذا اس کی پوتیاں اور نواسیاں اس تحریم میں داخل ہیں کیونکہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا تھا جبکہ اُنھوں نے دربارِ رسالت میں عرض کیا کہ آپ میری بہن سے نکاح فرمالیں۔ میرے رُوبرو اپنی بیٹیاں اور بہنیں پیش نہ کرو اس حدیث کا مدلول یہ ہے کہ لفظِ بنات نواسیاں اور پوتیوں کو بھی شامل ہے۔ اگرچہ وہ اس کی حجر یعنی پرورش میں نہ ہوں۔

اسی طرح پوتوں کی بیویاں بیٹوں کی بیویاں جیسی ہیں

یعنی جیسے بیٹے کی بیوی (بہو) سے نکاح حرام ہے پوتے کی بیوی سے بھی نکاح حرام ہے اس میں سب کا اتفاق ہے"

کیا اگر پرورش میں (گود میں) یا نہ ہو اس کو بھی ربیبہ کہا جائے گا؟

اس میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے جمہور کے نزدیک یہ شرط نہیں اور حجور" کو غالب کے

marfat.com

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَبِیْبَۃً لَہٗ اِلٰی مَنْ یَکْفُلُہَا وَسَمّٰی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ابْنَ ابْنَتِہٖ ابْنًا

۴۷۸۴ — حَدَّثَنَا الْحُمَیْدِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ قَالَ حَدَّثَنَا ہِشَامٌ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ زَیْنَبَ عَنْ اُمِّ حَبِیْبَۃَ قَالَتْ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

اعتبار سے ذکر کیا ہے اور جب کلام اغلب اور عادت کے طور پر ذکر کیا جائے تو مفہوم مخالف کا اعتبار نہیں ہوتا۔ لہٰذا مذکورہ لڑکیاں اگرچہ حجور (گود و پرورش) میں نہ ہوں جب بھی ان کی ماؤں سے جماع کیا جائے تو اُن سے نکاح حرام ہے ورنہ نہیں؛ کیونکہ دخول کی قید شرط ہے۔ علماء ظاہر کہتے ہیں کہ حجور شرط ہے لہٰذا اگر گود میں نہ ہو تو حرام نہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ربیبہ اس کے حوالہ کی جو اِسکی کفالت کرے

یہ اس امر کی دلیل ہے کہ لڑکی اگر گود میں نہ ہو جب بھی حرام ہے اور گود میں ہونا شرط نہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو نوافل اشجعی کی کفالت میں کر دیا اور فرمایا تم میرے ظئر ہو (دایہ) وہ زینب کو اپنے ساتھ لے گیا۔ پھر آیا تو آپ نے فرمایا بچی کا حال کیسا ہے۔ اُس نے کہا وہ اپنی رضاعی ماں کے پاس ہے۔ یہ گود میں شرط نہ ہونے کی واضح دلیل ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی کے بیٹے کو ابن فرمایا

چنانچہ امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے متعلق فرمایا یہ میرا بیٹا سید ہے یہ بھی اس امر کی دلیل ہے کہ تحریم میں اولاد کی لڑکیوں کا وہی حکم ہے جو اپنی بیٹیوں کا حکم ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۴۷۸۴ — ترجمہ: ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ کو ابوسفیان کی بیٹی میں رغبت ہے؟ آپ نے فرمایا میں کیا کروں؟ (تمہارے اس کلام کا مقصد کیا ہے) میں نے کہا میں آپ کی اکیلی بیوی نہیں ہوں۔ مجھے زیادہ محبوب یہ ہے کہ آپ کی زوجیت میں جو میرا شریک ہو وہ میری بہن ہو۔ آپ نے فرمایا وہ تو میرے لئے حلال نہیں۔ میں نے عرض کیا مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ آپ نے ام سلمہ کی بیٹی

marfat.com

هَلْ لَكَ فِيْ بِنْتِ اَبِيْ سُفْيٰنَ قَالَ فَاَفْعَلُ مَاذَا قُلْتُ تَنْكِحُ قَالَ
اَتُحِبِّيْنَ قُلْتُ لَسْتُ لَكَ بِمُخْلِيَةٍ وَّاَحَبُّ مَنْ شَرَكَنِيْ فِيْكَ اُخْتِيْ
قَالَ اِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِيْ قُلْتُ بَلَغَنِيْ اَنَّكَ تَخْطُبُ دُرَّةَ بِنْتَ اَبِيْ
سَلَمَةَ قَالَ اِبْنَةَ اُمِّ سَلَمَةَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ لَوْ لَمْ تَكُنْ رَبِيْبَتِيْ
مَا حَلَّتْ لِيْ اَرْضَعَتْنِيْ وَاَبَاهَا ثُوَيْبَةُ فَلَا تَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ
وَلَا اَخَوَاتِكُنَّ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنَا هِشَامٌ دُرَّةَ بِنْتُ اُمِّ سَلَمَةَ

بَابٌ قَوْلُهٗ وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ

۴۷۸۵ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا
اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ اَخْبَرَهٗ

کو نکاح کا پیغام بھیجا ہے۔ آپ نے فرمایا ام سلمہ کی بیٹی کو؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! آپ نے فرمایا (وہ میری ربیبہ ہے) اگر وہ میری ربیبہ نہ ہوتی جب بھی میرے لئے حلال نہیں، کیونکہ مجھے اور اس کے والد ابوسلمہ کو ثُویبہ نے دودھ پلایا ہے۔ میرے رُوبرو اپنی بیٹیاں اور بہنیں پیش نہ کرو! لیث نے کہا ہمیں ہشام نے خبر دی کہ اُس کا نام دُرّہ بنت ابی سلمہ ہے۔
(حدیث: ۴۷۷۹ - ۴۷۸۰ کی شرح دیکھیں)

باب اور یہ کہ تم دو بہنوں کو جمع کرو! مگر جو گزر چکا"

یعنی ایک عقد میں دو حقیقی بہنوں کو جمع کرنا حرام ہے"

۴۷۸۵ — ترجمہ: ابن شہاب سے روایت ہے کہ عروہ بن زبیر نے انہیں خبر دی کہ زینب بنت ابی سلمہ نے اُن سے بیان کیا کہ ام حبیبہ نے کہا: میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میری بہن ابوسفیان کی بیٹی سے

marfat.com

اَنَّ زَيْنَبَ ابْنَةَ اَبِیْ سَلَمَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ اُمَّ حَبِيْبَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْكِحْ اُخْتِیْ بِنْتَ اَبِیْ سُفْيٰنَ قَالَ وَتُحِبِّيْنَ قَالَتْ نَعَمْ لَسْتُ لَكَ بِمُخْلِيَةٍ وَاَحَبَّ مَنْ شَارَكَنِیْ فِیْ خَيْرٍ اُخْتِیْ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ ذٰلِكِ لَا يَحِلُّ لِیْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَوَاللّٰهِ اِنَّا لَنَتَحَدَّثُ اَنَّكَ تُرِيْدُ اَنْ تَنْكِحَ دُرَّةَ بِنْتَ اَبِیْ سَلَمَةَ قَالَ بِنْتَ اُمِّ سَلَمَةَ فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَوَاللّٰهِ لَوْ لَمْ تَكُنْ فِیْ حَجْرِیْ مَا حَلَّتْ لِیْ اِنَّهَا لَابْنَةُ اَخِیْ مِنَ الرَّضَاعَةِ اَرْضَعَتْنِیْ وَاَبَا سَلَمَةَ ثُوَيْبَةُ فَلَا تَعْرِضْنَ عَلَیَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا اَخَوَاتِكُنَّ

بَابُ لَا تُنْكَحُ الْمَرْاَةُ عَلٰى عَمَّتِهَا

۴۷۸۶ — حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا عَاصِمٌ عَنِ الشَّعْبِیِّ سَمِعَ جَابِرًا قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تُنْكَحَ الْمَرْاَةُ عَلٰى عَمَّتِهَا اَوْ خَالَتِهَا وَقَالَ دَاوٗدُ وَابْنُ عَوْنٍ عَنِ الشَّعْبِیِّ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ

سے نکاح فرمالیں۔ آپ نے فرمایا کیا تم یہ چاہتی ہو؟ میں نے کہا جی ہاں! میں تنہا آپ کی بیوی نہیں ہوں مجھے یہ محبوب ہے کہ جو اس خیر میں میرا شریک ہو وہ میری بہن ہو (اگرچہ میری اور سوکنیں بھی ہیں) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ تو میرے لئے حلال نہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! بخدا ہمیں خبر ملی ہے کہ آپ نے ابوسلمہ کی بیٹی درّہ کو نکاح کا پیغام بھیجا ہے؟ فرمایا ام سلمہ کی بیٹی کو میں نے کہا جی ہاں آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم! اگر وہ میری گود میں نہ ہوتی جب بھی میرے لئے حلال نہیں وہ تو میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے۔ مجھے اور ابوسلمہ کو ثویبہ نے دودھ پلایا ہے۔ مجھ پر اپنی بیٹیاں اور بہنیں پیش نہ کرو! (حدیث ۴۷۸۰ ج: ۷ کی شرح دیکھیں)

marfat.com

۴۷۸۷ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِى الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُجْمَعُ بَيْنَ الْمَرْاَةِ وَعَمَّتِهَا وَلَا بَيْنَ الْمَرْاَةِ وَخَالَتِهَا

۴۷۸۸ — حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِىْ قَبِيْصَةُ بْنُ ذُؤَيْبٍ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ نَهَى النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تُنْكَحَ الْمَرْاَةُ عَلٰى عَمَّتِهَا وَالْمَرْاَةُ وَخَالَتِهَا فَنَرٰى خَالَةَ اَبِيْهَا بِتِلْكَ الْمَنْزِلَةِ لِاَنَّ عُرْوَةَ حَدَّثَنِىْ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ حَرِّمُوْا مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ

بابٌ کسی عورت سے اس کی پھوپھی پر نکاح نہ کیا جائے

یعنی پھوپھی اور بھتیجی کو ایک عقد میں جمع نہ کیا جائے ایسے خالہ اور بھانجی کو ایک عقد میں جمع نہ کیا جائے۔"

۴۷۸۶ — ترجمہ : جابر رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت سے اس کی پھوپھی پر اور اس کی خالہ پر نکاح کرنے سے منع فرمایا۔ داؤد بن ابی ہند اور عبداللہ بن عون بصری نے شعبی کے ذریعہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت کی۔

۴۷۸۶ — شرح : یعنی پھوپھی بھتیجی اسی طرح خالہ اور بھانجی کو ایک عقد میں جمع نہیں کر سکتے۔ اس کا ضابطہ یہ ہے کہ اگر دو عورتوں میں سے ہر ایک کو مرد فرض کریں تو اُن کا آپس میں جانبین سے نکاح جائز نہ ہو تو ان کو ایک عقد میں جمع کرنا منع ہے۔

marfat.com

بابُ الشِّغَارِ

۴۷۸۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ

۴۷۸۷۔ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا عورت اور اس کی پھوپھی کو ایک عقد میں جمع نہ کیا جائے اور نہ ہی عورت اور اس کی خالہ کو ایک عقد میں جمع کیا۔

۴۷۸۸۔ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے عورت اور اس کی پھوپھی اور عورت اور اس کی خالہ کو ایک عقد میں جمع کرنے سے منع فرمایا (زہری نے کہا) ہمارا خیال ہے کہ عورت کے والد کی خالہ بھی اس حکم میں ہے، کیونکہ عروہ نے مجھے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے خبر دی ہے کہ انھوں نے فرمایا رضاعت سے وہی حرام جانو جو نسب میں حرام ہے۔

۴۷۸۸۔ شرح : صاحب توضیح نے کہا زہری کا یہ استدلال صحیح نہیں کیونکہ اُنھوں نے نسب سے جو حرام ہیں ان کی تحریم پہ استدلال کیا ہے۔ اس کو رضاع سے تشبیہ دینے کی ضرورت نہ تھی۔ اگر یہ تقریر کی جائے کہ اس حکم کی رضاع میں تصریح پائی جاتی ہے نسب میں بھی اس طرح تصریح ہونی چاہیئے تو زیادہ موزوں تھا۔

باب نکاحِ بدل

لغت میں شِغار بکسر الشین ہے اور عین مخفف بمعنی رفع ہے کہا جاتا ہے۔ "شَغَرَ الْكَلْبُ بِرِجْلِهٖ" کُتّے نے بول کرتے وقت اپنا پاؤں اُٹھایا گویا کہ زوجین مہر اُٹھا دیتے ہیں۔ شیخ انوار الحق رحمہ اللہ نے کہا شَغَارَ شَاغِرَ يُشَاغِرُ شِغَارًا وَّمُشَاغَرَةً، سے بمعنی خلوّ ہے کہا جاتا ہے۔ شَغَرَ الْبَلَدُ مِنَ السُّلْطَانِ، جبکہ شہر بادشاہ سے خالی ہو اس عقد کو شغار اس لئے کہتے ہیں کہ یہ مہر سے خالی ہوتا ہے یا اِس کی بعض شرطوں سے خالی ہوتا ہے۔ ابوزید نے کہا شَغَرَتِ الْمَرْءَةُ شُغُوْرًا، جب تو جماع کے وقت عورت کے پاؤں اُٹھائے۔ بہرحال شغر رفع اور خلو کے معانی میں استعمال ہوتا ہے۔ شریعت میں شغار کا معنی یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی بیٹی یا بہن کا نکاح دوسرے شخص سے اس تجویز پر کرے کہ وہ اپنی بیٹی یا بہن کا نکاح اس سے کر دے اور اُن پر مہر وغیرہ نہ ہو۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا۔ معلوم نہیں یہ تفسیر سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمائی ہے یا ابن عمر کا

marfat.com

عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الشِّغَارِ وَالشِّغَارُ اَنْ يُزَوِّجَ الرَّجُلُ اِبْنَتَهٗ عَلٰى اَنْ يُزَوِّجَهُ الْاٰخَرُ اِبْنَتَهٗ لَيْسَ بَيْنَهُمَا صَدَاقٌ

بَابُ هَلْ لِلْمَرْأَةِ اَنْ تَهَبَ نَفْسَهَا لِاَحَدٍ

۴۷۹۰ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَتْ خَوْلَةُ بِنْتُ حَكِيْمٍ مِنَ اللَّاتِيْ وَهَبْنَ اَنْفُسَهُنَّ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ عَائِشَةُ

کلام ہے یا نافع یا امام مالک نے ذکر کی ہے۔ خطیب وغیرہ نے کہا یہ تفسیر امام مالک رضی اللہ عنہ نے کی ہے۔ ابن حجر نے خیال ظاہر کیا کہ یہ تفسیر نافع نے کی ہے۔ ابن حجر نے خیال ظاہر کیا کہ یہ تفسیر نافع نے کی ہے۔ بعض نے کہا یہ حدیث کے متن میں داخل ہے۔ حدیث یہ ہے۔

۴۷۸۹ — ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شغار سے منع فرمایا اور شغار یہ ہے کہ آدمی اپنی بیٹی کا نکاح دوسرے کے ساتھ اس تجویز پہ کرے کہ وہ اپنی بیٹی کا نکاح اس سے کر دے اور دونوں میں مہر نہیں۔

۴۷۸۹ — شرح: صحیح مسلم میں مالک کے طریق کے غیر سے شغار کی تفسیر نافع کا قول قرار دیا ہے۔ ممنوع نکاحِ شغار کی صورت میں علماءِ کرام میں اختلافِ رائے پایا جاتا ہے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس کی تقریر یہ ہے کہ کوئی آدمی اپنی بیٹی یا اپنی وَلِیَّہ کا نکاح دوسرے شخص سے اس شرط پہ کرے کہ وہ اپنی بیٹی یا ولیّہ کا نکاح اس سے کر دے اور ہر ایک عورت کا مقام مخصوص دوسری کا مہر ہو۔ امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ نے وسیط میں ذکر کیا کہ اس کی کامل صورت یہ ہے کہ کوئی کہے میں تجھے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیتا ہوں اور تو مجھے اپنی بیٹی نکاح کر دے اور شرط یہ ہے کہ ہر ایک کا مقام مخصوص دوسری کا مہر ہوگا۔ جب میری بیٹی کا نکاح منعقد ہو گیا تو تیری بیٹی کا بھی نکاح منعقد ہو جائے گا۔

marfat.com

اَمَا تَسْتَحْيِی الْمَرْاَۃُ اَنْ تَهَبَ نَفْسَهَا لِلرَّجُلِ فَلَمَّا نَزَلَتْ تُرْجِیْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا اَرٰی رَبَّكَ اِلَّا یُسَارِعُ فِیْ هَوَاكَ رَوَاهُ اَبُوْسَعِیْدِ الْمُؤَدِّبُ وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشْرٍ عبدۃ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَائِشَةَ یَزِیْدُ بَعْضُهُمْ عَلٰی بَعْضٍ

بَابُ نِكَاحِ الْمُحْرِمِ

نکاح بدل میں احناف کا مسلک "

حنفیہ کہتے ہیں شغار یہ ہے کہ کوئی آدمی کسی اور کو اپنی بیٹی یا بہن اس شرط پر نکاح کر دے کہ وہ اپنی لڑکی یا بہن یا اپنی لونڈی اس سے نکاح کر دے تاکہ دو عقدوں میں سے ہر ایک دوسرے کا عوض ہو یہ عقد صحیح ہے اور مہر مثل واجب ہے۔ اگر دخول سے پہلے طلاق دی تو متعہ واجب ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا شغار کی صورت میں نکاح باطل ہے اور احکام میں نکاح فاسد جیسا ہے۔ امام احمد اور اسحاق اور ابو ثور بھی یہی کہتے ہیں۔ احناف نے مذکور حدیث کا جواب یہ دیا کہ یہ کراہت پر محمول ہے یعنی حدیث میں نہی تنزیہہ کے لئے ہے۔

باب کیا عورت اپنے آپ کو کسی کے لئے ہبہ کر سکتی ہے"

یعنی عورت کسی سے کہے میں نے اپنا آپ تجھے ہبہ کیا اور مرد کہے میں نے قبول کیا اور مہر وغیرہ ذکر نہیں کیا بعض علماء نے کہا اس طرح نکاح نہیں ہوتا۔ شافعی کا مذہب بھی یہی ہے۔ امام ابو حنیفہ اور ان کے تلامذہ کہتے ہیں۔ اس طرح عقدِ نکاح ہو جاتا ہے اور مہر مثل واجب ہے۔ اسی طرح لفظ صدقہ اور لفظ بیع سے نکاح ثابت ہو جاتا ہے۔ اگرچہ لفظ تزویج یا لفظ نکاح ذکر نہ کرے۔ امام شافعی نے کہا نکاح صرف تزویج اور نکاح سے ہی منعقد ہوتا ہے۔

۴۷۹۰ ــــ ترجمہ : ہشام نے اپنی والد عروہ سے روائت کی کہ خولہ بنت حکیم اُن

marfat.com

۴۷۹۱ــــ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرٌو قَالَ اَخْبَرَنَا جَابِرُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ تَزَوَّجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ

عورتوں میں سے ہیں جنہوں نے اپنے نفس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہبہ کئے تھے۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کیا عورت شرم نہیں کرتی کہ اپنا نفس کسی آدمی کو ہبہ کرتی ہے۔ جب یہ آیت کریمہ تُرْجِیْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ ،، نازل ہوئی تو میں نے عرض کیا : یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ کے خدا کو نہیں دیکھتی مگر وہ آپ کی خواہش پوری کرنے میں جلدی کرتا ہے۔ اس کو ابو سعید مؤدب محمد بن بشر، عبدہ نے ہشام سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے ام المؤمنین سے روایت کی وہ ایک دوسرے سے حدیث پر کچھ اضافہ ذکر کرتے تھے (حدیث : ۴۴۶۸ جلد : ۶ کی شرح دیکھیں)

باب ۴۰ مُحرِم کا نکاح کرنا ،،

یعنی احرام کی حالت میں نکاح کرنا صحیح ہے یا نہیں۔ بعض علماء نے کہا غالباً امام بخاری رحمہ اللہ جواز کی طرف مائل ہیں؛ کیونکہ انھوں نے اس باب میں صرف ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث ذکر کی ہے اور منع کی حدیث ذکر نہیں کی گویا کہ بخاری کے نزدیک منع کی حدیث صحیح نہیں ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ ظاہر یہ ہے کہ امام بخاری کا مذہب یہی ہے کہ محرم کا نکاح کرنا جائز ہے جواز کی حدیث یہ ہے۔

۴۷۹۱ــــ ترجمہ : جابر بن زید نے کہا ہمیں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا جبکہ آپ مُحرِم تھے۔

۴۷۹۱ــــ شرح : امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے جوازِ نکاح کے لئے اس حدیث سے استدلال کیا ہے اور اصحابِ شافعیہ نے اس کا جواب دیا کہ ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا اس حال میں کہ آپ حلال تھے یعنی مُحرِم نہیں تھے۔ وہ اپنے قصہ کو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے زیادہ جانتی ہیں۔ دُوسرا جواب یہ ہے کہ مُحرِم سے مراد یہ ہے کہ آپ حرم میں داخل تھے جو کوئی حرم میں

marfat.com

داخل ہوا سے مُحرِم کہتے ہیں ؛ چنانچہ ایک شاعر کہتا ہے : قَتَلُوا ابْنَ عَفَّانَ الْخَلِیْفَۃَ مُحْرِمًا ، یعنی اُنھوں نے حضرت عثمان بن عفان خلیفہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ منورہ کے حرم میں قتل کیا۔

تیسرا جواب یہ ہے کہ اس واقعہ میں سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل آپ کے قول کے متعارض ہے چنانچہ ارشاد ہے : لَا یَنْکِحُ الْمُحْرِمُ " محرم نکاح نہ کرے اور قول وفعل میں تعارض کے وقت قول کو ترجیح ہوتی ہے ۔ چوتھا جواب یہ ہے کہ یہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات سے ہے ۔ احناف چاروں جوابات کو اس طرح مسترد کرتے ہیں کہ ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کی روائت کو ابن عباس کی روائت پر ترجیح نہیں اور ان کی ابن عباس اَعْلَمِیَّت مسلم نہیں میمونہ رضی اللہ عنہا اس واقعہ میں اور نہ کسی اور واقعہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کا مقابلہ نہیں کرسکتی ہیں کیونکہ احرام کی حالت میں نکاح کی روائت کثیر صحابہ کرام سے منقول ہے ؛ چنانچہ عبداللہ بن مسعود ، انس بن مالک ، ابوہریرہ ، ام المؤمنین عائشہ اور معاذ رضی اللہ عنہم جو اکابر صحابہ کرام ہیں نے یہ روائت ذکر کی ہے ۔ ابن ابی شیبہ نے وکیع جریر بن حازم اعمش ابراہیم کے ذریعہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روائت کی ؛ اَنَّہٗ لَمْ یَرَ بِتَزْوِیْجِ الْمُحْرِمِ بَاْسًا ، یعنی ابن مسعود محرم کے نکاح کرنے میں حرج نہ جانتے تھے ۔

نیز امام طحاوی نے صحیح اسناد سے ذکر کیا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ محرم کے نکاح کرنے میں حرج نہ جانتے تھے ۔ امام طحاوی نے اپنے اسناد سے حضرت انس رضی اللہ عنہ کا قول ذکر کیا کہ عبداللہ بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے انس بن مالک سے مُحرِم کے نکاح کے متعلق پوچھا تو اُنھوں نے کہا اس میں کچھ حرج نہیں یہ خرید و فروخت کی طرح تو ہے ۔ امام طحاوی کا یہ اسناد بالاتفاق صحیح ہے ۔ امام طحاوی نے صحیح متصل اسناد کے ساتھ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث ذکر کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا حالانکہ آپ محرم تھے ۔ نیز امام بیہقی نے بھی مُعَلّٰی بن اسد کے ذریعہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت کی ہے ۔

شافعیہ کا دوسرا جواب کہ محرم سے مراد یہ ہے کہ حرم میں داخل ہے یہ بھی کمزور ہے کیونکہ جوہری نے کہا مُحرِم کے معنی ہیں حرم کے مہینہ میں داخل ہونے والا اور مذکور شعر میں بھی یہی معنی مراد ہے یعنی اُنھوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو حرم کے مہینہ میں قتل کیا اور بخاری کے یہ الفاظ کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے میمونہ سے نکاح کیا جبکہ آپ مُحرِم تھے اور اُن سے خلوت کی حالانکہ آپ حلال تھے مذکور تفسیر کے مخالف ہے اور اس تفسیر کو مسترد کرتا ہے ۔

امام نووی رحمہ اللہ پر تعجب ہے کہ حدیث میں اس معنی سے راضی ہوکر اسے جواب میں ذکر کرتے ہیں شافعیہ کا تیسرا جواب قول وفعل میں تعارض ہو تو قول راجح ہوتا ہے ۔ واقعہ یہ ہے کہ اصولیوں کے نزدیک یہ حکم مختلف فیہ ہے ۔ اس کے باوجود سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرات صحابہ عظام رضی اللہ عنہم

marfat.com

بَابُ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نِكَاحِ الْمُتْعَةِ اٰخِرًا ۴۷۹۲ ـ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ الزُّهْرِيَّ يَقُوْلُ اَخْبَرَنِيْ الْحَسَنُ ابْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ وَاَخُوْهُ عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِمَا اَنَّ عَلِيًّا قَالَ لِابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُتْعَةِ وَعَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاَهْلِيَّةِ زَمَنَ خَيْبَرَ

کے فتاوی اس قول کے خلاف ہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ قول منسوخ ہے۔ شافعیہ کا چوتھا جواب کہ یہ آپ کے خصوصیات سے ہے بھی ناقابلِ التفات ہے کیونکہ خصوصیت کا دعویٰ محتاج دلیل ہے۔ کسی نے اس کی تصریح نہیں کی۔ اور جہاں سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خصوصیات مذکور ہیں۔ ان میں اس کا قطعًا ذکر نہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ مسلم میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ مُحرم نہ نکاح کرے اور نہ اس کا نکاح کیا جائے اور نہ ہی نکاح کا پیغام دیا جائے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث کے اسناد میں نُبَیْہ بن واھب ہے۔ وہ وثوق اور علم میں عَمرو بن دینار، جابر بن زید کے مرتبہ میں نہیں ہے۔ ابن عربی نے کہا امام بخاری نے حضرت عثمان کی حدیث کو ضعیف کہا ہے۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کو صحیح کہا ہے۔ طبری کا کہنا کہ صواب یہ ہے کہ ہمارے نزدیک محرم کا نکاح فاسد ہے۔ اس کی دلیل حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے، بھی صحیح نہیں کیونکہ جب شجرہ ہی ضعیف ہے تو ثمرہ کیسے قوی ہوگا۔ بایں ہمہ ہم کہتے ہیں کہ لَا یَنْکِحُ الْمُحْرِمُ کے معنی یہ ہیں کہ مُحرم جماع نہ کرے پس اس حدیث میں نکاح وطئ پر محمول ہے یا اس میں نہی تنزیہہ کے لئے ہے کیونکہ یہ رفث میں وقوع کا سبب ہے۔ (حدیث ۱۶۲۰ ج : ۳ کی شرح بھی دیکھیں)

باب سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے آخر میں نکاحِ متعہ سے منع فرمایا"

"آخرًا" سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ پہلے مباح تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا متعہ منسوخ

marfat.com

٤٧٩٣ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ جَمْرَةَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ سُئِلَ عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ فَرَخَّصَ فَقَالَ لَهٗ مَوْلًى لَّهٗ اِنَّمَا ذٰلِكَ فِیْ الْحَالِ الشَّدِیْدِ وَفِی النِّسَاءِ قِلَّةٌ اَوْ نَحْوُهٗ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَعَمْ

٤٧٩٤ ـ حَدَّثَنَا عَلِیٌّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ قَالَ عَمْرٌو عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَسَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ قَالَ كُنَّا فِیْ جَیْشٍ فَاَتَانَا رَسُوْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَدْ اُذِنَ

ہے۔ احادیث نبویہ سے واضح ہوتا ہے کہ متعہ اباحت کے بعد ممنوع ہو چکا ہے۔

٤٧٩٢ ـ ترجمہ : حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا (جبکہ ابن عباس نے کہا متعہ میں کچھ حرج نہیں) کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح خیبر کے وقت متعہ، اہلی گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا ہے "

٤٧٩٣ ـ ترجمہ : ابو جمرہ نے کہا میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا جبکہ ان سے عورتوں سے متعہ کرنے کے متعلق پوچھا گیا کہ متعہ میں رخصت ہے۔ ان کے آزاد کردہ غلام عکرمہ نے کہا یہ اس وقت رخصت تھی جبکہ جہاد کے وقت سخت تنگی تھی اور عورتیں کم تھیں یا اس قسم کی کوئی وجہ تھی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہاں درست ہے۔

٤٧٩٢ ـ ٤٧٩٣ ـ شرح : بعض علماء نے کہا ابن عباس کا مذہب ہے کہ متعہ جائز ہے؛ لیکن یہ بات عجیب سی معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ عکرمہ کا قول قبول کرنے اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما کے منع کرنے کے باوجود ابن عباس کا یہ مذہب ہو؛ حالانکہ علامہ عینی نے مازری سے نقل کیا ہے کہ متعہ کی ممانعت پر امت کا اجماع ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے پہلے اس کی اباحت کا فتویٰ دیا پھر اس سے رجوع کر لیا اور متعہ کی تحریم کا فتویٰ جاری کیا (اس مسئلہ کی پوری تحقیق حدیث عنقریب ۳۹۴۰ ج : ۶ کی شرح میں دیکھیں)

٤٧٩٣ ـ ترجمہ : جابر بن عبد اللہ اور سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہم نے کہا ہم ایک لشکر میں تھے

marfat.com

لَكُمْ اَنْ تَسْتَمْتِعُوْا فَاسْتَمْتِعُوْا وَقَالَ ابْنُ اَبِیْ ذِئْبٍ حَدَّثَنِیْ اِیَاسُ بْنُ سَلَمَةَ بْنِ الْاَکْوَعِ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَیُّمَا رَجُلٍ وَامْرَاَةٍ تَوَافَقَا فَعِشْرَةٌ مَا بَیْنَهُمَا ثَلٰثُ لَیَالٍ فَاِنْ اَحَبَّا اَنْ یَّتَزَایَدَا اَوْ یَتَتَارَکَا تَتَارَکَا فَمَا اَدْرِیْ اَشَیْءٌ کَانَ لَنَا خَاصَّةً اَمْ لِلنَّاسِ عَامَّةً قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَبَیَّنَهُ عَلِیٌّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ مَنْسُوْخٌ

تو جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا قاصد ہمارے پاس آیا اور کہا تمہارے لئے اجازت ہے کہ عورتوں سے متعہ کرلو پس تم متعہ کرو ،، ابن ابی ذئب نے کہا مجھے ایاس بن سلمہ بن اکوع نے اپنے والد سے خبر دی کہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جو کوئی مرد و زن آپس میں (نکاح) موافق ہوجائیں (مدت ذکر نہ کریں) تو اُن میں معاشرت تین راتیں ہے (تین دن متعہ کریں) اور اگر تین دن سے زیادہ کرنا چاہیں۔ تو زیادہ کرلیں یا اگر ترک کرنا چاہیں تو ترک کردیں۔ معلوم نہیں یہ شئ ہمارے لئے خاص ہے یا عام لوگوں کے لئے ہے۔ ابو عبد اللہ بخاری نے کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے بیان کیا کہ متعہ منسوخ ہے۔

۴۷۹۳ —

شرح : علامہ عینی رحمہ اللہ نے کہا حدیث میں متعہ سے نہی نہیں ہے حالانکہ ترجمہ میں متعہ سے نہی ہے۔ لہٰذا حدیث عنوان کے موافق نہیں۔ ..... اس کی اچھی توجیہہ یہ ہے کہ جابر کی حدیث میں جو مسلم میں مذکور ہے اس کے آخر میں یہ ہے۔ سلمہ بن اکوع نے کہا مجھے معلوم نہیں کہ متعہ کا جواز صرف صحابہ کے ساتھ خاص تھا یا ساری امّت کے لئے ہے۔

ابو ذر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں تصریح ہے کہ یہ صرف صحابہ کرام سے مختص ہے؛ چنانچہ بیہقی نے ذکر کیا کہ تین دن کے لئے عورتوں سے متعہ کرنا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مخصوص تھا۔ پھر سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس سے منع فرمایا۔

شیخ عبد الرزاق رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دوسرے طریق سے روایت کی کہ متعہ کا ناسخ طلاق، عدت اور میراث ہے۔ یعنی اگر متعہ جائز ہوتا تو طلاق کا وجود نہ ہوتا اور نہ ہی وراثت ہوتی ،، واللہ ورسولہ اعلم!

marfat.com

بَابُ عَرْضِ الْمَرْأَةِ نَفْسَهَا عَلَى الرَّجُلِ الصَّالِحِ

٤٧٩٤ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا مَرْحُوْمٌ قَالَ سَمِعْتُ ثَابِتَ الْبُنَانِيَّ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ اَنَسٍ وَعِنْدَهٗ اِبْنَةٌ لَهٗ قَالَ اَنَسٌ جَاءَتِ امْرَأَةٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْرِضُ عَلَيْهِ نَفْسَهَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَكَ بِىْ حَاجَةٌ فَقَالَتْ بِنْتُ اَنَسٍ مَا اَقَلَّ حَيَاءَهَا وَاسَوْءَتَاهُ وَاسَوْءَتَاهُ قَالَ هِىَ خَيْرٌ مِّنْكِ رَغِبَتْ فِى النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَرَضَتْ عَلَيْهِ نَفْسَهَا

باب عورت کا نیک مرد پر (نکاح کے لئے) اپنے آپ کو پیش کرنا

یعنی اس باب میں عورت کا نیک مرد پر (نکاح کے لئے) اپنے آپ کو پیش کرنے کے جواز کا بیان ہے جبکہ اس کی صلاحیت میں رغبت کرے، لیکن باب کی حدیث میں عورت کا سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کی درخواست کرنا مذکور ہے۔ اس پر امام بخاری نے نیک مرد کو قیاس کیا ہے، حالانکہ قرآن کریم کے صریح منطوق سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ جواز سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص ہے اور قیاس میں یہ شرط ہے کہ مقیس علیہ مخصوص نہیں ہونا چاہیئے لہٰذا یہ قیاس کیسے صحیح ہوگا۔

٤٧٩٤ — ترجمہ: ثابت بنانی نے کہا میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس تھا جبکہ اُن کے پاس اُن کی صاحبزادی بھی تھی۔ حضرت انس نے کہا ایک عورت جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اس حالت میں اپنے آپ کو آپ پر (نکاح کے لئے) پیش کرتی تھی۔ اُس نے کہا یا رسُولَ اللہ "صلی اللہ علیہ وسلم"، آپ کو میری حاجت ہے؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی نے کہا اس عورت میں بہت کم حیاء ہے۔ وائے رسوائی، وائے رسوائی "، حضرت انس رضی اللہ عنہ

marfat.com

۴۷۹۵ — حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِیْ مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْغَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْحَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ اَنَّ امْرَاَةً عَرَضَتْ نَفْسَهَا عَلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ زَوِّجْنِيْهَا فَقَالَ مَا عِنْدَكَ قَالَ مَا عِنْدِیْ شَیْءٌ قَالَ اِذْهَبْ فَالْتَمِسْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيْدٍ فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لَا وَاللّٰهِ مَا وَجَدْتُ شَيْئًا وَلَا خَاتَمًا مِنْ حَدِيْدٍ وَلٰكِنْ هٰذَا اِزَارِیْ وَلَهَا نِصْفُهٗ قَالَ سَهْلٌ وَمَا لَهٗ رِدَاءٌ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا تَصْنَعُ بِاِزَارِكَ اِنْ لَبِسْتَهٗ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا مِنْهُ شَیْءٌ وَاِنْ لَبِسَتْهُ

نے کہا یہ عورت تجھ سے بہتر ہے کہ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں رغبت کی ہے اور آپ سے نکاح کی درخواست کی ہے۔

۴۷۹۴ — شرح : اس عورت کا نام معلوم نہیں۔ البتہ سہل بن سعد کی حدیث میں جس عورت کا ذکر ہے کہ اُس نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کی درخواست کی تھی اس کا نام لیلی بنت قیس بن خطیم ہے۔

قولہ وَاسَوْاَتَاہ ،، یہ واؤ نداء کے لئے ہے لیکن یہ واہ ندبہ کے ساتھ مختص ہے۔ اس میں الف ندبہ کے لئے ہے اور ہاء سکتہ کی ہے جیسے وازیداہ کہا جاتا ہے ہائے زید۔ اور سَوْءَۃ بفتح السین وسکون الواؤ ہے۔ اس کے بعد ہمزہ ہے یہ فاحش اور رُسوا کن فعل ہے۔ اس کا فرج (شرمگاہ) پر بھی اطلاق ہوتا ہے۔ پہلا فاحش مراد ہے۔

قولہ ھِیَ خَيْرٌ مِّنْكَ ،، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ نیک مرد سے عورت کا نکاح کرنے کی درخواست کرنا جائز ہے جبکہ اس کی صلاحیت علم و فضل اور شرافت و بزرگی میں رغبت کرے اس میں کچھ عار نہیں بلکہ اس میں عورت کی فضیلت واضح ہوتی ہے کہ اُس نے اعلیٰ خصائل پر مشتمل بزرگ سے نکاح کی درخواست کی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی نے اس دقیقہ اور مخفی راز کی طرف توجہ نہ کی اور ظاہری صورت کو دیکھ کر کہا کہ یہ عورت کس قدر بے حیاء ہے لیکن اگر کوئی عورت دُنیاوی غرض کے باعث کسی سے نکاح کے لئے

marfat.com

لَمْ يَكُنْ عَلَيْكِ مِنْهُ شَيْءٌ فَجَلَسَ الرَّجُلُ حَتّٰى إِذَا طَالَ مَجْلِسُهُ قَامَ فَرَاٰهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَاهُ اَوْ دُعِيَ لَهُ فَقَالَ لَهُ مَاذَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ فَقَالَ مَعِيَ سُوْرَةُ كَذَا وَسُوْرَةُ كَذَا لِسُوَرٍ يُعَدِّدُهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمْلَكْنَاكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ

بَابُ عَرْضِ الْاِنْسَانِ اِبْنَتَهُ اَوْ اُخْتَهُ عَلٰى اَهْلِ الْخَيْرِ

۴۷۹۵ــ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ

کہے تو یہ شدید بے حیائی اور رسوا کن بات ہے۔

۴۷۹۵ــ ترجمہ : سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ ایک عورت نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کی درخواست کی تو ایک شخص نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھ سے اس کا نکاح کر دیں۔ آپ نے فرمایا تمہارے پاس کیا ہے؟ (یعنی مہر ہے) اس نے کہا میرے پاس کچھ نہیں فرمایا جاؤ تلاش کرو اگرچہ لوہے کی انگوٹھی مل جائے وہ گیا پھر واپس آیا اور کہا بخدا! مجھے کچھ نہیں ملا اور نہ ہی لوہے کی انگوٹھی ملی ہے لیکن یہ میرا تہبند ہے آدھا اسے دے دیں سہل نے کہا اس کے پاس چادر نہ تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو تہبند کو کیا کرے گا اگر تو نے اسے پہنا تو اس پر اس سے کچھ نہ ہوگا اور اگر اس نے پہن لیا تو تم پر اس سے کچھ نہ ہوگا (یہ سن کر) وہ آدمی بیٹھ گیا حتی کہ بہت دیر بیٹھا رہا۔ پھر وہ اٹھا تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیکھ لیا اور اس کو بلایا یا اس کو بلایا گیا (وہ آیا) تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا بتیرے پاس کچھ قرآن ہے؟ (کس قدر قرآن تجھے یاد ہے) اس نے کہا مجھے فلاں فلاں سورت یاد ہے۔ وہ سورتیں شمار کر رہا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم نے تجھے اس کا مالک بنا دیا اس کے سبب جو تجھے قرآن یاد ہے (اس کو قرآن کی تعلیم دو)

(حدیث ۴۷۰۶ کی شرح دیکھیں)

marfat.com

اَخْبَرَنِیْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهٗ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ یُحَدِّثُ اَنَّ عُمَرَ
ابْنَ الْخَطَّابِ حِیْنَ تَاَیَّمَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ عُمَرَ مِنْ خُنَیْسِ بْنِ حُذَافَةَ
السَّهْمِیِّ وَکَانَ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَتُوُفِّیَ بِالْمَدِیْنَةِ
فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اَتَیْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَعَرَضْتُ عَلَیْهِ حَفْصَةَ
فَقَالَ سَاَنْظُرُ فِیْ اَمْرِیْ فَلَبِثْتُ لَیَالِیَ ثُمَّ لَقِیَنِیْ فَقَالَ قَدْ بَدَا لِیْ
اَنْ لَا اَتَزَوَّجَ یَوْمِیْ هٰذَا فَقَالَ عُمَرُ فَلَقِیْتُ اَبَا بَکْرِ الصِّدِّیْقَ فَقُلْتُ اِنْ
شِئْتَ زَوَّجْتُکَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ فَصَمَتَ اَبُوْ بَکْرٍ فَلَمْ یَرْجِعْ
اِلَیَّ شَیْئًا وَکُنْتُ اَوْجَدَ عَلَیْهِ مِنِّیْ عَلٰی عُثْمٰنَ فَلَبِثْتُ لَیَالِیَ ثُمَّ خَطَبَهَا
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَنْکَحْتُهَا اِیَّاهُ فَلَقِیَنِیْ اَبُوْ بَکْرٍ فَقَالَ
لَعَلَّکَ وَجَدْتَ عَلَیَّ حِیْنَ عَرَضْتَ عَلَیَّ حَفْصَةَ فَلَمْ اَرْجِعْ
اِلَیْکَ شَیْئًا قَالَ عُمَرُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ اَبُوْ بَکْرٍ فَاِنَّهٗ لَمْ یَمْنَعْنِیْ اَنْ اَرْجِعَ
اِلَیْکَ فِیْمَا عَرَضْتَ عَلَیَّ اِلَّا اَنِّیْ کُنْتُ قَدْ عَلِمْتُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ

باب ۔ کسی انسان کا اہلِ خیر پر اپنی بیٹی یا بہن پیش کرنا جائز ہے

۴۷۹۶ ۔ ترجمہ : ابن شہاب زُہری نے کہا مجھے سالم بن عبد اللہ نے خبر دی کہ اُنھوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ بیان کرتے ہوئے سُنا کہ جس وقت حفصہ بنت عمر فاروق خُنیس بن حذافہ سہمی کے فوت ہو جانے سے بیوہ ہو گئیں اور وہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے صحابہ کرام میں سے تھے وہ مدینہ منورہ میں (غزوۂ احد میں زخم لگنے سے) فوت ہو گئے

marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ ذَكَرَهَا فَلَمْ اَكُنْ لِاُفْشِيَ سِرَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَوْ تَرَكَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبِلْتُهَا

تھے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا میں عثمان بن عفان کے پاس گیا اور اس پر حفصہ کو پیش کیا (کہ اس سے نکاح کرلے) اُنھوں نے کہا میں اپنے کام میں غور و خوض کروں گا۔ میں چند دن ٹھہرا پھر مجھے عثمان ملے تو کہا میرے لئے یہ امر ظاہر ہُوا ہے کہ میں اب نکاح نہ کروں۔ عمر فاروق نے کہا میں نے ابوبکر صدیق سے ملاقات کی اور اُن سے کہا اگر تم چاہو تو میں حفصہ بنت عمر کا نکاح تم سے کر دوں (یہ سن کر) ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خاموش رہے۔ اور عمر فاروق کو کچھ جواب نہ دیا مجھے عثمان کی نسبت ابوبکر صدیق پر سخت غصہ آیا میں چند دن ٹھہرا تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ کے نکاح کا پیغام بھیجا تو میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حفصہ کا نکاح کر دیا۔ پھر مجھے ابوبکر صدیق ملے اور کہا کہ شاید تم مجھ سے ناراض ہو گے جبکہ تم نے حفصہ کو مجھ پر پیش کیا اور میں نے تمہیں کچھ جواب نہیں دیا تھا۔ عمر فاروق نے کہا میں نے کہا ہاں! ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا جب تم نے مجھ پر حفصہ کو پیش کیا تھا مجھے جواب دینے سے کسی نے منع نہ کیا تھا مگر اُس نے کہ میں جانتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ کو ذکر کیا تھا (ان سے نکاح کی خواہش کی تھی) میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا راز ظاہر کرنا اچھا نہ سمجھا تھا۔ اگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ ارادہ ترک کر دیتے تو میں اسے قبول کر لیتا۔

۴۷۹۶ — شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مرد اپنی ولیہ کو اپنے خاندان میں کسی کے لئے پیش کر سکتا ہے اس میں سبکی نہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا حضرت عثمان کی نسبت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر زیادہ ناراضگی کرنا اس لئے تھا کہ انہیں صدیق اکبر سے زیادہ محبت تھی جہاں محبت زیادہ ہو وہاں ناراضگی بھی زیادہ ہوتی ہے دوسرے یہ کہ حضرت عثمان نے پہلے سکوت کر کے پھر معذرت کی تھی اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خاموشی پر ہی اکتفاء کی تھی قولہ کنتُ اَوْجَدَ عَلَیْہِ ،، اس عبارت میں اَوْجَدَ علیہِ ،، اسم تفضیل ہے اِس میں مفضّل اور مفضل علیہ جُدا جُدا ہوتے ہیں لیکن یہاں مفضّل اور مفضّل علیہ شئ واحد ہے، لیکن ابوبکر صدیق کے اعتبار سے مفضّل اور عثمانِ غنی کے اعتبار سے مفضّل علیہ ہے۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ سے نکاح کے متعلق خفیۃً ابوبکر صدیق سے مشورہ کیا تھا، کیونکہ آپ جانتے تھے کہ ابوبکر ایمان میں بہت پختہ ہیں اس کے متعلق وہ کسی قسم کی غیرت نہیں کریں گے جبکہ ان کی صاحبزادی بھی تو آپ کے نکاح میں تھی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اس کو صیغۂ راز میں رکھنا اسی خطرہ کے سبب تھا کہ

marfat.com

۴۷۹۷ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ زَيْنَبَ ابْنَةَ أَبِي سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ قَالَتْ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّا قَدْ تَحَدَّثْنَا أَنَّكَ نَاكِحٌ دُرَّةَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعَلَى أُمِّ سَلَمَةَ لَوْ لَمْ أَنْكِحْ أُمَّ سَلَمَةَ مَا حَلَّتْ لِي إِنَّ أَبَاهَا أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حفصہ کے نکاح میں کوئی امر ظاہر ہوا اور عمر فاروق کے دل میں وہ واقع ہو جو ابوبکر صدیق کے لئے اُن کے دل میں واقع ہُوا تھا۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اگر کسی پر مرغوب فیہ شئ پیش کی جائے تو وہ اس میں غور و خوض کرنے کے بعد جس نتیجہ پر پہنچے اسے پیش کرنے والے کو خبردار کر دے تاکہ وہ اس کے باعث کسی پر پیش کرنے سے نہ رُکے جیسے حضرت عثمان نے غور و خوض کے بعد حضرت عمر فاروق کو واضح کر دیا تھا کہ میرا خیال ہے کہ میں نکاح نہ کروں نیز کسی کے راز کو مخفی رکھنا چاہئے اگر اس کو اللہ ظاہر کر دے یا صاحبِ راز ہی اس کو ظاہر کر دے تو جس نے راز مخفی رکھا تھا اس کو ظاہر کر سکتا ہے جیسے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عمر فاروق سے حفصہ سے سید عالم کے نکاح کا مشورہ صیغہ راز میں رکھا تھا پھر وہ عمر فاروق پر واضح کر دیا۔ نیز جائز ہے کہ اپنے وثوق بہ ساتھی سے ذکر کرے کہ وہ فلاں عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے حالانکہ ابھی تک اس کو پیغام نکاح نہیں بھیجا تھا۔ نیز جس عورت سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نکاح کرنے کا ارادہ رکھتے ہوں آپ وہ ارادہ ترک کر دیں تو اس عورت سے نکاح کرنے میں رخصت ہے؛ چنانچہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ارادہ ترک کر دیتے تو وہ حفصہ سے نکاح کر لیتے۔

۴۷۹۷ — ترجمہ : زینب بنت ابی سلمہ نے عراک بن مالک کو خبر دی کہ ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا ہمیں خبر پہنچی ہے کہ آپ ابوسلمہ کی بیٹی دُرّہ سے نکاح کرنے والے ہیں۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا ام سلمہ کے ہوتے ہُوئے اس سے نکاح کروں؟ اگر میں ام سلمہ سے نکاح نہ کرتا جب بھی وہ میرے لئے جائز نہیں اس لئے کہ اس کا باپ میرا رضاعی بھائی ہے۔

(حدیث ۴۷۸۰، ج : ۷ کی شرح دیکھیں)

marfat.com

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ جَلَّ وَعَزَّ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَّضْتُمْ بِهٖ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَآءِ اَوْ اَكْنَنْتُمْ فِيْ اَنْفُسِكُمْ عَلِمَ اللّٰهُ الْاٰيَةَ اِلٰى قَوْلِهٖ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ اَكْنَنْتُمْ اَضْمَرْتُمْ وَكُلُّ شَيْءٍ صُنْتَهٗ فَهُوَ مَكْنُوْنٌ وَقَالَ لِيْ طَلْقٌ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

باب

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تم پر کوئی گناہ نہیں جو ان مذکورہ عورتوں کو پیغامِ نکاح میں تعریض کرو، یا اپنے دلوں میں پوشیدہ رکھو اللہ جانتا ہے تا غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ

شرح : تعریض کا معنی اور اس کی صورت یہ ہے کہ عورت سے کہے تو خوبصورت باصلاحیت ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے باصلاحیت خاتون میسّر کرے اور یہ نہ کہے کہ میں تجھے چاہتا ہوں۔ اِکْنَان بروزن اِفْعَال کَنَّ یَکِنُّ کَنًّا سے ہے۔ کَنٌّ مفتوح مصدر اور مکسور اسم ہے۔ عینی نے ابن تین سے نقل کیا کہ یہ آئت کریمہ چار احکام کو متضمن ہے۔ اُن میں سے دو مباح ہیں۔ ایک تعریض اور دُوسرے اکنان چھپانا اور دو ممنوع ہیں۔ ایک عدّت میں نکاح کرنا۔ دُوسرے اس میں مواعدت یعنی عدّت میں نکاح کا وعدہ کرنا۔

اَكْنَنْتُمْ، جو تم اپنے دِلوں میں پوشیدہ رکھو، ہر وہ شئی جس کی تو نگہداری کرے وہ مکنون ہے،

یعنی عورت کی عدّت کے ایام میں تعریض اور اکنان دونوں صورتیں مباح ہیں۔ ان میں کچھ حرج نہیں۔ جن عورتوں کے شوہر فوت ہو جائیں اور وہ عدّتِ وفات میں ہوں تو اُن سے نکاح کے پیغام میں تعریض کرنا کہ معتدۃ الوفات سے کہے تو بہت اچھی اور نیک ہے میرا مقصد نکاح کرنے کا ہے۔ اللہ تعالیٰ عنقریب مجھے نیک عورت میسّر کر دے گا۔ اس طرح کا کلام کرے جس سے یہ موہوم ہو کہ وہ اس سے نکاح کا ارادہ رکھتا ہے تاکہ اگر اسے رغبت ہو تو وہ اس کے لئے پابند رہے اور کسی کی طرف میلان نہ کرے لیکن اس سے صراحۃً نہ کہے کہ میں تیرے ساتھ نکاح کرنا چاہتا ہوں۔ تعریض اور کنایہ میں فرق یہ ہے کہ تعریض میں کوئی شئی ذکر کی جاتی ہے جو ایسی شئی

marfat.com

يَقُوْلُ اِنِّيْ اُرِيْدُ التَّزْوِيْجَ وَلَوَدِدْتُ اَنَّهٗ تُيَسَّرُ لِيْ اِمْرَأَةٌ صَالِحَةٌ وَقَالَ الْقَسِمُ يَقُوْلُ اِنَّكِ عَلَيَّ كَرِيْمَةٌ وَاِنِّيْ فِيْكِ لَرَاغِبٌ وَاِنَّ اللّٰهَ لَسَآئِقٌ اِلَيْكِ خَيْرًا اَوْ نَحْوَهٰذَا وَقَالَ عَطَآءٌ يُعَرِّضُ وَلَا يَبُوْحُ يَقُوْلُ اِنَّ لِيْ حَاجَةً وَاَبْشِرِيْ وَاَنْتِ بِحَمْدِ اللّٰهِ نَافِقَةٌ وَتَقُوْلُ هِيَ قَدْ اَسْمَعُ مَا تَقُوْلُ وَلَا تَعِدُ شَيْئًا وَلَا يُوَاعِدُ وَلِيُّهَا بِغَيْرِ عِلْمِهَا وَاِنْ وَاعَدَتْ رَجُلًا فِيْ عِدَّتِهَا ثُمَّ نَكَحَهَا بَعْدُ لَمْ يُفَرِّقْ بَيْنَهُمَا وَقَالَ الْحَسَنُ لَا تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا اَلزِّنَا وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَلْكِتَابُ اَجَلَهٗ تَنْقَضِيَ الْعِدَّةُ

پر دلالت کرے جو ذکر نہیں کی گئی جیسے کوئی محتاج ۔ محتاج الیہ سے کہے میں اس لئے آیا ہوں کہ آپ کو سلام کہوں یا آپ کا چہرہ مبارک دیکھوں اور کنایہ یہ ہے کہ کوئی شئی اس کے لئے موضوع لفظ کے بغیر ذکر کی جائے جیسے تو لمبے آدمی کے لئے "طویل النجاد" کہے یا بہت زیادہ مہمان نواز کے لئے "کثیر الرماد" کہے ،، پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا : اللہ جانتا ہے کہ تم اُن میں رغبت کرتے ہوئے بات کرنے سے صبر نہیں کرتے ہو تو تم ان کو ذکر کرو ، لیکن اُن سے نکاح کی بات نہ کرو اور معروف بات کرو یعنی تعریض کرو تصریح نہ کرو اور جب تک عدّت ختم نہ ہو انہیں شادی کا پیغام نہ دو ۔

مجھے طلق نے کہا ہمیں زائدہ نے منصور سے اُنھوں نے مجاہد سے اُنھوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ،،

"فِيْمَا عَرَّضْتُمْ" کی تفسیر میں ذکر کیا کہ میں شادی کا ارادہ کرتا ہوں ، میری خواہش ہے کہ مجھے نیک عورت میسّر ہو جائے ۔ قاسم نے کہا (اس آیت کا مفہوم یہ ہے) کہ تو میرے نزدیک مکرمہ ہے ۔ میں تیری خواہش کرتا ہوں ۔ اللہ تجھے بھلائی پہنچائے یا اس طرح سے کہے (جیسے کہے میں تیری حرص کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے نیک عورت عطاء کرے)

marfat.com

بَابُ اَلنَّظْرِ اِلَی الْمَرْأَةِ قَبْلَ التَّزْوِیْجِ

عطاء نے کہا اشارۃً کہے تصریح نہ کرے چنانچہ کہے
مجھے نکاح کی حاجت ہے۔ تمہیں خوشخبری ! ،،

تو بحمداللہ آرام پہنچانے والی ہے (کھوٹی نہیں) اور وہ عورت کہے جو تو کہتا ہے میں سُنتی ہوں کسی شئی کا وعدہ نہ کر اور اس کا اس کے علم کے بغیر کوئی وعدہ نہ کرے اگر اس عورت نے عدّتِ وفات میں کسی سے وعدہ کر لیا پھر اس کے بعد اس سے نکاح کر لیا تو ان دونوں کے درمیان تفریق نہیں کی جائے گی ۔ (نکاح صحیح ہوگا)

حسن بصری نے کہا اس آئت کریمہ لَا تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا ،،
کے معنی یہ ہیں کہ پوشیدہ زنا کا وعدہ نہ کرو ! ،،

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آئتِ کریمہ : حَتّٰی یَبْلُغَ الْکِتَابُ اَجَلَهٗ ،، کی تفسیر میں ذکر کیا جاتا ہے کہ اس کی عدّت ختم ہو جائے ،،

شرح : یعنی بلوغِ اجل سے مراد عدّت کا ختم ہونا ہے اور عدت میں تعریض مباح ہے ۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابن ابی شیبہ سے نقل کیا کہ تعریض جائز ہے ۔ ابراہیم نخعی نے کہا : نکاح کی تعریض میں ہدیہ بھیجنے میں حرج نہیں ۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا جس عدّت میں تعریض کی اجازت ہے ۔ وہ اس عورت کی عدّت ہے جس کا شوہر فوت ہو گیا ہو ۔ طلاق بائن کی عدّت میں احتیاطاً یہ پسند نہیں ۔ اور جس عدّت میں شوہر کے لئے رجوع کا حق ہو اس عدّت میں ہرگز ہرگز نکاح کی تعریض جائز نہیں ،،

بابُ نکاح سے پہلے عورت کو دیکھنا ،،

یعنی ناکح کا نکاح سے پہلے عورت کو دیکھنا یا عورت کا نکاح سے پہلے مرد کو دیکھنا مستحب ہے ۔ امام ابوحنیفہ ، ابو یوسف ، محمد ، شافعی ، مالک اور احمد رضی اللہ عنہم کا یہی مذہب ہے ۔ اس کی دلیل ترمذی کی حدیث ہے

marfat.com

۴۷۹۷ ـــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاَيْتُكِ فِیْ الْمَنَامِ يَجِیْءُ بِكِ الْمَلَكُ فِیْ سَرَقَةٍ مِّنْ حَرِيْرٍ فَقَالَ لِیْ هٰذَا اِمْرَاَتُكَ فَكَشَفْتُ عَنْ وَجْهِكِ الثَّوْبَ فَاِذَا هِیَ اَنْتِ فَقُلْتُ اِنْ يَكُ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ يُمْضِهِ

کہ مغیرہ بن شعبہ نے ایک عورت سے نکاح کرنے کا ارادہ کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا اس کو ایک نظر سے دیکھ لو بہت مناسب ہے کہ تمہارے درمیان محبت ہمیشہ رہے گی "۔

امام طحاوی اور ابوداؤد نے حضرت جابر سے روائت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی کسی عورت کو نکاح کا پیغام بھیجنا چاہے اور اس کو دیکھنے پہ قادر ہو تو ضرور دیکھ لے۔ ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے روائت کی کہ جب تم میں سے کوئی کسی عورت سے شادی کرنا چاہے تو اس کو ایک نظر سے دیکھنے میں گناہ نہیں۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ ایک آدمی نے ایک انصاری عورت سے نکاح کرنے کا ارادہ کیا تو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس عورت کو دیکھ لو! انصار کی عورتوں کی آنکھ کچھ چھوٹی ہوتی ہے (طحاوی و مسلم) آزاد عورت کا چہرہ اور ہاتھ دونوں دیکھ لے۔ چہرہ عورت کے حسن و جمال پہ دلالت کرتا ہے اور ہاتھ بدن کی صفائی ظاہر کرتے ہیں۔ اگر لونڈی ہو تو اس کے زیر ناف کے سوا باقی جسم دیکھ سکتے ہیں۔ قاضی عیاض نے اوزاعی سے نقل کیا کہ کان اور گوشت کے مواضع بھی دیکھے۔ امام شافعی اور امام احمد رحمہما اللہ نے کہا عورت کو دیکھنے میں اس کی اجازت ضروری نہیں اور ساری عورت کو برہنہ کر کے دیکھنا ہرگز جائز نہیں۔ امام احمد رحمہ اللہ نے کہا اگر عورت کو دیکھنا میسر نہ ہو تو کوئی ایسی عورت بھیجے جس پر پورا وثوق و اعتماد ہو تاکہ وہ عورت کو دیکھ کر ناکح کو خبر دے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خاتون سے نکاح کرنا چاہا تو ایک عورت کو بھیجا کہ اس خاتون کے دانت اور منہ وغیرہ دیکھے۔ بعض علماء نے کہا اجنبیہ عورت کو دیکھنا قطعاً جائز نہیں۔ اسی لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا: اے علی تمہارا بہشت میں خزانہ ہے اور تم اس کے مالک ہو اجنبیہ عورت کو بار بار نہ دیکھو۔ لیکن یہ روائت اس پر محمول ہے کہ اس عورت سے شادی کرنے کا مقصد نہ ہو نیز کسی اور ضرورت کے باعث بھی دیکھ سکتے ہیں۔ یعنی جب عورت گواہی دے یا عورت پر گواہی دے تو اس کا چہرہ دیکھ سکتے ہیں۔

۴۷۹۷ ـــ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

۴۷۹۸ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ امْرَأَةً جَاءَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ جِئْتُ لِأَهَبَ لَكَ نَفْسِي فَنَظَرَ إِلَيْهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَعَّدَ النَّظَرَ إِلَيْهَا وَصَوَّبَهُ ثُمَّ طَأْطَأَ رَأْسَهُ فَلَمَّا رَأَتِ الْمَرْأَةُ أَنَّهُ لَمْ يَقْضِ فِيهَا شَيْئًا جَلَسَتْ فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ أَيْ رَسُولَ اللّٰهِ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ فَزَوِّجْنِيهَا

نے فرمایا میں نے تمہیں خواب میں دیکھا جبرائیل فرشتہ تمہیں ریشمی کپڑے میں لپیٹ کر لایا اور مجھے کہا یہ آپ کی بیوی ہے میں نے تمہارے چہرے سے کپڑا ہٹایا تو وہ تو تھی میں نے کہا اگر یہ واقعہ اللہ کی طرف سے ہے تو اللہ اس کو ضرور واقع کرے گا۔

۴۷۹۷ — شرح : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی صورت کو ریشمی لباس میں لانے والا فرشتہ حضرت جبرائیل علیہ السلام تھے اس حدیث کو عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوات والتسلمات کے خواب حق اور واقعی امر ہوتے ہیں اور وہ بیداری کے حکم میں ہوتے ہیں۔ لہٰذا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ام المؤمنین کی صورت خواب میں دیکھنا ایسا ہے کہ آپ نے بیداری میں دیکھا معلوم ہوا کہ نکاح سے پہلے ہونے والی بیوی کو دیکھنا جائز ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ نے کہا نبیوں کا خواب وحی ہوتا ہے اور اس قول "يَجِيئُكِ الْمَلَكُ" سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی صورت حقیقۃً دیکھ رہے تھے جبکہ وہ ریشمی کپڑوں میں تھی۔ (حدیث ۴۷۵۷ کی شرح دیکھیں)

۴۷۹۸ — ترجمہ : سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ ! صلی اللہ علیہ وسلم ! میں آپ کو اپنا نفس ہبہ کرنے کے لئے آئی ہوں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف نظر کی اور اس کی طرف نظر بلند کی اور نیچی کی پھر سر مبارک جھکا لیا۔ جب اس عورت نے دیکھا کہ آپ نے اس کے حق میں کوئی فیصلہ نہیں فرمایا تو وہ بیٹھ گئی۔ آپ کے صحابہ میں سے ایک صحابی اٹھے اور عرض کیا یا رسول اللہ ! صلی اللہ علیہ وسلم ! اگر آپ کو اس کی حاجت نہیں تو میرے ساتھ اس کا نکاح کر دیں۔ آپ نے فرمایا

marfat.com

فَقَالَ هَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ قَالَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا وَجَدْتُ
شَيْئًا قَالَ اذْهَبْ اِلٰى اَهْلِكَ فَانْظُرْ هَلْ تَجِدُ شَيْئًا فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ
فَقَالَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا وَجَدْتُ شَيْئًا قَالَ اُنْظُرْ وَلَوْ خَاتِمًا
مِنْ حَدِيْدٍ وَلٰكِنَّ هٰذَا اِزَارِيْ قَالَ سَهْلٌ مَا لَهٗ رِدَاءٌ فَلَهَا نِصْفُهٗ
فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَصْنَعُ بِاِزَارِكَ اِنْ لَبِسْتَهٗ
لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا مِنْهُ شَيْءٌ وَاِنْ لَبِسَتْهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ شَيْءٌ فَجَلَسَ
الرَّجُلُ حَتّٰى طَالَ مَجْلِسُهٗ ثُمَّ قَامَ فَرَاٰهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مُوَلِّيًا فَاَمَرَ بِهٖ فَدُعِيَ فَلَمَّا جَاءَ قَالَ مَاذَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ قَالَ
مَعِيْ سُوْرَةُ كَذَا وَسُوْرَةُ كَذَا وَسُوْرَةُ كَذَا عَدَّدَهَا قَالَ
اَتَقْرَؤُهُنَّ عَنْ ظَهْرِ قَلْبِكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ اذْهَبْ فَقَدْ مَلَّكْتُكَهَا
بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ

کیا تیرے پاس کچھ ہے (جو مہر میں دے) اُس نے عرض کیا یارسول اللہ! بخدا میرے پاس کچھ نہیں فرمایا اپنے گھر جاؤ شائد کوئی شئی پاؤ وہ گئے اور پھر واپس آئے اور عرض کیا یارسُولَ اللہ! بخدا! میں نے گھر میں کچھ نہیں پایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیکھو اگرچہ لوہے کی انگوٹھی مل جائے۔ وہ گئے اور پھر واپس آئے اور عرض کیا یارَسُوْل اللہ! اللہ کی قسم! میں لوہے کی انگوٹھی بھی نہیں پاتا ہوں، لیکن یہ میرا تہبند ہے (سہل نے کہا اس کے پاس چادر نہ تھی) آدھا تہبند اس کا ہے۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اپنے تہبند کو کیا کرے گا اگر وہ تو نے پہنا تو اس میں سے اس پہ کچھ نہ ہوگا اور اگر اُس نے پہنا تو اس میں سے تجھ پہ کچھ نہ ہوگا (یہ سُن کر) وہ آدمی بیٹھ گیا اور لمبا زمانہ بیٹھا رہا پھر اُٹھ کر چلا تو اس کو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا جبکہ وہ پشت پھیرے جا رہا تھا تو آپ نے حکم دیا وہ بلایا گیا جب حاضر ہُوا تو سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تجھے قرآن کی سورت آتی ہے اس نے عرض کیا مجھے فلاں فلاں سورت یاد ہے فرمایا کیا وہ سورتیں ازبر پڑھتے ہو عرض کیا

marfat.com

بَابُ مَنْ قَالَ لَا نِكَاحَ اِلَّا بِوَلِيٍّ لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ فَذَخَلَ

جی ہاں! آپ نے فرمایا جاؤ میں نے قرآن کریم جو تمہیں یاد ہے کی برکت سے تجھے اِس عورت کا مالک بنادیا۔ (حدیث : ۴۷۶۶ جلد ۷ کی شرح دیکھیں)

باب جس نے کہا ولی کے بغیر نکاح صحیح نہیں

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ولی کے بغیر نکاح صحیح نہیں ہوتا۔ اُنھوں نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی حدیث لَا نِكَاحَ اِلَّا بِوَلِيٍّ ،، سے استدلال کیا اسی طرح ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ،، جس عورت نے اپنی ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کیا اس کا نکاح باطل باطل باطل ہے ،، سے اُنھوں نے استدلال کیا احناف کے نزدیک بالغہ باکرہ ہو یا بیوہ کا نکاح ولی کی اجازت کے بغیر صحیح ہے اور وہ اپنے نکاح میں خود مختار ہیں۔ احناف نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے استدلال کیا کہ " اَلْاَيِّمُ اَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِيِّهَا ،، بیوہ عورت اپنی ولی کی نسبت اپنے نفس کی زیادہ حق دار ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا : فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ،، یعنی اگر شوہر نے اپنی بیوی کو تیسری طلاق دیدی تو وہ عورت اس کے لئے حلال نہیں حتی کہ وہ کسی غیر شخص سے نکاح کرکے ہم بستر ہو ،، نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ ،، اور تم مطلقہ عورتوں کو اپنے سابقہ شوہروں سے نکاح کرنے سے منع نہ کرو (جبکہ طلاق مغلظہ نہ دی ہو) ان آیات سے صاف ظاہر ہے کہ عورتیں ولی کے بغیر خود بخود نکاح کرسکتی ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نکاح کی نسبت ان کی طرف فرمائی ہے اور یہ بھی فرمایا کہ اگر وہ نکاح کریں تو تم منع نہ کرو! نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا : فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ،، یعنی جب عورتوں کی عدت پوری ہوجائے تو اے اولیاء تم پر کچھ مضائقہ نہیں جو وہ اپنے نفسوں میں اچھا کریں ،، اس آئت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے مباح کیا کہ وہ اپنے نفسوں میں جو اچھائی چاہیں کریں اور اس میں ولی کی شرط نہیں کی۔ چنانچہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو نکاح کا پیغام بھیجا تو اُنھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرا کوئی ولی حاضر نہیں۔ آپ نے فرمایا تمہارا کوئی بھی ولی حاضر یا غائب ہو وہ میرے ساتھ آپ کے نکاح سے ناراض نہ ہوگا اور ام سلمہ کے پہلے شوہر سے بیٹے عمر بن ابی سلمہ سے فرمایا حالانکہ وہ صرف چھ برس کے تھے کہ اُٹھو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی ماں کا نکاح کردو!

marfat.com

فِيْهِ الثَّيِّبُ وَكَذٰلِكَ الْبِكْرُ وَقَالَ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى

سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ام سلمہ سے ولی کے بغیر نکاح کیا اور بالاجماع ثابت ہے کہ عمر بن ابی سلمہ کی عمر اس وقت چھ برس تھی حالانکہ نابالغ بچّہ کسی کا ولی نہیں ہوسکتا ہے۔ اس لئے ام سلمہ نے کہا تھا میرا کوئی ولی موجود نہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے استدلال صحیح نہیں، کیونکہ امام محمد ابن حسن نے احمد سے روایت کی کہ اُن سے ولی کے بغیر نکاح سے پوچھا گیا کہ کیا اس میں نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کوئی شئی ثابت ہے؟ تو اُنھوں نے کہا میرے نزدیک اس میں نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کچھ ثابت نہیں علاوہ ازیں حدیث لَا نِکَاحَ اِلَّا بِوَلِیٍّ ،، میں کمال کی نفی ہے۔ عاقلہ بالغہ عورت جو اپنا نکاح خود کرے وہ ولی کا ہی نکاح ہوتا ہے۔ ولی کے بغیر تو نکاح صرف مجنونہ یا نابالغہ کا متصوّر ہوتا ہے، کیونکہ مجنونہ لعدم نابالغہ اپنے نفس کے مالک نہیں ہیں۔

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کا جواب یہ ہے کہ اس کے اسناد میں سلیمان بن موسیٰ ہیں امام بخاری نے سلیمان کو ضعیف کہا ہے۔ نسائی نے بھی اسے کمزور کہا ہے۔ احمد نے ابوطالب کی روایت میں: لَا نِکَاحَ اِلَّا بِوَلِیٍّ ،، کو قوی نہیں کہا اور مَروزی کی روایت میں کہا کہ میں اس کو صحیح نہیں جانتا ہوں۔ کیونکہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کا خلاف کیا تو اُن سے کہا گیا آپ نے ایسا کیوں کیا ہے۔ ام المؤمنین نے فرمایا اکثر لوگ ایسا ہی کرتے ہیں۔ زہری سے منقول ہے کہ اُنھوں نے اس طرح کی تمام حدیثوں کا انکار کیا ہے (لمعات) امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ عنوان قائم کیا، لیکن اس کے مطابق حدیث ذکر نہیں کی جبکہ امام ترمذی اور ابوداؤد نے ابوموسیٰ اشعری سے روایت کی کہ ولی کے بغیر نکاح صحیح نہیں۔ یہ حدیث امام بخاری کی شرط کے مطابق نہ تھی، لیکن امام بخاری کا میلان اسی طرف ہے کہ ولی کے بغیر نکاح صحیح نہیں۔ اور ان تین آیاتِ قرآن سے استدلال کیا۔ ان میں ایک آئت کریمہ یہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد: جب عورتوں کو طلاق دو اور وہ اپنی عدّت پوری کرلیں تو ان کو نکاح کرنے سے منع نہ کرو (اس میں بیوہ مطلقہ اور کنواری سب عورتیں داخل ہیں) اس آئت کریمہ سے استدلال کا طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے اولیاء کو عورتوں کے نکاح سے منع کرنے سے روکا ہے۔ اگر وہ خود عقدِ نکاح کرسکتیں تو ان کو منع نہ کیا جاتا۔ اس استدلال کا جواب یہ ہے کہ بظاہر کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ خطاب ان لوگوں سے ہے جو اپنی

marfat.com

يُؤْمِنُوا وَقَالَ وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَقَالَ يَحْيٰى بْنُ سُلَيْمٰنَ حَدَّثَنَا

بیویوں کو طلاق دیتے ہیں۔ پھر جاہلیت کی غیرت کے باعث ان کی عدت ختم ہو جانے کے بعد ان کو نکاح کرنے سے روکتے ہیں اور جس سے وہ نکاح کی خواہش کرتیں ان کا نکاح نہیں کرنے دیتے تھے۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ یہ آئت کریمہ حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے جبکہ ان کی ہمشیرہ کو ان کے شوہر نے طلاق دی اور عدت گزر جانے کے بعد لوگوں نے انہیں پیغام نکاح بھیجے جن میں ان کے سابق شوہر بھی تھے تو معقل بن یسار نے سابق بہنوئی کو زجر کی تو یہ آئت کریمہ نازل ہوئی کہ اے ولیو! عورتوں کو نکاح سے نہ روکو! معلوم ہوا کہ عورتوں کا عقد نکاح اولیاء کے سپرد ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس آئت کریمہ کے نزول میں کئی وجوہ ہیں [illegible] بعض نے کہا اس میں عورتوں کے اولیاء کو خطاب ہے بعض نے کہا اس میں خطاب ان کو ہے جو طلاق دیتے ہیں۔ بعض نے کہا یہ خطاب عام ہے لہٰذا اس تقدیر پر مذکور استدلال مکمل نہ ہوگا۔ علامہ عینی رحمہ اللہ نے ابوبکر جصاص سے نقل کیا جبکہ انھوں نے معقل بن یسار کی حدیث سماک کے ذریعہ معقل بن یسار سے روائت کی کہ علماءِ حدیث کے نزدیک یہ حدیث ثابت نہیں کیونکہ اس کی سند میں ایک مجہول راوی ہے اور حسن بصری کی حدیث مُرسل ہے اور آئت کریمہ سے ظاہر یہی ہے کہ اس میں سابق شوہروں کو خطاب ہے۔ کما ذکرنا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! مشرکوں کو نکاح کر کے نہ دو حتیٰ کہ وہ ایمان لائیں"

یہ استدلال کی دُوسری آئت کریمہ ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے ولیوں کو خطاب کیا ہے کہ جن مسلمان عورتوں کے تم ولی ہو اُن کا نکاح مشرکوں سے نہ کرو معلوم ہوا کہ عورتوں کے نکاح کا حق ان کے ولیوں کو ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ آئت کریمہ منسوخ ہے اور وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ "، اس کی ناسخ ہے؛ کیونکہ اس میں ولی اور غیر ولی سب مخاطب ہیں لہٰذا استدلال نامکمل ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور تم نکاح کر دو اپنوں میں سے اُن کا جو بے نکاح ہوں

اس آئت کریمہ سے بھی شوافع نے استدلال کیا کہ ولی کے بغیر نکاح درست نہیں، لیکن یہ استدلال صحیح نہیں کیونکہ مفسرین نے اس کی تفسیر یہ کی ہے۔ اے مومنو! تم میں سے آزاد مرد و زن اور نیک غلام و لونڈی اور جن میں نکاح کی صلاحیت ہے اُن کا نکاح کر دو "اَیَامٰی"، اَیِّم کی جمع ہے اور وہ عام مردوں اور عورتوں

marfat.com

ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ ح قَالَ وَحَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ
حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ قَالَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ
عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اَخْبَرَتْهُ اَنَّ النِّكَاحَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ كَانَ عَلٰى اَرْبَعَةِ اَنْحَاءٍ فَنِكَاحٌ
مِّنْهَا نِكَاحُ النَّاسِ الْيَوْمَ يَخْطُبُ الرَّجُلُ اِلَى الرَّجُلِ وَلِيَّتَهٗ
اَوِ ابْنَتَهٗ فَيُصْدِقُهَا ثُمَّ يَنْكِحُهَا وَنِكَاحٌ الْاٰخَرُ كَانَ الرَّجُلُ
يَقُوْلُ لِامْرَأَتِهٖ اِذَا طَهُرَتْ مِنْ طَمْثِهَا اَرْسِلِيْ اِلٰى فُلَانٍ
فَاسْتَبْضِعِيْ مِنْهُ وَيَعْتَزِلُهَا زَوْجُهَا وَلَا يَمَسُّهَا اَبَدًا حَتّٰى
يَتَبَيَّنَ حَمْلُهَا مِنْ ذٰلِكَ الرَّجُلِ الَّذِيْ تَسْتَبْضِعُ مِنْهُ فَاِذَا
تَبَيَّنَ حَمْلُهَا اَصَابَهَا زَوْجُهَا اِذَا اَحَبَّ وَاِنَّمَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ
رَغْبَةً فِيْ نَجَابَةِ الْوَلَدِ فَكَانَ هٰذَا النِّكَاحُ نِكَاحَ الْاِسْتِبْضَاعِ
وَنِكَاحٌ اٰخَرُ يَجْتَمِعُ الرَّهْطُ مَا دُوْنَ الْعَشَرَةِ فَيَدْخُلُوْنَ عَلٰى

کو شامل ہے۔ لہٰذا اس آئت میں مخاطب اولیاء نہیں ہیں، ورنہ لازم آئے گا کہ مرد کا بھی ولی ہو۔ وَھُوَ کَمَا تَرٰی ،، علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا بالاجماع مرد اس آئت سے خارج ہیں لہٰذا اس کا حکم صرف عورتوں کے لئے باقی ہے، لیکن علامہ کرمانی کا یہ دعویٰ دلیل کا محتاج ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

یحییٰ بن سلیمان نے کہا ہمیں ابن وہب نے یونس سے خبر دی ہے،،

یحییٰ بن سلیمان بن یحیی بن سعید بن مسلم بن عبید بن مسلم کوفی ہیں۔ ان کی کنیت ابوسعید ہے۔ مُنْذِرِی نے کہا یحییٰ بن سلیمان مصر میں آئے اور وہاں حدیث پڑھانی شروع کی اور دو سو اڑتیس ہجری میں وہیں وفات پائی۔ یہ امام بخاری کے اُستاد ہیں۔ عبداللہ بن وہب سے روائت کرتے ہیں۔ اور عبداللہ یونس بن یزید ایلی سے

marfat.com

اَلْمَرْأَةَ كُلَّهُمْ يُصِيْبُهَا فَاِذَا حَمَلَتْ وَوَضَعَتْ وَمَرَّ عَلَيْهَا لَيَالٍ بَعْدَ
اَنْ تَضَعَ حَمْلَهَا اَرْسَلَتْ اِلَيْهِمْ فَلَمْ يَسْتَطِعْ رَجُلٌ مِنْهُمْ اَنْ يَمْتَنِعَ
حَتّٰى يَجْتَمِعُوا عِنْدَهَا تَقُوْلُ لَهُمْ قَدْ عَرَفْتُمُ الَّذِيْ كَانَ مِنْ اَمْرِكُمْ
وَقَدْ وَلَدْتُّ فَهُوَ ابْنُكَ يَا فُلَانُ تُسَمِّيْ مَنْ اَحَبَّتْ بِاسْمِهٖ فَيُلْحَقُ
بِهٖ وَلَدُهَا وَلَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يَمْتَنِعَ بِهِ الرَّجُلُ وَنِكَاحُ الرَّابِعِ يَجْتَمِعُ
النَّاسُ الْكَثِيْرُ فَيَدْخُلُوْنَ عَلَى الْمَرْأَةِ لَا تَمْتَنِعُ مِمَّنْ جَاءَهَا وَ
هُنَّ الْبَغَايَا كُنَّ يَنْصِبْنَ عَلٰى اَبْوَابِهِنَّ رَايَاتٍ تَكُوْنُ عَلَمًا
فَمَنْ اَرَادَهُنَّ دَخَلَ عَلَيْهِنَّ فَاِذَا حَمَلَتْ اِحْدٰهُنَّ وَ وَضَعَتْ

سے روائت کرتے ہیں جبکہ وہ زہری سے روائت کرتے ہیں اور امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ یحیی سے بطریق نقل روائت کرتے ہیں اور حَدَّثَنَا یا اخبرنا نہیں کہتے لیکن احمد بن صالح سے روائت کرتے ہیں جیسا کہ آئندہ حدیث میں مذکور ہے۔

۴۷۹۹ — ترجمہ : عروہ بن زبیر نے بیان کیا کہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خبر دی کہ جاہلیت میں نکاح کی چار صورتیں تھیں۔ اُن میں سے ایک نکاح وہ ہے جو آج کل لوگ کرتے ہیں کہ کوئی آدمی کسی دوسرے آدمی کی دلیہ یا اس کی بیٹی کو نکاح کا پیغام بھیجتا اور اس کا مہر ادا کرتا پھر اس عورت سے نکاح کرتا ،،

جاہلیت میں نکاح کی دُوسری صُورت

یہ تھی کہ کوئی آدمی اپنی بیوی سے کہتا جب وہ اپنے حیض سے صاف ہو جاتی کہ فلاں شخص کو پیغام بھیج اور اس سے ہم بستری کر! اور خود اس سے علیحدہ رہتا اور اس سے ہرگز ہم بستر نہ ہوتا حتیٰ کہ اُس مرد سے اس کا حمل ظاہر ہو جاتا جس سے ہم بستری کروائی تھی پھر جب حمل ظاہر اور واضح ہو جاتا تو اگر طبیعت چاہتی تو اس سے جماع کرتا یہ ،، اس لئے کرتے تھے کہ لڑکا اچھا اور خوبصورت پیدا ہو۔ اس نکاح کو وہ نکاحِ استبضاع کہتے تھے۔

marfat.com

حَمْلَهَا جُمِعُوْا لَهَا وَدَعَوْا لَهُمُ الْقَافَةَ ثُمَّ اَلْحَقُوْا وَلَدَهَا بِالَّذِیْ یُرَوْنَ فَالْتَاطَ بِهٖ وَدُعِیَ ابْنَهٗ لَا یَمْتَنِعُ مِنْ ذٰلِكَ فَلَمَّا بُعِثَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ هَدَمَ نِكَاحَ الْجَاهِلِیَّةِ كُلَّهٗ اِلَّا نِكَاحَ النَّاسِ الْیَوْمَ

جاہلیّت میں نکاح کی تیسری صُورت

یہ تھی کہ دس سے کم چند آدمی جمع ہوتے اور تمام باری باری کسی عورت کے پاس جاتے اور اُن میں سے ہر ایک اس عورت سے جماع کرتا جب وہ حاملہ ہو جاتی اور بچہ پیدا کرتی اور وضع حمل ہوئے چند ایام گزر جاتے تو وہ ان لوگوں کو پیغام بھیجتی (جنہوں نے باری باری اس سے جماع کیا تھا) اُن میں سے کوئی آدمی نہ رکتا۔ حتیٰ کہ اُس کے پاس سب جمع ہو جاتے وہ عورت اُن سے کہتی تم اپنے حال کو جانتے ہو جو تم سے ظاہر ہُوا ہے۔ میں نے بچہ کو جنم دیا ہے اے فلاں اور جس کو چاہتی اس کا نام ذکر کرتی تو وہ بچہ اس سے لاحق کیا جاتا اور وہ مرد ہرگز قادر نہ ہوتا کہ اس کا انکار کر سکے۔

جاہلیّت میں نکاح کی چوتھی صُورت

یہ تھی کہ بہت لوگ جمع ہوتے اور فاحشہ عورت کے پاس جاتے اور وہ آنے والے کسی شخص کو منع نہ کرتی تھی۔ وہ فاحشہ عورتیں تھیں جنہوں نے اپنے دروازوں پر جھنڈے گاڑے ہوتے تھے جو اُن کی امتیازی نشان تھا جو کوئی اُن کے پاس جانے کی خواہش کرتا اُن کے پاس چلا جاتا جب ان میں سے کوئی عورت حاملہ ہو جاتی اور وضع حمل کرتی تو وہ سب لوگ اس کے پاس جمع کئے جاتے اور ان کے لئے قیافہ دان کو بُلاتے تو جس کے ساتھ وہ مشابہت دیکھتے اس کے ساتھ بچہ لاحق کر دیتے تو وہ اس کے ساتھ مل جاتا اور اس کا بیٹا پکارا جاتا تھا وہ آدمی اس کا انکار نہ کر سکتا تھا۔ جب سرورِ کائنات فخرِ موجودات محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہُوئے تو موجود مروّج نکاح کے سوا باقی تمام نکاح ختم کر دیئے۔

۴۷۹۹ — شرح : اس حدیث میں نکاح کی چاروں صورتیں واضح ہیں اور اس میں شک نہیں کہ نکاح کی پہلی قسم جو آجکل مروّج ہے کے سوا باقی تین صورتیں بیحیائی اور بے غیرتی سے خالی نہیں۔ دوسری صورت میں شوہر کا مقصد یہ ہوتا تھا کہ ان کی اولاد خوبصورت

marfat.com

٤٨٠٠ـ حدثنا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِى الْكِتٰبِ فِىْ يَتَامَى النِّسَآءِ اللّٰاتِى لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ قَالَتْ هٰذَا فِى الْيَتِيْمَةِ الَّتِىْ تَكُوْنُ عِنْدَ الرَّجُلِ لَعَلَّهَا اَنْ تَكُوْنَ شَرِيْكَتَهٗ فِىْ مَالِهٖ وَهُوَ اَوْلٰى بِهَا فَيَرْغَبُ عَنْهَا اَنْ يَنْكِحَهَا فَيَعْضُلُهَا لِمَالِهَا وَلَا يُنْكِحُهَا غَيْرَهٗ كَرَاهِيَةَ اَنْ يَشْرَكَهٗ اَحَدٌ فِىْ مَالِهَا

ہو تو اس کی بیوی کسی اچھے نوجوان خوبصورت مرد سے جماع کراتی رہتی حتیٰ کہ حاملہ ہو جاتی اسے نکاح استبضاع کہتے تھے؛ کیونکہ وہ کسی مرد کی منی حاصل کرتے تھے جو رئیس اور اونچے خاندان سے ہوتا تھا۔ یاد رہے کہ آجکل ٹیوب ٹسٹ کے ذریعہ بچہ پیدا کرنے کا طریقہ ظاہر ہو رہا ہے جو محض بے حیائی اور بے غیرتی ہے۔ اور جاہلیت کی طرف عود کرنا ہے "اِسْتَبْضِعِیْ" "بُضْعَہ" بمعنی فرج سے مشتق ہے۔ اس کے معنی ہیں اس سے مجامعت طلب کر۔

نکاح کی تیسری قسم یہ کہ دس سے کم لوگ عورت کی رضامندی سے اس سے جماع کرتے جب بچہ پیدا ہوتا تو اگر لڑکا ہوتا تو کہتی اے فلاں یہ تیرا لڑکا ہے۔ اگر لڑکی ہوتی تو نہ کہتی کہ یہ تیری بیٹی ہے کیونکہ وہ لڑکیوں کو بُرا جانتے تھے حتیٰ کہ ان میں سے بعض حقیقی بیٹی کو قتل کر دیتے تھے۔ شریعت مطہرہ میں اسے مَوْؤُدَہ کہا گیا ہے؛ چنانچہ قرآن کریم میں ہے: اِذَا الْمَوْؤُدَةُ سُئِلَتْ بِاَیِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ "یعنی زندہ درگور بچی کے متعلق پوچھا جائے گا کہ کس گناہ کے باعث اسے قتل کیا گیا۔

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے نکاح کی چار قسمیں ذکر کی ہیں۔ ان کے علاوہ اور تین قسمیں ہیں جنہیں مائی صاحبہ نے ذکر نہیں فرمایا۔ اُن میں سے ایک نکاح الخدن "ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَلَا مُتَّخِذِیْ اَخْدَانٍ "یعنی خفیہ دوست نہ بنائیں۔ جاہلیت میں کہتے تھے خفیہ بدکاری میں حرج نہیں اور علانیہ بدکاری مذموم ہے۔ دُوسرا نکاح متعہ ہے اور تیسرا نکاح البدل ہے۔ نکاح البدل یہ ہے کہ جاہلیت میں ایک آدمی دوسرے سے کہتا تو اپنی بیوی میرے حوالے کر دے اور میں اپنی بیوی تیرے حوالے کر دیتا ہوں۔ اسلام نے ان تمام اقسام کو ختم کر دیا جو محض بے حیائی اور بے غیرتی پر مشتمل ہیں اور نکاح

marfat.com

۴۸۰۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِیُّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ سَالِمٌ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ اَخْبَرَهٗ اَنَّ عُمَرَ حِیْنَ تَاَیَّمَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ عُمَرَ مِنْ خُنَیْسِ ابْنِ حُذَافَةَ السَّهْمِیِّ وَکَانَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَهْلِ بَدْرٍ تُوُفِّیَ بِالْمَدِیْنَةِ فَقَالَ عُمَرُ لَقِیْتُ عُثْمٰنَ بْنَ عَفَّانَ فَعَرَضْتُ عَلَیْهِ فَقُلْتُ اِنْ شِئْتَ اَنْکَحْتُکَ حَفْصَةَ فَقَالَ سَاَنْظُرُ فِیْ اَمْرِیْ فَلَبِثْتُ لَیَالِیَ ثُمَّ لَقِیَنِیْ فَقَالَ بَدَا لِیْ اَنْ لَّا اَتَزَوَّجَ یَوْمِیْ هٰذَا قَالَ عُمَرُ فَلَقِیْتُ اَبَا بَکْرٍ فَقُلْتُ اِنْ شِئْتَ اَنْکَحْتُکَ حَفْصَةَ

۴۸۰۰ــــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس آئت کریمہ اور وہ جو تم پر اللہ کی کتاب میں پڑھا جاتا ہے ۔ اُن عورتوں کے بارے میں کہ جنہیں تم وہ چیز نہیں دیتے جو ان کے لئے لکھی گئی ہے اور تم ان سے نکاح کی خواہش کرتے ہو کی تفسیر میں فرمایا یہ اس یتیمہ کے بارے میں نازل ہوئی جو کسی آدمی کی کفالت میں ہوتی (اور وہ مرد اس یتیمہ کا ولی یا وارث ہوتا تھا) شائد وہ یتیمہ اس ولی کے مال میں اس کی شریک ہوتی اور وہ آدمی اس کے بہت قریب ہوتا تو وہ اس سے نکاح کرنے سے اعراض کرتا اور اس کے مال کے باعث اسے کسی اور کے ساتھ نکاح سے منع کرتا تھا اور اس بات کو مکروہ جانتے ہوئے کہ کوئی شخص اس کے مال میں شریک ہو جائے گا کسی سے اس کا نکاح نہ کرتا تھا۔

(اس حدیث کی عنوان سے مطابقت ان الفاظ "وَلَا یَنْکِحُهَا" میں ہے۔ کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرد عورت کا ولی ہے)

۴۸۰۱ــــ ترجمہ : زہری نے کہا مجھے سالم بن عبداللہ نے خبر دی کہ اُن سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب حفصہ بنت عمر فاروق خُنَیس بن حُذافہ سہمی کے نکاح سے بیوہ ہوگئیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی اہلِ بدر سے تھے وہ مدینہ منورہ میں وفات پا گئے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے عثمان بن عفان سے ملاقات کی اور اس پر حفصہ پیش کی اور میں نے کہا اگر تم چاہو تو میں تمہارے ساتھ حفصہ کا نکاح کر دوں۔ عثمان غنی نے کہا میں اپنے معاملہ میں غور و خوض کر لوں۔ میں نے چند روز انتظار کیا

marfat.com

۴۸۰۲ــ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اَبِیْ عَمْرٍو حَدَّثَنِیْ اَبِیْ حَدَّثَنِیْ اِبْرَاهِیْمُ عَنْ یُوْنُسَ عَنِ الْحَسَنِ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَعْقِلُ بْنُ یَسَارٍ اَنَّهَا نَزَلَتْ فِیْهِ قَالَ زَوَّجْتُ اُخْتًا لِّیْ مِنْ رَّجُلٍ وَّطَلَّقَهَا حَتّٰی اِذَا انْقَضَتْ عِدَّتُهَا جَاءَ یَخْطُبُهَا فَقُلْتُ لَهٗ زَوَّجْتُكَ فَرَشْتُكَ وَاَكْرَمْتُكَ فَطَلَّقْتَهَا ثُمَّ جِئْتَ تَخْطُبُهَا لَا وَاللّٰهِ لَا تَعُوْدُ اِلَیْكَ اَبَدًا وَكَانَ رَجُلًا لَا بَأْسَ بِهٖ وَكَانَتِ الْمَرْاَةُ تُرِیْدُ اَنْ تَرْجِعَ اِلَیْهِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ هٰذِهِ الْاٰیَةَ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ فَقُلْتُ اَلْاٰنَ اَفْعَلُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَزَوَّجَهَا اِیَّاهُ

کیا۔ پھر وہ مجھے ملے اور کہا میرے لئے یہ رائے ظاہر ہوئی ہے کہ میں آج کل نکاح نہ کروں۔ عمر فاروق نے کہا میں نے ابوبکر سے ملاقات کی اور کہا اگر تم چاہو تو میں تم سے حفصہ کا نکاح کر دوں۔

(اس حدیث کا مقصد یہ ہے کہ آدمی عورت کا ولی ہے)

۴۸۰۳ــ ترجمہ: حسن بصری رحمہ اللہ سے اس آئت کریمہ: فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ" کی تفسیر میں مروی ہے کہ مجھے معقل بن یسار نے کہا یہ آئت کریمہ ان کے حق میں نازل ہوئی۔ انھوں نے کہا میں نے اپنی ہمشیرہ کا نکاح ایک آدمی سے کر دیا اس نے اسے ایک طلاق دے دی۔ حتیٰ کہ اس کی عدت ختم ہوگئی تو وہ آیا اس حال میں کہ ہمشیرہ کو نکاح کا پیغام دیتا تھا۔ میں نے اسے کہا میں نے تجھے نکاح کر کے دی اور اسے تیرا فراش بنایا اس طرح میں نے تیری عزت کی اور تو نے اسے طلاق دے دی پھر آکر شادی کا پیغام دیتا ہے خدا کی قسم! وہ تیری طرف ہرگز واپس نہیں آسکتی ہے۔ وہ نیک مرد تھا۔ اور عورت کی خواہش بھی یہ تھی کہ اس کے پاس واپس چلی جائے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آئت کریمہ نازل فرمائی۔ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ الاٰیۃ پس میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں ابھی کرتا ہوں اور اپنی ہمشیرہ کا اس سے نکاح کر دیا۔

۴۸۰۲ــ شرح: یہ حدیث امام شافعی کی دلیل نہیں بن سکتی کیونکہ معقل بن یسار کا یہ کہنا کہ میں نے تجھ سے اس کا نکاح کر دیا اس کی دلالت

marfat.com

بَابُ اِذَا كَانَ الْوَلِيُّ هُوَ الْخَاطِبَ وَخَطَبَ الْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ اِمْرَأَةً هُوَ اَوْلَى النَّاسِ بِهَا فَاَمَرَ رَجُلًا فَزَوَّجَهٗ وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ لِاُمِّ حَكِيْمٍ بِنْتِ قَارِظٍ اَتَجْعَلِيْنَ اَمْرَكِ اِلَيَّ قَالَتْ نَعَمْ فَقَالَ قَدْ تَزَوَّجْتُكِ وَقَالَ عَطَاءٌ لِيُشْهِدْ اَنِّيْ قَدْ نَكَحْتُ اَوْلَيَا مُرْ رَجُلًا مِنْ عَشِيْرَتِهَا وَقَالَ سَهْلٌ قَالَتِ امْرَأَةٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَهَبُ لَكَ نَفْسِيْ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ لَمْ تَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ فَزَوِّجْنِيْهَا

اس پر ہرگز نہیں کہ معقل نے اپنی ہمشیرہ کی اجازت کے بغیر نکاح کر دیا تھا۔ اور لَا تَعْضُلُوْهُنَّ، کا مدلول یہ ہے کہ ولائت اس عورت کی تھی۔ معقل کی ہمشیرہ کا نام جُمَیل بنت یَسار تھا اور ان کے شوہر جس نے طلاق دی تھی کا نام جمیل ابوالبراح بن عاصم بن عدی قضاعی تھا۔ وہ انصار کا حلیف تھا۔

باب جب ولی ہی نکاح کا پیغام دے

جیسے اپنے چچا کی بیٹی سے نکاح کی خواہش ہو تو اسے پیغام بھیجے تو کیا دوسرا ولی نکاح کرے یا قاضی اس کا نکاح کرے یا خود ہی نکاح کرے۔ اور دُوسرے ولی کی ضرورت نہیں۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا عنوان کا یہ مقتضیٰ نہیں جو اُوپر ذکر کیا ہے بلکہ عنوان کا مفہوم یہ ہے کہ جب ولی ہی شادی کا پیغام دے تو کیا یہ جائز ہے یا نہیں، مصنف نے حکم کو مبہم رکھا ہے لیکن اس کے ضمن میں مذکور آثار جواز پر دلالت کرتے ہیں۔ عطاء کا اثر تو صراحتاً جواز پر دلالت کرتا ہے۔

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے ایک عورت کو نکاح کا پیغام بھیجا جبکہ وہ اس کے بہت قریبی تھے۔ انہوں نے ایک آدمی کو کہا تو اُس نے اُن کا نکاح کر دیا،،

marfat.com

چنانچہ بیہقی نے اپنے طریق سے سفیان ثوری کے ذریعے عبدالملک بن عُمیر سے روائت کی کہ مغیرہ بن شعبہ نے ایک عورت سے نکاح کا ارادہ کیا، حالانکہ وہ اس عورت کے ولی تھے تو اُنھوں نے اس عورت کا معاملہ ایک آدمی کے حوالہ کیا، حالانکہ خود اس کے زیادہ قریب تھے تو اُس نے مغیرہ سے اس عورت کا نکاح کر دیا اور سعید بن منصور نے شعبی کے طریق سے روائت کی کہ مغیرہ بن شعبہ نے اپنے چچا عروہ بن مسعود کی بیٹی سے نکاح کا ارادہ کیا تو عبداللہ بن ابی عقیل کو بھیجا اور اس سے کہا اس عورت سے میرا نکاح کر دو۔ عبداللہ بن ابی عقیل نے کہا میں یہ نہیں کروں گا جبکہ تم اس شہر کے حاکم ہو اور اس عورت کے چچا کے بیٹے ہو۔ پھر مغیرہ نے عثمان بن ابی العاص کو بھیجا تو اُس نے اس عورت کا مغیرہ سے نکاح کر دیا۔ اس روائت میں مذکور مرد کے نام کی وضاحت بھی کر دی جو عنوان میں مبہم ہے۔

عبدالرحمٰن بن عوف نے ام حکیم بنت قارِظ سے کہا کیا تم اپنا معاملہ میرے حوالہ کرتی ہو؟ اُس نے کہا جی ہاں! عبدالرحمٰن نے کہا میں نے تیرے ساتھ نکاح کر لیا ہے،،

علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ امام بخاری نے اس ترجمہ میں یہ صورت داخل کی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف اس عورت کے کسی وجہ سے ولی تھے، لیکن عینی نے کہا اس سے صرف یہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ وکیل تھے ان کا ولی ہونا غیر مفہوم ہے، کیونکہ عبدالرحمٰن بن عوف کا یہ کہنا ،، اَتَجْعَلِیْنَ اَمْرَكِ اِلَیَّ کیا تو اپنا معاملہ میرے حوالہ کرتی ہے؟ اس میں عورت کی طرف سے تفویض ہے اور یہ وکالت ہے۔

اور عطاء نے کہا وہ گواہ کرے کہ میں نے تجھ سے نکاح کیا ہے یا اس کے قبیلہ سے کسی کو حکم کرے،،

اس کی وضاحت یہ ہے کہ ابن جُریج نے کہا میں نے عطاء بن ابی رباح سے کہا ایک عورت کو اس کے چچا کے بیٹے نے نکاح کا پیغام بھیجا جبکہ اس کا اور کوئی آدمی ولی نہ تھا۔ عطاء نے کہا وہ گواہ کرے کہ فلاں نے اس کو نکاح کا پیغام بھیجا ہے اور خاطب گواہ کر کے کہے میں نے تجھ سے نکاح کیا ہے۔ یا اس کے قبیلہ سے کسی کو حکم دے۔ اگرچہ وہ دُور کا ولی ہو۔ علامہ کرمانی نے کہا اس کی مراد

marfat.com

٤٨٠٣ — حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَّامٍ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْمُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ فِيْ قَوْلِهٖ وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ قَالَتْ هِيَ الْيَتِيْمَةُ تَكُوْنُ فِيْ حَجْرِ الرَّجُلِ قَدْ شَرِكَتْهُ فِيْ مَالِهٖ فَيَرْغَبُ عَنْهَا اَنْ يَتَزَوَّجَهَا وَيَكْرَهُ اَنْ يُزَوِّجَهَا غَيْرَهٗ فَيَدْخُلُ عَلَيْهِ فِيْ مَالِهٖ فَيَحْبِسُهَا فَنَهَاهُمُ اللّٰهُ عَنْ ذٰلِكَ

یہ ہے کہ نکاح کا معاملہ دور کے ولی کے سپرد کرے یا وہ عورت اپنے اقرباء میں سے کسی کو حکم کرے یا محض گواہی پر اکتفاء کرے ایسی صورت میں مجتہدین کے مختلف اقوال ہیں۔ ایک مجتہد کا قول دُوسرے پر حُجّت نہیں ہوتا۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا پہلی وجہ میں کرمانی کا یہ قول عطاء کے قول کا معنی نہیں اس کا معنی صرف اشتہاد و تحکیم میں ثابت ہے۔

سہل نے کہا ایک عورت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا میں اپنا نفس آپ کو ہبہ کرتی ہوں ! "

ایک آدمی نے کہا یا رسُول اللہ ! صلی اللہ علیہ وسلم ! اگر آپ کو اس عورت کی حاجت نہیں تو اس کا نکاح میرے ساتھ کر دیں۔

شرح : یہ طویل حدیث ہے جو عنقریب ۴۷۹۸ گزری ہے یہ اس کا کچھ حصّہ ہے۔ اس کی باب کے عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آدمی کی منگنی کی اور اس عورت سے اس کا نکاح کر دیا کیونکہ آپ تمام مسلمانوں کے ولی ہیں "

۴۸۰۳ — ترجمہ : اُم المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے اِس آیت کریمہ " يَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ کی تفسیر میں فرمایا یہ عورت ہے جو کسی مرد کی کفالت میں ہوتی جبکہ وہ اس کے مال میں شریک ہوتی اور وہ اس سے نکاح کرنے سے اعراض کرتا تھا اور کسی دوسرے سے نکاح کر دینا بھی پسند نہ کرتا تھا کہ وہ اس کے مال میں داخل ہو کر شریک ہو جائے گا۔ اس لئے وہ عورت کو نکاح سے روک رکھتا تو اللہ نے اس سے منع فرما دیا۔

marfat.com

٤٨٠٤ — حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ حَازِمٍ حَدَّثَنَا سَهْلُ ابْنُ سَعْدٍ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُلُوْسًا فَجَاءَتْهُ امْرَاَةٌ تَعْرِضُ نَفْسَهَا عَلَيْهِ فَخَفَضَ فِيْهَا النَّظَرَ وَرَفَعَهُ فَلَمْ يَرُدَّهَا فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ اَصْحَابِهٖ زَوِّجْنِيْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَعِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ قَالَ مَا عِنْدِيْ مِنْ شَيْءٍ قَالَ وَلَا خَاتِمٌ مِنْ حَدِيْدٍ قَالَ وَلَا خَاتِمٌ مِنْ حَدِيْدٍ وَلٰكِنْ اَشُقُّ بُرْدَتِيْ هٰذِهٖ فَاُعْطِيْهَا النِّصْفَ وَاٰخُذُ النِّصْفَ قَالَ لَا هَلْ مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ شَيْءٌ قَالَ نَعَمْ قَالَ اذْهَبْ فَقَدْ زَوَّجْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ

شرح ٤٨٠٣ — : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت فَيَرْغَبُ عَنْهَا اَنْ يَّتَزَوَّجَهَا میں ہے کیونکہ یہ اعراض عام ہے کہ خود اس کا متولی ہو اور اپنے غیر کو حکم دے کہ وہ نکاح کر دے۔ اس حدیث سے امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کے جواز پر استدلال کیا ہے، کیونکہ جب اللہ تعالیٰ نے مالدار اور خوبصورت عورت سے نکاح کرنے سے اُن کے ولیوں کو عتاب کیا جبکہ وہ ان کے مہر پورے نہ کریں۔ اور جو عورت مالدار اور خوبصورت نہ ہو اُن کے نکاح کر دینے کے ترک پر انہیں عتاب کیا اس سے معلوم ہوا کہ ولی اپنے ساتھ نکاح کر سکتا ہے، کیونکہ حرام شئی کے ترک پر عتاب نہیں کیا جاتا۔ (عینی)

ترجمہ ٤٨٠٤ — : سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے اچانک آپ کے پاس ایک عورت آئی جو آپ پر اپنے آپ کو پیش کرتی تھی۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اُوپر سے نیچے تک دیکھا اور اس کو کوئی جواب نہ دیا آپ کے صحابہ میں سے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس کا میرے ساتھ نکاح فرما دیں۔ آپ نے فرمایا کیا تیرے پاس کوئی شئی ہے۔ اُس نے کہا میرے پاس کچھ نہیں فرمایا لوہے کی انگوٹھی بھی نہیں؟ عرض کیا لوہے کی انگوٹھی بھی میرے پاس نہیں، لیکن میں اپنی یہ چادر دو ٹکڑے کر دیتا ہوں اور آدھی اسے دیتا

marfat.com

بَابُ اِنْكَاحِ الرَّجُلِ وَلَدَهُ الصِّغَارَ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰی وَاللّٰٓئِیْ لَمْ یَحِضْنَ فَجَعَلَ عِدَّتَهُنَّ ثَلٰثَةَ اَشْهُرٍ قَبْلَ الْبُلُوْغِ

ہوں۔ آدھی اپنے پاس رکھتا ہوں۔ فرمایا یہ نہیں کیا تجھے قرآن کریم میں سے کچھ یاد ہے؟ عرض کیا جی ہاں! فرمایا جاؤ میں نے تجھے جو قرآن یاد ہے اس کی برکت اور سبب سے اس کا تیرے ساتھ نکاح کر دیا (اس حدیث کی تفصیل عنقریب گزری ہے)

باب آدمی کا اپنے چھوٹے بچّوں کا نکاح کر دینا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور وہ عورتیں جنہیں حیض نہیں آیا (نابالغہ ہیں) اللہ تعالیٰ نے عورت کے بلوغ سے پہلے اس کی عدّت تین ماہ کی ہے

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے آدمی کا اپنی چھوٹی اولاد کے نکاح کر دینے کے جواز میں اس آئت کریمہ سے استدلال کیا۔ اس کی تقریر یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے عورت کے بالغ ہونے سے پہلے اس کی عدّت تین ماہ ذکر فرمائی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ولی نابالغہ کا نکاح کر سکتا ہے۔ صاحب تلویح نے کہا اس میں مصنف نے شبرمہ کا رد کیا ہے۔ امام طحاوی نے ذکر کیا کہ ابن شبرمہ نے کہا باپ کا چھوٹی اولاد کی تزویج جائز نہیں اور جب وہ بالغ ہو جائیں تو انہیں اختیار ہے کہ باپ کے کئے ہوئے نکاح پر قائم رہیں یا فسخ کر دیں۔

امام بخاری نے کہا یہ قول کتاب و سنّت کے خلاف ہے لہٰذا اس طرف التفات نہ کی جائے۔ مہلب نے کہا اس بات پر امّت کا اجماع ہے کہ والد اپنی چھوٹی اولاد کا نکاح کر سکتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ جن کو حیض نہ آتا ہو یعنی جو نابالغ ہوں اور اُن جیسی بچیوں سے جماع نہ کیا جاتا ہو۔ باپ ان کا نکاح کر سکتے ہیں، کیونکہ یہ آئت کریمہ اپنے عموم کے باعث ان کو شامل ہے۔ لہٰذا ایسی بچیوں کا نکاح والد کر سکتا ہے۔ البتہ باپ کے غیر کے نکاح کر دینے میں اختلاف ہے۔

ابن حزم نے کہا باپ اور غیر باپ چھوٹے بچے کا نکاح نہیں کر سکتا حتیٰ کہ وہ بالغ ہو جائے اگر کیا،

marfat.com

۴۸۰۶ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَهَا وَهِيَ بِنْتُ سِتٍّ سِنِيْنَ وَاُدْخِلَتْ عَلَيْهِ وَهِيَ بِنْتُ تِسْعٍ وَمَكَثَتْ عِنْدَهٗ تِسْعًا

تو وہ ہمیشہ کے لئے فسخ ہوگا۔ بعض لوگوں نے یہ قول پسند کیا ہے۔ مذکور تقریر سے معلوم ہوتا ہے کہ زوجین میں سے جو کوئی بچپن یا نامردی یا کسی اور مرض کے باعث جماع پر قادر نہ ہو تو اس کا نکاح جائز ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ ام المؤمنین سودہ رضی اللہ عنہا نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا جبکہ آپ نے انہیں طلاق دینے کا ارادہ کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ مجھے طلاق نہ دیں مجھے مردوں کی خواہش نہیں میں اپنی باری عائشہ کو ہبہ کرتی ہوں

۴۸۰۵ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے نکاح فرمایا جبکہ وہ چھ برس کی تھیں اور ان کی رُخصتی ہوئی جبکہ وہ نو برس کی تھیں اور حضور کے پاس نو برس رہیں۔ (پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما گئے)

۴۸۰۵ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی نابالغ بیٹی عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نو برس رہیں اور ان کی اٹھارہ برس کی عمر شریف میں سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اور آپ رضی اللہ عنہا ۵۷ ہجری میں فوت ہوئیں۔

منکوحہ کو سُسرال کب بھیجا جائے؟

جب شوہر اور سُسرال منکوحہ کی رُخصتی میں اختلاف کریں تو امام احمد اور ابو عُبَیدہ نے کہا جب منکوحہ نو برس کی ہو جائے تو اس کی رخصتی کر دی جائے جیسا کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی نو برس کی عمر شریف میں کی گئی تھی۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ بھی یہی فرماتے ہیں، لیکن اگر نو برس کی بالغہ ہو جائے اور وہ جماع کی قدرت نہ رکھتی ہو تو سُسرال کے لئے جائز ہے کہ اسے شوہر کے پاس بھیجنے سے منع کریں اور اگر وہ نو برس کو نہیں پہنچی اور مرد سے جماع کی قدرت رکھتی ہے تو اس کے

marfat.com

بَابُ تَزْوِيجِ الْأَبِ ابْنَتَهُ مِنَ الْإِمَامِ

وَقَالَ عُمَرُ خَطَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى حَفْصَةَ فَأَنْكَحْتُهُ

۴۸۰۶ — حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَهَا وَهِيَ بِنْتُ سِتِّ سِنِينَ وَبَنَى بِهَا وَهِيَ بِنْتُ تِسْعِ سِنِينَ قَالَ هِشَامٌ وَأُنْبِئْتُ أَنَّهَا كَانَتْ عِنْدَهُ تِسْعَ سِنِينَ

والدین اس کو شوہر کے پاس جانے سے منع نہ کریں۔ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر منکوحہ نابالغہ ہے تو شوہر پر اس کا نان و نفقہ واجب نہیں حتی کہ وہ بالغ ہو جائے یا اُسے شوہر سے مجامعت کی قدرت ہو۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر مراہقہ کی صحت اچھی ہو اور خوب جسیمہ ہو جماع کی قدرت رکھتی ہو تو اس کا شوہر اس سے جماع کر سکتا ہے؛ ورنہ جب تک جماع کی طاقت نہ ہو تو اس کے گھر والے شوہر کے پاس نہ بھیجیں (عینی)

باب — والد کا اپنی بیٹی کا امام سے نکاح کرنا

اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ سے نکاح کا پیغام بھیجا تو میں نے آپ سے نکاح کر دیا"

۴۸۰۶ — ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے نکاح کیا جبکہ وہ چھ برس کی تھیں اور ان کی رخصتی ہوئی جبکہ وہ نو برس کی تھیں۔ ہشام نے کہا مجھے خبر پہنچی ہے کہ وہ آپ کے پاس نو سال رہیں

۴۸۰۶ — شرح: حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کیا جبکہ آپ امام ہیں۔ ابن بطال مالکی نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ باپ اپنی بیٹی کا نکاح کرنے میں امام سے

marfat.com

بَابُ السُّلْطَانُ وَلِيٌّ لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
زَوَّجْنَاكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ۲

۴۸۰۷ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ
عَنْ اَبِىْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ جَآءَتِ امْرَاَةٌ اِلَى
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ اِنِّىْ وَهَبْتُ مِنْ نَفْسِىْ
فَقَامَتْ طَوِيْلًا فَقَالَ رَجُلٌ زَوِّجْنِيْهَا اِنْ لَمْ يَكُنْ لَكَ بِهَا
حَاجَةٌ قَالَ هَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَىْءٍ تُصْدِقُهَا قَالَ مَا عِنْدِىْ اِلَّا
اِزَارِىْ فَقَالَ اِنْ اَعْطَيْتَهَا اِيَّاهُ جَلَسْتَ لَا اِزَارَ لَكَ فَالْتَمِسْ
شَيْئًا فَقَالَ مَا اَجِدُ شَيْئًا فَقَالَ الْتَمِسْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيْدٍ فَلَمْ
يَجِدْ فَقَالَ اَمَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ شَىْءٌ قَالَ نَعَمْ سُوْرَةُ كَذَا وَسُوْرَةُ
كَذَا لِسُوَرٍ سَمَّاهَا فَقَالَ زَوَّجْنَكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ

اولیٰ ہے اور بادشاہ اس کا ولی ہے جس کا کوئی ولی نہ ہو اور ولی کا ہونا نکاح کے لئے شرط ہے لیکن حدیث میں شرط کا ذکر نہیں ہے ۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب بادشاہ ولی ہے

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم نے تجھے قرآن یاد ہونے کے سبب اس سے تمہارا نکاح کر دیا ،،

۴۸۰۷ ـــ ترجمہ : سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ ایک عورت جناب

marfat.com

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہُوئی اور کہا میں نے اپنا نفس آپ کو ہبہ کیا اور بہت دیر کھڑی رہی۔ ایک آدمی نے کہا: یا رسُول اللہ! صلّی اللہ علیہ وسلّم! اگر آپ کو حاجت نہیں تو میرے ساتھ اس کا نکاح کر دیں۔ آپ نے فرمایا کیا تیرے پاس کوئی شئی ہے جو اُس کو مہر دے۔ اُس نے کہا میرے پاس کوئی شئی نہیں صرف میرا تہبند ہے فرمایا اگر تو اس کو یہ دے گا تو تُو بیٹھا رہے گا تیرے پاس تہبند نہ ہوگا (یعنی برہنہ رہے گا) کوئی اور شئی تلاش کر اُس نے کہا میں کوئی شئی نہیں پاتا فرمایا تلاش کر اگرچہ لوہے کی انگوٹھی مل جائے اُس نے وہ بھی نہ پائی تو آپ نے فرمایا کیا تیرے پاس قرآن سے کچھ ہے؟ (کوئی سُورت یاد ہے؟) اُس نے کہا: جی ہاں! مجھے فلاں فلاں سورت یاد ہے۔ ان کا نام ذکر کیا۔ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہم نے تجھے قرآن کی سورتیں یاد ہونے کے سبب اس سے تیرا نکاح کر دیا۔

۴۸۰۷ — شرح: ابن بطال نے کہا تمام علماء کا اس پہ اتفاق ہے کہ جس کا کوئی ولی نہ ہو اس کا ولی بادشاہ ہے اور جب کفوٗ پایا جائے اور اس کا ولی نکاح نہ کرے تو بادشاہ اس کا ولی ہے وہ اس کا نکاح کرے گا۔

اور جب کنواری نوجوان لڑکی کا والد غائب ہو جائے اور بسیار تلاش کے بعد اس کی خبر نہ ملے تو امام ابو حنیفہ اور مالک رحمہما اللہ تعالیٰ نے کہا اس کا بھائی اس کی اجازت سے نکاح کر دے۔ امام شافعی نے کہا صرف بادشاہ ہی نکاح کرے گا اور کوئی ولی نکاح نہیں کر سکتا۔ اسی طرح بیوہ یا مطلقہ ہے جبکہ اس کے قریبی ولی غائب ہوں۔

امام مالک، سفیان ثوری اور امام شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ نے کہا ولی عَصَبَہ ہے جو جائیداد کا وارث ہوتا ہے۔ ماموں، نانا اور مادر زاد بھائی امام مالک کے نزدیک نکاح میں ولی نہیں۔

اس مسئلہ میں اہلِ فقہ کا اختلاف ہے کہ نکاح میں ولی مقدم ہے یا وصی کو اولیت ہے۔ امام ابو حنیفہ و امام مالک اور ثوری رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا وصی ولی سے اولیٰ ہے جبکہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ ولی کو اولیٰ کہتے ہیں۔

وصی کو صغیر پر ہرگز ولائت کا حق نہیں۔ ابن حزم نے کہا وصی کو نکاح کرنے میں ہرگز اجازت نہیں مرد کا نکاح ہو یا عورت کا زوجین صغیر ہوں یا کبیر ہوں (عینی)

marfat.com

بَابُ لَا يُنْكِحُ الْاَبُ وَغَيْرُهُ الْبِكْرَ وَالثَّيِّبَ اِلَّا بِرِضَاهَا

۴۸۰۸ــــ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُمْ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُنْكَحُ الْاَيِّمُ حَتّٰى تُسْتَاْمَرَ وَلَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتّٰى تُسْتَاْذَنَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَيْفَ اِذْنُهَا قَالَ اَنْ تَسْكُتَ

باب ــ باپ اور اس کا غیر بالغہ کنواری یا بیوہ کا نکاح ان کی رضامندی کے بغیر نہیں کرسکتا،،

۴۸۰۸ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیوہ کا نکاح نہ کیا جائے حتی کہ اس سے پوچھ لیا جائے اور نہ بالغہ کنواری کا نکاح کیا جائے حتی کہ اس سے اجازت حاصل کرلی جائے۔ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالغہ کنواری لڑکی کی اجازت کیسے ہوگی! فرمایا کنواری لڑکی کا اجازت طلب کرنے کے وقت خاموش رہنا ہی اجازت ہے۔

۴۸۰۸ــــ شرح : اِستیمار کے معنی مشورہ کرنا ہے یعنی بیوہ منہ سے بولے کہ اس کا نکاح کردو؛ کیونکہ اس کے یہ کہنے میں عار اور شرم و حیا نہیں جبکہ وہ ایک بار تجربہ کرچکی ہے لیکن کنواری لڑکی حیاء کے باعث نہیں بولتی اس لئے اس کی خاموشی ہی اِذن متصور ہوتی ہے اس حدیث سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے استدلال کیا کہ ولی بیوہ اور بالغہ کنواری کو نکاح پر مجبور نہیں کرسکتے اس لئے بیوہ سے پوچھا جائے اور بالغہ کنواری سے اجازت حاصل کی جائے اور جب بالغہ عاقلہ اپنی پسند کے نکاح ولی کی اجازت پر موقوف ہے۔ امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا عورتوں کی اپنی مرضی سے ان کے اولیاء کے بغیر نکاح منعقد نہیں ہو پاتا؛ کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا نِكَاحَ اِلَّا بِوَلِيٍّ ،، ولی کے بغیر نکاح نہیں ہو پاتا، لیکن مذکور حدیث ان کے خلاف ہے؛ نیز لَا نِكَاحَ اِلَّا بِوَلِيٍّ ،، پر سب کا اتفاق نہیں لہٰذا یہ حدیث متفق علیہ نہیں لہٰذا یہ متفق علیہ کا معارضہ

marfat.com

۴۸۰۹ — حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ الرَّبِيْعِ بْنِ طَارِقٍ اَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَيْكَةَ عَنْ اَبِیْ عَمْرٍو مَوْلٰی عَائِشَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ الْبِكْرَ تَسْتَحْيِیْ قَالَ رِضَاهَا صُمَاتُهَا

نہیں کرسکتی ہے اس لئے امام بخاری اور یحییٰ بن معین نے کہا نکاح میں ولی کی شرط میں کوئی صحیح حدیث نہیں اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ امام ترمذی نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ذکر کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو عورت اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرے اس کا نکاح باطل ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ترمذی نے خود کہا ہے کہ اس حدیث میں محدثین کا کلام ہے۔ ترمذی نے یہ حدیث زہری اور عروہ کے ذریعہ ام المؤمنین سے روائت کی ہے۔ ابن جُریج نے کہا میں نے زہری سے ملاقات کی اور اُن سے اس حدیث کے متعلق دریافت کیا تو اُنھوں نے اس کا انکار کر دیا۔ اس لئے علماء نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے۔ اگر یہ پوچھا جائے کہ ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے اس کا جواب یہ ہے جب زہری نے ہی اس کا انکار کر دیا تو حسن کیسے ہوئی۔ اگر کوئی یہ سوال پوچھے کہ زہری کا اس حدیث سے انکار کرنا اس کی تکذیب پر نص نہیں بلکہ ہوسکتا ہے کہ زہری نے یہ حدیث روائت کی ہو پھر بھول گئے ہوں، کیونکہ یہ ضروری نہیں کہ ہر حدیث بیان کرنے والے کو یاد ہی رہے اس کا جواب یہ ہے کہ جس حدیث میں تکذیب و نسیان دونوں کا احتمال ہو اس کی حجیت ختم ہوجاتی ہے اس سے استدلال نہیں کر سکتے ہیں۔

۴۸۰۹ — ترجمہ : ابو عمرو مولی عائشہ سے روائت ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا یا رسول اللہ! کنواری لڑکی شرم و حیاء سے بول نہیں سکتی (اس کی رضا کیسے معلوم ہوگی) سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی خاموشی ہی اس کی رضامندی ہے۔

۴۸۰۹ — شرح: اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عاقلہ بالغہ کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر نہ کیا جائے اور اس کی خاموشی رضامندی ہے اور اس کو مجبور کرنے کو جائز نہ فرمایا۔ عاقلہ بالغہ کا اجازت حاصل کرتے وقت ہنس پڑنا اجازت ہے، کیونکہ اس کا ہنسنا فرح و سرور کی علامت ہے اور جب مذاق کے طور پر ہنسے تو یہ رضامندی نہیں۔ ہاں اگر رو پڑے تو یہ اجازت نہیں، کیونکہ یہ ناراضگی کی دلیل ہے۔ فقہاء نے عاقلہ بالغہ کے رونے میں

marfat.com

بَابٌ اِذَا زَوَّجَ ابْنَتَهٗ وَهِیَ کَارِهَةٌ فَنِکَاحُهٗ مَرْدُوْدٌ

۴۸۱۰۔ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِکٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَمُجَمِّعِ ابْنَیْ یَزِیْدَ بْنِ جَارِیَةَ عَنْ خَنْسَاءَ بِنْتِ خِذَامٍ الْاَنْصَارِیَةِ اَنَّ اَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِیَ ثَیِّبٌ فَکَرِهَتْ ذٰلِکَ فَاَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَرَدَّ نِکَاحَهَا

۴۸۱۱۔ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ قَالَ اَخْبَرَنَا یَزِیْدُ اَخْبَرَنَا یَحْیٰی عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ حَدَّثَتْهُ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ یَزِیْدَ وَمُجَمِّعَ ابْنَ یَزِیْدَ حَدَّثَاهُ اَنَّ رَجُلًا یُدْعٰی خِذَامًا اَنْکَحَ ابْنَةً لَّهٗ نَحْوَهٗ

تفصیل ذکر کی ہے اُنھوں نے کہا اگر رونے کی تقدیر میں آنسو گرم ہیں تو یہ عدم اجازت کی دلیل ہے اور اگر آنسو ٹھنڈے ہیں تو یہ اجازت کی دلیل ہے، کیونکہ خوشی سے بھی رونا آتا ہے۔ اس وقت آنسو ٹھنڈے ہوتے ہیں۔

باب جس کسی نے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا اور وہ ناراض ہو تو اس کا نکاح مسترد ہے

۴۸۱۰ ترجمہ: خَنْسَاء بنت خِذام انصاریہ سے روائت ہے کہ اُن کے والد نے اُن کا نکاح کر دیا، حالانکہ وہ بالغہ تھی اُس نے اس نکاح کو اچھا نہ جانا اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ نے اس کا نکاح مسترد کر دیا۔

۴۸۱۱ ترجمہ: قاسم بن محمد نے بیان کیا کہ عبدالرحمٰن بن یزید اور مجمع بن یزید نے انہیں خبر دی کہ ایک آدمی جس کو خذام کہا جاتا تھا نے اپنی بیٹی کا نکاح کیا جبکہ اس کی بیٹی نے ناراض ہو کر حضور سے عرض کیا تو آپ نے اس کا نکاح مسترد کر دیا۔

۴۸۱۰-۱۱ شرح: اس حدیث میں مذکورہ عورت بیوہ مذکور ہے لیکن عبدالرزاق

marfat.com

بَابُ تَزْوِيجِ الْيَتِيمَةِ

لِقَوْلِهِ تَعَالٰى وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتَامٰى فَانْكِحُوْا مَاطَابَ لَكُمْ وَاِذَا قَالَ لِلْوَلِيِّ زَوِّجْنِيْ فُلَانَةَ فَمَكَثَ سَاعَةً اَوْقَالَ مَامَعَكَ فَقَالَ مَعِيَ كَذَا وَكَذَا وَلَبِثَا ثُمَّ قَالَ زَوَّجْتُكَهَا فَهُوَ جَائِزٌ فِيْهِ سَهْلٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نے اپنے اسناد سے ابوبکر بن محمد سے روائت کی کہ ایک انصاری نے خنساء بنت خذام سے نکاح کیا اور غزوۂ احد میں شہید ہوگیا تو اس کے والد نے اس کا نکاح کسی اور سے کر دیا خنساء جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی اور عرض کیا میرے والد نے میرا نکاح کر دیا ہے، حالانکہ میرا دیور جو میرے بچوں کا چچا ہے مجھے پسند ہے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نکاح مسترد کر دیا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خنساء کی پہلے شوہر سے اولاد تھی۔ واقدی نے اس کا نام انیس بن قتادہ ذکر کیا ہے بعض نے اسیر کہا ہے۔ دار قطنی اور طبرانی نے ہشیم کے طریق سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہا سے روائت کی کہ خنساء بنت خزام کے والد نے اس کا نکاح کیا جبکہ وہ راضی نہ تھی۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی تو آپ نے اس کا نکاح مسترد کر دیا۔ اس حدیث میں کنواری یا بیوہ کا ذکر نہیں۔ خنساء کی حدیث جیسی اور احادیث بھی مذکور ہیں جن میں نکاح مسترد کیا گیا ہے ان میں سے عطاء کی حدیث ہے جو انھوں نے جابر سے روائت کی ہے کہ ایک آدمی نے اپنی کنواری عاقلہ بالغہ لڑکی کا نکاح کیا اور اس سے اجازت نہ لی۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی تو آپ نے زوجین میں تفریق کر دی (نسائی)

اور ابوداؤد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث ذکر کی کہ ایک کنواری لڑکی کا اس کے والد نے نکاح کر دیا جبکہ وہ اس نکاح سے راضی نہ تھی تو آپ نے نکاح مسترد کر دیا۔ مذکور احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ منکوحہ بیوہ ہو یا باکرہ (کنواری) ان کی رضاء کے بغیر نکاح کر دیا جائے تو مسترد کیا جا سکتا ہے اور استرداد کی علت ثیوبت یا بکارت ہے جبکہ وہ نکاح سے راضی نہ ہو۔

باب — یتیم لڑکی کا نکاح کرنا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد: اگر تمہیں ڈر ہو کہ یتیم لڑکیوں میں انصاف کر سکو گے

marfat.com

۴۸۱۲ — حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّهٗ سَاَلَ عَائِشَةَ قَالَ لَهَا يَا اُمَّتَاهْ وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى اِلٰى مَامَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ قَالَتْ عَائِشَةُ يَا ابْنَ اُخْتِيْ هٰذِهٖ

اور تو عورتوں میں سے جو چاہو نکاح کر لو ! ،،

شرح : اس آئت کریمہ کی تفسیر میں بیضاوی نے کہا جب یتامیٰ سے نکاح کرو اور تمہیں خوف ہو کہ اُن میں انصاف نہ کر سکو گے تو دیگر عورتوں میں سے جس سے خوش ہو نکاح کرو۔ در اصل واقعہ اس طرح ہے کہ جب کوئی یتیم لڑکی دیکھتا کہ وہ مالدار اور خوبصورت ہے تو اس سے نکاح کر لیتا بسا اوقات اس کے پاس چند یتیم عورتیں جمع ہو جاتیں اور ان کے حقوق ادا کرنے کی قدرت نہ ہوتی تو یہ آئت کریمہ نازل ہوئی کہ اگر تمہیں ڈر ہے کہ حقوق پورے نہ کر سکو گے تو ان کے سوا دوسری عورتوں سے نکاح کرو جن کے حقوق ادا کر سکو۔ یتیم لڑکی سے مراد باکرہ بالغہ عورت ہے اور زمانہ ماضی کے اعتبار سے اسے یتیم کہا ہے۔

"جب ولی سے کہا فلاں عورت سے میرا نکاح کر دو تو ولی کچھ وقت دیر کی۔ یا کہا تیرے پاس کیا ہے اُس نے کہا میرے پاس اتنا اتنا ہے یا دونوں خاموش رہے پھر کہا میں نے اس سے تیرا نکاح کر دیا تو جائز ہے اس کی سہل نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی "

شرح قولہ وَاِذَا قَالَ لِلْوَلِيِّ الخ اس کا عطف تزویج الیتیمہ پر ہے۔ یعنی اس باب میں دو حکم ہیں ایک یتیم سے نکاح کرنا۔ دوسرا یہ کہ پیغامِ نکاح دینے والا عورت کے ولی سے کہے فلاں عورت مجھ سے نکاح کر دو تو ولی جواب میں کچھ وقت تاخیر کر دے یا یہ کہے کہ تیرے پاس کوئی شئی ہے جو اس کو مہر میں دے گا وہ کہے میرے پاس اتنا اتنا ہے۔ یعنی ایجاب اور قبول کے درمیان ایسا کلام واقع ہو یا دونوں تاخیر کر دیں پھر کہے میں نے تیرے ساتھ نکاح کر دیا تو ان تینوں صورتوں میں

marfat.com

الْيَتِيمَةُ تَكُونُ فِي حَجْرِ وَلِيِّهَا فَيَرْغَبُ فِي جَمَالِهَا وَمَالِهَا وَيُرِيدُ
أَنْ يَنْتَقِصَ مِنْ صَدَاقِهَا فَنَهَوْا عَنْ نِكَاحِهِنَّ إِلَّا أَنْ يُقْسِطُوا
لَهُنَّ فِي إِكْمَالِ الصَّدَاقِ وَأُمِرُوا بِنِكَاحِ مَنْ سِوَاهُنَّ مِنَ النِّسَاءِ
قَالَتْ عَائِشَةُ إِسْتَفْتَى النَّاسُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ
ذٰلِكَ فَأَنْزَلَ اللهُ يَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ إِلَى تَرْغَبُونَ فَأَنْزَلَ اللهُ
لَهُمْ فِي هٰذِهِ الْآيَةِ أَنَّ الْيَتِيمَةَ إِذَا كَانَتْ ذَاتَ مَالٍ وَجَمَالٍ رَغِبُوا
فِي نِكَاحِهَا وَنَسَبِهَا وَالصَّدَاقِ وَإِذَا كَانَتْ مَرْغُوبًا عَنْهَا فِي قِلَّةِ الْمَالِ
تَرَكُوهَا وَأَخَذُوا غَيْرَهَا مِنَ النِّسَاءِ قَالَتْ فَكَمَا يَتْرُكُونَهَا حِينَ
يَرْغَبُونَ عَنْهَا فَلَيْسَ لَهُمْ أَنْ يَنْكِحُوهَا إِذَا رَغِبُوا فِيهَا إِلَّا أَنْ يُقْسِطُوا
لَهَا وَيُعْطُوهَا حَقَّهَا الْأَوْفَى مِنَ الصَّدَاقِ

نکاح جائز ہے، کیونکہ باوجود مذکور تاریخ کے مجلس واحد ہے۔

۴۸۱۲ — ترجمہ : عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے پوچھا اور کہا اے میری ماں! اس آیت کریمہ : وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَى الى قوله مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ،، کی تفسیر کیا ہے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اے میرے بھانجے : یہ وہ یتیم لڑکی ہے جو اپنے ولی کی کفالت میں ہوتی وہ اس کی خوبصورتی اور مالداری میں رغبت کرتا (اور اپنے ساتھ نکاح کر لیتا) اور اس کا مہر کم کرنا چاہتا تو ان کو یتیموں کے ساتھ نکاح کرنے سے روک دیا گیا مگر یہ کہ اُن کو پورے مہر دیں اور اُن کے ماسوا دیگر عورتوں کے ساتھ نکاح کا حکم دیا گیا۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ اس کے بعد لوگوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ الى قوله تَرْغَبُونَ ،، نازل فرمائی اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں انہیں فرمایا : کہ یتیم بالغہ عاقلہ عورت جب خوبصورت اور مالدار ہوتی تو اس کے نکاح اور نسب اور مہر میں رغبت کرتے اور جب وہ خوبصورت نہ ہوتی

marfat.com

بَابُ اِذَا قَالَ الْخَاطِبُ لِلْوَلِيِّ زَوِّجْنِیْ فُلَانَةَ فَقَالَ قَدْ زَوَّجْتُكَ بِكَذَا وَكَذَا جَازَ النِّكَاحُ وَاِنْ لَمْ يَقُلْ لِلزَّوْجِ اَرَضِيْتَ اَمْ قَبِلْتَ ۴۸۱۳ — حَدَّثَنَا اَبُوالنُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ اَنَّ امْرَأَةً اَتَتِ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَرَضَتْ عَلَيْهِ نَفْسَهَا فَقَالَ مَا لِیْ الْيَوْمَ فِی النِّسَاءِ مِنْ حَاجَةٍ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ زَوِّجْنِيْهَا قَالَ مَا عِنْدَكَ قَالَ مَا عِنْدِیْ شَیْءٌ قَالَ اَعْطِهَا وَلَوْ خَاتِمًا مِنْ حَدِيْدٍ قَالَ مَا عِنْدِیْ شَیْءٌ قَالَ فَمَا عِنْدَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ قَالَ كَذَا وَكَذَا قَالَ فَقَدْ مَلَّكْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ

اور کم مالداری کے باعث اس میں رغبت نہ ہوتی تو انہیں چھوڑ دیتے اور اُن کے علاوہ دُوسری عورتیں لے آتے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جیسے وہ انہیں عدمِ رغبت کی صورت میں چھوڑتے ہیں (اور اُن سے نکاح نہیں کرتے) تو اُن کے لئے جائز نہیں کہ جب ان میں (خوبصورتی اور مالداری کے باعث) رغبت کریں تو اُن سے نکاح کریں مگر یہ کہ ان کے لئے انصاف کریں اور ان کا پُورا حق انہیں دیں اور وہ کامل مہر ہے۔

باب — جب شادی کا پیغام دینے والا عورت کے ولی سے کہے میرا فلاں عورت سے نکاح کر دو!

اور وہ کہے میں نے اتنے اتنے (مہر کے عوض) تیرے ساتھ اس کا نکاح کر دیا تو یہ نکاح جائز ہے اگرچہ زوجہ سے یہ نہ کہے کیا تو راضی ہے یا تو نے قبول کیا؟

marfat.com

بَابٌ لَا يَخْطُبُ عَلٰى خِطْبَةِ اَخِيْهِ حَتّٰى يَنْكِحَ اَوْ يَدَعَ

۴۸۱۳ — حَدَّثَنَا مَكِّيُّ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ نَافِعًا يُحَدِّثُ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ نَهٰى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَبِيْعَ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ بَعْضٍ وَلَا

۴۸۱۳ — ترجمہ : سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ پر اپنا آپ پیش کیا تو آپ نے فرمایا مجھے آج کسی دوسری عورت کی حاجت نہیں! ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس کا مجھ سے نکاح کر دیں۔ فرمایا تیرے پاس کیا ہے (مہر کتنا ہے)، اس نے کہا میرے پاس کچھ بھی نہیں۔ فرمایا اس کو کچھ دو، اگرچہ لوہے کی انگوٹھی دو۔ اس نے کہا میرے پاس کچھ نہیں۔ فرمایا تو نے کتنا قرآن پڑھا ہے۔ عرض کیا اتنا اتنا قرآن پڑھا ہے۔ فرمایا میں نے اس قرآن کے سبب جو تجھے یاد ہے اس کا تجھے مالک بنا دیا۔

۴۸۱۳ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے آج عورتوں کی حاجت نہیں، حالانکہ آپ نے اسے سر تا پا، ایک نظر سے دیکھا۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ آپ کو حاجت تھی اس کا جواب یہ ہے کہ آپ کا یہ دیکھنا نکاح کے لئے نہیں تھا۔ اجنبیہ عورت کو دیکھنا آپ کے لئے جائز تھا اور یہ آپ کے خصوصیات سے ہے، کیونکہ آپ ساری امت کے باپ ہیں جبکہ آپ کی بیویاں اُن کی مائیں ہیں یا ممکن ہے کہ آپ نے کسی اور مصلحت کے لئے دیکھا تھا۔

بابٌ اپنے مسلمان بھائی کے پیغامِ نکاح پر پیغام نہ بھیجے حتیٰ کہ وہ نکاح کر لے یا اسے ترک کر دے"

۴۸۱۴ — ترجمہ : ابن جُریج نے بیان کیا میں نے نافع کو یہ حدیث بیان کرتے ہوئے سُنا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

يَخْطِبَ الرَّجُلُ عَلٰى خِطْبَةِ أَخِيهِ حَتّٰى يَتْرُكَ الْخَاطِبُ قَبْلَهُ أَوْ يَأْذَنَ لَهُ الْخَاطِبُ

۴۸۱۵ـ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنِ الْأَعْرَجِ قَالَ قَالَ أَبُوهُرَيْرَةَ يَأْثُرُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ

نے اس سے منع کیا کہ تم میں سے بعض دوسرے کی بیع پر بیع کریں اور یہ کہ اپنے بھائی کی منگنی پر پیغام نکاح بھیجے۔ حتی کہ پہلا منگیتر منگنی ترک کردے یا وہ اسے اجازت دیدے۔

۴۸۱۴ شرح : قولہ لایخطب ،، منصوب یا مرفوع ہے۔ پہلی تقدیر پر "لا" زائدہ ہے اور دوسری تقدیر پر نافیہ ہے۔ نیز ہوسکتا ہے کہ مجزوم نہی کا صیغہ ہو اس تقدیر پر لفظ قَالَ مقدر ہے اور نہی پر معطوف ہے۔ یعنی نَهٰى وَقَالَ لَا يَخْطُبُ ،، اور بھائی سے مراد نسبی یا رضاعی یا دینی بھائی ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جب فاطمہ بنت قیس کو طلاق ہوئی اور حضرت معاویہ بن ابی سفیان اور ابوجہم نے انہیں پیغام نکاح بھیجے تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو اسامہ بن زید سے نکاح کرلے اس کا جواب یہ ہے کہ جب زن وشوہر نکاح پر راضی ہوجائیں تو اور کسی کے لئے جائز نہیں کہ وہ اس عورت کو نکاح کا پیغام بھیجے اور اگر صرف مشورہ تک محدود ہو اور صراحۃً ان میں رضامندی نہ ہوئی ہو تو عورت کو پیغام نکاح دینا جائز ہے کیونکہ ابوجہم اور معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہم نے فاطمہ بنت قیس کو پیغام نکاح دیا اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو منع نہ فرمایا اور فاطمہ بنت قیس کو مشورہ دیا کہ وہ حضرت اسامہ سے نکاح کرلے ؛ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مشورہ تک فاطمہ بنت قیس کا کسی طرف میلان نہ ہوا تھا۔ البتہ اگر کسی کی طرف عورت کا میلان ہوجائے اور منگنی طے پا جائے تو اب اسے منگنی کا پیغام دینا جائز نہیں ،، اور یہ کہنا صحیح نہیں کہ یہ نہی فاطمہ بنت قیس کی حدیث سے منسوخ ہے کیونکہ کسی فقیہہ نے یہ نہیں کہا اور فقہاء احادیث کے معانی زیادہ جانتے ہیں بعض نے کہا یہ نہی تحریم کے لئے نہیں لیکن یہ قول بعید تر ہے۔

۴۸۱۵ ترجمہ : اعرج نے کہا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے

marfat.com

وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا تَحَسَّسُوا وَلَا تَبَاغَضُوا وَكُونُوا اِخْوَانًا وَلَا يَخْطُبُ الرَّجُلُ عَلٰى خِطْبَةِ اَخِيْهِ حَتّٰى يَنْكِحَ اَوْ يَتْرُكَ

بَابُ تَفْسِيْرِ تَرْكِ الْخِطْبَةِ

۴۸۱۶ — حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ

سے روائت کی کہ آپ نے فرمایا اپنے آپ کو گمان سے دُور رکھو، کیونکہ گمان بہت جھوٹی بات ہے اور لوگوں کی باتیں نہ کریدو اور ایک دُوسرے سے دشمنی کی باتیں نہ کرو اور نہ ہی ایک دُوسرے سے بُغض کرو اور اللہ کے بندے بھائی بھائی بنے رہو اور کوئی آدمی اپنے مسلمان بھائی کی منگنی پر منگنی نہ کرے حتی کہ وہ نکاح کر لے یا منگنی ترک کر دے۔

۴۸۱۵ — شرح : اس حدیث میں گمان سے تحذیر کی گئی ہے یعنی اپنے گمان پر عمل نہ کرو! حالانکہ اکثر شرعی احکام ظن پر مبنی ہیں اور مجتہدین کا عمل بھی ظنّیات پر مبنی ہے اور مجتہد پر اپنے ظنّ پر عمل کرنا واجب ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ اور مسلمانوں پر حسن ظنّ واجب ہے۔ حدیث شریف میں "اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ"، نیز فرمایا "ظُنُّوا بِالْمُؤْمِنِیْنَ خَیْرًا"۔ ان روایات کے ہوتے ہوئے مذکور حدیث کا معنیٰ کیا ہوگا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث میں ظنّ سے مراد بدگمانی ہے یعنی باہم بدگمانی سے بچو! یہ سارے جھوٹوں سے زیادہ جھوٹ ہے۔ اس میں گناہ اس لئے زیادہ ہے کہ یہ قلبی امر ہے اور اس کا اعتبار ایمان کی طرح ہے اور کذب زبان کا کام ہے۔ اس میں استقرار نہیں۔ لہٰذا ظنّ کا فساد زیادہ ہے یا اکثر جھوٹ کا منشا ظنّ ہے۔ تجسُّس اور تحسُّس میں فرق یہ ہے کہ لوگوں کی باتیں کان لگا کر سُننا تحسُّس ہے اور لوگوں کی باتیں کرنا تجسُّس ہے۔ بعض نے کہا دونوں کا معنیٰ واحد ہے اور وہ پوشیدہ خبریں تلاش کرنا ہے۔ تباغضوا ایک دُوسرے سے بغض و عناد کرنا سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ایک دوسرے کے لئے نفع کی کوشش کرو اور ضرر دفع کرو جیسے بھائیوں میں ہوتا ہے اس طرح ہو جاؤ۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ قولہ "حَتّٰی یَنْکِحَ"، حتی غائت کے لئے آتا ہے۔ یہ حدیث میں لا یخطب کی غائب کس طرح ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ نکاح کے بعد تو خطبہ (منگنی) ممکن نہیں۔ گویا کہ فرمایا کسی کی منگنی پر ہرگز منگنی نہ کرے۔ جیسے قرآن کریم میں ہے "حَتّٰی یَلِجَ الْجَمَلُ فِیْ سَمِّ الْخِیَاطِ"، حتی کہ سوئی کے سوراخ میں اونٹ داخل ہو جائے۔

marfat.com

الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهٗ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ
ابْنَ عُمَرَ یُحَدِّثُ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حِیْنَ تَاَیَّمَتْ حَفْصَةُ
قَالَ عُمَرُ لَقِیْتُ اَبَا بَكْرٍ فَقُلْتُ اِنْ شِئْتَ اَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ
بِنْتَ عُمَرَ فَلَبِثْتُ لَیَالِیَ ثُمَّ خَطَبَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
فَلَقِیَنِیْ اَبُوْ بَكْرٍ فَقَالَ اِنَّهٗ لَمْ یَمْنَعْنِیْ اَنْ اَرْجِعَ اِلَیْكَ فِیْمَا
عَرَضْتَ اِلَّا اِنِّیْ قَدْ عَلِمْتُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
قَدْ ذَكَرَهَا فَلَمْ اَكُنْ لِاُفْشِیَ سِرَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
وَلَوْ تَرَكَهَا لَقَبِلْتُهَا تَابَعَهٗ یُوْنُسُ وَمُوْسَی بْنُ عُقْبَةَ وَابْنُ اَبِیْ
عَتِیْقٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ

باب منگنی چھوڑنے کی تفسیر

۴۸۱۶ ــــ ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ عمر فاروق نے کہا جب حفصہ بیوہ ہوگئیں تو میں نے ابوبکر سے ملاقات کی اور اُن سے کہا اگر تم چاہو تو میں حفصہ بنت عمر کا نکاح تم سے کردوں؟ میں چند روز ٹھہرا پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ سے نکاح کا پیغام دیا مجھے ابوبکر صدیق ملے اور کہا جو تم نے مجھ پر پیش کیا تھا اس کا جواب نہیں دینے میں مجھے صرف اس بات نے منع کیا تھا کہ مجھے علم تھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ کا ذکر کیا تھا اور میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا راز افشاء نہ کرسکتا تھا اگر آپ انہیں چھوڑ دیتے تو میں ضرور حفصہ قبول کرلیتا۔ یونس، موسیٰ ابن عقبہ اور ابن ابی عتیق نے زُہری سے روائت کرنے میں شعیب کی متابعت کی ہے۔

۴۸۱۶ ــــ شرح: اس حدیث کی عنوان سے موافقت اس طرح ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے ابوبکر ملے الخ کیونکہ اس کلام میں

marfat.com

بَابُ الْخِطْبَةِ

۴۸۱۷ — حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ جَآءَ رَجُلَانِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَخَطَبَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنَ الْبَيَانِ سِحْرًا

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا منگنی ترک کرنے میں عمر فاروق سے عذر خواہی کرنا ہے اور انہیں یہ جواب دینا ہے کہ وہ جانتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حفصہ سے نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے منگنی ترک کرنے کی یہ تفسیر کی ہے۔

باب خطبہ

۴۸۱۷ — ترجمہ : زید بن اسلم نے کہا میں نے عبداللہ بن عمر کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ دو آدمی مشرق کی جانب سے آئے اور انھوں نے لوگوں سے خطاب کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک بعض بیان جادو ہیں۔

۴۸۱۷ — شرح : امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ حدیث باب الطب میں عبداللہ ابن یوسف کے ذریعہ مالک سے روایت ذکر کی ہے۔ ابوداؤد نے قعنبی کے ذریعے مالک اور ترمذی نے بھی ذکر کی ہے اور اسے حسن صحیح کہا ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ان دو مردوں میں سے ایک کا نام زبرقان اور دوسرے کا نام عمرو تھا۔ یہ دونوں تمیمی تھے اور فصاحت و بلاغت میں باکمال تھے وہ نو ہجری میں آئے دونوں نے اپنے خطبوں میں کمالِ فصاحت و بلاغت پر مشتمل کلام کیا۔ زبرقان نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میں بنی تمیم قبیلہ کا سردار ہوں ان میں میری اطاعت کی جاتی ہے اور میں ان کی طرف جملہ امور سرانجام دیتا ہوں اور اُن سے ستم وظلم کی مدافعت کرتا ہوں اور اُن کے حقوق کا احیاء کرتا ہوں ان کو پامال نہیں ہونے دیتا۔ یہ میرا ساتھی عمرو مجھے خوب جانتا ہے کہ میں ایسا شخص ہوں۔ عمرو نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم!

marfat.com

یہ سخت معارضہ کرنے والا ہے اپنے آپ سے مدافعت کرتا ہے اور اس کے قریبی ہی اس کی اطاعت کرتے ہیں۔ زبرقان نے کہا یا رسُولَ اللہ! خُدا کی قسم یہ شخص لئیم الحال ہے۔ نیا نیا مالدار احمق ہے اور اپنے قبیلہ میں بدنام ہے۔ بخدا! یا رسُول اللہ! صلّی اللہ علیہ وسلّم! یہ جانتا ہے کہ جو کچھ اُس نے کہا ہے وہ مجھ میں نہیں پایا جاتا۔ یہ اُس نے صرف حسد کرتے ہوئے کہا۔ عمرو نے کہا: میں تجھ پہ حسد کرتا ہوں؟ بخدا یا رسُولَ اللہ! میں نے پہلے بھی سچ کہا ہے۔ اور دوسری بار جھوٹ نہیں کہا لیکن میں وہ انسان ہوں۔ جب میں راضی ہوں تو کہتا ہوں جو کچھ مجھے معلوم ہُوا ہے بہتر ہے اور جب میں غضبناک ہوں تو کہتا ہوں جو کچھ میں نے پایا ہے وہ اچھا نہیں ہے (یہ سُن کر) جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جبکہ ان کے کلام میں انتہائی فصاحت و بلاغت پائی کہ بعض بیان جادو ہیں جو سُننے والوں کو اپنی طرف مائل کرتا ہے۔ اور ان کے دل مسخر کرلیتا ہے۔ اور ان پر غلبہ حاصل کرلیتا ہے جیسے جادو ظاہر حال میں تصرف کرتا ہے۔ ابو داؤد نے عبداللہ بن بُریدہ سے مرفوع حدیث ذکر کی کہ بعض بیان جادو ہیں اور بعض علم جہالت ہیں اور بعض شعر حکمت ہیں اور بعض کلام عبال ہیں۔ صعصعہ بن صوحان نے کہا۔ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سچ فرمایا ہے۔ بعض بیان کے جادو ہونے کا معنی یہ ہے کہ جس شخص پر کسی کا حق ہو اور وہ مقدمات اور حجج و دلائل کے باعث اپنے مقابل پر غلبہ حاصل کرلیتا ہے اور لوگ اس کے جواب میں عاجز رہ جاتے ہیں اور وہ کسی کا حق لے کر جاتا رہتا ہے۔ بعض علموں کے جہل ہونے کی صورت یہ ہے کہ بعض عالم کوئی بات کرتے ہیں جسے جانتے نہیں ہیں اور اس کی تقریر و تحریر میں تکلّف کرتے ہیں اور جہالت میں پڑ جاتے ہیں جو شعر حکمت ہیں اُن سے مراد یہ ہے کہ وہ مواعظ، امثال اور معارف پر مشتمل ہوتے ہیں اور بعض عبال بایں معنی ہیں کہ تو اپنا کلام اُس کے سامنے ذکر کرے جو اس کی شان کے لائق نہیں اور نہ وہ اسے چاہتا ہے (تیسیر القاری) اس حدیث کی مناسبت عنوان سے اس طرح ہے کہ اُن دو مَردوں کا جناب رَسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس کلام غرض اور مقصد سے خالی نہ تھا اور حاجت کے وقت خطبہ پڑھنا لوگوں کے دل مائل کرنے اور اجابت میں رغبت کرنے کے لئے قدیم رسم چلی آرہی ہے اسی لئے نکاح کے وقت خطبہ پڑھا جاتا ہے

کیا عقدِ نکاح کے وقت خُطبہ واجب ہے؟

اہلِ ظاہر کے نزدیک خطبۂ نکاح واجب ہے ان کی دلیل یہ ہے کہ سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سیّدہ طاہر فاطمہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کے وقت خطبہ پڑھا تھا اور آپ کا فعل وجوب کے لئے ہے؛ لیکن فقہا کے نزدیک یہ خطبہ فرض و واجب نہیں بلکہ مستحبّ ہے۔ امام ترمذی نے کہا بعض

marfat.com

بَابُ ضَرْبِ الدُّفِّ فِي النِّكَاحِ وَالْوَلِيْمَةِ

۴۸۱۸ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ بِشْرِ بْنِ الْمُفَضَّلِ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ ذَكْوَانَ قَالَ قَالَتِ الرُّبَيِّعُ بِنْتُ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَآءَ جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ حِيْنَ بُنِيَ عَلَيَّ فَجَلَسَ عَلٰى فِرَاشِيْ كَمَجْلِسِكَ مِنِّيْ فَجَعَلَتْ جُوَيْرِيَاتٌ لَنَا يَضْرِبْنَ بِالدُّفِّ وَيَنْدُبْنَ مَنْ قُتِلَ مِنْ آبَائِيْ يَوْمَ بَدْرٍ اِذْ قَالَتْ اِحْدٰهُنَّ وَفِيْنَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِيْ غَدٍ فَقَالَ دَعِيْ هٰذِهٖ وَقُوْلِيْ بِالَّذِيْ كُنْتِ تَقُوْلِيْنَ

اہلِ علم ایسے سفیان ثوری وغیرہ نے کہا کہ خطبہ کے بغیر نکاح صحیح ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سہل بن زید کی حدیث میں ایک شخص سے فرمایا میں نے تجھے بعض قرآن یاد ہونے کی برکت سے اس عورت سے تیرا نکاح کر دیا اور اس میں خطبہ مذکور نہیں۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نکاح میں خطبہ نہ پڑھا جائے وہ شل ہاتھ کی طرح ہے۔ اس حدیث سے ظاہر ہے کہ اصلِ نکاح ہو جاتا ہے۔ واللہ اعلم

نکاح اور ولیمہ میں دُف مارنا

دُف میں دال مضموم ہے مفتوح بھی پڑھا جاتا ہے۔ نکاح میں دُف بجانے میں کوئی اختلاف نہیں۔ اسی طرح ولیمہ میں دُف بجانا مباح ہے رُخصتی کے وقت بھی دُف بجانے میں حرج نہیں۔

ترجمہ : خالد بن ذکوان نے کہا رُبیع بنت مُعَوِّذ بن عفرآء نے کہا جب ۴۸۱۸ —
میری رخصتی ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور میرے بستر پر تشریف فرما ہوئے جیسے تو میرے پاس بیٹھا ہے۔ ہماری چھوٹی چھوٹی بچیوں نے دُف بجانا شروع کر دی اور بدر کی جنگ میں جو میرے آباء قتل ہو چکے ان کا نُدبہ کر رہی تھیں (ان کو افسوس سے پکارتی تھیں) اچانک اُن میں سے ایک بچی نے کہہ دیا ہم میں ایسا نبی ہے جو آنے والے دن

marfat.com

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً وَكَثْرَةِ الْمَهْرِ وَاَدْنٰى مَا يَجُوْزُ مِنَ الصَّدَاقِ وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى وَاٰتَيْتُمْ اِحْدٰهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْئًا وَقَوْلُهٗ جَلَّ ذِكْرُهٗ اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ وَقَالَ سَهْلٌ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَوْ خَاتِمًا مِنْ حَدِيْدٍ

کی باتیں جانتے ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم ،، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کہنا چھوڑ دو اور وہ کہو جو پہلے کہتی تھی۔

۴۸۱۸ شرح : روتے ہوئے میت کے محاسن شمار کرنے کو نُدبہ کہتے ہیں سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ربیع بنت عفراء کے بستر پر اس کے پاس بیٹھ گئے ؛ کیونکہ حضور کی یہ خصوصیت ہے کہ آپ اجنبیہ سے خلوت کر سکتے ہیں اور اس کو دیکھ سکتے ہیں جیسے آپ ام حرام بنت ملحان کے پاس تشریف لے جاتے اور اُن کے گھر آرام فرماتے اور وہ آپ کے سر مبارک کو آرام پہنچاتی تھیں ؛ حالانکہ وہ آپ کی محرمہ نہ تھی اور نہ ہی زوجیت کا تعلق تھا۔ نکاح میں دُف بجانا مباح ہے تاکہ عوام کو پتہ چلے کہ شادی ہو رہی ہے۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکیوں کو فِيْنَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِيْ غَدٍ ،، کہنے سے روک دیا ؛ کیونکہ علم صفتِ کمال ہے اور گانا بجانا لھو ولعب سے خالی نہیں تو ایسے مقام میں آپ کی صفت کمال کا ذکر موزون نہ تھا اس لئے فرمایا یہ نہ کہو اور وہ ہی کہو جو اپنے اباؤ اجداد کے محاسن ذکر کرتی تھی اور وہ اشعار کہو جو مغازی اور جنگوں میں بہادری پر مشتمل ہیں۔

نکاح میں دُفّ بجانا

نکاح و ولیمہ میں دُف بجانا مباح ہے۔ امام ترمذی نے محمد بن حاطب سے روایت نقل کی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حلال و حرام نکاح کے درمیان دُف بجانا اور بچیوں کا گانا حد فاصل ہے۔ امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا جبکہ ابن حبان اور حاکم نے صحیح کہا ہے نیز امام ترمذی نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

نے فرمایا نکاح کا اعلان کرو اور مساجد میں کرو اور نکاح کے وقت دُف بجاؤ۔

امام نسائی نے قرظہ بن کعب اور ابو مسعود سے روایت نقل کی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں شادی کے وقت لہو ولعب کی اجازت دی۔ ابن ماجہ نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ انھوں نے اپنی قریبی انصاریہ عورت کا نکاح کیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم نے اس کے پاس بچیوں کو بھیجا ہے جو وہاں گانا گائیں عرض کیا گیا نہیں۔ آپ نے فرمایا انصار کو غزلیں بہت پسند ہیں تم اس کے ساتھ غزلیں کہنے والی بچیاں بھیجتے تو اچھا مناسب تھا۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ امام اور عالمِ دین شادیوں میں جاسکتے ہیں، اگرچہ وہاں لہو ولعب ہو، کیونکہ شادیوں میں لہو ولعب مباح ہے کیونکہ اس سے محبت پیدا ہوتی ہے اور خوشی میں اضافہ ہوتا ہے اور اس سے رکنا مستحسن نہیں ہے بلکہ یہ ممدوح ومشروع ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی کے سامنے اس کی تعریف کرنا جائز ہے جبکہ اس میں قابلِ تعریف وصف پائی جائے جیسے چھوٹی بچیوں نے کہا وفینا نبی یعلم ما فی غدٍ کیونکہ مستقبل قریب یا بعید کی باتیں جاننے کی وصف آپ میں پائی جاتی ہے۔ البتہ ممنوع وہ وصف ہے جو ممدوح میں نہ پائی جائے ،، واللہ ورسولہ اعلم!

باب ــــ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! عورتوں کو اُن کے مہر دو، عطیہ کے طور پر ،،

اور زیادہ سے زیادہ مہر، اور جو کم از کم مہر جائز ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اگر تم عورتوں میں سے کسی کو زیادہ مہر دو تو اس میں سے کوئی شئ واپس نہ لو اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! ان کا مہر مقرر کرو ،، سہل نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو مہر دو اگرچہ لوہے کی انگوٹھی ہو ،،

تفسیر: ”عورتوں کو ان کے مہر دو ،، سے امام بخاری کی مراد یہ ہے کہ کم از کم مہر کی حد مقدر نہیں۔ صُدُقات بضم الدال صُدُقہ کی جمع بمعنی مہر ہے اور صَدَقات بفتح الدال صَدَقہ کی جمع بمعنی خیرات ہے۔ نیز صُدُقات بمعنی مہور کو صَدَقات بفتح الصاد وسکون الدال اور صُدُقات بضم الصاد والدال بھی پڑھا جاتا ہے۔ قولہ نِحْلَۃً ،، منصوب مفعول مطلق ہے، کیونکہ نِحْلہ اور اِیتاء کا

marfat.com

معنی واحد ہے۔ دراصل اِنْحَلُوْھُنَّ مُھُوْرَھُنَّ نِحْلَۃً تھا۔ یہ مخاطبین سے حال بھی ہوسکتا ہے یعنی عورتوں کو ان کے مہر دو اس حال میں کہ تم خوش ہو۔ اس طرح بھی ہوسکتا ہے کہ نِحْلَۃً صَدُقات سے حال واقع ہو اور نحلہ کا معنیٰ ملّت ہو، چنانچہ کہا جاتا ہے : نِحْلَۃُ الاسلام خیر الغل اس وقت تقدیر عبارت اس طرح ہوگی وَ اٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقَاتِھِنَّ مَفْرُوْضَۃً مُعْطَاۃً ،، یہ بھی احتمال ہے کہ بطورِ تعلیل منصوب ہو یعنی اٰتُوْھُنَّ صَدُقَاتِھِنَّ لِلنِّحْلَۃِ والدیانۃ ،، قولہ کثرۃِ المھر ،، مجرور قولہ تعالیٰ پر معطوف ہے یعنی یہ باب کثرتِ مہر کے بیان میں ہے۔ اس میں یہ اشارہ ہے کہ کثیر مہر بھی جائز ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا : وَاٰتَیْتُمْ اِحْدٰھُنَّ قِنْطَارًا یعنی کثیر مال دیا۔ زمخشری نے کہا قنطار کی تفسیر میں مختلف اقوال ہیں۔ بعض نے کہا اس کے معنی غیر محدود عدد ہے بعض نے کہا محدود عدد ہے پھر اس کی تحدید میں اختلاف ہے بعض ایک ہزار دو سو اوقیہ کہتے ہیں بعض بارہ ہزار اوقیہ کہتے ہیں جبکہ بعض ستر ہزار دینار کہتے ہیں۔ مذکور عنوان میں آیات کثرتِ مہر پر دلالت کرتی ہیں۔ جبکہ حدیث شریف قلّتِ مہر پر دلالت کرتی ہے۔ احناف کے نزدیک کم از کم مہر دس درہم ہے اس سے کم جائز نہیں اس کی دلیل یہ ہے کہ دارِ قطنی نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روائت کی ہے کہ لَا مَھْرَ دُوْنَ عَشَرَۃِ دَرَاھِمَ ،، کہ دس درہموں سے کم مہر نہیں۔ بیہقی اور ابو عمرو بن عبدالبرّ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روائت کی کم از کم مہر جس کے ساتھ آدمی اپنے لئے عورت حلال کرتا ہے دس درہم ہیں۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا۔ مہر کثیر اور قلیل ہونے میں علماء میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ مُہلّب نے کہا کثیر مہر کی حدّ نہیں ؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور ان میں سے کسی کو تم نے کثیر مال دیا۔ اور عبدالرزاق نے اپنے اسناد سے ابوعبدالرحمٰن سلمی سے ذکر کیا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا عورتوں کے مہر زیادہ نہ دو تو ایک عورت نے کہا اے عمر یہ تمہارے بس کی بات نہیں جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : وَاٰتَیْتُمْ اِحْدٰھُنَّ قِنْطَارًا ،، اور تم نے عورتوں میں سے کسی کو کثیر مال دیا۔

ابوالفرج اموی نے کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ام کلثوم کو چالیس ہزار درہم مہر ادا کیا تھا اور امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اس کو سَو باندی اور ایک لاکھ درہم مہر ادا کیا تھا اور مُصعب بن زبیر نے عائشہ بن بنت طلحہ سے نکاح کیا اور اس کو دس لاکھ درہم مہر ادا کیا تھا اور نجاشی نے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے حبشہ میں نکاح کر کے حضور کی طرف سے چار ہزار درہم مہر ادا کیا (ابوداؤد) اور جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اطلاع بھیج دی۔ حربی نے کہا نجاشی نے چار سَو دینار مہر ادا کیا تھا بعض نے دو سو دینار کہا ہے۔ مسلم نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت ذکر کی کہ سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم کا مہر پانچ سو درہم تھا۔ حربی نے کہا سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ام المؤمنین سودہ کو ایک مکان مہر دیا تھا اور ام المؤمنین عائشہ

marfat.com

۴۸۱۹ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ تَزَوَّجَ اِمْرَأَةً عَلٰى وَزْنِ نَوَاةٍ فَرَاَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَشَاشَةَ الْعُرْسِ فَسَاَلَهٗ فَقَالَ اِنِّيْ تَزَوَّجْتُ اِمْرَأَةً عَلٰى وَزْنِ نَوَاةٍ وَعَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ ابْنَ عَوْفٍ تَزَوَّجَ اِمْرَأَةً عَلٰى وَزْنِ نَوَاةٍ مِّنْ ذَهَبٍ

رضی اللہ عنہا کو گھریلو سامان مہر دیا جس کی قیمت پچاس درہم تھی ۔ زینب بنت جحش کا مہر پانچ سو درہم تھا۔ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو حضور نے مہر میں سامان دیا جس کی قیمت دس درہم تھی۔ بعض نے کہا دو مٹکے ایک چکی اور ایک تکیہ مہر دیا ۔ ترمذی نے چار سو درہم ذکر کئے ہیں۔ مسلم کی روائت میں ہے کہ ایک انصاری نے نکاح کیا تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا مہر دیا اُس نے کہا چار اوقیہ مہر دیا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار اوقیہ مہر دیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ تم اس پہاڑ سے چاندی نکالتے ہو

۴۸۱۹ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ایک عورت سے سونے کی گٹھلی کے وزن کے برابر مہر کے عوض نکاح کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر شادی کی خوشی کے آثار دیکھے تو اس سے دریافت کیا تو عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا میں نے ایک عورت سے سونے کی گٹھلی کے وزن کے برابر مہر کے عوض نکاح کیا ہے۔ قتادہ نے انس سے روائت کی کہ عبدالرحمٰن بن عوف نے ایک عورت سے سونے کی گٹھلی کے برابر مہر کے عوض نکاح کیا۔

۴۸۱۹ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمٰن کا کلام سُنا تو خاموش رہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مہر کی مقدار معیّن نہیں ہے اور زوجین جس پر راضی ہو جائیں وہ مہر متصوّر ہو سکتا ہے۔ گٹھلی کا وزن پانچ درہم تھا۔"

بشاشہ کے معنی خوشی ہیں "

marfat.com

بَابُ التَّزْوِيْجِ عَلَى الْقُرْاٰنِ وَبِغَيْرِ صَدَاقٍ

۴۸۲۰ــــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ سَمِعْتُ اَبَا حَازِمٍ سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدِ السَّاعِدِيَّ يَقُوْلُ اِنِّيْ لَفِي الْقَوْمِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ قَامَتِ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهَا قَدْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لَكَ فَرَأْيِكَ فِيْهَا رَأْيَكَ فَلَمْ يُجِبْهَا شَيْئًا ثُمَّ قَامَتْ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهَا قَدْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لَكَ فَرَأْيِكَ فِيْهَا رَأْيَكَ فَلَمْ يُجِبْهَا شَيْئًا ثُمَّ قَامَتِ الثَّالِثَةَ فَقَالَتْ اِنَّهَا قَدْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لَكَ فَرَأْيِكَ فِيْهَا رَأْيَكَ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنْكِحْنِيْهَا قَالَ هَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ قَالَ لَا قَالَ اذْهَبْ فَاطْلُبْ وَلَوْ خَاتِمًا

باب قرآن کی تعلیم کے عوض نکاح کر دینا اور مہر ذکر کئے بغیر نکاح کر دینا

۴۸۲۰ــــ ترجمہ : ابو حازم نے کہا میں نے سہل بن سعد کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں ایک جماعتِ صحابہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا کہ اچانک ایک عورت کھڑی ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے اپنی ذات آپ کو بخش دی۔ آپ اس میں اپنی رائے قائم کر لیں آپ نے اسے کوئی جواب نہ دیا وہ پھر دوسری بار کھڑی ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے اپنی ذات آپ کو ہبہ کی آپ اس میں اپنی رائے دیکھیں۔ آپ نے اسے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر تیسری بار کھڑی ہوئی اور کہا اس نے اپنا آپ آپ کے لئے ہبہ کر دیا ہے اس میں اپنی رائے دیکھیں۔ پھر ایک آدمی کھڑا ہو گیا اور عرض کیا

marfat.com

مِنْ حَدِيْدٍ فَذَهَبَ فَطَلَبَ ثُمَّ جَآءَ فَقَالَ مَا وَجَدْتُ شَيْئًا وَلَا خَاتِمًا مِنْ حَدِيْدٍ قَالَ هَلْ مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ شَيْءٌ قَالَ مَعِيَ سُوْرَةُ كَذَا وَسُوْرَةُ كَذَا قَالَ اذْهَبْ فَقَدْ اَنْكَحْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ

بَابُ الْمَهْرِ بِالْعُرُوْضِ وَخَاتَمٍ مِنْ حَدِيْدٍ

۴۸۲۱ — حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيٰنَ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِرَجُلٍ تَزَوَّجْ وَلَوْ بِخَاتَمٍ مِنْ حَدِيْدٍ

کہا یارسول اللہ! اس عورت کا نکاح مجھ سے کر دیں۔ فرمایا کیا تیرے پاس کچھ ہے (جو مہر میں ادا کرے) اُس نے کہا نہیں فرمایا جاؤ تلاش کرو! اگرچہ لوہے کی انگوٹھی ہو۔ وہ گیا اور تلاش کیا پھر آگیا اور عرض کیا: میں نے کوئی شئ نہیں پائی اور نہ ہی لوہے کی انگوٹھی پائی ہے۔ فرمایا کیا تجھے کچھ قرآن یاد ہے؟ اُس نے کہا مجھے فلاں فلاں سورت یاد ہے۔ فرمایا جاؤ تجھے قرآن یاد ہونے کے سبب میں نے اس کا نکاح تجھ سے کر دیا۔

۴۸۲۱ — ترجمہ: سہل بن سعد سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی سے کہا نکاح کرو اگرچہ لوہے کی انگوٹھی کے عوض نکاح کرو!

۲۰ - ۴۸۲۱ — شرح: سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی حدیث جو متعدد طُرق سے منقول ہے سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر لوہے کی انگوٹھی مہر دی جائے تو نکاح درست ہو جاتا ہے۔ اس سے امام شافعی رضی اللہ عنہ نے استدلال کیا کہ تعلیم قرآن پر اُجرت لینا جائز ہے۔ امام ابوحنیفہ اور اُن کے تلامذہ اور امام مالک، لیث اور مُزنی نے کہا کہ تعلیم قرآن مہر نہیں ہو سکتی امام ابوحنیفہ اور ان کے تلامذہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص تعلیم قرآن کے عوض نکاح کرے تو نکاح جائز ہے اور وہ اس نکاح کے حکم میں ہے جس میں مہر ذکر نہ کیا جائے۔ اس صورت میں مہر مثل واجب ہے جبکہ منکوحہ سے

marfat.com

ہم بستری کرلے ؛ ورنہ اس منکوحہ کو متعہ دینا ہوگا۔

امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث کا جواب یہ دیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ جو کچھ تجھے قرآن یاد ہے اس کے عوض اس کا نکاح تجھ سے کر دیا آپ کے خصوصیات سے ہے اور کسی کے لئے جائز نہیں کہ تعلیم قرآن کے عوض تزویج و تملیک کرے اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مہر کے بغیر ملکِ بضعہ مباح کیا ہے آپ کے سوا اور کسی کے لئے مباح نہیں کیا ؛ چنانچہ صراحۃً قرآن کریم میں ہے : خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ،، دوسرے مومنوں کے سوا صرف آپ کے لئے خاص ہے ۔ لہٰذا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حق ہے کہ جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے مخصوص کر دیا ہے وہ آپ مہر کے بغیر اور کسی کی تملیک کر دیں ۔ یہ صرف سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے ۔ امام لیث تعلیم قرآن کو مہر قرار نہیں دیتے وہ کہتے ہیں اس عورت نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تھا کہ میں نے اپنی ذات آپ کو ہبہ کر دی ہے یعنی مہر کے بغیر آپ کی ملکیت کر دی ہے ۔ اور اس شخص نے کہا تھا کہ آپ اس کا نکاح میرے ساتھ کر دیں ۔ اور حدیث میں کہیں مذکور نہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت سے مشورہ کیا ہو یا اس عورت نے کہا ہو کہ اس آدمی سے میرا نکاح کر دیں ۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی ہبہ کے باعث جس میں آپ کے لئے نکاح جائز ہے اس مرد کو وہ ہبہ کر دی ۔ اس حدیث (سہل بن زید کی حدیث) کا یہ جواب بھی دیا جاتا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد : بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ،، قرآن کریم کے شرف اور اس کی قدر و منزلت کے بیان کے لئے یعنی میں نے قرآن کریم کی سورتوں کی برکت اور تعظیم کے لئے اس کا نکاح تجھ سے کر دیا اور یہ بھی احتمال ہے کہ لوہے کی انگوٹھی بطورِ مہر معجّل ہو اگرچہ وہ قلیل ہے ۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ لوہے کی انگوٹھی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے ؛ کیونکہ یہ دوزخیوں کا زیور ہے ۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس وقت لوہے کی انگوٹھی پہننا جائز تھا پھر ممنوع قرار دیا گیا اور اس کا پہننا منسوخ ہو گیا ۔

قولہ فَرَ ،، فاء عاطفہ اور ،، رَ ،، امر ہے جیسے وَفٰى يَفِيْ سے امر ہے اسی طرح رَعٰى يَرْعٰى سے امر ،، رَ ،، ہے ۔ اس قسم کے الفاظ میں قاعدہ یہ ہے کہ اس کے آخر میں ہاء سکتہ لاحق کرتے ہیں جیسے قِهْ کیونکہ ایک ہی کلمہ سے ابتداء اور اسی پہ وقف مُتَعَسِّر ہے ۔

باب سامان اور لوہے کی انگوٹھی مہر دینا

۸۲۲ھ ـــ ترجمہ : سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی سے فرمایا نکاح کر اگرچہ لوہے کی انگوٹھی کے عوض ہو ۔ قد مرّ تفصیلہ ،،

marfat.com

بَابُ الشُّرُوْطِ فِی النِّکَاحِ

وَقَالَ عُمَرُ مَقَاطِعُ الْحُقُوْقِ عِنْدَ الشُّرُوْطِ وَقَالَ الْمِسْوَرُ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَکَرَ صِہْرًا لَہٗ فَاَثْنٰی عَلَیْہِ فِیْ مُصَاھَرَتِہٖ فَاَحْسَنَ قَالَ حَدَّثَنِیْ وَصَدَقَنِیْ وَوَعَدَنِیْ فَوَفٰی لِیْ

باب نکاح کے وقت شرطیں لگانا

یعنی اس باب میں عقدِ نکاح کے وقت شرطوں کا بیان ہے شروط کی کئی قسمیں ہیں۔ بعض کا پُورا کرنا ضروری ہے جیسے عورت سے اچھا معاملہ کرنا اور بعض شرطیں وہ ہیں جو ضروری نہیں جیسے عورت نکاح کے وقت یہ شرط ذکر کرے کہ وہ پہلی بیوی کو طلاق دیدے اور بعض شرطیں وہ ہیں جن میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے جیسے یہ شرط کی جائے کہ اس کے بعد کسی اور عورت سے نکاح نہ کرے گا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا مسلمان اپنی شرطوں کے پابند ہیں اور وجودِ شرط کے وقت حقوق ختم ہو جاتے ہیں اور مسور بن مخرمہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے داماد کا ذکر کرتے ہُوئے سُنا۔ آپ نے اس کی دامادی میں اس کی ثنا کی اور اچھی ثنا کی؛ چنانچہ فرمایا اُس نے (داماد نے) میرے ساتھ بات کی اور سچی کی مجھ سے وعدہ کیا پورا کیا۔

شرح: مَقاطع مَقطع کی جمع ہے۔ یعنی وہ مقامات جن میں وجودِ شرط کے بعد زوجین کے حقوق ختم ہو جاتے ہیں یعنی شروط واجبہ کو پُورا کرنا واجب ہے۔ اگر کسی آدمی نے اس شرط پر عورت سے نکاح کیا کہ اسے اس کے گھر سے باہر نہیں لے جائے گا یا اس کے

marfat.com

ہوتے ہوئے کسی اوز عورت سے نکاح نہیں کرے گا یا اس قبیل کی کوئی اور مباح شرط ذکر کی تو اس کی وفا میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعض نے کہا شوہر پر واجب ہے کہ شرط پوری کرے۔ شیخ عبدالرزاق اور ابن عبدالبرّ نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی سے یہ شرط ذکر کی کہ اسے گھر سے باہر نہ لے جائے گا تو عمر فاروق نے فرمایا شرط پوری کرے پھر دونوں نے یہی ذکر کیا جو امام بخاری نے ذکر کیا ہے۔ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا عورت کی شرط پوری کرے۔ بعض متاخرین نے اسے مستحسن کہا ہے۔ بعض علماء نے کہا اللہ سے ڈرتے ہوئے شرط پوری کرے لیکن یہ اس پر واجب نہیں اگر اسے باہر لے جانا ہی چاہتا ہے تو وہ اپنی بیوی کا زیادہ مستحق ہے۔ امام مالک، امام ابوحنیفہ، سفیان ثوری اور امام شافعی یہی کہتے ہیں۔

عطاء نے کہا کہ اگر عورت نے یہ شرط کی کہ اس کا شوہر کسی اور عورت سے نکاح نہیں کرے گا نہ کسی لونڈی سے جماع کرے گا اور نہ وہ گھر سے باہر جائے گی تو جب نکاح کرے گا شرط باطل ہو جائے گی۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ابن وہب نے لیث کے ذریعہ ابن سبّاق سے روائت کی کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد میں ایک آدمی نے ایک عورت سے اس شرط پر نکاح کیا کہ اسے اس کے گھر سے باہر نہ لے جائیگا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ شرط ختم کر دی اور فرمایا عورت اپنے شوہر کے ساتھ رہے گی اور عورت کی شرط لازم نہ کی۔ اس طرح کی روائت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے۔ اُنھوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی شرط لوگوں کی شرطوں سے مقدم ہے اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں متضاد روایات منقول ہیں۔ تابعین اور تبع تابعین نے بھی اس میں اختلاف کیا ہے۔ امام اوزاعی نے پہلا قول اختیار کیا اور کہا عورت کی شرط ثابت رہے گی۔ امام لیث نے دوسرا قول اختیار کیا۔ امام مالک نے بھی ان کی موافقت کی ہے۔

ابوالعاص زوج زینب بنت النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم

ابوالعاص بن ربیع بن عبدالعزّٰی بن عبدالشمس بن عبد مناف بن قصی قرشی عبشمی سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سب سے بڑے داماد ہیں اُن کا نام لقیط ہے بعض نے مہشم اور بعض نے ہشیم ذکر کیا ہے اُن کی والدہ ہالہ بنت خُویلد بن اسد ہیں۔ ہالہ ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کی حقیقی بہن ہیں۔ ابوالعاص جنگِ بدر میں کفار قریش کے ساتھ مسلمانوں کے مقابلہ میں آئے اور دُوسرے قیدی کافروں کے ساتھ مسلمانوں کے قیدی ہوئے جبکہ مکہ والوں نے قیدیوں کو آزاد کرانے کے لئے فدیہ بھیجا تو اُن کا بھائی عمرو بن ربیع فدیہ لے کر آئے جو انہیں زینب بنت رسُول صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دیا تھا۔ اس میں وہ ہار بھی تھا، جو

marfat.com

۴۸۲۳ — حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِيْدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِىْ حَبِيْبٍ عَنْ اَبِى الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَحَقُّ مَا اَوْفَيْتُمْ مِنَ الشُّرُوْطِ اَنْ تُوْفُوْا بِهٖ مَا اسْتَحْلَلْتُمْ بِهِ الْفُرُوْجَ

ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا نے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو شادی کے وقت پہنایا تھا۔ جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر اس ہار پر پڑی تو آپ پر رقت طاری ہوگئی اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے مشورہ سے ہار واپس کرتے ہوئے فرمایا کہ ابوالعاص کو اس شرط پر آزاد کر دیا جائے کہ وہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو واپس کر دے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا: ابوالعاص نے وعدہ کیا اور اسے پورا کیا اور بات کی اور سچ کہا۔

ابوالعاص کفر کے زمانہ میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے نہایت مخلص تھے جب کفارِ مکہ نے انہیں کہا کہ وہ اپنی بیوی سیدہ زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو طلاق دے دیں تو انھوں نے کفار کی بات مسترد کرتے ہوئے سیدہ زینب کو اپنی زوجیت میں رکھا۔ اس پر سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تعریف کی۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا اپنے شوہر کو شرک و کفر میں ملوث چھوڑ کر مدینہ منورہ تشریف لے آئیں۔ اس کے سات سال بعد ابوالعاص بھی مسلمان ہوگئے۔ تو سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے نکاح کے ساتھ ابوالعاص کے نکاح میں واپس کر دی اور تجدیدِ نکاح نہ کی (شروع اسلام میں کافر و مسلمان میں مناکحت جائز تھی) بعض روایات میں ہے کہ تجدید نکاح کی۔ وہ بارہ ہجری کے ذی الحجہ میں فوت ہوئے جبکہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں ہی وفات پا گئی تھیں۔"

۴۸۲۳ — ترجمہ: عقبہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا وہ شرطیں جن کو پورا کرنا زیادہ لائق ہے وہ یہ ہے کہ جس کے ساتھ تم نے شرمگاہوں کو حلال جانا (حق زوجیت)

(حدیث ۲۵۳۸ ج : چہارم کی شرح دیکھیں)

marfat.com

بَابُ الشُّرُوْطِ الَّتِیْ لَا تَحِلُّ فِی النِّکَاحِ

وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ لَا تَشْتَرِطُ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ أُخْتِهَا

۴۸۲۴ — حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰی عَنْ زَکَرِیَّاءَ هُوَ ابْنُ أَبِیْ زَائِدَةَ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِیْمَ عَنْ أَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تَسْأَلُ طَلَاقَ أُخْتِهَا لِتَسْتَفْرِغَ صَحْفَتَهَا فَإِنَّمَا لَهَا مَا قُدِّرَ لَهَا

باب — وہ شرطیں جو نکاح میں جائز نہیں

ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کوئی عورت (عقدِ نکاح کے وقت) اپنی بہن کی طلاق کی شرط نہ لگائے"

یہ تعلیق عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پر موقوف ہے۔ بخاری نے اسے معلّق ذکر کیا ہے اور ابوہریرہ کی حدیث کے بعض طرق میں یہ مرفوع ہے۔ اس باب کی حدیث میں یہ ہے کہ کسی عورت کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنی بہن کی طلاق طلب کرے۔ اس کی شرح میں امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ بہن سے مراد نسبی بہن ہو یا رضاعی ہو یا اسلامی بہن ہو"، اس کے شوہر کو کہے کہ اسے طلاق دے کر میرے ساتھ نکاح کرے۔ اس میں کافرہ بیوی بھی داخل ہے۔ اگرچہ وہ اسلامی بہن نہیں۔ ابوعمر نے کہا یہاں اُخت (بہن) سے مراد سوکن ہے۔ یعنی اپنے شوہر سے اپنی سوکن کی طلاق کا مطالبہ نہ کرے تاکہ وہ تنہا ہی اس کی زوجیت میں رہے؛ لیکن یہاں اسلامی بہن مراد ہے؛ چنانچہ ابن حبان نے ابوکثیر کے طریق سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ کوئی عورت اپنی بہن کی طلاق کا سوال نہ کرے تاکہ اس کا حصّہ اپنے لئے فارغ کرائے؛ کیونکہ ہر مسلمان عورت مسلمان عورت کی بہن ہوتی ہے۔ (عینی)

۴۸۲۴ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

بَابُ الصُّفْرَةِ لِلْمُتَزَوِّجِ

وَرَوَاهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۴۸۲۵ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ حُمَيْدِنِ الطَّوِيْلِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ جَاءَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِهٖ اَثَرُ صُفْرَةٍ فَسَاَلَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عليه وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ تَزَوَّجَ امْرَاَةً مِنَ الْاَنْصَارِ قَالَ كَمْ سُقْتَ اِلَيْهَا قَالَ زِنَةَ نَوَاةٍ مِّنْ ذَهَبٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ

نے فرمایا کسی عورت کے لئے جائز نہیں کہ وہ منگنی کرنے والے سے اپنی بہن کی طلاق کا سوال کرے تاکہ اس کا حصّہ اپنے لئے فارغ کرائے۔ کیونکہ اسے وہی میسّر ہوگا جو اس کی تقدیر میں ہے۔

۴۸۲۴ — شرح : لغت میں استفراغ بمعنی تقلیب ہے اور صحفہ بمعنی ظرف ہے اس کی جمع صحاف ہے یعنی مطلقہ کا پیالہ اُلٹنے کا سوال کرتی ہے یعنی جو مطلّقہ کے لئے نفقہ اور حسن معاشرت وغیرہ ہے وہ اپنے لئے فارغ کرنا چاہتی ہے۔ حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ نہی تحریم کے لئے ہے۔ بعض اس کو تغلیظ پر محمول کرتے ہیں۔

باب دولہا کے لئے زرد رنگ استعمال کرنا

یہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے

۴۸۲۵ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں

marfat.com

حاضر ہوئے جبکہ اُن پر زرد رنگ کے نشان تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے پوچھا تو آپ کو بتایا کہ اُنھوں نے ایک انصاریہ عورت سے نکاح کیا ہے۔ آپ نے فرمایا اس کو مہر میں سے کچھ بھیجا ہے؟ عرض کیا کھجور کی گٹھلی کے برابر سونا بھیجا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ولیمہ کرو اگرچہ بکری ہی ذبح کردو!

۴۸۲۵ — شرح : قولہ "وَبِہٖ اَثَرُ صُفْرَۃٍ"، واؤ حالیہ ہے یعنی عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اس حال میں کہ اُن پر زردی کے نشان تھے۔ قسطلانی نے طیبی سے ذکر کیا کہ اس میں زعفران داخل کیا ہوا تھا اور عورت کے کپڑے کا رنگ اُن کے کپڑے کو لگا ہوا تھا؛ ورنہ احناف اور شوافع کے نزدیک زعفران کا استعمال حرام ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کپڑے میں زعفران جائز ہے بدن کو ملنا جائز نہیں لیکن یہ قید ظاہر حدیث کے خلاف ہے۔ اس حدیث کے راوی امام مالک ہیں جو کپڑے میں زعفران کو جائز کہتے ہیں۔ مالکیہ کی سند یہی حدیث ہے۔

بعض روایات میں بہ "ردع زعفران" ہے۔ یعنی زعفران ملا ہوا تھا؛ چنانچہ کہا جاتا ہے۔ ثوبٌ رَدِیْعٌ"، زعفران سے رنگا ہوا کپڑا۔ ظاہر یہی ہے کہ ان کے کپڑے زعفران سے رنگے ہوئے تھے بعض کہتے ہیں کہ شروع اسلام میں جو شخص شادی کرتا زرد رنگ کے کپڑے پہنتا تھا اس طرح وہ شادی میں خوشی اور سرور کا اظہار کرتے تھے۔ اس کے مطابق بعض روایات میں "وعلیہ لشاشۃ العروس"، واقع ہے۔ یہ اس لئے کرتے تھے کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اس نے نکاح کیا ہے وہ اس کی ولیمہ وغیرہ میں مدد کریں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا یہ بہترین رنگ ہے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس کو پسند فرماتے تھے۔

ابن عبدالبر نے زہری سے نقل کیا کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رنگ کرتے تھے اور اس میں کچھ حرج خیال نہ کرتے تھے۔ امام ابوحنیفہ، شافعی اور ان کے تلامذہ کپڑے میں زعفرانی رنگ کو تحریمی مکروہ کہتے ہیں کیونکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ مرد کا زعفرانی رنگ استعمال کرنا ممنوع ہے۔ قولہ "اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاۃٍ"، اس حدیث سے ظاہریہ نے استدلال کیا کہ جو شخص شادی کرے اس پر ولیمہ کرنا فرض ہے۔ وہ کم ہو یا زیادہ ہو۔ قرطبی نے کہا امام شافعی کا بھی ایک قول یہ ہے۔ امام مالک کا مشہور مذہب بھی یہ ہے۔ ابن تین نے کہا امام احمد کا مذہب یہی ہے؛ لیکن ابن قدامہ نے مغنی میں ذکر کیا جو شخص نکاح کرے اس کے لئے مستحب ہے کہ ولیمہ کرے اگرچہ بکری ذبح کرے۔

علماء اس بات پر متفق ہیں کہ شادی میں ولیمہ مشروع ہے اور اکثر اہل علم کہتے ہیں کہ واجب نہیں کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین صفیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کے وقت ولیمہ کیا

marfat.com

بَابٌ ـ ۴۸۲۶ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اَوْلَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عليه وَسَلَّمَ بِزَيْنَبَ فَاَوْسَعَ الْمُسْلِمِيْنَ خُبْزًا فَخَرَجَ كَمَا يَصْنَعُ اِذَا تَزَوَّجَ فَاَتٰى حُجَرَ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ يَدْعُوْ وَيَدْعُوْنَ ثُمَّ انْصَرَفَ فَرَاٰى رَجُلَيْنِ فَرَجَعَ لَا اَدْرِيْ اَخْبَرْتُهُ اَوْ اُخْبِرَ بِخُرُوْجِهِمَا

اور اس میں گوشت نہ تھا۔ مہلب نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ولیموں میں مختلف عمل رہا ہے۔ یہ انسان کی سہولت کے مطابق ہے اور "اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ" میں بکری سے کم ممنوع نہیں اور یسار و غنیٰ کے اعتبار سے بکری کو انتہائی قلیل ذکر کیا ہے۔ یعنی اگر انسان مال دار ہو تو اسے کم از کم بکری ذبح کرنی چاہیئے

ولیمہ کا وقت

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ ولیمہ کے وقت میں علماء میں اختلافِ رائے پایا جاتا ہے قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مالکیہ کے نزدیک صحیح تر یہ ہے کہ اس کا وقت زوجین کے اجتماع کے بعد ہے۔ بعض علماء نے کہا عقدِ نکاح کے وقت ولیمہ کیا جاتا ہے۔ بعض نے کہا اجتماع کے بعد اور پہلے جائز ہے۔ ماوردی نے کہا زوجین کے اجتماع کے وقت ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین زینب رضی اللہ عنہا کی عروسی کی اور لوگوں کی دعوت کی اس سے صاف ظاہر ہے کہ زوجین کے اجتماع کے بعد ولیمہ کا وقت ہے۔ بعض مالکیہ نے کہا کہ رخصتی کے وقت ولیمہ مستحب ہے اس کے بعد زوجین کا اجتماع ہوتا ہے۔ اس پر لوگوں کا عمل ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

بَابٌ ـ ۴۸۲۶ ـ ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین زینب کا ولیمہ کیا اور مسلمانوں کو خوب کھانا کھلایا آپ باہر تشریف لے گئے جیسے آپ نکاح کے وقت کرتے تھے اور امہات المؤمنین کے گھروں میں آئے آپ ان کے لئے دعاء فرماتے اور وہ آپ کے لئے دعائیں کرتی

marfat.com

بَابٌ كَيْفَ يُدْعٰى لِلْمُتَزَوِّجِ

۴۸۲۷ ـــ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ هُوَ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عليه وَسَلَّمَ رَاٰى عَلٰى عَبْدِالرَّحْمٰنِ ابْنِ عَوْفٍ اَثَرَ صُفْرَةٍ قَالَ مَاهٰذَا قَالَ اِنِّيْ تَزَوَّجْتُ امْرَاَةً عَلٰى وَزْنِ نَوَاَةٍ مِّنْ ذَهَبٍ قَالَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ اَوْلِمْ وَلَوْبِشَاةٍ

تھیں ۔ پھر آپ واپس آئے تو دو آدمی دیکھے آپ واپس چلے گئے۔ پھر میں نہیں جانتا کہ میں نے آپ کو خبر دی یا کسی نے ان دو آدمیوں کے چلے جانے کی خبر دی ۔

۴۸۲۶ ـــ شرح : شادی کے طعام کا نام ولیمہ ہے۔ امام نووی نے کہا "ولم" بمعنی جمع ہے۔ یہ زوجین کے اجتماع کے وقت طعام کھلاتے ہیں۔ عام علماء کے نزدیک یہ سنّت مستحبّہ ہے جو دولہا اپنے حال کے مطابق تھوڑا بہتا طعام کھلاتا ہے۔ اُوپر کی حدیث میں اس کی تفصیل مذکور ہے ۔

باب ـــ دولہا کو کیسے دعاء دی جائے ؟

ابن بطال نے کہا امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد عام لوگوں کا رد کرنا ہے جو دولہا کو رفاء اور بَنِیْن کے الفاظ سے دُعاء دیتے ہیں یعنی آپس میں اتفاق اور لڑکوں میں ملیں ۔ اور اس طرح کے الفاظ جو کسی روائت میں ہیں وہ ضعیف ہے۔ اس کا اعتبار نہیں ۔ یہ جاہلیت کی رسم ہے اس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں اس لئے یہ دعاء منع کر دی ۔ نیز اس دُعاء میں صرف لڑکوں کا ذکر ہے۔ اس سے یہ وہم ہوتا ہے کہ لڑکیاں اچھی نہیں یہ بھی کفار کی عادت اور جاہلیت کا طریقہ ہے۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم دولہا کے لئے یہ دُعاء فرمایا کرتے تھے : بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا بِالْخَيْرِ ،، یہ حدیث حسن صحیح ہے (ابوداؤد) قولہ رَفَّا بفتح الراء وتشدید الفاء مہموز اللام بمعنی التئام واجتماع ہے ۔ جوہری نے کہا "الرفاء" ممدود بمعنی التئام و اتفاق ہے بعض نے رفی مصدر ہمزہ کے بغیر پڑھا ہے بعض نسخ ہمزہ کی جگہ حاء پڑھا ہے ۔

marfat.com

بَابُ اَلدُّعَاءِ لِلنِّسَاءِ اللَّاتِي يَهْدِيْنَ الْعُرْسَ وَلِلْعَرُوْسِ ۴۸۲۸ - حَدَّثَنَا قُرَّةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ تَزَوَّجَنِيْ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَتْنِيْ اُمِّيْ فَاَدْخَلَتْنِيْ الدَّارَ فَاِذَا نِسْوَةٌ مِنَ الْاَنْصَارِ فِي الْبَيْتِ فَقُلْنَ عَلَى الْخَيْرِ وَالْبَرَكَةِ وَعَلٰى خَيْرِ طَائِرٍ

۴۸۲۷ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمٰن بن عوف پر زردی کے نشان دیکھے تو فرمایا یہ کیا ہے ؟ عرض کیا میں نے ایک عورت سے گٹھلی کی مقدار سونے کے عوض نکاح کیا ہے۔ فرمایا بَارَکَ اللّٰہُ اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاۃٍ ،، اللہ برکت دے ولیمہ کرو اگرچہ بکری ذبح کرو!

۴۸۲۷ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ! بارکَ اللّٰہُ لَکَ ،، میں شادی کرنے والے کے لئے دعاء ہے۔ اس سے جاہلیت والوں کا قول ،، بِالرِّفَاءِ والبنین ،، بھی مسترد ہو جاتا ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ قول بہت ناگوار تھا ؛ کیونکہ ایسا کہنے میں ان کی موافقت ہوتی ہے۔ اسی لئے آپ نے اس قول سے منع فرمادیا۔ پہلے ہم نے ذکر کیا ہے کہ نہی کی یہی وجہ بھی ہے کہ اہلِ جاہلیت کے اس قول میں حمد وثنا کا ذکر نہیں اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کا نام مذکور ہے۔ نیز ایک اور وجہ بھی ہو سکتی ہے کہ اس قول میں لڑکیوں سے بغض ظاہر ہوتا ہے کیونکہ اس میں صرف لڑکوں کا ذکر ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ابن ابی شیبہ نے عمر بن قیس کے طریق سے حدیث ذکر کی کہ اُنہوں نے کہا میں قاضی شریح کے پاس تھا جبکہ ان کے پاس شام سے ایک آدمی آیا تھا اُس نے آتے ہی کہا میں نے شادی کرلی ہے تو شریح نے کہا ،، بالرفاء والبنین ،، اس کا جواب یہ ہے کہ شریح کو اس سے نہی کا علم نہیں ہُوا تھا۔

بابٌ ان عورتوں کے لئے دعاء کرنا جو دلہن کو دولہا کے بھیجنے کے لئے تیار کرتی ہیں اور دلہن کے لئے دعا کرنا

marfat.com

بَابُ مَنْ اَحَبَّ الْبِنَآءَ قَبْلَ الْغَزْوِ

۴۸۲۹ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

۴۸۲۸ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے نکاح کیا تو میرے پاس میری والدہ آئیں اور مجھے ایک گھر میں پہنچا دیا اس میں انصار عورتیں تھیں ۔ اُنھوں نے کہا خیر و برکت اور بہترین نصیبہ پر تشریف لائی ہو۔

۴۸۲۸ — شرح : بظاہر یہ حدیث عنوان کے مخالف ہے کیونکہ عنوان میں دلہن کو تیار کرنے والی عورتوں کے لئے دعاء کرنا مذکور ہے جبکہ حدیث شریف میں ہے کہ اُن عورتوں نے خیر و برکت اور اچھے نصیبہ کی دُعاء کی ۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی والدہ ام رومان نے یہی ان کو رخصتی کے لئے تیار کیا تھا اور انصار عورتوں نے ان کے لئے اور جو اُن کے ہمراہ تھیں اور دُلہن کے لئے دُعاء کی جبکہ اُنھوں نے کہا تم خیر پہ آئی ہو ؛ کیونکہ عروس پہ لام مدعو لہا کے معنیٰ میں ہے اور "نساء" پر لام داعیہ کے معنیٰ میں ہے۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا عنوان اور حدیث میں مطابقت واضح ہے کیونکہ باب الدعاء میں الف لام مضاف الیہ کے عوض ہے۔ دراصل عبارت اس طرح ہے باب دُعاء النسوۃ الداعیات لِلنِّسْوَۃِ اللّاتی یہدین العروس ،، اور "داعیات" سے انصار عورتیں مراد ہیں جو دلہن آنے سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر تھیں اور داعیات عورتوں سے مراد ام رومان ام المؤمنین کی والدہ اور جو ان کے ہمراہ عورتیں تھیں کیونکہ عادت یہ ہے کہ جب دلہن کی والدہ دولہا کے گھر دلہن لے کر آئے تو اس کے ہمراہ تھوڑی بہت عورتیں ضرور ہوتی ہیں ۔ لہذا ام المؤمنین کی والدہ اور اُن کے ہمراہ عورتیں اور دلہن وہ عورتیں ہیں جن کے لئے دُعاء کی گئی اور سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں عورتیں جو دلہن آنے سے پہلے موجود تھیں وہ دعاء کرنے والی انصار عورتیں ہیں اُنھوں نے کہا تھا خیر و برکت اور بہترین نصیبہ پہ آئی ہو۔ طائر کے معنی نصیبہ اور انسان کا مقدر ہے جو اللہ کے علم میں ہے ۔ (عینی)

باب جس نے غزوہ کرنے سے پہلے رخصتی کو پسند کیا

۴۸۲۹ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

قَالَ غَزَا نَبِيٌّ مِّنَ الْاَنْبِيَاءِ فَقَالَ لِقَوْمِهٖ لَا يَتْبَعْنِيْ رَجُلٌ مَلَكَ بُضْعَ امْرَأَةٍ وَهُوَ يُرِيْدُ اَنْ يَبْنِيَ بِهَا وَلَمْ يَبْنِ بِهَا

بَابُ مَنْ بَنٰى بِامْرَأَةٍ وَهِيَ بِنْتُ تِسْعِ سِنِيْنَ

۴۸۳۰ — حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ بْنُ عُقْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ تَزَوَّجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَائِشَةَ وَهِيَ ابْنَةُ سِتٍّ وَّبَنٰى بِهَا وَهِيَ ابْنَةُ تِسْعٍ وَمَكُثَتْ عِنْدَهٗ تِسْعًا

نے فرمایا نبیوں میں سے ایک نبی نے غزوہ کا ارادہ کیا تو اپنی قوم سے فرمایا جس شخص نے نکاح کیا ہے اور وہ رُخصتی کا ارادہ کرتا ہے اور ابھی تک رخصتی نہیں ہوئی وہ میرے ساتھ نہ آئے۔

۴۸۲۹ — شرح : اس نبی کا نام یوشع بن نون یا داؤد علیہ السلام تھا۔ حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جب جہاد کی تیاری ہو اور کسی نے شادی کی ہو لیکن ابھی تک رخصتی نہیں ہوئی اور نہ ہی زوجین میں اجتماع ہوا ہو تو غزوہ سے پہلے بیوی کو اپنے گھر لاکر جماع کرلے تاکہ اس کا دل غزوہ کے لئے فارغ رہے (حدیث ۲۹۱۶ کی شرح دیکھیں)

باب جس نے اپنی بیوی سے جماع کیا جب کہ وہ نو برس کی ہو!

یعنی جو کوئی نابالغہ سے نکاح کرے وہ اس کے قریب نہ جائے حتی کہ وہ نو برس کی ہو جائے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے خلوت فرمائی جبکہ وہ نو برس کی تھیں۔ فقہا نے کہا اس میں عورت کی قوت اور طاقت کا اعتبار ہے۔ اگر نو برس کی ہو اور اس میں جماع کی طاقت نہ ہو شوہر اس کے قریب نہ جائے اور اگر نو برس سے کم ہو لیکن جماع کی طاقت رکھتی ہو تو شوہر اس کے قریب جا سکتا ہے۔ اور یہ حدیث فقہاء کے قول کے مخالف نہیں۔"

marfat.com

بَابُ الْبِنَاءِ فِي السَّفَرِ

۴۸۳۰ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ اَخْبَرَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ خَيْبَرَ وَالْمَدِيْنَةِ ثَلٰثًا يُبْنٰى عَلَيْهِ بِصَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ فَدَعَوْتُ الْمُسْلِمِيْنَ اِلٰى وَلِيْمَتِهٖ فَمَا كَانَ فِيْهَا مِنْ خُبْزٍ وَّلَا لَحْمٍ اَمَرَ بِالْاَنْطَاعِ فَاُلْقِيَ فِيْهَا مِنَ التَّمْرِ وَالْاَقِطِ وَالسَّمْنِ فَكَانَتْ وَلِيْمَتَهٗ فَقَالَ الْمُسْلِمُوْنَ اِحْدٰى اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَوْ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِيْنُهٗ فَقَالُوْا اِنْ حَجَبَهَا فَهِيَ مِنْ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِنْ لَّمْ يَحْجُبْهَا فَهِيَ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِيْنُهٗ فَلَمَّا ارْتَحَلَ وَطَّأَ لَهَا خَلْفَهٗ وَمَدَّ الْحِجَابَ بَيْنَهُمَا وَبَيْنَ النَّاسِ

۴۸۳۰ — ترجمہ : عروہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا جبکہ وہ چھ برس کی تھیں اور اُن سے خلوت فرمائی جبکہ وہ نو برس کی تھیں۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کے پاس نو سال رہیں۔ (حدیث ۴۸۰۵ کی شرح دیکھیں)

باب سفر میں بیوی سے خلوت کرنا

۴۸۳۰ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر اور مدینہ منورہ کے درمیان تین دن اقامت فرمائی۔ صفیہ بنت حیی کی وجہ سے آپ پر قبہ لگایا گیا تھا۔ (آپ نے صفیہ رضی اللہ عنہا سے خلوت فرمائی) میں نے آپ کے ولیمہ کی لوگوں کو دعوت دی۔ اس دعوت ولیمہ میں نہ روٹی اور نہ ہی گوشت تھا۔ آپ نے دسترخوان بچھانے کا حکم دیا اور اس پر کھجور، پنیر اور گھی رکھا گیا۔ یہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ولیمہ تھا۔ مسلمانوں نے کہا صفیہ امہات المؤمنین میں سے ہیں یا آپ کی باندی ہیں۔ چنانچہ انھوں نے کہا اگر آپ نے صفیہ کو پردہ میں رکھا تو آپ اُمہات المؤمنین سے ہیں اور اگر

marfat.com

بَابُ الْبِنَاءِ بِالنَّهَارِ بِغَيْرِ مَرْكَبٍ وَّلَا نِيْرَانٍ

۴۸۳۱ — حَدَّثَنِيْ فَرْوَةُ بْنُ اَبِي الْمَغْرَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ ابْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ تَزَوَّجَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَتْنِيْ اُمِّيْ فَاَدْخَلَتْنِي الدَّارَ فَلَمْ يُرْعَنِيْ اِلَّا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضُحًى

پردہ میں نہ رکھا تو آپ کی باندی ہیں (جس کے آپ مالک ہیں) جب کوچ کیا تو اُن کے لئے اپنے پیچھے سواری پر جگہ بنائی اور اُن کے اور لوگوں کے درمیان پردہ کر دیا۔

۴۸۳۰ — شرح : عرب میں یہ رسم تھی کہ دلہن سے خلوت کے وقت اُن پر خیمہ لگا دیتے تھے تاکہ وہ دونوں آپ میں خلوت کریں۔ اس لئے اس کی تعبیر "یُبْنٰی عَلَیْہِ" سے کرتے تھے۔ بناء کے معنی بیوی سے جماع کرنا بھی ہے

(حدیث : ۴۷۶۴، ج : د ، ۳۹۳۵۔ ج : ۶ کی شرح دیکھیں)

باب مرد کا بیوی سے دن میں جماع کرنا اور روشنی اور سواری کے بغیر برات لے جانا

جاہلیت میں رسم تھی کہ لوگ دولہا کے آگے آگے قندیلیں جلاتے تھے اور زینت کے لئے دولہا کے آگے اونٹوں پر سواری کرتے تھے۔ عنوان کا مقصد یہ ہے کہ زیب و زینت کے لئے دولہا کے آگے لوگوں کا اونٹوں پر سوار ہونا اور دولہا کے آگے چراغ روشن کرنے مکروہ ہیں۔ سعید بن منصور نے عروہ بن رُوَیم کے طریق سے روایت کی کہ عبداللہ بن قرظ ثمالی جو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی طرف سے حمص پر حاکم تھے ان کے پاس سے دولہا گزرا جس کے آگے لوگ آگ روشن کر کے چل رہے تھے۔ آپ نے انہیں دُرّہ سے مارنا شروع کیا تو وہ سارے بھاگ گئے۔ پھر خطبہ میں فرمایا تم نے دولہا کے آگے آگ روشن کی اور کفر سے مشابہت کی۔ اللہ تعالیٰ ان کی آگ بجھانے والا ہے۔

marfat.com

بَابُ الْاَنْمَاطِ وَنَحْوِهَا لِلنِّسَاءِ

۴۸۳۲ــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلِ اتَّخَذْتُمْ اَنْمَاطًا قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ اَنّٰى لَنَا اَنْمَاطٌ قَالَ اِنَّهَا سَتَكُوْنُ

۴۸۳۱ــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے نکاح کیا تو میری والدہ آئیں اور مجھے گھر میں پہنچایا پس اچانک چاشت کے وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے (مجھ سے خلوت کی) {جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاشت کے وقت دن کو خلوت فرمائی وہاں نہ سواری تھی اور نہ ہی آگ وغیرہ تھی}

باب ــ عورتوں کے لئے بچھونے وغیرہ

اس باب میں عورتوں کے لئے انماط کے استعمال کا ذکر ہے۔ اَنْماط نمط کی جمع بمعنی بچھونا ہے ہودج کے اوپر والے کپڑے کو بھی نمط کہتے ہیں۔ پردہ پر نمط کا اطلاق ہوتا ہے۔ قسم اور نوعیت بھی اس کے معنی ہیں؛ چنانچہ کہا جاتا ہے "لَيْسَ هٰذَا مِنْ ذَالِكَ النَّمَطِ" یعنی یہ اس قسم سے نہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے "خَيْرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ النَّمَطُ الْاَوْسَطُ" ایک روایت میں وسط ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دین میں غلو اور تقصیر کو اچھا نہ جانا۔ نمط کا اطلاق لوگوں کی جماعت پر بھی ہوتا ہے جن کا مقصد واحد ہو اور پردوں اور نمدوں پر بھی یہ بولا جاتا ہے۔

۴۸۳۲ــ ترجمہ : جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم نے نمدے بنا لئے ہیں؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے لئے نمدے کہاں سے آئے آپ نے فرمایا عنقریب تمہارے لئے نمدے ہوں گے۔

۴۸۳۲ــ شرح : امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے

marfat.com

بَابُ النِّسْوَةِ اللَّاتِي يَهْدِيْنَ الْمَرْأَةَ اِلٰى زَوْجِهَا

۴۸۳۳۔ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ يَعْقُوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْرَائِيْلُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا زُفَّتْ اِمْرَأَةٌ اِلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَةُ مَا كَانَ مَعَكُمْ لَهْوٌ فَاِنَّ الْاَنْصَارَ يُعْجِبُهَا اللَّهْوُ

کہ نمدوں کا استعمال جائز ہے کیونکہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان سے منع نہیں فرمایا بلکہ ان کی تقریر کی چنانچہ فرمایا عنقریب تمہارے لئے نمدے ہوں گے بشرطیکہ ریشم نہ ہو۔ مسلم کی حدیث میں "اتھا تنکون" کے بعد جابر نے کہا میری بیوی کے پاس نمدہ تھا میں نے کہا اس کو دُور کر دو تو اُس نے کہا جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا عنقریب تمہارے لئے نمدے ہوں گے لیکن ریشمی نمدوں کی ممانعت حدیثوں سے واضح ہے۔

باب۔ اُن عورتوں کا کام جو نئی دلہن کو اس کے شوہر کے سپرد کرتی ہیں

۴۸۳۳ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت کی ایک انصاری مرد کے پاس رخصتی کی گئی تو نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا : اے عائشہ کیا تمہارے پاس کوئی سرود کی شئی ہے ؟ کیونکہ انصار کو سرود اچھا لگتا ہے۔

۴۸۳۳ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت "زُفَّتِ امْرَءَةٌ" میں ہے کیونکہ زُفَّتَ کے معنی اِہدآء ہیں۔ یعنی عورت کو اس کے شوہر کے پاس بھیجا حدیث میں مذکور یتیمہ عورت تھی جو ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی پرورش میں تھی اس کا نام فارعہ بنت اسعد بن زرارہ ہے اور اس کے انصاری شوہر کا نام نبیط بن جابر انصاری تھا۔ سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم

marfat.com

بَابُ الْهَدِيَّةِ لِلْعَرُوْسِ

۴۸۳۹ وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ عَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ وَاسْمُهُ الْجَعْدُ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ مَرَّ بِنَا فِیْ مَسْجِدِ بَنِیْ رِفَاعَةَ فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا مَرَّ بِجَنَبَاتِ اُمِّ سُلَيْمٍ دَخَلَ عَلَيْهَا فَسَلَّمَ عَلَيْهَا ثُمَّ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عليه وسَلَّمَ عُرُوْسًا بِزَيْنَبَ فَقَالَتْ لِیْ اُمُّ سُلَيْمٍ لَوْ اَهْدَيْنَا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَدِيَّةً فَقُلْتُ لَهَا اِفْعَلِیْ فَعَمَدَتْ اِلٰى تَمْرٍ وَّسَمْنٍ وَاَقِطٍ فَاتَّخَذَتْ حَيْسَةً فِیْ بُرْمَةٍ فَاَرْسَلَتْ بِهَا مَعِیَ اِلَيْهِ فَانْطَلَقْتُ بِهَا اِلَيْهِ فَقَالَ ضَعْهَا ثُمَّ اَمَرَنِیْ فَقَالَ ادْعُ لِیْ رِجَالًا سَمَّاهُمْ وَادْعُ لِیْ مَنْ لَقِيْتَ قَالَ

نے فرمایا کیا تم نے اس کے ساتھ کوئی لڑکی بھیجی ہے جو وہاں دف کے ساتھ گائے بجائے کیونکہ انصار کو گانا بجانا اچھا لگتا ہے۔ جابر سے ایک روائت میں ہے کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے زینب! وہ عورت لاؤ جو مدینہ منورہ میں گایا کرتی ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے توضیح سے نقل کیا کہ علماء نے ولیمہ میں دُف وغیرہ بجانے پر اتفاق کیا ہے اور اس میں لہو وغیرہ جائز ہے۔ ولیمہ کو اس لئے خاص کیا کہ اس سے نکاح کا اظہار ہوتا ہے۔ امام مالک نے فرمایا ولیمہ میں ڈھول اور دُف وغیرہ بجانے میں حرج نہیں لیکن شادی کے بغیر یہ مناسب نہیں۔ امام مالک سے اس لہو سے متعلق پوچھا گیا جو بلند آواز سے بجاتے ہیں تو اُنھوں نے کہا اگر خفیف ہو تو حرج نہیں۔ اگر بڑا ہو تو مکروہ ہے امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے کہا فحش لہو لعب اور غنا مکروہ ہے۔ اصبغ نے کہا ولیمہ اور غیر ولیمہ میں غنا جائز نہیں البتہ وہ غنا جائز ہے جو انصار یہ عورتیں رجز کہا کرتی تھیں۔

باب دلہن کو نذرانہ بھیجنا

اس باب میں یہ بیان ہے کہ زفاف کی رات کے بعد صبح کو دلہن کو نذرانے بھیجنا مستحب ہے

marfat.com

فَفَعَلْتُ الَّذِیْ اَمَرَنِیْ فَرَجَعْتُ فَاِذَا الْبَیْتُ غَاصٌّ بِاَهْلِہٖ فَرَاَیْتُ
النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَضَعَ یَدَیْہِ عَلٰی تِلْکَ الْحَیْسَۃِ وَتَکَلَّمَ بِمَا
شَاءَ اللّٰہُ ثُمَّ جَعَلَ یَدْعُوْ عَشَرَۃً عَشَرَۃً یَاْکُلُوْنَ مِنْہُ وَیَقُوْلُ لَہُمْ
اُذْکُرُوا اسْمَ اللّٰہِ وَلْیَاْکُلْ کُلُّ رَجُلٍ مِمَّا یَلِیْہِ قَالَ حَتّٰی تَصَدَّعُوْا
کُلُّھُمْ عَنْہَا فَخَرَجَ مِنْھُمْ مَنْ خَرَجَ وَبَقِیَ نَفَرٌ یَتَحَدَّثُوْنَ قَالَ
وَجَعَلْتُ اَغْتَمُّ ثُمَّ خَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَحْوَ الْحُجُرَاتِ
وَخَرَجْتُ فِیْ اَثَرِہٖ فَقُلْتُ اِنَّھُمْ قَدْ ذَھَبُوْا فَرَجَعَ فَدَخَلَ الْبَیْتَ وَاَرْخٰی
السِّتْرَ وَاِنِّیْ لَفِی الْحُجْرَۃِ وَھُوَ یَقُوْلُ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا

۴۸۳۴ — ترجمہ : ابو عثمان نے کہا ہمارے ساتھ حضرت انس بن مالک بنی رفاعہ کی مسجد میں سے گزرے میں نے انہیں یہ کہتے ہوئے سُنا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ام سلیم کے گھر کے پاس سے گزرتے تو ان کے گھر تشریف لے جاتے اور انہیں سلام فرماتے پھر انس بن مالک نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب بنت جحش سے شادی کی تو مجھے اُم سُلیم نے کہا اگر ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہدیہ، نذرانہ بھیجیں (تو اچھا ہے) میں نے کہا ضرور بھیجو تو اُنھوں نے کھجوریں، گھی، پنیر کو ایک برتن میں ڈال کر حیسہ بنایا اور وہ میرے ساتھ آپ کے پاس بھیجا میں وہ آپ کی خدمت میں لے گیا تو مجھے فرمایا یہ یہاں رکھ دو اور مجھے حکم دیا کہ لوگوں کو بلاؤ ان کے آپ نے نام ذکر کئے اور جسے ملو اس کو بھی بلا لاؤ تو جو آپ نے حکم دیا میں بجا لایا میں واپس آیا تو دیکھا کہ گھر لوگوں سے بھرا ہُوا ہے اور میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے اسے حیسہ پر دستِ اقدس رکھا اور جو اللہ نے چاہا آپ نے پڑھا (برکت کی دعاء کی) پھر آپ نے دس دس کو بلانا شروع کیا کہ وہ اس سے کھاتے جائیں۔ اور اُن سے یہ فرماتے تھے کہ کھانا شروع کرتے وقت اللہ کا نام ذکر کریں (بسملہ پڑھیں) اور ہر آدمی اپنے آگے سے کھائے۔ انس نے کہا (لوگوں نے خوب کھایا) حتیٰ کہ وہ سیر ہو کر حیسہ سے علیحدہ ہو گئے اور بعض لوگ چلے گئے اور چند لوگ (دو یا تین) باقی بیٹھے باتیں کرتے رہے۔ انس نے کہا مجھے ان کے بیٹھے رہنے سے غم لاحق ہُوا۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم امہات المؤمنین رضی اللہ عنہنّ کے حجروں

marfat.com

بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِيْنَ اِنَاهُ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِى النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ قَالَ اَبُوْعُثْمٰنَ قَالَ اَنَسٌ اِنَّهٗ خَدَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشَرَ سِنِيْنَ

کی طرف تشریف لے گئے اور میں بھی آپ کے پیچھے گیا اور میں نے کہا یا رسول اللہ! وہ لوگ چلے گئے ہیں تو آپ واپس آئے اور گھر میں داخل ہو کر پردہ لٹکا دیا اور میں گھر کے صحن میں رہا جبکہ آپ فرماتے تھے: اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں داخل نہ ہو جب تک اذن نہ پاؤ۔ مثلاً کھانے کے لئے بلائے جاؤ نہ یوں کہ خود اس کے پکنے تک راہ تکو ہاں جب بلائے جاؤ تو حاضر ہو اور جب کھا چکو تو متفرق ہو جاؤ نہ یہ کہ بیٹھے باتوں میں دل بہلاؤ بے شک اس میں نبی کو ایذاء ہوتی تھی تو وہ تمہارا لحاظ فرماتے تھے اور اللہ حق فرمانے میں نہیں شرماتا۔ ابو عثمان نے کہا کہ انس بن مالک نے کہا انھوں نے دس برس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی ہے۔

۴۸۳۴ شرح: بنو رفاعہ بن حرث بن بہتہ بن سلیم قبیلہ ہے وہ کوفہ اور بصرہ میں آئے اور وہاں مساجد وغیرہ بنائیں اور حدیث میں مذکور مسجد سے مراد وہ مسجد ہے جو انھوں نے بصرہ میں بنائی تھی۔ جنبات جُنبَۃ کی جمع ہے۔ اس کے معنی کنارہ کے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ یہ جناب بمعنی فناء سے ماخوذ ہو اور وہ گھر کا صحن ہے یعنی جب ان کے گھر کے صحن سے گزرتے تو ام سلیم کو سلام فرماتے تھے۔ یہ حضرت انس کی والدہ ہیں انہیں ام سلیم بنت ملحان کہا جاتا ہے ان کا نام سہلہ ہے بعض نے رُمیلہ کہا اور بعض نے رمیہ ذکر کیا ہے یہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی خالہ ہیں۔

ام المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا

یہ اسد یہ ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین ہجری میں اُن کے ساتھ نکاح کیا۔ واقدی نے پانچ ہجری ذکر کی ہے۔ اس سے پہلے وہ زید بن حارثہ کے نکاح میں تھیں جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام تھے۔ ام المؤمنین زینب رضی اللہ عنہا نے بیس ہجری میں وفات پائی اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کی نمازِ جنازہ پڑھی تھی۔ جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اس وقت

marfat.com

بَابُ اِسْتِعَارَةِ الثِّيَابِ لِلْعَرُوْسِ وَغَيْرِهَا

۴۸۳۵ — حَدَّثَنِیْ عُبَيْدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا اسْتَعَارَتْ مِنْ اَسْمَاءَ قِلَادَةً فَهَلَكَتْ فَاَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاسًا مِنْ اَصْحَابِهٖ فِیْ طَلَبِهَا فَاَدْرَكَتْهُمُ الصَّلٰوةُ فَصَلَّوْا بِغَيْرِ وُضُوْءٍ فَلَمَّا اَتَوُا النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَكَوْا ذٰلِكَ اِلَيْهِ فَنَزَلَتْ اٰيَةُ التَّيَمُّمِ فَقَالَ اُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ جَزَاكِ اللّٰهُ خَيْرًا فَوَاللّٰهِ مَا

انس بن مالک بیس برس کے تھے اور ۹۳ ہجری میں فوت ہوئے رضی اللہ عنہ

فوائد حدیث

دولہا اور دلہن کو ہدایا بھیجنا مستحب ہے۔ اسلام سے پہلے لوگ عروس کو ہدایا بھیجا کرتے تھے اسلام نے اس کو برقرار رکھا۔ اگرچہ قلیل ہی ہو اور جب محبت صحیح ہو تو تکلف جاتا رہتا ہے؛ چنانچہ ام سلیم کا حال اقل تھا اس کے مطابق اُنھوں نے ہدیہ بھیجا۔ شادی میں ولیمہ مسنون ہے۔ ابن عربی کے قول کے مطابق زوجین کے اجتماع کے بعد ہونا چاہیئے۔ بیہقی نے کہا سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا خلوت کرنا اس ولیمہ کے بعد تھا۔ ولیمہ میں لوگوں کے نام لئے اور کوئی تکلف کئے بغیر انہیں دعوت دینا سنت ہے۔ اس حدیث میں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم معجزہ ہے کہ قلیل طعام سے بہت لوگ سیر ہوگئے؛ چنانچہ مسلم شریف کی روایت میں تین سو سے زائد لوگوں کا ذکر ہے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم بہت حیادار تھے کہ آپ گھر آتے اور جاتے رہے، لیکن باتیں کرنے والوں کو نہیں فرمایا کہ تم چلے جاؤ۔ دوست سے اذیت پہنچے تو صبر کرنا چاہیئے۔ شادی میں طریقہ یہ ہے کہ اگر طعام بچ رہے تو اور لوگوں کو بلا لیا جائے تاکہ نکاح کا اعلان اور زیادہ ہو جائے۔ کھانا کھاتے وقت بسملہ پڑھنا سنّت ہے اور مسنون یہ ہے کہ اپنے آگے سے کھائے۔

marfat.com

نَزَلَ بِكِ اَمْرٌ قَطُّ اِلَّا جَعَلَ لَكِ مِنْهُ مَخْرَجًا وَّ جَعَلَ لِلْمُسْلِمِيْنَ فِيْهِ بَرَكَةً "

بَابُ مَا يَقُوْلُ الرَّجُلُ اِذَا اَتٰى اَهْلَهٗ

۴۸۳۶ — حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِي الْجَعْدِ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

باب عروسی کے لئے کپڑے وغیرہ مستعار لینا

یعنی اس باب میں یہ بیان ہے کہ دلہن کے لئے کپڑے اور زیورات وغیرہ شادی کے وقت مستعار لینے میں حرج نہیں "

۴۸۳۵ — ترجمہ : ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت ہے کہ انہوں نے اسماء رضی اللہ عنہا سے ہار مستعار لیا اور وہ گم ہوگیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند صحابہ کرام کو اس کی تلاش میں بھیجا راستہ میں نماز کا وقت ہوگیا تو انہوں نے بے وضوء کئے بغیر نماز پڑھی۔

جب وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ سے یہ شکائت کی اس وقت تیمم کی آیت نازل ہوئی اُسید بن حضیر نے کہا اللہ تعالیٰ آپ کو اچھی جزاء دے خدا کی قسم تم پہ کوئی واقعہ نہیں آیا مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے اس سے راہ نکال دی اور اس واقعہ میں مسلمانوں کے لئے برکت کی۔

۴۸۳۵ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ عنوان میں عروسی کے لئے کپڑوں کا مستعار لینا مذکور ہے اور حدیث میں اسماء سے ہار مستعار لینا مذکور ہے اور وہ کپڑا نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ عنوان میں لفظ "غیرہا" بھی ہے اور کپڑوں کے علاوہ ہار وغیرہ کو بھی شامل ہے۔ نیز اگر یہ کہا جائے کہ جب ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہ نے اسماء سے ہار مستعار لیا تھا وہ اس وقت دلہن نہ تھیں اور عنوان میں دلہن کا ذکر ہے۔ اس کا جواب یہ ہے۔ ہار اور کپڑے وغیرہ ملبوسات

marfat.com

قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَا لَوْ اَحَدُھُمْ یَقُوْلُ حِیْنَ یَاْتِیْ اَھْلَہٗ بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ جَنِّبْنَا الشَّیْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّیْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا ثُمَّ قُدِّرَ بَیْنَھُمَا فِیْ ذٰلِکَ اَوْ قُضِیَ وَلَدٌ لَمْ یَضُرَّہٗ شَیْطَانٌ اَبَدًا

سے زینت کی جاتی ہے وہ عام ہے شادی کے وقت ہو یا اس کے بغیر ہو حدیث ۳۳۱ کی شرح دیکھیں

باب ۔ جب شوہر اپنی بیوی کے پاس آئے تو کیا پڑھے ؟

۴۸۳۶ ـــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت ہے۔ اُنھوں نے کہا جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا : خبردار جب تم میں سے کوئی جس وقت اپنی بیوی کے پاس آئے تو کہے بسم اللہ ۔ اے اللہ مجھے شیطان سے دُور کر اور شیطان کو اس سے دور کر جو ہمیں عطا کرے پھر اس جماع میں ان کے لئے بچہ مقدّر ہو یا اس کا فیصلہ ہو جائے تو شیطان اسے کبھی ضرر نہ دے سکے گا۔

۴۸۳۶ ـــ شرح : مسلم اور احمد کی روائت میں ہے کہ اس پر شیطان مسلّط نہ ہوگا یا اس کو شیطان ضرر نہ دے گا یعنی اس بچہ پر شیطان کا تسلّط نہ ہوگا کہ وہ نیک عمل نہ کر سکے بعض علماء نے کہا اس سے مراد یہ ہے کہ شیطان اس کو جنون میں مبتلا نہ کر سکے گا کیونکہ کسی نے بھی اس دعاء کو عموم پر محمول نہیں کیا۔ اس لئے بعض نے کہا کہ بچّہ کی ولادت کے وقت اس کے پیٹ کو مسّ نہیں کر سکے گا جس سے بچّہ چلانا شروع کر دیتا ہے، لیکن حدیث شریف میں ہے کہ ہر بچہ کو اس کی پیدائش کے وقت شیطان اس کے پیٹ پر مس کرتا ہے جس سے وہ چلّانے لگتا ہے ؛ لیکن مریم اور ان کے بیٹے عیسیٰ علیہما السّلام اس سے مستثنیٰ ہیں۔ ایک روائت میں سیّدہ فاطمہ علیہا السّلام اور حسن و حسین علیہما السّلام بھی شیطان کے مس سے محفوظ ہیں کیونکہ جس طرح عمران علیہ السلام نے مریم اور ان کی اولاد کے دعاء کی تھی۔ سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بھی سیّدہ فاطمہ اور حسن و حسین علیہم السّلام کے لئے دُعاء

marfat.com

بَابُ اَلْوَلِيْمَةُ حَقٌّ

وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ

فرمائی تھی کہ اللہ انہیں شیطان کے تصرف وتسلط سے محفوظ رکھے۔ بعض علماء نے کہا اگر انسان بیوی کے پاس آئے اور بوقت جماع بسم اللہ پڑھ لے تو اللہ کے نام کی برکت سے بچہ پر شیطان تسلط نہیں جما سکے گا بلکہ بچہ ان لوگوں میں سے ہوگا جن پر نص قطعی کے مطابق شیطان کا تسلط نہیں۔ بعض علماء نے کہا کہ بچہ کے باپ کے ساتھ اس کی ماں سے جماع میں شیطان شریک نہ ہوگا۔ مجاہد نے کہا جب کوئی اپنی بیوی کے پاس آئے اور بسم اللہ نہ پڑھے تو شیطان اس کے آلہ تناسل پر لفت ہو جاتا ہے اور اس کے ساتھ جماع کرتا ہے۔ اس لئے دیکھا جاتا ہے کہ بعض بچوں کی شکل وصورت ماں باپ جیسی ہوتی ہے لیکن عادات واخلاق شیطان جیسے ہوتے ہیں۔" اعاذنا اللہ منہ "

اس حدیث میں قضا اور قدر کا ذکر ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ثُمَّ قُدِّرَ بَيْنَهُمَا فِيْ ذٰلِكَ اَوْ قُضِيَ وَلَدٌ "

قضاء اور قدر میں فرق

اصطلاح اور لغت کے اعتبار سے قضاء وقدر میں فرق یہ ہے کہ قضاء امر کلی مجمل ہے جو ازل میں ثابت ہے اور قدر اس کی جزئیات سے ہے اور اس امر مجمل کی تفصیل ہے جو مستقبل میں ظہور پذیر ہوتی ہے قرآن کریم میں اس طرف اشارہ بھی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهٗ وَمَا نُنَزِّلُهٗ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ "، یعنی ہر شئی کے خزانے ہمارے پاس ہیں اور انہیں معلوم اندازے کے مطابق اُتارتے ہیں۔ حدیث ۱۴۱ ج ۱ کی شرح دیکھیں "

باب ــ ولیمہ حق ہے

عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ولیمہ کرو! اگرچہ بکری ذبح کرو! "

marfat.com

٤٨٣٧ — حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ عَنْ
عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِي اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّهٗ كَانَ ابْنَ
عَشْرِ سِنِيْنَ مَقْدَمَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ فَكَانَ
اُمَّهَاتِي يُوَاظِبْنَنِي عَلٰى خِدْمَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَدَمْتُهٗ
عَشْرَ سِنِيْنَ وَتُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا ابْنُ عِشْرِيْنَ
سَنَةً فَكُنْتُ اَعْلَمَ النَّاسِ بِشَاْنِ الْحِجَابِ حِيْنَ اُنْزِلَ وَكَانَ اَوَّلَ
مَا اُنْزِلَ فِي مُبْتَنٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِزَيْنَبَ ابْنَةِ
جَحْشٍ اَصْبَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَا عَرُوْسًا فَدَعَا الْقَوْمَ
فَاَصَابُوْا مِنَ الطَّعَامِ ثُمَّ خَرَجُوْا وَبَقِيَ رَهْطٌ مِّنْهُمْ عِنْدَ النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَطَالُوا الْمُكْثَ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یعنی شریعت مُطَہّرہ میں ولیمہ کا ثبوت ہے۔ یہ باطل نہیں بلکہ سنّتِ مؤکّدہ ہے۔ طبرانی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ مرفوع حدیث ذکر کی ہے اور بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث ذکر کی کہ پہلے دن ولیمہ حق ہے۔ دوسرے روز معروف ہے اور تیسرے دن ریاء کاری ہے۔ امام مسلم نے ابوہریرہ سے روایت کی کہ بُرا طعام ولیمہ کا طعام ہے اس کے لئے مالدار لوگوں کو بلایا جاتا ہے اور مساکین کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے یہ شریعت میں ثابت ہے۔

٤٨٣٧ — ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مدینہ منورہ میں تشریف لانے کے وقت وہ دس برس کے تھے اور میری مائیں مجھے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت کرنے کا ہمیشہ حکم دیتی تھیں تو میں نے آپ کی دس سال خدمت کی اور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے وفات پائی؛ حالانکہ میں بیس برس کا تھا اور امہات المؤمنین کے پردہ کا حکم مَیں سب لوگوں سے زیادہ جانتا ہوں جبکہ اللہ تعالیٰ نے پردہ کی آیت نازل فرمائی۔ سب سے پہلے آیتِ حجاب کا نزول جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ام المؤمنین زینب بنت جحش سے شادی کے

marfat.com

فَخَرَجَ وَخَرَجْتُ مَعَهُ لِكَيْ يَخْرُجُوْا فَمَشَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَشَيْتُ حَتّٰى جَاءَ عَتَبَةَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ ثُمَّ ظَنَّ اَنَّهُمْ خَرَجُوْا فَرَجَعَ وَرَجَعْتُ مَعَهُ حَتّٰى اِذَا دَخَلَ عَلٰى زَيْنَبَ فَاِذَا هُمْ جُلُوْسٌ لَمْ يَقُوْمُوْا فَرَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجَعْتُ مَعَهُ حَتّٰى اِذَا بَلَغَ عَتَبَةَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ وَظَنَّ اَنَّهُمْ خَرَجُوْا فَرَجَعَ وَرَجَعْتُ مَعَهُ فَاِذَا هُمْ قَدْ خَرَجُوْا فَضَرَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ بِالسِّتْرِ وَاُنْزِلَ الْحِجَابُ

وقت تھا جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے دولہا بنے تھے۔ آپ نے لوگوں کی دعوت کی تو لوگوں نے خوب کھانا کھایا پھر وہ باہر چلے گئے اور اُن میں سے کچھ لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس باقی رہے اور وہ دیر تک بیٹھے رہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور باہر تشریف لے گئے اور میں بھی آپ کے ساتھ باہر چلا گیا تاکہ وہ لوگ باہر چلے جائیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گئے میں بھی آپ کے ساتھ باہر گیا حتیٰ کہ آپ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ شریفہ کے پاس آئے پھر آپ نے خیال فرمایا کہ وہ چلے گئے ہوں گے اس لئے آپ واپس آگئے تو میں بھی آپ کے ساتھ واپس آیا حتیٰ کہ جب آپ زینب کے پاس تشریف لائے تو دیکھا کہ وہ اپنی جگہ بیٹھے ہوئے ہیں وہاں سے نہیں اُٹھے۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم واپس آگئے اور میں بھی آپ کے ساتھ لوٹ آیا حتیٰ کہ جب ام المؤمنین کے حجرۂ شریفہ کے پاس پہنچے اور خیال فرمایا کہ وہ باہر چلے گئے ہیں تو آپ واپس تشریف لے آئے اور میں بھی آپ کے ہمراہ لوٹ آیا کیا دیکھا کہ وہ جا چکے ہیں۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اور اپنے درمیان پردہ ڈال دیا اور پردہ کی آئت کریمہ نازل ہوئی۔

۴۸۳۷ — شرح : حدیث کی عنوان سے مطابقت اِن الفاظ میں ہے : فَدُعِيَ الْقَوْمُ فَاَصَابُوْا مِنَ الطَّعَامِ ، یہ ولیمہ کا طعام تھا، حدیث میں لفظ "حق" نہیں لیکن حق بمعنی ثابت ہے جیسا کہ حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا میری مائیں آپ کی خدمت کرنے کا ہمیشہ حکم دیتی تھیں۔ ماؤں سے مراد انس کی نانیاں اور خالائیں ہیں۔ ابھی ابھی حدیث ۴۸۳۲ گزری ہے۔

marfat.com

بَابُ الْوَلِيْمَةِ وَلَوْ بِشَاةٍ

۴۸۳۸ — حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِي حُمَيْدٌ سَمِعَ اَنَسًا قَالَ سَاَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ اِبْنَ عَوْفٍ وَتَزَوَّجَ اِمْرَأَةً مِنَ الْاَنْصَارِ كَمْ اَصْدَقْتَهَا قَالَ وَزْنَ نَوَاةٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَّعَنْ حُمَيْدٍ سَمِعْتُ اَنَسًا قَالَ لَمَّا قَدِمُوا الْمَدِيْنَةَ نَزَلَ الْمُهَاجِرُوْنَ عَلَى الْاَنْصَارِ فَنَزَلَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ عَلَى سَعْدِ اِبْنِ الرَّبِيْعِ فَقَالَ اُقَاسِمُكَ مَالِيْ وَاَنْزِلُ لَكَ عَنْ اِحْدٰى اِمْرَأَتَيَّ قَالَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِيْ اَهْلِكَ وَمَالِكَ فَخَرَجَ اِلَى السُّوْقِ فَبَاعَ وَاشْتَرٰى فَاَصَابَ شَيْئًا مِنْ اَقِطٍ وَّسَمْنٍ فَتَزَوَّجَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ

باب ولیمہ سُنّت ہے اگرچہ ایک بکرا ہو

۴۸۳۸ — ترجمہ: حُمَید نے بیان کیا کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہُوئے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمٰن بن عوف سے پوچھا جبکہ اُنھوں نے ایک انصاریہ عورت سے شادی کی تھی کہ تم نے اس کو کتنا مہر دیا ہے۔ عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا گٹھلی کی مقدار سونا مہر دیا ہے۔ حُمَید سے روایت ہے اُنھوں نے کہا میں نے انس سے سُنا۔ اُنھوں نے کہا جب لوگ ہجرت کر کے مدینہ منوّرہ آئے اور مہاجرین انصار کے گھروں میں اُترے تو عبدالرحمٰن ابن عوف سعد بن ربیع کے گھر اُترے۔ سعد نے اُن سے کہا میں تجھے اپنا آدھا مال تقسیم کر دیتا ہوں اور اپنی ایک بیوی سے علیحدہ ہو جاتا ہوں۔ عبدالرحمٰن نے کہا اللہ تعالیٰ تمہارے اہل اور مال میں برکت دے پھر وہ بازار گئے اور خرید و فروخت کرنے لگے تو کچھ پنیر اور گھی حاصل کیا اور نکاح کر لیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

۴۸۳۹ — حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ مَا اَوْلَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى شَيْءٍ مِنْ نِسَائِهٖ مَا اَوْلَمَ عَلٰى زَيْنَبَ اَوْلَمَ بِشَاةٍ

نے فرمایا : ولیمہ کرو اگرچہ بکرا کرو!

۴۸۳۸ — شرح : سعد بن ربیع اور وہ ربیع بن عمرو بن ابی زُہیر انصاری خزرجی ہیں وہ انصار میں سے ایک نقیب ہیں۔ وہ جاہلیت میں کاتب تھے۔ عقبی اولی اور عقبی ثانیہ میں موجود تھے اس لئے انہیں عقبی کہا جاتا ہے وہ جنگِ بدر میں موجود تھے اس لئے انہیں بدری بھی کہا جاتا ہے پھر جنگ اُحد میں شہید ہو گئے۔

سعد بہت مال دار تھے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اُن کے اسلامی بھائی بنے تھے سعد بہت مالدار تھے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اُن کے اسلامی بھائی بنے تھے۔ سعد نے عبدالرحمٰن سے کہا میری دو بیویاں ہیں جن میں سے ایک کا نام عمرہ بنت حزم انصاریہ اور دوسری کا نام حبیبہ بنت زید بن ابی زہیر ہے ان میں سے جو تمہیں پسند ہے میں اس کو طلاق دیتا ہوں جب اس کی عدت ختم ہو جائے تو اس سے نکاح کر لو۔

جب اُنھوں نے شادی کر لی تو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ولیمہ کرو اگرچہ بکرا ذبح کرو یہاں لَوْ تقلیل کے لئے ہے۔ بعض نے تکثیر کے لئے کہا ہے جیسے کہا جاتا ہے۔ اطلبوا العلم وَلَوْ بالصِّین ،، کیونکہ بعض روایات میں ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کے وقت سفر میں ولیمہ کیا تھا ؛ لیکن اس میں گوشت نہ تھا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۴۸۳۹ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی بیوی سے نکاح کے وقت اس قدر ولیمہ نہیں کیا جو زینب بنت جحش سے نکاح کے وقت ولیمہ کیا تھا۔ آپ نے ولیمہ میں بکرا ذبح کیا تھا۔

۴۸۳۹ — شرح : بکرا ذبح کرنا ولیمہ کی حد نہیں اس کو اتفاقاً ذکر کیا ہے۔ قاضی عیاض نے کہا علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ اکثر ولیمہ کی کوئی حد نہیں ہے۔ بعض روایات میں ہے۔ اکملہا شاۃ ،، اس سے بعض شافعیہ نے استدلال کیا کہ ایک بکرا ولیمہ کی آخری حد ہے، لیکن یہ استدلال صحیح نہیں ؛ کیونکہ جائز ہے کہ ولیمہ کو اکمل کھجوروں، پنیر اور گھی کے اعتبار سے فرمایا ہو جو ام المؤمنین میمونہ کے ولیمہ میں کھلائے تھے یا اس کے معنی یہ ہیں کہ مذکور اشیاء کے لحاظ سے یہ افضل ہے۔

marfat.com

۴۸۴۰ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ عَبْدِ الْوَارِثِ عَنْ شُعَيْبٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْتَقَ صَفِيَّةَ وَتَزَوَّجَهَا وَجَعَلَ عِتْقَهَا صَدَاقَهَا وَاَوْلَمَ عَلَيْهَا بِحَيْسٍ

۴۸۴۱ — حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ بَيَانٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا يَقُوْلُ بَنٰى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِامْرَأَةٍ فَاَرْسَلَنِيْ فَدَعَوْتُ رِجَالًا اِلَى الطَّعَامِ

بَابُ مَنْ اَوْلَمَ عَلٰى بَعْضِ نِسَائِهٖ اَكْثَرَ مِنْ بَعْضٍ

۴۸۴۱ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ قَالَ ذُكِرَ تَزْوِيْجُ زَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ عِنْدَ اَنَسٍ فَقَالَ مَا رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْلَمَ عَلٰى اَحَدٍ مِنْ نِسَائِهٖ مَا اَوْلَمَ عَلَيْهَا اَوْلَمَ بِشَاةٍ

۴۸۴۰ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ کو آزاد کیا۔ پھر اُن سے نکاح فرمایا اور ان کو آزاد کرنا ہی ان کا مہر قرار پایا اور ان کے ولیمہ حیس سے کیا۔

۴۸۴۰ — تشریح : یہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصوصیات سے ہے۔ عتق کو مہر قرار پانے کی اچھی وجہ یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ کو تبرعًا آزاد کیا تھا۔ پھر اُن سے بلا مہر ان کی رضامندی سے نکاح کیا تھا۔ بعض حدیثوں میں ہے کہ پنیر، گھی اور کھجوروں سے میمونہ کا ولیمہ کیا تھا اور اس حدیث میں حیس مذکور ہے لیکن یہ مخالفت نہیں کیونکہ مذکور اشیاء حیس کے اجزاء ہیں اور حیس اُن کا مجموعہ ہے (حدیث ۴۷۶۵ کی شرح دیکھیں)

marfat.com

بَابُ مَنْ اَوْلَمَ بِاَقَلَّ مِنْ شَاةٍ

۴۸۴۲ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ مَنْصُوْرِ بْنِ صَفِيَّةَ عَنْ اُمِّهٖ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ قَالَتْ اَوْلَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى بَعْضِ نِسَائِهٖ بِمُدَّيْنِ مِنْ شَعِيْرٍ

۴۸۴۱ — ترجمہ : بیان رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ میں نے حضرت انس کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خاتون سے نکاح فرمایا اور مجھے بھیجا میں نے لوگوں کو طعام کھانے کے لئے بلایا۔

باب جس نے اپنی بعض بیویوں سے نکاح کے وقت دوسریوں سے زیادہ ولیمہ کیا

۴۸۴۱ — ترجمہ : ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس زینب بنت جحش کی شادی کا ذکر کیا گیا تو اُنھوں نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی بیوی کا اتنا ولیمہ کرتے نہیں دیکھا جتنا زینب کا ولیمہ کیا تھا اُن کا بکرے سے ولیمہ کیا۔

۴۸۴۱ — شرح : علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ولیمہ میں لوگوں کو خوب سیر کرنے میں راز یہ تھا کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت کا شکر ادا کیا کہ اُس نے بذریعہ وحی آپ کا زینب سے نکاح کیا چنانچہ قرآن کریم میں ہے : فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنَاكَهَا ،، ابن بطال نے کہا آپ نے قصداً یہ ولیمہ زیادہ نہ کیا تھا بلکہ اتفاق ہی ایسا ہوگیا تھا۔ اگر آپ دوسری بیویوں سے نکاح کے وقت بکرے پاتے تو خوب ولیمے کرتے ؛ کیونکہ آپ تمام لوگوں سے زیادہ سخی تھے ؛ لیکن آپ دنیاوی امور میں مبالغہ نہ کرتے تھے اور اس ولیمہ میں کثرت بیان جواز کے لئے تھی۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے صاحب توضیح سے نقل کیا۔ جو کوئی ولیمہ میں بکثرت کھلائے پلائے وہ افضل ہے کیونکہ اس طرح نکاح کا اعلان زیادہ ہوتا ہے اور اہل و مال میں برکت کی دعائیں زیادہ ہوتی ہیں ؛ کیونکہ ولیمہ میں آنے والے لوگ دعائیں

marfat.com

بَابُ حَقِّ اِجَابَةِ الْوَلِيْمَةِ وَالدَّعْوَةِ وَمَنْ اَوْلَمَ بِسَبْعَةِ اَيَّامٍ وَّنَحْوِهٖ وَلَمْ يُوَقِّتِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا وَلَا يَوْمَيْنِ

کرتے ہیں، لیکن جو کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے وہ بہت اچھا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب میمونہ بنتِ حارث رضی اللہ عنہا سے عمرۂ قضاء میں نکاح کیا تھا۔ ان کے ولیمہ میں کئی بکرے ذبح کئے تھے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے جو کچھ ذکر کیا ہے۔ اپنی دانست کے اعتبار سے کہا ہے۔ وہ ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے ولیمہ کے وقت حاضر نہ تھے اور اس سے واقف نہ ہوئے۔ نیز ام المؤمنین زینب بنت جحش کے ولیمہ میں بہت برکت ہوئی تھی کہ سارے لوگ روٹی گوشت سے سیر ہوئے تھے۔ اس اعتبار سے اس کو اکثر کہا جاتا ہے۔ نیز ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے فتح خیبر کے بعد نکاح کیا تھا۔ اس وقت خیبر فتح ہونے کے باعث وسعت زیادہ ہوگئی تھی اس لئے یہ ولیمہ نسبتاً زیادہ تھا۔

باب جس نے ایک بکرے سے کم ولیمہ کیا

۴۸۴۲ — ترجمہ : منصور بن صفیہ نے اپنی والدہ صفیہ بنت شیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بعض بیویوں کا ولیمہ جو کے دو مد سے کیا۔

۴۸۴۲ — شرح : علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا یہ صفیہ تابعیہ ہے۔ لہٰذا یہ حدیث مرسل ہے۔ بعض روایات میں عائشہ کا اضافہ ہے۔ اس تقدیر پر یہ حدیث مرفوع متصل ہوگی۔ شیخ ابن حجر نے کہا زیادہ راجح یہ ہے کہ یہ صفیہ صحابیہ ہے اور جس نے اسناد میں عائشہ کا اضافہ کیا ہے وہ اسناد میں زیادتی کے قبیلہ سے ہے۔ علامہ سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ ابن سعد نے واقدی سے اپنی سند سے روایت کی کہ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکاح کے بعد مجھے اپنے گھر لے گئے تو میں نے ایک مشکے میں کچھ جَو دیکھے۔ میں نے وہ پیسے اور ہنڈی میں ڈالے اور اِن میں کچھ چربی ڈالی یہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ولیمہ تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تھوڑا سا ولیمہ بھی ہوسکتا ہے اس کی حد مقداری کوئی نہیں ہے کہ اس سے کم جائز نہ ہو۔

marfat.com

۴۸۴۳ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا دُعِيَ اَحَدُكُمْ اِلَى الْوَلِيْمَةِ فَلْيَاْتِهَا

باب — ولیمہ اور دعوت قبول کرنا اور جس نے سات دن یا اس سے زیادہ ولیمہ کیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن یا دو دن (۲) مقرر نہیں کئے"۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس باب میں کوئی ایسی حدیث ذکر نہیں کی جس سے معلوم ہو کہ ولیمہ سات روز تک جائز ہے۔ صاحب تلویح نے کہا گویا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے بیہقی کی حدیث کی طرف اشارہ کیا ہے جو اُنھوں نے صحیح سند کے ساتھ روائت کی ہے کہ ابنِ سیرین نے مدینہ منورہ میں سات دن ولیمہ کیا اور سات دن لوگوں کو دعوتِ طعام دی۔ اور ان میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بھی مدعو تھے، لیکن وہ روزے سے تھے تو وہ اُن کے لئے خیر کی دعاء کرتے رہے پھر واپس چلے گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ولیمہ کے لئے ایک یا دو دن وجوباً یا استحباباً نہیں کئے اس سے معلوم ہوتا ہے ولیمہ میں کوئی حد معین نہیں اگر یہ سوال کیا جائے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلے دن ولیمہ حق ہے۔ دوسرے دن معروف ہے اور تیسرے دن ریاء کاری ہے تو بخاری کا یہ کہنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یا دو دن معین نہیں فرماتے کیسے صحیح ہوگا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ بخاری کے نزدیک یہ حدیث صحیح نہیں چنانچہ اُنہوں نے تاریخ کبیر میں ذکر کیا کہ اس حدیث کا اسناد صحیح نہیں"

علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے امام نووی سے نقل کیا کہ اگر دعوت تین روز کی جائے تو پہلے دن میں اجابت واجب ہے کہ دعوتِ طعام میں ضرور حاضر ہو اور اسے قبول کرے۔ دوسرے دن قبول کرنا اور حاضر ہونا مستحب ہے۔ اور تیسرے دن مکروہ ہے۔ مالکیہ کے نزدیک مال دار سات روز تک دعوت کر سکتا ہے۔

۴۸۴۳ — ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو دعوتِ ولیمہ کے لئے بلایا جائے تو ضرور جائے۔

marfat.com

۴۸۴۴ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَنْصُوْرٌ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فُكُّوا الْعَانِيَ وَاَجِيْبُوا الدَّاعِيَ وَعُوْدُوا الْمَرِيْضَ

۴۸۴۵ — حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيْعِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنِ الْاَشْعَثِ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ الْبَرَاءُ ابْنُ عَازِبٍ اَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ وَّنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ اَمَرَنَا

۴۸۴۴ — ترجمہ : ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیدی کو رہائی دلاؤ ! دعوت کرنے والوں کی دعوت قبول کرو اور بیمار کی عیادت کرو

۴۸۴۳ - ۴۸۴۴ — شرح : صحیح تر یہ ہے کہ حدیث میں مذکور امر ایجاب کے لئے ہے۔ عانی کے معنی قیدی ہیں ۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ داعی عام ہے کہ ولیمہ کی دعوت کرے یا کوئی اور دعوت کرے کیا سب کی اجابت ضروری ہے ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جمہور علماء کہتے ہیں کہ ولیمہ کی دعوت قبول کرنا واجب ہے اور اس کے علاوہ دوسری دعوتیں واجب نہیں مستحب ہیں اور جس داعی کی دعوت قبول کرنا واجب ہے وہ داعی صاحبِ ولیمہ ہے ، کیونکہ اس میں نکاح کا اعلان اور اظہار ہے ۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث میں امر کا صیغہ ایک ہی اطلاق میں وجوب اور ندب میں مستعمل ہے ؛ حالانکہ یہ علماءِ اصول کے نزدیک ممنوع ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ امام شافعی کے نزدیک جائز ہے اور دُوسرے مذاہب میں عموم مجاز پر محمول ہے۔ احناف بھی اسے عموم مجاز پر محمول کرتے ہیں (حدیث : ۲۸۳۹ ع جلد : ۴ کی شرح دیکھیں)

۴۸۴۵ — ترجمہ : براء بن عازب رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سات اشیاء سے منع فرمایا اور ہمیں بیمار کی عیادت جنازہ کے پیچھے چلنا ، چھینک لینے والے کو جواب دینا ، قسم پوری کرنا ، مظلوم کی مدد کرنا ، سلام کہنا اور داعی کی دعوت قبول کرنے کا حکم دیا ، اور سونے کی انگوٹھی ، چاندی کے برتن ، ریشمی گدّے جو سوار گھوڑے پر ڈالتا ہے ۔ ریشمی کپڑے ۔ استبرق اور دیباج (ریشم کے موٹے کپڑوں) سے منع فرمایا ۔ ابو عوانہ اور شیبانی نے

marfat.com

بِعِيَادَةِ الْمَرِيْضِ وَاِتِّبَاعِ الْجَنَازَةِ وَتَشْمِيْتِ الْعَاطِسِ وَاِبْرَارِ الْمُقْسِمِ وَنَصْرِ الْمَظْلُوْمِ وَاِفْشَاءِ السَّلَامِ وَاِجَابَةِ الدَّاعِيْ وَنَهَانَا عَنْ خَوَاتِيْمِ الذَّهَبِ وَعَنْ اٰنِيَةِ الْفِضَّةِ وَعَنِ الْمَيَاثِرِ وَالْقَسِّيَّةِ وَالْاِسْتَبْرَقِ وَالدِّيْبَاجِ تَابَعَهٗ اَبُوْعَوَانَةَ وَالشَّيْبَانِيُّ عَنِ اَشْعَثَ فِيْ اِفْشَاءِ السَّلَامِ

۴۸۴۶ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ دَعَا اَبُوْ اُسَيْدٍ السَّاعِدِيُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اشعث سے لفظِ افشاء سلام روایت کرنے میں ابوالاحوص کی متابعت کی۔

۴۸۴۵ — شرح : تشمیت عاطس کے معنی چھینک لینے والے کے لئے خیر و برکت کی دُعاء کرنا۔ ابرار المقسم یہ ہے کہ اگر کسی نے مستقبل میں کسی کام کی قسم کھائی اور تم اس کی قسم کی تصدیق کرنے پر قادر ہو۔ اس کو حانث نہ ہونے دو جیسے کسی نے قسم کھائی کہ جب تک یہ کام نہ کروگے وہ تم سے جُدا نہ ہوگا اور تم وہ کام کرنے پر قادر ہو تو وہ ضرور کرو تاکہ وہ حانث نہ ہو۔ اجابۃ الداعی ،، یعنی دعوت قبول کرنا ؛ کیونکہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جس نے دعوت قبول نہ کی اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔ حضرت انس سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی دعوت کی تو آپ نے قبول فرمائی۔ مَیاثر مَیثرہ کی جمع ہے۔ یہ چھوٹا سا ریشمی بچھونا جو روئی سے بھرا ہوا ہو اس کو سوار اپنے نیچے رکھتے ہیں۔ قسیّہ ،، یہ سوتی کپڑا ہے جو ریشم سے مخلوط ہو مصر کے علاقہ میں ایک گاؤں کی طرف منسوب کپڑے ہیں۔ استبرق موٹا ریشم ہے۔ دیباج ریشمی کپڑا ہے۔ اگر کوئی یہ سوال پوچھے حدیث میں جن سے منع کیا گیا ہے وہ چھ ہیں سات نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ ساتواں مطلق ریشم ہے۔ مذکور امور میں سے بعض واجب ہیں جیسے چھینک لینے والے کو جواب دینا اور دعوتِ ولیمہ قبول کرنا واجب ہیں اور بعض مستحب ہیں تو صیغہ امر واجب اور غیر واجب میں مستعمل ہُوا ہے ؛ حالانکہ یہ اصولیوں کے نزدیک جائز نہیں ؛ لیکن یہاں بھی امر عمومِ مجاز پر محمول ہے۔ (حدیث : ۱۱۷۰، جلد : ۲ کی شرح دیکھیں)

marfat.com

فِيْ عُرْسِهٖ وَكَانَتِ امْرَأَتُهٗ يَوْمَئِذٍ خَادِمَهُمْ وَهِيَ الْعَرُوْسُ قَالَ سَهْلٌ تَدْرُوْنَ مَا سَقَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْقَعَتْ لَهٗ تَمَرَاتٍ مِّنَ اللَّيْلِ فَلَمَّا اَكَلَ سَقَتْهُ اِيَّاهُ

بَابُ مَنْ تَرَكَ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

۴۸۴۷ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ

۴۸۴۶ — ترجمہ : سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہا ابو اُسید ساعدی نے اپنی شادی میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی۔ اس دن ابو اُسید کی بیوی لوگوں کی خدمت کر رہی تھی، حالانکہ وہ نئی دلہن تھی۔ سہل نے کہا کیا تم جانتے ہو اُس نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا پلایا تھا۔ اُس نے رات کو ہی کھجوریں پانی میں ڈال رکھی تھیں۔ جب آپ کھانا کھا چکے تو وہ آپ کو پلایا تھا۔

۴۸۴۶ — شرح : ابو اُسید کا نام مالک بن ربیعہ ساعدی ہے۔ جو بدریوں میں سے سب سے آخر میں فوت ہوئے تھے۔ اُنھوں نے پینسٹھ ہجری میں وفات پائی۔ ان کی بیوی کا نام سلامت بنت وہب بن سلامہ بن امیہ ہے۔ لفظ خادم کا مذکر اور مؤنث دونوں پر اطلاق ہوتا ہے۔ اس لئے فرمایا کَانَتْ اِمْرَءَتُهٗ يَوْمَئِذٍ خَادِمَهُمْ ،، کہ اس روز ابو اُسید کی نئی دلہن لوگوں کی خادم تھی۔ یہ واقعہ نزولِ حجاب سے پہلے کا ہے۔ عروس وصف ہے اس کا اطلاق دولہا اور دلہن دونوں پر ہوتا ہے۔ اس میں بھی مذکر و مؤنث مساوی ہیں جب تک وہ وصف عروس میں ہوں۔ اور جب ایک دوسرے سے شادی کر دے تو مرد کے لئے مُعَرِّسًا کہنا احسن ہے، کیونکہ وہ شادی کرتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دعوت قبول کرنا ضروری ہے اور اگر دعوتِ ولیمہ نہ ہو اس میں علماء میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے اور اُن کے تلامذہ، سفیان ثوری اور امام مالک رحمہم اللہ نے کہا دعوتِ ولیمہ قبول کرنا واجب ہے لیکن اُس کے علاوہ دوسری دعوت میں جانا واجب نہیں اور دعوت قبول کرنے کی شرط یہ ہے کہ وہاں غیر شرعی امور نہ پائے جائیں عبداللہ بن مسعود اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم ایک دعوت پر گئے وہاں انہوں نے جانداروں کی تصاویر دیکھیں تو واپس آگئے (عینی)

قولہ تدرون ،، یہاں ہمزہ استفہام محذوف یعنی اَتَدْرُوْنَ الخ

marfat.com

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّهٗ كَانَ یَقُوْلُ شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِیْمَةِ یُدْعٰی لَهَا الْاَغْنِیَاءُ وَیُتْرَكُ الْفُقَرَاءُ وَمَنْ تَرَكَ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَی اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

باب جس نے دعوت قبول نہ کی اُس نے اللہ اور اُس کے رسُول صلّی اللہ علیہ وسلّم کی نافرمانی کی

بعض نے اس کے معنی یہ بیان کئے ہیں کہ جس نے لوگوں کی دعوت نہ کی اور دعوت کے لئے کسی کو نہ بلایا۔ حالانکہ ایسا نہیں ؛ کیونکہ لوگوں کی دعوت کرنا مستحب ہے اور مستحب کے ترک میں گناہ نہیں جیسا کہ حدیث سے ظاہر ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ رسولِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد : الولیمہ حق،، سے معلوم ہوتا ہے کہ ترکِ دعوت میں عصیان ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حق کا معنی غیر باطل ہے اور یہ بات مسلّم ہے کہ شادی میں ولیمہ سنّت مستحبہ ہے واجب نہیں اور اس میں صیغۂ امر استحباب پر محمول ہے۔

۴۸۴۷ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے وہ کہتے ہیں بدترین طعام ولیمہ کا طعام ہے۔ جس کے لئے مال داروں کو بلایا جاتا ہے۔ اور غریبوں کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے اور جس نے دعوتِ ولیمہ کو قبول نہ کیا۔ اُس نے اللہ اور اس کے رسُول کی نافرمانی کی۔

۴۸۴۷ — شرح : یعنی وہ طعامِ ولیمہ جس کے لئے مال داروں کو دعوت دی جائے اور فقراء کو نظر انداز کر دیا جائے۔ وہ شر ہے۔ طعام میں شر نہیں۔ شر صرف فعل میں ہے۔ لہٰذا طعام حرام نہ ہوگا۔ طیبی نے کہا ،، طعام الولیمہ،، میں الف ولام خارجی عہد کے لئے ہے ؛ کیونکہ لوگوں کی عادت ہے کہ وہ مالداروں کو دعوتِ ولیمہ دیتے ہیں اور غریبوں کو نہیں بلاتے ہیں۔

قولہ یُدْعٰی لَهَا ،، جملہ مستانفہ شر کا بیان ہے اور ،، وَمَنْ تَرَكَ الدَّعْوَةَ ،، جملہ حالیہ ہے اور یُدْعٰی ،، اس میں عامل ہے۔ یعنی ولیمہ کے لئے مالداروں کو دعوت دی جاتی ہے، حالانکہ اس کو قبول کرنا واجب ہے تو جس کو دعوت دی جائے اس کو قبول کرنا واجب ہے۔ طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ وہ طعامِ ولیمہ اچھا نہیں جس کے لئے ان لوگوں کو بلایا جائے جن کے پیٹ بھرے ہوئے ہیں اور بھوکوں کو

marfat.com

باب من اجاب الیٰ کراعٍ

۴۸۴۸ حدثنا عبدانٌ عن ابی حمزۃ عن الاعمش عن ابی حازم عن ابی ھریرۃ عن النبی صَلّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ قَالَ لو دُعیتُ الی کُرَاعٍ لاَجَبْتُ ولواُھدِیَ الیّ کراعٌ لَقَبِلْتُ

نظر انداز کر دیا جائے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ جس کو دعوتِ ولیمہ دی جائے اور وہ نہ آئے تو وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نافرمان ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ دعوتِ ولیمہ قبول کرنا واجب ہے، کیونکہ ''عصیان،، یعنی نافرمانی کا اطلاق ترکِ واجب پر ہوتا ہے۔

ابن بطال مالکی نے کہا حضرات صحابۂ کرام اور تابعین میں دعوتِ ولیمہ کی اجابت کے وجوب میں اتفاق پایا جاتا ہے۔ البتہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ انھوں نے کہا ہمیں اس شخص کی دعوت قبول کرنے سے منع کیا گیا ہے جو مال داروں کو دعوت دے اور غریبوں کو نظر انداز کر دے،، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے دعوت کی اور اس میں غریبوں اور مالداروں دونوں کو بلایا قریش آئے جبکہ مساکین بھی اُن کے ساتھ تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے مساکین سے فرمایا تم بیٹھو اور اُن کے کپڑے خراب نہ کرو! ہم تمہیں وہی کھلائیں گے جو وہ کھائیں گے۔ ابن حبیب نے کہا جس نے ولیمہ میں امتیاز کیا کہ اغنیاء کو بلایا اور فقراء کو نہ بلایا اس کی دعوت کوئی شئ نہیں اور اس کی ترکِ اجابت میں معصیت نہیں جبکہ ابن مغیرہ نے روائت کی ہے کہ اُنھوں نے سفیان ثوری سے سُنا وہ اجابت کی تفسیر کر رہے تھے کہ جب تمہیں وہ شخص دعوت دے جو تیرا دین اور دل خراب نہ کرے اس کی اجابت واجب ہے۔

علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ مذکور حدیث کا پہلا حصہ ولیمہ میں جانے سے منع کرتا ہے بلکہ حرام کرتا ہے اور اس کا آخری حصہ اس کی رغبت دلاتا ہے بلکہ واجب کرتا ہے،، لہٰذا حدیث کے اوّل و آخر میں منافات ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ولیمہ کی اجابت کو یہ لازم نہیں کہ ضرور طعام کھائے بلکہ وہاں چلا جائے اور نہ کھائے۔ پس حدیث میں ترغیب اجابت میں ہے اور تحذیر کھانے میں ہے لہٰذا منافات نہیں۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا صاحبِ طعام کا فعل (مال داروں کو بلانا) مُحَرّم ہے طعام حرام نہیں ہے، چنانچہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے وہ کہتے ہیں تم دعوت میں عاصی نافرمان ہو کہ ایسے لوگوں کو بُلاتے ہو جو نہیں آنا چاہتے اور جو آنا چاہتے ہیں انہیں چھوڑ دیتے ہو۔

marfat.com

بَابُ اِجَابَةِ الدَّاعِیْ فِی الْعُرْسِ وَغَیْرِهَا

٤٨٤٩ — حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اِبْرَاهِیْمَ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ ابْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَیْجٍ اَخْبَرَنِیْ مُوْسَی بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَجِیْبُوْا هٰذِهِ الدَّعْوَةَ اِذَا دُعِیْتُمْ لَهَا قَالَ کَانَ عَبْدُ اللّٰهِ یَاْتِی الدَّعْوَةَ فِی الْعُرْسِ وَهُوَ صَائِمٌ

باب جس نے سری پائے کی دعوت قبول کی

٤٨٤٨ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر مجھے سری پائے کی دعوت دی جائے تو میں ضرور قبول کروں گا۔ اور اگر مجھے یہ ہدیہ دیا جائے تو میں قبول کروں گا۔

٤٨٤٨ — شرح : اس حدیث کی مناسبت ابوابِ ولیمہ سے واضح نہیں ہاں اگر اس کو دعوتِ ولیمہ کہا جائے تو مناسبت ظاہر ہے۔ اس حدیث شریف میں سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال تواضع اور حسنِ خلق ہے۔ نیز اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہدیہ قبول کرلینا چاہیے اگرچہ کمتر ہو اور حسنِ خلق سے ایسے امور کا اظہار ہوتا ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت کی اجابت کی ترغیب اس لئے دلائی ہے کہ کھانے کی دعوت کا باعث سچی محبت اور جس کو دعوت دی جائے اس کا داعی کا طعام کھانے میں اس کی خوشی اور سرور ہے۔ اور آپس میں مل بیٹھ کر کھانے میں محبت کی زیادتی ہے۔

باب شادی وغیرہ میں دعوت قبول کرنا

یعنی مدعو کا داعی کی اجابت کرنا۔ اجابت مصدر ہے جو مفعول کی طرف مضاف ہے اور فاعل مقدر

marfat.com

بَابُ ذَهَابِ النِّسَآءِ وَالصِّبْيَانِ اِلَى الْعُرُسِ

۴۸۵۰ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ اِبْنُ صُهَيْبٍ عَنْ اَنَسِ اِبْنِ مَالِكٍ قَالَ اَبْصَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَآءً وَّصِبْيَانًا مُقْبِلِيْنَ مِنْ عُرُسٍ فَقَامَ مُمْتَنًّا فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اَنْتُمْ مِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَيَّ

ہے یعنی اجابت المدعو الداعیَ ،، عرس وہ طعام ہے جو شادی میں کھلایا جاتا ہے اور وہ ولیمہ کا طعام ہے اور اس کا غیر ختنوں کے وقت طعام کھلانا یا سفر سے واپسی پر لوگوں کو دعوت دینا وغیرہ وغیرہ ہیں امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روائت ذکر کی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسے شادی وغیرہ کی دعوت دی جائے وہ اسے قبول کرے۔

۴۸۴۹ — ترجمہ : نافع سے روائت ہے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب دعوتِ ولیمہ کے لئے تمہیں بلایا جائے تو اسے قبول کرو عبداللہ بن عمر ولیمہ اور غیر ولیمہ کی دعوت قبول کرتے تھے، حالانکہ وہ روزے سے ہوتے تھے۔

۴۸۴۹ — شرح : ھٰذہ الدعوۃ سے مراد دعوتِ ولیمہ ہے۔ قَالَ یعنی نافع نے کہا عبداللہ بن عمر دعوت میں تشریف لے جاتے، حالانکہ وہ روزہ سے ہوتے تھے۔ اس میں یہ اشارہ ملتا ہے کہ ترکِ اجابت میں روزہ عذر نہیں ہے اور روزہ دار کا وہاں جانے کا فائدہ یہ ہے کہ صاحبِ ولیمہ ان کے وہاں جانے سے تبرک حاصل کرتا ہے اور اس کی نیک دعاؤں کا متمنی ہوتا ہے۔ پھر اگر روزہ نافلہ ہو تو اگر صاحب دعوت کو ناگوار گزرے تو روزہ افطار کر دے ورنہ روزے سے رہے۔ یہ شوافع اور حنابلہ کہتے ہیں۔ احناف کے نزدیک دعوتِ ولیمہ کو قبول کرنا ضروری ہے، ورنہ گنہگار ہوگا اگر یہ روزے سے ہو تو ان کے لئے دعا کرے اگر روزے سے نہیں تو کھائے

باب عورتوں اور بچوں کا دعوتِ ولیمہ کے لئے جانا

marfat.com

بَابٌ هَلْ يَرْجِعُ اِذَا رَاٰى مُنْكَرًا فِى الدَّعْوَةِ وَرَاٰى ابْنُ مَسْعُوْدٍ صُوْرَةً فِى الْبَيْتِ فَرَجَعَ وَدَعَا ابْنُ عُمَرَ اَبَا اَيُّوْبَ فَرَاٰى فِى الْبَيْتِ سِتْرًا عَلَى الْجِدَارِ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ غَلَبَنَا عَلَيْهِ النِّسَاءُ فَقَالَ مَنْ كُنْتُ اَخْشٰى عَلَيْهِ فَلَمْ اَكُنْ اَخْشٰى عَلَيْكَ وَاللّٰهِ لَا اَطْعَمُ لَكُمْ طَعَامًا فَرَجَعَ

۴۸۵۰ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں اور بچوں کو ایک شادی سے واپس آتے دیکھا تو آپ خوشی سے کھڑے ہوگئے اور فرمایا : خدا جانتا ہے کہ میں سچ کہتا ہوں۔ تم سب لوگوں میں سے مجھے زیادہ محبوب ہو۔

۴۸۵۰ — شرح : یہ عورتیں بچے سب انصار تھے۔ قولہ مُمْتَنًّا ،، مُنَّۃ بضم المیم سے باب افتعال ہے۔ اس کے معنیٰ قوت ہیں۔ یعنی انصار کے عورتوں اور بچوں کو آتے ہوئے دیکھ کر خوش ہوئے اور جلدی کرتے ہوئے قوت سے کھڑے ہوئے۔ بعض نے کہا مِنَّۃ بکسر المیم سے افتعال ہے۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ مہربانی کرتے ہوئے اُن کا اکرام کیا کیونکہ جس کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوں اور اِس طرح اس کا اکرام کریں تو یہ آپ کا اس پہ عظیم انعام اور احسان ہے۔ حدیث ع ۳۵۴۰ میں لفظ مُمْثِلًا ہے۔ انہی قدموں پر کھڑے ہوگئے۔ مُمْتَثِلًا بھی پڑھا گیا ہے یعنی تکلف سے کھڑے ہوئے۔

باب کیا جب دعوت کے موقعہ پر کوئی خلاف شرع دیکھے تو واپس آجائے؟

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے گھر میں جاندار کی تصویر دیکھی تو واپس ہوگئے۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ابوایوب کی دعوت کی تو اُنھوں نے دیوار پر پردہ دیکھا تو اس پر ردّعمل کیا،، ابن عمر نے کہا اس میں عورتیں ہم پر غالب آگئی ہیں۔ ابوایوب نے کہا : جن لوگوں پہ مجھے یہ ڈر تھا آپ پر یہ خوف نہ تھا۔

marfat.com

۴۸۵۱ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا اَخْبَرَتْهُ اَنَّهَا اشْتَرَتْ نُمْرُقَةً فِیْهَا تَصَاوِیْرُ فَلَمَّا رَاٰهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَامَ عَلَی الْبَابِ فَلَمْ یَدْخُلْ فَعَرَفْتُ فِیْ وَجْهِهٖ

خدا کی قسم میں تمہارا کھانا نہیں کھاؤں گا۔ پھر واپس چلے گئے۔ یعنی جب حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے بیٹے سالم کی شادی کی تو ابوایوب خالد بن زید رضی اللہ عنہ کو دعوت طعام دی۔ جب وہ عبداللہ بن عمر کے گھر آئے تو دیوار پہ پردہ لٹکتا ہوا دیکھا تو عبداللہ سے کہا آپ کے گھر میں یہ خلاف شرع کیوں ؟ انھوں نے معذرت کرتے ہوئے کہا یہ عورتوں کا کام ہے وہ ہم پہ اس میں غالب ہیں۔ ابوایوب نے کہا مجھے کسی پہ ایسے عمل کا خوف تھا تم پہ مجھے یہ ڈر نہ تھا کہ تمہارے گھر میں ایسے کام ہوں گے خدا کی قسم میں تمہارا کھانا نہیں کھاؤں گا پھر واپس چلے گئے۔ شیخ دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا : قولہ واللہ لا اطعم الخ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ تمہیں بیٹھنے اور کھانا کھانے کی تکلیف نہیں دیتا ہوں کہ بیٹھ کر کھانا کھاؤ کیونکہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک یہ فعل مکروہ تنزیہی تھا۔ پردے کو اٹھا دینا ضروری نہیں جانتے تھے۔ یہ سن کر ابوایوب واپس چلے گئے۔ ابوایوب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں ہیں۔

مسائل فقہیہ

صاحب ھدایہ نے کہا دعوت قبول کرنا سنت ہے۔ اگر صاحب دعوت کے گھر کوئی خلاف شرع شئی ہو تو اس کے باعث سنت ترک کرنا جائز نہیں۔ جیسے نماز جنازہ کا ادا کرنا واجب ہے اور اگر وہاں عورتیں نوحہ اور بین کرتی ہوں تو نماز جنازہ ترک نہ کرے گا۔ اور اگر ان کو منع کرنے پہ قادر ہے یا عالم دین مقتدیٰ ہے جس کی بات پر لوگ لبیک کہتے ہیں تو اس پہ واجب ہے کہ انہیں نوحہ سے منع کرے اور اگر قادر نہیں تو صبر کرے اور باہر نہ جائے۔ اور اگر دسترخوان پر کوئی خلاف شرع شئی دیکھے تو نہ بیٹھے اگرچہ وہ قوم کا مقتدی نہ ہو اور اگر وہاں جانے سے پہلے خلاف شرع کوئی شئی معلوم ہو جائے تو دعوت قبول نہ کرے ؛ کیونکہ دعوت کا قبول کرنا مسنون طریقہ پر سنت ہے۔

۴۸۵۱ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ انہوں نے قاسم بن محمد رضی اللہ عنہما کو خبر دی کہ انھوں نے ایک تکیہ خریدا جس میں تصاویر تھیں۔ جب اسے جناب رسول اللہ صلی اللہ

marfat.com

الْكَرَاهَةَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ وَاِلٰى رَسُوْلِهٖ مَاذَا اَذْنَبْتُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَالُ هٰذِهِ النُّمْرُقَةِ قَالَتْ فَقُلْتُ اِشْتَرَيْتُهَا لِتَقْعُدَ عَلَيْهَا وَتَوَسَّدَهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيُقَالُ لَهُمْ اَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ وَقَالَ اِنَّ الْبَيْتَ الَّذِىْ فِيْهِ الصُّوَرُ لَا تَدْخُلُهُ الْمَلَآئِكَةُ

بَابُ قِيَامِ الْمَرْأَةِ عَلَى الرِّجَالِ فِى الْعُرْسِ وَخِدْمَتِهِمْ بِالنَّفْسِ

۴۸۵۲ — حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِىْ مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ غَسَّانَ قَالَ

صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو دروازے پر ہی کھڑے رہے اور داخل نہ ہوئے میں نے آپ کے چہرۂ جہاں آراء پر کراہت کا اثر پایا تو عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے حضور توبہ کرتی ہوں۔ میں نے کون سا گناہ کیا ہے؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تکیہ کیسا ہے؟ ام المومنین نے کہا میں نے عرض کیا میں نے یہ اس لئے خریدا ہے کہ آپ اس پر بیٹھا کریں گے اور اس پر ٹیک لگائیں گے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تصویروں والوں کو قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا جو تم نے بنایا ان میں روح ڈالو اور فرمایا جس گھر میں تصویریں ہوں ان میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے ہیں۔

۴۸۵۱ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں اس لئے داخل نہ ہوئے تھے کہ اس میں تصاویر تھیں اور یہ ان منکرات شرعیہ سے ہیں جن کے ہوتے ہوئے دعوت کی اجابت ترک کرنا جائز ہے۔ اس لئے یہ حدیث ذکر کی جس میں اس مکان میں حاضر ہونا ممنوع ہے جہاں تصاویر ہوں وہاں دعوت ہو یا نہ ہو اَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ میں امر تعجیر کے لئے ہے۔

(حدیث : ۳۶۹ ، جلد : ۱ کی شرح دیکھیں)

marfat.com

حَدَّثَنِیْ اَبُوْحَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ قَالَ لَمَّا عَرَّسَ اَبُوْاُسَیْدِ السَّاعِدِیُّ دَعَا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابَہٗ فَمَا صَنَعَ لَھُمْ طَعَامًا وَلَا قَرَّبَہٗ اِلَیْھِمْ اِلَّا امْرَاَتُہٗ اُمُّ اُسَیْدٍ بَلَّتْ تَمَرَاتٍ فِیْ تَوْرٍ مِنْ حِجَارَۃٍ مِنَ اللَّیْلِ فَلَمَّا فَرَغَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنَ الطَّعَامِ اَمَاثَتْہُ لَہٗ فَسَقَتْہُ تُحْفَۃً بِذٰلِکَ

باب النقیع والشراب الذی لا یُسکر فی العُرس

۴۸۵۳ — حَدَّثَنَا یحییٰ بْنُ بُکَیْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا یَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْقَارِیُّ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ سَھْلَ بْنَ سَعْدٍ اَنَّ اَبَا اُسَیْدِ السَّاعِدِیَّ

باب دلہن کا ولیمہ میں خود بخود مہمان مردوں کی خدمت کرنا

۴۸۵۲ — ترجمہ : ابوحازم نے سہل بن زید سے روایت کی کہ جب ابو اُسید ساعدی نے شادی کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی دعوت کی تو اُس نے نہ تو اُن کے لئے کھانا تیار کیا اور نہ ہی ان کے قریب گیا مگر اس کی بیوی نے جو اُسید کی والدہ ہے۔ اُس نے رات کو پتھر کے برتن میں کھجوریں پانی میں ڈال رکھی تھیں۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھانے سے فارغ ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ان کو ہاتھ سے پانی میں ملا پھر آپ کو وہ پلایا حالانکہ یہ آپ کو تحفہ پیش کیا تھا۔ (حدیث ۴۸۴۶ کی شرح دیکھیں)

باب شادی میں کھجوروں کا شیرہ اور نشہ نہ دینے والا شربت کا جواز

marfat.com

دَعَا النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم لِعُرْسِہٖ فَکَانَتِ امْرَأَتُہٗ خَادِمَتَہُمْ یَوْمَئِذٍ وَھِیَ الْعَرُوْسُ فَقَالَتْ اَوْ قَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا اَنْقَعَتْ لِرَسُوْلِ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَنْقَعَتْ لَہٗ تَمَرَاتٍ مِنَ اللَّیْلِ فِیْ تَوْرٍ

بَابُ الْمُدَارَاۃِ مَعَ النِّسَاءِ
وَقَوْلِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّمَا الْمَرْأَۃُ کَالضِّلَعِ

۴۸۵۳ ترجمہ : ابوحازم سے روایت ہے کہ میں نے سہل بن سعد سے سُنا کہ ابوسعید نے اپنی شادی میں سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی اور اس روز اس کی بیوی ان کی خدمت کرتی تھی۔ حالانکہ وہ نئی دلہن تھی اُس نے کہا یا ابوسعید نے کہا کیا تم جانتے ہو کہ اُس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا پلایا۔ اُس نے آپ کے لئے پتھر کے برتن رات کو کھجوریں پانی میں بھگو رکھی تھیں (اُن کا شیرہ پلایا تھا)

۴۸۵۳ شرح : نقیع وہ کھجوریں ہیں جو پانی میں ڈالی جائیں تاکہ ان کی شیرینی نکل آئے اسے شیرہ کہتے ہیں۔ عنوان میں نقیع کے بعد شراب کو ذکر کیا یہ عام کا خاص پر عطف ہے کیونکہ شراب نقیعِ تمر سے عام ہے اور الّذی یُسکر شراب کی صفت ہے۔ یعنی وہ شیرہ جو نشہ نہ دے کیونکہ جو نشہ دے اس کو پینا جائز نہیں۔ یہ نقیع اور شراب دونوں میں معتبر ہے کیونکہ نقیع مُسکر بھی پینا جائز نہیں۔ خادم کا اطلاق مذکر و مؤنث دونوں پر ہوتا ہے۔

باب عورتوں کے معاملہ میں نرمی کرنا
اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد! عورت انسان کی پسلی کی مانند ہے

شرح : سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں سے نیکی کرنا صدقہ ہے۔ مدارات ہمزہ کے بغیر بمعنی مُلَائَمَۃ ہے یعنی ایک دوسرے سے نیکی اور نرمی کرنا چنانچہ کہا جاتا ہے دَارَیْتُ زَیْدًا "میں نے زید سے نرمی کی اور ہمزہ کے ساتھ بمعنی مدافعت ہے یہاں پہلا معنی مراد ہے۔ اصل میں مدارات کے معنی الفت اور دلوں کو مائل کرنا ہے۔

marfat.com

۴۸۵۳ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَرْاَةُ كَالضِّلَعِ اِنْ اَقَمْتَهَا كَسَرْتَهَا وَاِنِ اسْتَمْتَعْتَ بِهَا اِسْتَمْتَعْتَ بِهَا وَفِيْهَا عِوَجٌ

بَابُ الْوَصَاةِ بِالنِّسَآءِ

۴۸۵۴ — حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ الْجُعْفِيُّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ مَيْسَرَةَ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو پسلی کی طرح فرمایا ہے، جیسے کہ پسلی کی طرح ٹیڑھی ہوتی ہے، کیونکہ یہ حضرت آدم علیہ السلام کی پسلی سے پیدا کی گئی ہے، چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ اِنَّ حَوَّآءَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعِ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ "یعنی بنی نوع انسان کی ماں حضرت آدم علیہ السلام کی چھوٹی پسلی سے پیدا کی گئی جبکہ وہ سو رہے تھے۔ حدیث میں اس کو پسلی سے تشبیہ اس لئے دی ہے کہ عورت کی طبیعت میں کجی ہے۔ حدیث شریف میں اسی طرف اشارہ ہے پھر اس کی وضاحت اس طرح کی کہ اگر تو ٹیڑھی پسلی کو سیدھا کرنا چاہے گا تو اسے توڑ ڈالے گا۔ یہ حال عورت کا ہے کہ اگر اسے بالکل سیدھا کرنے کی کوشش کرے گا تو وہ زیادہ بگڑ جائے گی اور طلاق تک نوبت پہنچے گی یہ اس کا ٹوٹنا ہے اور اگر اسے بالکل اپنے حال پر چھوڑ دے تو اور زیادہ ٹیڑھی ہو جائے گی ان سے میانہ روی اختیار کرنی چاہیئے۔

باب عورتوں کے لئے وصیّت کرنا

۴۸۵۴ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان

marfat.com

يُؤْذِي جَارَهُ وَاسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا فَإِنَّهُنَّ خُلِقْنَ مِنْ ضِلَعٍ وَإِنَّ أَعْوَجَ شَيْءٍ فِي الضِّلَعِ أَعْلَاهُ فَإِنْ ذَهَبْتَ تُقِيمُهُ كَسَرْتَهُ وَ إِنْ تَرَكْتَهُ لَمْ يَزَلْ أَعْوَجَ فَاسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا

رکھتا ہے وہ اپنے ہمسایہ کو دکھ نہ دے اور عورتوں کے ساتھ نیکی اور بھلائی کرو ؛ کیونکہ وہ پسلی سے پیدا کی گئی ہیں اور سب سے زیادہ ٹیڑھی پسلی اُوپر والی ہے ۔ اگر تو اسے سیدھی کرے گا تو اسے توڑ دے گا اور اگر اسے اپنے حال پر چھوڑ دے گا تو وہ ہمیشہ ٹیڑھی ہوتی رہے گا عورتوں کے ساتھ بھلائی کرو!

۴۸۵۴ — شرح : بظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کوئی ہمسایہ کو دُکھ دے وہ مومن نہیں ، لیکن ہمسایہ کو اذیت پہنچانے والے سے کمالِ ایمان کی نفی ہے اصلِ ایمان کی نفی نہیں ۔ یعنی ایسے شخص کا ایمان کامل نہیں ۔ اور مطلق ایمان کے لائق اور مناسب نہیں کہ ہمسایہ کو دُکھ پہنچائے ۔

قولہ اِسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ ،، یعنی عورت سے نیکی کرنے کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی وصیت قبول کرو ۔ طیبی نے کہا سین بمعنی طلب ہے یعنی عورتوں کے حق میں اپنی طرف سے وصیت طلب کرو ۔ ہو سکتا ہے کہ خطاب عام ہو یعنی عورتوں کے بارے میں ایک دوسرے سے وصیت قبول کرو ۔

بیضاوی نے کہا اِسْتِیْصَاءِ بمعنی قبولِ وصیت ہے ۔ حدیث کا معنی یہ ہے کہ میں تمہیں عورتوں کے حق میں وصیت کرتا ہوں ۔ میری وصیت قبول کرو ! کیونکہ وہ پسلی سے پیدا ہوئی ہیں ۔ یعنی ان کی خلقت ٹیڑھی ہے ۔ اُن سے انتفاع اسی صورت ممکن ہے کہ اِن کے ساتھ بھلائی کرتے رہو اور ان کی کجی پر صبر کرتے رہو ۔ اور ان کی استقامت میں طمع نہ کرو ۔

قولہ اِنَّ أَعْوَجَ شَيْءٍ الخ یعنی عورتیں اوپر والی پسلی جو زیادہ ٹیڑھی ہے سے پیدا کی گئی ہیں ۔ اعلاہ میں ضمیر مذکر اور اسی طرح " أَعْوَج " کو مذکر ذکر کیا ۔ عَوْجاء نہیں فرمایا ؛ کیونکہ ضلع بمعنی پسلی مؤنث حقیقی نہیں ہے اور أَعْوَج اسم تفضیل ہے حالانکہ عِوَج عیب ہے اور عیب سے اسم تفضیل نہیں آتا ؛ لیکن یہ افعل وصفی ہے منع اس وقت ہے جب وصف سے التباس ہو ۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا عورت کو سیدھا کرنا اس کو توڑنا ہے اور وہ طلاق ہے عورتوں کے ساتھ مدارات کا معنی یہ ہے کہ ان کی مرضی کے خلاف نہ کرے ۔

marfat.com

۴۸۵۵ ـــ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا نَتَّقِي الْكَلَامَ وَالْاِنْبِسَاطَ اِلٰى نِسَآئِنَا عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَيْبَةَ اَنْ يَنْزِلَ فِيْنَا شَيْءٌ فَلَمَّا تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَكَلَّمْنَا وَاَنْبَسَطْنَا

بَابُ قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا

۴۸۵۶ ـــ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّكُمْ رَاعٍ

۴۸۵۵ ـــ ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں عورتوں سے باتیں کرنا اور ان سے خوش طبعی کرنے سے بچتے تھے اس ڈر سے کہ ہمارے بارے میں قرآن نازل ہو جائے گا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما گئے تو باہم کلام بھی کرنے لگے اور اُن سے خوش طبعی کرتے تھے۔

۴۸۵۵ ـــ شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ اس حدیث میں یہ خبر دی ہے کہ صحابہ کرام عہدِ رسالت میں عورتوں سے گفتگو کرنے اور ان سے خوش طبعی کرنے سے پرہیز کرتے تھے۔ کیونکہ یہ اُن سے بھلائی کی وصیت ہے۔ یعنی حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زمانہ رسالت کی حالت متغیر ہو گئی تھی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا جس روز سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں داخل ہوئے۔ وہاں کی ہر شئ روشن ہو گئی اور نور ہی نور نظر آتا تھا۔ اور جس روز آپ نے انتقال فرمایا اس کی ہر شئ اندھیر کی نذر ہو گئی اور ہم نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن سے ہاتھ اُٹھائے تو ہمارے دل متغیر اور حیران رہ گئے کہ اب کیا ہو گا۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! "اے لوگو! اپنی جانوں اور اہل و اولاد کو آگ سے بچاؤ!"

marfat.com

وَ كُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ فَالْاِمَامُ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلٰى اَهْلِهٖ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ وَالْمَرْاَةُ رَاعِيَةٌ عَلٰى بَيْتِ زَوْجِهَا وَهِيَ مَسْئُوْلَةٌ وَالْعَبْدُ رَاعٍ عَلٰى مَالِ سَيِّدِهٖ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ اَلَا وَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ

بَابُ حُسْنِ الْمُعَاشَرَةِ مَعَ الْاَهْلِ

۴۸۵۶ — ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سب نگہبان ہو امام (حاکم وقت) نگہبان ہے۔ اس سے (رعیت کی نگہبانی کے متعلق) پوچھا جائے گا۔ آدمی اپنے اہل کا نگہبان ہے اس سے پوچھا جائیگا۔ عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگہبان ہے اس سے پوچھا جائے گا۔ غلام اپنے آقا کے مال کا نگہبان ہے اس سے پوچھا جائے گا۔ تم سب نگہبان ہو تم سے (نگہبانی کے متعلق) پوچھا جائے گا۔

۴۸۵۶ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ انسان کا اہل اس کی رعیت ہے۔ تو معنی یہ ہوئے کہ اے ایمان والو اپنی جانوں اور جن کے تم نگہبان ہو انہیں دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔ انہیں گناہ کرنے سے روکو اور نیک کام کرنے پر آمادہ کرو! انہیں آداب سکھاؤ اور شر سے منع کرو۔ اہل کا اطلاق بیوی پر بھی ہوتا ہے۔ حدیثِ افک میں ہے کہ جب اسامہ بن زید سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مشورہ لیا تو انھوں نے عرض کیا حضور عائشہ آپ کی اہل ہے اور جس کا شرعاً خرچہ وغیرہ تم پر لازم ہو جیسے نوح علیہ السلام نے کہا تھا : اِنَّ ابْنِیْ مِنْ اَهْلِیْ ،، اور حضرت ایوب علیہ السلام کے واقعہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : وَوَهَبْنَا لَهٗ اَهْلَهٗ حالانکہ ان کے اہل ان کی بیوی اور اولاد تھی۔ عبد (غلام) پر بھی اہل کا اطلاق ہوتا ہے۔ جیسے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : سلمان ہمارے اہلِ بیت سے ہے۔ پس معلوم ہوا کہ اہل کا اطلاق بیوی، اولاد اور غلاموں پر ہوتا ہے، کیونکہ اہل کے معنی یہ ہیں جس کا شرعاً خرچہ واجب ہو اور یہ معنی مذکورہ تمام امور کو شامل ہے اور رعائت کے معنی حفظ و امانت ہیں، چنانچہ کہا جاتا ہے : دَعَاكَ اللّٰهُ تعالیٰ اللہ تیری حفاظت کرے۔ (حدیث ۸۵۵ کی شرح دیکھیں)

بابُ بیوی سے اچھا معاملہ کرنا

marfat.com

۴۸۵۷ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَا
أَخْبَرَنَا عِيسٰى بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ
عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَلَسَ إِحْدٰى عَشْرَةَ إِمْرَأَةً
فَتَعَاهَدْنَ وَتَعَاقَدْنَ أَنْ لَا يَكْتُمْنَ مِنْ أَخْبَارِ أَزْوَاجِهِنَّ شَيْئًا قَالَتِ
الْأُولٰى زَوْجِي لَحْمُ جَمَلٍ غَثٍّ عَلٰى رَأْسِ جَبَلٍ لَا سَهْلٌ فَيُرْتَقٰى
وَلَا سَمِينٌ فَيُنْتَقَلُ قَالَتِ الثَّانِيَةُ زَوْجِي لَا أَبُثُّ خَبَرَهُ إِنِّي
أَخَافُ أَنْ لَا أَذَرَهُ إِنْ أَذْكُرْهُ أَذْكُرْ عُجَرَهُ وَبُجَرَهُ قَالَتِ الثَّالِثَةُ
زَوْجِي الْعَشَنَّقُ إِنْ أَنْطِقْ أُطَلَّقْ وَإِنْ أَسْكُتْ أُعَلَّقْ قَالَتِ الرَّابِعَةُ
زَوْجِي كَلَيْلِ تِهَامَةَ لَا حَرٌّ وَلَا قَرٌّ وَلَا مَخَافَةَ وَلَا سَآمَةَ قَالَتِ
الْخَامِسَةُ زَوْجِي إِنْ دَخَلَ فَهِدَ وَإِنْ خَرَجَ أَسِدَ وَلَا يَسْأَلُ
عَمَّا عَهِدَ قَالَتِ السَّادِسَةُ زَوْجِي إِنْ أَكَلَ لَفَّ وَإِنْ شَرِبَ
اِشْتَفَّ وَإِنِ اضْطَجَعَ الْتَفَّ وَلَا يُولِجُ الْكَفَّ لِيَعْلَمَ الْبَثَّ

معاشرہ کے معنی میل جول کے ہیں۔ یہ عِشرت بمعنی صحبت سے ہے اور معاشرہ مفاعلہ ہے جس کی خصوصیت مشارکت بھی ہے۔ یعنی دو آدمیوں کا ماخذ میں شریک ہونا۔

۴۸۵۷ — شرح : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ (زمانہ جاہلیت کی) بارہ عورتیں (ایک مجلس میں) بیٹھیں اور اُنھوں نے آپس میں عہد و پیمان کیا کہ وہ اپنے شوہروں کے حالات اور ان کی عادات سے کچھ نہ مخفی رکھیں گی۔ چنانچہ پہلی عورت نے کہا میرا شوہر کمزور اونٹ کا گوشت ہے جو پہاڑ کی چوٹی پر ہے نہ تو نرم زمین ہے کہ اس پر چڑھا جا سکے اور نہ ہی گوشت عمدہ ہے کہ اس کو ضرور لایا جائے۔ دوسری نے کہا میرا شوہر میں اس کی خبر ظاہر نہیں کرتی مجھے ڈر ہے کہ میں اُسے چھوڑ دوں گی اگر میں اس کو ذکر کروں تو

marfat.com

قَالَتِ السَّابِعَةُ زَوْجِیْ غَیَایَاءُ اَوْ عَیَایَآءُ طَبَاقَاءُ کُلِّ دَاءٍ لَہٗ دَاءٌ شَجَكِ اَوْ فَلَّكِ اَوْ جَمَعَ کُلًّا لَكِ قَالَتِ الثَّامِنَةُ زَوْجِیْ الْمَسُّ مَسُّ اَرْنَبٍ وَالرِّیْحُ رِیْحُ زَنْدَبٍ قَالَتِ التَّاسِعَةُ زَوْجِیْ رَفِیْعُ الْعِمَادِ طَوِیْلُ النِّجَادِ عَظِیْمُ الرَّمَادِ قَرِیْبُ الْبَیْتِ مِنَ النَّادِ قَالَتِ الْعَاشِرَةُ زَوْجِیْ مَالِكٌ وَمَا مَالِكٌ مَالِكٌ خَیْرٌ مِنْ ذٰلِكَ لَہٗ اِبِلٌ کَثِیْرَاتُ الْمَبَارِكِ قَلِیْلَاتُ الْمَسَارِحِ وَاِنَّا سَمِعْنَ صَوْتَ الْمِزْهَرِ اَیْقَنَّ اَنَّهُنَّ هَوَالِكُ قَالَتِ الْحَادِیَةَ عَشْرَةَ زَوْجِیْ اَبُوْزَرْعٍ فَمَا اَبُوْزَرْعٍ اَنَاسَ مِنْ حُلِیٍّ اُذُنَیَّ وَمَلَأَ مِنْ شَحْمٍ عَضُدَیَّ وَبَجَّحَنِیْ فَبَجَّحَتْ اِلَیَّ نَفْسِیْ وَجَدَنِیْ فِیْ اَهْلِ غُنَیْمَةٍ بِشِقٍّ فَجَعَلَنِیْ فِیْ اَهْلِ صَهِیْلٍ وَاَطِیْطٍ وَدَائِسٍ

اس کے تمام عیب ظاہر اور پوشیدہ ذکر کردوں گی۔ تیسری نے کہا میرا شوہر دراز قد کمزور ہے۔ اگر میں اس کے عیب بولوں تو مجھے طلاق دی جائے گی اور اگر خاموش رہوں تو معلق رہوں گی۔ (نہ شوہر والی اور نہ مطلقہ) چوتھی نے کہا میرا شوہر تہامہ کی رات کی مانند ہے (معتدل ہے) نہ گرم ہے اور نہ سرد ہے نہ زیادہ ڈر اور نہ تنگی کرنے والا۔

پانچویں عورت نے کہا: میرا شوہر اگر گھر میں آئے تو چیتے کی طرح ہے اور اگر باہر جائے تو شیر جیسا ہے اور گھر میں مال کے گم ہونے کی باز پرس نہیں کرتا۔

چھٹی نے کہا میرا شوہر اگر کھانا شروع کرے تو سب کچھ چٹ کر جاتا ہے اور اگر پیئے تو سب کچھ صاف کر دیتا ہے اور اگر لیٹے اور نیند کرنے لگے تو کپڑوں میں لپٹ جاتا ہے اور ہاتھ دراز نہیں کرتا تاکہ بیوی کا غم معلوم کرے۔

ساتویں نے کہا میرا شوہر عاجز ہے یا گمراہ بیوقوف ہے۔ جہاں کی ہر بیماری اس کے لئے ہے اگر تو بات کرے تو سر توڑ دے یا جسم زخمی کر دے یا سب کچھ (سر کا زخم اور بدن کا جسم) جمع کر دے۔

marfat.com

وَمُنَقٍّ فَعِنْدَهٗ اَقُوْلُ فَلَا اُقَبَّحُ وَاَرْقُدُ فَاَتَصَبَّحُ وَاَشْرَبُ
فَاَتْقَحُ اُمُّ اَبِیْ زَرْعٍ فَمَا اُمُّ اَبِیْ زَرْعٍ عُكُوْمُهَا رِدَاحٌ وَبَيْتُهَا
فَسَاحٌ اِبْنُ اَبِیْ زَرْعٍ فَمَا ابْنُ اَبِیْ زَرْعٍ مَضْجَعُهٗ كَمَسَلِّ شَطْبَةٍ
وَتَشْبَعُهٗ ذِرَاعُ الْجَفْرَةِ بِنْتُ اَبِیْ زَرْعٍ فَمَا بِنْتُ اَبِیْ زَرْعٍ طَوْعُ
اَبِيْهَا وَطَوْعُ اُمِّهَا وَمِلْءُ كِسَائِهَا وَغَيْظُ جَارَتِهَا جَارِيَةُ اَبِیْ زَرْعٍ
فَمَا جَارِيَةُ اَبِیْ زَرْعٍ لَا تَبُثُّ حَدِيْثَنَا تَبْثِيْثًا وَلَا تُنَقِّثُ مِيْرَتَنَا

آٹھویں عورت نے کہا میرا شوہر کومس کرنا خرگوش کو مس کرنا ہے (بہت نرم ہے) اس کی خوشبو زرنب (خوشبودار بوٹی) کی خوشبو ہے۔

نانویں نے کہا میرا شوہر اُونچے گھر والا ہے۔ اس کا شمشیر بند (میان) دراز ہے (قد آور ہے) بہت راکھ والا ہے۔ اس کا گھر لوگوں کے محفل خانہ کے قریب ہے۔

دسویں نے کہا: میرا شوہر مالک ہے کیا مالک ہے اس سے بہتر کوئی نہیں دیکھا گیا۔ اس کے اونٹ ہیں جو باڑوں میں زیادہ ہیں اور چراگاہ میں جانے والے کم ہیں جب وہ سرنگی کی آواز سنیں وہ یقین کر لیتے ہیں کہ وہ ہلاک ہونے والے ہیں۔

گیارھویں عورت نے کہا میرا شوہر ابوزرع ہے۔ ابوزرع کیا ہے (اس کی شان بلند ہے) اُس نے بولیوں سے میرے کان بھر دیئے اور وہ حرکت کرتے ہیں اور میرے دونوں بازو چربی سے بھر دیئے مجھے خوش کیا تو میری جان خوش ہوگئی۔ اُس نے مجھے چند بکریوں والے میں پایا جو ایک طرف پڑا تھا تو مجھے گھوڑوں والوں، اونٹوں والوں، اصحابِ طعام اور باغات والوں میں کر دیا۔ میں اپنے شوہر کے پاس کوئی بات کہتی ہوں تو مجھے عیب نہیں لگایا جاتا۔ میں سوتی ہوں تو صبح کر دیتی ہوں (کوئی مجھے بیدار نہیں کرتا) میں پانی پیتی ہوں تو خوب اطمینان سے پیتی ہوں۔ ابوزرع کی ماں کیا ہے۔ ابوزرع کی ماں (اس کی شان بلند ہے) اس کے صندوق بھرے ہوئے ہیں۔ اس کا گھر فراخ ہے۔ ابوزرع کا بیٹا ابوزرع کا بیٹا کیسی شان والا ہے۔ اس کی خواب گاہ جیسے شاخ کھینچنے کی جگہ ہے۔ چار ماہ کے بکری کے بچے کی ایک دست اس کا پیٹ بھر دیتی ہے۔ ابوزرع کی بیٹی اس کی کیسی شان ہے وہ اپنے باپ کی تابعدار اور اپنی ماں کی تابعدار ہے۔ اس کی چادر بھری ہوئی ہے (اس کا جسم موٹا ہے کہ

marfat.com

تَنْقِيثًا وَلَا تَمْلَأُ بَيْتَنَا تَعْشِيشًا قَالَتْ خَرَجَ أَبُوْ زَرْعٍ وَالْأَوْطَابُ
تُمْخَضُ فَلَقِيَ امْرَأَةً مَعَهَا وَلَدَانِ لَهَا كَالْفَهْدَيْنِ يَلْعَبَانِ مِنْ
تَحْتِ خَصْرِهَا بِرُمَّانَتَيْنِ فَطَلَّقَنِيْ وَنَكَحَهَا فَنَكَحْتُ بَعْدَهُ رَجُلًا
سَرِيًّا رَكِبَ شَرِيًّا وَأَخَذَ خَطِّيًّا وَأَرَاحَ عَلَيَّ نَعَمًا ثَرِيًّا وَأَعْطَانِيْ
مِنْ كُلِّ رَائِحَةٍ زَوْجًا وَقَالَ كُلِيْ أُمَّ زَرْعٍ وَمِيْرِيْ أَهْلَكِ قَالَتْ
فَلَوْ جَمَعْتُ كُلَّ شَيْءٍ أَعْطَانِيْهِ مَا بَلَغَ أَصْغَرَ إِنَاءِ أَبِيْ زَرْعٍ قَالَتْ
عَائِشَةُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنْتُ لَكِ كَأَبِيْ زَرْعٍ
لِأُمِّ زَرْعٍ

کپڑا بھر جاتا ہے) اور اپنی سوکن کے لئے غیظ و غضب ہے۔ ابوزرع کی لونڈی وہ بھی کیسی شان والی ہے وہ ہماری باتیں ظاہر نہیں کرتی۔ ہمارا کھانا خراب نہیں کرتی اور ہمارا گھر خس و خاشاک سے نہیں بھرتی۔ اُس نے کہا ابوزرع باہر گیا حالانکہ دودھ سے برتن بھرے ہوئے تھے۔ اُن سے مکھن نکالا جا رہا تھا وہ ایک عورت سے ملا جس کے دو بچے چیتوں کی طرح تھے وہ اس کی بغل کے نیچے دو اناروں کے ساتھ کھیل رہے تھے میرے شوہر نے مجھے طلاق دے دی اور اس سے نکاح کر لیا۔ میں نے اس کے بعد ایک مالدار آدمی سے نکاح کیا جو عربی گھوڑے پر سواری کرتا ہے۔ نیزہ ہاتھ میں پکڑتا ہے۔ اُس نے مجھے بہت نعمتیں دیں اور ہر آرام پہنچانے والی شئ کا جوڑا مجھے دیا اور کہا اے ام زرع کھاؤ اور اپنے اہل کو بھی کھلاؤ۔ ام ابی زرع نے کہا اگر میں ہر شئ جو مجھے اُس نے دی ہے جمع کروں تو وہ ابوزرع کے چھوٹے سے برتن کو بھی نہیں بھرتی۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ میں تیرے لئے ام زرع کے لئے ابوزرع جیسا ہوں۔

ابوعبداللہ (بخاری رحمہ اللہ) نے کہا سعید بن زید نے ہشام سے روایت کرتے ہوئے لَا تُعَشِّشُ بَيْتَنَا تَعْشِيشًا ، امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ بعض نے اَتَفَتَّحُ میم پڑھا اور یہ صحیح تر ہے۔

۴۸۵۷ شرح : زمانہ جاہلیت میں گیارہ عورتوں نے عہد کیا تھا کہ وہ اپنے اپنے شوہروں کے کیفیات معاشرت ذکر کریں گی اور اُن میں سے کچھ

marfat.com

نہ رکھیں گی ۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سیّدِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کوئی عورت کسی دوسری عورت کی اپنے شوہر سے وصف بیان نہ کرے گویا کہ وہ اسے دیکھ رہا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جب عورتیں مجہول ہوں وہ اپنے شوہروں سے محاسن بیان کر سکتی ہیں۔ معیّن عورتوں کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے شوہروں سے دوسری معین عورتوں کے محاسن بیان کریں۔

زمانہ جاہلیت کی گیارہ عورتوں کی گفتگو کی تفصیل

پہلی نے کہا اس کا شوہر کمزور اونٹ کا گوشت ہے جو پہاڑ کی چوٹی پر ہے اور راستہ بھی کٹھن ہے وہاں تک پہنچنا بہت مشکل ہے اور نہ موٹا تازہ گوشت ہے کہ اس کو ضرور لایا جا سکے ۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ اس میں خیر کم ہے ؛ کیونکہ وہ اونٹ کا گوشت ہے بکری کا نہیں پھر وہ کمزور ہے ردّی ہے ۔ بایں ہمہ اس کو حاصل کرنا بہت مشکل ہے پوری مشقت سے وہ حاصل کیا جا سکتا ہے جس کو لوگ پسند نہیں کرتے ۔ علامہ خطابی نے کہا قلت خیر کے ساتھ ساتھ اس میں تکبّر اور بد خلقی بھی ہے اور اس میں کوئی مصلحت نہیں کہ اس کے حصول کے لئے تکلیف برداشت کی جائے اور اس کی وجہ سے اس کی سوءِ معاشرت برداشت کی جائے۔ اس عورت کا نام معلوم نہیں۔

دُوسری عورت کا بیان

اس عورت کا نام عمرہ بنت عمرو مینی ہے ۔ اُس نے کہا میں اپنے شوہر کی خبر ظاہر نہیں کرتی ہوں ۔ اس کی داستان طویل ہے ۔ اگر میں اس کی تفصیل میں جاؤں تو اس کی کثرت کے باعث میں اسے پورا کرنے پر قادر نہیں ہوں یہ معنی اس تقدیر پر ہے جبکہ "اَنْ لَا اَذَرَہٗ" میں ضمیر کا مرجع خبر ہو اور اگر ضمیر کا مرجع زوج ہو اور حرف لا زائد ہوگا تو معنی یہ ہوگا مجھے ڈر ہے کہ وہ مجھے طلاق دے دیگا تو میں اس کو چھوڑ جاؤں گی ۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس میں تیسری تاویل یہ ہے کہ اخاف ان اَبُثَّ خبرہ "کیونکہ عدمِ ترک اثبات وتبیین ہے اور ایک روایت میں ہے کہ دوسری عورت نے کہا کہ میں اپنے شوہر کی کوئی بات ذکر نہیں کرتی اور نہ اسے نشر کرتی ہوں ۔ عُجر بُجر کے معنی تمام امور ہیں یعنی میں اس کی ہر شئ واضح کر دوں گی ۔ بعض نے کہا عُجر ظاہر اور بُجر باطن ہے یعنی میں اس کے ظاہری اور باطنی عیوب ذکر کر دوں گی اور اگر وہ یہ سُن تو مجھے طلاق دے گا اور میں اس کو چھوڑ دوں گی ۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جب اُنھوں نے عہد

marfat.com

کیا تھا کہ اپنے شوہر کی کوئی بات پوشیدہ نہ رکھیں گی۔ تو اس عورت نے خلافِ عہد کیوں کیا؟ اس کا جواب یہ ہے اس نے ذکر تو کر دیا ہے جبکہ یہ کہا مجھے ڈر ہے کہ وہ مجھے طلاق دے دیگا، کیونکہ اس میں بہت عیب ہیں علاوہ ازیں اگر وہ عہد کا خلاف کریں بھی تو اس میں کیا مضائقہ ہے اُن کا اسلام تو ثابت نہیں تاکہ وہ جو عہد کریں اس کا پُورا کرنا اُن پر واجب ہو۔

تیسری عورت کا بیان

یہ عورت کعب یمانی کی بیٹی ہے۔ اُس نے کہا میرا شوہر دراز قد لاغر ہے۔ خلیل نے کہا عَشَنَّق کے معنیٰ دراز گردن ہے۔ اس کی جمع عشانق ہے۔ ابو سعید ضریر نے کہا اُس نے اپنے شوہر کی مدح کی ہے۔ عشنق طویل نجیب جو اپنے امر کا مالک ہے کہ عورت کا محکوم نہیں (زن مرید نہیں) میں اس کی ہیبت سے دَم نہیں مار سکتی ہوں۔ علامہ کرمانی نے کہا عشنق بلا فائدہ طویل قد ہے۔ اگر میں اس کے عیوب ذکر کروں تو مجھے طلاق دے گا اور خاموش رہوں معلق رہتی ہوں اور وہ مجھے کسی شمار میں نہیں لاتا۔ اس وقت میں کنواری ہوں اور نہ شوہر والی سہاگن ہوں نہ اِدھر کی نہ اُدھر کی ،، جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ،،

چوتھی عورت کا بیان

یہ عورت ابو برمہ کی بیٹی ہے۔ اِس کا نام مَہْدَد ہے۔ اس نے کہا میرا شوہر تہامہ کی رات کی مانند ہے۔ اس میں پورا اعتدال ہے جو کوئی نجد سے بلاد حجاز کی طرف نزول کرے اسے تہامہ کہتے ہیں۔ یہ تہم سے ماخوذ ہے اس کے معنی ہوا کا ٹھہر جانا ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ،، تَهَمَ الدَّهْرُ إِذَا تَغَيَّرَ ،، اس سے مراد یہ ہے کہ وہ اہلِ مکہ کی رات جیسا ہے جس میں ہوا ساکن ہو یا ربیع کی رات جیسا ہے جبکہ ہوا برودت سے حرارت کی طرف بدلے اور اس کا اعتدال ظاہر ہے یعنی اس کا شوہر معتدل مزاج ہے۔ نہ گرم ہے اور نہ ٹھنڈا ہے۔ نہ اس سے خوف ہے کہ میرے ساتھ برائی کرے گا۔ اس میں بدی ہی نہیں وہ نہائت ہی کریم ہے۔ حرّ گرمی قرّ سردی۔

پانچویں عورت کا بیان

اس عورت کا نام کبشہ ہے۔ اُس نے اپنے شوہر کو اس کے زیادہ سونے کی وجہ سے چیتے سے تشبیہ دی اور اس کی طاد اغماض ہے کیا یعنی جب وہ گھر میں داخل ہو تو آرام کرتا ہے اور جو مال تلف ہو جائے اور جو باقی رہ جائے اس میں اغماض کرتا ہے پرواہ نہیں کرتا اور جب وہ لوگوں میں ہو تو شیر کی طرح ہوتا ہے۔ دوستوں کے ساتھ نرم اور دشمنوں کے ساتھ سخت ہوتا ہے جیسے شیر کی وصف ہے۔ بعض نے اس کے معنی

marfat.com

یہ ذکر کئے ہیں کہ جب وہ گھر میں داخل ہوتا ہے تو چیتے کی طرح مجھ پر اُچھل پڑتا ہے گویا کہ جماع میں بہت جلدی کرتا ہے حالانکہ مجھ میں جماع کی رغبت نہیں ہوتی۔

قولہ لَا یَسْئَلُ عَمَّا عَہِدَ ،، یعنی وہ گھر کے عیب نہیں پوچھتا یہ اس کے اچھے خلق کی تعریف ہے اور یہ کہ وہ دنیاوی امور سے بے تعلق ہے۔

چھٹی عورت کا بیان

اس عورت کا نام ہند ہے۔ اُس نے کہا میرا شوہر اگر کھانے لگے تو جو طعام موجود ہو سارا کھا جاتا ہے اور دوسرے کے لئے کچھ نہیں چھوڑتا اگر پانی پینے لگے تو برتن کا سارا پانی پی جاتا ہے (لفّ کا معنی زیادہ طعام کھانے والا اور اشتفاف کے معنی برتن کا سارا پانی پی جانا ہے یہ شفافہ سے ماخوذ ہے اور وہ باقی بچا ہُوا پانی ہے جب وہ بھی پی جائے تو کہا جاتا ہے اِشْتَفَفْ) اگر وہ لیٹے تو ایک کونہ میں اپنے کو کپڑے میں لپیٹ لیتا ہے۔ ہاتھ نہیں بڑھاتا اور بیوی کے کپڑوں میں نہیں لاتا تاکہ اس کا غم واندوہ کا سبب معلوم کرے یعنی وہ ایسا سوتا ہے کہ بیوی کے حال سے بے خبر ہو جاتا ہے۔ ابو عُبَیْد نے کہا اس کے معنی یہ ہیں کہ میرا خیال ہے کہ عورت کے جسم میں کوئی عیب یا مرض ہے جس کے باعث وہ غمناک رہتا ہے گویا کہ وہ اس کے کپڑوں میں ہاتھ داخل نہیں کرتا تاکہ اس کو مس نہ کرے جو بیوی کو تکلیف دہ ہو اس معنی کے مطابق شوہر کی تعریف ہے کہ اس نے شوہر کی مروّت اور حسن خلق سے وصف بیان کی ہے۔ ابن قتیبہ نے اس معنی کو مسترد کرتے ہوئے کہا کہ اس عورت نے صدرِ کلام میں شوہر کی مذمت کی ہے تو آخر کلام میں اس کی مدح کیسے کر سکتی تھی۔ انباری نے اس کا جواب دیا کہ اُن عورتوں نے عہد و پیمان کیا تھا کہ وہ اپنے شوہروں کی مدح یا مذمت سے کوئی شئی نہ پوشیدہ کریں گی۔ اور اُن میں سے بعض عورتوں کے شوہروں کے اوصاف تمام اچھے تھے اور وہ قابل ستائش تھے اور بعض اس کے برعکس تھے۔ اور بعض ملے جلے تھے اس لئے اس نے اچھے بُرے دونوں اوصاف ذکر کر دیئے۔

ساتویں عورت کا بیان

اس عورت کا نام حیی بنت علقمہ تھا۔ اس نے کہا میرا شوہر بولنے میں عاجز اور امور میں کمزور ہے یا گمراہ ہے کہ کسی مصلحت کی راہ نہیں پاتا (عیایا، عَیٌّ بمعنی عجز سے ہے اور غیایا غَیٌّ بمعنی گمراہی سے ماخوذ ہے علامہ کرمانی رحمہ اللہ نے کہا یہ راوی کو شک نہیں بلکہ لفظ "او" تنویع کے لئے ہے کہ اس میں کمزوری کے دونوں نوع پائے جاتے ہیں۔ اُس نے کہا جو جہان میں مرض ہے وہ اس میں پائی جاتی ہے، اگر تو اس سے گفتگو کرے تو تیرا سر توڑ دے یا بدن میں زخم کر دے (شَجّ کے معنی سر کا زخم ہے اور "فجل" سارے بدن

marfat.com

کا زخم ہے یا دونوں کر دے یعنی سر اور بدن دونوں زخمی کر دے۔

آٹھویں عورت کا بیان

اس عورت کا نام یاسر بنت اوس بن عبد ہے۔ میرا شوہر اتنا نرم ہے کہ اس کو چھونا ایسا ہے جیسے خرگوش کو مس کر لیا کہ جب اس کی پشت پر ہاتھ رکھیں تو صاف اور نرم معلوم ہوتی ہے اس کی خوشبو ایسی ہے جیسی زرنب کی خوشبو مہکتی ہے زرنب خوشبو کی قسم ہے یا کوئی جڑی بوٹی ہے جس سے خوشبو آتی ہے اس عورت نے حسن عشرت اور ناز و نعمت سے شوہر کی وصف کی۔

نانویں عورت کا بیان

اس کا نام کسی کو معلوم نہیں اس نے اپنے شوہر کی مدح اس طرح کی کہ میرا شوہر حسب و نسب کے اعتبار سے لوگوں میں سردار ہے اور دولت مندی میں ممتاز ہے۔ اس کے گھر کے ستون بلند ہیں یعنی اس کا گھر بلند ہے اور وہ بہت سخی ہے۔ اس کا شمشیر بند بہت لمبا ہے۔ یعنی اس کا قد دراز ہے یعنی خوبصورت بھی ہے۔ اس کے باورچی خانہ میں راکھ بہت رہتی ہے کھانا بہت پکتا ہے۔ اس کا گھر محفل خانہ کے قریب ہے وہ اس کے گھر میں بے تکلف آکر کھانا کھاتے ہیں۔ یعنی وہ بہت سخی ہے۔

دسویں عورت کا بیان

اس عورت کا نام کبشہ بنت ارقم ہے اس نے کہا میرا شوہر مالک ہے۔ مالک کیا ہے اس سے بہتر کوئی آدمی نہیں دیکھا گیا۔ اس کے اونٹ ہیں جو باڑوں میں زیادہ ہیں۔ چراگاہ میں کم ہیں۔ جب وہ سرنگی کی آواز سنیں تو یقین کرتے ہیں کہ وہ اب ہلاک ہو جائیں گے۔ یعنی اس کے اونٹ بیٹھنے کی جگہ میں زیادہ ہوتے ہیں اور مہمانوں کی آمد میں ان میں سے نحر کر کے کھلائے جاتے ہیں۔ اس لئے جب چراگاہ میں جاتے ہیں تو کم ہوتے ہیں۔ لوگوں کی عادت ہے کہ جب مہمان آتے ہیں تو ان کے لئے سرنگی اور آلات طرب حاضر کرتے ہیں۔ اس لئے جب وہ ان آلات کی آواز سنتے ہیں تو یقین کرتے ہیں کہ ان کو ذبح کر کے مہمانوں کو کھلا دیا جائے گا۔ اس نے اپنے شوہر کی وصف کی کہ وہ بہت مہمان نواز ہے۔ اس میں یہ اشارہ ہے کہ بہائم کو علم احساسی ہے اگرچہ علم تعقلی نہیں ہے۔

گیارھویں عورت کا بیان

یہ عورت ام زرع بنت اکیمل بن ابی ساعدہ یمنیہ ہے۔ اس کا نام عاتکہ ہے وہ اپنے شوہر

marfat.com

کی مدح کرتی ہے اُس نے کہا میرا شوہر ابوزرع ہے اس کی شان کتنی بڑی ہے اس نے کثرتِ زیور سے میرے کان متحرک کر دیئے ہیں (اناس فعل ماضی ہے اس کا مجرد ناسَ یَنُوْسُ نَوْسًا اور حُلِیّ بضم الحاء وکسر اللام اور یاء مشدد حُلِیٌّ کی جمع ہے یہ سونے یا چاندی کے زیورات ہیں جن سے عورتیں اپنی زینت کرتی ہیں) اُس نے میرے دونوں بازو چربی سے بھر دیئے ہیں کیونکہ وہ مجھے بہت نعمتیں کھلاتا ہے اور اُن کے ساتھ مجھے موٹا کر دیا ہے۔ اُس نے مجھے خوش کیا تو میری جان خوش ہوگئی اُس نے مجھے ایک طرف پڑی ہوئی تھوڑی سی بکریوں والوں میں پایا۔ غُنَیمہ، غنم کی تصغیر ہے۔ شق ایک جگہ کا نام ہے بعض نے کہا شق پہاڑ ہے۔ یعنی زاد کم ہونے اور تھوڑی بکریاں ہونے کے باعث پہاڑ کے ایک کنارے رہتے تھے۔ ابوزرع نے مجھے گھوڑوں والوں، اونٹوں والوں، زمین والوں اور باغات والوں میں کر دیا۔ صہیل گھوڑے کی آواز، اطیطہ اونٹ کی آواز ہے جبکہ اُن پہ بوجھ زیادہ ہو۔ عرب بکریوں والوں کو کسی شمار میں نہیں لاتے اور گھوڑوں اور اونٹوں والوں کو بہت بڑا جانتے ہیں۔

دائسٌ وہ ہے جو گندم وغیرہ خوشہ سے نکالتے ہیں۔ مُنَقٍّ وہ ہے جو دانے توڑی سے علیحدہ کرتا ہے۔ اس سے مراد کھیتوں والے ہیں۔ ابوزرع نے مجھے یہ عزت دی ہے کہ میں کوئی بات کروں تو اس کو مسترد نہیں کیا جاتا۔ اور اگر میں سوتی ہوں تو صبح ہو جاتی ہے۔ مجھے کوئی بیدار نہیں کرتا میں پانی پیتی ہوں تو خوب اطمینان سے پیتی ہوں اور خوب سیر ہو کر پیتی ہوں۔ یہ معنی اَتَقَمَّحُ کی تقدیر پہ ہیں۔ صحیح بھی یہی ہے بعض نے اَتَقَنَّحُ نون سے پڑھا ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں میں آہستہ آرام سے پیتی ہوں۔ ابوعبید نے کہا پانی کو اس لئے ذکر کیا کہ اِن میں پانی کی قلت ہے یہ سیر ہو کر پینا بھی بہت بڑی نعمت ہے۔ ام ابی زرع کی تعریف میں کہا کہ اس کے صندوق بھارے ہیں جن میں سامان اور طعام ہے۔ علوم عکم کی جمع ہے اس کے معنی صندوق ہیں۔ رِداحٍ بکسر الراء یعنی بھارے اور بھرے ہوئے ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ محکوم علیہ جمع مبتدا ہے اور رداح مفرد ہے ان دونوں میں مطابقت نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہر عکم رداح ہے یا ذِہاب کی طرح رِداء مصدر ہے اس میں جمع اور واحد مساوی ہوتے ہیں۔ ام ابی زرع کا گھر فراخ ہے۔ ابن ابی زرع کی یہ شان ہے کہ اس کی خواب جہاں وہ سوتا ہے کھجور کی شاخ کی مقدار ہے۔ نزاکتِ بدن سے اس کی مدح کی عربوں کے نزدیک مردوں میں نزاکتِ بدن محمود ہے جبکہ عورتوں میں موٹا ہونا محمود ہے۔ مَسَلّ بفتح المیم وتشدید اللام ہے۔ یہ مصدر میمی بمعنی مسلول ہے۔ اسم مکان بھی ہو سکتا ہے۔ شَطْبَۃ، بفتح الشین وسکون الطاء ہے۔ اس کے معنی کھجور کے پتے علیحدہ علیحدہ کر کے اُن سے بوری وغیرہ بناتے ہیں۔ ابن عربی نے کہا اس سے مراد تلوار ہے جو نیام سے باہر نکالی گئی ہو۔ یہ مجازی معنی ہے کیونکہ عرب مردوں کو تلوار سے تشبیہ دیتے ہیں اور وجہ تشبیہ اس کی سختی اور ہیبت ہے یا اس کی خوبصورتی اور چمک ہے یا اعتدال وصفائی میں کمالِ صورت ہے۔ قولہ تشبعہ الخ یعنی چار ماہ کے بکری کے بچے

marfat.com

کا دست (گوڈی کا گوشت) اس کو سیر کر دیتا ہے۔ جفر بھیڑ یا بکری کا چار ماہ کا بچہ ہے۔ یعنی وہ بہت تھوڑا کھاتا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ اُس نے ابن ابی زرع کی بلند قدر سے مدح کی ہے کہ وہ بطین (زیادہ کھانے والا) نہیں نہ اس کی طبع میں سختی ہے۔ اس کا کھانا پینا معمولی ہے ہر وقت مسلح رہتا ہے اور جنگوں میں فخر کرتا ہے ایسے شخص کی عرب مدح کرتے ہیں۔ بنت ابی زرع کی مدح اس طرح کی کہ وہ اپنے ماں باپ کی تابعدار ہے اور اُن سے نیکی کرتی ہے۔ اس کی چادر کا بھر جانا ہمسایہ کے غصّہ کا سبب ہے یعنی اس کا جسم گوشت سے بھرا ہُوا ہے اور وہ بہت موٹی ہے۔ جَارہ کے معنی سوکن کے بھی ہیں یعنی جب اس کی سوکن اس کی خوبصورتی اور جمال و کمال اور پاکدامنی اور آداب کو دیکھتی ہے تو اس کو غصّہ آتا ہے جو سوکنوں کی طبعی عادت ہے۔ ابوزرع کی لونڈی کی مدح یوں کی کہ وہ ہمارے اسرار ظاہر نہیں کرتی اور انہیں خفیہ رکھتی ہے اور ہمارا طعام خراب نہیں کرتی یعنی امانت دار ہے۔ مِیْرَۃ ،، جو طعام دیہاتی شہر میں لاتے ہیں۔ اور نہ ہمارا گھر خس و خاشاک سے بھرتی ہے بلکہ گھر کی صفائی رکھتی ہے اور اس کا خوب اہتمام کرتی ہے۔ بعض نے کہا اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ ہمارے طعام میں خیانت نہیں کرتی کہ اس کو گھر کے کسی کونہ میں چھپا رکھے۔

خطابی نے کہا تَعْشِیْشِ عَشَّشَ الخبزُ سے ہے۔ جبکہ وہ خراب ہو جائے یعنی وہ طعام کا خیال رکھتی ہے اور اہلِ خانہ کو باری باری کھلاتی ہے اور اس سے غافل نہیں ہوتی کہ وہ گھر میں خراب ہو جائے پھر اس عورت نے اپنی طلاق کا حال ذکر کیا کہ ابوزرع ایک روز باہر نکلا جبکہ دودھ کے بھرے ہُوئے مشکیزوں سے مکھن نکالا جا رہا تھا۔ ایک عورت سے اُس نے ملاقات کی جس کے پاس دو بچے تھے جیسے چیتے ہوتے ہیں۔ جو اس کے سرین کے نیچے دو اناروں سے کھیل رہے تھے۔ یعنی اس کے سرین بہت موٹے تھے اور دو پستان اناروں کی طرح تھے۔ اس کو دیکھ کر اُس نے مجھے طلاق دے دی اور اس سے نکاح کر لیا۔ میں نے ابوزرع کے بعد ایک ایسے سردار سے نکاح کیا جو اپنی قوم کا بہت بڑا آدمی تھا۔ وہ عربی گھوڑے پر سواری کرتا ہاتھ میں نیزہ رکھتا۔ سری کے معنی سردار اور شریّ کے معنی ہموار چلنے والا گھوڑا جو تنگ جگہوں سے آرام سے گزر جاتا ہے۔ قاضی عیاض نے ابن سکیت سے نقل کیا کہ شریّ بمعنی سخی اور جوّاد ہے یعنی وہ گھوڑے پر اس حال میں سوار ہوتا ہے کہ وہ سخی ہوتا ہے لیکن یہ معنی درست نہیں کیونکہ صحیح روائت میں ہے رکِبَ فَرَسًا عَرَبِیًّا اور ایک دوسری روائت میں ،، رکب اَعُوْجِیًّا عرب بہترین گھوڑے کو اعوجی کہتے ہیں۔

قولہ اَخَذَ خَطِیًّا بفتح الخا خطّ ایک مقام ہے جس طرف نیزے منسوب ہوتے ہیں یعنی خطّی نیزہ پکڑا پھر اس عورت نے دُوسرے شوہر کی تعریف کی جس کا حاصل یہ ہے کہ اُس نے مجھے بہت آرام پہنچایا اور ہر شئ میرے لئے مہیا کی کہ مجھے کسی طرح بھی فکر لاحق نہیں ہوتی تھی وہ بہت مالدار تھا لیکن ابوزرع کی نسبت اس کے مال کا یہ حال ہے کہ اگر وہ سارا جمع کیا جائے تو ابوزرع کے چھوٹے سے برتن میں سما جاتا ہے اور اس کی مقدار کو نہیں پہنچتا ہے۔

marfat.com

امّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے مقام کی عظمت

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ میں تیرے لئے ایسا ہوں جیسے ام زرع کے لئے ابوزرع تھا اس میں سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی رضامندی کے حق میں تشبیہ ہے جیسے ام زرع ابوزراع سے راضی تھی۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ضروری نہیں کہ مشبہ بہ اور مشبہ ہر شئ میں ایک دوسرے کی مثل ہوں بلکہ تشبیہ صرف بعض وجوہ میں ہوتی ہے۔ اور کنایاتِ طلاق سے طلاق نیت کے بغیر واقع نہیں ہوتی، کیونکہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا میں تیرے لئے ابوزرع کی طرح ہوں؛ حالانکہ ابوزرع کے جملہ افعال میں سے ایک یہ تھا کہ اُس نے ام زرع کو طلاق دے دی تھی اور اس تشبیہ سے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے طلاق واقع نہیں ہوئی؛ کیونکہ آپ نے طلاق کی نیت نہ کی تھی۔

ایک روائت میں ہے کہ ابوزرع نے ام زرع کو طلاق دے دی تھی اور میں نے طلاق نہیں دی۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ پہلی امتوں کے اخبار ذکر کرنے جائز ہیں۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ان عورتوں کی حکائت میں بعض ازواج کی غیبت ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا انکار نہیں فرمایا اس کا جواب یہ ہے کہ یہ گفتگو غیبت میں داخل نہیں کیونکہ بُرائی بیان کرنے والوں نے کسی کا نام نہیں لیا۔ نیز مردوں کی حکایات ہیں جو ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے بطور افسانہ ذکر کی ہیں۔ نیز عورت کو اپنے شوہر کے احسان کا شکر ادا کرنا چاہیئے۔

نسائی میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ اللہ تعالیٰ اس عورت کو نظرِ کرم سے نہیں دیکھتا جو اپنے شوہر کا شکر ادا نہ کرے نیز اگر کسی شخص میں کوئی وصفِ کمال پائی جائے اور اس کے منہ پر اس کی مدح کی جائے جس سے اس میں کوئی فساد نہ آئے تو یہ مدح جائز ہے۔ اور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہر مدح کے مستحق ہیں؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہر کمال سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطاء فرمایا ہے اس لئے آپ ہر ثناء اور مدح کے مستحق ہیں اور جو کوئی آپ کی مدح کرے حضور اس سے زیادہ کے مستحق ہیں۔ فصلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم

---

marfat.com

۴۸۵۸ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ كَانَ الْحَبَشُ يَلْعَبُوْنَ بِحِرَابِهِمْ فَسَتَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَاَنَا اَنْظُرُ فَمَا زِلْتُ اَنْظُرُ حَتّٰى كُنْتُ اَنَا اَنْصَرِفُ فَاقْدُرُوْا قَدْرَ الْجَارِيَةِ الْحَدِيْثَةِ السِّنِّ تَسْمَعُ اللَّهْوَ

بَابُ مَوْعِظَةِ الرَّجُلِ ابْنَتَهٗ لِحَالِ زَوْجِهَا

۴۸۶۰ — حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ ثَوْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَبَّاسٍ

۴۸۵۹ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حبشی اپنے برچھوں اور نیزوں سے مسجد میں کھیل رہے تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پردہ کیا اور میں ان کی کھیل دیکھ رہی تھی میں ان کو دیکھتی رہی حتیٰ کہ میں خود ہی اکتا کر لوٹ آئی۔ چھوٹی عمر کی لڑکی کی رغبت کا اندازہ کرو جو حبشیوں کی کھیل اور ان کا نغمہ سنتی تھی۔

۴۸۵۹ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ اس میں عورتوں سے معاشرت کا ذکر ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ عورت کا اجنبی مرد کو دیکھنا حرام ہے تمام مذاہب کا اس پر اتفاق ہے اور صحیح احادیث سے بھی یہی واضح ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ نے ذکر کیا کہ اس وقت ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی عمر شریف پندرہ برس یا اس سے زیادہ تھی اس کا جواب یہ ہے کہ اس وقت عورت کا اجنبی مرد کو دیکھنا حرام نہ تھا اس کے بعد یہ اباحت کتاب و سنت سے منسوخ ہوگئی ؛ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ الآیۃ اور حدیث شریف میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : جَنِّبُوْا مَسَاجِدَكُمْ صِبْيَانَكُمْ وَ مَجَانِيْنَكُمْ ،، (عینی)

(اس حدیث کی مکمل تفصیل حدیث : ۹۰۸ ، ج : ۲ کی شرح میں دیکھیں)

marfat.com

قَالَ لَمْ أَزَلْ حَرِيصًا عَلٰى أَنْ أَسْأَلَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ عَنِ الْمَرْأَتَيْنِ
مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّتَيْنِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى إِنْ
تَتُوبَآ إِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا حَتّٰى حَجَّ وَحَجَجْتُ مَعَهٗ وَعَدَلَ
وَعَدَلْتُ مَعَهٗ بِإِدَاوَةٍ فَتَبَرَّزَ ثُمَّ جَاءَ فَسَكَبْتُ عَلٰى يَدَيْهِ مِنْهَا
فَتَوَضَّأَ فَقُلْتُ لَهٗ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِيْنَ مَنِ الْمَرْأَتَانِ مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّتَانِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى إِنْ تَتُوبَآ إِلَى اللّٰهِ فَقَدْ
صَغَتْ قُلُوبُكُمَا قَالَ وَاعَجَبًا لَكَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ هُمَا عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ
ثُمَّ اسْتَقْبَلَ عُمَرُ الْحَدِيْثَ يَسُوقُهٗ قَالَ كُنْتُ أَنَا وَجَارٌ لِّي مِنَ الْأَنْصَارِ
فِي بَنِي أُمَيَّةَ بْنِ زَيْدٍ وَهُمْ مِنْ عَوَالِي الْمَدِيْنَةِ وَكُنَّا نَتَنَاوَبُ
النُّزُوْلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَنْزِلُ يَوْمًا وَّأَنْزِلُ يَوْمًا

باب مرد کا اپنی بیٹی کو اس کے شوہر کے معاملہ میں نصیحت کرنا

۴۸۶۰ ــــ ترجمہ : عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میری خواہش رہی کہ میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے یہ پوچھوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں میں سے وہ کونسی دو بیبیاں ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا : إِنْ تَتُوبَآ إِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا ، یعنی نبی کی دونوں بیبیو! اگر اللہ کی طرف تم رجوع کرو تو ضرور تمہارے دل راہ سے کچھ ہٹ گئے ہیں۔ میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کو گیا وہ راستہ سے ایک طرف مائل ہوئے اور میں اُن کے ساتھ مشکیزہ لے کر راستہ سے پھرا اُنھوں نے قضاء حاجت کی حتیٰ کہ وہ آئے تو میں نے اِن کے ہاتھوں پر مشکیزہ سے پانی ڈالا۔ آپ نے وضوء کیا تو

marfat.com

فَاِذَا نَزَلْتُ جِئْتُهٗ بِمَا حَدَثَ مِنْ خَبَرِ ذٰلِكَ الْيَوْمِ مِنَ الْوَحْيِ اَوْ غَيْرِهٖ وَاِذَا نَزَلَ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ وَكُنَّا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ نَغْلِبُ النِّسَاءَ فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى الْاَنْصَارِ اِذَا قَوْمٌ تَغْلِبُهُمْ نِسَآؤُهُمْ فَطَفِقَ نِسَاؤُنَا يَاْخُذْنَ مِنْ اَدَبِ نِسَاءِ الْاَنْصَارِ فَصِحْتُ عَلٰى امْرَاَتِيْ فَرَاجَعَتْنِيْ فَاَنْكَرْتُ اَنْ تُرَاجِعَنِيْ قَالَتْ وَلِمَ تُنْكِرُ اَنْ اُرَاجِعَكَ فَوَاللّٰهِ اِنَّ اَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُرَاجِعْنَهٗ وَاِنَّ اِحْدٰهُنَّ لَتَهْجُرُهٗ الْيَوْمَ حَتَّى اللَّيْلَ فَاَفْزَعَنِيْ ذٰلِكَ وَقُلْتُ لَهَا قَدْ خَابَ مَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ مِنْهُنَّ ثُمَّ جَمَعْتُ عَلَيَّ ثِيَابِيْ فَنَزَلْتُ فَدَخَلْتُ عَلٰى حَفْصَةَ

میں نے کہا یا امیرالمؤمنین! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں میں سے وہ کونسی دو بیبیاں ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ ،، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابن عباس تعجب تم پر وہ عائشہ اور حفصہ ہیں۔ پھر عمر فاروق نے پورا واقعہ بیان کرنا شروع کیا۔ اُنھوں نے کہا میں اور میرا ایک انصاری ہمسایہ بنی اُمیّہ بن زید کے محلہ میں رہتے تھے وہ مدینہ منورہ کے عوالی میں تھا۔ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس باری باری آیا کرتے تھے۔ ایک دن وہ آتا اور ایک دن میں آیا کرتا تھا جب میں آتا تو اس دن میں وحی کے احکام اس کو بتاتا اور جب وہ آتا تو وہ بھی اسی طرح کرتا ہم قریش عورتوں پر غالب رہتے تھے جب ہم انصار میں آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ اُن کی عورتیں اُن پر غالب رہتی ہیں تو ہماری عورتیں انصار عورتوں کے عادات سیکھنے لگیں۔ ایک دن میں نے اپنی بیوی کے ساتھ بلند آواز سے کلام کیا تو اُس نے مجھے جواب دیا مجھے اس کا جواب اچھا معلوم نہ ہوا تو اُس نے کہا میرا آپ کو جواب دینا کیوں پسند نہیں کرتے ہو۔ بخدا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیویاں بھی آپ کو جواب دیتی ہیں اور اُن سے بعض تو رات تک سارا دن آپ سے علیحدہ رہتی ہیں۔ میں اس سے گھبرایا اور کہا اُن میں سے جس نے ایسا کیا وہ عظیم خسارے میں ہے پھر میں نے اپنے کپڑے پہنے اور حفصہ کے پاس گیا تو میں نے کہا اے حفصہ! کیا تم میں سے بعض بیبیاں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سارا دن رات تک ناراض رکھتی ہیں۔ اُنھوں نے کہا جی ہاں! میں نے کہا وہ تو خسارے میں پڑ گئی۔ کیا تم اس سے بے خوف ہو کہ جناب

marfat.com

فَقُلْتُ لَهَا اَیْ حَفْصَةُ اُتُغَاضِبُ اِحْدٰیکُنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
الْیَوْمَ حَتّٰی اللَّیْلِ قَالَتْ نَعَمْ فَقُلْتُ قَدْ خِبْتِ وَخَسِرْتِ اَفَتَاْمَنِیْنَ اَنْ
یَّغْضَبَ اللّٰہُ لِغَضَبِ رَسُوْلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَتَہْلِکِیْ لَا تَسْتَکْثِرِیْ
النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَا تُرَاجِعِیْہِ فِیْ شَیْءٍ وَّلَا تَہْجُرِیْہِ وَسَلِیْنِیْ
مَا بَدَا لَکِ وَلَا یَغُرَّنَّکِ اَنْ کَانَتْ جَارَتُکِ اَوْضَاَ مِنْکِ وَاَحَبَّ
اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُرِیْدُ عَائِشَةَ قَالَ عُمَرُ فَکُنَّا قَدْ تَحَدَّثْنَا
اَنَّ غَسَّانَ تُنْعِلُ الْخَیْلَ لِتَغْزُوَنَا فَنَزَلَ صَاحِبِیْ الْاَنْصَارِیُّ یَوْمَ
نَوْبَتِہٖ فَرَجَعَ اِلَیْنَا عِشَاءً فَضَرَبَ بَابِیْ ضَرْبًا شَدِیْدًا وَقَالَ اَثَمَّ
ہُوَ فَفَزِعْتُ فَخَرَجْتُ اِلَیْہِ فَقَالَ قَدْ حَدَثَ الْیَوْمَ اَمْرٌ عَظِیْمٌ قُلْتُ
مَا ہُوَ اَجَاءَ غَسَّانُ قَالَ لَا بَلْ اَعْظَمُ مِنْ ذٰلِکَ وَاَہْوَلُ طَلَّقَ
النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نِسَاءَہٗ فَقُلْتُ خَابَتْ حَفْصَةُ وَخَسِرَتْ
قَدْ کُنْتُ اَظُنُّ ہٰذَا یُوْشِکُ اَنْ یَّکُوْنَ فَجَمَعْتُ عَلَیَّ ثِیَابِیْ فَصَلَّیْتُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی کے باعث اللہ تعالیٰ ناراض ہو جائے تو تم تباہ ہو جاؤ؟ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ باتیں مت کرو اور نہ آپ کو کوئی جواب دو اور نہ ہی آپ سے علیحدہ رہو۔ جو ضرورت ہو وہ مجھ سے لو اور اس دھوکہ میں نہ رہو کہ تمہاری ہمسائی تم سے زیادہ خوبصورت ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ محبوب ہے۔ اس سے ان کی مراد ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، ہم آپس میں یہ باتیں کیا کرتے تھے کہ غسانی ہمارے ساتھ لڑائی کرنے کے لئے گھوڑوں کی نعل بندی کر رہے ہیں۔ میرا ساتھی اپنی باری کے دن دربارِ رسالت میں آیا۔ پھر عشاء کے وقت واپس گیا تو میرا دروازہ زور سے کھٹکھٹایا اور کہا کیا وہ سو رہے ہیں؟ میں گھبرا کر اس کی طرف گیا اس نے بیان کیا ایک بہت بڑا حادثہ ہوا ہے میں نے کہا وہ کیا ہے؟ کیا غسان کے لوگ حملہ آور ہوئے ہیں اُس نے کہا بلکہ اس سے زیادہ ہولناک حادثہ واقع

marfat.com

صَلٰوةَ الْفَجْرِ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَشْرُبَةً لَّهٗ فَاعْتَزَلَ فِيهَا وَدَخَلْتُ عَلٰى حَفْصَةَ فَاِذَا هِيَ تَبْكِيْ فَقُلْتُ مَا يُبْكِيْكِ اَلَمْ اَكُنْ حَذَّرْتُكِ هٰذَا اَطَلَّقَكُنَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَا اَدْرِيْ هَا هُوَذَا مُعْتَزِلٌ فِي الْمَشْرُبَةِ فَخَرَجْتُ فَجِئْتُ اِلَى الْمِنْبَرِ فَاِذَا حَوْلَهٗ رَهْطٌ يَّبْكِيْ بَعْضُهُمْ فَجَلَسْتُ مَعَهُمْ قَلِيْلًا ثُمَّ غَلَبَنِيْ مَا اَجِدُ فَجِئْتُ الْمَشْرُبَةَ الَّتِيْ فِيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لِغُلَامٍ لَّهٗ اَسْوَدَ اِسْتَاْذِنْ لِعُمَرَ فَدَخَلَ الْغُلَامُ فَكَلَّمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ كَلَّمْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرْتُكَ لَهٗ فَصَمَتَ فَانْصَرَفْتُ حَتّٰى جَلَسْتُ مَعَ الرَّهْطِ الَّذِيْنَ عِنْدَ الْمِنْبَرِ ثُمَّ غَلَبَنِيْ مَا اَجِدُ فَجِئْتُ فَقُلْتُ لِلْغُلَامِ اِسْتَاْذِنْ لِعُمَرَ فَدَخَلَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ قَدْ ذَكَرْتُكَ لَهٗ فَصَمَتَ فَرَجَعْتُ فَجَلَسْتُ مَعَ الرَّهْطِ الَّذِيْنَ عِنْدَ الْمِنْبَرِ ثُمَّ غَلَبَنِيْ مَا اَجِدُ فَجِئْتُ الْغُلَامَ فَقُلْتُ اِسْتَاْذِنْ فَدَخَلَ ثُمَّ رَجَعَ اِلَيَّ فَقَالَ قَدْ ذَكَرْتُكَ

ہُوا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے۔ عمر فاروق نے کہا حفصہ نقصان میں پڑ گئی اور خسارے والی ہو گئی۔ میں پہلے ہی خیال کرتا تھا کہ عنقریب ایسا ہو جائے گا۔ میں نے اپنے کپڑے پہنے اور فجر کی نماز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھی۔ آپ بالا خانہ پر تشریف لے گئے اور اس میں تنہائی اختیار کر لی۔ میں حفصہ کے پاس گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہ رو رہی ہے۔ میں نے کہا تمہیں کونسی چیز رولا رہی ہے کیا میں نے تمہیں ڈرایا نہیں تھا؟ کیا تمہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طلاق دے دی ہے؟ حفصہ نے کہا مجھے معلوم نہیں آپ اس بالا خانہ میں تشریف رکھتے ہیں۔ میں باہر نکلا اور اس بالا خانہ کی طرف گیا جہاں آپ تشریف رکھتے تھے۔ میں نے آپ کے کالے غلام سے کہا عمر کے لئے اجازت حاصل کرو وہ اندر گیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کی پھر باہر آیا اور کہا میں نے تمہارا ذکر کیا ہے آپ خاموش رہے ہیں۔

marfat.com

لَهٗ فَصَمَتَ فَلَمَّا وَلَّيْتُ مُنْصَرِفًا قَالَ إِذَا الْغُلَامُ يَدْعُونِي فَقَالَ قَدْ
أَذِنَ لَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا هُوَ مُضْطَجِعٌ عَلٰى رِمَالِ حَصِيْرٍ لَيْسَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهٗ
فِرَاشٌ قَدْ أَثَّرَ الرِّمَالُ بِجَنْبِهٖ مُتَّكِئًا عَلٰى وِسَادَةٍ مِّنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا
لِيْفٌ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ قُلْتُ وَأَنَا قَائِمٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَطَلَّقْتَ
نِسَاءَكَ فَرَفَعَ إِلَيَّ بَصَرَهٗ فَقَالَ لَا فَقُلْتُ اللّٰهُ أَكْبَرُ ثُمَّ قُلْتُ وَأَنَا
قَائِمٌ أَسْتَأْنِسْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ رَأَيْتَنِي وَكُنَّا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ نَغْلِبُ النِّسَاءَ
فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ إِذَا قَوْمٌ تَغْلِبُهُمْ نِسَآؤُهُمْ فَتَبَسَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ رَأَيْتَنِي وَدَخَلْتُ عَلٰى حَفْصَةَ فَقُلْتُ لَهَا
لَا يَغُرَّنَّكِ أَنْ كَانَتْ جَارَتُكِ أَوْضَأَ مِنْكِ وَأَحَبَّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيْدُ عَائِشَةَ فَتَبَسَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبَسُّمَةً
أُخْرٰى فَجَلَسْتُ حِيْنَ رَأَيْتُهٗ تَبَسَّمَ فَرَفَعْتُ بَصَرِي فِي بَيْتِهٖ فَوَاللّٰهِ

میں واپس ہو گیا اور اُن لوگوں کے ساتھ بیٹھ گیا جو منبر شریف کے پاس بیٹھے تھے۔ پھر میرے خیال نے غلبہ کیا اور میں غلام کے پاس آیا اور اسے کہا عمر کے لئے اجازت حاصل کرو۔ وہ اندر گیا پھر باہر آیا اور کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تمہارا ذکر کیا ہے۔ آپ خاموش رہے ہیں۔ میں واپس ہو گیا اور ان لوگوں میں بیٹھ گیا جو منبر شریف کے پاس بیٹھے تھے۔ پھر میرا خیال غالب آیا اور میں غلام کے پاس آیا اور اسے کہا عمر کے لئے اجازت حاصل کرو وہ اندر گیا پھر باہر آیا اور کہا میں نے آپ سے ذکر کیا ہے آپ خاموش رہے ہیں۔ جب میں واپس لوٹنے والا تھا تو اچانک غلام مجھے بُلا رہا ہے اس نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں اجازت دے دی ہے۔ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوا جبکہ آپ رسیوں سے بنی ہُوئی چٹائی پر لیٹے ہُوئے تھے اور آپ کے جسم شریف اور چٹائی کے درمیان کوئی بچھونا

marfat.com

مَارَأَيْتُ فِيهِ شَيْئًا يَرُدُّ الْبَصَرَ غَيْرَ أَهَبَةٍ ثَلٰثَةٍ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ
ادْعُ اللّٰهَ فَلْيُوَسِّعْ عَلٰى أُمَّتِكَ فَإِنَّ فَارِسًا وَالرُّوْمَ قَدْ وُسِّعَ عَلَيْهِمْ
وَأُعْطُوا الدُّنْيَا وَهُمْ لَا يَعْبُدُوْنَ اللّٰهَ فَجَلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَكَانَ مُتَّكِئًا فَقَالَ أَوَفِي هٰذَا أَنْتَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ إِنَّ أُولٰئِكَ قَوْمٌ
عُجِّلُوْا طَيِّبَاتِهِمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اسْتَغْفِرْ لِي
فَاعْتَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَآءَهُ مِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ الْحَدِيْثِ
حِيْنَ أَفْشَتْهُ حَفْصَةُ إِلٰى عَائِشَةَ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ لَيْلَةً وَكَانَ قَالَ
مَا أَنَا بِدَاخِلٍ عَلَيْهِنَّ شَهْرًا مِنْ شِدَّةِ مَوْجِدَتِهِ عَلَيْهِنَّ حِيْنَ
عَاتَبَهُ اللّٰهُ فَلَمَّا مَضَتْ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ لَيْلَةً دَخَلَ عَلٰى عَائِشَةَ
فَبَدَأَ بِهَا فَقَالَتْ لَهُ عَائِشَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّكَ كُنْتَ قَدْ أَقْسَمْتَ
أَنْ لَّا تَدْخُلَ عَلَيْنَا شَهْرًا وَإِنَّمَا أَصْبَحْتُ مِنْ تِسْعٍ وَّعِشْرِيْنَ

نہ تھا اور رسیوں کے آپ کے پہلو شریف پر نشان لگے ہوئے تھے اور آپ چمڑے کے تکیہ سے ٹیک لگائے ہوئے تھے جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ میں نے سلام عرض کیا پھر میں نے عرض کیا جبکہ میں کھڑا تھا یارسول اللہ! کیا آپ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے؟ آپ نے میری طرف ایک نظر اٹھا کر فرمایا نہیں میں نے کہا اللہ اکبر پھر میں نے کہا حالانکہ میں کھڑا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دل بہلائی کروں اور آپ سے وحشت دور کروں یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ مجھے دیکھیں۔ ہم قریش لوگ عورتوں پر غالب رہتے تھے۔ جب ہم ان لوگوں کے پاس آئے تو ان پر ان کی عورتیں غالب تھیں اور سارا واقعہ بیان کیا (یہ سن کر) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے پھر میں نے عرض کیا یارسول اللہ! اگر آپ اس حال میں مجھے دیکھتے جب میں حفصہ کے گھر آیا تو میں نے اسے کہا تجھے یہ بات دھوکہ میں نہ رکھے کہ تمہاری پڑوسن تم سے زیادہ خوبصورت اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ محبوب ہے ان کی مراد ام المؤمنین عائشہ تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

لَيْلَةً اَعُدُّهَا عَدًّا فَقَالَ اَلشَّهْرُ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ فَكَانَ ذٰلِكَ الشَّهْرُ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ لَيْلَةً قَالَتْ عَائِشَةُ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ التَّخْيِيْرَ فَبَدَأَ بِيْ اَوَّلَ امْرَأَةٍ مِنْ نِسَائِهٖ فَاخْتَرْتُهٗ ثُمَّ خَيَّرَ نِسَاءَهٗ كُلَّهُنَّ فَقُلْنَ مِثْلَ مَا قَالَتْ عَائِشَةُ

نے ایک بار اور تبسّم فرمایا جب میں نے آپ کا تبسّم دیکھا تو میں بیٹھ گیا پھر میں نے آپ کے گھر میں نظر اُٹھائی خدا کی قسم! میں نے اس میں تین کچی کھالوں کے سوا کوئی چیز نہ دیکھی۔ تو میں نے عرض کیا یا رسُول اللہ! آپ اللہ سے دعاء کریں کہ آپ کی اُمّت پہ وسعت کرے کیونکہ فارس اور روم کے لوگوں پر وسعت کی گئی ہے۔ اور ان کو دُنیا دی گئی ہے؛ حالانکہ وہ اللہ کی عبادت نہیں کرتے ہیں۔ آپ بیٹھ گئے حالانکہ آپ تکیہ لگائے ہُوئے تھے۔ فرمایا: اے ابنِ خطاب! تم اس حال میں ہو یہ وہ لوگ ہیں جن کو نیک اعمال کی جزاء دنیاوی زندگی میں دے دی گئی ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسُول اللہ! صلّی اللہ علیہ وسلم! اس ناشائستہ کلام کی میرے لئے استغفار کریں۔ اس وجہ سے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنی بیویوں سے انتیس روز علیحدہ رہے تھے۔ جبکہ حفصہ نے عائشہ سے رازِ افشاء کر دیا تھا۔ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بیویوں پہ سخت غمگین ہونے کے باعث فرمایا تھا کہ میں اُن کے پاس ایک مہینہ نہ جاؤں گا۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے (آپ کی شان کے شایاں) آپ کو عتاب فرمایا تھا۔ جب انتیس (۲۹) روز گزر گئے تو آپ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے اور بیویوں کے گھروں میں جانے کی ابتدأ اُن سے کی۔ ام المؤمنین نے کہا یا رسُولَ اللہ! صلّی اللہ علیہ وسلّم! میں نے قسم کھائی تھی کہ ہمارے گھروں میں ایک مہینہ تشریف نہ لائیں گے۔ آج آپ نے انتیس رات کی صبح کی ہے۔ میں ان کو شمار کرتی رہی ہوں حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا یہ مہینہ انتیس دن کا ہے۔ حالانکہ وہ مہینہ انتیس دن کا تھا۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا پھر اللہ تعالیٰ نے تخییر کی آیت کریمہ نازل فرمائی (قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا ..... اَجْرًا عظيما) تک) آپ نے اپنی بیویوں میں سے پہلے مجھ سے ابتداء کی تو میں نے آپ کو اختیار کیا۔ پھر باقی ساری بیویوں کو اختیار دیا تو تمام نے وہی کہا جو ام المؤمنین عائشہ نے کہا تھا۔

۴۸۶۰ — شرح: اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا کو پند و نصائح کئے کہ اپنی ذاتِ گرامی کو ام المؤمنین عائشہ پر قیاس نہ کرو وہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی محبوبہ ہے الخ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابن عباس پر تعجب اس لئے کیا کہ وہ علمِ تفسیر قرآن میں ماہر ہونے کے باوجود اُن پر یہ مسئلہ کیسے مخفی رہا؟ گویا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سوال کو عمر فاروق نے پسند نہ فرمایا۔ حضرت عمر فاروق کا ہمسایہ جس سے آپ نے باری مقرر کر رکھی تھی۔ وہ اوس بن خولی بن عبد اللہ بن حارث انصاری تھا۔ صحیح تر

marfat.com

بَابُ صَوْمِ الْمَرْاَةِ بِاذْنِ زَوْجِهَا تَطَوُّعًا

۴۸۶۱ــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تَصُوْمُ الْمَرْاَةُ وَبَعْلُهَا شَاهِدٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ

یہی ہے بعض نے عتبان کو ذکر کیا ہے ؛ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق اور عتبان میں بھائی چارہ بنایا تھا۔ لیکن بھائی چارہ کو یہ لازم نہیں کہ وہ ہمسایہ بھی ہو۔ جارہ کا اطلاق ضرّہ بمعنی سوکن پر بھی ہوتا ہے اس لئے حضرت عمر فاروق نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے لئے لفظ جارہ ادب وتعظیم کے لئے ذکر کیا ہے تاکہ لفظ ضرّہ کسی ام المؤمنین کی طرف منسوب نہ کریں۔ اس حدیث شریف کی مکمل تفصیل حدیث: ۲۳۰۵ ج : ۲ کی شرح میں دیکھیں۔ واللہ ورسولہ اعلم۔

باب عورت کا نفلی روزہ اپنے شوہر کی اجازت سے رکھنا

اس باب میں یہ بیان ہے کہ عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ نہ رکھے فرض روزے میں شوہر کی اجازت کی ضرورت نہیں کہ رمضان المبارک میں شوہر بھی روزے سے ہوتا ہے ؛ کیونکہ نفل روزے سے شوہر کا حق زیادہ ہے۔ البتہ قضاء رمضان میں اختلاف ہے۔ بعض علماء نے کہا کہ وہ قضاء رمضان کا روزہ بھی شوہر کی اجازت کے بغیر نہیں رکھ سکتی بلکہ شعبان کے مہینہ میں قضاء کرے۔ بعض نے کہا کہ قضاء رمضان کے روزے رکھ سکتی ہے لیکن ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت کہ میں رمضان میں ایام حیض کے روزے شعبان میں قضاء کیا کرتی تھی کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم شعبان میں اکثر روزے سے ہوتے تھے۔ پہلے قول کی تائید کرتی ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۴۸۶۱ــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر روزہ نہ رکھے حالانکہ اس کا شوہر حاضر ہو۔

۴۸۶۱ــ شرح : اگر شوہر سفر میں گیا ہو تو عورت نفل روزہ رکھ سکتی ہے کیونکہ اس وقت شوہر اس سے خدمت نہیں لے سکتا ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ

marfat.com

بَابُ اِذَا بَاتَتِ الْمَرْأَةُ مُهَاجِرَةً فِرَاشَ زَوْجِهَا

۴۸۶۲ — حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَیْمَانَ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا دَعَا الرَّجُلُ اِمْرَاَتَهٗ اِلٰی فِرَاشِهٖ فَاَبَتْ اَنْ تَجِیْءَ لَعَنَتْهَا الْمَلَائِکَةُ حَتّٰی تُصْبِحَ

نے شرح مہذب میں ذکر کیا کہ ہمارے بعض علماء شوہر کی اجازت کے بغیر روزہ رکھنا مکروہ جانتے ہیں، لیکن اگر اُس نے روزہ رکھ لیا تو صحیح ہے اور وہ گنہگار ہوگی۔ مہلب نے کہا نہی تنزیہہ کے لئے ہے۔ تحریم کے لئے نہیں۔

باب — جب کوئی عورت اپنے شوہر سے ناراض ہو کر علیحدہ رات گزارے

حدیث کے لفظ پر اعتماد کرتے ہوئے مصنف نے جواب ذکر نہیں کیونکہ حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ ایسی عورت معصیت کے ارتکاب کے سبب لعنت کی مستحق ہے۔

۴۸۶۲ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی آدمی اپنی بیوی کو اپنے بستر کی طرف بلائے اور وہ آنے سے انکار کرے تو صبح تک فرشتے اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔

۴۸۶۲ — شرح : یعنی شوہر جب اپنی بیوی کو جماع کے لئے بلائے اور وہ آنے سے انکار کرے تو صبح تک فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں۔ جماع غالباً رات کے وقت ہوتا ہے۔ اس لئے "حتی تصبح" ذکر کیا ہے، ورنہ یہ رات اور دن دونوں کو شامل ہے؛ چنانچہ مسلم نے اپنے اسناد سے ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے جو کوئی آدمی اپنی بیوی کو جماع کے لئے بلائے اور وہ انکار کرے تو آسمان والے اس پر سخت ناراض ہوتے ہیں۔ حتی کہ شوہر اس سے راضی ہو جائے۔ ابن خزیمہ اور ابن حبان نے جابر سے

marfat.com

۴۸۶۳ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا بَاتَتِ الْمَرْاَةُ مُهَاجِرَةً فِرَاشَ زَوْجِهَا لَعَنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ حَتّٰی تَرْجِعَ

روائت کی کہ تین اشخاص کی نماز قبول نہیں اور نہ ہی ان کی نیکی آسمانوں میں جاتی ہے۔ ایک بھگوڑا غلام حتیٰ کہ واپس آجائے۔ دوسرا شہ کرنے والا حتیٰ کہ صحیح ہوجائے۔ تیسری عورت جس پہ اس کا شوہر ناراض ہو حتیٰ کہ وہ خوش ہوجائے۔ اس میں مطلق ذکر کیا ہے۔ یہ رات اور دن دونوں کو شامل ہے لعنت کرنے والے فرشتے کرامً کاتبین ہیں یا اور فرشتے ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۴۸۶۳ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی عورت اپنے شوہر کے فراش سے دُور رہے۔ (اور اس کے پاس نہ جائے) تو اس کے واپس آنے تک فرشتے اس پہ لعنت کرتے رہتے ہیں۔

۴۸۶۳ ـــ شرح : اس حدیث میں لفظ مُہاجِرَۃ ،، باب مفاعلہ سے ہے۔ اس کا خاصہ جانبین سے مشارکت ہے؛ لیکن یہاں بمعنی ہاجِرَۃٌ ہے؛ کیونکہ مفاعلہ کبھی ایک جانب سے بھی آتا ہے جیسے عاقبتُ اللصَّ میں نے چور کو ڈانٹ دی۔

قرآن کریم میں ہے : وَسَارِعُوْا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ،، سارعوا بمعنی اسرعوا ہے۔ اللہ کی مغفرت کی طرف تیز چلو۔ اس حدیث کی تائید مسلم کی روائت کرتی ہے اس کے یہ الفاظ ہیں : اِذَا بَاتَتِ الْمَرْاَةُ هَاجِرَةً ،، یعنی جب کوئی عورت شوہر سے جُدا رات گزارے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بیوی کو شوہر کی موافقت کرنی چاہیئے۔ اور اس کو راضی رکھنا چاہیئے۔ نیز یہ بھی معلوم ہُوا کہ عورت کا ترکِ جماع پر صبر کرنا مرد سے قوی ہے۔ اس معاملہ میں مرد کمزور ہے۔ اسی لئے شارع علیہ السلام نے فرمایا کہ بیوی اپنے شوہر کی موافقت کرے۔

ابن جوزی نے کتاب النساء میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَسُوْفَۃ اور مغلسہ پہ لعنت فرمائی۔ مسوفہ وہ عورت ہے جب اس کا شوہر ارادہ کرے تو وہ کہے مجھے حیض آیا ہُوا ہے، حالانکہ وہ حائضہ نہیں ہے۔ ابن ابی شیبہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ ایک عورت نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسُول اللہ! شوہر کا بیوی پہ کیا حق ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شوہر کو جماع کرنے سے نہ روکے اگرچہ وہ کجاوہ پہ (سفر) خواہش کرے۔ طبرانی

marfat.com

بَابُ لَا تَأْذَنُ الْمَرْأَةُ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا إِلَّا بِإِذْنِهِ

٤٨٦٤ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ لِلْمَرْأَةِ أَنْ تَصُومَ وَزَوْجُهَا شَاهِدٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ وَلَا تَأْذَنُ فِي بَيْتِهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ وَمَا أَنْفَقَتْ مِنْ نَفَقَةٍ مِنْ غَيْرِ أَمْرِهِ فَإِنَّهُ يُؤَدِّي إِلَيْهِ شَطْرُهُ وَرَوَاهُ أَبُو الزِّنَادِ أَيْضًا عَنْ مُوسَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ فِي الصَّوْمِ

کتاب العشرہ میں یحییٰ بن علاء سے روائت کی کہ وہ شوہر کو نہ روکے اگرچہ تنور پر روٹیاں پکا رہی ہو۔ ایک روائت میں ہے اگرچہ مکان کی چھت پر ہو۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ گنہگار مسلمان پر اس کو ڈرانے کے لئے لعنت کرنا جائز ہے تاکہ وہ گناہ نہ کرے اگر کر بیٹھے تو اس کے لئے توبہ کی دعاء کرے (عینی)

باب عورت شوہر کی اجازت کے بغیر کسی کو گھر داخل ہونے کی اجازت نہ دے

٤٨٦٤ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی عورت کے لئے جائز نہیں کہ وہ شوہر کی اجازت کے بغیر روزہ رکھے جبکہ اس کا شوہر حاضر ہو اور اس کی اجازت کے بغیر کسی کو گھر آنے کی اجازت نہ دے اور جو شوہر کی اجازت کے بغیر خرچ کرے تو مال کا ایک حصہ اس کے ذمہ اس کو ادا کرنا ہوگا۔ اسی حدیث کو ابو الزناد نے بھی موسیٰ سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے ابوہریرہ سے صوم میں ذکر کیا۔

٤٨٦٤ — شرح : شوہر کی اجازت کے بغیر کسی کو گھر آنے کی اجازت دینے سے اس کے دل میں بدگمانی ہونے کا اندیشہ ہے، لیکن اس ممانعت سے ضروریات مستثنیٰ ہیں جیسے کسی شخص کا گھر میں حق ہو یا کوئی ایسی جگہ ہو جو مہمانوں کے لئے مخصوص ہو اور ضرورات

marfat.com

بَابٌ ۴۸۶۵ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ اَخْبَرَنَا التَّيْمِيُّ عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ عَنْ اُسَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قُمْتُ عَلٰى بَابِ الْجَنَّةِ فَكَانَ عَامَّةَ مَنْ دَخَلَهَا الْمَسَاكِيْنُ وَاَصْحَابُ الْجَدِّ مَحْبُوْسُوْنَ غَيْرَ اَنَّ اَصْحَابَ النَّارِ قَدْ اُمِرَ بِهِمْ اِلَى النَّارِ وَقُمْتُ عَلٰى بَابِ النَّارِ فَاِذَا عَامَّةُ مَنْ دَخَلَهَا النِّسَاءُ

مخطورات کو مباح کر دیتی ہیں۔ حدیث کے آخری حصہ کے معنیٰ یہ ہیں کہ عورت جو کچھ شوہر کے مال سے خرچ کرے جس کی اسے اجازت نہ ہو یا واجب خرچہ سے زیادہ خرچ کرے تو وہ زیادتی کی ذ... ضامن ہوگی! اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ایک روائت میں ہے کہ اگر عورت شوہر کے مال سے اس کی اجازت کے بغیر خرچ کرے تو اس کو نصف ثواب حاصل ہوتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جو معروف خرچہ کرے اور شوہر نے اجازت دی ہوئی ہو کہ جو چاہے صدقہ کرتے۔ اس وقت اگر خرچ کرتے وقت شوہر کی اجازت نہ ہو تو کچھ حرج نہیں اس کا ثواب دونوں کو ملے گا۔

باب

۴۸۶۵ ــــ ترجمہ : اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں جنت کے دروازہ پر کھڑا ہوا تو بیشتر لوگ جو اس میں آئے تھے وہ مساکین تھے اور مالدار لوگ بہشت کے دروازے پر روکے گئے تھے! لیکن دوزخیوں کو آگ میں جانے کا حکم دیا گیا اور میں دوزخ کے دروازہ پر کھڑا ہوا تو اس میں عموماً عورتیں آئی ہوئی تھیں۔

۴۸۶۵ ــــ شرح : یہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب کا واقعہ ہے جو وحی کے حکم میں ہے۔ کیونکہ نبیوں کا خواب وحی ہوتا ہے۔ اس لئے سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کو خواب کی بناء پر ذبح کرنے کا حتمی ارادہ کر لیا تھا، حالانکہ محض خواب پر کسی کو ذبح کرنا جائز نہیں۔ قرآن کریم میں اِنِّيْ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْ اَذْبَحُكَ، اے بیٹے میں خواب میں تجھے ذبح کرتا دیکھ رہا ہوں تو اسماعیل علیہ السلام نے کہا وہ يَا اَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ، اے میرے باپ جو آپ کو حکم ہوا ہے وہ کریں۔ معلوم ہوا کہ خواب میں نبی علیہ السلام مامور مِنَ اللہ ہوتے ہیں

marfat.com

بَابُ كُفْرَانِ الْعَشِيْرِ وَهُوَ الزَّوْجُ وَهُوَ الْخَلِيْطُ مِنَ الْمُعَاشَرَةِ فِيْهِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٤٨٦٦ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ قَالَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ مَعَهٗ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا نَحْوًا مِّنْ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ قَامَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ

حدیث شریف میں ہے کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ فقراء مالداروں سے پانچ سَو سال پہلے بہشت میں داخل ہوں گے اور جو عورتیں دوزخ میں دیکھیں وہ نافرمان عورتیں تھیں کیونکہ وہ دوزخ میں مسلمان مردوں سے زیادہ ہوں گی کیونکہ وہ اپنے شوہروں کی نافرمانی کرتی ہیں؛ حالانکہ سرورِ کونین صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اگر اللہ کے سوا کسی کو سجدہ جائز ہوتا تو میں عورتوں کو حکم دیتا کہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں۔

باب عَشیر کی نافرمانی کرنا اور وہ شوہر ہے نیز وہ بمعنی خلیط (ساتھی) بھی آتا ہے

marfat.com

ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ انْصَرَفَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَقَالَ اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ
اٰيَتَانِ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّلَا لِحَيٰوتِهٖ فَاِذَا رَاَيْتُمْ
ذٰلِكَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ رَاَيْنَاكَ تَنَاوَلْتَ شَيْئًا فِىْ
مَقَامِكَ هٰذَا ثُمَّ رَاَيْنَاكَ تَكَعْكَعْتَ فَقَالَ اِنِّىْ رَاَيْتُ الْجَنَّةَ اَوْ
اُرِيْتُ الْجَنَّةَ فَتَنَاوَلْتُ مِنْهَا عُنْقُوْدًا وَلَوْ اَخَذْتُهٗ لَاَكَلْتُمْ مِنْهُ
مَا بَقِيَتِ الدُّنْيَا وَرَاَيْتُ النَّارَ فَلَمْ اَرَ كَالْيَوْمِ مَنْظَرًا قَطُّ وَ

عشیر معاشرہ سے ماخوذ ہے۔ اور وہ مُخَالِط کے معنی میں آتا ہے۔ اس معنی میں ابوسعید نے بھی نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے روائت کی ہے۔"

۴۸۶۶ — ترجمہ : عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے عہد میں سورج کو گرہن لگا۔ تو جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے نماز پڑھی اور لوگ آپ کے ساتھ تھے۔ آپ نے سورۂ بقرہ پڑھنے کی مقدار طویل قیام فرمایا پھر طویل رکوع کیا پھر سَر مبارک اُٹھایا اور طویل مدت کھڑے رہے۔ اور یہ قیام پہلے قیام سے کچھ کم تھا۔ پھر طویل رکوع کیا اور وہ پہلے رکوع سے کم تھا پھر سجدہ کیا پھر آپ کھڑے ہُوئے اور طویل قیام کیا جو پہلی رکعت کے قیام سے کم تھا۔ پھر آپ نے طویل رکوع کیا اور وہ پہلے رکوع سے کم تھا۔ پھر سَر مبارک اٹھایا پھر سجدہ کیا پھر سلام پھیر دیا؛ حالانکہ سُورج روشن ہو چکا تھا۔ اور فرمایا بے شک چاند اور سُورج اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے نشانیاں ہیں جب تم یہ (گرہن) دیکھو اللہ تعالیٰ کو یاد کرو لوگوں نے عرض کیا یا رسولَ اللہ! صلّی اللہ علیہ وسلم! ہم نے (دورانِ نماز) آپ کو دیکھا تھا کہ آپ اپنے مقام میں کوئی شئ پکڑ رہے تھے۔ پھر ہم نے آپ کو دیکھا کہ پیچھے کو آ رہے ہیں۔ فرمایا میں نے جنّت دیکھی یا مجھے دکھائی گئی تو میں نے اس میں سے پھل لینا چاہا۔ اگر میں وہ لے آتا تو جب تک دُنیا باقی رہتی تم اسے کھاتے رہتے (اور وہ ختم نہ ہوتا) میں نے دوزخ بھی دیکھی تو میں نے آج جیسا قبیح منظر کبھی نہیں دیکھا میں نے دیکھا کہ دوزخ میں اکثر عورتیں تھیں لوگوں نے عرض کیا یا رسُولَ اللہ! یہ کیوں؟ فرمایا اُن کے کفر کی وجہ سے۔ کہا گیا وہ اللہ سے کفر کرتی ہیں؟ فرمایا اپنے شوہر کی ناشکری کرتی ہیں و احسان کی ناشکری کرتی ہیں۔ اگر تو زمانہ بھر اُن میں

marfat.com

رَاَيْتُ اَكْثَرَ اَهْلِهَا النِّسَاءَ قَالُوْا لِمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ بِكُفْرِهِنَّ قِيْلَ يَكْفُرْنَ بِاللّٰهِ قَالَ يَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ وَيَكْفُرْنَ الْاِحْسَانَ لَوْ اَحْسَنْتَ اِلٰى اِحْدَاهُنَّ الدَّهْرَ ثُمَّ رَاَتْ مِنْكَ شَيْئًا قَالَتْ مَا رَاَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ

٤٨٦٧ — حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ قَالَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنْ اَبِىْ رَجَاءٍ عَنْ عِمْرَانَ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اطَّلَعْتُ فِى الْجَنَّةِ فَرَاَيْتُ اَكْثَرَ اَهْلِهَا الْفُقَرَاءُ وَاطَّلَعْتُ فِى النَّارِ فَرَاَيْتُ اَكْثَرَ اَهْلِهَا النِّسَاءَ تَابَعَهٗ اَيُّوْبُ وَسَلْمُ بْنُ زَرِيْرٍ

سے کسی ایک سے احسان کرتا رہے۔ پھر وہ کبھی تم سے کچھ تقصیر دیکھے تو کہتی ہے میں نے تجھ سے خیر کبھی نہیں دیکھی (باب کے عنوان سے مطابقت واضح ہے "یکفرن العشیر حدیث ٩٩٨ ج ٢ کی شرح دیکھیں)

٤٨٦٧ — ترجمہ : عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے جنت میں نظر کی تو اس میں رہنے والے اکثر فقراء تھے اور ایک نظر سے میں نے دوزخ کو دیکھا تو اس میں رہنے والے اکثر عورتیں تھیں۔ ایوب اور سلم ابن زریر نے عوف کی متابعت کی۔

٤٨٦٧ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ وہ عورتیں اپنے شوہروں کے حقوق کی ناشکری کرتی رہی ہیں اور یہ معصیت (گناہ) ہے اور گناہ عذاب کا سبب ہے اس لئے وہ دوزخ کی سزاوار ہوئیں اور ان کا دوزخیوں سے زیادہ ہونا ان کے داخل ہونے کے وقت ہے۔

اسماء رجال : عثمان بن ہیثم بصرہ کی جامع مسجد کے مؤذن ہیں۔ ایک سو بیس ہجری میں فوت ہوئے۔ عوف اعرابی ہیں اور ابو رجاء عمران بن ملحان فتح مکہ میں مسلمان ہوئے ایک سو بیس برس بقیدِ حیات رہے اور عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں فوت ہوئے۔ عمران بن ابی حصین رضی اللہ عنہ صحابی ثقہ ہیں (حدیث ٣٠٢٩، ج : ٥ کی شرح دیکھیں)

marfat.com

بَابُ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقٌّ قَالَهُ اَبُوْجُحَيْفَةَ
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۴۸۶۸ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا الْاَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى بْنُ اَبِيْ كَثِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْسَلَمَةَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ اَلَمْ اُخْبَرْ اَنَّكَ تَصُوْمُ النَّهَارَ وَتَقُوْمُ اللَّيْلَ قُلْتُ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَلَا تَفْعَلْ صُمْ وَاَفْطِرْ وَقُمْ وَنَمْ فَاِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَاِنَّ لِعَيْنِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَّاِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا

باب تیری بیوی کا تجھ پر حق ہے

یہ ابوجحیفہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی ہے

زوج سے مراد زوجہ ہے۔ یعنی زوجین (بیوی، خاوند) میں سے ہر ایک کا دوسرے پر حق ہے عورت کا شوہر پر منجملہ حق یہ ہے کہ اس سے جماع کرے اس کی مقدار میں مختلف اقوال ہیں۔ بعض نے کہا ایک بار واجب ہے بعض نے چار روز میں ایک بار بعض نے کہا۔ ہر طہر میں ایک بار جماع کرے۔ ابن حزم نے کہا شوہر پر فرض ہے کہ اپنی بیوی سے جماع کرے اگر قادر ہو تو کم از کم مہینہ میں ایک بار ضرور کرے؛ ورنہ نافرمان شمار ہوگا! شیخ عبدالرزاق نے ثوری، مالک بن مغول کے ذریعہ شعبی سے روائت کی کہ ایک عورت نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آکر عرض کیا اے امیر المؤمنین میرا شوہر دن کو روزے سے رہتا ہے اور رات نماز میں کھڑا رہتا ہے۔ عمر فاروق نے فرمایا تو نے اپنے شوہر کی اچھی ثنا کی ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا شوہر کو حکم دیا جائے کہ رات بیوی کے پاس رہے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ

marfat.com

بَابُ الْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا

۴۸۶۹ — حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ اَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالْاَمِيْرُ رَاعٍ وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلٰى اَهْلِ بَيْتِهِ وَالْمَرْاَةُ رَاعِيَةٌ عَلٰى بَيْتِ زَوْجِهَا وَوَلَدِهٖ فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ

نے کہا شوہر پر بعینہ جماع فرض نہیں اس پر عورت کا خرچہ اور لباس وغیرہ فرض ہے اور رات اس کے پاس رہے۔ سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر وہ اپنے شوہر سے شکائت کرے تو وہ اپنے لئے تین دن اور اس کے لئے ایک دن مقرر کر دے۔ اس کو اس آدمی کے قائم مقام کیا جائے جس کی چار بیویاں ہیں تو اس کے لئے تین دن اور عورت کے لئے ایک دن ہوگا (عینی)

۴۸۶۸ — ترجمہ : عبداللہ بن عمرو بن عاصی رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبداللہ کیا مجھے خبر نہیں پہنچی کہ تم دن میں روزے سے ہوتے ہو اور رات کو نماز میں کھڑے رہتے ہو۔ میں نے عرض کیا جی ہاں! یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم حضور نے فرمایا ایسا مت کرو روزہ رکھو اور افطار بھی کرو رات کو قیام کرو اور آرام بھی کرو؛ کیونکہ تمہارے جسم کا تم پر حق ہے تمہاری آنکھ کا تم پر حق ہے اور تمہاری بیوی کا تم پر حق ہے (حدیث : ۱۸۵۳، جلد : ۴ کی شرح دیکھیں)

باب عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگہبان ہے

۴۸۶۹ — ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سب نگہبان ہو اور تم سے نگہبانی کے متعلق پوچھا جائے گا۔ امیر نگہبان ہے آدمی اپنے گھر والوں کا

marfat.com

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ اِلٰى قَوْلِهٖ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا ؕ ؕ

۴۸۷۰ — حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ قَالَ حَدَّثَنِيْ حُمَيْدٌ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نِسَائِهٖ شَهْرًا وَقَعَدَ فِيْ مَشْرُبَةٍ لَّهٗ فَنَزَلَ لِتِسْعٍ وَّعِشْرِيْنَ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّكَ اٰلَيْتَ عَلٰى شَهْرٍ قَالَ اِنَّ الشَّهْرَ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ

نگہبان ہے عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کی اولاد کی نگہبان ہے۔ تم سب نگہبان ہو اور تم میں سے ہر ایک سے اس کی نگہبانی کے متعلق پوچھا جائے گا (حدیث ۸۵۵ کی شرح دیکھیں)

باب مرد افسر ہیں عورتوں پر اس لئے کہ اللہ نے اُن میں ایک کو دُوسرے پر فضیلت دی اور اس لئے کہ مردوں نے اُن پر اپنے مال خرچ کئے .... بے شک اللہ جاننے والا خبردار ہے"

۴۸۷۰ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھائی کہ ایک ماہ اپنی بیویوں کے پاس نہ جائیں گے اور اپنے بالاخانہ میں تشریف فرما ہوئے اور انتیس روز بعد اُترے آپ سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ آپ نے تو ایک ماہ تک قسم کھائی تھی۔ فرمایا مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے

۴۸۷۰ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے راز افشاء کرنے پر تہدید و تنبیہ کے لئے تنہائی اختیار کرلی

marfat.com

بَابُ هِجْرَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَاءَهُ فِيْ غَيْرِ بُيُوْتِهِنَّ وَيُذْكَرُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ حَيْدَةَ رَفَعَهُ غَيْرَ أَنْ لَا تُهْجَرَ إِلَّا فِي الْبَيْتِ وَالْأَوَّلُ أَصَحُّ

تاکہ ان کی اصلاح ہو جائے اور آئندہ توبہ کریں۔ اٰلی صیغۂ ماضی اِیلاء سے ہے یعنی قسم کھائی اِیلاء کا لغوی معنی مراد ہے۔ شرعی معنی مراد نہیں کیونکہ وہ چار ماہ تک قسم ہوتی ہے۔ اور اس حدیث میں صرف ایک ماہ تک قسم کا ذکر ہے اور "اَلشَّہر" پر الف ولام عہد خارج کے لئے ہے یعنی یہ ماہ انتیس روز کا ہے یا جنسی ہے کہ مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ایلاء کا سبب یہ تھا کہ ام المؤمنین حفصہ سے آپ نے ایک راز ذکر کیا تھا کہ یہ کسی سے ذکر نہ کریں انہوں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے ذکر کر دیا وہ یہ کہ آپ نے ان کے گھر میں ماریہ سے خلوت فرمائی تھی۔

(حدیث : ۴۸۶۰ - جلد : ۷ میں یہ مفصل مذکور ہے)

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی بیویوں کو چھوڑ کر ان کے گھروں کے علاوہ دُوسری جگہ

سکونت کرنا۔ معاویہ بن حیدہ سے مرفوع مذکور ہے لیکن اُن سے تنہائی گھر ہی میں ہو اور پہلا معنی صحیح تر ہے۔

یعنی اسناد کے اعتبار سے روائت فِیْ غَیْرِ بُیُوْتِہِنَّ بذکر کی روائت سے صحیح تر ہے اور وہ یہ ہے کہ صرف گھر ہی میں علیحدگی کرے۔ اس تقدیر پر "یُہْجَرُ" کا فاعل ہجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے یعنی آپ کی ہجرت کا قصہ مرفوع ذکر کیا جاتا ہے، لیکن آپ نے فرمایا کہ صرف گھر ہی میں ہجرت کرے (کرمانی) یعنی اس واقعہ کے ذکر میں اس طرح مروی ہے اور یہ روائت مرجوح ہے اور پہلی روائت کہ دوسری جگہ سکونت کرے راجح ہے۔

معاویہ بن حیدہ یہ مشہور صحابی ہیں ان کا شمار اہلِ بصرہ میں ہوتا ہے۔ اُنھوں نے خراساں میں جنگ لڑی اور وہیں فوت ہوئے اور وہ بہز بن حکیم بن معاویہ کے دادا ہیں۔

marfat.com

۴۸۷۱ــ حَدَّثَنَا اَبُوْعَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ وَحَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ ابْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَيْفِیٍّ اَنَّ عِكْرِمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ الْحَارِثِ اَخْبَرَهُ اَنَّ اُمَّ سَلَمَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَلَفَ لَا يَدْخُلُ عَلٰى بَعْضِ اَهْلِهٖ شَهْرًا فَلَمَّا مَضٰى تِسْعَةٌ وَّعِشْرُوْنَ يَوْمًا غَدَا اَوْ رَاحَ فَقِيْلَ لَهٗ يَا نَبِیَّ اللّٰهِ حَلَفْتَ اَنْ لَّا تَدْخُلَ عَلَيْهِنَّ شَهْرًا قَالَ اِنَّ الشَّهْرَ يَكُوْنُ تِسْعَةً وَّعِشْرِيْنَ يَوْمًا

۴۸۷۲ــ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ يَعْفُوْرَ قَالَ تَذَاكَرْنَا عِنْدَ اَبِی الضُّحٰى فَقَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ اَصْبَحْنَا يَوْمًا وَنِسَاءُ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْكِيْنَ عِنْدَ كُلِّ امْرَاَةٍ مِّنْهُنَّ اَهْلُهَا فَخَرَجْتُ اِلَى الْمَسْجِدِ فَاِذَا هُوَ

۴۸۷۱ــ ترجمہ: ابن جُرَیج نے کہا مجھے یحییٰ بن عبداللہ نے خبر دی کہ عکرمہ بن عبدالرحمٰن ابن حارث نے انہیں خبر دی کہ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ان کو خبر سنائی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھائی کہ آپ اپنی بعض بیویوں کے گھر ایک ماہ نہیں آئیں گے جب انتیس روز گزر گئے تو صبح یا شام کو ان کے گھر تشریف لے گئے۔ آپ سے عرض کیا گیا یا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے قسم کھائی تھی کہ ایک ماہ اُن کے گھر تشریف نہ لائیں گے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ مہینہ انتیس ۲۹ روز کا ہے۔

۴۸۷۲ــ ترجمہ: ابویعفور نے کہا ہم نے ابوالضحیٰ کے پاس مذاکرہ کیا۔ اُنھوں نے کہا ہمیں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ ایک دن ہم نے اس حال میں صبح کی کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں رو رہی تھیں۔ اِن میں سے ہر ایک کے ساتھ

marfat.com

مَلآنُ مِنَ النَّاسِ فَجَاءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَصَعِدَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي غُرْفَةٍ لَهُ فَلَمْ يُجِبْهُ اَحَدٌ ثُمَّ سَلَّمَ فَلَمْ يُجِبْهُ اَحَدٌ ثُمَّ سَلَّمَ فَلَمْ يُجِبْهُ اَحَدٌ فَنَادَاهُ فَدَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَطَلَّقْتَ نِسَاءَكَ فَقَالَ لَا وَلٰكِنْ اٰلَيْتُ مِنْهُنَّ شَهْرًا فَمَكَثَ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ ثُمَّ دَخَلَ عَلٰى نِسَائِهِ

اس کے اہلِ خانہ جمع تھے۔ میں مسجد میں گیا کیا دیکھتا ہوں کہ مسجد لوگوں سے بھری ہوئی ہے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آئے جبکہ آپ بالاخانہ میں تشریف فرما تھے۔ اُنھوں نے سلام کہا آپ نے جواب نہ دیا اُنھوں نے پھر سلام کہا آپ نے جواب نہ دیا۔ عمر فاروق نے پھر سلام کہا آپ نے جواب نہ دیا۔ پھر انہیں غلام اسود نے آواز دی تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور عرض کیا یا رسولَ اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے بیویوں کو طلاق دے دی ہے؟ حضور نے فرمایا میں نے طلاق نہیں دی۔ میں نے اُن سے ایک ماہ تک اِیلا کیا ہے۔ پھر انتیس بالاخانہ میں ٹھہرے۔ پھر اپنی بیویوں کے پاس تشریف لے آئے

۴۸۷۲ — شرح : حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا سلام اجازت کے حصول کے لئے تھا۔ یہ سلامِ استیذان تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : الاستیذان ثلاث، حضور نے فرمایا اجازت کا سلام تین بار ہے۔ اگر تیسری بار کے بعد اجازت نہ ملے تو واپس چلا جائے۔ اس لئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تین بار سلام دیا اور جواب نہ پایا تو واپس چلے گئے۔ پہلی حدیث میں گزرا ہے۔ جب تین مرتبہ کے بعد اجازت نہ پائی تو واپس ہو گئے۔ ایک کالا غلام جو آپ کا دربان تھا اُس نے عمر فاروق کو آواز دی کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت عطا فرما دی ہے۔ اس تقریر سے معلوم ہوا کہ اس حدیث میں لفظ "نَادَاهُ" کا فاعل مقدر ہے اور وہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ ہے کہ وہی آپ کا دربان تھا، چنانچہ مسلم کی روائت میں صراحۃً مذکور ہے۔ اسی طرح نسائی میں بھی ہے۔ (قسطلانی)

مسلم کی ایک دوسری روائت میں ابن عباس سے روائت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا اس کالے غلام کا نام رباح تھا، لیکن اِن دونوں روایات میں تضاد نہیں، کیونکہ حضرت بلال اور رباح دونوں وہاں تھے۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بلال رہتے تھے اور رباح بالاخانہ سے باہر بیٹھا ہوتا

marfat.com

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ ضَرْبِ النِّسَاءِ وَقَوْلِهِ وَاضْرِبُوهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ

٤٨٧٣ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَمْعَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَجْلِدُ أَحَدُكُمُ امْرَأَتَهُ جَلْدَ الْعَبْدِ ثُمَّ يُجَامِعُهَا فِي آخِرِ الْيَوْمِ

تھا۔ جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق کو اجازت دی تو بلال رضی اللہ عنہ باہر کے پاس آئے اور اُن سے کہا کہ عمر فاروق کو آواز دیں کہ انہیں اجازت حاصل ہوگئی ہے۔ اس تقریر سے معلوم ہوتا ہے کہ "ناداہ" کا حقیقتاً فاعل رباح ہے اور بلال کی طرف اسناد مجازی ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب عورتوں کو مارنے کی کراہت

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! ان کو اتنا مارو کہ انہیں زخمی نہ کر

٤٨٧٣ ترجمہ: عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی بھی اپنی بیوی کو، غلام کو مارنے کی طرح نہ مارے پھر اس سے آخر دن میں جماع کرے۔

٤٨٧٣ شرح: یعنی یہ بات مناسب نہیں کہ بیوی کو مارے پیٹے اور پھر اسی روز اس سے جماع بھی کرے، لیکن یہاں ایک اشکال ہے کہ اس حدیث شریف میں عورتوں کو مارنے سے منع فرمایا ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "واضربوھن الایۃ" کہ انہیں مارو! اس کا جواب یہ ہے کہ کتاب وسنت میں مخالف نہیں کیونکہ حدیث کے معنی یہ ہیں کہ عورتوں کو اتنا مارنا مکروہ تحریمی ہے جو انہیں زخمی کردے اور قرآن کریم نے اس کی تائید کی ہے کہ انہیں ضرب شدید نہ مارو۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے بعض علماء سے نقل کیا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو عورتیں اپنے شوہروں کو ایذاء پہنچاتی ہیں۔ انہیں اپنے بستروں سے جدا رکھو! اور اپنے قریب نہ آنے دو اور انہیں ضرب شدید نہ مارو! اس میں ایسی عورتوں کی تذلیل و تحقیر ہے۔ کیونکہ شوہروں کی معصیت کرنا کبائر گناہوں کے برابر ہے اور

marfat.com

بَابُ لَا تُطِيعُ الْمَرْأَةُ زَوْجَهَا فِي مَعْصِيَةٍ

۴۸۷۴۔ حدثنا خَلَّادُ بْنُ يَحْيَىٰ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ نَافِعٍ عَنِ الْحَسَنِ هُوَ ابْنُ مُسْلِمٍ عَنْ صَفِيَّةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ

شوہروں کو ان کی تادیب کا حکم دیا ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے شوہروں کو بیویوں پر فوقیت دی ہے کہ نافرمان عورتوں کی مناسب اصلاح کرتے رہیں۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو مارنے اور غلاموں کے مارنے میں فرق کیا، کیونکہ رقیق اور حُرّ کا حال متباین ہے۔ الحاصل عورتوں کو ضرب شدید سے مارنا مکروہ تحریمی ہے اور تادیب کے لئے مطلق ضرب جائز ہے۔ ابن تین نے کہا اگر عورت گھر کی خدمات میں تقصیر کرے۔ مثلاً آٹا نہ گوندے، روٹی نہ پکائے، گھر کی صفائی نہ کرے وغیرہ وغیرہ۔ اسے مارنے میں علماء کے مختلف اقوال ہیں۔ قیاس چاہتا ہے کہ ان امور خانہ کی عدم تکمیل پر مارنا جائز ہے۔ کیونکہ جب شوہر مباشرت کے سبب مار سکتا ہے تو خدماتِ ضروریہ کی تقصیر کے سبب بھی جائز ہے۔ ابن حزم نے کہا مذکورہ امور میں عورت پر شوہر کی خدمت لازم نہیں اور صحیح حدیث کہ سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی تھی کہ چکی چلانے اور گھر کی صفائی کرنے میں انہیں مشقت اُٹھانا پڑتی ہے۔ حجت نہیں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ یہ امور بطور تبرّع کرتی تھیں۔ یہ نہیں کہ یہ امور مائی صاحبہ پر واجب تھے؟ اور جو سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ کا علی المرتضیٰ سے عقدِ نکاح کے وقت فرمایا تھا کہ فاطمہ خانہ داری کے امور سرانجام دے گی۔ وہ بھی تبرّع پر محمول ہے۔ اسی طرح اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کا زبیر کے گھوڑے کی خدمت کرنا اور باہر سے کھجوروں کی گٹھلیاں اُٹھا کر لانا محض تبرّع پر محمول ہے وہ یہ امور بطریقِ وجوب نہ کرتی تھیں۔

ایک روائت میں اس طرح ہے کہ "ثُمَّ لَعَلَّهُ أَنْ يُضَاجِعَهَا"، یعنی مارنے کے بعد پھر شائد اس سے جماع کرے گا،، اس حدیث میں ان دو امور کو حضور نے بعید تصور کیا کہ دو امور ایک دوسرے کے منافی ہیں۔ عقلمند انسان سے ان کا وقوع نہیں ہونا چاہئیے۔ عورت سے مباشرت اور مباضعت و مجامعت طبعی میل اور ایک دوسرے سے رغبت سے ہوتی ہے تو ایسا کام نہیں کرنا چاہئیے جس سے اُن میں نفرت پیدا ہو اور ظاہر ہے کہ عورت کو سخت مارنے سے ان میں نفرت پیدا ہونے کا احتمال ہے

marfat.com

زَوَّجَتِ ابْنَتَهَا فَتَمَعَّطَ شَعْرُ رَاسِهَا فَجَاءَتِ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَتْ اِنَّ زَوْجَهَا اَمَرَنِيْ اَنْ اَصِلَ فِيْ شَعْرِهَا فَقَالَ لَا اِنَّهٗ قَدْ لُعِنَ الْمُوَصِّلَاتُ

باب بیوی گناہ میں اپنے شوہر کی اطاعت نہ کرے "

۴۸۷۴ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت ہے کہ قبیلہ انصار سے ایک عورت نے اپنی بیٹی کی شادی کی تو اس کے سر کے بال گر گئے ۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ سے یہ ذکر کیا اور عرض کیا کہ اس کی بیٹی کے شوہر نے مجھے کہا ہے کہ میں اس کے بالوں کے ساتھ دوسرے بال پیوند کردوں (کیا یہ جائز ہے؟) ۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا السلامت کرو بال پیوند کرنے والیوں پر لعنت کی گئی ہے۔

۴۸۷۴ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ بیوی کی ماں کا بال پیوند کرنے میں بھی بیوی کو شوہر کی اطاعت کرنا ہے ۔

بالوں کے ساتھ بالوں کا پیوند کرنا اس لئے ممنوع اور حرام ہے کہ یہ فاجرہ عورتوں کا طریقہ ہے یا اللہ تعالیٰ کی خلقت کو تبدیل کرنا ہے اور وہ دوائیں جن سے چہرے کی صفائی اور خوبصورتی ہو ممنوع نہیں ۔ اسی طرح چہرے کے بال اکھاڑنا بھی منع نہیں ۔ اور اگر عورت کو داڑھی نکل آئے تو وہ بال اکھاڑنے جائز ہیں ۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شوہر کو خوش رکھنے کے لئے غیر شرعی خوبصورتی کرنا جائز نہیں ۔ آج اس دور میں عورتیں خوبصورتی کے لئے بہت کچھ کرتی ہیں جو اجنبیوں کے لئے جاذب اور مؤثر بشہوت ہیں قطعاً حرام ہیں ۔ اعاذنا اللہ منہ "

marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ وَاِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا

۴۸۷۵ — حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْمُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ وَاِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا قَالَتْ هِيَ الْمَرْأَةُ تَكُوْنُ عِنْدَ الرَّجُلِ لَا يَسْتَكْثِرُ مِنْهَا فَيُرِيْدُ طَلَاقَهَا وَيَتَزَوَّجُ غَيْرَهَا وَتَقُوْلُ لَهٗ اَمْسِكْنِيْ وَلَا تُطَلِّقْنِيْ ثُمَّ تَزَوَّجْ غَيْرِيْ فَاَنْتَ فِيْ حِلٍّ مِّنَ النَّفَقَةِ عَلَيَّ وَالْقَسْمَةِ لِيْ فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا وَالصُّلْحُ خَيْرٌ

باب اگر کوئی عورت اپنے شوہر کی زیادتی یا بے رغبتی کا اندیشہ کرے

تو اُن پر گناہ نہیں کہ آپس میں صلح کرلیں اور صلح خوب ہے

تفسیر : اس آیت کریمہ کا شانِ نزول یہ ہے کہ ام المؤمنین سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کو خوف لاحق ہُوا کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں طلاق دے دیں گے۔ اُنھوں نے کہا یا رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، آپ مجھے طلاق نہ دیں۔ میں آپ سے اپنی باری عائشہ کے لئے کر دیتی ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی درخواست قبول کرتے ہُوئے انہیں طلاق نہ دی تو یہ آیت کریمہ نازل ہُوئی۔ اِنْ خَافَتْ شرط اور فلا جناح علیہما اس کا جواب ہے۔

ترجمہ : ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے اس آیت کریمہ : اِنْ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا ،، کی تفسیر میں فرمایا : کسی آدمی کے

۴۸۷۵ —

marfat.com

بَابُ الْعَزْلِ

۴۸۷۶ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى ابْنُ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا نَعْزِلُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

پاس کوئی عورت ہوتی جس سے وہ زیادہ محبت نہ کرتا اور اس کو طلاق دینے کا ارادہ کرتا اور اس کے علاوہ کسی اور عورت سے نکاح کرنا چاہتا تو وہ اسے کہے مجھے اپنے پاس ہی روکو اور طلاق نہ دو پھر میرے غیر سے نکاح کر لینا اور میرا نفقہ اور میری باری تمہارے لئے مباح ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا وَالصُّلْحُ خَيْرٌ" ، یعنی ان پر کچھ حرج نہیں کہ آپس میں صلح کر لیں اور صلح بہتر ہے۔

۴۸۷۵ — شرح: صلح یہ ہے کہ مہر کم کر دے یا معاف کر دے اور اپنی باری چھوڑ دے اور شوہر کو کوئی ایسی چیز ہبہ کر دے جس سے اس کا میلان ہو اور طلاق دینے سے صلح بہتر ہے، کیونکہ اس میں جھگڑا ختم ہو جاتا ہے۔ اس صلح پر امت کا اتفاق ہے لیکن اس صلح کے نقض میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔

عُبیدہ نے کہا وہ صُلح پر قائم رہیں اور اگر صلح منقوض ہو گئی تو شوہر طلاق دے سکتا ہے۔ علما کوفہ کہتے ہیں اس میں صُلح جائز ہے۔ حسن بصری نے کہا عورت صلح نقض نہیں کر سکتی اور جس پہ صلح ہوئی تھی وہ اسی پر قائم رہیں گے۔ ابوبکر نے کہا رجوع کی صورت میں مجھے کچھ یاد نہیں۔ حسن بصری نے کہا وہ صلح پر قائم رہیں اس کو توڑ نہیں سکتے۔ حسن بصری کے قول کے مطابق امام مالک رضی اللہ عنہ کا قیاس ہے جس نے کچھ مدت کے لئے کسی کو عاریہ دی اس میں رجوع نہیں کر سکتا۔ امام شافعی اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہما کا قیاس عُبیدہ کے قول کے مطابق ہے کہ رجوع کر سکتے ہیں، کیونکہ یہ ہونے والے منافع کا ہبہ ہے۔ اس میں رجوع جائز ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب العزل

اس باب میں عزل کرنے کے جواز کا بیان ہے اور وہ انزال کے وقت مرد کا عورت

marfat.com

۴۸۷۷ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ عَمْرٌو اَخْبَرَنِیْ عَطَاءٌ سَمِعَ جَابِرًا قَالَ كُنَّا نَعْزِلُ وَالْقُرْاٰنُ يُنْزِلُ وَعَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا نَعْزِلُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْقُرْاٰنُ يُنْزَلُ

شرمگاہ سے آلۂ تناسُل باہر کرلینا تاکہ منی رحم میں نہ گرے اور عورت حاملہ نہ ہو اس میں صحیح روایات حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے منقول ہیں۔ سعد بن ابی وقاص، ابوایوب انصاری۔ زید بن ثابت اور عبداللہ بن عباس بھی اس کے قائل ہیں جبکہ مشہور تابعین کرام کا بھی یہی مذہب ہے۔ یہی ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی، علی المرتضیٰ، عبداللہ بن عمر اور ابوامامہ کہتے ہیں رضی اللہ عنہم، کثیر صحابہ کرام حرّہ عورت اور لونڈی میں فرق کرتے ہیں کہ حرہ یعنی آزاد عورت سے اجازت حاصل کئے بغیر عزل جائز نہیں جبکہ لونڈی سے اجازت حاصل کرنے کی ضرورت نہیں۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا یہی قول ہے۔ اکثر علماء کہتے ہیں کہ منکوحہ لونڈی سے عزل کرنا ہو تو اس کے مولیٰ سے اجازت حاصل کرنا واجب ہے جبکہ امام شافعی کے نزدیک نہ تو لونڈی منکوحہ سے اجازت حاصل کرنا ضروری ہے اور نہ ہی اس کے مولیٰ سے اجازت کی ضرورت ہے۔ (عینی)

۴۸۷۶ — ترجمہ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں عزل کیا کرتے تھے۔

۴۸۷۷ ترجمہ : سفیان نے کہا عمرو نے کہا مجھے عطاء نے خبر دی کہ اُنھوں نے جابر رضی اللہ عنہ سے سُنا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں عزل کیا کرتے تھے، حالانکہ قرآن کریم نازل ہو رہا تھا۔ عمرو نے عطاء کے ذریعے جابر سے روایت کی کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں عزل کرتے تھے حالانکہ قرآن نازل ہوتا تھا۔

۴۸۷۶ - ۴۸۷۷ — شرح : یعنی سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں جبکہ نزول وحی ہو رہا تھا ہم کو عزل کرنے سے منع نہ کیا گیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مطلقاً عزل جائز ہے کیونکہ اگر منع ہوتا تو بذریعہ وحی ہمیں روک دیا جاتا۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم نے عرض کیا کہ ہم یہ کام کرتے ہیں تو آپ نے فرمایا تم یہ کام کرتے ہو حالانکہ جو مقدر ہو چکا ہے وہ بہرحال ہو کر رہے گا تم عزل کرو یا

marfat.com

۴۸۷۷ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ ابْنِ اَسْمَاءَ قَالَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيْزٍ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ اَصَبْنَا سَبْيًا فَكُنَّا نَعْزِلُ فَسَاَلْنَا رَسُوْلَ

نہ کرو۔ حدیث ۴۸۷۷ میں امام نے عمرو عطاء کے ذریعے جابر سے روایت کی کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں عزل کرتے تھے اور قرآن نازل ہوتا تھا۔ اس سے مقصد یہ ہے کہ حضرت جابر کی حدیث دو طریقہ سے مروی ہے۔ ایک علی بن عبداللہ بن مدینی، سفیان بن عیینہ کے ذریعہ عمرو بن دینار سے مروی ہے۔ اس میں اخبار اور سماع کا ذکر ہے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک کا ذکر نہیں۔ دوسرے طریقہ میں مذکور اسناد کے ذریعہ عمرو بن دینار سے عنعنہ کے ساتھ مروی ہے۔ اس میں عہد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور نزول قرآن کا ذکر ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ مسلم نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ جذامہ سنت وہب جو عکاشہ کی ہمشیرہ ہیں۔ چند لوگوں میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور آپ سے عزل کے متعلق عرض کیا تو آپ نے فرمایا یہ وأدِ خفی ہے وہ یہ ہے کہ بچہ کو زندہ درگور کر دیا جائے تاکہ اس کو کھانا نہ کھلانا پڑے اور اولاد زیادہ نہ ہو اس کو مؤودہ صغریٰ کہتے ہیں اور جسے پیدا ہونے کے بعد زندہ درگور کرتے تھے اس کو مؤودہ کبریٰ کہتے ہیں اور ترمذی میں حضرت جابر کی حدیث ہے کہ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! ہم عزل کرتے ہیں تو یہود کہتے ہیں یہ مؤودہ صغریٰ ہے۔ فرمایا یہودی جھوٹ کہتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کوئی جان پیدا کرنا چاہے اس کو کوئی بھی منع نہیں کر سکتا۔ اس حدیث سے ابراہیم نخعی، سالم بن عبداللہ، اسود، اور طاؤس نے عزل کی کراہت پر استدلال کیا ہے۔ ان دونوں حدیثوں میں اتفاق کی صورت کیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ امام طحاوی سے منقول ہے کہ حضرت جابر کی حدیث جذامہ کی حدیث کی ناسخ ہے۔ ابن عربی نے کہا جذامہ کی حدیث مضطرب ہے اور جابر کی حدیث کو ترجیح حاصل ہے کیونکہ اس کے اسناد میں تمام راوی صحت کی شرائط کے مطابق ہیں۔

اگر سوال پوچھا جائے جذامہ فتح مکہ میں مسلمان ہوئی تھی۔ لہٰذا اس کی حدیث متاخر ہے لہٰذا وہ غیر کی حدیث کی ناسخ ہوئی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بھی ذکر کیا ہے کہ وہ فتح مکہ سے پہلے مسلمان ہوئی تھی۔ عبدالحق نے کہا یہ صحیح ہے (عینی)

۴۸۷۸ ترجمہ: ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا۔ ہم نے قیدی پائے تو ہم قیدی

marfat.com

رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَوَّاِنَّکُمْ لَتَفْعَلُوْنَ قَالَہَا ثَلٰثًا مَامِنْ نَسَمَۃٍ کَائِنَۃٍ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ اِلَّا ھِیَ کَائِنَۃٌ

بَابُ الْقُرْعَۃِ بَیْنَ النِّسَاءِ اِذَا اَرَادَ سَفَرًا

لونڈیوں سے عزل کرتے تھے۔ ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ نے فرمایا کیا تم عزل کرتے ہو؟ یہ تین بار فرمایا۔ کوئی موجود نہیں جو قیامت تک ہونے والا ہو مگر وہ یقیناً ہوگا۔

۴۸۷۸ — شرح: یہ غزوہ بنی مصطلق کا واقعہ ہے؛ چنانچہ ابن ابی شیبہ نے مصنف میں ابو سعید سے ذکر کیا کہ ہم نے بنی مصطلق کے قیدی پائے اور ہم نے عورتوں سے جماع میں عزل کرنا شروع کیا۔ ابو سعید نے کہا میں بنی قینقاع کے بازار میں ایک لونڈی کے پاس کھڑا تھا تو ایک یہودی گزرا اُس نے کہا اے ابا سعید یہ لڑکی کیسی ہے میں نے کہا یہ میری لونڈی ہے میں اس کو فروخت کروں گا اُس نے کہا کیا تو اس سے جماع کرتا ہے؟ میں نے کہا ہاں میں اس سے جماع کرتا ہوں اُس نے کہا کیا تو اس کو فروخت کرے گا حالانکہ اس کے پیٹ میں بچہ ہے۔ ابو سعید نے کہا میں اس سے عزل کرتا ہوں۔ یہودی نے کہا یہ موؤدۂ صغریٰ ہے۔ ابو سعید نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور حضور سے واقعہ ذکر کیا تو آپ نے فرمایا یہودی جھوٹ کہتے ہیں۔ یہودی جھوٹ کہتے ہیں (دو بار فرمایا)

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی نفس منفوسہ کے پیدا کرنے میں تقدیر الٰہی ہو چکی ہے اور اس نفس کا وجود مقدر ہو چکا ہے تو وہ یقیناً پیدا ہوگا تم عزل کرو یا نہ کرو۔

باب جب مرد سفر کا ارادہ کرے تو بیویوں میں قرعہ ڈالنا

یعنی ایک شخص کی متعدد بیویاں ہیں اور وہ سفر میں جانا چاہتا ہے۔ اس کی خواہش ہے کہ ایک بیوی ہمراہ لے جائے تو اُن میں قرعہ اندازی کرے جس کا نام نکلے اسے سفر میں ہمراہ لے جائے امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا بیویوں میں قرعہ ڈالنا واجب

marfat.com

۴۸۷۹ — حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ
ابْنُ اَيْمَنَ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ اَبِیْ مُلَيْكَةَ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ
النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا خَرَجَ اَقْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهٖ
فَطَارَتِ الْقُرْعَةُ لِعَائِشَةَ وَحَفْصَةَ وَكَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ بِاللَّيْلِ سَارَ مَعَ عَائِشَةَ يَتَحَدَّثُ فَقَالَتْ
حَفْصَةُ اَلَا تَرْكَبِيْنَ اللَّيْلَةَ بَعِيْرِیْ وَاَرْكَبُ بَعِيْرَكِ تَنْظُرِيْنَ
وَاَنْظُرُ فَقَالَتْ بَلٰى فَرَكِبَتْ فَجَاءَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى جَمَلِ
عَائِشَةَ وَعَلَيْهَا حَفْصَةُ فَسَلَّمَ عَلَيْهَا ثُمَّ سَارَ حَتّٰى نَزَلُوْا وَافْتَقَدَتْهُ
عَائِشَةُ فَلَمَّا نَزَلُوْا جَعَلَتْ رِجْلَيْهَا بَيْنَ الْاِذْخِرِ وَتَقُوْلُ يَا رَبِّ
سَلِّطْ عَلَیَّ عَقْرَبًا اَوْ حَيَّةً تَلْدَغُنِیْ وَلَا اَسْتَطِيْعُ اَنْ اَقُوْلَ
لَهٗ شَيْئًا

ہے. لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے کہ آیا آپ کے لئے بھی قرعہ واجب ہے یا نہیں۔ دراصل اختلاف کی بنیاد یہ ہے کہ بیویوں میں تقسیم آپ پہ واجب تھی یا نہ اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حسنِ معاشرت اور مکارم اخلاق کے باعث آپ پہ تقسیم واجب کی تھی۔ وہ کہتے ہیں احناف کے نزدیک سفر میں تقسیم ضروری نہیں جس بیوی کو چاہیے سفر میں لے جا سکتے ہیں، لیکن بہتر یہ ہے کہ اُن میں قرعہ اندازی کریں جس کا نام نکلے اس کو رفیقِ سفر بنائیں۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابن قصار سے نقل کیا۔ کسی بیوی کو قرعہ اندازی کے بغیر رفیقِ سفر نہیں بنا سکتے ہیں۔ امام ابوحنیفہ، امام مالک اور امام شافعی کا یہی قول ہے۔

۴۸۷۹ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سفر کے لئے باہر نکلتے تو اپنی بیویوں میں قرعہ اندازی کرتے (ایک دفعہ) ام المؤمنین عائشہ اور ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا کا نام نکلا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

بَابُ الْمَرْأَةُ تَهَبُ يَوْمَهَا مِنْ زَوْجِهَا لِضَرَّتِهَا وَكَيْفَ يُقْسَمُ ذٰلِكَ؟

۴۸۸۰ — حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ سَوْدَةَ بِنْتَ زَمْعَةَ وَهَبَتْ يَوْمَهَا

رات کے وقت ام المؤمنین عائشہ کے ساتھ سفر کرتے اس حال میں کہ آپ اُن سے رات باتیں کیا کرتے تھے۔ ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا اے عائشہ تم آج رات میرے اونٹ پر سوار ہو جاؤ اور میں تیرے اونٹ پر سواری کرتی ہوں۔ تو میرے اونٹ کو دیکھے اور میں تیرے اونٹ کو دیکھوں (اونٹ ایک دوسرے کے نزدیک ہوں) ام المؤمنین عائشہ نے کہا ایسا ہی کر لیتے ہیں۔ حفصہ (میرے اونٹ پر) سوار ہو گئی۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مائی صاحبہ کے اونٹ پر آئے جبکہ اس پر حفصہ سوار تھیں۔ آپ نے ان کو سلام فرمایا پھر چلتے رہے۔ حتی کہ ایک مقام پر اُترے تو ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضور کو گم پایا (رات بھر باتیں نہ ہوئیں) جب اُترے تو ام المؤمنین نے اپنے دونوں پاؤں اِذخر گھاس میں کر کے کہا: اے میرے پروردگار مجھ پر کوئی بچھو یا سانپ مسلط کر دے۔ (غالباً اس مقام میں یہ حشرات بکثرت تھے) وہ مجھے ڈس لے اور میں آپ سے کوئی بات نہیں کر سکتی تھی۔

۴۸۷۹ — شرح: اس حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ اس سفر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ جب رات کو سفر کرتے تو حضور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ رات گفتگو کیا کرتے تھے جیسے مسافروں کی عادت ہے کہ اس طرح سفر میں سہولت ہوتی ہے۔ اس حدیث سے مہلب نے استدلال کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر تقسیم واجب نہ تھی کیونکہ اگر تقسیم واجب ہوتی تو وہ ام المؤمنین عائشہ کا اونٹ تبدیل نہ کرتیں؛ لیکن یہ استدلال صحیح نہیں کیونکہ ایک بیوی کی باری میں دوسری بیوی سے بھی گفتگو جائز ہے۔ ابو داؤد نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ اکثر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام بیویوں کے پاس تشریف لے جاتے اور انہیں بوسہ و کنار کرتے لیکن جماع نہ فرماتے تھے اور جس کی باری ہوتی تھی جب اس کے گھر تشریف لے جاتے تو اس کے پاس شب باشی فرماتے تھے۔ مسافر کے حق میں یا سفر کی حالت میں یا نزول کے وقت دن ہو یا رات ہو تقسیم کوئی ضروری نہیں ہے۔

marfat.com

لِعَائِشَةَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَائِشَةَ يَوْمَهَا وَيَوْمَ سَوْدَةَ

باب کوئی عورت اپنے شوہر کی باری کا دن اپنی سوکن کو ہبہ کرے اور یہ تقسیم کیسے کرے؟

یعنی شوہر کی طرف سے جو دن بیوی کے لئے مختص ہو وہ دن اپنی سوکن کو ہبہ کرنے کا بیان اور وہ سوکن کو اپنی باری کیسے تقسیم کرے؟ امام نے یہ بطریق استفہام کہا ہے اور یہ بیان نہیں کیا کہ تقسیم کس وجہ سے کرے

۴۸۸۰ — ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سودہ بنت زمعہ نے اپنی باری کا دن عائشہ کو ہبہ کر دیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ کے لئے ان کا دن اور سودہ کی باری کا دن تقسیم کرتے تھے۔

۴۸۸۰ — شرح: یعنی اس طرح نہ تھا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے لئے دو دن متصل قرار دیئے تھے۔ اس طرح عنوان کے دوسرے حصہ سے مطابقت واضح ہے۔

ام المؤمنین سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا

آپ قرشیہ عامریہ ہیں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد مکہ مکرمہ میں ان سے نکاح کیا۔ اس کے بعد عائشہ رضی اللہ عنہا سے مکہ میں نکاح کیا تھا۔ ام المؤمنین سودہ رضی اللہ عنہا نے حضور کے ساتھ مکہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے آخر عہد خلافت میں وفات پائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون "

احادیث میں یہ مذکور ہے کہ جب سودہ رضی اللہ عنہا زیادہ معمرہ ہوگئیں اور انہیں خوف لاحق ہوا کہ حضور انہیں جدا کر دیں گے تو عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اپنی باری عائشہ کو ہبہ کرتی ہوں مجھے آپ اپنی زوجیت سے علیحدہ نہ کریں۔ میں چاہتی ہوں کہ قیامت کو آپ کی ازواج مطہرات میں سے اٹھوں اور میرا حشر آپ کی معیت میں ہو۔ ابن سعد نے اپنے اسناد سے ذکر کیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں طلاق دے دی تو وہ حضور کے راستہ میں بیٹھ گئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں آپ کو اللہ کی قسم دیتی ہوں جس نے آپ پر قرآن نازل کیا ہے۔ کیا آپ نے کسی ناراضگی کے باعث مجھے طلاق دی ہے۔

marfat.com

بَابُ الْعَدْلِ بَيْنَ النِّسَاءِ وَلَنْ تَسْتَطِيعُوٓا
اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ اِلٰى قَوْلِهٖ وَاسِعًا حَكِيْمًا

فرمایا ایسی کوئی بات نہیں۔ عرض کیا میں آپ کو قسم دیتی ہوں کہ آپ رجوع کرلیں مجھے مرد کی حاجت نہیں کہ میں بڑھی ہو چکی ہوں۔ میں اپنی باری آپ کی محبوبہ عائشہ کو ہبہ کرتی ہوں تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے رجوع کرلیا۔ لیکن یہ واقعہ اس روایت کے مخالف ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَلطَّلَاقُ اَبْغَضُ الْمُبَاحَاتِ ہے۔

علماء کی ایک جماعت نے کہا کہ ایک دن اور رات سے زیادہ تقسیم جائز نہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ اس کو استحباب اور اولویت پر محمول کرتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ تین دن رات بھی جائز ہے۔ بعض شافعیہ نے نقل کیا کہ ہفتہ ہفتہ، مہینہ مہینہ اور سال سال بھی باری مقرر کرنا جائز ہے۔ ابن منذر نے کہا مجھے یہ پسند نہیں کہ ایک دن رات سے زیادہ باری مقرر کرے کیونکہ یہ سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تجاوز ہے۔

باب بیویوں میں برابری کرنا

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تمہیں بیویوں کے درمیان عدل اور برابری کرنے کی طاقت نہیں۔ وَاسِعًا حَكِيْمًا تک۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ عنوان جو حدیث بھی ہے کے اور آیت کریمہ کے درمیان تضاد ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ آیت کریمہ کا مفہوم یہ ہے کہ باطنی میلان اور قلبی محبت جو تمہارے اختیار سے باہر ہے اس میں تم برابری نہیں کر سکتے ہو۔ کیونکہ یہ تمہارے اختیار سے باہر ہے۔

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فَلَا تَلُمْنِيْ فِيْمَا تَمْلِكُ وَلَا اَمْلِكُ یعنی اے خدایا جس میں تو مالک ہے اور میں مالک نہیں مجھے ملامت نہ کر۔ یعنی میلان طبعی اور محبت قلبی میں ملامت نہ کر۔ اور فرمایا دوسری بیویوں سے عائشہ مجھے بہت محبوب ہے۔ اس باب میں کوئی حدیث ذکر نہیں کی۔ شائد اپنی شرط کے مطابق کوئی حدیث نہ پائی گئی۔

باب جب ثیبہ پر کنواری سے نکاح کیا

۴۸۸۱ — ترجمہ: ابو قلابہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ ابو قلابہ نے کہا

marfat.com

بَابُ اِذَا تَزَوَّجَ الْبِكْرَ عَلَى الثَّيِّبِ

۴۸۸۱ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسٍ وَلَوْشِئْتُ اَنْ اَقُوْلَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلٰکِنْ قَالَ اَلسُّنَّةُ اِذَا تَزَوَّجَ الْبِكْرَ اَقَامَ عِنْدَهَا ثَلٰثًا

بَابُ اِذَا تَزَوَّجَ الثَّيِّبَ عَلَى الْبِكْرِ

۴۸۸۲ـ حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ رَاشِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْاُسَامَةَ عَنْ سُفْيٰنَ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ وَخَالِدٌ عَنْ اَبِیْ قَلَابَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ مِنَ السُّنَّةِ اِذَا تَزَوَّجَ الرَّجُلُ الْبِكْرَ عَلَى الثَّيِّبِ اَقَامَ عِنْدَهَا سَبْعًا وَقَسَمَ وَاِذَا تَزَوَّجَ الثَّيِّبَ عَلَى الْبِكْرِ اَقَامَ عِنْدَهَا ثَلٰثًا ثُمَّ قَسَمَ اَبُوْقِلَابَةَ وَلَوْشِئْتُ لَقُلْتُ اِنَّ اَنَسًا رَفَعَهٗ اِلٰی

کہا اگر میں چاہوں تو کہہ سکتا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سنّت یہ ہے کہ جب آدمی ثیبہ کی موجودگی میں کنواری عورت سے نکاح کرے تو اس کے پاس سات دن گزارے اور جب کنواری کی موجودگی میں ثیبہ سے نکاح کرے تو اس کے پاس تین دن گزارے۔

شرح ۴۸۸۱ــــ : سنت کی وجہ یہ ہے کہ کنواری عورت میں شرم وحیا زیادہ ہوتا ہے تو وہ زیادہ مہلت اور صبر کی محتاج ہے۔ اور وہ آسانی چاہتی ہے اور شوہر کی رفق کو پسند کرتی ہے۔ اس لئے اس کے پاس شوہر زیادہ دن رہے اور شوہر دیدہ عورت نے مردوں کا تجربہ کیا ہوتا ہے۔ اس میں شرم وحیاء کم ہوتا ہے۔ اس لئے نئی صحبت کے اعتبار سے بطور اکرام اس سے تین دن مرافقت کرنی چاہیئے، لیکن ظاہر یہ ہے کہ یہ ایام وہ ہوں جو جماع سے مانع نہ ہوں یعنی ان تینوں میں عورت کو حیض نہ آیا ہو۔

marfat.com

النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا سُفْيٰنُ عَنْ اَيُّوْبَ وَخَالِدٍ قَالَ خٰلِدٌ وَلَوْ شِئْتُ قُلْتُ رَفَعَهٗ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب جب کنواری عورت کی موجودگی میں ثیّبہ سے نکاح کرے

۴۸۸۲ — ترجمہ : ابو قلابہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ سنّت یہ ہے کہ جب کوئی مرد شوہر دیدہ عورت پر کنواری سے نکاح کرے تو اس کے پاس سات دن گزارے پھر تقسیم کرے اور جب کنواری پر شوہر دیدہ سے نکاح کرے تو اس کے پاس تین دن گزارے پھر تقسیم کرے۔ ابو قلابہ نے کہا اگر میں چاہوں تو کہہ سکتا ہوں کہ انس نے یہ حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک مرفوع کی ہے۔ عبدالرزاق نے کہا ہمیں سفیان نے ایوب اور خالد کے ذریعہ خبر دی۔ خالد نے کہا اگر میں چاہوں تو کہہ سکتا ہوں کہ اس حدیث کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مرفوع کیا۔

۴۸۸۲ — شرح : یعنی کنواری عورت سے نکاح کرنے کے سات روز بعد اور شوہر دیدہ عورت سے نکاح کرنے کے تین روز بعد باقی عورتوں کی مانند تقسیم کرے کہ ہر ایک کے پاس ایک دن اور ایک رات اقامت کرے۔

امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ حدیث دس صحیح طریقوں سے ذکر کی ہے پھر کہا ایک قوم اس طرف گئی ہے کہ جب آدمی شوہر دیدہ عورت سے نکاح کرے تو اسے اختیار ہے۔ اگر چاہے تو اس کے پاس سات روز اقامت کرے اور باقی بیویوں کے پاس بھی سات سات روز اقامت کرے اور اگر چاہے تو اس کے پاس تین دن اقامت کرے اور باقی بیویوں کے پاس ایک ایک دن اور ایک ایک رات اقامت کرے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا امام طحاوی کی قوم سے مراد ابراہیم نخعی، عامر شعبی، امام مالک امام شافعی، امام احمد، اسحاق، ابو ثور اور ابو عبید ہیں پھر امام طحاوی نے کہا دوسرے علماء نے ان کی مخالفت کی ہے۔ انہوں نے کہا اگر اس کے پاس تین دن اقامت کرے تو دوسری بیویوں کے پاس بھی تین تین

marfat.com

بَابُ مَنْ طَافَ عَلٰى نِسَائِهٖ فِيْ غُسْلٍ وَّاحِدٍ

۴۸۸۳ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ اَنَّ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَطُوْفُ عَلٰى نِسَائِهٖ فِي اللَّيْلَةِ الْوَاحِدَةِ وَلَهٗ يَوْمَئِذٍ تِسْعُ نِسْوَةٍ

دن اقامت کرے جیسے سات سات دن اس کے اور دوسری بیویوں کے پاس اقامت کرتا ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ نے کہا اس قوم سے مراد حماد بن ابی سلیمان، حکم بن عتبہ، امام ابوحنیفہ، ابو یوسف اور امام محمد ہیں رحمہم اللہ تعالیٰ ان کی دلیل ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے جو امام طحاوی نے ذکر کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا۔ اگر آپ چاہتی ہیں تو میں تمہارے پاس سات دن اقامت کرتا ہوں اور سات سات روز دوسری بیویوں کے پاس اقامت کرتا ہوں۔ یہ حدیث امام احمد نے مسند میں مطول ذکر کی ہے اور طبرانی نے اس سے زیادہ طویل ذکر کی ہے۔ ابو یعلی اور بیہقی نے بھی اس کو ذکر کیا ہے۔ امام طحاوی نے کہا جب ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم چاہتی ہو تو میں تمہارے پاس سات دن اقامت کرتا ہوں اور سات سات روز اُن کے پاس اقامت کرتا ہوں یعنی اُن کے اور تمہارے درمیان برابری کرتا ہوں اور ان میں سے ہر ایک کے لئے سات سات دن اقامت کرتا ہوں۔ جیسے تمہارے پاس سات دن اقامت کرتا ہوں اور ایسے ہی جب اس کے لئے تین دن کرے تو ان میں سے ہر ایک کے لئے تین تین دن کرے شافعیہ کہتے ہیں انس کی مذکور حدیث حنفیہ پر حجت ہے۔ ہم کہتے ہیں ام المؤمنین ام سلمہ کی حدیث شافعیہ پر حجت ہے۔ نیز احناف نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے استدلال کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کے درمیان برابر تقسیم کرتے تھے اور پوری حدیث ذکر کی۔ بظاہر اس کا مقتضیٰ یہ ہے کہ تقسیم میں مطلقاً مساوات ہے واللہ اعلم

باب جس نے ایک غسل میں اپنی تمام بیویوں سے مباشرت کی

marfat.com

یعنی اُن سے ایک غُسل میں جماع کیا اس سے مراد یہ
ہے کہ ہر جماع کے بعد علیحدہ غسل نہ کیا "

۴۸۸۳ — ترجمہ : قتادہ سے روائت ہے کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے انہیں خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات میں اپنی تمام بیویوں سے جماع کرتے اس روز آپ کی نو بیویاں تھیں۔

۴۸۸۳ — شرح : ایک دوسری روائت میں گیارہ بیویوں کا ذکر ہے۔ ان دونوں حدیثوں میں اتفاق کی صورت یہ ہے کہ گیارہ میں ماریہ اور ریحانہ کو شمار کیا ہے اور نو بیویاں منکوحہ تھیں۔ ماریہ اور ریحانہ باندیاں تھیں۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ میں نے اپنے کبار اساتذہ کرام سے سُنا ہے کہ ہر ایک نبی کو چالیس آدمیوں کی قوت حاصل تھی۔ اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو چالیس نبیوں کی قوت حاصل تھی اس طرح سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ہزار چھو سو مردوں کی قوت حاصل تھی۔ یہ حضور کا معجزہ ہے کہ اس قدر ریاضت کہ کئی کئی دن بھوکے گزر جاتے کھانا نہیں کھاتے تھے۔ اور روزوں میں وصال فرماتے تھے۔ حتیٰ کہ پیٹ پر پتھر باندھا کرتے تھے۔ اور کئی کئی راتیں نماز میں کھڑے رہتے حتیٰ کہ پاؤں میں ورم آگئے تھے۔ اس کے باوجود حضور میں جماع کی یہ قوت تھی۔ اتنی قوت ہوتے ہوئے صرف گیارہ عورتوں پر اکتفاء کرنا آپ کے کمال تقویٰ پر دلالت کرتا ہے، حالانکہ حضرت سُلیمان علیہ السلام کی ایک ہزار عورتوں میں سے تین سو حرہ عورتیں اور سات سو لونڈیاں تھیں جبکہ داؤد علیہ السلام کی ایک سَو بیوی تھی۔ اقول ترمذی میں ہے۔ کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو جنت کے چالیس مردوں کی قوت حاصل تھی اور جنت کے ہر مرد کی قوت دُنیا کے سو مردوں کی قوت کے برابر ہے۔ اس طرح سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو بحیثیت بشریت دُنیا میں چار ہزار مردوں کی قوت حاصل تھی۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

باب مرد کا اپنی بیویوں کے پاس دن میں جانا

علماء نے کہا ایک بیوی کے گھر اس کی باری کے بغیر آنا درست نہیں مگر کسی ضرورت کی وجہ سے کہ تدبیر منزل مقصود ہو تو جائز ہے، لیکن زیادہ دیر نہ ٹھہرے "

marfat.com

بَابُ دُخُوْلِ الرَّجُلِ عَلٰی نِسَائِهٖ فِی الْیَوْمِ

۴۸۸۴ — حَدَّثَنَا فَرْوَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَائِشَةَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا انْصَرَفَ مِنَ الْعَصْرِ دَخَلَ عَلٰی نِسَائِهٖ فَیَدْنُوْ مِنْ اِحْدٰهُنَّ فَدَخَلَ عَلٰی حَفْصَةَ فَاحْتَبَسَ اَکْثَرَ مَا کَانَ یَحْتَبِسُ

بَابُ اِذَا اسْتَاْذَنَ الرَّجُلُ نِسَائَهٗ فِیْ اَنْ یُّمَرَّضَ فِیْ بَیْتِ بَعْضِهِنَّ فَاَذِنَّ لَهٗ

۴۸۸۵ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ قَالَ حَدَّثَنِیْ سُلَیْمٰنُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یَسْاَلُ فِیْ مَرَضِهِ الَّذِیْ مَاتَ فِیْهِ اَیْنَ اَنَا

بیویوں کے درمیان مساوات رات میں ضروری ہے دن میں ضروری نہیں، کیونکہ دن میں اور دُنیاوی مشاغل بھی ہوتے ہیں۔

۴۸۸۴ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جب جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز سے فارغ ہوتے تو اپنی بیویوں کے پاس تشریف لے جاتے اور اُن میں سے کسی ایک کے قریب ہوتے آپ ایک روز حفصہ کے پاس تشریف لے گئے تو پہلے جتنا ٹھہرا کرتے تھے اس سے زیادہ ان کے پاس ٹھہرے۔

باب جب مرد اپنی بیویوں سے اجازت طلب کرے

کہ بعض بیویوں کے گھر میں بیماری کے دن گزارے تو عورتیں اسے اجازت دے دیں

marfat.com

غَدًا اَيْنَ اَنَا غَدًا اُرِيْدُ يَوْمَ عَائِشَةَ فَاَذِنَّ لَهٗ اَزْوَاجُهٗ يَكُوْنُ حَيْثُ شَاءَ فَكَانَ فِيْ بَيْتِ عَائِشَةَ حَتّٰى مَاتَ عِنْدَهَا قَالَتْ عَائِشَةُ فَمَاتَ فِي الْيَوْمِ الَّذِيْ كَانَ يَدُوْرُ عَلَيَّ فِيْهِ فِيْ بَيْتِيْ فَقَبَضَهُ اللّٰهُ وَاِنَّ رَاْسَهٗ لَبَيْنَ نَحْرِيْ وَسَحْرِيْ وَخَالَطَ رِيْقُهٗ رِيْقِيْ **بَابُ حُبِّ الرَّجُلِ**

۴۸۸۵ — ترجمہ : عروہ نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مرض جس میں وفات پائی میں پوچھتے تھے میں کل کہاں ؟ میں کل کہاں (قیام کروں گا) آپ عائشہ کے دن کا ارادہ کرتے تھے تو آپ کی بیویوں نے آپ کو اجازت دی کہ آپ جہاں چاہیں قیام فرمائیں۔ تو آپ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں رہے حتی کہ اُن ہی کے پاس وفات پائی۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا آپ نے اس دن وفات پائی، جس دن میرے گھر میں آپ کے آنے کی باری تھی ،، یہ اتفاق تھا ،، اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پاک قبض کی حالانکہ آپ کا سر مبارک میرے سینہ اور میری لبغل کے درمیان تھا اور آپ کا لعابِ دہن شریف میرے لعابِ دہن سے مل گیا۔

۴۸۸۵ — شرح : علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر بیویوں کی تقسیم واجب تھی ؛ ورنہ آپ اس قدر اصرار نہ فرماتے اور آپ کو اُن سے اجازت لینے کی احتیاجی نہ ہوتی لیکن یہ صحیح نہیں کیونکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بیویوں کے اطمینان اور تطییب قلوب کے سبب بطور تفضل اور مہربانی اُن سے اجازت حاصل کرتے تھے۔ تقسیم آپ پر واجب نہ تھی۔

ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے لعاب سے لعابِ دہن مبارک ملنے کا سبب یہ تھا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری لمحات میں مسواک طلب فرمائی تو ام المؤمنین نے اپنے دانتوں سے نرم کرکے آپ کو مسواک دی تھی اور ام المؤمنین کی نرم کردہ مسواک سے آپ نے دندانِ مبارک اور منہ میں مسواک کی۔ اس طرح دونوں لعاب مل گئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ،،

باب مرد کا اپنی بعض بیویوں کے ساتھ بعض سے زیادہ محبّت کرنا ،،

marfat.com

بَعْضَ نِسَائِهٖ اَفْضَلَ مِنْ بَعْضٍ ۴۸۸۶ــ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ دَخَلَ عَلٰى حَفْصَةَ قَالَ يَا بُنَيَّةُ لَا يَغُرَّنَّكِ هٰذِهِ الَّتِيْ اَعْجَبَهَا حُسْنُهَا حُبُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِيَّاهَا يُرِيْدُ عَائِشَةَ فَقَصَصْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ فَتَبَسَّمَ

محبت کے اصطلاحی معنیٰ میلانِ قلب اور کسی شئی کی طرف متوجہ ہونا اور اکثر اوقات دل و زبان سے اس کو یاد کرتے رہنا ہے جبکہ لغت میں اس کے معنی خلافِ بغض کے ہیں۔

۴۸۸۶ــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ ام المؤمنین حفصہ کے پاس تشریف لے گئے اور اُن سے فرمایا اے میری بیٹی یہ خاتون تجھے مغرور نہ کر دے کہ جس کا حُسن حضور کو بہت خوش کرتا ہے اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے محبت ہے (وہ محبوبۂ رسول ہے) اس سے مراد عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے یہ بات (جو حفصہ سے کہی تھی) جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کی تو آپ نے تبسُّم فرمایا۔ صلی اللہ علیہ وسلم

۴۸۸۶ــ شرح : یعنی رسُولِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے دوسری بیویوں کی نسبت زیادہ محبت کرتے تھے۔ جب مرد عورتوں میں تقسیم مساوی کرے تو بعض سے زیادہ محبت کرنے میں حرج نہیں؛ کیونکہ محبت طبعی ہے کسبی نہیں۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ جو میرے اختیار میں نہیں اس میں مجھے ملامت نہ فرما۔ کیونکہ محبت کسب سے حاصل نہیں اور اس میں عدل کی استطاعت نہیں اور اللہ تعالیٰ و ہ تکلیف دیتا ہے جس کی بندے میں استطاعت ہو "

موعظۃ الرجل انبتہ کے باب میں (حدیث ۴۸۶۰ کی شرح دیکھیں)

marfat.com

بَابُ الْمُتَشَبِّعِ بِمَا لَمْ يَنَلْ وَمَا يُنْهَىٰ مِنِ افْتِخَارِ الضَّرَّةِ

۴۸۸۷ — حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ فَاطِمَةَ عَنْ اَسْمَآءَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامٍ حَدَّثَتْنِي فَاطِمَةُ عَنْ اَسْمَآءَ اَنَّ امْرَأَةً قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ لِي ضَرَّةً فَهَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ اَنْ تَشَبَّعْتُ مِنْ زَوْجِي غَيْرَ الَّذِي يُعْطِينِي فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُتَشَبِّعُ بِمَا لَمْ يُعْطَ كَلَابِسِ ثَوْبَيْ زُوْرٍ

باب نیافتہ کے سبب خود کو سیر ظاہر کرنا اور جو سوکن پر فخر کرنے سے منع کیا گیا ہے"

لُغت میں مُتشبّع اس کو کہتے ہیں جو خود کو سیر ظاہر کرے؛ حالانکہ وہ بھوکا ہو اس سے مراد یہ ہے کہ ایسی زینت سے مزین ہو جو اس میں نہ پائی جائے اور اس کے باعث تکبّر کرے۔ اور اس باب کا دُوسرا حصّہ سوکن پر فخر ظاہر کرنا اور اس کو دل شکستہ کرنا ہے۔

۴۸۸۷ — ترجمہ : اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روائت ہے کہ ایک عورت نے عرض کیا یا رسُول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میری ایک سوکن ہے کیا مجھے گناہ تو نہیں کہ اگر میں اپنے شوہر کی طرف سے جو وہ مجھے دیتا ہے۔ اس سے زیادہ بڑھا کر ظاہر کروں (اس کو آزار پہنچاؤں) جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو نہ دیا جائے اس سے بڑھا کر اظہار کرنا ایسا ہے جیسے جھوٹ کے دو کپڑے پہننے والا ہے۔

۴۸۸۷ — شرح : علامہ کرمانی نے کہا، مُتَشَبِّع، کے معنیٰ یہ ہیں کہ سیری کو ظاہر

marfat.com

بَابُ الْغَيْرَةِ

وَقَالَ وَرَّادٌ عَنِ الْمُغِيْرَةِ قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ لَوْ رَأَيْتُ رَجُلًا مَعَ امْرَأَتِيْ لَضَرَبْتُهُ بِالسَّيْفِ غَيْرَ مُصْفِحٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْجَبُوْنَ مِنْ غَيْرَةِ سَعْدٍ لَأَنَا أَغْيَرُ مِنْهُ وَاللّٰهُ أَغْيَرُ مِنِّيْ

کرے حالانکہ وہ سیر نہیں ہے۔ شبع کو کپڑوں سے تشبیہ دی ہے۔ اس میں وجہ تشبیہ یہ ہے کہ وہ دونوں کو چھپالیتی ہے۔ یہ تشبیہ تخییلی ہے جیسا کہ سکاکی نے اس آیت کریمہ: فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ ،، میں کہا ہے۔ تشبیہ کا فائدہ مبالغہ ہے یعنی اس کے سر سے پاؤں تک پکڑا ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس کے معنی یہ ہیں کہ جو کسی کے پاس نہیں اس کے ہونے کو ظاہر کرنا مذموم ہے جیسے کوئی شخص صُلَحاء کا لباس پہنتا ہے۔ حالانکہ وہ صالح نہیں ہے۔ ہوسکتا ہے کہ معنیٰ یہ ہوں کہ یہ سیری ظاہر کرنے والا اس شخص کی مانند ہے جس نے جھوٹ کو اپنا ازار اور چادر بنا لیا ہو۔ چنانچہ شاعر مدح کرتا ہے ؎ اِذَا هُوَ بِالْمَجْدِ ارْتَدٰى وَتَأَزَّرَا ،، (جب اُس نے بزرگی کی چادر پہنی اور تہبند باندھا) بعض کہتے ہیں معنی یہ ہیں کہ کسی قوم میں کوئی شخص شرفاء میں سے ہو جو بزرگانہ لباس کپڑے رکھتا ہو۔ جس وقت کوئی شخص گواہی دینے جائے تو اس سے مانگ کر وہ کپڑے پہن لے تاکہ لوگوں کو یہ معلوم ہو کہ یہ شخص نیک اور شریف ہے۔ ابوعبید نے کہا یہ وہ شخص ہے جو زاہدوں کے کپڑے پہنتا ہے اور ظاہر یہ کرتا ہے کہ وہ زاہد ہے اور اگر وہ ایسا نہ ہو تو اس کے کپڑے جھوٹ اور ریاء کے کپڑے ہیں۔ بعض نے کہا وہ ایسا ہے جو کسی کے دو کپڑے پہنے اور ظاہر یہ کرے کہ وہ اس کے اپنے ہیں۔

بَابُ الْغَيْرَةِ

غَيْرَتْ بفتح الغين وسكون الياء وفتح الراء ہے۔ قاضی عیاض نے کہا غیرت تغیر قلب اور ہیجان غضب سے مشتق ہے جو کسی مخصوص شی میں مشارکت کے سبب ہوتا ہے۔ بیوی خاوند میں یہ بہت ہوتی ہے۔ یہ معنی آدمیوں کے حق میں ہے۔ اللہ کے حق میں غیرت کے معنی حدیث سے معلوم ہوں گے۔ صاحب محکم نے کہا یہ ،، غَارَ الرَّجُلُ عَلٰى امْرَأَتِهٖ وَالْمَرْءَةُ عَلٰى بَعْلِهَا ،، سے ماخوذ ہے مرد کی

marfat.com

۴۸۸۸۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ شَقِیْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ اَحَدٍ اَغْیَرُ مِنَ اللّٰہِ مِنْ اَجْلِ ذٰلِکَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ وَمَا اَحَدٌ اَحَبَّ اِلَیْہِ الْمَدْحُ مِنَ اللّٰہِ

صفت غیران اور جمع غیاریٰ ہے نیز رجل غیور کہتے ہیں اس کی جمع غیرٌ بضم الیاء ہے۔ اور عورت کی صفت میں کہا جاتا ہے در امرءۃ غَیْرٰی وغیور ومغیار بمعنی سخت غیرت۔ ورّاد نے مُغیرہ سے نقل کیا کہ سعد بن عبادہ نے کہا اگر میں کسی آدمی کو اپنی بیوی کے ساتھ دیکھوں تو اس کو تلوار سے قتل کر دوں گا۔ ذرہ بھی درگزر نہ کروں گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم سعد کی غیرت سے تعجب کرتے ہو میں اس سے زیادہ غیور ہوں اور اللہ مجھ سے زیادہ غیور ہے۔

اللہ تعالیٰ کی غیرت کے معنی یہ ہیں کہ وہ ارتکاب فواحش پر زجر کرتا ہے اور لوگوں پر انہیں حرام کرتا ہے اور ان سے منع کرتا ہے؛ چنانچہ مروی ہے کہ اللہ کی غیرت یہ ہے کہ اس نے فواحش کو حرام کیا ہے یعنی ان سے منع کیا ہے۔ اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضور نے سعد کے قول کی تصویب کی تھی۔ اس سے بعض مالکیوں نے استدلال کیا کہ ایسے مقتول کا خون باطل ہے اس میں نہ دیت ہے اور نہ قصاص ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۴۸۸۸۔ ترجمہ: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے زیادہ غیور کوئی نہیں اس لئے اس نے برے امور حرام کئے ہیں اور کوئی شخص نہیں کہ اس کے نزدیک مدح اللہ سے زیادہ محبوب ہو۔

۴۸۸۸۔ شرح: فواحش فاحشہ کی جمع ہے اور یہ اقوال وافعال میں سے بری خصلت ہے۔ حدیث میں جو گناہ سخت برا ہو اس کو فحش کہا ہے۔ زنا پر بھی فاحشہ کا اطلاق ہوتا ہے۔ قولہ مَا اَحَدٌ، احدٌ مرفوع ما کا اسم ہے اور احبَّ منصوب اس کی خبر ہے اور مدح مرفوع احب کا فاعل ہے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ کُحل کے مسئلہ کی طرح ہے کہ مدح ایک اعتبار سے مفضّل اور دوسرے لحاظ سے مفضّل علیہ ہے۔ حدیث شریف میں اللہ تعالیٰ کے اعتبار سے مُفضّل اور بندے کے لحاظ سے مفضّل علیہ ہے۔ دراصل جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام شریف وَمَا اَحَدٌ اَحَبَّ اِلَیْہِ الْمَدْحُ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی، اللہ تعالیٰ کا مدح کو پسند کرنا

marfat.com

۴۸۸۹ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا اُمَّةَ مُحَمَّدٍ مَا اَحَدٌ اَغْيَرَ مِنَ اللّٰهِ اَنْ يَرٰى عَبْدَهٗ اَوْ اَمَتَهٗ يَزْنِيْ يَا اُمَّةَ مُحَمَّدٍ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَّ لَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا

لوگوں کی مصلحت کے لئے ہے تاکہ اس پردہ بندوں کو ثواب عطاء کرے! کیونکہ جب لوگ اللہ تعالیٰ کی مدح کریں۔ تو۔ اللہ تعالیٰ بھی ان کی ثناء ملاء اعلیٰ میں کرتا ہے ورنہ وہ لوگوں کی مدح سے بے نیاز ہے کیونکہ لوگوں کی مدح اس کو نفع نہیں دیتی اور اس کا ترک اسے ضرر نہیں دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مدح میں سے اس کی تسبیح وتہلیل وتکبیر اور دیگر اذکار ہیں۔

۴۸۸۹ — ترجمہ : عروہ بن زُبیر نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت کی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے محمد "صلی اللہ علیہ وسلم" کی امت کوئی بھی اللہ سے زیادہ غیور نہیں کہ وہ اپنے بندے یا لونڈی کو زناء کرتے دیکھے۔ اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم" کی امت اگر تم وہ معلوم کرلو جو میں جانتا ہوں تو تم تھوڑا ہنسو اور زیادہ روتے رہو!

۴۸۸۹ — شرح : قولہ اوامتہ یزنی ،، اس حدیث میں اسی طرح مذکور ہے اور باب الصدقہ فی الکسوف ،، میں یا امتہ محمد واللہ ما احدٌ اغیرَ من اللہ ان یزنی عبدہ اورتزنیٔ امتہ ،، بخاری کے بعض شارحین نے کہا جو میرے لئے ظاہر ہے وہ یہ ہے کہ یہاں کاتب سے غلطی ہُوئی ہے۔ اور تزنی امتہ ،، لکھنا بھُول گیا۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کسی وجہ کے بغیر کاتب کی طرف غلطی منسوب نہیں کرنی چاہیئے، کیونکہ ایسے کلام میں تذکیر و تانیث دونوں جائز ہیں۔ عبد کے اعتبار سے یزنی اور امتہ کے لحاظ سے تانیث جائز ہے۔ یعنی سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں زناء کی نحوست اور اس کی بُری عاقبت جانتا ہوں اور آخرت کے احوال و ابوال میرے پیش نظر ہیں اگر تمہیں ان کی اطلاع ہو تو ہر وقت روتے رہو اور کبھی تمہیں ہنسنا نصیب نہ ہو مگر گاہے بگاہے۔

marfat.com

۴۸۹۰ — حَدَّثَنَا مُوسٰى بْنُ اِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ اَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهٗ عَنْ اُمِّهٖ اَسْمَاءَ اَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا شَيْءَ اَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ وَعَنْ يَحْيٰى اَنَّ اَبَا سَلَمَةَ حَدَّثَهٗ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهٗ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۴۸۹۱ — حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَغَارُ وَغَيْرَةُ اللّٰهِ اَنْ يَّاْتِيَ الْمُؤْمِنُ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ

۴۸۹۰ — ترجمہ : عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے اپنی والدہ اسماء رضی اللہ عنہا سے خبر سنائی کہ انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ غیور کوئی نہیں۔ یحییٰ سے روایت ہے کہ ابوسلمہ نے انہیں خبر دی کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے انہیں خبر دی کہ انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سنا ہے

۴۸۹۰ — شرح : یہاں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے حدیث کا متن ذکر نہیں کیا مسلم نے اپنے اسناد کے ساتھ ابوہریرہ سے متن ذکر کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ غیور ہے اور مومن بھی غیرت مند ہے اللہ کی غیرت یہ ہے کہ مومن وہ کام کرے جو اللہ نے حرام کیا ہے۔ ابوہریرہ نے مذکور حدیث جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دوسرے طریق سے سنی تھی۔ یہاں اس کی طرف اشارہ کیا ہے اور ابوہریرہ کی روائت سے اس حدیث کی تقویت ذکر کی ہے۔

۴۸۹۱ — ترجمہ : ابوسلمہ سے روائت ہے انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ غیور ہے اور اس کی غیرت یہ ہے کہ مومن وہ فعل کرتا ہے جو اللہ نے حرام کیا ہے۔

۴۸۹۱ — شرح : علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے صغانی سے نقل کیا کہ بخاری کے تمام

marfat.com

۴۸۹۱ — حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِیْ بَکْرٍ قَالَتْ تَزَوَّجَنِی الزُّبَیْرُ وَمَالَہٗ فِی الْاَرْضِ مِنْ مَّالٍ وَّلَا مَمْلُوْکٍ وَّلَا شَیْءٍ غَیْرَ نَاضِحٍ وَّغَیْرَ فَرَسِہٖ فَکُنْتُ اَعْلِفُ فَرَسَہٗ وَاَسْتَقِی الْمَاءَ وَاَخْرِزُ غَرْبَہٗ وَاَعْجِنُ وَلَمْ

نسخوں میں "اَنْ لَّا یَاْتِیَ" یعنی اللہ کی غیرت یہ ہے کہ مومن وہ کام نہ کرے جو اللہ نے حرام کیا ہے لیکن درست یہ ہے کہ "اَنْ یَّاْتِیَ" پڑھا جائے۔ یعنی مومن وہ کام کرے جو اللہ نے حرام کیا ہے تو اللہ کو غیرت آتی ہے۔ چنانچہ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا غیرت کے معنی منع ہیں۔ کہا جاتا ہے اَلرَّجُلُ غَیُوْرٌ عَلٰی اَھْلِہٖ "یعنی اپنے اہل کو اجنبی کے ساتھ باتیں کرنے اور اس کو دیکھنے سے منع کرتا ہے۔ بعض نے کہا غیرت غضب ہے جو غیرت کو لازم ہے۔ پس اللہ کی غیرت یہ ہے کہ فواحش پر اس کا غضب ہوتا ہے۔

علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ "اَنْ یَّاْتِیَ" پڑھنے کی صورت میں جسے ھنغانی نے صحیح کہا ہے۔ ذرہ بھی شک نہیں کہ اس کا معنیٰ یہ نہیں کہ اللہ کی غیرت نفس اتیان (کام کرنا) یا عدم اتیان ہے لہٰذا یہاں عبارت مقدر ماننا ضروری ہے وہ یہ کہ "لِاَنْ لَّا یَاْتِیَ" یعنی اللہ کی غیرت مومن کے اتیان یا عدم اتیان سے بنی پر ہے۔ یہ معنی پہلی حدیث کے موافق ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اسی لئے فواحش کو حرام کہا۔ لہٰذا درست وہی ہے جو تمام نسخوں میں ہے۔ یعنی "ان لا یاتی" صواب ہے۔ پھر علامہ کرمانی نے کہا اگر "لا" کے ساتھ معنی صحیح نہیں ہوتا تو یہ اس کے زائدہ ہونے کا قرینہ ہے جیسے "مَا مَنَعَکَ اَنْ لَّا تَسْجُدَ" علامہ خطابی رحمہ اللہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد: وَغَیْرَۃُ اللّٰہِ اَنْ لَّا یَاْتِیَ الْمُؤْمِنُ "غیرت کی بہترین تفسیر ہے۔ طیبی نے کہا یہ مبتداء اور خبر بتقدیر لام ہے یعنی غیرتُ اللّٰہِ ثابتۃ لاجل ان لا یاتی" واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

۴۸۹۲ — ترجمہ: اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا نے کہا مجھ سے زبیر نے نکاح کیا، حالانکہ اللہ کی زمین میں اس کے پاس نہ مال تھا اور نہ کوئی مملوک تھا۔ اور ایک اونٹنی اور گھوڑے کے سوا کوئی شئ اس کے پاس نہ تھی میں اس کے گھوڑے کو چارہ دیتی اور اس کو پانی پلاتی تھی اور اس کا ڈول سیتی تھی اور آٹا پیستی تھی اور میں روٹی نہ پکا سکتی تھی۔ ہماری ہمسائی انصار عورتیں تھیں۔ وہ عورتیں بہت اچھی تھیں۔ وہ مجھے روٹیاں پکا دیتی تھیں اور میں زبیر کی زمین سے جو انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی۔ اپنے سر پر گٹھلیاں

marfat.com

اَكُنْ اُحْسِنُ اَخْبِزُ وَكَانَ يَخْبِزُ جَارَاتٌ لِّيْ مِنَ الْاَنْصَارِ وَكُنَّ نِسْوَةَ صِدْقٍ وَكُنْتُ اَنْقُلُ النَّوٰى مِنْ اَرْضِ الزُّبَيْرِ الَّتِيْ اَقْطَعَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رَأْسِيْ وَهِيَ مِنِّيْ عَلٰى ثُلُثَيْ فَرْسَخٍ فَجِئْتُ يَوْمًا وَالنَّوٰى عَلٰى رَأْسِيْ فَلَقِيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهٗ نَفَرٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَدَعَانِيْ ثُمَّ قَالَ اِخْ اِخْ لِيَحْمِلَنِيْ خَلْفَهٗ فَاسْتَحْيَيْتُ اَنْ اَسِيْرَ مَعَ الرِّجَالِ وَ ذَكَرْتُ الزُّبَيْرَ وَغَيْرَتَهٗ وَكَانَ اَغْيَرَ النَّاسِ فَعَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنِّيْ قَدِ اسْتَحْيَيْتُ فَمَضٰى فَجِئْتُ الزُّبَيْرَ فَقُلْتُ لَقِيَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلٰى رَاْسِيْ النَّوٰى وَمَعَهٗ نَفَرٌ مِنْ اَصْحَابِهٖ فَاَنَاخَ لِاَرْكَبَ فَاسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ وَعَرَفْتُ غَيْرَتَكَ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَحَمْلُكَ النَّوٰى كَانَ اَشَدَّ عَلَيَّ مِنْ رُكُوْبِكَ مَعَهٗ قَالَتْ حَتّٰى اَرْسَلَ اِلَيَّ اَبُوْبَكْرٍ بَعْدَ ذٰلِكَ بِخَادِمٍ يَكْفِيْنِيْ سِيَاسَةَ الْفَرَسِ فَكَاَنَّمَا اَعْتَقَنِيْ

اُٹھا کر لاتی تھی۔ جبکہ وہ زمین مجھ سے چھ میل دُور تھی۔ ایک دن میں آ رہی تھی اور گٹھلیاں میرے سر پر تھیں پس میں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملی حالانکہ آپ کے ساتھ چند انصار تھے۔ آپ نے مجھے بلایا پھر فرمایا: اَخْ اَخْ ،، تاکہ مجھے اپنے پیچھے اونٹ پر بٹھائیں مجھے شرم آئی کہ میں لوگوں کے ساتھ چلوں گی۔ میں نے زبیر اور اس کی غیرت یاد کی جبکہ وہ سب لوگوں سے زیادہ غیور تھے۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہچان لیا کہ میں شرم کرتی ہوں تو آپ تشریف لے گئے۔ پھر میں زبیر کے پاس آئی اور اُن سے کہا مجھے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ملے جبکہ گٹھلیاں میرے سر پر تھیں اور آپ کے ساتھ چند صحابہ کرام تھے۔ آپ نے اونٹ کو بٹھایا تاکہ میں اس پر سوار ہو جاؤں مجھے اِس سے

marfat.com

۴۸۹۳ — حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ بَعْضِ نِسَآئِهٖ

شرم آئی اور میں تمہاری غیرت کو یاد کیا۔ زبیر نے کہا بخدا! تمہارا گٹھلیوں کو سر پہ اٹھانا سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ اُونٹ پر سوار سے زیادہ سخت تھا۔ اسماء نے کہا میرا یہ حال رہا حتی کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کے بعد میری طرف خادم بھیجا جو مجھ سے گھوڑے کے انتظام سے کفائت کرتا تھا گویا کہ مجھے آزاد کر دیا۔

۴۸۹۲ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو ایک جاگیر دی تھی جو بہترین مال تھا اس کا جواب یہ ہے کہ جاگیر کا رقبہ ان کی ملکیت نہ تھی۔ اس زمین سے حاصل شدہ منافع زبیر کو دے رکھے تھے۔ اسی لئے اسماء نے اس کو مستثنیٰ نہیں کیا جیسے اونٹنی اور گھوڑے کو مستثنیٰ کیا تھا۔ نیز بعض ضروریات مکان، لباس اور طعام بھی مستثنیٰ ہیں۔ اِخ اِخ کا ہمزہ مکسور اور خاء ساکن ہے۔ اس کو مخفف اور مشدد دونوں طرح پڑھا جاتا ہے۔ یہ واقعہ نزولِ حجاب سے پہلے کا ہے۔ حضرت زُبیر رضی اللہ عنہ نے کہا تمہارا گٹھلیاں اُٹھانا اُونٹ پہ سوار ہونے سے زیادہ سخت تھا؛ کیونکہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پیچھے بیٹھنے میں کچھ عار نہ تھی اور سر پر گٹھلیاں اُٹھانے میں لوگ خست نفس اور ذلت و خواری محسوس کرتے ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ مسلم کی روائت میں یہ مذکور ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس قیدی آئے تو آپ نے اُن میں سے اسماء کو خادم دیا حالانکہ بخاری کی حدیث میں ہے کہ ابو بکر نے اسماء کو خادم دیا اس کا جواب یہ ہے کہ جب قیدی نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئے تو آپ نے اُن میں سے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خادم دیا تاکہ وہ اپنی صاحبزادی اسماء کی طرف بھیج دیں لہٰذا یہ درست ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خادم دیا تھا، لیکن ابو بکر کے واسطہ سے اسماء تک پہنچا تھا۔ ایسی صورت میں دونوں کی طرف نسبت ہو سکتی ہے۔ اگرچہ حقیقۃً مُعطی جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تھے۔ اس واقعہ سے بعض لوگوں نے استدلال کیا کہ عورت پر لازم ہے کہ جن امور کا شوہر محتاج ہو۔ ان میں شوہر کی مدد کرے لیکن جمہور نے کہا حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اپنی خوشی سے مذکورہ امور سرانجام دیتی تھیں اُن پر یہ لازم نہ تھے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۴۸۹۳ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنی بعض بیویوں کے پاس تھے تو امہات المؤمنین میں سے ایک ام المؤمنین

marfat.com

فَاَرْسَلَتْ اِحْدٰی اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِصَحْفَةٍ فِيْهَا طَعَامٌ فَضَرَبَتِ
الَّتِیْ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ بَيْتِهَا يَدَ الْخَادِمِ فَسَقَطَتِ
الصَّحْفَةُ فَانْفَلَقَتْ فَجَمَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِلَقَ الصَّحْفَةِ
ثُمَّ جَعَلَ يَجْمَعُ فِيْهَا الطَّعَامَ الَّذِیْ كَانَ فِی الصَّحْفَةِ وَيَقُوْلُ غَارَتْ
اُمُّكُمْ ثُمَّ حَبَسَ الْخَادِمَ حَتّٰی اُتِیَ بِصَحْفَةٍ مِّنْ عِنْدِ الَّتِیْ هُوَ فِیْ
بَيْتِهَا فَدَفَعَ الصَّحْفَةَ الصَّحِيْحَةَ اِلَی الَّتِیْ كُسِرَتْ صَحْفَتُهَا وَاَمْسَكَ
الْمَكْسُوْرَةَ فِی الْبَيْتِ الَّتِیْ كَسَرَتْ

نے پیالہ بھیجا جس میں طعام تھا تو اس ام المؤمنین کے گھر میں آپ تشریف فرما تھے، خادم کے ہاتھ کو مارا تو پیالہ گر کر ٹوٹ گیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیالہ کے ٹکڑے جمع کئے پھر اس میں وہ طعام جمع کرنا شروع کیا جو پیالہ میں تھا اور فرماتے تھے تمہاری ماں کو غیرت آئی ہے۔ پھر خادم کو روک رکھا حتی کہ اس ام المؤمنین کی طرف سے پیالہ لایا گیا جس کے گھر میں تشریف فرما تھے پھر صحیح پیالہ اس کو بھیجا جس کا پیالہ توڑا گیا تھا اور ٹوٹا ہوا پیالہ اس کے گھر میں رہ گیا جس میں پیالہ توڑا گیا تھا۔

۴۸۹۳ — شرح : علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جس نے طعام بھیجا تھا وہ ام المؤمنین صفیہ تھیں۔ بعض نے ام سلمہ کہا ہے۔ جس ام المؤمنین کے گھر تشریف فرما تھے وہ ام المؤمنین عائشہ تھی رضی اللہ عنہا۔

قولہ غَارَتْ اُمُّكُمْ الخ یہ حاضرین کو خطاب ہے اور اُمّ سے مراد ہاتھ مارنے والی بی بی ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے صاحب مصابیح سے نقل کیا اس سے سارہ کی طرف اشارہ ہے جبکہ انھوں نے ہاجرہ پر غیرت کی حتی کہ ابراہیم علیہ السلام نے اسماعیل علیہ السلام کو بچپن میں ان کی والدہ کے ہمراہ ایسی وادی میں بھیج دیا جہاں کوئی کھیتی باڑی نہ تھی اور وہ چٹیل میدان تھا۔ یعنی عورتوں کی طبع میں ہے کہ وہ سوکن پر غیرت کرتی ہیں۔ یہ شروع سے آرہا ہے۔ اس حدیث میں یہ اشارہ ملتا ہے کہ عورتوں کی غیرت میں نقصان کی صورت میں مؤاخذہ نہیں ہے، کیونکہ جس وقت وہ غیرت میں آتی ہیں تو شدتِ غضب کے باعث جو غیرت کا سبب ہے۔ ان کی عقل محجوب ہو جاتی ہے۔ ابو یعلی نے اپنی سند سے ام المؤمنین

marfat.com

۴۸۹۴ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِیْ بَكْرِ الْمُقَدَّمِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ اَوْ اَتَیْتُ الْجَنَّةَ فَاَبْصَرْتُ قَصْرًا فَقُلْتُ لِمَنْ هٰذَا قَالُوْا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَاَرَدْتُ اَنْ اَدْخُلَهٗ فَلَمْ یَمْنَعْنِیْ اِلَّا عِلْمِیْ بِغَیْرَتِكَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ اَوَعَلَیْكَ اَغَارُ

۴۸۹۵ — حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ یُوْنُسَ

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوع ذکر کیا کہ غیرت ناک عورت اعلیٰ وادی سے اسفل وادی کو نہیں دیکھتی یعنی اس وقت بلند و پست میں امتیاز نہیں کرتی ہیں۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے مرفوع روائت ذکر کی کہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کی طبع میں غیرت رکھی ہے جو صبر کرے اسے شہید کا ثواب حاصل ہوگا۔ بزار نے ثقہ سند سے یہ حدیث ذکر کی ہے۔ یہ بات مخفی نہ رہے کہ بعض مقربان سے حالتِ سکر میں جو خلاف شرع صادر ہوتا ہے۔ وہ اسی قبیلہ سے ہے کہ وہ اس وقت مجوب العقل ہوتے ہیں لہٰذا اُن پہ کوئی مواخذہ نہیں کہ وہ دیوانہ کے حکم میں ہوتے ہیں کوئی بھی لایعقل مست سے مواخذہ نہیں کرتا (تیسیر القاری)

۴۸۹۴ — ترجمہ : جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں جنت میں داخل ہوا یا فرمایا میں جنت میں آیا تو میں نے ایک محل دیکھا میں نے کہا یہ محل کس کا ہے؟ جنت کے خازنوں نے کہا یہ محل عمر بن خطاب کا ہے۔ میں نے محل میں داخل ہونے کا ارادہ کیا اور اس میں داخل ہونے سے مجھے منع نہ کیا مگر اس چیز نے کہ میں تمہاری غیرت جانتا تھا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا یا نبی اللہ! میرے باپ اور ماں آپ پہ قربان ہوں کیا میں نے آپ پر غیرت کرنا ہے۔

(مناقب عمر رضی اللہ عنہ میں (حدیث ۳۶۸۰ کی شرح دیکھیں)

۴۸۹۵-۱ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ایک وقت ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک رات میں سو رہا تھا کہ میں نے اپنے آپ کو جنت میں دیکھا۔ اچانک میں نے ایک عورت دیکھی کہ ایک محل کی ایک جانب میں وضو کر رہی تھی۔ میں نے کہا یہ محل کس کا ہے؟ کہا یہ عمر فاروق کا ہے۔ میں نے اس

marfat.com

عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ ابْنُ الْمُسَیَّبِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ بَیْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ جُلُوْسٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَیْنَمَا اَنَا نَائِمٌ رَاَیْتُنِیْ فِی الْجَنَّةِ فَاِذَا امْرَاَةٌ تَتَوَضَّاُ اِلٰی جَانِبِ قَصْرٍ فَقُلْتُ لِمَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا لِعُمَرَ فَذَکَرْتُ غَیْرَتَهٗ فَوَلَّیْتُ مُدْبِرًا فَبَکٰی عُمَرُ وَهُوَ فِی الْمَجْلِسِ ثُمَّ قَالَ اَوَعَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَغَارُ

بَابُ غَیْرَةِ النِّسَاءِ وَوَجْدِهِنَّ

ب-۴۸۹۵ — حَدَّثَنَا عُبَیْدُ بْنُ اِسْمَاعِیْلَ قَالَ حَدَّثَنَا اُسَامَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ لَاَعْلَمُ اِذَا كُنْتِ عَنِّیْ رَاضِیَةً وَاِذَا كُنْتِ عَلَیَّ غَضْبٰی قَالَتْ فَقُلْتُ مِنْ اَیْنَ تَعْرِفُ ذٰلِكَ فَقَالَ اَمَّا اِذَا كُنْتِ عَنِّیْ رَاضِیَةً

کی غیرت یاد کی اور واپس آگیا۔ عمر فاروق رو پڑے؛ حالانکہ وہ اس مجلس میں تھے پھر کہا یا رسول اللہ! میں آپ پر غیرت کر سکتا ہوں۔

شرح ۴۸۹۵-ا : علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا وضوء وضاءۃ بمعنی روشنی سے ہے یا وضوء سے ہے؛ لیکن وضاءۃ کی وجہ ظاہر ہے۔ ابن قتیبہ کی روائت میں فَاِذَا امْرَاَةٌ شَوْهَاءُ مذکور ہے۔ اور شوہاء کی تفسیر حَسِیْنَہ جمیلہ سے کی جاتی ہے ابن بطال نے کہا یہ روائت درست ہے اور تتوضأ تصحیف ہے کیونکہ حوریں پاکیزہ ہیں اُن پر وضوء نہیں اسی لئے جو کوئی جنت میں داخل ہو اس کو طہارت لازم نہیں اور نہ ہی اس پر عبادت لازم ہے۔ ابن تین نے کہا تتوضأ تصحیف ہے۔ کیونکہ بہشت دار تکلیف و عبادت نہیں ہے۔ اور تصحیف اس طرح ہے کہ شوہاء کے بعض حروف تتوضأ کے بعض حروف کے قریب ہیں۔

marfat.com

وَاِذَا كُنْتِ عَلَيَّ غَضْبٰى قَالَتْ فَقُلْتُ مِنْ اَيْنَ تَعْرِفُ ذٰلِكَ فَقَالَ اَمَّا اِذَا كُنْتِ عَنِّيْ رَاضِيَةً فَاِنَّكِ تَقُوْلِيْنَ لَا وَرَبِّ مُحَمَّدٍ وَّاِذَا كُنْتِ غَضْبٰى قُلْتِ لَا وَرَبِّ اِبْرَاهِيْمَ قَالَتْ قُلْتُ اَجَلْ وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا اَهْجُرُ اِلَّا اسْمَكَ

باب عورتوں کا غیرت کرنا اور اُن کا غضب ناک ہونا

ب-۴۸۹۵ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اے عائشہ میں جانتا ہوں جب تو مجھ سے راضی ہوتی ہو اور جب تم غصہ میں ہوتی ہو۔ ام المؤمنین نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کیسے پہچانتے ہیں۔ فرمایا جب تم مجھ سے راضی ہوتی ہو تو کہتی ہو لا ورب محمد (قسم میں کہتی ہو مجھے محمد کے رب کی قسم) اور جب تم مجھ پر غضب ناک ہوتی ہو تو کہتی ہو لا ورب ابراہیم (قسم میں کہتی ہو مجھے ابراہیم کے رب کی قسم) ام المؤمنین نے فرمایا میں نے عرض کیا جی ہاں! بخدا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میں صرف آپ کا نام ہی ذکر نہیں کرتی ہوں۔

ب-۴۸۹۵ — شرح : یعنی غصہ کی حالت میں اللہ تعالیٰ عقل سلب کر لیتا ہے اور باطن بدستور محبت سے معمور ہوتا ہے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا یہ غضب سوکن پر غیرت کے باعث ہوتا تھا۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے ترک کی تعبیر ہجران سے کی تاکہ یہ اس پر دلالت کرے کہ اس ترک سے جس میں انہیں اختیار نہیں بہت المناک ہوتی ہیں واللہ ورسولہ اعلم! ۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مہلب سے نقل کیا کہ قولہا ما اہجر الا اسمک ،، سے معلوم ہوتا ہے کہ اسم مسمّٰی کا غیر ہے۔ اگر اسم مسمّٰی کا عین ہو تو اسم کی ہجرت بعینہ مسمّٰی کی ہجرت ہوگی اور یہ ام المؤمنین کا ہرگز مقصد نہیں۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اگر کسی نے کہا میں نے شہد کا نام کھایا اس سے بعینہ شہد کا کھانا نہیں سمجھا جاتا ہے۔ صرف اللہ تعالیٰ کا اسم مسمّٰی کا عین ہے۔ اللہ کے ماسوٰی ساری مخلوق میں عین نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے اسماء اور صفات مخلوق کے اسماء اور صفات کے مباین ہیں۔

marfat.com

۴۸۹۴ — حَدَّثَنِیْ اَحْمَدُ بْنُ اَبِیْ رَجَآءٍ قَالَ حَدَّثَنَا النَّضْرُ عَنْ هِشَامٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ مَا غِرْتُ عَلٰی اِمْرَاَةٍ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَمَا غِرْتُ عَلٰی خَدِیْجَةَ لِكَثْرَةِ ذِكْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِیَّاهَا وَثَنَائِهٖ عَلَیْهَا وَقَدْ اُوْحِیَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ یُبَشِّرَهَا بِبَیْتٍ لَّهَا فِی الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بیوی پر غیرت نہیں کی جو خدیجہ رضی اللہ عنہا پر غیرت کی۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکثرت ان کا تذکرہ اور ثناء کرتے تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کی گئی کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو جنت میں ان کے گھر کی خوشخبری دیں جو موتیوں سے بنایا گیا ہے۔

ج - ۴۸۹۴ — شرح : علامہ قسطلانی نے کہا ذکر پر ثناء کا عطف خاص کا عام پر عطف ہے۔ کثرتِ ذکر کثرتِ محبت پر دلالت کرتا ہے اور یہ غیرت کا موجب ہے۔ کیونکہ دراصل عورت کی غیرت کا سبب یہ ہے کہ وہ اپنے شوہر کو خیال کرتی ہے کہ وہ اس کی سوکن سے زیادہ محبت کرتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا دوسری امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن پر غیرت کرتی تھیں۔ لیکن خدیجہ رضی اللہ عنہا پر زیادہ غیرت کرتی تھیں حالانکہ وہ وفات پا چکی تھیں۔ کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم خدیجہ کو ام المؤمنین عائشہ پر ترجیح دیتے تھے یہی ان کی غیرت کا سبب تھا۔ نیز خدیجہ کو جنت میں موتیوں کے گھر کی خوشخبری دینا یہ مزید حضور کی خدیجہ سے محبت کا مُشعِر ہے۔ یہ بھی غیرت کا سبب ہے۔

قصب کے معنی موتی ہیں جو اندر سے خالی ہوتے ہیں۔ قسطلانی نے نقل کیا کہ قصب وہ کپڑا ہے جو مروارید، یاقوت اور دیگر جواہر سے بُنا ہوتا ہے۔

marfat.com

بَابُ ذَبِّ الرَّجُلِ عَنْ ابْنَتِهٖ فِی الْغَیْرَةِ وَالْاِنْصَافِ

د - ۴۸۹۵ — حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَیْکَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ وَهُوَ عَلَی الْمِنْبَرِ اَنَّ بَنِیْ هِشَامِ بْنِ الْمُغِیْرَةِ اِسْتَاْذَنُوْنِیْ فِیْ اَنْ یَّنْکِحُوْا ابْنَتَهُمْ عَلِیَّ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ فَلَا اٰذَنُ ثُمَّ لَا اٰذَنُ ثُمَّ لَا اٰذَنُ اِلَّا اَنْ یُّرِیْدَ ابْنُ اَبِیْ طَالِبٍ اَنْ یُّطَلِّقَ ابْنَتِیْ وَیَنْکِحَ ابْنَتَهُمْ فَاِنَّمَا هِیَ بَضْعَةٌ مِّنِّیْ یَرِیْبُنِیْ مَا اَرَابَهَا وَیُؤْذِیْنِیْ مَا اٰذَاهَا هٰکَذَا

باب آدمی کا اپنی بیٹی سے غیرت دُور کرنا

یعنی وہ چیز دُور کرنا جو بیٹی کو غیرت اور غُصّہ دلائے اس تقدیر پر فی زائد ہے ہوسکتا ہے کہ فی بمعنی لام ہو یعنی غیرت کے سبب،،

د - ۴۸۹۵ — ترجمہ : مِسوَر بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سُنا، حالانکہ آپ منبر شریف پر جلوہ افروز تھے۔ بنی ہشام بن مغیرہ نے اجازت طلب کی ہے کہ وہ اپنی بیٹی کا علی بن ابی طالب سے نکاح کر دیں۔ میں اجازت نہیں دیتا ہوں پھر اجازت نہیں دیتا ہوں پھر اجازت نہیں دیتا ہوں مگر یہ کہ علی بن ابی طالب ارادہ کرے کہ میری بیٹی کو طلاق دیدے اور ان کی بیٹی سے نکاح کرلے۔ فاطمہ تو میرے گوشت کا ٹکڑا ہے جو چیز فاطمہ کو ناپسند ہے وہ مجھے ناپسند ہے اور جو چیز اس کو اذیت پہنچاتی

marfat.com

ہے وہ مجھے اذیت پہنچاتی ہے۔

د۔ ۴۸۹۵ —— شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی صاحبزادی سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا سے غیرت کو دُور کرنے کی خبر دینا اور اُن کے لئے انصاف کرنا ہے۔

بنو ہاشم ابوجہل کی بیٹی کے چچا تھے اور وہ حارث بن ہشام اور سلمہ بن ہشام ہیں اُنھوں نے فتح مکہ میں اسلام قبول کیا اور مخلص مسلمان تھے۔ ان میں عکرمہ بن ابی جہل بھی شامل ہے وہ بھی مسلمان ہوگئے تھے اور مخلص مسلمان تھے۔ حاکم نے صحیح اسناد کے ساتھ سوید بن غفلہ سے روائت کی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حارث بن ہشام سے ابوجہل کی بیٹی جمیلہ سے شادی کی خواہش کی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ لیا۔ آپ نے فرمایا اس کا حسب و نسب پوچھتے ہو؟ عرض کیا نہیں، لیکن آپ مجھے اس کے ساتھ نکاح کی اجازت دیں۔ فرمایا یہ نہیں ہوسکتا فاطمہ میرے گوشت کا ٹکڑا ہے۔ اس طرح فاطمہ کو رنج پہنچے گا۔ حضرت علی نے کہا وہ کام ہرگز نہ کروں گا جو سیدہ کو ناپسند ہو۔

صحیح بخاری میں ہے کہ بنی ہشام نے چاہا تھا کہ حضرت علی ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کرلیں تو سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر شریف پر بار بار تاکید سے فرمایا کہ میں اجازت نہیں دیتا ہوں۔ ہاں اگر ابوطالب کا بیٹا یہ چاہتا ہے تو سیدہ کو طلاق دیدے اس جملہ میں آپ نے سخت ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا اور حضرت علی کا نام تک نہ لیا اور ابن ابی طالب فرمایا۔

زہری کی روائت میں ہے : اَنَا اَتَخَوَّفُ اَنْ یُفْتَنَ فِیْ دِیْنِہَا، مجھے ڈر ہے کہ ان کے دین میں فتنہ واقع ہوگا۔ یعنی وہ غیرت پر صبر نہ کرسکیں گی اور غصہ کی حالت میں اپنے شوہر کے حق میں اُن سے وہ صادر ہوجائے جو دین میں ان کے حال کے لائق نہ ہو اور سوکن سے آزار پہنچتا ہے تو فاطمہ کو آزار دینا بعینہٖ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو آزار دینا ہے اس لئے فرمایا : یوذینی ما آذاھا،

زہری سے ایک اور روائت ماثور ہے کہ فرمایا میں حرام کو حلال اور حلال کو حرام نہیں کرتا ہوں۔ لیکن بخدا اللہ کے رسُول کی بیٹی اللہ کے دشمن کی بیٹی کے ساتھ اکٹھی نہیں رہ سکتی۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو عار باپ کے لئے ہو وہ اس کی اولاد میں باقی رہتی ہے۔ کیونکہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لڑکی کو اللہ کے دشمن کی لڑکی فرمایا؛ حالانکہ وہ مخلص مسلمان تھی۔ اس طرح آباؤ اجداد کی شرافت اولاد کے لئے باعثِ افتخار ہوتی ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

marfat.com

بَابُ تَقِلُّ الرِّجَالُ وَيَكْثُرُ النِّسَاءُ

وَقَالَ اَبُوْمُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُرٰى الرَّجُلُ الْوَاحِدُ تَتْبَعُهُ اَرْبَعُوْنَ امْرَأَةً يَلُذْنَ بِهٖ مِنْ قِلَّةِ الرِّجَالِ وَكَثْرَةِ النِّسَاءِ

۴۸۹۵ — حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ الْحَوْضِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَاُحَدِّثَنَّكُمْ حَدِيْثًا سَمِعْتُهٗ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُحَدِّثُكُمْ بِهٖ اَحَدٌ غَيْرِيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ اَنْ يُرْفَعَ الْعِلْمُ وَيَكْثُرَ الْجَهْلُ وَيَكْثُرَ الزِّنَا وَيَكْثُرَ شُرْبُ الْخَمْرِ وَتَقِلَّ الرِّجَالُ وَيَكْثُرَ النِّسَاءُ حَتّٰى يَكُوْنَ لِخَمْسِيْنَ امْرَأَةً الْقَيِّمُ الْوَاحِدُ

باب مرد کم ہو جائیں گے اور عورتیں زیادہ ہوتی جائیں گی!

ابوموسیٰ شعری نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ (اے ابا موسیٰ) تو ایک آدمی کو دیکھے گا کہ چالیس عورتیں اس کی ہمراہی کریں گی اور مردوں کی کمی اور عورتوں کی کثرت کے باعث اس مرد سے پناہ چاہیں گی۔

شرح : یہ چالیس عورتیں لونڈیاں ہوں گی یا بہنیں یا بیٹیاں ہوں گی جن کے شوہر نہ ہوں گے اور وہ صلۂ رحمی کے طور پر انہیں اپنی کفالت میں رکھے گا۔ یہ قیامت کی علامت ہے۔

marfat.com

بَابُ لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ اِلَّا ذُوْ مَحْرَمٍ وَالدُّخُوْلُ عَلَى الْمُغِيْبَةِ ۴

۴۸۹۶ ـــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِىْ حَبِيْبٍ عَنْ اَبِى الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ اَنَّ

اِس کے بعد کی حدیث میں پچاس عورتوں کا ذکر ہے لیکن یہ مخالفت نہیں کیونکہ ایک عدد دوسرے کے منافی نہیں ہوتا چالیس پچاس میں داخل ہیں۔

ر ۔ ۴۸۹۵ ـــ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا میں تمہیں حدیث بیان کرتا ہوں جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنی ہے۔ میرے سوا کوئی بھی تمہیں یہ حدیث بیان نہیں کرے گا (میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ آپ فرماتے تھے۔ قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ علم دین اٹھا لیا جائے گا۔ جہالت زیادہ ہو جائے گی۔ عورتیں زیادہ ہو جائیں گی اور شراب نوشی بکثرت ہوگی۔ مرد کم رہ جائیں عورتیں زیادہ ہوتی جائیں گی حتی کہ پچاس عورتوں کا ایک منتظم ہوگا۔

ر ۔ ۴۸۹۵ ـــ شرح : مرد عورتوں کے قیّم ہیں۔ اس میں اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ کی طرف اشارہ ہے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ پچاس عورتیں ایک مرد سے نکاح کی خواہش کریں گی وہ حلال ہو یا حرام ہو۔ علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ علی بن سعید نے کتاب الطاعۃ والمعصیۃ میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی روائت ذکر کی کہ جب فتنے عام ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کو علیحدہ کر دے گا۔ حتی کہ ایک آدمی کے پیچھے پچاس عورتیں ہوں گی۔ عورت آدمی سے کہے گی۔ اے اللہ کے بندے مجھے پردہ میں رکھو اور اپنی پناہ دو۔ شیخ عسقلانی نے فتح میں ذکر کیا۔ خصوصًا یہ پانچ امور اس لئے ذکر کئے کہ جن احوال کی حفاظت سے معاش اور معاد کی اصلاح ہوتی ہے وہ مختل ہو جائیں گے، کیونکہ علم دین کے اُٹھ جانے سے دین میں خلل آجائے گا اور شرب خمر سے عقل مختل ہو جائے گی۔ زناء سے نسب میں خلل پڑ جائے گا اور نفس اور مال میں بھی کثرتِ فتن سے خلل پڑ جائے گا۔

(کتاب العلم میں حدیث ۸۹ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

marfat.com

رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِیَّاکُمْ وَالدُّخُوْلَ عَلَی النِّسَاءِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَفَرَاَیْتَ الْحَمْوَ قَالَ الْحَمْوُ الْمَوْتُ

باب محرم کے سوا کوئی آدمی اجنبیہ عورت سے خلوت نہ کرے اور جس عورت کا شوہر غائب ہو اس کے پاس آکر خلوت نہ کرے ،،

محرم وہ ہے جس کے ساتھ عورت کا نکاح حرام ہو جیسے باپ بیٹا بھائی چچا وغیرہ۔ اس باب میں دو حکم ہیں۔ ایک اجنبیہ عورت سے خلوت کرنے کا عدم جواز اور دوسرا جس کا شوہر غائب ہو اس کے گھر داخل ہونے کا عدم جواز ،،

پہلا حکم حدیث سے واضح ہوتا ہے جبکہ دوسرا حکم بطریق استنباط معلوم ہو جاتا ہے۔ قولہ والدخول ،، یہ مجرور و مرفوع دونوں طرح پڑھا گیا۔ مجرور ہو تو امرأۃ پر عطف ہوگا۔ ای لا بالدخول علی المغیبۃ اور مرفوع کی تقدیر پر مبتداء محذوف کی خبر ہوگی یعنی کذا الدخول علی المغیبۃ ،، جس عورت کا شوہر غائب ہو اسے مغیبہ کہتے ہیں۔ اس کی جمع مغیبات ہے۔

۴۸۹۶ — ترجمہ : عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے آپ کو عورتوں پر داخل ہونے سے دور رکھو۔ ایک انصاری مرد نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! آپ دیور کے متعلق فرمائیں۔ آپ نے فرمایا دیور موت ہے۔

۴۸۹۶ — شرح : حمو سے مراد شوہر کے باپ اور بیٹوں کے بغیر اقارب ہیں کیونکہ شوہر کے آباء اور ابناء عورت کے محارم ہیں کہ ان سے اس کا نکاح کسی وقت جائز نہیں یہ اس سے خلوت کر سکتے ہیں اور موت سے موصوف نہیں ہوتے۔

marfat.com

۴۸۹۷ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنْ اَبِیْ مَعْبَدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ اِلَّا مَعَ ذِیْ مَحْرَمٍ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِمْرَأَتِیْ خَرَجَتْ حَاجَّةً وَاکْتُتِبْتُ فِیْ غَزْوَةِ کَذَا وَکَذَا قَالَ اُرْجِعْ فَحُجَّ مَعَ اِمْرَأَتِكَ

حدیث میں جیسے موت فرمایا ہے وہ شوہر کا بھائی یا بھائی کا بیٹا یا چچا کا بیٹا یا بھانجہ وغیرہ ہیں کہ اگر شوہر فوت ہوجائے تو اس کا ان سے نکاح جائز ہے۔ حَمْو یعنی دیور کو موت اس لئے فرمایا کہ عادۃً اس سے تَسَاہُل ہوتا ہے اور وہ اپنے بھائی کی عدم موجودگی میں اس کی بیوی سے خلوت کرتا ہے۔ حالانکہ اس سے خلوت دین کی ہلاکت کا سبب ہے جبکہ صرف بوس وکنار تک محدود ہو یا نفس کی ہلاکت ہے جبکہ رجم واجب ہوجائے اور عورت کی ہلاکت یہ کہ شوہر کو غیرت آئے گی اور وہ اسے طلاق دیدے گا۔ حَمْوٌ بروزن دَلْوٌ ہے۔ وہ شوہر کا بھائی ہے۔

۴۸۹۷ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ خلوت نہ کرے مگر ذی رحم محرم کے ساتھ۔ ایک آدمی کھڑا ہوا اور کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میری بیوی باہر نکلی ہے اس حال میں کہ وہ حج کا قصد کرتی ہے اور فلاں فلاں غزوہ (جنگ) میں میرا نام لکھا گیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واپس چلے جاؤ۔ اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو!

۴۸۹۷ — شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کو حج کرانے کے لئے جہاد سے واپس آنا جائز ہے۔ کیونکہ شوہر پر بیوی کا ستر اور اس کی صیانت وحفاظت واجب ہے۔ جہاد دوسرے لوگ بھی قائم کر سکتے ہیں۔ اگر عورت کے ساتھ محرم نہ ہو اگرچہ وہ کتنی مال دار ہو اس پر حج واجب نہیں۔

(حدیث ۴۔۔۔ کی شرح دیکھیں)

marfat.com

بَابُ مَا يَجُوْزُ اَنْ يَخْلُوَ الرَّجُلُ بِالْمَرْأَةِ عِنْدَ النَّاسِ

۴۸۹۸ــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ جَاءَتِ امْرَأَةٌ مِنَ الْاَنْصَارِ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَلَا بِهَا فَقَالَ وَاللّٰهِ اِنَّكِ لَاَحَبُّ النَّاسِ اِلَيَّ

باب مرد کا لوگوں کی موجودگی میں ، اجنبیہ عورت سے خلوت کرنا جائز ہے"

یعنی اگر کوئی عورت دینی بات یا دنیاوی شئی پوچھنا چاہتی ہے تو امین مرد پر کچھ حرج نہیں کہ وہ لوگوں سے ایک طرف اس سے خلوت کرے لیکن اس سے یہ مراد نہیں کہ وہ لوگوں کی نظروں سے علیحدہ ہو کر خلوت کرے اسی لئے مؤلف نے "عند الناس" کی قید ذکر کی ہے۔ البتہ اس حد تک خلوت کر سکتا ہے کہ حاضرین میں سے کوئی اس عورت کا کلام نہ سُن سکے اور نہ اس عورت کا شکویٰ سُن سکے۔

۴۸۹۸ــ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک انصاریہ عورت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی۔ آپ نے اس سے تنہائی میں گفتگو فرمائی۔ آپ نے فرمایا: بخدا! تم سب لوگوں سے مجھے زیادہ محبوب ہو۔

marfat.com

بَابُ مَا يُنْهٰى مِنْ دُخُوْلِ الْمُتَشَبِّهِيْنَ بِالنِّسَاءِ عَلَى الْمَرْأَةِ

۴۸۹۹۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ ابْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ زَيْنَبَ ابْنَةِ اُمِّ سَلَمَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عِنْدَهَا وَفِی الْبَيْتِ مُخَنَّثٌ فَقَالَ الْمُخَنَّثُ لِاَخِیْ اُمِّ سَلَمَةَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ اُمَيَّةَ اِنْ فَتَحَ اللّٰهُ لَكُمُ الطَّائِفَ غَدًا دَلَلْكَ عَلٰى ابْنَةِ غَيْلَانَ فَاِنَّهَا تُقْبِلُ بِاَرْبَعٍ وَّتُدْبِرُ بِثَمَانٍ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلَنَّ هٰذَا عَلَيْكُمْ

۴۸۹۸ ــــ شرح :

یہ خلوت لوگوں کی موجودگی میں تھی۔ اسی لئے انس نے حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کا یہ کلام سُنا۔ ایک روائت کے مطابق اس عورت کے ہمراہ اس کا لڑکا تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اجنبیّہ عورت کا تنہائی میں راز کی بات کرنے سے جبکہ فتنہ کا خوف نہ ہو دین میں قدح نہیں ہے اور سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم کا حلم اور صبر بہت وسیع تھا اور ہر چھوٹے بڑے کی حاجت پوری کرنے میں فراخدلی فرماتے تھے۔ اس میں انصار کی بھی بہت بڑی منقبت ہے اور عورت سے خلوت کی کیفیّت بھی معلوم ہوتی ہے کہ اجنبیّہ سے خلوت کیسے کرنی چاہیئے۔

باب عورتوں سے مشابہت کرنے والوں کو اُن کے پاس جانے کی ممانعت

۴۸۹۹ ــــ ترجمہ : زینب بنت ام سلمہ نے ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہما

marfat.com

بَابُ نَظَرِ الْمَرْأَةِ اِلَى الْحَبَشِ وَ نَحْوِهِمْ مِنْ غَيْرِ رِيْبَةٍ

۴۸۹۹ — حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الْحَنْظَلِيُّ عَنْ عِيْسٰى عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ

سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف فرما تھے جبکہ گھر میں ایک ہیجڑہ بھی تھا۔ اُس نے ام المؤمنین ام سلمہ کے بھائی عبداللہ بن ابی اُمیہ سے کہا اگر کل اللہ تعالیٰ نے تمہیں طائف میں فتح دی تو میں تمہیں غیلان کی بیٹی دکھاؤں گا۔ وہ آتی ہے تو پیٹ پر چار شکن پڑتے ہیں۔ جاتی ہے تو آٹھ پڑتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آئندہ یہ تمہارے پاس نہ آنے پائیں۔

۴۸۹۹ — شرح : مخنث وہ ہے جو عورتوں کے اخلاق میں اُن سے مشابہت کرے۔ یہ دو قسم ہیں۔ ایک وہ جو پیدائشی ایسے ہوتے ہیں وہ معذور ہیں۔ ان پر ملامت نہیں اس لئے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے اُن کے آنے سے منع نہیں فرمایا۔ دوسرا وہ جو تکلف سے عورتوں سے مشابہت کرے۔ یہ مذموم قابلِ ملامت ہے۔ اس ہیجڑے کا نام ہیت تھا۔ مدینہ منورہ میں یہ دونوں قسمیں موجود تھیں۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حمی کی طرف یا نقیع کی طرف نکال دیا تھا۔

قولہ تقبل باربع ،، یعنی اس کے پیٹ پر چار شکن پڑتے ہیں اور پشت کے دونوں جانب چار چار بٹ پڑتے ہیں یعنی وہ بہت فربہ ہے۔ عرب فربہ عورت کو بہت پسند کرتے ہیں۔ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن ان کو غیر اولی الاربہ سے اعتقاد کرتی تھیں۔ جب اُس نے یہ وصف ذکر کی تو معلوم ہوگیا کہ یہ غیر اولی الاربہ سے نہیں ہیں۔ اس لئے آئندہ ان کو گھروں میں آنے سے روک دیا گیا۔ غیر اولی الاربہ ،، وہ ہیں جو نامرد ہوں اور عورتوں کے محاسن سے ناآشنا ہوں اور انہیں عورتوں کی کوئی حاجت نہ ہو۔

باب عورت کا حبشیوں وغیرہ کو دیکھنا جب کہ فتنہ کا خوف نہ ہو

marfat.com

قَالَتْ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَسْتُرُنِیْ وَاَنَا اَنْظُرُ اِلَی الْحَبْشَۃِ یَلْعَبُوْنَ فِی الْمَسْجِدِ حَتّٰی اَکُوْنَ اَنَا الَّذِیْ اَسْأَمُ فَاقْدُرُوْا قَدْرَ الْجَارِیَۃِ الْحَدِیْثَۃِ السِّنِّ الْحَرِیْصَۃِ عَلَی اللَّھْوِ

۴۹۰۰ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ اس حال میں کہ آپ چادر سے مجھے پردہ کر رہے تھے اور میں حبشیوں کو دیکھ رہی تھی جب وہ مسجد میں کھیل رہے تھے حتیٰ کہ میں ہی تھک جاتی کمسن لڑکی کی قدر کا اندازہ کرو جو کھیل دیکھنے کی کس قدر حریص ہے۔

۴۹۰۰ — شرح : حدیث کے بعض طرق میں ہے یہ حبشیوں کے وفد کے آنے کے بعد کا واقعہ ہے اور وہ سات ہجری کو آئے تھے جبکہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر شریف سولہ برس تھی اور وہ بالغہ تھیں اور یہ حجاب کے بعد کا واقعہ ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کا مرد کو دیکھنے میں حرج نہیں جبکہ امن کی حالت ہو اسی لئے علماء نے عورت پر گواہی دینے پر اتفاق کیا ہے۔ یہ اس کے چہرے کو دیکھنے سے ہی میسر ہو سکتا ہے اور ظاہر ہے کہ اس وقت وہ بھی مرد کو دیکھے گی جیسے مرد اس کو دیکھتا ہے۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ اس حدیث سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ ہے کہ ابن شہاب کی ام سلمہ کے مولیٰ بنہان سے روایت کا رد کریں وہ یہ کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں اور میمونہ دونوں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں کہ ابن مکتوم نے اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ آپ نے ان سے فرمایا تم پردہ میں ہو جاؤ! ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا وہ نابینا نہیں؟ وہ نہ تو ہمیں دیکھ سکتا ہے اور نہ پہچان سکتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم نابینا ہو کیا تم اس کو نہیں دیکھتی ہو۔ امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے اور ابن حبان نے بھی اس کی تصحیح کی ہے۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے جب یہ حدیث صحیح ہے اور ائمہ حدیث نے اس کو صحیح کہا ہے تو اس کے رد کی کیا وجہ ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ابن بطال نے کہا اس باب میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث بنہان کی حدیث سے صحیح تر ہے کیونکہ بنہان نقل علم میں معروف نہیں اس نے دو حدیثیں روایت کی ہیں ایک یہ اور دوسری مکاتب کی حدیث کہ جب وہ مالِ کتابت ادا کر دے تو اس کی مالکہ اس سے

marfat.com

بَابُ خُرُوْجِ النِّسَاءِ بِحَوَائِجِهِنَّ

۴۹۰۱ — حَدَّثَنَا فَرْوَةُ بْنُ اَبِی الْمَغْرَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِیٌّ ابْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجَتْ سَوْدَةُ

پردہ کرے۔ اس بنہان کی حدیث پر عمل نہ کیا جائے گا جبکہ وہ احادیث ثابتہ کے معارض ہو۔
اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ بنہان کو نقل علم میں علماء کی جماعت نے پہچانا ہے۔ ان میں ابن حبان اور حاکم نے اس کی حدیث کی تصحیح و توثیق کی ہے۔ ابن حبان نے اسے ثقات میں ذکر کیا ہے جس کو زہری پہچانے اور اس کی وصف بیان کرے کہ وہ ام سلمہ کا مکاتب ہے اور اس کو کسی نے روایت نہ کیا ہو اس کی روایت رد نہیں کی جا سکتی ہے۔ رہا معارضہ تو وہ بھی یہاں نہیں ہے، بلکہ ہم کہتے ہیں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا اس وقت کمسن تھیں۔ ان کا حبشیوں کے دیکھنے میں حرج نہیں یا ہم کہتے ہیں کہ عیدوں میں رخصت ہے جو غیر میں رخصت نہیں یا ہم کہتے ہیں بنہان کی حدیث ام المؤمنین عائشہ کی حدیث کی ناسخ ہے۔ یا ہم کہتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے لئے خصوصیت ہے جو دوسری عورتوں کے لئے نہیں؛ کیونکہ ان کی بہت بڑی عظمت ہے یا ہم کہتے ہیں کہ حبشی بچے تھے۔ وہ بالغ نہیں تھے۔ علامہ عینی نے کہا بہترین وجہ یہ ہے کہ بنہان کی حدیث میں کوئی شئ ہو کہ اس کو دیکھنے سے عورتوں کو منع کیا گیا ہو؛ کیونکہ ابن ام مکتوم نابینا تھے۔ شائد اس کی کوئی شئ بر بنہ ہو جاتی ہو جس کا اسے شعور نہ ہو اور جواز کا قول کرنے والوں کی تائید یہ عمل کرتا ہے کہ عورتوں کا مساجد کی طرف جانا جائز ہے اور یہ عمل مستمر رہا ہے کہ نقاب پہن کر وہ مساجد، بازار اور سفر میں جا سکتی ہیں تاکہ مرد اُن کے چہرے نہ دیکھیں اور مردوں کو نقاب پہننے کا حکم نہیں تاکہ انہیں عورتیں نہ دیکھیں۔ معلوم ہوا کہ مردوں اور عورتوں کا حکم جداگانہ ہے۔ (عینی)

(حدیث ع ۹۰۸ کی شرح دیکھیں)

باب — عورتوں کا ضروری حاجات کے لئے باہر نکلنا جائز ہے

۴۹۰۱ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا سودہ بنتِ زمعہ

marfat.com

بِنْتُ زَمْعَةَ لَيْلًا فَرَاٰهَا عُمَرُ فَعَرَفَهَا فَقَالَ اِنَّكِ وَاللّٰهِ يَا سَوْدَةُ
مَا تَخْفَيْنَ عَلَيْنَا فَرَجَعَتْ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَتْ
ذٰلِكَ لَهٗ وَهُوَ فِي حُجْرَتِي يَتَعَشّٰى وَاَنَّ فِي يَدِهٖ لَعْرَقًا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْهِ
فَرَفَعَ عَنْهُ وَهُوَ يَقُوْلُ قَدْ اَذِنَ اللّٰهُ لَكُنَّ اَنْ تَخْرُجْنَ لِحَوَائِجِكُنَّ

بَابُ اسْتِئْذَانِ الْمَرْأَةِ زَوْجَهَا فِي الْخُرُوْجِ اِلَى الْمَسْجِدِ وَغَيْرِهَا

٤٩٠٢ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا
الزُّهْرِيُّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اِذَا اسْتَاْذَنَتِ امْرَاَةُ اَحَدِكُمُ الْمَسْجِدَ فَلَا يَمْنَعْهَا

رات کو باہر گئیں تو اُن کو عمر فاروق نے دیکھا تو انہیں پہچان لیا پھر کہا بخدا! اے سودہ تو ہم پہ مخفی نہیں رہی وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لوٹ گئیں اور یہ واقعہ حضور سے عرض کیا جبکہ آپ میرے حجرہ میں شام کا کھانا تناول فرما رہے تھے اور آپ کے ہاتھ میں گوشت والی ہڈی تھی تو اللہ تعالیٰ نے آپ پہ قرآن نازل فرمایا۔ آپ سے (نزول وحی) کی کیفیت اُٹھی تو آپ فرما رہے تھے۔ اللہ نے تمہیں اجازت دی ہے کہ تم اپنی حاجات کے لئے باہر جا سکتی ہو۔

٤٩٠١ شرح : ابن بطال نے کہا اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ جن امور کے لئے عورتوں کا باہر جانا مباح ہو اس کے لئے وہ باہر جا سکتی ہیں۔ مثلاً وہ اپنے والدین کی زیارت اور دیگر ذوی الارحام سے ملاقات کرنے جا سکتی ہیں۔

اس کے علاوہ ضروری حاجات کے لئے بھی اُن کا باہر جانا جائز ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر معروف مکان کی طرف جا سکتی ہے، کیونکہ اس میں عام اجازت ہوتی ہے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.com

بَابُ مَا يَحِلُّ مِنَ الدُّخُوْلِ وَالنَّظَرِ إِلَى النِّسَاءِ فِي الرَّضَاعِ

۴۹۰۳ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ جَاءَ عَمِّيْ مِنَ الرَّضَاعَةِ فَاسْتَاْذَنَ عَلَيَّ فَاَبَيْتُ اَنْ اٰذَنَ لَهٗ حَتّٰى اَسْاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلْتُهٗ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ اِنَّهٗ عَمُّكِ فَاْذَنِيْ لَهٗ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّمَا

باب ـــ عورت کا مسجد وغیرہ کی طرف جانے کے لئے اپنے شوہر سے اجازت طلب کرنا

۴۹۰۲ ـــ ترجمہ : سالم نے اپنے والد عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی عورت تم میں سے کسی ایک سے اجازت طلب کرے تو وہ اس کو منع نہ کرے۔

۴۹۰۲ ـــ شرح : بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ عورت مسجد میں جانے یا بازار میں جانے کی اجازت طلب کرے جب کہ اس کو شرعی ضرورت کے تحت حاجت ہو تو اس کو منع نہ کرے، لیکن شرط یہ ہے کہ فتنہ سے امن و امان ہو۔ حدیث ۸۰۲ کی شرح دیکھیں۔

باب شیر خواری (رضاعت) کی وجہ سے عورتوں کے پاس جانا اور ان کو دیکھنا مباح و حلال ہے

۴۹۰۳ ـــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ نے فرمایا میرا رضاعی چچا آیا اور مجھ سے

marfat.com

أَرْضَعَتْنِي الْمَرْأَةُ يُرْضِعُنِي الرَّجُلُ قَالَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ عَمُّكِ فَلْيَلِجْ عَلَيْكِ قَالَتْ عَائِشَةُ وَذٰلِكَ بَعْدَ أَنْ ضُرِبَ عَلَيْنَا الْحِجَابُ قَالَتْ عَائِشَةُ يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ الْوَلَادَةِ

بَابُ لَا تُبَاشِرُ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ فَتَنْعَتَهَا لِزَوْجِهَا ۴۷

۴۹۰۴ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ

اندر آنے کی اجازت طلب کی تو میں نے اس کو اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ یہاں تک کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لوں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے اس کے متعلق آپ سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا وہ تمہارا چچا ہے۔ اس کو اجازت دے دیا کرو۔ ام المؤمنین نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم؟ مجھے تو عورت نے دودھ پلایا ہے۔ اس کے مرد نے دودھ نہیں پلایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ تمہارا چچا ہے وہ تمہارے پاس آسکتا ہے۔ ام المؤمنین نے کہا یہ (واقعہ) ہمیں پردہ کا حکم کرنے کے بعد تھا۔ ام المؤمنین نے فرمایا رضاعت سے وہی حرام ہے جو ولادت کے باعث حرام ہے۔

۴۹۰۳ — شرح: اس سے مقصد یہ ہے کہ نسب کے رشتہ سے جو حرام ہیں۔ شیر خواری کے باعث بھی وہ حرام ہیں، لیکن اجانب کی طرح اقارب کو بھی اجازت حاصل کر کے داخل ہونا چاہئے کیونکہ اگر اچانک داخل ہوں گے تو ممکن ہے کہ وہ اُن سے ایسی شئی دیکھ لیں جس پر ان کے لئے اطلاع پانا جائز نہیں یا کوئی ایسی حالت میں ہوں جس پر واقف ہونے کو وہ اچھا نہ جانتی ہوں۔ البتہ اگر بیوی یا اپنی لونڈی ہو جس سے اس کا جماع کرنا جائز ہو تو اُن سے اجازت حاصل کئے بغیر اُن کے پاس داخل ہو سکتا ہے، کیونکہ اس کے لئے اِن کو ہر حال میں دیکھنا جائز ہے۔ اس کے علاوہ ماں، بہن اور دوسرے محارم اجازت میں سب مساوی ہیں۔

marfat.com

مَنْصُوْرٍ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُبَاشِرُ الْمَرْاَۃُ الْمَرْاَۃَ فَتَنْعَتُھَا لِزَوْجِھَا کَاَنَّہٗ یَنْظُرُ اِلَیْھَا

۴۹۰۵ — حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِیَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِیْ شَقِیْقٌ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰہِ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُبَاشِرُ الْمَرْاَۃُ الْمَرْاَۃَ فَتَنْعَتُھَا لِزَوْجِھَا کَاَنَّہٗ یَنْظُرُ اِلَیْھَا

باب کوئی عورت دُوسری عورت سے ملے تو اپنے شوہر سے اس کا حلیہ نہ بیان کرے

۴۹۰۴ — ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا نہیں ہونا چاہیئے کہ کوئی عورت کسی عورت سے ملے اور اپنے شوہر سے اس کا حلیہ بیان کرے گویا کہ وہ اس کو دیکھ رہا ہے۔

۴۹۰۵ — ترجمہ : شقیق نے بیان کیا کہ میں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورت کا دوسری عورت کو اس طرح نہیں ملنا چاہیئے کہ اس کا حلیہ اپنے شوہر سے بیان کرے گویا کہ وہ اسے دیکھ رہا ہے۔

۴۹۰۴ - ۴۹۰۵ — شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اس لئے فرمایا ہے کہ اگر وہ اپنے شوہر سے اس عورت کا حسن بیان کرے گی تو اس میں ابتلاء کا خطرہ ہے ؛ کیونکہ اس طرح شوہر کو اس عورت کا حسن پسند آجائے گا اور وہ اپنی بیوی کو طلاق دیدے گا اور اس سے نکاح کرلے گا جبکہ وہ کنواری ہو یا اس کا شوہر نہ ہو اور اگر وہ منکوحہ ہو تو اس کے اپنی بیوی سے مراسم خراب ہوجائیں گے اور اس کے نزدیک بیوی کی قدر و منزلت نہ رہے گی۔ اور اگر اس نے اس عورت کی قباحت ذکر کی تو یہ غیبت ہوگی جو شریعت میں مذموم ہے۔

marfat.com

بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ لَاَطُوفَنَّ اللَّيْلَةَ عَلٰى نِسَآئِهٖ

٤٩٠٦ — حَدَّثَنِیْ مَحْمُوْدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ سُلَیْمَانُ بْنُ دَاوٗدَ لَاَطُوفَنَّ اللَّیْلَةَ بِمِائَةِ امْرَاَةٍ تَلِدُ كُلُّ امْرَاَةٍ غُلَامًا یُقَاتِلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَقَالَ لَهُ الْمَلَكُ قُلْ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ فَلَمْ یَقُلْ وَنَسِیَ فَاَطَافَ بِهِنَّ وَلَمْ تَلِدْ مِنْهُنَّ اِلَّا امْرَاَةٌ نِصْفَ اِنْسَانٍ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَوْ قَالَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَمْ یَحْنَثْ وَكَانَ اَرْجٰی لِحَاجَتِهٖ

باب مرد کا کہنا کہ میں آج رات اپنی بیویوں سے جماع کرونگا

اس عنوان سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا کلام بیان کریں اسی لئے اس کے تحت حضرت سلیمان کی حدیث ذکر کی ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تلویح سے نقل کیا کہ ایک غسل میں تمام بیویوں سے جماع کرنا جائز نہیں اور نہ ہی ایک رات میں اُن کے پاس جانا جائز ہے۔ ہاں اگر ان میں تقسیم کی ابتداء ہی اس طرح کی ہو یا ان کی طرف سے اجازت ہو تو جائز ہے۔ شائد حضرت سلیمان علیہ السلام کی شریعت میں عورتوں میں باری کی تقسیم یا ان میں برابری کرنا فرض نہ ہوگا۔

٤٩٠٦ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا سلیمان بن داؤد علیہما السلام نے کہا میں آج ایک سو عورت سے جماع کروں گا۔ ہر عورت سے ایک ایک لڑکا پیدا ہوگا جو اللہ کی راہ میں جہاد کرے گا۔ فرشتے نے سلیمان علیہ السلام سے کہا

marfat.com

بَابٌ لَا يَطْرُقُ اَهْلَهٗ لَيْلًا اِذَا اَطَالَ الْغَيْبَةَ

مَخَافَةَ اَنْ يَخُوْنَهُمْ اَوْ يَلْتَمِسَ عَثَرَاتِهِمْ

٤٩٠٧ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَارِبُ ابْنُ دِثَارٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْرَهُ اَنْ يَاْتِيَ الرَّجُلُ اَهْلَهٗ طُرُوْقًا

٤٩٠٨ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَاصِمُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنِ الشَّعْبِيِّ اَنَّهٗ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَطَالَ اَحَدُكُمُ الْغَيْبَةَ فَلَا يَطْرُقْ اَهْلَهٗ لَيْلًا

انشاء اللہ کہو۔ انھوں نے انشاء اللہ نہ کہا اور بھول گئے پس انھوں نے ساری عورتوں سے جماع کیا تو ان عورتوں میں سے صرف ایک عورت نے نصف لڑکے کو جنم دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر وہ انشاء اللہ کہتے تو ان کی قسم پوری ہو جاتی اور وہ اس میں حانث نہ ہوتے اور اپنی حاجت کو پالیتے۔

٤٩٠٦ — شرح : مورخین نے ذکر کیا ہے کہ سلیمان علیہ السلام کی ایک ہزار عورت تھی ان میں سے تین سو عورتیں آزاد تھیں اور سات سو لونڈیاں تھیں چونکہ ایک عدد دوسرے عدد کے منافی نہیں ہوتا۔ اس لئے روایات میں تعداد کے اختلاف کے باعث تضاد نہ ہوگا جبکہ بعض روایات میں نوّے بعض میں ستّر بعض میں ننانوے اور بعض میں سو عورتوں سے جماع کرنا مذکور ہے۔

بابٌ سفر سے رات کو اپنے گھر نہ آئے جبکہ اس کی غیبت طویل ہو!

کیونکہ ڈر ہے کہ انہیں خیانت کی طرف منسوب کریگا یا ان کی لغزش طلب کرے گا۔

٤٩٠٧ — ترجمہ : جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

یہ پسند نہ کرتے تھے کہ کوئی آدمی اپنے گھر رات کو آئے۔

۴۹۰۸ — ترجمہ : جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص اپنے اہل خانہ سے غیبت دراز کرے تو گھر والوں کے پاس رات کو نہ آئے۔

۴۹۰۷ - ۴۹۰۸ — شرح : رات کو گھر میں آنے کو طروق کہتے ہیں اور لفظ "اللیلۃً" تاکید کے لئے ذکر کیا ہے۔ حدیث شریف کا معنی یہ ہے کہ جب اپنے گھر والوں کے پاس رات کو آئے گا حالانکہ یہ تنہائی کا وقت ہوتا ہے اور لوگوں کے ایک دوسرے سے انقطاع کا وقت ہے۔ یہ اپنے گھر والوں سے سُوءِ ظن کا سبب ہے۔ گویا کہ رات کو آنے میں اس کا مقصد یہ ہے کہ ان کو مشکوک حالت میں پائے اور ان کی غفلت کا منتظر رہتا ہے۔ ترمذی میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مغیبات عورتوں کے گھر میں رات کو نہ آؤ ؛ کیونکہ شیطان انسان کے رگ و ریشہ میں سرائت کئے ہوئے ہے جیسے خون سرائت کئے ہوئے ہے۔

ابو عوانہ نے صحیح میں محارب کے ذریعہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ عبداللہ ابن رواحہ رضی اللہ عنہ رات کو اپنی بیوی کے پاس آئے جبکہ اس کے پاس ایک عورت اسے کنگھی کر رہی تھی۔ عبداللہ عورت کو اجنبی مرد خیال کرتے ہوئے اس کی طرف تلوار لے کر لپکے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ذکر کیا تو آپ نے سفر سے آدمی کو رات کے وقت اپنے گھر والوں کے پاس آنے سے منع فرما دیا۔

ابن خزیمہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر والوں کے پاس رات کو آنے سے منع فرمایا۔ پس دو آدمی رات کو اپنے گھر آئے تو ان دونوں نے اپنی اپنی بیویوں کو مکروہ حالت میں پایا۔ ابن خزیمہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس طرح روایت کی اس میں یہ اضافہ ہے کہ ہر ایک آدمی نے اپنی اپنی بیوی کے ساتھ اجنبی مرد پایا۔ (قسطلانی)

یہ باب تین اجزا پر مشتمل ہے۔ ایک جزء یہ ہے کہ کوئی آدمی سفر سے رات کو اپنے گھر والوں کے پاس نہ آئے۔ اس میں مذکور دونوں حدیثیں اس کے مطابق ہیں۔

دوسرا جزء یہ ہے کہ جب غیبوبیت دراز ہو جائے۔ دوسری حدیث اس کے مطابق ہے۔ تیسرا جزء یہ ہے کہ اس ڈر سے کہ گھر والوں کو خیانت کی طرف منسوب کرے۔ مذکور دونوں حدیثیں اس کے مطابق نہیں۔ البتہ مفہوم کے اعتبار سے اس پر دلالت ہے اور وہ یہ کہ منع کا یہی سبب ہے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

أَلْجُزْءُ الثَّانِيْ وَالْعِشْرُوْنَ

بَابُ طَلَبِ الْوَلَدِ

۴۹۰۹ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ هُشَيْمٍ عَنْ سَيَّارٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةٍ فَلَمَّا قَفَلْنَا تَعَجَّلْتُ عَلٰى بَعِيْرٍ قَطُوْفٍ فَلَحِقَنِيْ رَاكِبٌ مِنْ خَلْفِيْ فَالْتَفَتُّ فَإِذَا أَنَا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا يُعْجِلُكَ قُلْتُ إِنِّيْ حَدِيْثُ عَهْدٍ بِعُرُسٍ قَالَ فَبِكْرًا تَزَوَّجْتَ أَمْ ثَيِّبًا قُلْتُ بَلْ ثَيِّبًا قَالَ فَهَلَّا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بائیسواں پارہ

باب فرزند طلب کرنا

یعنی شادی ونکاح سے صرف لذت اور شہوت ذاتی مقصد نہیں ہونا چاہئیے بلکہ بیٹے کی خواہش ہونی چاہئیے

marfat.com

قَالَ فَلَمَّا قَدِمْنَا ذَهَبْنَا لِنَدْخُلَ فَقَالَ اَمْهِلُوْا حَتّٰى تَدْخُلُوْا لَيْلًا اَىْ عِشَآءً لِكَىْ تَمْتَشِطَ الشَّعِثَةُ وَتَسْتَحِدَّ الْمُغِيْبَةُ قَالَ وَحَدَّثَتْنِى الثِّقَةُ اَنَّهٗ قَالَ فِىْ هٰذَا الْحَدِيْثِ اَلْكَيْسَ اَلْكَيْسَ يَا جَابِرُ يَعْنِى الْوَلَدَ

سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا میں قیامت کے روز تمہاری کثرت کی وجہ سے پہلی اُمّتوں پر فخر کروں گا "

۴۹۰۹ — ترجمہ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روائت ہے اُنھوں نے کہا میں ایک غزوہ میں جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ہمراہ تھا۔ جب ہم واپس آئے تو میں سست اُونٹ پر جلدی جلدی چلنے لگا تو میرے پیچھے سے ایک سوار مجھے لاحق ہُوا میں اس طرف متوجہ ہُوا تو میں نے اچانک دیکھا کہ میں جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ ہوں۔ حضور نے فرمایا تجھے کیا چیز جلدی کروا رہی ہے۔ میں نے کہا میں نے نئی نئی شادی کی ہے۔ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کنواری سے شادی کی ہے یا شوہر دیدہ سے نکاح کیا ہے۔ میں نے عرض کیا بلکہ بیوہ سے شادی کی ہے فرمایا تو نے کنواری لڑکی سے شادی کیوں نہیں کی کہ تو اس سے کھیلتا اور وہ تجھ سے کھیلتی جابر نے کہا جب ہم واپس آئے تو اپنے گھروں میں جانا چاہا تو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ذرا دیر کرو حتی کہ عشاء کے وقت داخل ہو تاکہ جس عورت کا شوہر غائب ہے وہ بکھرے ہُوئے بالوں کی کنگھی کر لے اور زیر ناف بال صاف کر لے۔ کہا مجھے ثقہ راوی نے حدیث بیان کی کہ اس حدیث میں فرمایا : اے جابر جماع سے عاجز نہ ہونا۔

۴۹۰۹ — شرح : اس حدیث میں رات کے وقت داخل ہونے سے مراد عشاء کا وقت ہے تاکہ اس حدیث کا پہلی حدیثوں سے تعارض نہ ہو جن میں رات کو گھر والوں کے پاس آنے سے منع فرمایا ہے۔ البتہ اگر عورتوں کو آنے کی خبر پہلے سے معلوم ہو جائے تو رات گھر جانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ امام بخاری نے کہا مجھے ثقہ راوی نے خبر دی یا مسدّد نے یہ کہا اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ یہ روائت مجہول سے ہے جبکہ ثقہ کا نام ذکر نہیں کیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جب یہ ثابت ہُوا کہ وہ ثقہ راوی ہے تو اس کا نام ذکر نہ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ شائد امام یا مسدّد نام ذکر کرنے سے بھُول گئے ہوں گے اور اس کی تحقیق

marfat.com

۴۹۱۰ــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَيَّارٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا دَخَلْتَ لَيْلًا فَلَا تَدْخُلْ اَهْلَكَ حَتّٰى تَسْتَحِدَّ الْمُغِيْبَةُ وَتَمْتَشِطَ الشَّعِثَةُ قَالَ قَالَ فَعَلَيْكَ بِالْكَيْسِ الْكَيْسِ تَابَعَهُ عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ وَهْبٍ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْكَيْسِ

نہ ہوئی ہوگی ۔ قولہ الکَیْس اس کے معنی جماع اور عقل کے ہیں ۔ اس سے مراد بچے کی طلب کی ترغیب دلانا ہے ۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ یہاں کیس حذر کے قائم مقام ہے ۔یعنی جماع سے عجز میں پرہیز کرنا۔ کبھی رفق اور حسن تأنی کے معنی میں آتا ہے ۔ واللہ ورسولہ اعلم !

۴۹۱۰ــ ترجمہ : جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم رات اپنے شہر میں آؤ تو اپنے گھر والوں کے پاس مت آؤ حتی کہ شوہر سے غائب عورت استرے کے ساتھ زیر ناف بال صاف کرلے اور جس عورت کے سر کے بال بکھرے ہوئے ہیں وہ کنگھی کرلے جابر نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھ پر جماع کرنے سے بچہ کی طلب لازم ہے ۔ عبید اللہ نے وہب اور جابر کے ذریعے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیس روائت کرنے میں شعبی کی متابعت کی ۔

۴۹۱۰ــ شرح : قولہ اَلْکَیْسَ اَلْکَیْسَ ،، یہ اِغرا کے طور پر منصوب ہے اور معنی یہ ہیں کہ بیوی سے جماع کرو اور بچہ طلب کرو یا تحذیر کے طور پر منصوب ہے اور معنی یہ ہیں کہ اپنے آپ کو جماع سے عاجز ہونے سے بچاؤ ! کیس ،، بمعنی جماع اور عقل ہے اس سے مراد بچہ کی طلب کی ترغیب دلانا ہے ۔ جب کسی کی عقلمند اولاد ہو تو کہتے ہیں : اَکْیَسَ الرَّجُلُ ،،

علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہاں کیس حذر کے قائم مقام ہے یعنی جماع کے عجز سے بچو !

marfat.com

بَابُ تَسْتَحِدُّ الْمُغِيْبَةُ وَتَمْتَشِطُ

٤٩١١ـــ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ اَخْبَرَنَا سَيَّارٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةٍ فَلَمَّا قَفَلْنَا كُنَّا قَرِيْبًا مِّنَ الْمَدِيْنَةِ تَعَجَّلْتُ عَلٰى بَعِيْرٍ لِيْ قَطُوْفٍ فَلَحِقَنِيْ رَاكِبٌ مِنْ خَلْفِيْ فَنَخَسَ بَعِيْرِيْ بِعَنَزَةٍ كَانَتْ مَعَهٗ فَسَارَ بَعِيْرِيْ كَاَحْسَنِ مَا اَنْتَ رَاءٍ مِّنَ الْاِبِلِ فَالْتَفَتُّ فَاِذَا اَنَا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ حَدِيْثُ عَهْدٍ بِعُرْسٍ قَالَ اَتَزَوَّجْتَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ اَبِكْرًا اَمْ ثَيِّبًا قَالَ قُلْتُ بَلْ ثَيِّبًا قَالَ قُلْتُ بَلْ ثَيِّبًا قَالَ فَهَلَّا بِكْرًا تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ قَالَ فَلَمَّا قَدِمْنَا ذَهَبْنَا لِنَدْخُلَ فَقَالَ اَمْهِلُوْا حَتّٰى تَدْخُلُوْا لَيْلًا اَيْ عِشَآءً لِكَيْ تَمْتَشِطَ الشَّعِثَةُ وَتَسْتَحِدَّ الْمُغِيْبَةُ

باب شوہر سے غائب زیر ناف بال صاف کرلے اور بکھرے بالوں والی کنگھی کرلے"

٤٩١١ـــ ترجمہ: شعبی نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ ہم ایک غزوہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ جب ہم واپس آئے ہوئے مدینہ منورہ کے قریب ہوئے تو میں نے اپنے سست اونٹ پر جلدی کی تو مجھے پیچھے سے ایک سوار ملا اور نیزہ جو اس کے ساتھ تھا اس سے میرے اونٹ کو ٹھونکا تو میرا اونٹ اس طرح اچھا چلنے لگا جیسے تو اچھے سے اچھا اونٹ چلتا دیکھے۔ میں نے اس کی

marfat.com

بَابٌ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اِلٰى قَوْلِهٖ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرَاتِ النِّسَآءِ

۴۹۱۲ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ قَالَ اخْتَلَفَ النَّاسُ بِاَيِّ شَيْءٍ دُوِيَ جُرْحُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ اُحُدٍ فَسَاَلُوْا سَهْلَ بْنَ سَعْدِ السَّاعِدِيَّ

طرف توجہ کی تو اچانک وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میں نے نئی شادی کی ہے۔ فرمایا کیا تو نے نکاح کر لیا ہے؟ عرض کیا جی ہاں! آپ نے فرمایا کنواری سے نکاح کیا ہے یا بیوہ سے کیا ہے۔ جابر نے کہا میں نے عرض کیا بلکہ شوہر دیدہ سے نکاح کیا ہے فرمایا کنواری سے کیوں نہیں نکاح کیا تو اسے کھیلتا اور وہ تجھ سے کھیلتی۔ جابر نے کہا جب ہم مدینہ منورہ میں آئے تو اپنے گھروں میں جانے لگے تو فرمایا ذرا دیر کرو یہاں تک کہ عشاء کے وقت گھروں کو جاؤ تاکہ بکھرے بالوں والی عورت کنگھی کر لے اور شوہر سے غائب عورت اُسترے سے زیر ناف بال صاف کر لے۔

باب اور عورتیں اپنی زینت اپنے شوہروں کے سوا کسی کے سامنے ظاہر نہ کریں" لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرَاتِ النِّسَآءِ تک"

یہ آئت کریمہ پردہ کے بعد نزول ہوئی۔ چہرہ، دونوں کف یا ہاتھ کہنوں سمیت زینت میں داخل ہیں۔ شعبی نے کہا مملوک اپنی مالکہ کے بال نہیں دیکھ سکتا۔ آئت کریمہ میں ماموں اور چچا کو ذکر نہیں کیا، کیونکہ چچا باپ کی طرح ہے اور ماموں ماں کی طرح ہے اس کی تصریح کی ضرورت نہ تھی۔

۴۹۱۲ ـــ ترجمہ: ابو حازم نے کہا لوگوں نے اختلاف کیا کہ جنگ اُحد میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زخم کی دوا کس شئی سے کی گئی۔ اُنھوں نے سہل بن سعد ساعدی سے دریافت کیا وہ مدینہ منورہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

وَكَانَ مِنْ اٰخِرِ مَنْ بَقِيَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ فَقَالَ فَمَا بَقِيَ مِنَ النَّاسِ اَحَدٌ اَعْلَمَ بِهٖ مِنِّيْ كَانَتْ فَاطِمَةُ تَغْسِلُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهٖ وَعَلِيٌّ يَاْتِيْ بِالْمَاءِ عَلٰى تُرْسِهٖ فَاُخِذَ حَصِيْرٌ فَحُرِّقَ فَحُشِيَ بِهٖ جُرْحُهٗ

بَابٌ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ

کے صحابہ میں سے آخری صحابی ہیں جو باقی رہے ہیں۔ سہل بن سعد نے کہا لوگوں میں سے کوئی بھی باقی نہیں رہا جو مجھ سے یہ زیادہ جانتا ہو۔ سیّدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا حضور کے چہرہ انور سے پانی سے خون صاف کرتی تھیں اور علی المرتضیٰ ڈھال میں پانی لاتے تھے پھر چٹائی لائی گئی اور اس کو جلایا گیا اور اس کے ساتھ زخم بھر دیا گیا۔ (حدیث ع ــــ کی شرح دیکھیں)

آئت کریمہ اور حدیث شریف میں مطابقت اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ سے واضح ہوتی ہے۔

باب اور جو تم میں سے بلوغ کو نہیں پہنچے ہوں

اس سے پہلے یہ آئت کریمہ ہے : اے ایمان والو تم اجازت لے کر داخل ہو وہ جن کے تمہارے ہاتھ مالک ہیں اور وہ جو بلوغ کو نہیں پہنچے تین اوقات میں۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے نسفی سے اس کی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ذکر کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری غلام مدلج بن عمرو کو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی طرف دوپہر کے وقت بھیجا تاکہ انہیں بلا لائیں وہ ان کے گھر میں داخل ہوا تو عمر فاروق کو ایسی حالت میں دیکھا جسے عمر فاروق نے مکروہ سمجھا اور کہا یا رسول اللہ میری خواہش ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ اجازت طلب کرنے کی حالت میں ہمیں کوئی امر و نہی فرمائے تو یہ آئت کریمہ نازل ہوئی۔ مقاتل نے کہا یہ آئت کریمہ اسماء بنت مرشد حارثیہ کے حق میں نازل ہوئی۔ اُن کا ایک بوڑھا غلام تھا وہ مکروہ وقت میں اس کے گھر داخل ہوئے وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا۔ ہمارے خادم اور غلام ہمارے گھروں میں ہماری ایسی حالت میں داخل ہوتے ہیں جسے ہم پسند نہیں کرتی ہیں اس وقت یہ آئت کریمہ نازل ہوئی بظاہر یہ مردوں کو خطاب ہے لیکن اس میں مرد اور عورتیں سب

marfat.com

۴۹۱۳ ـ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَابِسٍ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ سَاَلَهٗ رَجُلٌ شَهِدْتَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَضْحًى اَوْ فِطْرًا قَالَ نَعَمْ وَلَوْلَا مَكَانِيْ مِنْهُ مَا شَهِدْتُهٗ يَعْنِيْ مِنْ صِغَرِهٖ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى ثُمَّ خَطَبَ وَلَمْ يَذْكُرْ اَذَانًا وَّلَا اِقَامَةً ثُمَّ اَتَى النِّسَاءَ فَوَعَظَهُنَّ وَذَكَّرَهُنَّ وَاَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ فَرَاَيْتُهُنَّ يَهْوِيْنَ اِلٰى اٰذَانِهِنَّ وَحُلُوْقِهِنَّ يَدْفَعْنَ اِلٰى بِلَالٍ ثُمَّ ارْتَفَعَ هُوَ وَبِلَالٌ اِلٰى بَيْتِهٖ

داخل ہیں۔ جبکہ تغلیباً مردوں کا صیغہ عورتوں کو بھی شامل ہے۔ آیت کریمہ کے معنی یہ ہیں کہ تمہارے مملوک اجازت لے کر گھر میں داخل ہوں۔ ابو یعلی نے کہا: اظہر یہ ہے کہ اس سے چھوٹے غلام مراد ہیں۔ بالغ غلام اپنی مالکہ کو دیکھنے میں آزاد بالغ لوگوں کی طرح ہیں کہ ان کے لئے اپنی مالکہ کی طرف نظر کرنا حرام ہے۔ ثلاث مرات سے مراد دن رات میں تین اوقات ہیں فجر کی نماز سے قبل کیونکہ یہ وقت بستروں سے اُٹھنے کا ہے۔ اور رات کے کپڑے اُتار کر بیداری کے کپڑے پہننے کا وقت ہے۔

اور جب قیلولہ کرنے کے لئے تم دوپہر کو کپڑے اُتارو اور عشاء کی نماز کے بعد۔ کیونکہ یہ وہ وقت ہے جس میں بیداری کے کپڑے اُتارے جاتے ہیں اور رات کے کپڑے پہنتے ہیں۔ اِن اوقات کو اس لئے خاص کیا کہ یہ اوقات غفلت، خلوت اور کپڑے اُتارنے کے اوقات ہیں۔ ان میں سے ہر حال کو عورت کہا کیونکہ عورت کے معنی خلل ہیں اور ان میں لوگوں کا ستر مختل ہوتا ہے۔ (عینی)

۴۹۱۳ ـ ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک آدمی نے سوال پوچھا کہ تم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عید بقرہ یا عید فطرہ کے دن موجود تھے؟ اُنھوں نے کہا جی ہاں اگر مجھے آپ سے قرابت کا مقام حاصل نہ ہوتا تو کمسنی کے باعث میں آپ کے ساتھ موجود نہ ہوتا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (عیدگاہ) تشریف لے گئے اور نماز پڑھی۔ پھر خطبہ دیا اور اذان و اقامت کو ذکر نہ کیا پھر عورتوں کے پاس

marfat.com

بَابُ قَوْلُ الرَّجُلِ لِصَاحِبِهٖ هَلْ اَعْرَسْتُمُ اللَّيْلَةَ وَ طَعْنُ الرَّجُلِ اِبْنَتَهٗ فِي الْخَاصِرَةِ عِنْدَ الْعِتَابِ

۴۹۱۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ عَاتَبَنِيْ اَبُوْبَكْرٍ وَجَعَلَ يَطْعُنُنِيْ بِيَدِهٖ فِيْ خَاصِرَتِيْ فَلَا يَمْنَعُنِيْ مِنَ التَّحَرُّكِ اِلَّا مَكَانُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَاْسُهٗ عَلٰى فَخِذِيْ

تشریف لے گئے۔ اور ان کو وعظ و نصیحت کی اور انہیں صدقہ کرنے کا حکم دیا میں نے عورتوں کو دیکھا کہ وہ اپنے کانوں اور حلقوں کی طرف ہاتھ بڑھا کر بلال کی طرف زیورات پھینکتی تھیں پھر آپ اور بلال اپنے گھر کی طرف تشریف لے گئے۔

۴۹۱۴ — شرح : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ثم ارتفع ھو وبلال یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور بلال عورتوں کی طرف لوٹ گئے۔ اس سے ابن عباس کا مقصد یہ ہے کہ جو کچھ عورتوں سے رونما ہوا تھا اس کا ابن عباس مشاہدہ کرتے تھے؛ کیونکہ وہ کمسن تھے ان سے عورتیں پردہ نہ کرتی تھیں۔ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ ممکن ہے کہ اس وقت ان کو دیکھتے ہوں گے۔

باب آدمی کا اپنے ساتھی سے کہنا کیا تم نے آج رات جماع کیا ہے؟ اور آدمی کا اپنی بیٹی کے پہلو میں غصہ کے وقت چبھونا

۴۹۱۶ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا مجھے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سخت عتاب کیا اور اپنے ہاتھ سے میرے پہلو

marfat.com

میں چبھونے لگے اور مجھے حرکت سے صرف جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا موجود ہونا منع کرتا تھا جبکہ آپ کا سَر مبارک میری ران پر تھا۔

۴۹۱۶ ـــــ شرح : اس باب کے دو عنوان ہیں۔ ایک آدمی کا اپنے ساتھی سے کہنا کیا تم نے آج رات جماع کیا ہے ؟ اور دوسرا یہ کہ آدمی کا اپنی بیٹی کے پہلو میں غُصّہ کے وقت ہاتھ مارنا۔ دُوسرا جزء حدیث کا حصّہ ہے جو کتاب التیمّم میں گزرا ہے کہ سیّدعالم صلّی اللہ علیہ وسلّم ایک سفر میں اپنے مقام میں آرام کے لئے ٹھہرے کہ وہاں پانی نہ تھا اور لوگوں کے پاس بھی پانی نہ تھا۔ وہاں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہار گم ہوگیا اس کی تلاش میں حضرت نے توقف فرمایا لوگ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ام المؤمنین کی شکائت کی کہ اُنھوں نے لوگوں کو سفر سے روک رکھا ہے ؛ حالانکہ یہاں پانی نہیں اور نہ لوگوں کے پاس پانی ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ام المؤمنین کے پاس جاکر غصّہ سے عتاب کیا۔ اس مقام میں تیمّم کی آیت نازل ہوئی۔ لوگوں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا شکریہ ادا کیا کہ اے آلِ ابی بکر یہ تمہاری اسلام میں پہلی نعمت ہے جو مسلمانوں کو پہنچی ہے۔

یہ ظاہر بات ہے کہ امام نے اس باب میں جو حدیث ذکر کی ہے۔ عنوان کے اوّل جزء پر اس کی دلالت نہیں اس میں جو عذر کیا گیا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے پہلے عنوان لکھا اور اس کے مطابق کوئی حدیث نہ پائی جو بخاری کی شرط کے مطابق ہو اور عنوان حدیث کے بغیر رہنے دیا ؛ علامہ کرمانی نے شرح بخاری میں ذکر کیا کہ یہاں یہ عذر درست نہیں ہے ؛ کیونکہ امام بخاری نے اپنی تالیف میں ابوطلحہ کی حدیث بار بار ذکر کی ہے جو اس ترجمہ کے موافق ہے اور وہ حدیث یہ ہے کہ ابوطلحہ کی بیوی کا بچہ سخت بیمار ہوگیا اور اسی حالت میں فوت ہوگیا۔ جب ابوطلحہ سفر سے واپس آئے تو گھر آکر پوچھا بچے کا کیا حال ہے۔ بچے کی ماں نے کہا پہلے سے اب آرام ہے اور اس کی وفات ظاہر کرنا مناسب خیال نہ کیا تاکہ ابوطلحہ جو تھکے ماندے آئے ہیں اس خبر سے پریشان اور غمزدہ نہ ہوجائیں اور اُن کے آگے کھانا رکھا۔ اُنھوں نے حسبِ عادت کھانا تناول کیا اور بیوی سے جماع کرکے سوگئے۔ جب صبح ہوئی تو ان کی بیوی نے بچے کی وفات کا اظہار کیا ابوطلحہ نے بیوی کے صبر و استقلال اور اس کی معیشت کے آداب کی رعائت کرنے پر تعجب کیا اور حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوکر واقعہ عرض کیا تو سیّدعالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کیا تم نے آج رات جماع کیا ہے ؟ ابوطلحہ نے کہا جی ہاں ! امام بخاری رحمہ اللہ کا باب کا عنوان قائم کرنا اور یہ حدیث ذکر نہ کرنا جو اس کے مطابق ہے۔ اس کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ شارح تراجم نے کہا عنوان کے جزء اوّل کا حق یہ ہے کہ اس کے مطابق حدیث ذکر کی جاتی اور وہ ابوطلحہ کی حدیث ہے جبکہ اُن کا بچّہ فوت ہوگیا تھا۔

marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

كِتَابُ الطَّلَاقِ

قَوْلُ اللّٰہِ تَعَالٰی یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْھُنَّ لِعِدَّتِھِنَّ وَاَحْصُوا الْعِدَّۃَ اَحْصَیْنَاہُ حَفِظْنَاہُ وَعَدَدْنَاہُ وَطَلَاقُ السُّنَّۃِ اَنْ یُّطَلِّقَھَا طَاھِرًا مِّنْ غَیْرِ جِمَاعٍ وَیُشْھِدَ شَاھِدَیْنِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کِتَابُ الطَّلَاق

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے پیارے نبی لوگوں کو فرمادو! جب عورتوں کو طلاق دو تو ان کی عدّت کے وقت میں طلاق دو اور عدّت شمار کرتے رہو۔ اَحْصَیْنَاہُ کے معنی ہیں ہم نے اس کو محفوظ کیا اور اس کو شمار کرتے رہے۔ طلاق سنّت یہ ہے کہ بیوی کو طہر میں جماع کئے بغیر طلاق دے اور دو گواہ کرلے۔

شرح: نکاح کے بعد طلاق کا بیان مناسب ہے۔ کیونکہ طلاق کا وجود نکاح کے بعد ہوتا ہے۔ اسی طرح ان کے احکام مرتّب ہوں گے۔ لغت

marfat.com

۴۹۱۷ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ طَلَّقَ امْرَاَتَهٗ وَهِیَ حَائِضٌ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا ثُمَّ لِيُمْسِكْهَا حَتّٰی تَطْهُرَ ثُمَّ تَحِيْضَ ثُمَّ تَطْهُرَ ثُمَّ اِنْ

میں طلاق کے معنی رفع قید ہیں - یہ اطلاق بعیر سے ماخوذ ہے جبکہ اس کی رسی کھول دی جائے اور شریعت مطہرہ میں طلاق کے معنیٰ نکاح کی قید کو اُٹھا دینا ہے یا عقدِ تزویج کو کھول دینا۔ مذکور آئت کریمہ میں خطاب جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے اور مراد آپ کی امت ہے اور جمع کا صیغہ بطور تعظیم ہے

قولہ طَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ ، یعنی ان کو طہر میں طلاق دو جس میں جماع نہ کیا ہو یہ بھی معنی ہیں کہ اِن کے طہر میں طلاق دو جسے وہ عدّت سے شمار کرتی ہیں اور حیض میں طلاق نہ دو یہ اُن عورتوں کے لئے ہے جو شوہر دیدہ ہوں اور اُن سے جماع کیا گیا ہو، کیونکہ جن سے جماع نہ کیا گیا ہو ان کی عدّت نہیں ہے لہٰذا انہیں حیض میں بھی طلاق دینے میں حرج نہیں۔ طلاق تمام مباحات سے زیادہ مبغوض ہے۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے نزدیک اَبْغَضُ الْمُبَاحَاتِ طلاق ہے اور فرمایا نکاح کرو اور طلاق نہ دو اس سے اللہ کا عرش کانپ جاتا ہے اور عورتوں کو صرف بدکرداری کے باعث طلاق دو کیونکہ اللہ تعالیٰ چکھنے والے مردوں اور عورتوں کو پسند نہیں کرتا۔

سُنّی طلاق یہ ہے کہ اپنی بیوی کو حیض سے پاک ہونے کی حالت میں طلاق دے اور اس طہر میں اس سے جماع نہ کیا گیا ہو اور طلاق پر دو گواہ قائم کرلے۔ اگر حیض میں طلاق دی یا طہر میں جماع کے بعد طلاق دی تو بدعی طلاق ہوگی۔

احناف کے نزدیک طلاق کی تین صورتیں ہیں۔ اوّل احسن وہ یہ کہ مدخول بہا (جس سے جماع کیا گیا) کو طہر میں ایک طلاق دے جس طہر میں جماع نہ کیا گیا ہو پھر اس کے قریب نہ جائے حتی کہ اس کی عدّت ختم ہو جائے۔

دوسری طلاق حسن ہے وہ یہ کہ مدخول بہا کو تین طہروں میں تین طلاقیں دیں۔ ہر ایک طہر میں ایک

marfat.com

شَآءَ اَمْسَكَ بَعْدُ وَاِنْ شَاءَ طَلَّقَ قَبْلَ اَنْ يَّمَسَّ فَتِلْكَ الْعِدَّةُ الَّتِىْ اَمَرَ اللّٰهُ اَنْ تُطَلَّقَ لَهَا النِّسَاءُ

طلاق دے ۔تیسری طلاق بدعی ہے ۔ وہ یہ کہ عورت کو بیک کلمہ تین طلاقیں دے ۔ یا ایک طہر میں تین طلاقیں دے ۔ان صورتوں میں طلاق ہو جاتی ہے ۔لیکن گنہگار ہوگا۔طہر میں جماع کرنے کے بعد طلاق دینا بھی بدعی طلاق ہے۔

۴۹۱۷ — ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ اُنھوں نے جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے زمانہ میں اپنی بیوی کو طلاق دیدی حالانکہ وہ حالتِ حیض میں تھی ۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اس کے متعلق سوال عرض کیا تو جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا عبداللہ کو حکم دو کہ رجوع کرے پھر اس کو روک رکھے حتیٰ کہ وہ حیض سے پاک ہو جائے پھر اسے حیض آئے پھر حیض سے پاک ہو جائے پھر اس کے بعد اگر چاہے تو اسے روک رکھے اور اگر چاہے تو جماع کئے بغیر طلاق دیدے یہ وہ عدّت ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اس کے لئے عورتوں کو طلاق دی جائے ،،

۴۹۱۷ — شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حیض میں طلاق واقع ہو جاتی ہے لیکن حیض میں طلاق دینا حرام ہے ۔ اس میں رجوع کرنا احناف کے نزدیک مستحب ہے۔ امام مالک اور صاحب ہدایہ کے نزدیک واجب ہے وہ امر بالرجوع کو وجوب پر محمول کرتے ہیں اور طلاق سنّت یہ ہے کہ طہر میں طلاق دے اور طلاق غیر بائن میں عورت کی رضاء کی ضرورت نہیں اس کی مرضی کے بغیر رجوع جائز ہے اور رجوع قول کے ساتھ صحیح ہے۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر وطئ کرنے پر قادر ہو تو فعل کے ساتھ رجوع کرے گا۔اس حدیث سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے استدلال کیا کہ جس نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دی گناہ گار ہوگا اس کو رجوع کر لینا چاہیئے ۔ اگر رجوع نہ کیا حتیٰ کہ عدت گزر گئی تو طلاق ہو جائے گی (عینی)

علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا عورت سے رجوع کرنے کی تقدیر پہ ایک طہر گزرنے کی شرط کرنا اور دوسرے طہر کا انتظار کرنا مراجعت کے معنی کی تحقیق کے لئے ہے کیونکہ اگر اس طہر میں جماع کر لیا تو طلاق سُنّی نہ ہوگی ۔ لہٰذا حیض کے بعد دوسرے طہر کی احتیاج ہے تاکہ طلاق سنّی واقع ہو۔امام نووی نے کہا دوسرے طہر تک تاخیر کا فائدہ یہ ہے کہ طلاق کی غرض سے رجوع نہ ہو ؛کیونکہ طہر کے انتظار سے عورت کا مقام شوہر سے دُور ہو جاتا ہے۔ علامہ بیضاوی نے کہا دوسرے طہر کا انتظار اس لئے ہے کہ

marfat.com

بَابُ إِذَا طُلِّقَتِ الْحَائِضُ يُعْتَدُّ بِذٰلِكَ الطَّلَاقِ

۴۹۱۸ــ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَنَسِ بْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ قَالَ طَلَّقَ ابْنُ عُمَرَ امْرَاَتَهٗ وَهِيَ حَائِضٌ فَذَكَرَ عُمَرُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِيُرَاجِعْهَا قُلْتُ تُحْتَسَبُ قَالَ فَمَهْ وَعَنْ قَتَادَةَ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا قُلْتُ تُحْتَسَبُ قَالَ اَرَاَيْتَهٗ اِنْ عَجَزَ وَاسْتَحْمَقَ وَقَالَ اَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ حُسِبَتْ عَلَيَّ بِتَطْلِيْقَةٍ

قصدِ جدید سے طلاق واقع ہو اگر چاہے تو طلاق دے۔

باب جس وقت حیض والی عورت کو طلاق دی تو یہ طلاق شمار ہوگی

علامہ عینی نے کہا جس وقت عورت کو حیض کی حالت میں طلاق دی تو اس طلاق کا اعتبار کیا جائے گا۔ اس میں ائمہ فتویٰ کا اتفاق ہے۔ ظاہری اور خوارج اور رافضی کہتے ہیں طلاق واقع نہ ہوگی۔ اقول۔ اگر حیض کی حالت میں طلاق کا اعتبار نہ ہوتا تو حدیث میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو رجوع کرنے کا حکم نہ دیا جاتا کیونکہ رجوع طلاق کے بعد ہوتا ہے۔

۴۹۱۸ــ ترجمہ: انس بن سیرین نے کہا میں نے ابن عمر سے سنا کہ انھوں نے کہا عبداللہ بن عمر نے اپنی بیوی کو طلاق دی حالانکہ وہ حالت حیض میں تھی۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا۔ تو آپ نے فرمایا اس کو

marfat.com

رجوع کر لینا چاہیئے۔ ابن سیرین نے کہا میں نے ابن عمر سے کہا کیا تم اس طلاق کو شمار کرو گے۔ ابن عمر نے کہا اور کیا ہوگا اگر طلاق شمار نہ کی جائے (طلاق ہوگئی) قتادہ نے یونس بن جبیر کے ذریعہ ابن عمر سے روایت کی کہ فرمایا عبداللہ کو حکم دو کہ رجوع کر لے۔ میں (یونس بن جبیر) نے کہا کیا یہ طلاق شمار کرو گے۔ عبداللہ ابن عمر نے کہا مجھے خبر دو اگر عبداللہ عاجز ہوگیا ہو اور حماقت کی وجہ سے طلاق دے دی تو طلاق واقع نہ ہوگی؟ ابو معمر نے کہا ہمیں عبدالوارث نے خبر دی اُنھوں نے ہمیں ایوب اور سعید بن جبیر کے ذریعہ ابن عمر سے خبر دی کہ اُنھوں نے کہا مجھ پر ایک طلاق شمار کی گئی۔

۴۹۱۸ شرح : سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد "لِیُرَاجِعْهَا" اس بات کی دلیل ہے کہ حیض میں طلاق واقع ہوجاتی ہے۔

قولہ "فَمَهْ" دراصل ما استفہامیہ ہے الف کو ھا سے بدلا گیا ہے یعنی فما یکون ان لم تحتسب طلقۃ" اگر طلاق شمار نہ کی جائے تو اور کیا ہوگا۔ ہوسکتا ہے "مہ" زجر کے لئے ہو یعنی خاموش رہو۔ وقوع طلاق میں کوئی شک نہیں اور طلاق کے اعداد میں شمار ہوگی۔ دارقطنی نے ابن عمر سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ایک طلاق ہے۔

قولہ "اِسْتَحْمَقَ" خطابی نے کہا: اس کے معنی یہ ہیں کہ مجھے بتاؤ کیا عبداللہ کا عجز اور حمق طلاق جو اس نے حیض میں واقع کی ہے کو ساقط کر دے گا؟ امام نووی نے کہا کیا اس سے طلاق مرتفع ہوجائیگی اگرچہ وہ عاجز ہوگیا اور حماقت کی "اُحْتُسِبَ" میں استفہام انکاری ہے یعنی ہاں طلاق کا شمار ہوگا وہ اپنے عجز اور حماقت کے باعث اس کا شمار روک نہیں سکتا۔ قاضی نے کہا اگر عبداللہ رجوع کرنے سے عاجز ہوجائے اور احمق جیسا فعل کرے"

علامہ کرمانی نے کہا احتمال ہے کہ کلمہ اِن نافیہ ہو یعنی ابن عمر عاجز نہیں ہُوا وہ بچہ یا مجنون نہیں کہ اس کی طلاق ہی واقع نہ ہو۔ کرمانی نے کہا عجز طفل کو لازم ہے اور حمق جنون کو لازم ہے یہ اطلاق لازم اور مراد ملزوم ہے۔ اللہ تعالیٰ کرمانی کو جزاء خیر دے۔ صحابی کا احترام کیسے ملحوظ رکھا۔ اگرچہ یہ عبداللہ ہی کا اپنا کلام ہے اور متکلم کو بصورت غائب از روئے التفات ذکر کیا ہے لیکن ہمارے لئے ضروری ہے کہ اس کی احسن الفاظ سے تعبیر کریں۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابن خشاب سے نقل کیا کہ "اِسْتَحْمَقَ" میں تا مفتوحہ ہے اس کے معنی یہ ہیں۔ عبداللہ نے ایسا فعل کیا ہے جس سے وہ احمق اور عاجز ہوگیا ہے۔ کیا اس کا عجز و حمق اس سے طلاق کا حکم ساقط کر دے گا؟ مادہ استفعال سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ اُنھوں نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دے کر حمق میں تکلف کیا ہے۔ بعض اصول میں اُسْتُحْمِقَ کی تاء مضموم ہے یعنی لوگوں نے عبداللہ کے فعل کو حماقت جانا ہے۔ مہلب نے کہا: ان عجز واستحمق" کے معنی یہ ہیں کہ

marfat.com

بَابُ مَنْ طَلَّقَ وَهَلْ يُوَاجِهُ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ بِالطَّلَاقِ

۴۹۱۹ — حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ قَالَ سَأَلْتُ الزُّهْرِيَّ اَيُّ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِسْتَعَاذَتْ مِنْهُ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ ابْنَةَ الْجَوْنِ لَمَّا اُدْخِلَتْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدَنَا مِنْهَا قَالَتْ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ فَقَالَ لَهَا لَقَدْ عُذْتِ بِعَظِيْمٍ اِلْحَقِيْ بِاَهْلِكِ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ رَوَاهُ حَجَّاجُ بْنُ اَبِيْ مَنِيْعٍ عَنْ جَدِّهٖ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَنَّ عُرْوَةَ اَخْبَرَهُ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ

کیا اس کی عقل گم ہوگئی ہے۔ وہ رجوع نہیں کرسکتا ہے کیا اس کی بیوی مُعَلّقہ رہے گی کہ نہ اس کا شوہر ہو اور نہ اسے طلاق ہو؛ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس سے منع کیا ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ اس طلاق کو شمار کیا جائے گا جو اُنھوں نے صحیح طریقہ کے بغیر واقع کی ہے۔

باب — جس نے طلاق دی

کیا آدمی طلاق دیتے وقت اپنی بیوی کی طرف متوجہ ہو؟

۴۹۱۹ — ترجمہ: اوزاعی نے کہا میں نے زہری سے پُوچھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کس بیوی نے حضرت سے استعاذہ کیا تھا۔ زہری نے کہا مجھے عروہ نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے خبر دی کہ جَون کی بیٹی نے استعاذہ کیا جس وقت اس کو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے قریب ہوئے تو اُس نے کہا "اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْکَ"، میں اللہ کے ذریعہ تم سے پناہ چاہتی ہوں"، سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تُو نے عظیم کے

marfat.com

۴۹۲۰۔ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ اُبْنُ عَنْسِيْلٍ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ اَبِیْ اُسَيْدٍ عَنْ اَبِیْ اُسَيْدٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى انْطَلَقْنَا اِلٰى حَائِطٍ يُقَالُ لَهُ الشَّوْطُ حَتّٰى انْتَهَيْنَا اِلٰى حَائِطَيْنِ فَجَلَسْنَا بَيْنَهُمَا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْلِسُوْا هٰهُنَا وَدَخَلَ، وَقَدْ اُتِیَ بِالْجَوْنِيَّةِ فَاُنْزِلَتْ فِیْ بَيْتٍ فِیْ نَخْلٍ وَهِیَ اُمَيْمَةُ بِنْتُ النُّعْمَانِ بْنِ شَرَاحِيْلَ وَمَعَهَا دَايَتُهَا

ساتھ پناہ چاہی ہے۔ اپنے اہل کے ساتھ لاحق ہو جا۔ ابوعبداللہ (بخاری) نے کہا اس کو حجاج بن ابی منیع نے اپنے دادے اور زہری کے ذریعہ روایت کیا کہ ام المؤمنین عائشہ نے کہا۔

۴۹۱۹۔ شرح: ہل یواجہ سے امام نے اشارہ کیا کہ طلاق خلافِ اولیٰ ہے؛ کیونکہ ترکِ مواجہہ میں نرمی اور آسانی ہے ہاں اگر ضرورت ہو تو عورت کے سامنے طلاق دینا جائز ہے۔ بنتِ جون کا نام اُمَیمہ ہے جو اُمّہ کا مصغّر ہے۔ بعض نے کہا اسماء بنت کندجونیہ ہے۔ محدّث ابُونعیم کی کتاب الصحابہ میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ عُمرہ بنت جُون نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے پناہ چاہی جس وقت اس کو آپ کے پاس بھیجا گیا تھا۔

قولہ الحقی باہلک ،، یہ کنایات طلاق سے ہے۔ اگر اس میں طلاق کا ارادہ کیا تو طلاق ہو گی اور اگر طلاق کا ارادہ نہیں کیا تو طلاق واقع نہ ہو گی۔ امام ابوحنیفہ اور سفیان ثوری کا یہی مذہب ہے اُنھوں نے کہا اس میں اگر ایک طلاق کی نیّت کی تو ایک طلاق ہو گی اگر تین کی نیّت کی تین طلاقیں واقع ہوں گی اور اگر دو کی نیّت کی تو ایک طلاق واقع ہو گی۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا اگر طلاق کی نیّت کی ایک ہو۔ یا دو یا تین تو وہی واقع ہو جائے گی؛ ورنہ کچھ نہ واقع ہو گا۔

۴۹۲۰۔ ترجمہ: ابواُسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ اُنھوں نے کہا ہم نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ باہر نکلے حتی کہ ایک باغ میں گئے جسے شوط کہا جاتا ہے جب ہم اس کی دو دیواروں کے درمیان پہنچے تو وہاں بیٹھ گئے۔ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تم سب یہاں بیٹھے رہو اور آپ اندر تشریف لے گئے حالانکہ جونیہ کو لایا گیا تھا اور اسے ایک گھر میں اتارا گیا جو نخل میں تھا اور وہ اُمیمہ بنت نعمان بن شراحیل ہے۔ اس کے ساتھ اس کی دایہ بھی جو اس کی نگران

marfat.com

حَاضِنَةً لَهَا فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَبِيْ نَفْسَكِ لِيْ قَالَتْ وَهَلْ تَهَبُ الْمَلِكَةُ نَفْسَهَا لِلسُّوْقَةِ قَالَ فَاَهْوٰى بِيَدِهٖ يَضَعُ يَدَهٗ عَلَيْهَا لِتَسْكُنَ فَقَالَتْ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ فَقَالَ قَدْ عُذْتِ بِمَعَاذٍ ثُمَّ خَرَجَ عَلَيْنَا فَقَالَ يَا اَبَا اُسَيْدٍ اِكْسُهَا رَازِقِيَّيْنِ وَاَلْحِقْهَا بِاَهْلِهَا وَقَالَ الْحُسَيْنُ بْنُ اَلْوَلِيْدِ النَّيْسَابُوْرِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلٍ عَنْ اَبِيْهِ وَاَبِيْ اُسَيْدٍ قَالَا تَزَوَّجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمَيْمَةَ بِنْتَ شَرَاحِيْلَ فَلَمَّا اُدْخِلَتْ عَلَيْهِ بَسَطَ يَدَهٗ اِلَيْهَا فَكَاَنَّهَا كَرِهَتْ ذٰلِكَ فَاَمَرَ اَبَا اُسَيْدٍ اَنْ يُجَهِّزَهَا وَيَكْسُوَهَا ثَوْبَيْنِ رَازِقِيَّيْنِ

تھی۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس گئے اور فرمایا تو اپنے آپ کو مجھے ہبہ کر دے اُس نے کہا کیا ملکہ اپنا نفس رعیت کو ہبہ کر سکتی ہے؟

راوی نے کہا آپ نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور اس کے سر پر رکھا تاکہ اس کو سکون ہو اُس نے کہا اَعُوذ باللہ منک، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے ایسی ذات کی پناہ مانگی جس کی پناہ مانگی جاتی ہے۔ پھر آپ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا اے ابا اُسید اس کو دو رازقی کپڑے پہنا دو اور اسے اپنے گھر والوں کے پاس پہنچا دو۔ حسین بن ولید نیشاپوری نے عبدالرحمٰن کے ذریعہ عباس بن سہل سے اُس نے اپنے والد اور ابو اُسید سے روائت کی کہ اُن دونوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمیمہ بنت شَرَاحِیل سے روائت کی کہ جب اس عورت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا تو آپ نے اپنا دستِ مبارک اس کی طرف دراز فرمایا تو اُس نے یہ ناپسند کیا آپ نے ابو اُسید کو حکم دیا کہ اُس کو سامان دے کر تیار کرے اور اس کو دو رازقی کپڑے پہنا دے۔

۴۹۲۰ — شرح: جونیہ ازدیں قبیلہ کی طرف نسبت ہے اور جونیہ اپنے جدِ اعلیٰ جَوْن کی طرف منسوب ہے اور دایہ بمعنی مرضعہ ہے۔ قسطلانی نے کہا

marfat.com

دایہ یعنی قابلہ ہے جو بچے جماتی ہے۔ ابن منیر نے کہا اس عورت نے کہا کیا ملکہ اپنا نفس رعیت کو ہبہ کرتی ہے؟ یہ باقی ماندہ اہلِ جاہلیت کا کلام ہے۔

سوقہ اسے کہتے ہیں جو بادشاہ نہ ہو۔ اس عورت نے ملکہ کا غیر ملک سے نکاح کو بعید سمجھا تھا۔ بعض نے کہا اس عورت نے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کو پہچانا نہیں تھا اور اپنے آپ کو فخر و مباہات کے طور پر ملکہ کہا لیکن وہ ملکہ نہ تھی۔ رازقیہ سوتی کپڑے ہیں جو آپ نے جُونیہ کو بطور استحباب و تفضل متعہ دیئے تھے۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث کی عنوان پر دلالت نہیں ہے، کیونکہ عقدِ نکاح تو تھا نہیں جبکہ اُس نے اپنا نفس حضور کو ہبہ نہ کیا تھا اور نہ ہی طلاق بالمشافہ ہوئی تھی، کیونکہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم اس کے استعاذہ کرنے کے بعد تشریف لے آئے تھے اور ابو اُسید سے کہا تھا کہ اس کو اس کے اہل خانہ کے پاس پہنچا دو۔

اس کا جواب یہ ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم کے لئے جائز ہے کہ عورت کے ولی کی اجازت کے بغیر اپنے ساتھ نکاح فرمالیں اور آپ کا یہ ارشاد "هَبِیْ نَفْسَكِ"، مجھے اپنا نفس ہبہ کر دے یہ اس عورت کے دلی میلان کے لئے تھا اور جب ارشاد فرمایا کہ اپنے اہل خانہ کے پاس چلی جا تو مواجہتہ یعنی بالمشافہ طلاق پائی گئی اور اس کے بعد سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کا ابو اُسید کو ارشاد فرمانا کہ اس کو اس کے اہلِ خانہ کے پاس پہنچا دو منافی نہیں بلکہ اس کی تقویت کرتا ہے۔

قولہ فِیْ بَیْتٍ فِیْ نَخْلٍ"، بیت پر تنوین ہے اور بیت کو اُمیمہ کا مضاف کہنا غلط ہے۔ علامہ عینی نے ذکر کیا کہ اس عورت نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم کو پہچانا نہیں تھا۔ اس لئے وہ اس کے بعد اپنے آپ کو شقیہ کہا کرتی تھی۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ابن جوزی نے کہا سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کی کسی بیوی نے جونیہ سے کہا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم اپنے قریب آتے دیکھے تو کہنا اعوذ باللہ منک اس کا جواب یہ ہے نفس حدیث میں ہے کہ جونیہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کو پہچانا نہ تھا اور آپ کی اس طرف نظر خاطب کی تھی جو کوئی مخطوبہ کی طرف نظر کرتا ہے۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ دار قطنی نے اپنے سنن میں محمد بن عبد الرحمٰن بن ثوبان سے روایت کی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے جونیہ کا گھنڈ اُٹھایا تھا اور اس کو دیکھا تھا لہٰذا خلوت پائی گئی۔ مہر واجب ہو گیا اس سے دخول ہو یا نہ ہو۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ کپڑے بطور متعہ تھے جو اس مطلقہ کو دیئے جاتے ہیں جس سے جماع نہ کیا ہو۔

علامہ قسطلانی نے ابن سعد سے نقل کیا کہ ابو اُسید نے کہا مجھے حضور نے حکم دیا کہ میں جونیہ کو اس کے گھر چھوڑ آؤں جب میں اس کو لے کر اس کے اہلِ خانہ کے پاس پہنچا تو وہ چلّا چلّا کر رونے لگے اور

marfat.com

۴۹۲۱ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ ابْنُ اَبِي الْوَزِيْرِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَمْزَةَ عَنْ اَبِيْهِ وَعَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ بِهٰذَا

حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيٰى عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِي غَلَّابٍ يُوْنُسَ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ رَجُلٌ طَلَّقَ امْرَأَةً وَهِيَ حَائِضٌ قَالَ تَعْرِفُ ابْنَ عُمَرَ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَاَتٰى عُمَرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ فَاَمَرَهُ اَنْ يُرَاجِعَهَا فَاِذَا طَهُرَتْ فَاَرَادَ اَنْ يُطَلِّقَهَا فَلْيُطَلِّقْهَا قُلْتُ فَهَلْ عُدَّ ذٰلِكَ طَلَاقًا قَالَ اَرَاَيْتَ اِنْ عَجَزَ وَاسْتَحْمَقَ

کہا یہ عورت برکت والی نہیں ہے۔

۴۹۲۱ — ترجمہ : عبداللہ بن محمد نے بیان کیا کہ ہمیں ابراہیم بن ابی الوزیر نے خبر دی کہ ہمیں عبدالرحمٰن نے حمزہ سے اُس نے اپنے والد اور عباس بن سہل بن سعد سے اُنھوں نے اپنے والد سے یہ حدیث بیان کی۔

(یہ مذکور حدیث کا دوسرا اسناد ہے)

ترجمہ : ابوغلاب یونس بن جُبَیر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے عبداللہ بن عُمر رضی اللہ عنہما، سے کہا کوئی آدمی اپنی بیوی کو طلاق دے، حالانکہ وہ حیض کی حالت میں ہو۔ ابن عمر نے کہا عبداللہ بن عمر کو پہچانتے ہو؟ ابن عمر نے اپنی بیوی کو طلاق دی، حالانکہ وہ حائض تھی۔ عمر فاروق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے یہ ذکر کیا تو حضور نے حکم دیا کہ عبداللہ رجوع کرے جب وہ پاک ہو جائے اور وہ طلاق دینے کا ارادہ کرے تو اسے طلاق دیدے۔ میں نے کہا کیا اس کو طلاق شمار کیا جائے گا عبداللہ نے کہا مجھے خبر دو۔ اگر عبداللہ عاجز ہو گیا اور حماقت کی وجہ سے طلاق دے دی۔

marfat.com

بَابُ مَنْ اَجَازَ طَلَاقَ الثَّلٰثِ

لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْتَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ وَقَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ فِىْ مُرَيْضٍ طَلَّقَ لَا اَرٰى اَنْ تَرِثَ مَبْتُوْتَةٌ وَقَالَ الشَّعْبِىُّ تَرِثُهٗ فَقَالَ ابْنُ شُبْرُمَةَ تَزَوَّجُ اِذَا انْقَضَتِ الْعِدَّةُ قَالَ نَعَمْ قَالَ اَرَاَيْتَ اِنْ مَاتَ الزَّوْجُ الْاٰخَرُ فَرَجَعَ عَنْ ذٰلِكَ

۴۹۲۱ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس سے پہلی حدیث میں دو طہر شرط قرار دیئے اور اس حدیث میں صرف ایک طہر ذکر کیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ دو طہر محض اولویت اور افضلیت کے لئے ہیں ؛ ورنہ واجب صرف طہر کا حصول کافی ہے (کرمانی)

باب جس نے تین طلاق دینا جائز کہا

کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : طلاق دو بار تک ہے۔ پھر بھلائی کے ساتھ روک لینا ہے یا نکوئی کے ساتھ چھوڑ دینا ہے "

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے اس مریض کے بارے میں کہا جس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں۔ میں نہیں جانتا کہ اس کی طلاق پوری کرنے والی بیوی اس کی وارث ہو۔ شعبی نے کہا وہ وارث ہوگی۔ عبداللہ بن شبرمہ نے (شعبی سے) کہا کیا یہ عورت عدت کے بعد نکاح کر سکتی ہے۔ شعبی نے کہا جی ہاں نکاح کر سکتی ہے۔ ابن شبرمہ نے کہا آپ بتائیں جب دوسرا شوہر مرگیا تو اس کی وارث ہوگی ؟ یہ سن کر شعبی نے رجوع کر لیا۔

شرح : پہلے ہم باب کے عنوان کی وضاحت کرتے ہیں۔ شیعہ اور بعض ظاہری کہتے ہیں کہ جب کوئی ایک بار تین طلاقیں دے تو طلاق واقع نہیں ہوتی ؛ کیونکہ اس نے سنت کی مخالفت کی ہے۔ اشراف میں بعض مبتدعہ سے منقول ہے کہ جب تین طلاقیں

marfat.com

دے تو طلاق واقع نہیں ہوتی؛ کیونکہ اس نے سنت کی مخالفت کی ہے۔ اشراف میں بعض مبتدعہ سے منقول ہے کہ جب تین طلاقیں اکٹھی دے تو ایک طلاق واقع ہوگی ان کی دلیل یہ ہے کہ رکانہ بن عبد یزید نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دیں پھر سخت غمناک ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے پوچھا تم نے کیسے طلاق دی۔ رکانہ نے کہا ایک مجلس میں تین طلاقیں دی ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ایک ہی طلاق ہے اگر چاہتے ہو تو رجوع کر لو رکانہ نے رجوع کر لیا اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث ابن عباس سے مروی ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کا فتویٰ اس کے خلاف ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں۔ اور جب راوی اپنی روائت کے خلاف فتویٰ صادر کرے تو اس کے نزدیک روائت منسوخ ہوتی ہے۔ نیز ابو داؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے روائت کی کہ رُکانہ نے اپنی بیوی کو طلاق بتہ دی تھی تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قسم دی کہ اُس نے کیا ارادہ کیا تھا۔ رکانہ نے کہا یا رسُولَ اللہ بخدا میرا ارادہ ایک طلاق تھا اور بار بار کہا بخدا! میرا ارادہ ایک طلاق تھا تو حضور نے ان کی بیوی ان کی طرف واپس کر دی پھر رکانہ نے دوسری طلاق عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں دی اور تیسری طلاق عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں دی؛ چونکہ رکانہ نے طلاق بتہ دی تھی اور بتہ کنایاتِ طلاق سے ہے اس میں طلاق دینے والے کی نیت کا اعتبار ہے کہ اگر ایک طلاق کی نیت کرے تو ایک ہی طلاق ہوگی اور اگر دو کی نیت کرے تب بھی ایک ہی طلاق ہوگی اور اگر تین کی نیت کرے تو تین طلاقیں ہوں گی۔ جب رُکانہ نے قسم کھا کر کہا کہ اُس نے ایک طلاق کی نیت کی تھی تو یہ کہنا غلط ہُوا کہ اس نے ایک مجلس میں تین طلاقیں دی تھیں۔

ابو داؤد نے اس حدیث کو صحیح تر کہا ہے۔ ابو داؤد نے ابن مجاہد کے طریق سے صحیح سند کے ساتھ روائت کی کہ ابن مجاہد نے کہا میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس تھا کہ ایک آدمی آیا اور کہا اُس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی ہیں۔ یہ سُن کر پہلے ابن عباس خاموش رہے یہاں تک کہ میرا یہ گمان ہُوا کہ ابن عباس اس کی بیوی اس کو واپس کر دیں گے پھر فرمایا تم میں سے بعض لوگ حماقت پر سوار ہوتے ہیں پھر آ کر مجھے کہتے ہیں یا ابن عباس یا ابن عباس! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا "جو اللہ سے ڈرے وہ اس کے لئے کوئی راہ نکال دیتا ہے تُو اللہ سے نہیں ڈرا میں تیرے لئے کوئی راہ نہیں پاتا تُو نے اپنے رب کی نافرمانی کی ہے تیری بیوی تجھ سے بائن مغلظہ ہو گئی ہے۔ ایک دوسرے طریق سے ابن عباس سے مروی ہے کہ جو شخص ایک بار تین طلاقیں دے تینوں واقع ہو جاتی ہیں۔ مؤطا میں ہے کہ ایک شخص نے ابن عباس سے کہا میں نے اپنی بیوی کو سو طلاق دی ہے۔ آپ کا اس میں کیا فتویٰ ہے۔ ابن عباس نے کہا تین طلاقیں واقع ہو گئیں اور

marfat.com

۹۷ طلاقوں میں تو نے اللہ کی آیات سے استہزاء کیا۔

جمہور علماء تابعین اور اُن کے بعد تبع تابعین اوزاعی، نخعی، ثوری، ابوحنیفہ اور آپ کے تلامذہ امام مالک اور اُن کے تلامذہ امام شافعی اور اُن کے تلامذہ امام احمد اور اُن کے تلامذہ، اسحاق، ابوثور اور ابوعبید اور دیگر علماء کا یہ مذہب ہے کہ جو اپنی بیوی کو ایک ہی بار تین طلاقیں دے تینوں واقع ہوجاتی ہیں، لیکن گنہگار ہوگا۔ اُنھوں نے کہا جو اس مذہب کی مخالفت کرے وہ اہل سنت کے خلاف ہے۔ مسلم میں ابن عباس کی حدیث کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک، ابوبکر صدیق کے عہد اور دو سال عمر فاروق کے عہدِ خلافت میں تین طلاقیں ایک طلاق شمار ہوتی تھی۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا لوگوں نے ایک کام میں جلدی کرنی شروع کر دی ہے جس میں ان کو سہولت تھی اگر ہم یہ ان پر جاری کر دیں تو اچھا ہوگا اور ان پر جاری کر دیا،،

اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ شروع اسلام میں جب کوئی اپنی بیوی سے کہتا تجھے طلاق تجھے طلاق تجھے طلاق ہے اور تاکید کی نیت کی یا نئی طلاق کی نیت نہ کی تو ایک ہی طلاق کے وقوع کا حکم دیا جاتا تھا کیونکہ وہ دوسری بار سے نئی طلاق کا ارادہ نہ کرتے تھے تو غالب یہی ہوتا تھا کہ وہ دوسری اور تیسری بار سے پہلی طلاق کی تاکید کرتا تھا۔ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا اور لوگ یہ صیغہ بکثرت استعمال کرتے تھے اور دُوسری اور تیسری بار سے نئی طلاق کا ارادہ کرتے تھے تو عمر فاروق نے تین طلاقوں کا حکم جاری کر دیا بعض علماء نے اس حدیث کا مفہوم یہ بیان کیا کہ پہلے زمانہ میں لوگوں کی عادت تھی کہ وہ اس سے ایک طلاق واقع کرتے تھے پھر عمر فاروق کے زمانہ میں وہ ایک ہی بار تین طلاقیں واقع کرنے لگے تو عمر فاروق نے اسے نافذ کر دیا۔ اس تقدیر پر یہ لوگوں کی عادت کے اختلاف کی خبر ہے۔ ایک مسئلہ میں حکم کی تبدیلی نہیں۔

امام طحاوی نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے روائت کی کہ انہوں نے اس آدمی کے متعلق جو باکرہ کو تین طلاقیں دے۔ کہا وہ اس کے لئے حلال نہیں حتی کہ کسی اور شخص سے نکاح کرے۔

بہرکیف امام ابوحنیفہ، مالک، شافعی اور احمد بن حنبل اور ان کے ساتھیوں سب کا مذہب یہ ہے کہ بیک وقت تین طلاقیں دینے سے تینوں طلاقیں واقع ہوجاتی ہیں، لیکن احناف کہتے ہیں یہ بدعی طلاق ہے؛ چنانچہ دارقطنی نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ میں نے عرض کیا یا رسُولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر میں اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیتا تو کیا ہوتا حضور نے فرمایا اس وقت تو اپنے رب کی نافرمانی کرتا اور تیری بیوی تجھ پر حرام ہوجاتی۔ نیز طلاق میں تین کا عدد اس لئے رکھا گیا ہے کہ طلاق سے ندامت کے بعد تدارک ہوسکے کیونکہ اگر اس نے ایک طلاق دی اور بعد میں نادم ہُوا تو رجوع کرے اور اگر تین طلاقیں دیں تو نادم ہونے کا کوئی فائدہ نہ ہوگا اور فوت کردہ واپس نہ کرسکے گا۔

marfat.com

امام طحاوی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کا یہ جواب دیا کہ ابن عباس کی حدیث منسوخ ہے ؛ کیونکہ عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ نے اپنے عہد خلافت میں فرمایا :
اے لوگو ! طلاق کے بارے میں تمہیں مہلت تھی ۔ اب جس نے طلاق میں اللہ کی مہلت سے جلدی کی ہم اس کو طلاق لازم کر دیں گے ۔ اسے امام طحاوی نے صحیح اسناد سے روائت کیا اور ان صحابہ کرام سے خطاب کیا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں عجائتیے تھے کہ ایک طلاق شمار ہوتی تھی ۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا خطاب سُن کر تمام صحابہ کرام خاموش رہے کسی نے عمر فاروق کے فیصلہ کو مسترد نہ کیا تو یہ ان کا تین طلاقوں کے وقوع پر اجماع منعقد ہُوا جس نے پہلا حکم منسوخ کر دیا۔

سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں چند اشیاء کے معانی تھے ۔ صحابہ کرام نے آپ کے بعد ان معانی کا خلاف کیا جو پہلے حکم کا ناسخ ہُوا ؛ چنانچہ پہلے امہات الاولاد کی بیع کی جاتی تھی اور شراب میں کوڑوں کی حد مقرر نہ تھی ۔ صحابہ کرام نے امہات الاولاد کی بیع جرم قرار دیا اور شراب کی حد اسی (۸۰) کوڑے مقرر کی ۔

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ناسخ ہو سکتا ہے ؛ کیونکہ جب خبر مشہور سے نسخ جائز ہے تو صحابہ کے اجماع سے بطریق اولیٰ جائز ہے ؛ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ صحابہ کو کوئی نص ملا ہو جو پہلے حکم کا ناسخ ہو اور وہ ہم تک نہ پہنچا ہو ۔ علاوہ ازیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے طحاوی نے چند احادیث روائت کی ہیں جو ان کی روائت کی تنسیخ کرتی ہیں ؛ چنانچہ اعمش نے مالک بن حارث سے روائت کی کہ ایک آدمی ابن عباس کے پاس آیا اور کہا میرے چچا نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی ہیں ۔ ابن عباس نے فرمایا تیرے چچا نے اللہ کی نافرمانی کی ہے ۔ اور شیطان کی اطاعت کی ہے اس کے لئے اب کوئی راہ باقی نہیں ہے ۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا حق یہی ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کوئی شئ معلوم کی ہو پھر وہ منسوخ ہو گئی ہو ؛ کیونکہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی ایسی روائت نہیں کرتے جس کی وہ بعد میں مخالفت کریں معلوم ہُوا کہ ابن عباس کا پہلی روائت کے خلاف فیصلہ اس روائت کے منسوخ ہونے کی دلیل ہے ۔ واللہ ورسولہ اعلم !

لِقَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ

طلاق دو بار تک ہے ۔ پھر بھلائی کے ساتھ روک لینا یا نکوئی کے ساتھ چھوڑ دینا ہے ،،

marfat.com

اس آئت کریمہ سے استدلال اس طرح ہے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ طلاق دو بار ہے جب دو طلاقوں کو جمع کرنا جائز ہے تو تین کو بھی جمع کرنا جائز ہے۔ علامہ عینی نے کہا احسن یہ ہے کہ اَوْ تَسْرِیْحٌ بِاِحْسَانٍ ،، عام ہے ایک ہی دفعہ تینوں کو شامل ہے ابن ابی حاتم نے یونس بن عبد الاعلیٰ ابن وہب ،سفیان ثوری ، اسماعیل بن سمیع اور ابو زرین سے روائت کی کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسولَ اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! امساک بمعروف او تسریح باحسانٍ ،، کے متعلق ارشاد فرمائیں کہ تیسری طلاق کونسی ہے ۔ آپ نے فرمایا تسریح باحسان ہے یہ اسناد صحیح ہے لیکن مرسل ہے ۔ ابن مردویہ نے اپنے اسناد سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روائت ذکر کی کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسُولَ اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ! اللہ تعالیٰ نے طلاق دو بار ذکر کی ہے۔ تیسری کونسی طلاق ہے حضور نے فرمایا تیسری اِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِیْحٌ بِاِحْسَانٍ ،، ہے ۔

قَالَ ابْنُ زُبَیْرٍ فِیْ مَرِیْضٍ طَلَّقَ لَا اَرٰی اَنْ تَرِثَ مَبْتُوْتَتُهٗ

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا اس مریض کے متعلق جو اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے میں نہیں دیکھتا کہ وہ اس کی وارث ہو بتہ طلاق میں تین کی نیت ہو تو تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں اور تین طلاقوں کے بعد بیوی شوہر کے درمیان زوجیت کا علاقہ نہیں رہتا ۔

شعبی نے کہا جب مبتوتہ کی عدت پوری ہو جائے اور اس کا شوہر زندہ ہو تو اس کی وارث ہوگی ابن شبرمہ نے کہا اگر عدت پوری ہو جائے تو کیا وہ نکاح کر سکتی ہے ؟ شعبی نے کہا ہاں نکاح کر سکتی ہے ۔ ابن شبرمہ نے کہا مجھے خبر دیں اگر دوسرا شوہر بھی مر جائے تو اس کی وارث ہوگی ؟ اس طرح وہ دو شوہروں کی ایک ہی حالت میں وارث ہوگی ۔ شعبی نے یہ سُن کر رجوع کر لیا ۔

اس مسئلہ کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص نے مرض موت میں اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں تاکہ وہ اس کی وارث نہ ہو ابھی وہ زندہ تھا کہ عدت پوری گئی ۔ شعبی نے کہا وہ اس کی وارث ہوگی ۔ ابن شبرمہ نے کہا کیا وہ نکاح کر سکتی ہے ؟ جبکہ اس کی عدت پوری ہو جائے اور پہلا شوہر ابھی زندہ ہے ۔ شعبی نے کہا جی ہاں نکاح کر سکتی ہے ۔ ابن شبرمہ نے کہا اگر دُوسرا شوہر فوت ہو جائے تو اس کی بھی وارث ہوگی تو لازم آئے گا کہ ایک حالت میں دو خاوندوں کی وارث ہو ۔ یہ سُن کر شعبی نے اپنے قول سے رجوع کر لیا ۔ ،، ابن شبرمہ ،، کوفہ کے قاضی تھے تابعی ہیں ان کا نام عبداللہ ہے ۔ الحاصل امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس باب کے عنوان سے ظاہریوں ، روافض اور حجاج بن ارطاۃ کا رد کیا ہے ۔ جن کے نزدیک ایک دفعہ تین طلاقیں دینے سے طلاق ہی نہیں ہوتی یا ایک طلاق ہوتی ہے ۔

marfat.com

۴۹۲۲ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ سَهْلَ ابْنَ سَعْدِ السَّاعِدِيَّ اَخْبَرَهُ اَنَّ عُوَيْمِرَ الْعَجْلَانِيَّ جَآءَ اِلٰى عَاصِمِ بْنِ عَدِيٍّ الْاَنْصَارِيِّ فَقَالَ لَهُ يَا عَاصِمُ اَرَاَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَاَتِهٖ رَجُلًا اَيَقْتُلُهُ فَتَقْتُلُوْنَهٗ اَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ سَلْ لِيْ يَا عَاصِمُ عَنْ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَ عَاصِمٌ عَنْ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَرِهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسَآئِلَ وَعَابَهَا حَتّٰى كَبُرَ عَلٰى عَاصِمٍ مَا سَمِعَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَجَعَ عَاصِمٌ اِلٰى اَهْلِهٖ جَآءَ عُوَيْمِرٌ فَقَالَ يَا عَاصِمُ مَاذَا قَالَ لَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَاصِمٌ لَمْ تَاْتِنِيْ بِخَيْرٍ قَدْ كَرِهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسْاَلَةَ الَّتِيْ سَاَلْتُهٗ عَنْهَا قَالَ عُوَيْمِرٌ وَاللّٰهِ

۴۹۲۲ — ترجمہ : عُوَیمر عجلانی عاصم بن عدی انصاری کے پاس آئے تو اُن سے کہا اَے عاصم ایک مرد کی خبر دو جو اپنی بیوی کے ساتھ کسی مرد کو پائے۔ کیا اس کو قتل کر دے تو تم اسے قتل کر دو گے یا وہ کیا کرے اے عاصم اس کے متعلق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میرے لئے پوچھو عاصم نے اس کے متعلق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلاضرورت مسائل کو پسند نہ کرتے تھے اور ان کو معیوب جانتے تھے حتی کہ عاصم پر وہ چیز شاق گزری جو اُنھوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا تھا جب عاصم اپنے گھر واپس آئے تو عُوَیمر آگئے اور کہا اے عاصم! جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں کیا فرمایا ہے۔ عاصم نے کہا تو میرے پاس اچھی چیز نہیں لایا۔ جو تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال عرض کیا ہے۔ حضور نے اسے پسند نہیں فرمایا۔ عُوَیمر نے کہا بخدا! میں نہیں رکوں گا حتی کہ

marfat.com

لَوْ أَنْتَهِيْ حَتّٰى أَسْأَلَهٗ عَنْهَا فَأَقْبَلَ عُوَيْمِرٌ حَتّٰى أَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَطَ النَّاسِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهٖ رَجُلًا أَيَقْتُلُهٗ فَتَقْتُلُوْنَهٗ أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أُنْزِلَ فِيْكَ وَفِيْ صَاحِبَتِكَ فَاذْهَبْ فَأْتِ بِهَا قَالَ سَهْلٌ فَتَلَاعَنَا وَأَنَا مَعَ النَّاسِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا فَرَغَا قَالَ عُوَيْمِرٌ كَذَبْتُ عَلَيْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنْ أَمْسَكْتُهَا فَطَلَّقَهَا ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَأْمُرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَكَانَتْ تِلْكَ سُنَّةَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ۔

آپ سے اس کے متعلق پوچھوں گا۔ پس عُوَیمر (دربار رسالت میں) آئے جبکہ آپ لوگوں میں تشریف فرما تھے اور عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! ایک آدمی کی خبر دیں جو اپنی بیوی کے ساتھ کسی مرد کو دیکھے کیا اس کو قتل کر دے؟ تو آپ اس کو قتل کر دیں گے یا وہ کس طرح کرے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تیرے اور تیری بیوی کے بارے میں قرآن نازل کیا ہے جاؤ! اپنی بیوی کو لے کر آؤ! سہل نے کہا دونوں بیوی خاوند نے لعان کیا اور میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوگوں کے ساتھ تھا جب دونوں لعان سے فارغ ہوئے تو عویمر نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر میں اس کو اب روکوں تو میں نے اس پر جھوٹ بولا۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کرنے سے پہلے اس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں۔ ابن شہاب نے کہا یہ واقعہ متلاعنان کا طریقہ ہے۔

۴۹۲۲ —

شرح: اس حدیث سے امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصد یہ ہے کہ عویمر نے بیوی کو تین طلاقیں دیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو نافذ العمل کیا۔ معلوم ہوا کہ جو کوئی ایک دفعہ تین طلاقیں دے تینوں واقع ہو جاتی ہیں۔ حدیث ۴۴۲۹ کی شرح دیکھیں (تفسیر سورۂ نور)

marfat.com

۴۹۲۳ — حَدَّثَنَا سَعِيدُ ابْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِي عُرْوَةُ ابْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ عَائِشَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ امْرَأَةَ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيِّ جَاءَتْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ رِفَاعَةَ طَلَّقَنِي فَبَتَّ طَلَاقِي وَاِنِّي نَكَحْتُ بَعْدَهُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الزَّبِيْرِ الْقُرَظِيَّ وَاِنَّمَا مَعَهُ مِثْلُ الْهُدْبَةِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَلَّكِ تُرِيْدِيْنَ اَنْ تَرْجِعِي اِلٰى رِفَاعَةَ لَا حَتّٰى يَذُوْقَ عُسَيْلَتَكِ وَتَذُوْقِي عُسَيْلَتَهُ

۴۹۲۳ — ترجمہ: عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں خبر دی رفاعہ قرظی کی عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! رفاعہ نے مجھے طلاق دی ہے پس بتہ طلاق دی ہے (ایک بار تین طلاقیں دی ہیں) میں نے اس کے بعد عبدالرحمن ابن زبیر قرظی سے نکاح کیا۔ اس کے پاس صرف کپڑے کے پھندنے کی مانند ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شائد تو چاہتی ہے کہ رفاعہ کی طرف واپس چلی جائے تو اس کی طرف رجوع نہیں کر سکتی حتی کہ وہ تجھ سے لطف اندوز ہو اور تو اس کا مزہ چکھے

۴۹۲۳ — شرح: بَتَّ طَلَاقِي،، یعنی اس نے کلیتہً تعلق قطع کر دیا ہے یعنی اس کو ایک ہی دفعہ تین طلاقیں دیدی ہیں عُسَیلہ بمعنی جماع ہے۔ یعنی تو پہلے شوہر کی طرف واپس نہیں جا سکتی۔ جب تک دوسرا شوہر تجھ سے جماع نہ کرے۔ فقہاء نے اس جماع میں انزال شرط نہیں اگر التقاء ختانین ہو جائے تو کیا پہلے شوہر کے لئے حلال ہو جائے گی؛ کیونکہ التقاء ختان سے زنا کی صورت میں حدّ واجب ہوتی ہے۔ روزہ

marfat.com

۴۹۲۴ — حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَۃَ اَنَّ رَجُلًا طَلَّقَ امْرَاَتَہٗ ثَلٰثًا فَتَزَوَّجَتْ فَطَلَّقَ فَسُئِلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَتَحِلُّ لِلْاَوَّلِ قَالَ لَا حَتّٰی یَذُوْقَ عُسَیْلَتَھَا کَمَا ذَاقَ الْاَوَّلُ

بَابُ مَنْ خَیَّرَ نِسَآءَہٗ

وَقَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ اِنْ کُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَیٰوۃَ وَزِیْنَتَھَا فَتَعَالَیْنَ اُمَتِّعْکُنَّ وَاُسَرِّحْکُنَّ سَرَاحًا جَمِیْلًا

فاسد ہو جاتا ہے مہر پورا دینا پڑتا ہے اور زوجین محصن قرار پاتے ہیں اور حج فاسد ہو جاتا ہے اگر دوسرے شوہر سے اس شرط پر نکاح کیا کہ وہ پہلے کے لئے حلال ہو جائے تو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک دوسرا نکاح صحیح اور شرط باطل ہے اور وہ پہلے شوہر کے لئے حلال ہو جائیگی اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد "لَعَنَ اللّٰہُ الْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَہٗ" زجر و شہید پر محمول ہے۔ کذا قال الطحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ۔

۴۹۲۴ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک مرد نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں۔ اُس نے کسی اور شخص سے نکاح کیا اور اُس نے مجھے طلاق دے دی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کیا وہ پہلے شوہر کے لئے حلال ہو گئی فرمایا نہیں حتی کہ وہ اس سے جماع کرے جیسے پہلے شوہر نے جماع کیا تھا۔

۴۹۲۴ — شرح : اس حدیث سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ ہے کہ ایک دفعہ تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں، کیونکہ طلق امرءتہ ثلاثا کا متبادر معنی یہی ہے کہ ایک ہی بار تین طلاقیں دیں۔ ان روایات سے واضح ہوتا ہے کہ بیک وقت تین طلاقیں دینے سے تینوں واقع ہو جاتی ہیں اس طرح عنوان سے بھی مطابقت واضح ہے۔

marfat.com

۴۹۲۵ — حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْسَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَمَّا اُمِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَخْيِيْرِ اَزْوَاجِهٖ بَدَأَ بِيْ فَقَالَ اِنِّيْ ذَاكِرٌ لَّكِ اَمْرًا فَلَا عَلَيْكِ اَنْ لَّا تَعْجَلِيْ حَتّٰى تَسْتَامِرِيْ اَبَوَيْكِ قَالَتْ وَقَدْ عَلِمَ اَنَّ اَبَوَيَّ لَمْ يَكُوْنَا يَاْمُرَانِّيْ بِفِرَاقِهٖ قَالَتْ ثُمَّ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ قَالَ جَلَّ ثَنَآؤُهٗ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا اِلٰى قَوْلِهٖ اَجْرًا عَظِيْمًا قَالَتْ فَقُلْتُ فَفِيْ اَيِّ هٰذَا اَسْتَامِرُ اَبَوَيَّ فَاِنِّيْ اُرِيْدُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ قَالَتْ ثُمَّ فَعَلَ اَزْوَاجُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ مَا فَعَلْتُ

باب — جس نے اپنی بیوتوں کو اختیار دیا اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے میرے محبوب! اپنی بیویوں سے فرما دیجئے اگر تم دُنیا کی زندگی اور اس کی زینت چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں مُتعۂ طلاق دیتا ہوں اور تمہیں اچھی طرح چھوڑے دیتا ہوں۔

۴۹۲۵ — ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو اختیار دیا تو ہم نے اللہ اور اس کے رسُول کو اختیار کیا تو آپ نے اس

marfat.com

۴۹۲۶ — حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَیَّرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاخْتَرْنَا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَلَمْ یُعُدَّ ذٰلِكَ عَلَیْنَا شَیْئًا حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی عَنْ اِسْمٰعِیْلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَامِرٌ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ عَنِ الْخَیْرَةِ فَقَالَتْ خَیَّرَنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَفَكَانَ طَلَاقًا قَالَ مَسْرُوْقٌ لَا اُبَالِیْ خَیَّرْتُهَا وَاحِدَةً اَوْ مِائَةً بَعْدَ اَنْ تَخْتَارَنِیْ

اختیار کو کچھ بھی شمار نہ کیا (یعنی یہ تخییر طلاق نہ تھی)

ترجمہ : مسروق سے روایت ہے اُنھوں نے کہا میں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے تخییر کے متعلق دریافت کیا ام المؤمنین نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو اختیار دیا کیا وہ طلاق تھی؟ مسروق نے کہا میں پرواہ نہیں کرتا کہ میں اُس کو ایک بار یا سَو بار اختیار دوں جبکہ وہ مجھے اختیار کرلے۔

۴۹۲۶ —

شرح : یعنی مسروق نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ اگر شخص اپنی بیوی کو طلاق اور عدم طلاق میں اختیار دے کیا یہ اختیار دینا طلاق شمار ہوگا یا نہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اختیار دیا تھا اور وہ طلاق نہ تھی یعنی اختیار دینا طلاق نہ تھی اگرچہ سَو بار اختیار دے جبکہ عورت اپنے شوہر کو اختیار کرے۔ اسی لئے مسروق نے کہا کہ مجھے یہ پرواہ نہیں کہ میں اپنی بیوی کو ایک بار یا سو بار اختیار دوں اور وہ مجھے اختیار کرے تو طلاق واقع نہ ہوگی۔ ائمۃ الفتویٰ کا یہی قول ہے۔ عمر فاروق اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے کہا اگر وہ اپنے نفس کو اختیار کرے تو ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی۔ ان کا ایک قول یہ ہے کہ طلاق رجعی واقع ہوگی۔ اگر اپنے شوہر کو اختیار کیا تو کوئی شئ واقع نہ ہوگی۔ احناف کا مذہب یہ ہے کہ اگر اس نے اپنا نفس اختیار کر لیا اور شوہر نے طلاق کی نیت کی تھی تو طلاق بائنہ واقع ہوگی۔

marfat.com

بَابُ اِذَا قَالَ فَارَقْتُكِ اَوْ سَرَّحْتُكِ اَوِ الْخَلِيَّةُ
اَوِ الْبَرِيَّةُ اَوْمَا عُنِيَ بِهِ الطَّلَاقُ فَهُوَ عَلٰى نِيَّتِهِ

وَقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا وَّقَالَ وَاُسَرِّحْكُنَّ
سَرَاحًا جَمِيْلًا وَقَالَ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْتَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ
وَقَالَ اَوْفَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ وَّقَالَتْ عَائِشَةُ قَدْ عَلِمَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ اَبَوَيَّ لَمْ يَكُوْنَا يَاْمُرَانِّيْ بِفِرَاقِهِ

باب اگر اپنی بیوی کو کہے میں نے تجھے جُدا کر دیا یا تجھے چھوڑا یا کہے تو رہا کی ہُوئی ہے یا تو بیزار کی ہُوئی ہے" یا وہ الفاظ کہنے جس سے طلاق کا ارادہ کیا جا سکتا ہو تو وہ اس کی نیّت پر موقوف ہے!

شرح : یعنی اگر شوہر کہے فَارَقْتُكِ ،، سَرَّحْتُكِ یا کہے انت خَلِيَّةٌ یا کہے انت بَرِيَّةٌ یا جس لفظ سے طلاق مراد ہو یہ کنایاتِ طلاق ہیں اگر ان میں طلاق کی نیّت کرے تو طلاق ہوگی ورنہ طلاق واقع نہ ہوگی۔ یہ کنایات نکاح نہیں کیونکہ نکاح گواہوں کے بغیر جائز نہیں اور طلاق گواہوں کے بغیر واقع ہو جاتی ہے۔ اگر بیوی سے کہا اَنْتِ خَلِيَّةٌ یا کہا بَرِيَّةٌ ،، تو خالی ہے تو بَری ہے امام ابو حنیفہ اور سفیان ثوری نے کہا اس میں نیّت کا اعتبار ہے اگر ایک طلاق کی نیّت کی یا دو طلاقوں کی نیّت کی تو ایک بائنہ طلاق واقع ہوگی اور اگر تین طلاقوں کی نیّت کی تو تین واقع ہوں گی۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! سَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا الخ یعنی ان کو اچھی طرح چھوڑ دو اور فرمایا :

marfat.com

بَابُ مَنْ قَالَ لِامْرَأَتِهٖ اَنْتِ عَلَيَّ حَرَامٌ

قَالَ الْحَسَنُ نِيَّتُهٗ وَقَالَ اَهْلُ الْعِلْمِ اِذَا طَلَّقَ ثَلٰثًا فَقَدْ حَرُمَتْ عَلَيْهِ فَسَمَّوْهُ حَرَامًا بِالطَّلَاقِ وَالْفِرَاقِ وَلَيْسَ هٰذَا كَالَّذِيْ يُحَرِّمُ الطَّعَامَ لِاَنَّهٗ لَا يُقَالُ لِطَعَامِ الْحِلِّ حَرَامٌ وَيُقَالُ لِلْمُطَلَّقَةِ حَرَامٌ وَقَالَ فِي الطَّلَاقِ ثَلٰثٌ لَا تَحِلُّ لَهٗ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ وَقَالَ اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ كَانَ ابْنُ عُمَرَ اِذَا سُئِلَ عَمَّنْ طَلَّقَ ثَلٰثًا قَالَ لَوْ طَلَّقْتَ مَرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ فَاِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَنِيْ بِهٰذَا فَاِنْ طَلَّقَهَا ثَلٰثًا حَرُمَتْ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ

میں تمہیں اچھی طرح چھوڑتا ہوں اور فرمایا پس نیکوئی سے روک رکھے یا بھلائی کے ساتھ چھوڑ دے اور فرمایا یا ان کو نیکوئی سے جُدا کر دو! ام المؤمنین عائشہ نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے کہ میرے ماں باپ مجھے آپ سے جُدا ہونے کا مشورہ نہ دیں گے۔

شرح: امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے باب کے عنوان میں فارقتک، سرحتکِ الفاظ ذکر کئے تھے۔ اب اُن کے مطابق وہ آیات ذکر کرتے ہیں جن میں یہ الفاظ ہیں۔ سراح جمیل اور مفارقت سے مفارقت طلاق کے معنی سمجھے جاتے ہیں۔ اس لئے ان میں اگر نیتِ طلاق ہوگی تو طلاق بائنہ واقع ہوگی۔ ورنہ کوئی شئی واقع نہ ہوگی۔

باب جس نے اپنی بیوی سے کہا تو مجھ پر حرام ہے

حسن بصری نے کہا اگر بیوی سے کہے تو مجھ پر حرام ہے طلاق کے وقوع یا عدم وقوع میں اس کی نیت کا اعتبار ہے اور اہل علم نے کہا اگر تین طلاقیں دیں تو اس پر حرام ہوگئی۔ اُنھوں نے بیوی کو طلاق

marfat.com

اور جدائی کے باعث حرام کہا۔ یہ اس شخص کی طرح نہیں ہے جو اپنے لئے کھانا حرام کرتا ہے۔ کیونکہ حلال طعام کو حرام نہیں کہا جاتا اور مطلقہ کو حرام کہا جاتا ہے اور طلاق ثلاثہ میں شوہر کے لئے حلال نہیں حتیٰ کہ اس کے غیر سے نکاح کرے۔

لیث نے نافع سے روایت کی کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے جب اس شخص کے متعلق پوچھا گیا جو بیوی کو تین طلاقیں دے تو انھوں نے کہا اگر ایک یا دو طلاقیں دیتا تو بہتر ہوتا، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ حکم دیا تھا اور اگر اس کو تین طلاقیں دیں تو حرام ہوگئی حتیٰ کہ وہ تیرے غیر سے نکاح کرے۔

شرح : انتِ علیّ حرام ،، میں علمائے کرام کے کئی اقوال ہیں۔ امام ابوحنیفہ اور آپ کے اصحاب کہتے ہیں۔ اگر ایک طلاق کی نیت کی تو ایک بائنہ ہوگی۔ اگر تین کی نیت کی تو تین ہوں گی اور وہ مغلظہ ہو جائے گی اور اگر قسم کی نیت کی تو قسم ہوگی اس کا کفارہ دے گا اور اگر فرقت اور قسم کی نیت نہ کی تو جھوٹ ہوگا۔ ہاں اگر دو کی نیت کی تو بھی ایک ہی طلاق واقع ہوگی۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ اگر طلاق کی نیت نہ کی تو قسم ہوگی۔ اس کا کفارہ ادا کرے گا۔

قَالَ اھل العلم امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے باب کا عنوان ،، من قَالَ لامرئتہ انت علیّ حرام ،، ذکر کیا لیکن اس کا جواب ذکر نہ کیا اس لئے قَالَ اہل العلم ،، سے جواب کی طرف اشارہ کیا۔ یعنی تحریم حلال اپنے اطلاق پر نہیں کیونکہ جو کوئی بیوی کو تین طلاقیں دے وہ اس پر حرام ہو جاتی ہے۔

حرمت علیہ ،، کا یہی معنیٰ ہے۔ فقہا نے اس کا نام حرام بالطلاق رکھا ہے اور جس نے اپنے لئے طعام کھانا حرام کر دیا وہ اس پر حرام نہ ہوگا اور طلاق ثلاثہ کا حکم اور تحریم طعام کا حکم ایک نہیں کیونکہ تین طلاقوں سے بیوی حرام ہو جاتی ہے اور کھانا حرام کرنے سے حرام نہیں ہوتا۔ اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ،، اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ ،، یعنی دونوں مسئلوں میں فرق ہے اور تحریم مباح قسم ہے۔ امام بخاری نے اس سے ان لوگوں کا رد کیا جو ان میں فرق نہیں کرتے۔

قَالَ اللَّيْثُ الخ اس سے اہلِ علم (فقہا) کے کلام کی تائید کی کہ اگر بیوی کو تین طلاقیں دیں تو اس پر حرام ہو جائے گی۔ اس پر حرام کا اطلاق کیا۔ قَوْلُهٗ لَوْ طَلَّقْتَ مَرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ ،، اگر لَوْ شرط کے لئے ہے تو جواب محذوف ہے اور وہ لَكَانَ خَيْرًا لَّكَ ہے اگر تمنی کے لئے ہے تو جواب کی ضرورت نہیں یعنی افسوس کہ تو ایک یا دو طلاقیں دیتا۔ بعض نے کہا اگر لَوْ شرط کے لئے تو اس کا جواب ،، لَكَانَ لَكَ الرَّجْعَةُ ،، لیکن اس کا معنی اور لَكَانَ لَكَ خَيْرًا کا معنیٰ واحد ہے یہ اس لئے کہ اس وقت اس کی بہتری ہے اور رجوع کر سکتا ہے لیکن جب تین طلاقیں دیں تو رجوع نہیں ہو سکتا۔

marfat.com

۴۹۲۷ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا اَبُوْمُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ ابْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ طَلَّقَ رَجُلٌ اِمْرَأَتَهٗ فَتَزَوَّجَتْ زَوْجًا غَيْرَهٗ فَطَلَّقَهَا وَكَانَ مَعَهٗ مِثْلُ الْهُدْبَةِ فَلَمْ تَصِلْ مِنْهُ اِلٰى شَيْءٍ تُرِيْدُهٗ فَلَمْ يَلْبَثْ اَنْ طَلَّقَهَا فَاَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ زَوْجِيْ طَلَّقَنِيْ وَاِنِّيْ تَزَوَّجْتُ زَوْجًا غَيْرَهٗ فَدَخَلَ بِيْ وَلَمْ يَكُنْ مَعَهٗ اِلَّا مِثْلُ الْهُدْبَةِ فَلَمْ يَقْرَبْنِيْ اِلَّا هَنَّةً وَّاحِدَةً وَلَمْ يَصِلْ مِنِّيْ اِلٰى شَيْءٍ اَفَاَحِلُّ لِزَوْجِيَ الْاَوَّلِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَحِلِّيْنَ لِزَوْجِكِ الْاَوَّلِ حَتّٰى يَذُوْقَ الْاٰخَرُ عُسَيْلَتَكِ وَتَذُوْقِيْ عُسَيْلَتَهٗ

۴۹۲۷ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ایک آدمی نے اپنی بیوی کو طلاق دی تو اُس نے اس کے غیر سے نکاح کر لیا پھر اُس نے بھی طلاق دیدی اور اس کے ساتھ کپڑے کے پھندنے کی طرح تھا (نامرد تھا) اس سے کچھ نہ پاسکی جو اس کا ارادہ تھا وہ تھوڑی دیر نہ ٹھہری ہوگی۔ کہ اس کو طلاق دیدی۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ! میرے شوہر نے مجھے طلاق دے دی ہے اور میں نے اس کے غیر سے نکاح کیا وہ میرے پاس آیا جبکہ اس کے ساتھ کپڑے کے پھندنے کی طرح تھا اُس نے میرے ساتھ صرف ایک دفعہ وطی کی اور مجھ سے کچھ نہ پاسکا ہے کیا میں پہلے شوہر کے لئے حلال ہوں؟ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اپنے شوہر کے لئے حلال نہیں یہاں تک کہ وہ تجھ سے لطف اندوز ہو اور تو اس سے لطف اندوز ہو۔

marfat.com

بَابُ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰہُ لَکَ ۴۹۲۸ حَدَّثَنِیْ

۴۹۲۷ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت سے فرمایا نہ اُس نے تجھے تین طلاقیں دی ہیں تو اس کے لئے حلال نہیں ہے۔ آپ نے تین طلاقوں کے بعد حرام کا اطلاق کیا ہے پس وہ حرام بالطلاق ہے۔ نیز اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ ایک دفعہ تین طلاقیں دی جائیں تو عورت حرام مغلظہ ہو جاتی ہے۔ اور تحلیل کے بغیر پہلے شوہر سے نکاح نہیں کر سکتی۔ اِس عورت کا شوہر رفاعہ قرظی تھا اور دُوسرا شوہر عبدالرحمٰن بن زُبیر تھا۔ ابن تین نے کہا ھَنَۃٌ کے معنی یہ ہے کہ اُس نے صرف ایک بار جماع کیا ہے۔ خلیل نے کہا " ھَنَۃٌ " ایسی شئ سے کنایہ ہے جس کا نام لیتے شرم آتی ہے۔ اس عورت کا نام تمیمہ بنت وھب تھا۔

قولہ لم یَصِلْ مِنِّیْ اِلٰی شَیْءٍ " صاحبِ مصابیح نے کہا اس کے معنی یہ ہیں کہ اُس نے صرف ایک بار بھی جماع نہیں کیا اور الا ھنۃ واحدۃ " کے معنی یہ ہیں کہ اُس نے جماع کے ارادے سے میرے پاس آنے کا ارادہ ایک ہی بار کیا۔ ہاں اگر اس کا معنیٰ یہ ہو کہ اُس نے آلۂ تناسل نرم ہونے اور جماع پر قادر نہ ہونے کے باعث پوری طرح جماع نہیں کیا۔ لہٰذا فلم یقربنی الا ھنۃ واحدۃ اور لم یصل منی الی شئ میں مخالفت نہیں ہے یعنی ایک بار جماع کیا اور سیر نہ ہُوا ؛ کیونکہ وہ جماع پر قادر نہ تھا۔

باب تم اپنے اُوپر کیوں حرام کئے لیتے ہو وہ چیز جو اللہ نے تمہارے لئے حلال کی "

تفسیر : سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تشریف فرما ہُوئے وہ حضور کی اجازت سے اپنے والد عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لئے تشریف لے گئیں حضور نے ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کو سرفراز خدمت کیا۔ یہ ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا پر گراں گذرا حضور نے ان کی دلجوئی کے لئے فرمایا کہ میں نے ماریہ کو اپنے اُوپر حرام کر دیا ہے۔ اور میں تمہیں خوشخبری دیتا ہوں کہ میرے بعد امورِ امت کے مالک ابوبکر و عمر ہوں گے رضی اللہ عنہم وہ اس سے خوش ہو گئیں اور نہایت خوشی میں اُنھوں نے یہ تمام گفتگو ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو سُنائی اس پر یہ آیت کریمہ نازل

marfat.com

۴۹۲۹ — حَدَّثَنِی الْحَسَنُ بْنُ صَبَّاحٍ سَمِعَ الرَّبِیْعَ بْنَ نَافِعٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِیَةُ عَنْ یَحْیٰی بْنِ اَبِیْ کَثِیْرٍ عَنْ یَعْلَی ابْنِ حَکِیْمٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ اَنَّہٗ اَخْبَرَہٗ اَنَّہٗ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ یَقُوْلُ اِذَا حَرَّمَ امْرَأَتَہٗ لَیْسَ بِشَیْءٍ وَ قَالَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ

ہُوئی اور ارشاد فرمایا گیا کہ جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے حلال کی یعنی ماریہ قبطیہ آپ انہیں اپنے لئے کیوں حرام کرتے ہیں۔ اپنی بیبیوں حفصہ اور عائشہ رضی اللہ عنہما کی رضاجوئی کے لئے؟

اس آئت کے شانِ نزول میں ایک قول یہ ہے کہ جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ام المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لے جاتے تو وہ شہد پیش کرتیں۔ اس ذریعہ سے ان کے یہاں کچھ دیر تشریف فرما رہتے۔ یہ شئ ام المؤمنین عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہا کو ناگوار گزری اور انہیں رشک ہُوا اُنھوں نے باہم مشورہ کیا کہ جب حضور تشریف فرما ہوں تو عرض کیا جائے دہن مبارک سے مغافیر کی بُو آتی ہے اور مغافیر کی بُو حضور کو ناپسند تھی چنانچہ ایسا کیا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اِن کا منشا معلوم نہ تھا کہ مغافیر تو میرے قریب نہیں آیا زینب کے یہاں شہد میں نے پیا ہے۔ اس کو اپنے اُوپر حرام کرتا ہوں۔ مقصود یہ کہ ام المؤمنین زینب رضی اللہ عنہا کے یہاں شہد کا شُغل ہونے سے تمہاری دل شکنی ہوتی ہے تو ہم شہد ہی ترک فرما دیتے ہیں اس پر یہ آئت کریمہ نازل ہُوئی۔ اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ یہ آئت کریمہ تحریم ماریہ میں نازل ہُوئی۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول: لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ،، اسی اعتبار سے ہے

۴۹۲۸ — ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جو کوئی اپنی بیوی کو اپنے اُوپر حرام کرے اور کہے اَنْتِ عَلَیَّ حَرَامٌ،، یہ کوئی شئ نہیں تمہارے لئے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اسوۂ حسنہ ہے۔

۴۹۲۸ — شرح: یعنی یہ قول،، اَنْتِ عَلَیَّ حَرَامٌ،، کوئی شئ نہیں اس پر کوئی حکم مرتب نہیں ہوتا۔

(حدیث ۴۵۹۱ کی شرح دیکھیں۔ سورۂ تحریم)

marfat.com

۴۹۲۹ - حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ صَبَّاحٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ زَعَمَ عَطَاءٌ أَنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدَ بْنَ عُمَيْرٍ يَقُولُ سَمِعْتُ عَائِشَةَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَمْكُثُ عِنْدَ زَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ وَيَشْرَبُ عِنْدَهَا عَسَلًا فَتَوَاصَيْتُ أَنَا وَحَفْصَةُ إِنَ أَيَّتُنَا دَخَلَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْتَقُلْ إِنِّي أَجِدُ مِنْكَ رِيحَ مَغَافِيرَ أَكَلْتَ مَغَافِيرَ فَدَخَلَ عَلَى إِحْدَاهُمَا فَقَالَتْ لَهُ ذٰلِكَ فَقَالَ لَا بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ وَلَنْ أَعُودَ لَهُ فَنَزَلَتْ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ إِلَى إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللّٰهِ لِعَائِشَةَ وَحَفْصَةَ وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلَى بَعْضِ أَزْوَاجِهِ لِقَوْلِهِ بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ الْمَغَافِيرُ شَبِيهٌ بِالصَّمْغِ يَكُونُ فِي الرِّمْثِ فِيهِ حَلَاوَةٌ أَغْفَرَ الرِّمْثَ إِذَا ظَهَرَ فِيهِ وَاحِدُهَا مُغْفُورٌ وَيُقَالُ مَغَاثِيرَ

۴۹۲۹ — ترجمہ : عُبید بن عُمیر نے کہا میں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زینب بنت جحش کے پاس ٹھہرتے اور اُن کے پاس شہد پیتے تھے میں نے اور حفصہ نے مشورہ کیا کہ ہم میں سے جس کے پاس حضور تشریف لائیں۔ وہ کہے میں آپ سے مغافیر کی بُو پاتی ہوں چنانچہ دونوں میں سے ایک کے پاس تشریف لے گئے تو اُنھوں نے آپ سے یہ کہا آپ نے فرمایا ایسا نہیں بلکہ میں نے زینب بنت جحش کے پاس شہد پیا ہے اور آئندہ نہیں پیوں گا تو یہ آیت کریمہ : يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ إِنْ تَتُوبَا تک نازل ہوئی۔ یہ عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہما کے لئے فرمایا اور جب اپنی بیوی سے خفیہ گفتگو کی ؛ چنانچہ فرمایا : بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا ،،

marfat.com

۴۹۳۰ — حَدَّثَنَا فَرْوَةُ بْنُ اَبِی الْمَغْرَآءِ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِیُّ ابْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ الْعَسَلَ اَوِ الْحَلْوَآءَ وَكَانَ اِذَا انْصَرَفَ مِنَ الْعَصْرِ دَخَلَ عَلٰى نِسَآئِهٖ فَيَدْنُوْ مِنْ اِحْدٰهُنَّ فَدَخَلَ عَلٰى حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ فَاحْتَبَسَ اَكْثَرَ مَا كَانَ يَحْتَبِسُ فَغِرْتُ فَسَاَلْتُ عَنْ ذٰلِكَ فَقِيْلَ لِیْ اَهْدَتْ لَهَا امْرَاَةٌ مِنْ قَوْمِهَا عُكَّةً مِنْ عَسَلٍ فَسَقَتِ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُ شَرْبَةً فَقُلْتُ اَمَا وَاللّٰهِ لَنَحْتَالَنَّ لَهٗ فَقُلْتُ لِسَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ اِنَّهٗ سَيَدْنُوْ مِنْكِ فَاِذَا دَنَا مِنْكِ فَقُوْلِیْ اَكَلْتَ مَغَافِيْرَ فَاِنَّهٗ سَيَقُوْلُ لَكِ لَا فَقُوْلِیْ لَهٗ مَا هٰذِهِ الرِّيْحُ الَّتِیْ اَجِدُ فَاِنَّهٗ سَيَقُوْلُ لَكِ سَقَتْنِیْ

۴۹۲۹ — شرح : مغافیر مُغْفُوْر بضم المیم کی جمع ہے۔ اس کی خوشبو اچھی نہیں ہوتی۔ کرمانی نے کہا مُغفور بضم المیم بہت کم آتا ہے۔ بعض نے کہا یہ مغفاء کی جمع ہے اور وہ گوند کی قسم ہے جو بعض درختوں سے نکالی جاتی ہے۔ اور پانی سے ملا کر پی جاتی ہے۔ اس کی بُو ناپسند ہوتی ہے۔ امام بخاری نے کہا مغافیر گوند کے مشابہ ہے۔ اس میں قدرے شیرینی ہوتی ہے۔

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ

۴۹۳۰ — علیہ وسلم شہد اور میٹھی شئی کو بہت پسند فرماتے تھے اور جب عصر کی نماز سے فارغ ہوتے تو اپنی بیبیوں کے پاس تشریف لے جاتے اور اُن میں سے کسی ایک کے قریب تشریف فرما ہوتے حضور حفصہ بنت عمر کے پاس تشریف لے گئے اور اُن کے پاس معمول کی نسبت زیادہ ٹھہرے مجھے غیرت آئی تو میں نے اس کے متعلق پوچھا تو مجھے کہا گیا انہیں ان کی قوم سے کسی نے شہد کی چھوٹی سی مشک بھیجی ہے۔ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے کچھ پلایا ہے۔ میں نے کہا بخدا! میں آپ کے لئے کوئی حیلہ کرتی ہوں تو میں نے سودہ بنتِ زمعہ سے کہا کہ حضور عنقریب تمہارے پاس تشریف لائیں گے جب تمہارے

marfat.com

حَفْصَةُ شَرْبَةَ عَسَلٍ فَقُوْلِيْ لَهٗ جَرَسَتْ نَحْلُهُ الْعُرْفَطَ وَسَاَقُوْلُ ذٰلِكَ وَقُوْلِيْ اَنْتِ يَا صَفِيَّةُ ذٰلِكَ قَالَتْ تَقُوْلُ سَوْدَةُ فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ اِلَّا اَنْ قَامَ عَلَى الْبَابِ فَاَرَدْتُ اَنْ اُنَادِيَهٗ بِمَا اَمَرْتِنِيْ فَرَقًا مِنْكِ فَلَمَّا دَنَا مِنْهَا قَالَتْ لَهٗ سَوْدَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَكَلْتَ مَغَافِيْرَ قَالَ لَا قَالَتْ فَمَا هٰذِهِ الرِّيْحُ الَّتِيْ اَجِدُ مِنْكَ قَالَ سَقَتْنِيْ حَفْصَةُ شَرْبَةَ عَسَلٍ فَقَالَتْ جَرَسَتْ نَحْلُهُ الْعُرْفَطَ فَلَمَّا دَارَ اِلَيَّ قُلْتُ لَهٗ نَحْوَ ذٰلِكَ فَلَمَّا دَارَ اِلٰى صَفِيَّةَ قَالَتْ لَهٗ مِثْلَ ذٰلِكَ فَلَمَّا دَارَ اِلٰى حَفْصَةَ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا اَسْقِيْكَ مِنْهُ قَالَ لَا حَاجَةَ لِيْ فِيْهِ قَالَتْ تَقُوْلُ سَوْدَةُ وَاللّٰهِ لَقَدْ حَرَمْنَاهُ قُلْتُ لَهَا اُسْكُتِيْ

قریب آئیں تو کہو آپ نے مغافیر کھایا ہے؟ تو آپ فرمائیں گے نہیں پھر آپ سے عرض کرو یہ بُو کیسی ہے جو میں آپ سے پاتی ہوں تو آپ فرمائیں گے مجھے حفصہ نے کچھ شہد پلایا ہے تو آپ سے عرض کرو کہ شائد مکھی نے عرفط کا رس چوسا ہوگا۔ میں بھی آپ سے یہی عرض کروں گی۔ اے صفیہ تم نے بھی یہی کہنا ہوگا۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا سودہ کہتی تھیں بخدا! ابھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دروازے پر ہی قدم مبارک رکھا تھا تو میں نے چاہا کہ میں تمہارے ڈر سے آپ سے وہ عرض کر دوں جو مجھے تم نے کہا تھا پس جب اُن کے قریب ہوئے تو سودہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مغافیر کھایا ہے فرمایا نہیں۔ سودہ نے کہا یہ بُو کیسی ہے جو میں آپ سے پاتی ہوں؟ فرمایا مجھے حفصہ نے تھوڑا سا شہد پلایا ہے۔ سودہ نے کہا شہد کی مکھی نے عرفط چوسا ہوگا۔ جب میرے پاس تشریف لائے تو میں نے بھی اسی طرح عرض کیا جب صفیہ کے پاس تشریف لے گئے تو اُنھوں نے بھی اسی طرح عرض کیا پھر جب حفصہ کے گھر تشریف لے گئے تو اُنھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا میں آپ کو اس شہد سے نہ پلاؤں؟ فرمایا مجھے اس کی حاجت نہیں۔ اُنھوں نے کہا سودہ کہتی ہیں بخدا! ہم نے اس کو حرام کر دیا ہے۔ میں نے اس سے کہا خاموش رہو۔

marfat.com

۴۹۳۰ — شرح : عُبید بن عمیر کی حدیث اور اس حدیث میں بظاہر مخالفت ہے کیونکہ عُبید بن عُمیر کی حدیث میں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین زینب رضی اللہ عنہا کے گھر میں شہد پیا تھا اور ام المؤمنین عائشہ اور حفصہ نے اس قول میں اتفاق کیا تھا اور اس وقت تحریم کی آئت کریمہ نازل ہُوئی تھی اور فروہ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے ام المؤمنین حفصہ کے ہاں سے شہد پیا تھا۔ اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے سودہ سے اتفاق کیا کہ جس کے قریب حضور تشریف لائیں وہ عرض کرے کہ آپ سے مغافیر کی بُو آتی ہے کیا آپ نے مغافیر کھایا ہے؟ علامہ کرمانی نے کہا اس کے بغیر چارہ نہیں کہ کہا جائے یہ دونوں واقعہ علیحدہ علیحدہ وقوع پذیر ہُوئے ہیں۔ اس طرح اِن میں مخالفت نہیں رہتی؛ لیکن یہ بات ظاہر غیر مخفی ہے کہ تعدد کی تقدیر پر ظاہر ہے کہ یہ دونوں واقعات آگے پیچھے ہُوئے ہیں۔ ہم فرض کرتے ہیں کہ ام المؤمنین زینب رضی اللہ عنہا کا واقعہ پہلے ہُوا تھا اور مذکور آئت کریمہ بھی پہلے واقعہ میں نازل ہُوئی تھی۔ اور ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے واقعہ میں بھی اس آئت کریمہ کا مضمون ہے۔ لہٰذا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ یہ کہا جائے کہ حضرت نے دوسرے وقت اس کے خلاف عمل کیا اور حلال کو حرام کیا اور یہ آئت نازل ہُوئی۔ علامہ قسطلانی نے کہا کہ ان دونوں حدیثوں میں موافقت کی یہ صورت ہے کہ عبید بن عُمیر کی حدیث زیادہ مضبوط ہے؛ کیونکہ ابن عباس رضی اللہ عنہا اس کے موافق ہیں جبکہ متظاہرین عائشہ اور حفصہ ہیں اگر حفصہ کے پاس شہد پیا ہوتا تو وہ مظاہرہ میں ام المؤمنین عائشہ کے ساتھ نہ ہوتیں اور راجح بھی یہی ہے کہ ام المؤمنین زینب رضی اللہ عنہا کے گھر حضور نے شہد پیا تھا۔ سودہ کے گھر نہیں پیا تھا۔ کیونکہ عبید بن عُمیر کا اسناد ابن ابی ملیکہ کے اسناد سے قوی تر اور اثبت ہے اور کتاب الٰہیہ کی حدیث بھی اس کی تائید کرتی ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج مطہرات کی دو جماعتیں تھیں ایک میں امہات المؤمنین عائشہ، سودہ، حفصہ اور صفیہ تھیں اور دُوسری جماعت زینب بنت جحش، ام سلمہ اور باقی امہات المؤمنین پر مشتمل تھی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہن اسی لئے ام المؤمنین عائشہ کو اُن پر رشک آیا کیونکہ وہ ان کی جماعت میں نہ تھیں۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا عبید بن عمیر کی روائت ظاہر قرآن کے موافق ہے؛ کیونکہ قرآن کریم میں ہے : وَاِنْ تَظَاهَرَا عَلَيْهِ اور وہ صرف دو ہی ہیں زیادہ نہیں اور سُدّی کی تفسیر میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر شہد پیا تھا لیکن یہ روائت مرجوح ہے۔ علامہ کرمانی نے کہا یہ کیسے ہوسکتا کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیاں حیلہ سازی کریں اس کا جواب یہ ہے کہ یہ عورتوں کی طبعی غیرت کا مقتضیٰ ہے جس میں وہ مجبور ہوتی ہیں۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم ام المؤمنین سودہ رضی اللہ عنہا کے گھر کیسے تشریف فرما ہُوئے؛ حالانکہ اُنھوں نے اپنی باری ام المؤمنین عائشہ کو ہبہ کردی تھی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ صرف عادۃً آنا جانا ہوتا تھا اس کا باری سے تعلق نہیں یا ہوسکتا ہے کہ یہ واقعہ باری ہبہ کرنے سے پہلے کا ہو اس حدیث میں فوائد ہیں جنہیں علامہ نے ذکر کیا ہے اوّل یہ کہ غیرت عورتوں میں طبعی چیز ہے اور اس کی وجہ

marfat.com

بَابٌ لَا طَلَاقَ قَبْلَ النِّكَاحِ

وَقَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا فَمَتِّعُوْهُنَّ وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ جَعَلَ اللّٰهُ الطَّلَاقَ بَعْدَ النِّكَاحِ وَيُرْوٰى فِيْ ذٰلِكَ عَنْ عَلِيٍّ وَسَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَعُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ وَاَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَعُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ وَاَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ وَعَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ وَشُرَيْحٍ وَّسَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَالْقَاسِمِ وَسَالِمٍ وَّطَاؤُسٍ وَالْحَسَنِ وَعِكْرِمَةَ وَعَطَآءٍ وَعَامِرِ بْنِ سَعْدٍ وَجَابِرِ بْنِ زَيْدٍ وَنَافِعِ ابْنِ جُبَيْرٍ وَمُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ وَّسُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ وَّمُجَاهِدٍ وَبْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَعُمَرَ بْنِ هَرِمٍ وَالشَّعْبِيِّ اَنَّهَا لَا تُطَلَّقُ

سے حیلہ سازی ہوئی۔ دوم ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا حضور کے نزدیک اعلیٰ مرتبہ ہے۔ حتیٰ کہ ان کی ہوکنیں اُن سے خائف تھیں۔ سوم عورتوں کی باری کی تقسیم کا تعلق رات سے ہے۔ دن میں سب سے مل سکتے ہیں بشرطیکہ جماع اسی بیوی سے ہو جس کی باری ہو۔ چہارم یہ کہ ادب کا تقاضا یہ ہے کہ جس شئی کے ذکر کرنے میں شرم محسوس ہو وہاں کنایات کے الفاظ استعمال کئے جائیں جیسے اس حدیث میں ہے کہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم دن میں ہر ایک بیوی کے قریب تشریف فرما ہوتے اس سے مراد بوس وکنار ہے محض قریب جانا ہی مراد نہیں۔ پنجم اس میں ہر میٹھی شئی اور شہد کی فضیلت ہے کیونکہ اِن سے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو محبت تھی۔ ششم یہ کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم میں انتہائی صبر اور حِلم تھا اور آپ بہت کریم تھے صلی اللہ علیہ وسلم!

باب نکاح کرنے سے پہلے طلاق نہیں

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے ایمان والو! جب تم مؤمن عورتوں سے نکاح

marfat.com

کرو پھر ان کو مس کرنے سے پہلے طلاق دے دو تو تمہاری ان پر عدت نہیں جس کو تم شمار کرو پس ان کو کچھ سامان دو اور ان کو اچھی طرح چھوڑ دو"

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے طلاق کو نکاح کے بعد کیا ہے اس کے متعلق حضرت علی رضی اللہ عنہ، سعید بن مسیب، عروہ بن زبیر، ابی بکر ابن عبدالرحمٰن، عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ، ابان بن عثمان، علی بن حسین، شریح سعید بن جُبَیر، قاسم، سالم، طاؤس، حسن بصری، عِکرِمَہ، عطاء، عامر بن سعد جابر بن زید، نافع بن جُبَیر، محمد بن کعب، سلیمان بن یسار، مجاہد، قاسم بن عبدالرحمٰن، عمرو بن ہَرِم اور شعبی سے روائت کی گئی ہے کہ عورت کو نکاح سے پہلے طلاق نہیں دی جاتی"

شرح : علامہ کرمانی نے کہا اس عنوان سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی غرض یہ ہے کہ یہ بیان کریں کہ نکاح سے پہلے طلاق نہیں اور حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ نکاح سے پہلے طلاق صحیح ہے۔ امام نے احناف کا ردّ کیا ہے۔

ان چوبیس فقہاء افاضل کے ذکر کرنے سے مقصد یہ ہے کہ قریب تھا کہ نکاح سے پہلے طلاق نہ ہونے پر اجماع ہو جاتا۔ یہ تمام حضرات علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سوا تابعی ہیں۔ البتہ ابن ہَرِم تبع تابعی ہے۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا حنفیہ کا یہ مذہب نہیں کہ وجودِ نکاح سے پہلے طلاق ہو سکتی ہے اور نہ ہی یہ کسی کا مذہب ہے۔ کرمانی اور جنہوں نے کرمانی کی موافقت کی ان پر تعجُّب ہے کہ اُنھوں نے ایسا کلام کیسے کیا پھر بلاوجہ ردّ کیا احناف تو مسئلہ تعلیق سے استدلال کرتے ہیں کہ اگر کسی آدمی نے اجنبیہ عورت سے کہا اگر میں تیرے ساتھ نکاح کروں تو تجھے طلاق ہے جب اس سے نکاح کرے گا احناف کے نزدیک طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ شافعیہ کے نزدیک طلاق واقع نہیں ہوتی۔ ان کی دلیل یہ حدیث ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا ابن آدم مالک نہیں اس میں نذر ماننا صحیح نہیں اور جس عورت کا مالک نہیں اس کو طلاق دینا صحیح نہیں اور جس شئ کا مالک نہیں اس کی بیع نہیں کر سکتا (ابن ماجہ) حنفیہ کہتے ہیں یہ شرط کے ساتھ معلق ہے اور وہ قسم ہے جس کی صحت محل کی ملکیت پر موقوف نہیں اور شرط کے موجود ہونے کے بعد

marfat.com

بَابُ اِذَا قَالَ لِاِمْرَأَةٍ وَهُوَ مُكْرَهٌ هٰذِهٖ اُخْتِیْ فَلَا شَیْءَ عَلَیْهِ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِبْرَاهِیْمُ لِسَارَةَ هٰذِهٖ اُخْتِیْ وَذٰلِكَ فِیْ ذَاتِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ

طلاق واقع ہو جائے گی تو یہ طلاق وجودِ نکاح کے بعد ہے اسے یہ ہرگز نہیں کہا جاتا کہ یہ نکاح سے پہلے طلاق ہے۔ نکاح سے پہلے طلاق تو یہ ہے کہ کسی اجنبیہ عورت سے کہے تجھے طلاق ہے۔ یہ لغو کلام ہے اس کو طلاق قبل وجود نکاح کہا جاتا ہے اور مذکور حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ نکاح کے وجود سے پہلے بالفعل طلاق نہیں اور اگر طلاق کو نکاح سے معلق کر دیا جائے تو اس صورت میں جب نکاح ہوگا تو طلاق واقع ہو گی۔ تنجیز اور تعلیق میں فرق واضح ہے، کیونکہ معلق طلاق میں تعلیق کے وجود کے بعد طلاق ہوتی ہے۔ تو یہ طلاق نکاح کے بعد ہے اور تنجیز میں بالفعل طلاق ہوتی ہے اور اجنبیہ عورت کو بالفعل طلاق دینا جائز نہیں اور نہ ہی یہ کسی کا مذہب ہے۔

باب اگر کوئی جبر کی حالت میں اپنی بیوی سے کہے یہ میری بہن ہے تو اس سے کچھ نہیں ہوتا

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سارہ سے کہا یہ میری بہن ہے اور یہ اللہ کی رضا کے لئے تھا "

سارہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چچا ہاران کی بیٹی اور لوط علیہ السلام کی ہمشیرہ تھیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اُن کے متعلق فرمایا تھا یہ میری بہن ہے۔ یہ واقعہ اس طرح ہے کہ شام میں قحط پڑا تو ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی بیوی سارہ اُمِّ اسحاق علیہ السلام کو اور لوط علیہ السلام کو ساتھ لے کر مصر کی طرف تشریف لے گئے وہاں وہ فرعون تھا جو سب سے پہلے فرعون ہوا ہے اس کی عمر بہت لمبی تھی۔ سارہ بہت خوبصورت خاتون تھیں انہیں ایک شخص نے دیکھا تو فرعون سے ان کے حسن و جمال کا ذکر کیا فرعون نے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیغام بھیجا کہ یہ عورت کون ہے جو تمہارے

marfat.com

بَابُ الطَّلَاقِ فِي الْاِغْلَاقِ وَالْكُرْهِ وَالسَّكْرَانِ وَالْمَجْنُوْنِ وَاَمْرُهُمَا وَالْغَلَطِ وَالنِّسْيَانِ فِي الطَّلَاقِ وَالشِّرْكِ وَغَيْرِهٖ لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْاَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ وَلِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوٰى وَقَالَ الشَّعْبِيُّ لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا وَمَا لَا يَجُوْزُ مِنْ اِقْرَارِ الْمُوَسْوِسِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلَّذِيْ اَقَرَّ عَلٰى

ساتھ ہے۔ آپ نے فرمایا یہ میری بہن ہے؛ کیونکہ ابراہیم علیہ السلام کو ڈر تھا کہ اگر انھوں نے یہ فرمایا کہ میری بیوی ہے تو وہ قتل کر دے گا جب سارہ فرعون کے پاس تشریف لے گئیں تو اس نے سارہ کی طرف ہاتھ بڑھایا تو وہ سینے تک خشک ہوگیا۔ فرعون نے کہا اپنے رب سے دعاء کرو کہ ہاتھ صحیح ہوجائے۔ سارہ نے فرمایا اے اللہ اگر یہ سچا ہے تو اس کا ہاتھ درست کر دے۔ بعض نے کہا اس طرح کئی بار کیا جب کوئی چارہ کارگر نہ ہوا تو انہیں ایک لونڈی ہاجرہ دے کر ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف واپس بھیج دیا۔ ہاجرہ رضی اللہ عنہا قبطیہ لونڈی تھیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کی رضا کے لئے فرمایا تھا کہ سارہ میری بہن ہے؛ کیونکہ وہ آپ کی اسلامی بہن تھیں۔ حضرت ابراہیم، حضرت لوط اور حضرت سارہ کے سوا اس وقت کوئی مسلمان نہ تھا اور ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جبر کی حالت میں کہا تھا؛ کیونکہ یہ ڈر تھا کہ اگر فرعون کے حکم کی مخالفت کی تو وہ قتل کر دے گا؛ کیونکہ وہ تھوڑی سی مخالفت پر قتل کر دیتا تھا۔ لہٰذا ابراہیم علیہ السلام بہن کہنے میں مجبور تھے۔

باب اکراہ میں طلاق کا حکم، مُکرہ، نشہ کرنے والا اور مجنون کا حکم اور ان دونوں کا امر، طلاق میں غلطی اور نسیان کا حکم اور شرک وغیرہ کا حکم

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عمل کا مدار نیت پر ہے اور ہر انسان کے لئے

marfat.com

نَفْسِہٖ اَبِكَ جُنُوْنٌ وَقَالَ عَلِيٌّ بَقَرَ حَمْزَةُ خَوَاصِرَ شَارِفَيَّ فَطَفِقَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلُوْمُ حَمْزَةَ فَاِذَا حَمْزَةُ قَدْ ثَمِلَ مُحَمَّرَةً
عَيْنَاهُ ثُمَّ قَالَ حَمْزَةُ وَهَلْ اَنْتُمْ اِلَّا عَبِيْدٌ لِاَبِيْ فَعَرَفَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَدْ ثَمِلَ فَخَرَجَ وَخَرَجْنَا مَعَهٗ وَقَالَ
عُثْمَانُ لَيْسَ لِمَجْنُوْنٍ وَلَا لِسَكْرَانَ طَلَاقٌ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ
طَلَاقُ السَّكْرَانِ وَالْمُسْتَكْرَهِ لَيْسَ بِجَائِزٍ وَقَالَ عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ
لَا يَجُوْزُ طَلَاقُ الْمُوَسْوِسِ وَقَالَ عَطَاءٌ اِذَا بَدَأَ بِالطَّلَاقِ فَلَهٗ
شَرْطُهٗ وَقَالَ نَافِعٌ طَلَّقَ رَجُلٌ اِمْرَأَتَهُ الْبَتَّةَ اِنْ خَرَجَتْ
فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ اِنْ خَرَجَتْ فَقَدْ بُتَّتْ مِنْهُ وَاِنْ لَمْ تَخْرُجْ فَلَيْسَ
بِشَيْءٍ وَقَالَ الزُّهْرِيُّ فِيْمَنْ قَالَ اِنْ لَمْ اَفْعَلْ كَذَا وَكَذَا فَامْرَاَتِيْ
طَالِقٌ ثَلٰثًا يُسْاَلُ عَمَّا قَالَ وَعَقَدَ عَلَيْهِ قَلْبُهٗ حِيْنَ حَلَفَ بِتِلْكَ
الْيَمِيْنِ فَاِنْ سَمّٰى اَجَلًا اَرَادَهٗ وَعَقَدَ عَلَيْهِ قَلْبُهٗ حِيْنَ حَلَفَ جُعِلَ

وہی ہے جو وہ نیت کرے "

شرح

: اس باب میں اغلاق میں طلاق کا حکم اور دیگر احکام بیان کریں گے۔
اغلاق بمعنی اکراہ ہے یعنی زبردستی طلاق لینا گویا کہ مُکرَہ پر دروازہ بند کر دیا جاتا ہے اور اس پر تنگی اور سختی کی جاتی ہے تاکہ وہ طلاق دے۔ بعض نے اغلاق بمعنی غضب کہا ہے لیکن یہ صحیح نہیں کیونکہ اکثر لوگ غیظ و غضب میں طلاق دیتے ہیں۔ اگر غصہ میں دی ہوئی طلاق واقع نہ ہو تو وہ کہہ سکتا ہے میں نے غصہ میں طلاق دی تھی۔ بیہقی نے کہا اِغلاق اور غلق دونوں طرح مروی ہے۔
ابن بطال نے کہا جب مُکرہ پر زبردستی کی جائے اور اس کو طلاق پر سختی سے مجبور کیا جائے تو اس کی

marfat.com

ذٰلِكَ فِىْ دِيْنِهٖ وَاَمَانَتِهٖ وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ اِنْ قَالَ لَاحَاجَةَ لِىْ فِيْكِ نِيَّتُهٗ وَطَلَاقُ كُلِّ قَوْمٍ بِلِسَانِهِمْ وَقَالَ قَتَادَةُ اِذَا قَالَ اِذَا حَمَلْتِ فَاَنْتِ طَالِقٌ ثَلٰثًا يَغْشَاهَا عِنْدَ كُلِّ طُهْرٍ مَرَّةً فَاِنِ اسْتَبَانَ حَمْلُهَا فَقَدْ بَانَتْ وَقَالَ الْحَسَنُ اِذَا قَالَ الْحَقِىْ بِاَهْلِكِ نِيَّتُهٗ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الطَّلَاقُ عَنْ وَطَرٍ وَالْعَتَاقُ مَا اُرِيْدَ بِهٖ وَجْهُ اللّٰهِ وَقَالَ الزُّهْرِىُّ اِنْ قَالَ مَا اَنْتِ بِامْرَاَتِىْ نِيَّتُهٗ وَاِنْ نَوٰى طَلَاقًا فَهُوَ مَا نَوٰى وَقَالَ عَلِىٌّ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ الْقَلَمَ رُفِعَ عَنْ ثَلٰثٍ عَنِ الْمَجْنُوْنِ حَتّٰى يُفِيْقَ وَعَنِ الصَّبِىِّ حَتّٰى يُدْرِكَ وَعَنِ النَّائِمِ حَتّٰى يَسْتَيْقِظَ وَقَالَ عَلِىٌّ وَكُلُّ الطَّلَاقِ جَائِزٌ اِلَّا طَلَاقَ الْمَعْتُوْهِ

طلاق واقع نہ ہوگی۔ گویا اس نے طلاق دی ہی نہیں۔ مصنف ابن ابی شیبہ میں ذکر کیا کہ عامر شعبی مکرہ کی طلاق کو جائز کہتے ہیں۔ ابراہیم نخعی، ابوقلابہ، سعید بن مسیب اور شریح بھی یہی کہتے ہیں۔ ابن حزم نے کہا زہری، قتادہ اور سعید بن جبیر یہی کہتے ہیں کہ مکرہ کی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ امام ابوحنیفہ اور اُن کے اصحاب کا یہی مذہب ہے۔ فرج بن فضالہ نے عمرو بن شراحیل سے روایت کی کہ ایک عورت کے شوہر کو طلاق دینے پر مجبور کیا گیا اُس نے طلاق دیدی پھر یہ فیصلہ عمر فاروق کے پاس لایا گیا تو اُنھوں نے اس کو نافذ کر دیا امام مالک اور شافعی کا مذہب یہ ہے کہ زبردستی طلاق واقع نہیں ہوتی۔

قولہ الکرہ ،، مجرور فی الاغلاق پر معطوف ہے لیکن یہ جب صحیح ہوتا ہے کہ اغلاق بمعنی غضب جیسے ابوداؤد نے اس کی تفسیر غضب سے کی ہے اور باب کا عنوان ،، اطلاق علی غیظٍ ،، ذکر کیا۔ بعض نے اغلاق کی تفسیر غضب سے کی ہے لیکن اگر ،، الکرہ ،، میں کاف سے پہلے میم ذکر کی جائے کیونکہ اس پر سکران کا عطف کیا گیا ہے تو کلام مستقیم ہو جاتا ہے اور باب کے عنوان کا معنی یہ ہوں گے۔ حکم الطلاق فی الاغلاق وحکم المکرہ والسکران الخ یہ عنوان کئی احکان پر مشتمل ہے۔ امام نے ان کو ذکر نہیں کیا اور حدیث پر ہی اکتفاء کی ہے۔ ہم اس کی پوری تفصیل ذکر کرتے ہیں ،،

غصہ میں طلاق کا حکم یہ ہے کہ طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ ایک روایت کے مطابق متاخرین حنابلہ کے

marfat.com

نزدیک واقع نہیں ہوتی۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس عنوان سے ان لوگوں کا رد کیا جو کہتے ہیں کہ غیظ و غضب میں طلاق واقع نہیں ہوتی۔

مکرہ کی طلاق میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ امام ابو حنیفہ اور ان کے تلامذہ کہتے ہیں زبردستی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ امام شافعی اور امام مالک کے نزدیک مکرہ کی طلاق واقع نہیں ہوتی۔ اسی طرح نشہ کی حالت میں طلاق دے تو احناف اور امام مالک کے نزدیک واقع ہو جاتی ہے امام شافعی کے اس میں دو قول ہیں ایک میں جائز کیا اور دوسرے میں منع کیا ہے۔

قولہ والسکران والمجنون وامرھما الخ یعنی نشہ اور جنون کی حالت میں اسی طرح غلطی اور بھول کر طلاق دینے سے طلاق نہیں ہوتی۔ امام بخاری کا یہی مقصد ہے۔ اس کی دلیل یہ بیان کرتے ہیں کہ اعمال کا دار و مدار نیت پر ہے اور ہر آدمی کی نیت کا اعتبار ہے اور یہ بات واضح ہے کہ مست، دیوانہ، ناسی اور مخطی (غلطی کرنیوالا) کی نہیں ہوتی لہٰذا ان کی طلاق نہ ہوگی۔

قولہ والشرک وغیرہ یعنی ان لوگوں کے منہ سے مذکورہ حالات میں کلمہ شرک نکلنے سے وہ مشرک نہیں ہوتے حالانکہ شرک عظیم ظلم ہے جب شرک ثابت نہیں ہوتا تو طلاق کیسے ثابت ہوگی۔ شعبی نے یہ آیت تلاوت کی وَلَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَّسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا "، اس سے شعبی کا مقصد یہ ہے کہ ناسی اور مخطی کی طلاق واقع نہیں ہوتی۔ اسی طرح شعبی نے کہا جو شخص وسوسہ کرتا ہو اس کی طلاق بھی واقع نہیں ہوتی، کیونکہ حدیث نفس میں مکلف ماخوذ نہیں ہے۔ کیونکہ جس شخص نے زناء کا اقرار کیا تھا۔ اس کے بارے میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تجھے جنون تو نہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مجنون پر مؤاخذہ نہیں ہے اور اس کا فعل لغو ہے۔

وَقَالَ عَلِيٌّ بَقَرَ حَمْزَةُ خَوَاصِرَ شَارِفَيَّ "

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا حمزہ رضی اللہ عنہ نے دونوں اونٹنیوں کی کوکھیں پھاڑ ڈالیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حمزہ کو ملامت کرنا شروع کی اچانک دیکھا تو حمزہ نشہ میں دھت تھے ان کی دونوں آنکھیں سرخ تھیں۔ پھر حمزہ نے کہا تم تو میرے باپ کے غلام ہو۔ اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہچانا کہ حمزہ بے ہوش ہیں۔ حضور باہر تشریف لے گئے تو ہم بھی آپ کے ساتھ باہر چلے گئے۔

اس سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے استدلال کیا کہ بیہوش آدمی سے بیہوشی کی حالت میں جو طلاق وغیرہ صادر ہو اس میں اس پر مواخذہ نہیں ہے۔ یہ واقعہ شراب کی حرمت سے پہلے کا ہے کیونکہ اونٹنیوں کا واقعہ بالاتفاق جنگ اُحد سے پہلے کا ہے، جبکہ حمزہ رضی اللہ عنہ جنگ اُحد میں شہید ہوئے تھے اور یہ واقعہ بدر اور اُحد کے درمیان کا ہے جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا سے نکاح فرمایا تھا اور صحیح بخاری میں ہے کہ صحابہ کرام کی ایک جماعت نے اُحد میں صبح کو شراب پیا اور اسی روز وہ شہید ہو گئے اس

marfat.com

صحیح سے معلوم ہوتا ہے کہ تحریم خمر جنگ اُحد کے بعد ہوئی تھی۔

قَالَ عُثْمَانُ لَيْسَ لِمَجْنُوْنٍ وَلَا لِلسَّكْرَانِ طَلَاقٌ الخ

امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجنون اور بیہوش کی طلاق واقع نہیں ہوتی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا بیہوش اور مجبور شخص کی طلاق واقع نہیں ہوتی اور عقبہ بن عامر نے کہا مُوَسْوِس کی طلاق واقع نہیں ہوتی۔ کیونکہ وسوسہ خیالی کلام ہے اور اس قسم کے خیال سے جو دل میں آجائے اس سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔

قَالَ عَطَاءٌ اِذَا بَدَءَ بِالطَّلَاقِ فَلَهٗ شَرْطُهٗ "

عطاء نے کہا جب طلاق دینے کا ارادہ کرے تو وہ شرط سے معلق کرسکتا ہے

اور یہ ضروری نہیں کہ شرط طلاق سے پہلے ہو یا بعد ہو؛ چنانچہ کہا اگر تو گھر میں داخل ہوئی تو تجھے طلاق ہے یا کہے تجھے طلاق ہے اگر تو گھر میں داخل ہوئی۔ دونوں میں شرط پائے جانے پر طلاق واقع ہوجاتی ہے۔

قولہ قَالَ نَافِعٌ الخ یعنی نافع نے کہا کسی آدمی نے اپنی بیوی کو طلاق بتہ دی اگر وہ گھر سے نکلے۔ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا اگر وہ گھر سے نکلی تو اس کو بتہ طلاق واقع ہوگی اور اگر گھر سے نہ نکلی تو کوئی شئی واقع نہ ہوگی؛ کیونکہ طلاق شرط سے معلق ہے تو وجود شرط کے بعد ہی طلاق واقع ہوگی۔

قولہ وَقَالَ الزُّهْرِيُّ الخ زہری نے اس شخص کے بارے میں کہا جو کہے

اگر میں نے ایسا ایسا نہ کیا تو میری بیوی کو تین طلاقیں ہیں "

اس کلام کے متعلق اس سے پوچھا جائے گا کہ جس وقت اُس نے یہ قسم کھائی تھی۔ اس کی نیت کیا تھی اگر مدت کو ذکر کرے جو اُس نے ارادہ کیا تھا اور اس پر اس کے دل نے عقد کیا تھا جس وقت قسم کھائی تھی تو اس کو اس کے دین وامانت پر چھوڑا جائے گا۔ ابراہیم نخعی نے کہا اگر کوئی اپنی بیوی سے کہے مجھے تیری حاجت نہیں اس میں اس کی نیت کا اعتبار ہے۔

اس مسئلہ کی صورت واضح ہے کہ اس میں تین طلاق کو شرط سے معلق کیا ہے جب شرط پائی جائے گی تو عورت کو تین طلاق واقع ہوجائے گی اس میں صرف یہ اضافہ کیا ہے کہ اس سے اس قول میں پوچھا جائے گا کہ اس نے کیا نیت کی تھی؟ تو اس کے اور اللہ کے درمیان اس کی نیت کا اعتبار کیا جائے گا۔ مقصد یہ ہے کہ وجودِ شرط کے وقت تین طلاقیں واقع ہوجاتی ہیں۔

ابراہیم نخعی نے کہا جس شخص نے اپنی بیوی سے کہا مجھے تیری ضرورت نہیں تو اس میں اس کی نیت کا

marfat.com

اعتبار ہے۔ اگر اس نے طلاق کا ارادہ کیا تھا تو اسے طلاق واقع ہو جائے گی ورنہ نہیں۔ ابن ابی شیبہ نے اس کو وصل کیا ہے۔

طَلَاقُ کُلِّ قَوْمٍ بِلِسَانِهِمْ

ابراہیم نخعی نے کہا ہر قوم عربی ہو یا غیر عربی ہو طلاق میں اس کی زبان کا اعتبار ہے۔ یعنی ان کا اپنی زبان میں طلاق دینا جائز ہے "

علامہ عینی رحمہ اللہ نے صاحبِ محیط سے نقل کیا کہ فارسی میں طلاق کے چار کلمات متعارف ہیں ایک یہ کہ بہشتم ترا یا کہے بہشتم ترا زنے "، ابن رستم نے اپنے نوادر میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نیت کے بغیر اس کلمہ سے طلاق واقع نہ ہوگی، کیونکہ اس کے معنی تخلیہ ہیں اور تخلیہ الفاظِ کنایات سے ہے نیت کے بغیر ان میں طلاق واقع نہیں ہوتی۔ دوم اگر کوئی کہے بلہ کردم۔ سوم پائے کشادہ کردم "، ان سے نیت کے بغیر رجعی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ چہارم اپنی بیوی سے کہے "دست باز داشتم "، طلاق واقع ہو جائے گی۔ بعض نے رجعی اور بعض نے بائنہ کہا ہے اور اگر کہے تجھ پر چاروں راستے کھلے ہیں تو طلاق کی نیت سے بھی طلاق واقع نہ ہوگی۔ اسی طرح اگر ترکی میں کہے " بوشادم سنی برطلاق "، تو ایک طلاق رجعی واقع ہوگی۔ اور اگر کہے " دو ایکی طلاق "، تو دو طلاق واقع ہوں گی۔ اگر کہے " اوچ طلاق "، تو تین واقع ہوں گی "، قیاس یہ چاہتا ہے کہ اردو کے الفاظ جو فارسی کے ہم معنی ہیں ان سے بھی اسی طرح طلاق واقع ہونی چاہیے ایسے ہی پنجابی میں ہے مثلاً اگر کہے میں نے بیوی چھڑی "، تو اس سے طلاق بائنہ واقع ہوگی کیونکہ یہ سرحتک کے ہم معنی ہے اگر طلاق کی نیت سے کہا ہوگا تو طلاق بائنہ ہوگی ورنہ نہیں۔

قَالَ قَتَادَةُ الخ قتادہ نے کہا جب تجھے حمل ہو جائے تو تجھے تین طلاق تو ہر طہر میں اس سے جماع کرے اگر اس کا حمل ظاہر ہو گیا تو اس سے بائن ہو جائے گی

یعنی قتادہ نے کہا اگر کسی نے اپنی بیوی سے کہا جب تو حاملہ ہو جائے گی تو تجھے تین طلاقیں ہیں تو وہ اس سے ہر طہر میں ایک بار جماع کرے دو بار نہ کرے، کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ پہلے جماع سے حاملہ ہو گئی ہو تو اس کو طلاق واقع ہو گئی۔ ابن سیرین نے کہا اس سے جماع کرتا رہے حتیٰ کہ وہ حاملہ ہو جائے جمہور بھی یہی کہتے ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ یکبار تین طلاق واقع ہو جائیں گی۔

marfat.com

قَالَ الْحَسَنُ الخ حسن بصری نے کہا اگر اپنی بیوی سے کہا اپنے اہلِ خانہ سے جاملو تو اس کی نیّت کا اعتبار ہے۔"

کیونکہ الحقی باہلکِ کنایات طلاق سے ہے ان میں نیت کا اعتبار ہے۔ اگر طلاق کی نیت سے نہ کہا ہو تو طلاق واقع نہ ہوگی۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا الخ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا طلاق حاجت کے وقت دی جاتی ہے اور غلام آزاد کرنے میں اللہ تعالیٰ کی رضاء مقصود ہوتی ہے۔

یعنی حاجت اور ضرورت کے بغیر طلاق نہیں دی جاتی وہ یہ کہ بیوی نافرمان ہے یا اجازت کے بغیر جہاں چاہے چلی جاتی ہے۔ اور غلام کو آزاد کرنا ثواب کے لئے ہے لہٰذا جب بھی ثواب مطلوب ہو تو غلام آزاد کرے وَطَر بمعنی حاجت ہے اس سے فعل نہیں آتا۔

وَقَالَ الزُّہْرِیُّ الخ اگر اپنی بیوی سے کہے تو میری بیوی نہیں اس کی نیّت کا اعتبار ہے،، اگر اُس نے طلاق کی نیّت سے کہا تو طلاق واقع ہو گی،،

امام ابوحنیفہ اور امام مالک رضی اللہ عنہما کا یہی مذہب ہے۔ امام ابویوسف اور امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ کہتے ہیں۔ یہ طلاق نہیں لیث نے کہا یہ جھوٹ ہے۔"

قَالَ عَلِیٌّ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ الْقَلَمَ رُفِعَ عَنْ ثَلَاثٍ الخ

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کیا تمہیں معلوم نہیں کہ تین شخصوں سے سے قلم اُٹھا لیا گیا ہے۔ ایک مجنون سے حتیٰ کہ صحیح ہو جائے۔ دوسرا بچہ سے حتیٰ کہ بالغ ہو جائے، تیسرا سونے والا حتیٰ کہ بیدار ہو جائے،،

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کلام سے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو مخاطب کیا؛ کیونکہ عمر فاروق ایک عورت کے پاس سے گزرے جو پاگل تھی اُس نے زناء کیا تھا اور وہ حاملہ تھی۔ عمر فاروق نے اس کو رجم

marfat.com

۴۹۳۱ — حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ اَوْفٰى عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَجَاوَزَ عَنْ اُمَّتِيْ مَا حَدَّثَتْ بِهٖ اَنْفُسَهَا مَا لَمْ تَعْمَلْ اَوْ تَكَلَّمْ قَالَ قَتَادَةُ اِذَا طَلَّقَ فِيْ نَفْسِهٖ فَلَيْسَ بِشَيْءٍ

کرنا چاہا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مذکور کلام ذکر فرمایا۔ یہ سُن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لَوْلَا عَلِيٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ ،، اگر علی موجود نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا ،،

بظاہر ایک اور واقعہ ہے کہ ایک عورت زنا سے حاملہ تھی۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ اسے رجم کریں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا جو کہ اس کے پیٹ میں ہے اس نے کیا گناہ کیا ہے؟ کہ وہ بھی اس رجم سے ہلاک ہو جائے گا۔ حضرت عمر فاروق رُک گئے اور یہ لفظ کہے: لولا علی لہلک عمر ،،

قَالَ عَلِيٌّ كُلُّ طَلَاقٍ جَائِزٌ اِلَّا طَلَاقَ الْمَعْتُوْهِ

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا ہر طلاق جائز ہے لیکن ناقص عقل والے کی طلاق جائز نہیں ،،

اس میں بچہ، دیوانہ اور مست بھی شامل ہیں کہ ان کی طلاق بھی واقع نہیں ہوتی؛ کیونکہ ان میں عقل ناقص ہے۔ (ترمذی)

۴۹۳۱ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میری امت سے وہ چیز درگزر کی ہے جو اُن کے دلوں میں پیدا ہوتی ہے۔ جب تک اس پر عمل نہ کریں یا کلام نہ کریں۔ قتادہ نے کہا اگر اپنے دل میں طلاق دی تو وہ کوئی شئ نہیں۔

۴۹۳۱ — شرح: کلام سے مراد جو زبان پر جاری ہو؛ کیونکہ یہی حقیقۃً کلام ہے اور جو کلام نفسی اور دل میں موجود ہو وہ حقیقۃً کلام نہیں، کیونکہ جو کوئی دل سے طلاق کی نیت کرے اور زبان پر لفظ طلاق جاری نہ ہو اس سے طلاق واقع نہیں ہوتی ؛

marfat.com

٤٩٣٢ — حَدَّثَنَا اَصْبَغُ قَالَ اَخْبَرَنِیْ ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبُوْسَلَمَةَ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَجُلًا مِنْ اَسْلَمَ اَتَى النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِی الْمَسْجِدِ فَقَالَ اِنَّهٗ قَدْ زَنٰى فَاَعْرَضَ عَنْهُ فَتَنَحّٰى لِشِقِّهِ الَّذِیْ اَعْرَضَ فَشَهِدَ عَلٰى نَفْسِهٖ اَرْبَعَ شَهَادَاتٍ فَدَعَاهُ فَقَالَ هَلْ بِكَ جُنُوْنٌ هَلْ اُحْصِنْتَ قَالَ نَعَمْ فَاَمَرَ بِهٖ اَنْ يُرْجَمَ بِالْمُصَلّٰى فَلَمَّا اَذْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ جَمَزَ حَتّٰى اُدْرِكَ بِالْحَرَّةِ فَقُتِلَ

لہٰذا عزم سے طلاق واقع نہ ہوگی ؛ کیونکہ اہلِ علم کا اس پر اتفاق ہے کہ اگر ظہار پر عزم کیا اور زبان سے تلفظ نہیں کیا تو ظہار نہ ہوگا ۔ اگر دل میں کسی کو قذف لگائی تو وہ قاذف نہ ہوگا ۔ اگر نمازی کے دل میں کلام پیدا ہُوا تو نماز فاسد نہ ہوگی ؛ حالانکہ نماز میں کلام کرنا حرام ہے ۔ اگر حدیث نفس کلام ہو تو نماز باطل ہونی چاہیئے ؛ حالانکہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا میں نماز میں لشکر ترتیب دیتا ہوں ۔ سفیان ثوری امام ابوحنیفہ شافعی ، احمد اور اسحاق کا یہی مذہب ہے کہ حدیثِ نفس سے طلاق واقع نہیں ہوتی اور اگر دل میں طلاق پیدا ہُوئی پھر اس کو کاغذ پر لکھ دیا تو طلاق واقع ہو جائے گی ؛ کیونکہ کتابت عمل ہے ۔ اگر کسی تختی یا دیوار یا زمین پر طلاق لکھی اور اس کے حروف واضح ہیں تو طلاق واقع ہوگئی ورنہ نہیں اور اگر ہوا میں یا پانی پر طلاق لکھی تو واقع نہ ہوگی اگرچہ طلاق کی نیّت کرے ۔

٤٩٣٢ — ترجمہ : ابن شہاب نے کہا مجھے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے جابر سے خبر سُنائی کہ ایک آدمی جو قبیلہ اسلم سے تھا ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوا جبکہ حضور مسجد میں تشریف فرما تھے ۔ اور عرض کیا کہ اس نے زنا کیا ہے ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اعراض کیا تو وہ اس طرف پھر گیا ۔ جدھر آپ نے چہرۂ انور فرمایا تھا اور اپنی ذات پر چار بار گواہی دی کہ اس نے زنا کیا ہے ۔ آپ نے اس کو بلایا اور فرمایا کیا تجھے جنون تو نہیں کیا تو شادی شدہ ہے ؟ عرض کیا جی ہاں ! حضور نے حکم دیا کہ اس کو مصلّٰی رجسم کر دیا جائے ۔ جب اس کو پتھر لگے تو تیز دوڑا حتی کہ حرّہ میں پایا گیا اور قتل کیا گیا ۔

marfat.com

۴۹۳۳ — حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْسَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَسَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ اَنَّ اَبَاهُرَيْرَةَ قَالَ اَتٰى رَجُلٌ مِّنْ اَسْلَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَنَادَاهُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ الْاٰخَرَ قَدْ زَنٰى يَعْنِيْ نَفْسَهُ فَاَعْرَضَ عَنْهُ فَتَنَحّٰى لِشِقِّ وَجْهِهِ الَّذِيْ اَعْرَضَ قِبَلَهُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ الْاٰخَرَ قَدْ زَنٰى فَاَعْرَضَ عَنْهُ فَتَنَحّٰى لِشِقِّ وَجْهِهِ الَّذِيْ اَعْرَضَ قِبَلَهُ فَقَالَ لَهُ ذٰلِكَ فَاَعْرَضَ فَتَنَحّٰى لَهُ الرَّابِعَةَ فَلَمَّا شَهِدَ عَلٰى نَفْسِهِ اَرْبَعَ شَهَادَاتٍ دَعَاهُ فَقَالَ هَلْ بِكَ جُنُوْنٌ قَالَ لَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْهَبُوْا بِهِ فَارْجُمُوْهُ وَكَانَ قَدْ اُحْصِنَ وَعَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ مَنْ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيَّ قَالَ كُنْتُ فِيْمَنْ رَجَمَهُ فَرَجَمْنَاهُ بِالْمُصَلّٰى بِالْمَدِيْنَةِ فَلَمَّا اَذْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ جَمَزَ حَتّٰى اَدْرَكْنَاهُ بِالْحَرَّةِ فَرَجَمْنَاهُ حَتّٰى مَاتَ

۴۹۳۳ — ترجمہ : ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن اور سعید بن مسیب رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا قبیلہ اسلم کا ایک آدمی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا جبکہ حضور مسجد میں تشریف فرما تھے۔ عرض کیا : یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! اس کم بخت مرد نے زناء کیا ہے اس سے اپنی ذات کا قصد کیا ،، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے چہرۂ انور ایک طرف کر لیا تو اس طرف کا قصد کیا جس طرف حضور نے چہرۂ انور کیا تھا اور عرض کیا یارسول اللہ اس کم بخت نے زناء کیا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے چہرۂ انور دوسری طرف کر لیا تو وہ اسی طرف پھرا جس طرف حضور نے چہرہ کیا تھا اور وہی عرض کیا حضور نے اس سے چہرۂ انور دوسری طرف پھیر لیا تو اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چار بار قصد کیا جب اپنی ذات پہ چار بار شہادت قائم کی تو

marfat.com

آپ نے اس کو پاس بلایا اور فرمایا کیا تجھے جنون ہے اُس نے کہا نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اس کو لے جاؤ اور سنگسار کر دو، حالانکہ وہ محصن تھا۔ زُہری نے کہا مجھے اس شخص نے خبر دی جس نے جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما سے سُنا تھا۔ اُس شخص نے کہا میں اُن لوگوں میں سے ہوں جنہوں نے اس کو سنگسار کیا تھا۔ ہم نے اس کو مدینہ منوّرہ کے مصلّی میں سنگسار کیا۔ جب اس کو پتھر لگے تو وہ تیز دوڑا یہاں تک کہ ہم نے اس کو حرّہ میں پالیا اور اس کو پتھر مارے حتیٰ کہ وہ فوت ہو گیا۔

۳۲-۴۹۳۳ — شرح : ان دونوں حدیثوں کی مطابقت سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اس کلام شریف "هَلْ بِكَ جُنُونٌ" "کیا تجھے جنون ہے ؟" سے ماخوذ ہے، کیونکہ اگر اسے جنون نہ ہوتا تو اس سے اقرار نہ ہوتا۔ مصلّی عیدگاہ شہر سے باہر تھا۔ علّامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا بعض کہتے ہیں مصلّیٰ سے مراد وہ جگہ ہے جو بقیع غرقد میں نمازِ جنازہ کے لئے رکھی گئی تھی۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عید کی جگہ مسجد کے حکم میں نہیں ہے اور وہاں رجم کرنا اور اس کو خون آلود کرنا حرام نہیں۔

علماء نے اس رجم میں اختلاف کیا ہے جو چار بار اقرار کرنے کے بعد مستوجبِ رجم ہوتا ہے سفیان ثوری، ابن ابی لیلیٰ حکم بن عتیبہ اسی کے قائل ہیں۔ حضرت امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب کا یہی مذہب ہے "رضی اللہ عنہم"، ایک صحیح ترین روائت کے مطابق امام احمد کا بھی یہی قول ہے اور یہ دونوں حدیثیں اس مسئلہ کی دلیل ہیں۔ حماد بن ابی سلیمان اور امام مالک و شافعی اور ایک روائت میں امام احمد کہتے ہیں اگر عورت اپنی ذات پر ایک بار اقرار کر لے تو حد واجب ہو جائے گی اور اس سے زیادہ بار اقرار کی ضرورت نہیں اُنہوں نے غامدیہ کی حدیث سے استدلال کیا ہے کہ اس کے ایک بار اقرار کرنے سے رجم کا حکم کر دیا تھا۔ امام طحاوی نے اس کا جواب دیا کہ راوی نے ایک بار اقرار نقل کرنے پر اس لئے اکتفاء کی ہے کہ گمان یہی تھا کہ چار بار اقرار موجبِ رجم ہے جبکہ ماعز اسلمی کی حدیث مشہور تھی اور چار بار اقرار ذکر نہ کرنے کو یہ لازم نہیں کہ چار بار اقرار کی ضرورت ہی نہیں۔ دوسری شرطیں جن کا رجم میں اعتبار ہے بھی مذکور نہیں ہیں اور وہ سات شرطیں ہیں۔ اوّل احصان (شادی شادی ہونا) دوم بالغ ہونا سوم مسلمان ہونا چہارم آزاد ہونا۔ پنجم عاقل ہو۔ ششم اور زنا نہ کیا ہو۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے احصان میں اسلام شرط قرار دیا ہے، کیونکہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جس نے شرک کیا وہ محصن نہیں ہے۔ نیز غامدیہ کو بھی چار بار ردّ کیا تھا (مسند بزار) نیز اس مسئلہ میں بھی علماء نے اختلاف کیا ہے کہ اس کے لئے گڑھا کھودا جائے گا یا نہیں۔ بعض نے کہا گڑھا کھودنا عورت کے لئے مخصوص ہے تاکہ کشفِ عورت نہ ہو۔ نووی نے شرح مسلم میں ذکر کیا مرد و زن کے لئے گڑھا کھودنے میں تین وجہیں ہیں۔ امام ابوحنیفہ، امام مالک اور صحیح تر روائت میں امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم نے کہا عورت اور مرد کے لئے گڑھا نہ کھودا

marfat.com

بَابُ الْخُلْعِ وَكَيْفَ الطَّلَاقُ فِيْهِ

جائے۔ ایک روائت میں ہے کہ مرد اور عورت کے لئے گڑھا کھودا جائے گا۔ زنا گواہی سے ثابت ہو یا اقرار سے ثابت ہو اور عورت میں تین قول ہیں۔ ایک یہ کہ سینہ تک گڑھا کھودنا مستحب ہے۔ دوسرا یہ کہ مستحب نہیں۔ تیسرا یہ کہ اگر گواہی سے زنا ثابت ہو تو گڑھا کھودنا جائز ہے۔ اور اگر اقرار سے ثابت ہو تو گڑھا کھودنا جائز نہیں؛ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ دوڑ جائے اور اقرار سے رجوع کر لے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ایک بار اقرار ہی کافی ہوتا ہے؛ کیونکہ شریعت میں اقرار حجت ہے۔ جبکہ اس میں صدق کا رجحان ہوتا ہے۔ ایک بار کرے یا بار بار اقرار کرے اس کا جواب یہ ہے کہ قیاس یہی چاہتا ہے لیکن اس کو نص سے ترک کر دیا ہے اور وہ یہ کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ماعز کو رد کیا تھا یہاں تک کہ اس نے چار بار اقرار کیا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب خلع اور اس میں طلاق کیسی ہے؟

خلع بضم الخاء وسکون اللام خَلَعَ الثوب والنعل وغیرہما سے ماخوذ ہے۔ یعنی کپڑا یا جوتا وغیرہ اُتار دیا؛ کیونکہ عورت مرد کا لباس ہے؛ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ "عورتیں تمہارا لباس ہیں تم ان کا لباس ہو۔ اجرام اور معانی میں فرق کرنے کے لئے اس کی مصدر بضم الخاء ہے؛ چنانچہ اجرام میں خلع الثوب خَلْعًا بفتح الخاء کہا جاتا ہے۔ اور معانی میں خلع امرءتہ خُلْعًا خُلْعَۃً بالضم کہا جاتا ہے۔ شریعت مطہرہ میں مرد کا اپنی بیوی کو کسی عوض پر جُدا کرنا خُلع ہے۔ لہٰذا اگر عورت نے شوہر سے قرضہ لینا ہو یا قصاص کا بدل شوہر پر ہو تو اس پر خلع جائز ہے۔ ضروری نہیں کہ بدل مال ہو اس کی شرط وہی ہے جو طلاق کی شرط ہے اور اس کا حکم یہ ہے کہ طلاق بائن واقع ہوگی وہ مرد کی طرف سے قسم ہے اور عورت کی طرف سے معاوضہ ہے۔ تمام علماء کا خلع کی مشروعیت پر اتفاق ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا قدیم قول یہ ہے کہ خلع فسخ ہے۔ اگر طلاق کی نیت کرے تو طلاق بائنہ ہوگی اور ایک قول کے مطابق رجعی طلاق ہے۔

صحیح ترین قول یہ ہے کہ خلع طلاق بائن ہے۔ جیسا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق، علی المرتضیٰ، اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم سے روائت ہے کہ خلع طلاق بائن ہے احناف نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے استدلال کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خُلع کو طلاق

marfat.com

وَقَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰی وَلَا یَحِلُّ لَکُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ اٰتَیْتُمُوْهُنَّ شَیْئًا
اِلٰی قَوْلِهِ الظّٰلِمُوْنَ وَاَجَازَ عُمَرُ الْخُلْعَ دُوْنَ السُّلْطَانِ وَاَجَازَ
عُثْمَانُ الْخُلْعَ دُوْنَ عِقَاصِ رَاْسِهَا وَقَالَ طَاؤُسٌ اِلَّآ اَنْ یَّخَافَا
اَلَّا یُقِیْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فِیْمَا افْتُرِضَ لِکُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا عَلٰی صَاحِبِهٖ فِی
الْعِشْرَةِ وَالصُّحْبَةِ وَلَمْ یَقُلْ قَوْلَ السُّفَهَآءِ لَا تَحِلُّ حَتّٰی تَقُوْلَ
لَا اَغْتَسِلُ لَكَ مِنْ جَنَابَةٍ

بائن کہا ہے (دار قطنی و بیہقی)
عبد الرزاق نے اپنے مصنف میں ذکر کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خُلع کو طلاق کیا ہے۔ احناف کا یہی مذہب ہے کہ خلع طلاق بائن ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تمہارے لئے حلال نہیں کہ عورتوں سے وہ لو جو تم نے اُن کو مہر دیا ہے مگر یہ کہ مرد و زن کو خوف ہو کہ وہ اللہ کی حدود قائم نہ رکھ سکیں گے تو اُن پر کچھ حرج نہیں کہ عورت فدیہ دے یہ اللہ کی حدیں ہیں ان سے آگے نہ بڑھو اور جو کوئی اللہ کی حدود سے آگے بڑھے وہی لوگ ظالم ہیں۔"

اس آیت کریمہ کو یہاں ذکر کرنے سے غرض یہ ہے کہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی بیوی کا اُن سے جھگڑا رہتا تھا اُس نے خلع کی درخواست دربار رسالت میں گذاری تھی۔ یہ اسلام میں سب سے پہلا خلع تھا اس کے متعلق یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور اَلَّا یُقِیْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ میں حکام اور ازواج دونوں مخاطب ہیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ خلع میں صرف حکام مخاطب ہوں چونکہ ازواج حکام کے حکم سے فدیہ پکڑتے ہیں اس لئے اخذ فدیہ کی نسبت حکام کی طرف کی

"اَجَازَ عُمَرُ الْخُلْعَ دُوْنَ السُّلْطَانِ الخ"

marfat.com

۴۹۳۴ — حَدَّثَنَا اَزْهَرُ بْنُ جَمِيْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ امْرَأَةَ ثَابِتِ ابْنِ قَيْسٍ اَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ثَابِتُ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بادشاہ (قاضی، حاکم) کے بغیر خلع جائز کہا ہے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عورت کے چٹلے کے سوا خلع جائز کہا ہے "

یعنی عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا یہ ضروری نہیں کہ خلع حاکم یا قاضی کے سامنے ہو اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ہر شئ جس کی عورت اپنے سر کے چٹلے کے سوا مالک ہو کے عوض خلع جائز کہا ہے۔ عِقاص بکسر العین عقیقہ کی جمع ہے۔ اس میں حضرات صحابہ کرام اور تابعین عظام سے متعدد روایات منقول ہیں بعض کہتے ہیں شوہر نے جو مہر دیا ہے اس سے زیادہ نہ لے اگر زیادہ لیا ہو تو صدقہ کر دے۔ اکثر علماء یہی کہتے ہیں۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ بھی یہی فرماتے ہیں۔

قَالَ طَاؤُسٌ اِلَّا اَنْ يَخَافَا اَنْ لَا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ

طاؤس نے کہا مگر یہ کہ انہیں خوف ہو کہ وہ اللہ کے حدود قائم نہیں رکھ سکیں گے"

کی تفسیر میں کہا: اس سے وہ احکام مراد ہیں جو ان دونوں میں سے ہر ایک پر صحبت اور ایک ساتھ رہنے میں مقدر کئے ہیں"، اور طاؤس نے بیوقوفوں کی سی بات نہیں کی"، کہ خلع اس وقت ہی جائز ہے کہ عورت کہے کہ میں تیرے لئے جنابت سے غسل نہیں کروں گی اور اس کو جماع کرنے سے روکے بلکہ خلع اس وقت جائز ہے کہ جب عورت شوہر سے صحبت اور ایک ساتھ رہنے کو جو اس کے لئے مقدر ہے۔ قائم نہ کر سکے۔ اس وقت عورت نافرمان شمار ہوگی اور خلع میں اس سے مال لینا جائز ہے۔

قولہ لَا اَغْتَسِلُ یہ وطئ سے کنایہ ہے"

۴۹۳۴ — ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ثابت بن قیس کی بیوی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور

marfat.com

أُبْنُ قَيْسٍ مَا أَعْتُبُ عَلَيْهِ فِي خُلُقٍ وَّلَا دِيْنٍ وَلٰكِنِّيْ أَكْرَهُ الْكُفْرَ فِي الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَرُدِّيْنَ عَلَيْهِ حَدِيْقَتَهٗ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِقْبَلِ الْحَدِيْقَةَ وَطَلِّقْهَا تَطْلِيْقَةً

عرض کیا یا رسُولَ اللہ! صلّی اللہ علیہ وسلّم! ثابت بن قیس کے خُلق اور دین میں اسے میں عتاب نہیں کرتی لیکن میں اسلام میں کفر کو پسند نہیں کرتی ہوں۔ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کیا تو اس کا باغ اسے واپس کرے گی؟ عرض کیا جی ہاں! جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ثابت بن قیس سے فرمایا باغ قبول کرو اور اسے ایک طلاق دے دو! بخاری نے کہا ابن عباس سے روائت کرنے میں ازہر ابن جمیل کی مطابعت نہیں کی گئی۔

۴۹۳۴ —

شرح: یعنی ثابت قیس رضی اللہ عنہ کی بیوی نے کہا میں ثابت بن قیس سے مفارقت چاہتی ہوں اور کسی بُرائی یا بدخلقی اور بے دینی کے باعث نہیں لیکن میں اس کی طبیعت سے خوش نہیں مجھے اپنی ذات پر خوف ہے کہ اسلام میں عداوت اور نفاق وغیرہ جو اسلام کے مقتضٰی سے [illegible] ہے سرزد نہ ہو جائے یا ہم باہم ایک دوسرے کے لئے حقوق زوجیت پُورے نہ کر سکیں یعنی میں اس کے ساتھ نہیں رہ سکتی۔

ایک روائت میں ہے کہ میں ایک دن خیمہ کے پاس کھڑی تھی کہ ثابت کو چند مردوں میں آتے ہوئے دیکھا۔ اچانک میری نظر اس پر پڑی وہ سیاہ فام اور قد و قامت میں بہت ہی چھوٹا اور قبیح المنظر ہے۔ ابن ماجہ کی روائت میں ہے۔ ثابت بن قیس کے منہ پر چیچک تھی اس کی بیوی نے عرض کیا یا رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اگر مجھے اللہ کا خوف نہ ہو تو جب وہ میرے پاس آئے میں اس کے چہرے پر تھوک دوں۔

عبدالرزاق کی روائت میں ہے کہ اُس نے کہا یا رسُول اللہ! آپ میری خوبصورتی اور حسن و جمال کو دیکھتے ہیں جبکہ ثابت کے چہرہ پر چیچک (وہ رنگ میں سیاہ دیکھنے میں بدصورت ہے) اس لئے میں اس سے مفارقت چاہتی ہوں کہ میں اس کے ساتھ نہیں رہ سکتی ہوں۔ ثابت بن قیس جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے خطیب تھے جیسے حسان بن ثابت حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے شاعر تھے۔ وہ اُحد اور دیگر غزوات میں شریک ہُوئے اور یمامہ کی جنگ میں شہید ہو گئے جو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں لڑی گئی تھی ان کی بیوی کا نام جمیلہ بنت عبداللہ بن ابی سلول ہے، لیکن اہل مدینہ منورہ نے کہا کہ وہ حبیبہ بنت سہل

marfat.com

۴۹۳۵ — حَدَّثَنِیْ اِسْحٰقُ الْوَاسِطِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ عِکْرِمَةَ اَنَّ اُخْتَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اُبَیٍّ هٰذَا وَقَالَ تَرُدِّیْنَ حَدِیْقَتَهٗ قَالَتْ نَعَمْ فَرَدَّتْهَا وَاَمَرَهٗ یُطَلِّقُهَا وَقَالَ اِبْرَاهِیْمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِکْرِمَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَطَلِّقْهَا وَعَنِ ابْنِ اَبِیْ تَمِیْمَةَ عَنْ عِکْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ قَالَ جَاءَتِ امْرَاَةُ ثَابِتِ بْنِ قَیْسٍ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ لَا اَعْتِبُ عَلٰی ثَابِتٍ فِیْ دِیْنٍ وَلَا خُلُقٍ وَلٰکِنِّیْ لَا اُطِیْقُهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَتَرُدِّیْنَ عَلَیْهِ حَدِیْقَتَهٗ قَالَتْ نَعَمْ

۴۹۳۶ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ

انصاریہ ہے۔ ثابت بن قیس سے پہلے جمیلہ حنظلہ بن ابی عامر غسیل ملائکۃ کی بیوی تھی ان کے شہید ہونے کے بعد اس سے ثابت بن قیس نے نکاح کیا تھا۔ اُن سے خُلع کے بعد اس سے حبیب بن اساف انصاری نے نکاح کیا تھا۔ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے مؤطا میں ثابت بن قیس کی بیوی کا نام حبیبہ بنت سہل ذکر کیا نام مریم مغالیہ ذکر کیا ہے۔ بخاری کی عکرمہ سے روائت میں عبد اللہ بن اُبی کی بہن مذکور ہے۔ کما سیجئ ان شاء اللہ تعالیٰ واللہ ورسولہ اعلم!

۴۹۳۵ — ترجمہ : عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ عبد اللہ بن اُبی کی بہن نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا اور حدیث ذکر کی "سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو اس کا باغ واپس کرے گی۔ عرض کیا جی ہاں اور اُس نے باغ واپس کر دیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت بن قیس کو حکم دیا کہ اس کو طلاق دیدے۔ ابراہیم بن طہمان نے خالد اور عکرمہ کے ذریعے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی"

marfat.com

ابْنِ الْمُبَارَكِ الْمُخَرِّمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا قُرَادٌ اَبُوْنُوْحٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرُبْنُ حَازِمٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَتِ امْرَأَةُ ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ ابْنِ شَمَّاسٍ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا اَنْقِمُ عَلٰى ثَابِتٍ فِىْ دِيْنٍ وَلَا خُلُقٍ اِلَّا اِنِّىْ اَخَافُ الْكُفْرَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَرُدِّيْنَ عَلَيْهِ حَدِيْقَتَهٗ فَقَالَتْ نَعَمْ فَرَدَّتْ عَلَيْهِ وَاَمَرَهٗ فَفَارَقَهَا ۴۹۳۸ — حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ عِكْرِمَةَ اَنَّ جَمِيْلَةَ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ

۴۹۳۶ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ثابت بن قیس کی بیوی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! میں ثابت کی دینداری اور اس کے خلق پر اسے عتاب نہیں کرتی ، لیکن میں اس کو برداشت نہیں کر سکتی ہوں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا اس کا باغ اسے واپس کرے گی ؟ عرض کیا جی ہاں ! میں واپس کرتی ہوں ۔

۴۹۳۷ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ثابت بن قیس بن شماس کی بیوی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور عرض کیا یا رسول اللہ میں ثابت بن قیس کی دینداری اور اس کے اچھے خلق کا انکار نہیں کرتی ، لیکن میں اسلام میں کفر سے ڈرتی ہوں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو اس کا باغ اسے واپس کرے گی ؟ عرض کیا جی ہاں ! پھر اس نے ثابت کو باغ واپس کر دیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ اسے جدا کر دے ۔

۴۹۳۸ — ترجمہ : ایوب نے عکرمہ سے روایت کی کہ جمیلہ اور مذکور حدیث ذکر کی ۔

۳۵-۳۶-۳۷-۴۹۳۸ — شرح : اس باب کی آخری حدیث میں اشارہ کیا ہے کہ جس عورت نے ثابت بن قیس سے خلع کیا تھا ۔ اس کا نام جمیلہ ہے ۔ اس عورت کے نام میں اقوال مذکور ہیں ۔ دار قطنی اور بیہقی نے ابو زبیر کی روایت میں ذکر کیا کہ ثابت بن قیس کی بیوی عبداللہ بن ابی کی لڑکی زینب تھی اور نسائی اور ابن ماجہ کی روایت

marfat.com

بَابُ الشِّقَاقِ

وَهَلْ يُشِيْرُ بِالْخُلْعِ عِنْدَ الضَّرَرِ وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ اِلٰى قَوْلِهٖ خَبِيْرًا

میں ذکر کیا کہ ثابت بن قیس کی بیوی عبداللہ بن ابی کی لڑکی زینب تھی اور نسائی اور ابن ماجہ کی روائت میں مریم مغالیہ نام ذکر کیا ہے نسائی اور طبرانی نے ربیع بنت معوذ کی حدیث میں جمیلہ بنت عبداللہ بن ابی ذکر کیا ہے اسی پر ابن سعد نے طبقات میں جزم کیا ہے کہ وہ جمیلہ بنت عبداللہ بن ابی ہے۔ بخاری نے عکرمہ سے روائت کی کہ اس میں عبداللہ بن ابی کی بہن کا ذکر کیا ہے کہ اُس نے ثابت بن قیس سے خلع کیا تھا۔ اکثر طرق میں اس کا نام حبیبہ بنت سہل مذکور ہے۔ امام مالک نے مؤطا میں یہی ذکر کیا ہے۔ بعض محدثین نے اسے اصح کہا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ ثابت بن قیس نے متعدد دفعہ خلع کیا ہو کبھی اس کے لئے کبھی اس کے لئے ہو

اسماء رجال : اسحاق واسطی وہ ابوبشر اسحاق بن شاہین واسطی۔ ابن ابی نمیمہ کا نام ابوبکر کیسان ہے۔ قراد بضم القاف و تخفیف الراء لقب ہے۔ اُن کا نام عبدالرحمٰن ابن غزوان ہے اور کنیت ابونوح ہے۔ بہت بڑے حفاظ میں سے ہیں۔ محدثین نے ان کو ثقہ کہا ہے لیکن ایک حدیث میں ان کی خطاء ذکر کی ہے جو انہوں نے لیث سے بیان کی ہے بخاری میں اس حدیث کے سوا کوئی حدیث نہیں۔

بابُ الشِّقَاق

کیا ضرورت کے وقت خلع کی طرف اشارہ کرے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اگر تم زوجین میں دشمنی کا خوف کرو تو ایک فیصل شوہر کی طرف سے اور ایک عورت کی طرف سے فیصل بھیجو الخ خَبِیْرًا تک ،،

شرح : اس باب میں اس شقاق کا ذکر ہے جو مذکور آئت کریمہ میں ہے۔ شقاق بکسر الشین بمعنی عداوت اور اختلاف ہے۔ خلع کو اس لئے شقاق کہتے ہیں کہ زوجین میں سے ہر ایک وہ کام کرتا ہے جو دوسرے کے لئے دشوار ہوتا ہے۔ اس آئت کریمہ میں حکام سے خطاب ہے۔

marfat.com

۴۹۳۹ — حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَيْكَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ بَنِیْ الْمُغِيْرَةِ اسْتَاذَنُوْا فِیْ اَنْ يَنْكِحَ عَلِیٌّ اِبْنَتَهُمْ فَلَا اٰذَنُ ۔

ابن بطال نے کہا ایک حَکَم مرد کی طرف سے اور ایک عورت کی طرف سے ہو اگر ان کے خاندان سے کوئی حَکَم نہ ہو تو اجانب سے حَکَم تجویز کر لیا جائے جو فیصلہ کرنے کی صلاحیت رکھتے ہوں۔ جب حَکَم (فیصل) آپس میں اختلاف کریں تو اُن کا فیصلہ نافذ نہ ہوگا اور اگر ان میں اتفاق ہو تو توکیل و اجازت کے بغیر ان کا فیصلہ قابل عمل ہوگا۔ اگر وہ فیصلہ میں ان کی تفریق پر اتفاق کریں تو علماء کوفہ اور امام شافعی اور احمد نے کہا ان کے لئے زوجین کی اجازت ضروری ہے ان کی اجازت کے بغیر تفریق نہیں؛ کیونکہ طلاق شوہر کے ہاتھ میں ہے مگر وہ اجازت دے تو فبہا ورنہ اس کی طرف سے حاکم طلاق دے گا۔ ابن ابی شیبہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ حاکموں کے باعث زوجین میں اتفاق و تفریق ہو سکتی ہے۔ عامر سے ایک مرد اور عورت سے متعلق پوچھا گیا۔ جنہوں نے حاکم مقرر کیا تھا پھر ان کا خیال ہُوا کہ آپس میں رجوع کریں تو عامر نے کہا جب تک اُنھوں نے کلام نہیں کیا رجوع کر سکتے ہیں اور اگر کلام کر لیا ہے تو ان کا رجوع کرنا جائز نہیں۔

۴۹۳۹ — ترجمہ : مسور بن مخرمہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ بنی مغیرہ نے اجازت طلب کی ہے کہ وہ اپنی بیٹی کا علی سے نکاح کر دیں میں اجازت نہیں دیتا ہوں۔

۴۹۳۹ — شرح : کرمانی نے کہا اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ سیّدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا اس نکاح سے راضی نہ تھیں اور آپ کے اور حضرت علی المرتضیٰ کے درمیان اس کے باعث اختلاف متوقع تھا۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے وقوع کا دفاع فرمایا کہ اس کی اجازت نہیں دیتا تاکہ شروع سے ہی خلع کی راہ بند ہو۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس سے پہلے گزرا ہے کہ بنی ہشام نے یہ ارادہ کیا تھا اور کتاب الجہاد میں ہے کہ یہ لڑکی ابوجہل کی لڑکی تھی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ان دونوں حدیثوں میں مخالفت نہیں کیونکہ ابوجہل عمر بن ہشام بن مغیرہ ہے لہذا دونوں ایک ہی ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

marfat.com

بَابٌ لَا يَكُوْنُ بَيْعُ الْاَمَةِ طَلَاقًا

۴۶۴۰ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ فِیْ بَرِيْرَةَ ثَلٰثُ سُنَنٍ اِحْدَى السُّنَنِ اَنَّهَا اُعْتِقَتْ فَخُيِّرَتْ فِیْ زَوْجِهَا وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ وَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْبُرْمَةُ تَفُوْرُ بِلَحْمٍ فَقُرِّبَ اِلَيْهِ خُبْزٌ وَّاُدْمٌ مِنْ اُدْمِ الْبَيْتِ فَقَالَ اَلَمْ اَرَ بُرْمَةً فِيْهَا لَحْمٌ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنْ ذٰلِكَ لَحْمٌ تُصُدِّقَ عَلٰى بَرِيْرَةَ وَاَنْتَ لَا تَاْكُلُ الصَّدَقَةَ قَالَ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ وَّلَنَا هَدِيَّةٌ

باب لونڈی کو بیچنا طلاق نہیں

یعنی کسی نے اپنی لونڈی کا کسی سے نکاح کر دیا۔ اگر لونڈی کا مالک اسے فروخت کر دے تو وہ اس کے شوہر کی طرف سے طلاق واقع نہ ہوگی۔ تمام فقہا کا یہی مسلک ہے۔ بعض نے کہا لونڈی کو بیچنے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

۴۹۴۰ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بریرہ کے معاملہ میں تین احکام ہیں۔ ان میں سے ایک یہ کہ وہ آزاد کی گئی تو اسے اپنے شوہر کے بارے میں اختیار دیا گیا۔ (۲) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ولاء اسی کے لئے ہے جو آزاد کرے (۳) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لائے، حالانکہ گوشت کی ہنڈیا جوش مار رہی تھی۔ روٹی

marfat.com

بَابُ خِيَارِ الْاَمَةِ تَحْتَ الْعَبْدِ

۴۹۴۱ــ حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ وَهَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَاَيْتُهٗ عَبْدًا يَعْنِيْ زَوْجَ بَرِيْرَةَ

۴۹۴۲ــ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ ذَاكَ مُغِيْثٌ عَبْدُ بَنِيْ فُلَانٍ يَعْنِيْ زَوْجَ بَرِيْرَةَ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلَيْهِ يَتْبَعُهَا فِيْ سِكَكِ الْمَدِيْنَةِ يَبْكِيْ عَلَيْهَا

اور گھر کے سالن سے سالن آپ کے پاس لایا گیا تو فرمایا کیا میں ہنڈیا نہیں دیکھ رہا ہوں کہ اس میں گوشت ہے۔ گھر والوں نے عرض کیا کیوں نہیں لیکن وہ گوشت بریرہ پر صدقہ کیا گیا ہے۔ اور آپ صدقہ نہیں کھاتے فرمایا یہ بریرہ کے لئے صدقہ ہے۔ ہمارے لئے یہ ہدیہ ہے۔

۴۹۴۰ــ شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ جب عتق سے (آزاد کرنا) طلاق واقع نہیں ہوتی تو بیع سے بطریق اَوْلیٰ طلاق واقع نہ ہوگی۔ اگر عتق سے طلاق واقع ہو جاتی تو سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم بریرہ کو اختیار نہ دیتے؛ کیونکہ اختیار دینا وجودِ نکاح کی دلیل ہے؛ کیونکہ نکاح کا عقدہ اس کے شوہر کے ہاتھ میں ہے اس کو کھولنے کا حق بھی شوہر کو ہے لہٰذا لونڈی کا مالک طلاق کے حق سے محروم ہے۔ بریرہ کے معاملے میں تین شرعی احکام ہیں اُن میں سے ایک یہ ہے کہ منکوحہ جب آزاد ہو جائے تو اسے اپنے شوہر کے نکاح میں رہنے میں اختیار ہے چاہے تو اس سے علیحدہ ہو سکتی ہے۔ دوسرا حکم یہ ہے کہ جو کوئی غلام کو آزاد کرے اس کی ولاء کا وہی مستحق ہے بیچنے والا ولاء سے محروم ہے۔ تیسرا حکم یہ ہے کہ ملکیت تبدیل ہو جانے سے شئی میں تبدیلی آجاتی ہے۔ کیونکہ گوشت جو بریرہ پر صدقہ کیا گیا تھا۔ اس کا حکم اور تھا؛ لیکن جب وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کرنا ہُوا تو اس کا تبدیل ہو گیا۔ اب وہ صدقہ نہ رہا نذرانہ بن گیا۔

marfat.com

۴۹۴۳ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ زَوْجُ بَرِيْرَةَ عَبْدًا اَسْوَدَ يُقَالُ لَهٗ مُغِيْثٌ عَبْدُ لِبَنِيْ فُلَانٍ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلَيْهِ يَطُوْفُ وَرَآءَهَا فِيْ سِكَكِ الْمَدِيْنَةِ

باب جو لونڈی غلام کی منکوحہ ہو، آزاد ہو جانے سے اسے اختیار ہے

۴۹۴۱ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے بریرہ کے شوہر کو عبد دیکھا ہے۔

۴۹۴۲ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا وہ یعنی بریرہ کا شوہر مغیث ہے جو بنی فلاں کا غلام ہے۔ گویا میں اُسے دیکھ رہا ہوں کہ وہ مدینہ منورہ کی گلیوں میں اس کے پیچھے روتا پھرتا ہے۔

۴۹۴۳ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا بریرہ کا شوہر سیاہ غلام تھا اس کو مُغیث کہا جاتا ہے۔ گویا میں اسے دیکھ رہا ہوں وہ اس کے پیچھے مدینہ منورہ کی گلیوں میں پھر رہا ہے۔

۴۱ تا ۴۹۴۳ — شرح : باب کے عنوان اور اس کے تحت بعض احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ بریرہ کا شوہر غلام تھا آزاد نہ تھا۔ محدثین کی جماعت نے بھی عکرمہ کے ذریعہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ بریرہ کا شوہر حیاہ فام غلام تھا۔ اس حدیث سے امام شافعی اور امام مالک نے استدلال کیا کہ اگر منکوحہ لونڈی آزاد ہو جائے اور اس کا شوہر غلام ہو تو اسے اختیار ہے کہ اس کے نکاح میں رہے یا نہ رہے، کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بریرہ کو اختیار دیا تھا جبکہ وہ غلام تھا تو بریرہ نے اپنی ذات کو اختیار کیا شوہر کو اختیار نہ کیا۔ اگر وہ آزاد ہوتا تو آپ اختیار نہ دیتے۔ امام ابوحنیفہ اور آپ کے تلامذہ رضی اللہ عنہم نے کہا منکوحہ لونڈی جب آزاد ہو جائے تو اسے اختیار ہے کہ شوہر کے نکاح میں رہے یا نہ۔

marfat.com

بَابُ شَفَاعَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي زَوْجِ بَرِيْرَةَ

۴۹۴۴ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ زَوْجَ بَرِيْرَةَ كَانَ عَبْدًا

اس کا شوہر غلام ہو یا آزاد ہو اس کی دلیل ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے کہ جب بریرہ آزاد ہوئی تھی اس کا شوہر آزاد تھا اور اسے اختیار دیا گیا (ترمذی) نیز نسائی اور ابن ماجہ کی روائت میں بھی یہی ہے کہ بریرہ کا شوہر اس کے عتق کے وقت آزاد تھا۔ ظاہری بھی یہی کہتے ہیں۔ امام مالک اور شافعی رضی اللہ عنہما کے استدلال کا جواب یہ ہے کہ "اگر وہ آزاد ہوتا تو بریرہ کو اختیار نہ دیا جاتا" یہ اضافہ عروہ نے کیا ہے، کیونکہ نسائی نے تصریح کی ہے کہ قَالَ عُرْوَةُ وَلَوْ كَانَ حُرًّا لَمَا خَيَّرَهَا، نسائی کے الفاظ میں ابن حبان نے اپنی صحیح میں اسی طرح روائت کی ہے۔ طحاوی نے کہا ہو سکتا ہے کہ یہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا کلام ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ عروہ کا کلام ہو پہلے احتمال سے قطعی حجت ثابت نہیں۔ اگر تسلیم بھی کر لیں کہ یہ ام المؤمنین کا کلام ہے لیکن ام المؤمنین سے دو متعارض روائتیں ہیں ایک میں مغیث کو عبد ذکر کیا ہے۔ دوسری میں حُرّ (آزاد) ذکر کیا ہے۔ لہٰذا ان دونوں سے استدلال صحیح نہیں۔

اس مقام کی تحقیق یہ ہے کہ مغیث میں دو حالتوں میں اختلاف ہے۔ ایک یہ کہ وہ عبد تھا دوسری یہ کہ وہ حُرّ تھا۔ یہ مُسَلَّم ہے کہ اصل میں عبد تھا بعد میں حرّ ہوا تھا، کیونکہ عکس محال ہے کہ حریت کے بعد عبدیت نہیں آسکتی تو اس سے واضح ہو گیا کہ جب مغیث کی بیوی آزاد ہوئی تھی اور اس کو اختیار دیا گیا تھا۔ اس وقت اس کا شوہر آزاد تھا۔ لہٰذا جن روایات میں عبد مذکور ہے وہ پہلی حالت ہے اور جن میں حرّ مذکور ہے وہ آخری حالت ہے آخری حالت میں بریرہ آزاد ہوئی ہے۔ لہٰذا یہ کہنا کہ اگر وہ حر ہوتا تو بریرہ کو اختیار نہ دیا جاتا محل تامل ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

بابؔ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا بریرہ کے شوہر کی شفاعت کرنا ؓ

۴۹۴۴ — ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ بریرہ کا شوہر عبد تھا اس کو مُغیث کہا جاتا تھا۔ گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ

marfat.com

يُقَالُ لَهُ مُغِيثٌ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ يَطُوفُ خَلْفَهَا يَبْكِي وَدُمُوعُهُ تَسِيلُ عَلَى لِحْيَتِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَبَّاسٍ يَا عَبَّاسُ أَلَا تَعْجَبُ مِنْ حُبِّ مُغِيثٍ بَرِيرَةَ وَمِنْ بُغْضِ بَرِيرَةَ مُغِيثًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ رَاجَعْتِيهِ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ تَأْمُرُنِي قَالَ إِنَّمَا أَشْفَعُ قَالَتْ فَلَا حَاجَةَ لِي فِيهِ **بَابٌ**

اس کے پیچھے روتا ہوا پھر رہا ہے اور اس کے آنسو اس کی داڑھی پر بہہ رہے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے عباس کیا تم بریرہ سے مغیث کی محبت اور مغیث سے بریرہ کے بغض سے تعجب نہیں کرتے ہو؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (بریرہ سے) فرمایا: اگر تو مغیث کی طرف رجوع کر لیتی تو اچھا ہوتا۔ بریرہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! آپ مجھے حکم فرماتے ہیں یا شفاعت فرما رہے ہیں۔ فرمایا میں صرف شفاعت کرتا ہوں۔ بریرہ نے کہا مجھے اس کی حاجت نہیں۔

۴۹۴۴ ـــــ شرح: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب حاکم کے پاس مقدمہ آئے تو حاکم خصم سے کہہ سکتا ہے کہ تم اپنا حق دوسرے سے ساقط کر دو یا دعویٰ چھوڑ دو، کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بریرہ سے فرمایا تھا جبکہ وہ مدعیٰ علیہا تھیں کہ اگر تو اس طرف رجوع کر لیتی تو اچھا ہوتا۔

معلوم ہوا کہ امام، عالم اور خلیفہ سے رعیت کی حاجات میں شفاعت کرائی جا سکتی ہے۔

بخاری کی روایت میں ہے: اِشْفَعُوْا تُؤْجَرُوْا وَيَقْضِي اللهُ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهٖ مَا يَشَاءُ "یعنی شفاعت کرو تمہیں ثواب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبی "علیہ السلام" کی زبان پر جو چاہے فیصلہ کرتا ہے

جو وہاں تھے ہو یہیں آ کے ہو ؎ جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

نیز حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کسی مسلمان کو کسی مسلمان عورت سے محبت ہو اور وہ اس کے عشق میں بیقرار ہو تو جب تک حرام یا گناہ میں ملوث نہ ہو اس کی محبت کو ظاہر کرنے یا چھپائے رکھنے میں حرج نہیں"

بابٌ

marfat.com

۴۹۴۵ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ اَنَّ عَائِشَةَ اَرَادَتْ اَنْ تَشْتَرِيَ بَرِيْرَةَ فَاَبٰى مَوَالِيْهَا اِلَّا اَنْ يَشْتَرِطُوْا الْوَلَآءَ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اشْتَرِيْهَا وَاَعْتِقِيْهَا فَاِنَّمَا الْوَلَآءُ لِمَنْ اَعْتَقَ وَاُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَحْمٍ فَقِيْلَ اِنَّ هٰذَا مِمَّا تُصُدِّقَ بِهٖ عَلٰى بَرِيْرَةَ فَقَالَ هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ

۴۹۴۶ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ وَزَادَ فَخُيِّرَتْ مِنْ زَوْجِهَا

بَابُ قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ

۴۹۴۵ — ترجمہ : اسود سے روایت ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بریرہ کو خریدنے کا ارادہ کیا تو بریرہ کے مالکوں نے انکار کر دیا مگر یہ کہ ولاء کی شرط کریں (کہ ولاء ان کی ہوگی) ام المؤمنین نے یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تو آپ نے فرمایا بریرہ کو خرید کر آزاد کر دو۔ ولاء اس کے لئے جو آزاد کرے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گوشت لایا گیا اور عرض کیا گیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! یہ وہ گوشت ہے جو بریرہ پر صدقہ کیا گیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ بریرہ کے لئے صدقہ تھا ہمارے لئے ہدیہ ہے۔

۴۹۴۶ — ترجمہ : آدم نے بیان کیا کہ ہمیں شعبہ نے خبر دی اور یہ اضافہ کیا کہ بریرہ کو اس کے شوہر سے اختیار دیا گیا۔ (یہ حدیث کئی بار گزری ہے)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو یہاں تک کہ وہ مومن ہو جائیں!

marfat.com

البتہ مومنہ لونڈی مشرکہ عورت سے بہتر ہے
اگرچہ تمہیں اچھی معلوم ہو!"

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ آئت کریمہ آنے والے بابوں کے لئے بطور تمہید ذکر کی ہے اور مقصود ذکر نہیں کیا کیونکہ اس میں اختلاف ہے۔ تحقیق یہ ہے کہ غیر مسلمہ عورت کے نکاح میں اختلاف ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ آئت کے عموم کے پیش نظر جو آئت سے ظاہر ہے فرمایا کتابیہ عورتوں سے نکاح جائز نہیں؛ کیونکہ کتابی عورتیں یہودی ہوں یا نصرانی مشرکہ ہیں وہ حضرت عیسیٰ اور عُزَیْر علیہما السلام کو اللہ کے بیٹے اعتقاد کرتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کی عورتوں کو اس آئت سے مستثنیٰ کیا ہے اور سورۂ مائدہ کی آئت کریمہ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ ،، سے اس عموم کی تخصیص کی گئی ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ جب یہ آئت کریمہ: لَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ الخ نازل ہوئی تو لوگ اُن سے رُک گئے حتیٰ کہ اس کے بعد والی آئت کریمہ: وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ نازل ہوئی تو لوگوں نے اہلِ کتاب کی عورتوں سے نکاح کیا۔ حضرات صحابہ کرام کی ایک جماعت نے نصرانی عورتوں سے نکاح کیا اور اس میں کچھ حرج نہ سمجھا۔ ابوعبیدہ نے کہا صحابہ کرام اور تابعین کے آثار اس باب میں بسیار منقول ہیں۔

امام مالک، اوزاعی، سفیان ثوری، تمام علماء کوفہ، شافعی اور تمام علماء کا یہی مسلک ہے۔ اس میں کسی کو اختلاف نہیں صرف عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا اختلاف ہے۔ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ نے نائلہ بنت فرافصہ کلبیہ سے نکاح کیا؛ حالانکہ وہ نصرانیہ تھی۔ حضرت حذیفہ نے یہودی عورت سے نکاح کیا جبکہ اُن کے نکاح میں دو عربی عورتیں بھی تھیں۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہیں خط لکھا کہ یہودی عورت چھوڑ دیں۔ حذیفہ نے جواب لکھا کیا یہودیہ عورت سے نکاح حرام ہے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا حرام نہیں ہے، لیکن مجھے ڈر ہے کہ تم زانیہ عورتوں میں واقع نہ ہو جاؤ جو اُن میں بسیار ہیں۔ اور اس تکاہل اور مساہلہ سے زانی عورتوں سے نکاح میں نہ پڑ جاؤ۔ بعض نے کہا مشرک عورتوں سے مراد بت پرست عورتیں ہیں۔ بعض نے کہا محصنات سے وہ عورتیں مراد ہیں جو زناء کی تہمت سے پاک ہیں۔ بعض نے کہا محصنات سے مراد آزاد عورتیں ہیں۔ لونڈیاں مراد نہیں۔ بعض نے کہا اہلِ کتاب سے اسرائیلیات مراد ہیں امام شافعی رحمہ اللہ کا یہی مذہب ہے۔ بعض نے کہا اس سے مراد ذمی عورتیں ہیں حربی عورتیں مراد نہیں۔ (عینی)

marfat.com

۴۹۴۷ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ اِذَا سُئِلَ عَنْ نِكَاحِ النَّصْرَانِيَّةِ اَوِ الْيَهُوْدِيَّةِ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ الْمُشْرِكَاتِ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا اَعْلَمُ مِنَ الْاِشْرَاكِ شَيْئًا اَكْثَرَ مِنْ اَنْ تَقُوْلَ الْمَرْاَةُ رَبُّهَا عِيْسٰى وَهُوَ عَبْدٌ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ

بَابُ نِكَاحِ مَنْ اَسْلَمَ مِنَ الْمُشْرِكَاتِ وَعِدَّتِهِنَّ

۴۹۴۷ — ترجمہ : نافع سے روایت ہے کہ جب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے نصرانیہ اور یہودیہ عورت سے نکاح کے متعلق پوچھا جاتا تھا تو وہ کہتے تھے اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر مشرک عورتوں سے نکاح حرام فرمایا ہے اور میں اس سے بڑا کوئی شرک نہیں جانتا کہ عورت کہے میرا رب عیسیٰ ہے، حالانکہ وہ اللہ کے بندوں میں سے بندہ تھے۔

۴۹۴۷ — شرح : اسی طرح یہودیہ عورت کہتی ہے کہ میرا رب عزیر ہے۔ جمہور علماء کا مذہب یہ ہے کہ ان سے نکاح جائز ہے اور یہ آیت کریمہ وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ منسوخ ہے۔ اس کا ناسخ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ ،، ہے۔ ابو عبید نے کہا اب مسلمانوں کو اہل کتاب سے نکاح کرنے کی رخصت ہے۔ اور یہ تحلیل تحریم کی ناسخ ہے نیز ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ سورۂ بقرہ کی آیت سورۂ مائدہ کی آیت سے منسوخ ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بقرہ کی آیت کو مخصوص اور منسوخ نہیں مانتے۔ وہ اس حدیث میں متفرد ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے نزدیک اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح کرنا حلال ہے اور اولیٰ یہ ہے کہ نہ کرے۔

بابؔ مشرک عورتوں میں سے جو مسلمان ہو جائے اُن سے نکاح کرنا اور ان کی عدّت ،،

کافرہ عورت اگر مسلمان ہو جائے اور مسلمانوں کی طرف ہجرت کر کے

marfat.com

۴۹۴۸ ـ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ وَقَالَ عَطَاءٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ كَانَ الْمُشْرِكُوْنَ عَلٰى مَنْزِلَتَيْنِ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُؤْمِنِيْنَ كَانُوْا مُشْرِكِيْ اَهْلِ حَرْبٍ يُقَاتِلُهُمْ وَيُقَاتِلُوْنَهٗ وَمُشْرِكِيْ اَهْلِ عَهْدٍ لَا يُقَاتِلُهُمْ وَلَا يُقَاتِلُوْنَهٗ وَكَانَ اِذَا هَاجَرَتِ امْرَأَةٌ مِنْ اَهْلِ الْحَرْبِ لَمْ تُخْطَبْ حَتّٰى تَحِيْضَ وَتَطْهُرَ فَاِذَا طَهُرَتْ حَلَّ لَهَا النِّكَاحُ فَاِنْ هَاجَرَ زَوْجُهَا قَبْلَ اَنْ تَنْكِحَ رُدَّتْ اِلَيْهِ وَاِنْ هَاجَرَ عَبْدٌ مِنْهُمْ اَوْ اَمَةٌ فَهُمَا حُرَّانِ وَلَهُمَا مَا لِلْمُهَاجِرِيْنَ ثُمَّ ذَكَرَ مِنْ اَهْلِ

آجائے تو اس کے شوہر اور اس کے درمیان فرقت واقع ہو جاتی ہے۔ اکثر فقہاء کے نزدیک تین حیض گزار کر نکاح کر سکتی ہے۔ یہ امام شافعی کا مذہب ہے امام ابوحنیفہ، ابو یوسف اور امام محمد کے نزدیک اِستبراء رحم کے لئے صرف ایک حیض کافی ہے، کیونکہ اسلام قبول کرنے سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے اس کے لئے ایک حیض کافی ہے اور تین حیض مطلّقہ عورت کی عدّت ہے۔

۴۹۴۸ ـ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلم اور مومنوں کے نزدیک مشرکوں کے دو مرتبے تھے۔ ایک حربی مشرک جن سے حضور جنگ کرتے تھے اور وہ حضور سے لڑتے تھے دُوسرے ذمّی مشرک جن سے حضور جنگ نہ کرتے تھے اور نہ وہ حضور سے لڑتے تھے جب حربی مشرکوں کی کوئی عورت مسلمان ہو کر ہجرت کر کے آتی تو اس کو پیغامِ نکاح نہ بھیجا جاتا حتیٰ کہ اسے حیض آتا اور وہ اس سے پاک ہو جاتی جب وہ پاک ہو جاتی تو اس کے لئے نکاح کرنا حلال ہوتا اگر اس کے نکاح کرنے سے پہلے اس کا شوہر بھی

marfat.com

الْعَهْدِ مِثْلَ حَدِيْثِ مُجَاهِدٍ وَّاِنْ هَاجَرَ عَبْدٌ اَوْ اَمَةٌ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَهْلِ الْعَهْدِ لَمْ يُرَدُّوْا وَرُدَّتْ اَثْمَانُهُمْ وَقَالَ عَطَآءٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ كَانَتْ قُرَيْبَةُ بِنْتُ اَبِىْ اُمَيَّةَ عِنْدَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَطَلَّقَهَا فَتَزَوَّجَهَا مُعَاوِيَةُ بْنُ اَبِىْ سُفْيَانَ وَكَانَتْ اُمُّ الْحَكَمِ اِبْنَةُ اَبِىْ سُفْيَانَ تَحْتَ عِيَاضِ بْنِ غَنْمٍ الْفِهْرِيِّ فَطَلَّقَهَا فَتَزَوَّجَهَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُثْمَانَ الثَّقَفِيُّ

مسلمان ہو کر ہجرت کر کے آجاتا تو اس کو واپس کی جاتی۔ اور اگر ان میں سے کوئی غلام یا لونڈی ہجرت کر کے آتے تو دونوں آزاد ہوتے اور جو مہاجرین کا حکم اور حال ہوتا ان کا بھی وہی حکم وحال ہوتا پھر عطاء نے مشرکانِ اہلِ عہد کے حال سے مجاہد کی حدیث کی مانند ذکر کیا اور اگر مشرکین اہل عہد (اہل ذمہ) سے کوئی غلام یا لونڈی ہجرت کر کے آتے تو اُن کو واپس نہ کیا جاتا اور ان کی قیمتیں واپس کی جائیں۔ عطاء نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ قُرَیبَہ بنت ابی اُمَیّہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بیوی تھی اُنھوں نے اس کو طلاق دیدی تو اس سے معاویہ بن ابی سُفیان نے نکاح کر لیا اور اُمِّ حکم بنت ابی سُفیان عیاض بن غنم فہری کی بیوی تھی اُنھوں نے اس کو طلاق دیدی تو اس سے عبداللہ بن عثمان ثقفی نے نکاح کر لیا۔

۴۹۴۸ — شرح : قولہ ثم ذکر ،، یعنی پھر عطاء نے اہل عہد (اہل ذمہ) کا قصہ مجاہد کی حدیث کی مثل ذکر کیا اور وہ یہ کہ اگر مشرکین اہل ذمہ سے کوئی غلام یا لونڈی مسلمان ہو کر مسلمانوں کی طرف ہجرت کر کے آتے تو انہیں واپس نہ کیا جاتا بلکہ ان کی قیمت ادا کر دی جاتی تھی جیسے مسلمان قیدیوں کا فدیہ دیا جاتا ہے اور فدیہ ادا کرنے سے وہ مسلمانوں کے مملوک نہیں ہوتے تھے ؛ کیونکہ مملوک ہونے کی علت کفر ہے اور وہ منتفی ہو چکی ہے۔ قُرَیبَہ بنت ابی اُمیہ ام المؤمنین ام سلمہ بنت ابی امیہ کی ہمشیرہ ہے۔ ابو اُمیہ کا نام حذیفہ ہے۔ بعض نے سُہیل ذکر کیا ہے اور ام المؤمنین ام سلمہ کا نام ھِند ہے۔ ذہبی نے قریبہ کو صحابیات میں سے شمار کیا ہے۔ جب سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سلمہ سے نکاح فرمایا تھا وہ وہاں موجود تھی۔ اُمِّ حَکَم فتح مکہ میں مسلمان ہوئی۔ وہ ام حبیبہ اور معاویہ کی علاتی بہن ہے۔ ابو عمر نے کہا جب یہ آیت کریمہ : وَلَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ

marfat.com

بَابُ اِذَا اَسْلَمَتِ الْمُشْرِكَةُ اَوِ النَّصْرَانِيَّةُ تَحْتَ الذِّمِّيِّ اَوِ الْحَرْبِيِّ وَقَالَ عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ خَلِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اِذَا اَسْلَمَتِ النَّصْرَانِيَّةُ قَبْلَ زَوْجِهَا بِسَاعَةٍ حَرُمَتْ عَلَيْهِ وَقَالَ دَاوٗدُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ الصَّائِغِ سُئِلَ عَطَاءٌ عَنِ امْرَأَةٍ مِنْ اَهْلِ الْعَهْدِ اَسْلَمَتْ ثُمَّ اَسْلَمَ زَوْجُهَا فِي الْعِدَّةِ اَهِيَ امْرَأَتُهٗ قَالَ لَا اِلَّا اَنْ تَشَآءَ هِيَ بِنِكَاحٍ جَدِيْدٍ وَصَدَاقٍ وَقَالَ مُجَاهِدٌ اِذَا اَسْلَمَ فِي الْعِدَّةِ يَتَزَوَّجُهَا وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ وَقَالَ الْحَسَنُ

نازل ہوئی اس وقت وہ عیاض بن غنم فہری کی بیوی تھی - اس وقت انہوں نے اس کو طلاق دیدی تو عبداللہ بن عثمان ثقفی نے اس سے نکاح کر لیا تھا۔

باب جب مشرکہ یا نصرانیہ عورت ذمّی یا حربی کی بیوی مسلمان ہو جائے

یعنی جب عورت اپنے شوہر سے پہلے مسلمان ہو جائے تو ان میں محض عورت کے اسلام قبول کرنے سے ہی فرقت واقع ہو جاتی ہے یا عورت کو اختیار ہے یا عدّت کے اندر اندر موقوف رہے گا - اگر شوہر مسلمان ہو گیا تو نکاح باقی رہے گا ورنہ ان میں تفریق ہو جائے گی۔ اس مسئلہ میں مشہور اختلاف ہے ابن بطال نے کہا ابن عباس اور عطاء رضی اللہ عنہم کا مذہب یہ ہے کہ نصرانیہ عورت کا شوہر سے پہلے اسلام قبول کرنا اس کے نکاح کو فسخ کر دیتا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ ،، نہ عورتیں مردوں کے لئے ہیں اور نہ مرد عورتوں کے لئے حلال ہیں۔ یہ آیت کریمہ اپنے عموم کے اعتبار سے سب کو شامل ہے۔ عدّت اور غیر عدّت کا وقت مخصوص نہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

marfat.com

وَقَتَادَةُ فِی مَجُوْسِیَّیْنِ اَسْلَمَا هُمَا عَلٰی نِکَاحِهِمَا وَاِذَا سَبَقَ اَحَدُهُمَا صَاحِبَهٗ وَاَبَی الْاٰخِرُ بَانَتْ لَا سَبِیْلَ لَهٗ عَلَیْهَا وَ قَالَ ابْنُ جُرَیْجٍ قُلْتُ لِعَطَآءٍ اِمْرَاَةٌ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ جَآءَتْ اِلَی الْمُسْلِمِیْنَ اَیُعَاوِضُ زَوْجَهَا مِنْهَا لِقَوْلِهٖ تَعَالٰی وَاٰتُوْهُمْ مَّآ اَنْفَقُوْا

سے بھی اس طرح مروی ہے۔ مجاہد، قتادہ، امام مالک، شافعی اور احمد رضی اللہ عنہم نے کہا اگر شوہر عدّت میں مسلمان ہوگیا تو اس سے نکاح کرلے ورنہ نہیں۔ امام ابوحنیفہ اور سفیان ثوری نے کہا شوہر پر اسلام پیش کیا جائے گا۔ اگر اس نے اسلام قبول کر لیا تو وہ دونوں پہلے نکاح پر قائم رہیں گے اور اگر اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا تو ان میں تفریق کر دی جائے گی اور شوہر کا انکار تفریق کا سبب ہے اور اگر دارِ حرب میں عورت مسلمان ہو کر دارِ اسلام میں آگئی تو اختلافِ دارین کے سبب بائن ہو جائے گی۔ قَالَ عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِکْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اِذَا اَسْلَمَتِ النَّصْرَانِیَّةُ قَبْلَ زَوْجِهَا بِسَاعَةٍ حُرِّمَتْ عَلَیْهِ ،، عبدالوارث نے خالد، عکرمہ کے ذریعہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جب نصرانیہ عورت اپنے شوہر سے پہلے ایک گھڑی اسلام قبول کرلے تو وہ شوہر پر حرام ہو جاتی ہے (اور یہ اپنے عموم کے اعتبار سے مدخول بہا اور غیر مدخول بہا دونوں کو شامل ہے۔

قولہ قال دَاوٗدُ الخ داؤد نے ابراہیم صائغ سے روایت کی کہ عطاء سے اہل ذمہ کی عورت کے متعلق پوچھا گیا جو اسلام قبول کرلے پھر اس کی عدّت میں اس کا شوہر اسلام قبول کرلے تو وہ اس کی بیوی ہے ورنہ نہیں مگر یہ کہ وہ چاہے تو از سرِ نو نکاح کرلے اور نیا مہر مقرر کرے۔

قولہ قال مجاہدٌ الخ مجاہد نے کہا جب عدّت میں مسلمان ہوگیا تو اس سے نکاح کرلے اس کی صورت یہ ہے کہ اگر عورت مسلمان ہو جائے پھر اس کی عدت میں اس کا شوہر اسلام قبول کرلے تو وہ اس سے نکاح کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے نہ وہ عورتیں مردوں کے لئے حلال ہیں اور نہ مرد عورتوں کے لئے حلال ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ عطاء کے مذکور قول کی تائید کے لئے ذکر کی ہے اور انھوں نے یہی قول اختیار کیا ہے۔ وہ یہ کہ جب نصرانیہ عورت اسلام قبول کرلے پھر اس کی عدت میں شوہر مشرف باسلام ہو جائے تو وہ نکاحِ جدید کے بغیر اس کے لئے حلال نہیں اور اس میں مہر بھی نیا مقرر کرنا ہوگا۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ عطاء نے اس سے پہلے باب میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جب کوئی عورت مسلمان ہو کر دارالحرب سے ہجرت کر کے آئے تو اس کو نکاح کا پیغام نہیں دیا جائے گا حتی کہ

marfat.com

قَالَ لَا اِنَّمَا كَانَ ذَاكَ بَيْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ بَيْنَ اَهْلِ الْعَهْدِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ هٰذَا كُلُّهُ فِيْ صُلْحٍ بَيْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ قُرَيْشٍ

۴۹۴۹ ـ حَدَّثَنَا ابْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنِيْ

اس کو حیض آجائے پھر اس سے پاک ہو جائے اور یہ روایت اُس روایت کے متعارض ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ قولہ لم تخطب حتی تحیض و تطھر" ہو سکتا ہے کہ اس سے مراد یہ ہو کہ جب تک وہ عدت میں ہے اپنے شوہر کا انتظار کرے اور یہ بھی احتمال ہے کہ نکاح کے پیغام کی تاخیر اس لئے ہو کہ وہ معتدہ ہے۔ اور اس کو جب تک عدت میں ہو نکاح کا پیغام نہیں دیا جاتا۔ اور جب دوسرے احتمال پر محمول کیا جائے تو تعارض ختم ہو جائے گا۔"

قولہ قَالَ الْحَسَنُ الخ حسن بصری اور قتادہ نے دو مجوسیوں کے بارے میں کہا جو ایک ساتھ مسلمان ہو گئے کہ وہ اپنے پہلے نکاح پر قائم رہیں۔ اگر ان میں سے ایک پہلے مسلمان ہو گیا اور دوسرے نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا تو وہ شوہر سے بائنہ ہو جائے گی اب شوہر کو اس کی طرف کوئی راہ نہیں ہے۔

قولہ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ الخ ابن جریج نے کہا میں نے عطاء سے کہا کوئی مشرکہ عورت اسلام قبول کر کے مسلمانوں کی طرف آجائے تو کیا اس کے مشرک شوہر کو اس کے مہر کا معاوضہ دیا جائے گا؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان کو وہ دو جو اُنھوں نے خرچ کیا ہے۔ عطاء نے کہا کچھ نہ دے۔ ادائِ معاوضہ اس وقت تھا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اہلِ عہد کے درمیان معاہدہ تھا۔ آج کوئی معاہدہ نہیں لہٰذا کچھ نہ دیا جائے گا۔ قَالَ مُجَاهِدٌ الخ مجاہد نے کہا یہ تمام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور قریش کے درمیان صلح میں تھا کہ اگر مسلمانوں کی عورتیں کفار کی طرف چلی جائیں تو کافر مسلمانوں کو ان کے مہر واپس کریں گے اور انہیں روک لیں گے اور جو کفار کی عورتوں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کی طرف ہجرت کر کے آجائیں وہ ابھی ایسا ہی کریں گے کہ ان کے مہر واپس کریں گے۔ یہ شرط صلح حدیبیہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور قریش کے درمیان طے پائی تھی" یہ اب نہیں۔

۴۹۴۹ ــــ ترجمہ : ابن شہاب نے کہا مجھے عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ

marfat.com

ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي يُونُسُ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ اَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ
الزُّبَيْرِ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَتِ
الْمُؤْمِنَاتُ اِذَا هَاجَرْنَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُمْتَحَنُهُنَّ
بِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ
مُهٰجِرَاتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ قَالَتْ عَائِشَةُ فَمَنْ اَقَرَّ
بِهٰذَا الشَّرْطِ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ فَقَدْ اَقَرَّ بِالْمِحْنَةِ فَكَانَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَقْرَرْنَ بِذٰلِكَ مِنْ قَوْلِهِنَّ قَالَ
لَهُنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْطَلِقْنَ فَقَدْ بَايَعْتُكُنَّ
لَا وَاللّٰهِ مَا مَسَّتْ يَدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَ امْرَاَةٍ
قَطُّ غَيْرَ اَنَّهُ بَايَعَهُنَّ بِالْكَلَامِ وَاللّٰهِ مَا اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى النِّسَاءِ اِلَّا بِمَا اَمَرَهُ اللّٰهُ يَقُوْلُ لَهُنَّ اِذَا اَخَذَ عَلَيْهِنَّ
قَدْ بَايَعْتُكُنَّ كَلَامًا

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مومن عورتیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کرتیں تو آپ اُن کا اللہ تعالیٰ کے کلام "اے مومنو! جب تمہارے پاس مومن عورتیں ہجرت کر کے آئیں تو ان کا امتحان لو اور اللہ اُن کا ایمان جانتا ہے" سے ان کا امتحان لینے، جو مومن عورت اس شرط کا اقرار کرتی وہ محنت و ابتلاء میں واقع ہونے کا اقرار کرتی (آزمائش میں پوری اُترتی) جب وہ اپنے قول سے اس شرط کا اقرار کر لیتیں تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن سے فرماتے جاؤ میں نے تمہیں بیعت کر لیا بخدا! جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ نے کسی عورت کے ہاتھ کو مس نہیں کیا۔ سوا اس کے آپ صرف ان کو کلام سے بیعت کرتے تھے۔ خدا کی قسم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں سے وہ ہی شئی لیتے جس کا اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم فرمایا ہے۔ آپ

marfat.com

بَابُ قَوْلُهٗ تَعَالٰی لِلَّذِیْنَ یُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ اِلٰی قَوْلِهٖ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ فَآءُوْ ارَجَعُوْا

عورتوں سے فرماتے جبکہ اُن سے عہد لیتے میں نے تمہیں بیعت کرلیا ہے۔

۴۹۴۹ — شرح : یعنی جب عورتیں اسلام قبول کرکے جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی طرف آتیں تو آپ حسبِ ارشاد خداوند اُن کا اس آئت کریمہ سے امتحان لیتے کہ وہ اس شرط پر ثابت قدم رہتی ہیں ۔ یہ اُن کا ظاہری ایمان تھا اور باطن کے اعتبار سے اللہ ان کا ایمان جانتا ہے اور وہ چند شرطیں تھیں کہ اللہ کا کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گی چوری نہ کریں گی ۔ زناء نہ کریں گی ، کسی پر بہتان نہ باندھیں گی جب وہ اس شرط کا اقرار کرلیتیں تو وہ آزمائش میں پوری اترتیں ،، اور تاکید کے لئے بیعت کی کیفیت کا تکرار کیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا عورتوں کے امتحان کے معنی یہ ہیں کہ انہیں دیکھیں وہ اپنے شوہروں سے بغض کی وجہ سے تو نہیں آئی ہیں اور نہ ہی ایک زمین سے دُوسری زمین کی طرف جانے کی رغبت کی وجہ سے آئی ہیں اور نہ دُنیا کی خواہش رکھتی ہیں۔ بلکہ انھوں نے صرف اللہ اور اس کی محبت کے لئے ہجرت کی ہے۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! ان لوگوں کے لئے جو اپنی بیویوں سے ایلاء کرتے ہیں چار ماہ انتظار ہے،، سمیع علیم تک فَاِنْ فَآءُوْا ،، یعنی لوٹیں،،

لغت میں ایلاء کے معنی حلف ہیں اٰلٰی یُؤلِی ایلاءً بمعنی حلف ہے ۔ ایلاء یہ ہے کہ قسم کھاکر کہے کہ وہ چار ماہ اپنی بیوی کے قریب نہ جائے گا ۔ یعنی ابتداءِ قسم سے چار ماہ تک جماع نہ کرے گا چار ماہ گزر جانے کے بعد رجوع کرے یا طلاق دے ؛ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر وہ پہلے حال کی طرف لوٹیں۔ اگر چار ماہ سے پہلے جماع کرے گا تو حانث ہوگا اور اس پہ قسم کا کفارہ واجب ہے ۔ اگر چار ماہ بعد جماع کرے گا تو اس پہ کفارہ وغیرہ کچھ نہیں ہے۔ اگر چار ماہ گزر جانے کے بعد جماع نہ کرے تو ایک طلاق واقع ہوجاتی ہے۔ حضرت عثمان غنی ، علی المرتضیٰ ، زید بن ثابت عبداللہ بن عباس ، عبداللہ بن عمر ، عبداللہ بن مسعود کا یہی مسلک ہے امام ابوحنیفہ اور آپ کے اصحاب کا مذہب بھی یہی ہے اگر چار ماہ سے کم پہ ایلاء کرے

marfat.com

۴۹۵۰ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ اَبِیْ اُوَیْسٍ عَنْ اَخِیْہِ عَنْ سُلَیْمٰنَ عَنْ حُمَیْدِ نِ الطَّوِیْلِ اَنَّہٗ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِکٍ یَقُوْلُ اٰلٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ نِسَائِہٖ وَکَانَتْ اِنْفَکَّتْ رِجْلُہٗ فَاَقَامَ فِیْ مَشْرُبَۃٍ لَّہٗ تِسْعًا وَّعِشْرِیْنَ ثُمَّ نَزَلَ فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اٰلَیْتَ شَھْرًا قَالَ اَلشَّھْرُ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ یَوْمًا

تو یہ شرعی ایلاء نہیں اور ایلاء جب ہی صحیح ہے کہ قسم میں اللہ کا نام ذکر کرے اور کہے واللہ لاقربک اربعۃ اشہر ،، بخدا میں چار ماہ تیرے قریب نہیں جاؤں گا۔ امام ابوحنیفہ کے نزدیک ذمی کا ایلاء صحیح ہے، لیکن امام مالک، ابو یوسف اور محمد کے نزدیک ذمی کا ایلاء صحیح نہیں۔ امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک ایلاء کے صحیح ہونے میں کافر، غلام اور لونڈی برابر ہیں۔ اگر کافر ایلاء کے بعد مشرف باسلام ہوگیا تو ایلاء باقی رہے گا۔ ایلاء سے اگر عورت مطلقہ ہوجائے تو اس کی عدت تین حیض ہے۔ اکثر فقہاء کے نزدیک عبد کا ایلاء دو ماہ ہے۔

جو شخص خود یا بیوی کے بیمار ہونے یا گوشت سے عورت کی فرج بند ہوجانے یا فرج میں ہڈی بڑھ جانے یا کمسنی یا بُعدِ مسافت یا قید ہونے کے سبب بیوی سے جماع نہ کرسکے تو زبانی رجوع کرسکتا ہے چنانچہ کہے میں نے رجوع کیا مگر شرط یہ ہے کہ چار ماہ تک جماع پر قادر نہ ہوسکے۔ امام شافعی فرماتے ہیں: زبانی رجوع کا اعتبار نہیں (عینی)

۴۹۵۰ — ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں سے ایلاء کیا جبکہ آپ کا پاؤں نکل گیا تھا۔ تو آپ بالاخانہ میں انتیس روز ٹھہرے رہے پھر اُترے تو حاضرینِ مجلس نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے ایک ماہ کے لئے ایلاء فرمایا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ مہینہ انتیس دن کا ہے۔

۴۹۵۰ — شرح: ظاہر ہے کہ یہ ایلاء فقہی نہیں جس کا آیت کریمہ میں تذکرہ ہے۔ بلکہ یہ تو حضور نے قسم کھائی کہ ایک مہینہ بیویوں کے پاس نہ جائیں گے لہٰذا اس باب میں جہاں شرعی ایلا کا ذکر ہے اس حدیث کا ذکر مناسب نہ تھا۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس حدیث کو جس میں ایلاء لغوی مذکور ہے اس باب میں ذکر کرنے سے مقصد یہ ہے کہ شرعی ایلاء

marfat.com

۴۹۵۱ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ
اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ فِي الْاِيْلَاءِ الَّذِيْ سَمَّى اللّٰهُ تَعَالٰى لَا يَحِلُّ
لِاَحَدٍ بَعْدَ الْاَجَلِ اِلَّا اَنْ يُمْسِكَ بِالْمَعْرُوْفِ اَوْ يَعْزِمَ الطَّلَاقَ
كَمَا اَمَرَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَقَالَ لِيْ اِسْمٰعِيْلُ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ
نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اِذَا مَضَتْ اَرْبَعَةُ اَشْهُرٍ يُوْقَفُ حَتّٰى يُطَلِّقَ
وَلَا يَقَعُ عَلَيْهِ الطَّلَاقُ حَتّٰى يُطَلِّقَ وَيُذْكَرُ ذٰلِكَ عَنْ عُثْمَانَ وَ
اَبِي الدَّرْدَاءِ وَعَائِشَةَ وَاثْنَيْ عَشَرَ رَجُلًا مِنْ اَصْحَابِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کا معنی لغوی ایلاء سے جدا نہیں جو مطلق حلف ہے اس طرح یہ حدیث عنوان کے موافق ہے، کیونکہ ایلاء شرعی اور لغوی میں لفظی اشتراک ہے۔

۴۹۵۱ — ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں باب ایلاء جس کو اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے۔ مدتِ ایلاء کے بعد کسی کے لئے حلال نہیں مگر یہ کہ عورت کو بھلائی سے روکے یا طلاق کا قصد کرے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے مجھے اسماعیل نے کہا کہ مجھے مالک نے نافع کے واسطہ سے عبداللہ بن عمر سے خبر دی کہ جب چار ماہ گزر جائیں تو توقف کیا جائے۔ حتیٰ کہ وہ طلاق دے اور جب تک طلاق نہ دے گا طلاق واقع نہ ہوگی ،، یہ حضرت عثمان علی، ابودرداء، ام المؤمنین عائشہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ صحابہ سے مذکور ہے۔

۴۹۵۱ — شرح : فقہاء کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ جس عورت سے ایلاء کیا اور چار ماہ گزر گئے۔ آیا اس مدت کے بعد عورت مطلقہ ہو جاتی ہے یا تطلیق پر موقوف ہوتی ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایلاء کی مدت چار ماہ گزرنے کے بعد عورت کو طلاق ہو جاتی ہے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ حالف کی مدتِ ایلاء چار ماہ گزرنے کے بعد اختیار ہے۔ اگر حالف چاہے تو رجوع کرے چاہے تو طلاق دیدے اس کے طلاق دیئے بغیر عورت مطلقہ نہ ہوگی۔ ان کی دلیل عبداللہ بن عمر کی یہی حدیث ہے۔ احناف نے دارقطنی

marfat.com

بَابُ حُكْمِ الْمَفْقُوْدِ فِيْ اَهْلِهٖ وَمَالِهٖ

وَقَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ اِذَا فُقِدَ فِي الصَّفِّ عِنْدَ الْقِتَالِ تَرَبَّصُ اِمْرَأَتُهٗ سَنَةً وَاشْتَرٰى ابْنُ مَسْعُوْدٍ جَارِيَةً فَالْتَمَسَ صَاحِبَهَا سَنَةً فَلَمْ يَجِدْ وَ فُقِدَ فَاَخَذَ يُعْطِي الدَّرَهَمَ وَالدِّرْهَمَيْنِ وَقَالَ اللّٰهُمَّ عَنْ فُلَانٍ فَاِنْ اُتِيَ فَلِيْ وَعَلَيَّ وَقَالَ هٰكَذَا فَافْعَلُوْا بِاللُّقَطَةِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَحْوَهٗ وَقَالَ الزُّهْرِيُّ فِي الْاَسِيْرِ

کی حدیث جسے سعید بن مسیب اور ابوبکر بن عبدالرحمٰن نے روائت کیا سے استدلال کیا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔ جب چار ماہ گزر جائیں تو عورت مطلقہ ہو جاتی ہے اور عبدالرزاق نے مصنف میں اپنے اسناد کے ساتھ عثمان غنی اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ وہ دونوں ایلاء کے مسئلہ میں کہتے تھے جب چار ماہ گزر جائیں تو عورت ایک طلاق سے مطلقہ ہو جاتی ہے۔ اور وہ عورت اپنے نفس کی مالک ہے شوہر کا اس پر کوئی حق نہیں وہ مطلقہ کی عدت گزارے گی۔ معمر نے قتادہ سے ذکر کیا کہ حضرت علی، عبداللہ بن مسعود اور ابن عباس رضی اللہ عنہم نے کہا جب چار ماہ گزر جائیں تو عورت مطلقہ ہو جاتی ہے اور وہ اپنے نفس کی مالک ہے وہ مطلقہ جیسی عدت پوری کرے گی۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضرت علی سے اس کے خلاف بھی منقول ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ عبداللہ بن عمر سے بھی بخاری میں مذکور کے خلاف منقول ہے؛ چنانچہ ابن ابی شیبہ نے اپنے مصنف میں اپنے اسناد کے ساتھ ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے روائت کیا کہ اگر کسی نے بیوی سے اِیلاء کیا اور ایفاء نہ کی حتیٰ کہ چار ماہ گزر گئے تو اسے ایک بائن طلاق واقعہ ہو جائے گی۔ دارقطنی نے سہل بن ابی صالح کے طریق سے ذکر کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ صحابہ کرام نے کہا کہ ایلاء میں کوئی شئی نہیں حتیٰ کہ چار ماہ گزر جائیں اگر رجوع کرے تو فبہا ورنہ طلاق دے لیکن اس روائت میں بارہ صحابہ میں اجمال ہے نہ معلوم وہ کون ہیں اور جو احناف نے ذکر کیا ہے اس میں بارہ صحابہ کی تفصیل مذکور ہے؛ چنانچہ وہ عمر فاروق عثمان غنی، علی المرتضیٰ، عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر اور زید بن ثابت ہیں اور تفصیل و تعیین اجمال سے اقویٰ ہیں لہٰذا انصاف یہ ہے کہ چار ماہ بعد توقف کا قول نہیں کرنا چاہیئے (عینی)

marfat.com

يُعْلَمُ مَكَانُهُ لَا تَتَزَوَّجُ امْرَأَتُهُ وَلَا يُقْسَمُ مَالُهُ فَإِذَا انْقَطَعَ خَبَرُهُ فَسُنَّتُهُ سُنَّةُ الْمَفْقُودِ

باب گمشدہ کے مال و دولت اور اس کے اہل و عیال کا حکم

سعید بن مسیب نے کہا جب جنگ کی صف میں لڑائی کے وقت غائب پایا جائے تو اس کی بیوی ایک سال انتظار کرے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک باندی خریدی اور اس کے مالک کو ایک سال تلاش کرتے رہے پھر ایک درہم دو درہم (فقراء کو) دینے شروع کئے اور کہتے اے اللہ یہ فلاں شخص (بائع) کی طرف سے ہیں اگر فلاں آگیا تو یہ میرے ہیں اور اگر نہ آیا تو مجھ پر (غرامت ہے)

ابن مسعود نے کہا جو چیز گمشدہ ہوئی ملے اس کے ساتھ بھی اسی طرح کرو۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اسی طرح فرمایا۔ زہری نے اس قیدی کے متعلق فرمایا جس کی رہنے کی جگہ معلوم ہے اُس کی بیوی نکاح نہ کرے اور نہ ہی اس کا مال تقسیم کیا جائے جب اس کی خبر منقطع ہو جائے تو اس کا طریقہ گمشدہ کا طریقہ ہے۔

تشریح : جو شخص گم ہو جائے اور اس کے زندہ ہونے کا پتہ نہ چلے تو اس کے اہل و عیال اور مال و دولت کے حکم کی تفصیل یہ ہے کہ اگر دشمن سے جنگ ہو رہی ہو اور وہ صفِ قتال میں ہے تو اس کی بیوی ایک سال انتظار کرنے کے بعد نکاح کر لے اور اس کا مال بطور وراثت تقسیم کیا جائے۔ بعض نے کہا اتنی مدت انتظار کرے کہ صفِ قتال میں جتنے لوگ گمشدہ تھے وہ سب واپس ہو جائیں اور وہ نہ ملے تو اس کو فوت شدہ قرار دیا جائے اس کے بعد اس کی بیوی نکاح کر سکتی ہے حنفیہ کے نزدیک اتنی مدت انتظار کرے کہ اس کے ہم عصر زندہ نہ رہیں۔ بعض لوگوں نے عام گمشدہ اور صفِ قتال میں گم ہو جانے والوں میں کوئی فرق نہیں کیا۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب تک اس کی

marfat.com

۴۹۵۲ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ يَحْيٰى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ يَزِيْدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنْ ضَالَّةِ الْغَنَمِ فَقَالَ خُذْهَا فَاِنَّمَا هِيَ لَكَ اَوْ لِاَخِيْكَ اَوْ لِلذِّئْبِ وَسُئِلَ عَنْ ضَالَّةِ الْاِبِلِ فَغَضِبَ وَاحْمَرَّتْ وَجْنَتَاهُ فَقَالَ مَالَكَ وَلَهَا مَعَهَا الْحِذَاءُ وَالسِّقَاءُ تَشْرَبُ الْمَاءَ وَتَاْكُلُ الشَّجَرَ حَتّٰى يَلْقَاهَا رَبُّهَا وَسُئِلَ عَنِ اللُّقْطَةِ فَقَالَ اَعْرِفْ

موت کا یقین نہ ہو جائے۔ اس کا مال تقسیم نہ کیا جائے۔

قولہ اشتریٰ عبداللہ بن مسعود الخ یعنی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک لونڈی خریدی اور بیچنے والا فروخت کرنے کے بعد رقم وصول کئے بغیر غائب ہوگیا۔ عبداللہ بن مسعود نے اس کو سال بھر تلاش کیا مگر وہ نہ ملا۔ پھر انھوں نے قیمت کے عوض فقراء و مساکین کو ایک ایک دو دو درہم دینے شروع کئے اور کہا اے اللہ! یہ فلاں لونڈی فروخت کرنے والے کی طرف سے صدقہ ہے کہ اس کا ثواب اسے پہنچے پس اگر وہ آجائے اور مجھ سے لونڈی کی قیمت طلب کرے تو اس کا ثواب میرے لئے ہو اور اس کی قیمت میرے ذمہ ہوگی میں اسے ادا کر دوں گا۔ عبداللہ بن مسعود نے کہا جو چیز تمہیں راہ میں مل جائے تو اس کے ساتھ بھی اسی طرح کرو کہ ایک سال انتظار کرنے کے بعد صدقہ کر دو اگر مالک آجائے تو اس کی ضمان ادا کر دو۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی یہی فتویٰ صادر کرتے تھے۔ زہری نے اس قیدی کو جو دشمن کے ہاتھوں گرفتار ہو اور اس کی جگہ معلوم ہو کہ وہ زندہ ہے لیکن کے بارے میں کہا کہ اس کی بیوی نکاح نہ کرے اور نہ ہی اس کا مال تقسیم کیا جائے؛ کیونکہ وہ زندوں کے حکم میں ہے اور جب اس کی زندگی کی خبر منقطع ہو جائے اور اس کی جگہ بھی معلوم نہ ہو اس کا معاملہ غائب ہونے والے کی طرح ہے کہ ایک سال انتظار کرنے کے بعد اس کو فوت شدہ قرار دے کر اس کا ترکہ بطورِ وراثت تقسیم کیا جائے اور اس کی بیوی نکاح کر سکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

۴۹۵۲ — ترجمہ: یزید مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گمشدہ بکری کے متعلق سوال عرض کیا گیا تو آپ نے فرمایا اسے پکڑ لو وہ تمہاری ہے یا تمہارے بھائی کی ہے یا بھیڑیئے کی ہے۔ حضور سے گمشدہ اونٹ

marfat.com

وِكَآءُهَا وَعِفَاصُهَا وَعَرِّفْهَا سَنَةً فَإِنْ جَآءَ مَنْ يَعْرِفُهَا وَإِلَّا فَاخْلِطْهَا
بِمَالِكَ قَالَ سُفْيٰنُ فَلَقِيْتُ رَبِيْعَةَ بْنَ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ سُفْيٰنُ
وَلَمْ أَحْفَظْ عَنْهُ شَيْئًا غَيْرَ هٰذَا فَقُلْتُ أَرَأَيْتَ حَدِيْثَ يَزِيْدَ مَوْلَى
الْمُنْبَعِثِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ سُفْيٰنُ فَلَقِيْتُ رَبِيْعَةَ فَقُلْتُ لَهٗ

کے متعلق سوال عرض کیا گیا تو آپ غصہ سے بھر گئے اور آپ کے رُخسارے سُرخ ہو گئے اور فرمایا تجھے اس سے کیا کام اس کے ساتھ پاؤں اور مشکیزہ ہے۔ وہ پانی پیتا رہے گا۔ درخت کھاتا رہے گا حتیٰ کہ اس کا مالک اس کو ملے گا۔ آپ سے لقطہ (گری ہوئی شئے) کے متعلق سوال عرض کیا۔ آپ نے فرمایا اس کی تھیلی اور سربندھن پہچان لو اور ایک سال اس کا اعلان کرو اگر اس کو پہچاننے والا کوئی آجائے تو فبہا ورنہ اس کو اپنے مال سے ملالو۔ سفیان نے کہا میں ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن سے ملا سفیان نے کہا میں نے اس کے سوا اس حدیث سے کچھ یاد نہیں کیا میں نے کہا آپ مجھے گم شدہ کے متعلق یزید مولی منبعث کی حدیث کی خبر دیں۔ کیا وہ زید بن خالد سے مروی ہے؟ اس نے کہا جی ہاں یحییٰ نے کہا ربیعہ نے اس کو یزید سے اُنھوں نے زید بن خالد سے ذکر کیا ہے۔ سفیان نے کہا میں نے ربیعہ سے ملاقات کی اور اُن سے کہا۔

۴۹۵۲ — شرح : لقطہ کی حدیث مفقود الخبر کے باب میں ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ گمشدہ مفقود الخبر کی طرح ہے چنانچہ ضالہ ہمیشہ مالک کی ملک میں رہتا ہے اس سے مالک کی ملکیت زائل نہیں ہوتی۔ ایسے ہی چاہیئے کہ مفقود الخبر یعنی گمشدہ مرد کی بیوی کا نکاح باقی رہے۔ جب تک اس کی زندگی کی امید منقطع نہ ہو۔

قولہ قال یحییٰ الخ اس کلام سے مقصد یہ ہے کہ یزید مولی منبعث تابعی ہے وہ زید بن خالد صحابی سے روایت کرتے ہیں۔ لہٰذا یہ حدیث مُرسل نہیں ہے۔ قولہ قال سفیان ،، ظاہر ہے کہ یہ تکرار ہے لقطہ وہ ہے جو کسی شخص سے غفلت سے گر جائے۔ سقاء سے مراد پیٹ ہے۔ وکاء جس رسّی سے بوری کا سَر باندھا جاتا ہے۔ عِفاص تھیلی جس میں خرچہ ہوتا ہے۔

حدیث کی تقریر یہ ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر لقطہ کا مالک نہ آئے تو یہ تمہارا ہے اگر تم نے اُٹھایا تو کوئی تیرا بھائی پکڑ لے گا یا مالک آجائے تو وہ پکڑ لے گا اور اگر کسی نے نہ پکڑا تو ضائع ہو جائیگی اور اس کو بگھیاڑ کھا جائے گا اور اُونٹ کے متعلق فرمایا وہ دوڑتا خوب ہے اس کا کھانا پینا اسے فراہم ہے وہ لقطہ نہیں اسے نہ پکڑو۔ لقطہ کا حکم یہ ہے کہ اگر کسی کو کوئی گمشدہ شئی ملے تو اس کو اُٹھانے اور سال بھر اس کی اشاعت

marfat.com

بَابٌ قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا
اِلٰی قَوْلِهٖ فَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّیْنَ مِسْكِیْنًا
وَقَالَ لِیْ اِسْمٰعِیْلُ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ اَنَّهٗ سَاَلَ اِبْنَ شِهَابٍ عَنْ
ظِهَارِ الْعَبْدِ فَقَالَ مَخْرَجُهَا مِنَ الْحُرِّ قَالَ مَالِكٌ وَصِیَامُ الْعَبْدِ

کرے اگر کوئی مالک نہ آئے۔ تو اُٹھانے والا غریب ہے تو خود استعمال کرلے اور اگر مالدار ہے تو فقراء پر صدقہ کر دیں لیکن دونوں صورتوں میں اگر مالک آجائے اور اپنی گمشدہ شئ کی شناخت کر دے تو اس کی ضمان ادا کرنا واجب ہے۔ اس حدیث کی مزید تفصیل کتاب العلم اور کتاب اللقطہ میں گزری ہے۔

بَابُ الظِّهَار

ظہار بکسر الظاء شرعًا یہ ہے کہ شوہر اپنی بیوی سے کہے اَنْتِ عَلَیَّ كَظَهْرِ اُمِّیْ ،، تو میرے اُوپر میری ماں کی پشت کی مثل ہے یا بیوی کو ایسی عورت سے تشبیہ دے جو اس پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو اس میں بیٹی، بہن، خالہ وغیرہ داخل ہیں ظہار سے مقصد جماع اور اس کے دواعی کو حرام کرنا ہے۔ تمام اعضاء میں سے ظہر (پشت) سے تعبیر کرنا اگرچہ پیٹ، ران اور فرج کے ذکر سے بھی ظہار ہو جاتا ہے۔ اس لئے کہ ظہر محلِّ رکوب ہے اور عورت بھی مرد کا رکوب ہے۔ اس لئے اس کے ساتھ استعارہ قریب تر ہے امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا قدیم قول یہ ہے کہ بہن اور دیگر ذی محرم کی ظہر سے تشبیہ دینے سے ظہار ہو جاتا ہے؛ لیکن متعین یہ ہے کہ كَظَهْرِ اُمِّیْ ،، کہے اور اگر كَظَهْرِ اَبِیْ ،، کہا تو جمہور علماء کے نزدیک ظہار نہ ہوگا۔ امام احمد رحمہ اللہ سے ایک روائت ہے کہ ظہار ہے

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد: قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا اِلٰی فَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّیْنَ مِسْكِیْنًا ،، قَوْلِهٖ مکسورہ ،، ظِهَار پر معطوف ہے یعنی یہ باب اس آئت کریمہ کے بیان میں ہے۔ اس آئت کریمہ میں ظہار کا ذکر ہے۔ اس کا شانِ نزول یہ ہے کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی سے کہا تو مجھ پر میری ماں کی پشت کی طرح ہے وہ عورت سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور شکوٰی کرنے آئی اور گفتگو کی آئت کے معنی یہ ہیں۔ بے شک اللہ نے سُنی اُس کی بات جو تم سے اپنے شوہر کے معاملہ میں بحث کرتی ہے اور اللہ سے شکائت کرتی ہے اور اللہ تم دونوں کی گفتگو سُن رہا ہے

marfat.com

شَهْرَانِ وَقَالَ الْحَسَنُ ظِهَارُ الْحُرِّ وَالْعَبْدِ مِنَ الْحُرَّةِ وَالْاَمَةِ سَوَاءٌ وَقَالَ عِكْرِمَةُ اِنْ ظَاهَرَ مِنْ اَمَتِهٖ فَلَيْسَ بِشَیْءٍ اِنَّمَا الظِّهَارُ

بے شک اللہ سنتا دیکھتا ہے۔

اس عورت کا نام خولہ بنت ثعلبہ ہے۔ یہ اوس بن صامت کی بیوی ہے۔ اوس بن صامت عبادہ بن صامت کے بھائی اور قبیلہ خزرج سے تعلق رکھتے ہیں اوس نے کسی بات پر اپنی بیوی خولہ سے کہا تو مجھ پر میری ماں کی پشت کی مثل ہے۔ یہ کہنے کے بعد اوس کو ندامت ہوئی۔ یہ کلمہ جاہلیت میں طلاق تھا اوس نے کہا میرے خیال میں تو مجھ پر حرام ہوگئی ہے خولہ نے سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوکر سارا واقعہ عرض کیا اُس نے عرض کیا کہ میرا مال ختم ہو چکا ہے ماں باپ گزر گئے ہیں۔ عمر زیادہ ہوگئی ہے۔ بچے چھوٹے چھوٹے ہیں اُن کے باپ کے پاس چھوڑوں تو ہلاک ہو جائیں گے اپنے ساتھ رکھوں تو بھوکے مرجائیں گے کیا صورت ہے کہ میرے اور میرے شوہر کے درمیان جُدائی نہ ہو؟ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تیرے بارے میں میرے پاس کوئی حکم نہیں تو اس پر حرام ہوگئی ہے عورت نے عرض کیا یا رسُولَ اللہ! صلّی اللہ علیہ وسلّم! اوس نے طلاق کا لفظ نہیں کہا وہ میرے بچوں کا باپ ہے اور مجھے بہت ہی پیارا ہے۔ اسی طرح وہ بار بار عرض کرتی رہی اور حسبِ خواہش جواب نہ پایا تو آسمان کی طرف سر اُٹھا کر کہنے لگی۔ یا اللہ میں تجھ سے اپنی احتیاجی، بے بسی اور پریشانیٔ حال کی شکایت کرتی ہوں اپنے نبی پر میرے حق میں ایسا حکم نازل فرما جس سے میری مصیبت رفع ہو۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا خاموش ہو دیکھ چہرۂ مبارک رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر وحی کے آثار ظاہر ہیں۔ جب وحی پوری ہوگئی تو فرمایا اپنے شوہر کو بلاؤ! اوس حاضر ہوئے تو حضور نے یہ آیات پڑھ کر سُنائیں۔ اس عورت کے نام میں کثیر اختلاف ہے۔

مقاتل بن حبان سے روائت ہے کہ یہ عورت خولہ بنت ثعلبہ بن مالک بن حرام خزرجیہ ہے بیضاوی نے یہی روائت پائی ہے۔ ہشام بن عروہ نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت کی کہ اس عورت کا نام جمیلہ ہے۔ اس کا شوہر اوس بن صامت ہے جو عبادہ بن صامت کا بھائی ہے وہ بدر، اُحد اور دیگر تمام جنگوں میں حاضر ہوتا رہا۔ اور حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت تک زندہ رہا۔ بعض علماء نے کہا یہ عورت عبداللہ بن ابیّ راس المنافقین کی باندی تھی۔ یہ وہی عورت ہے جس کے حق میں یہ آیت کریمہ: وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ ،، نازل ہوئی تھی

marfat.com

مِنَ النِّسَآءِ وَفِی الْعَرَبِیَّۃِ لِمَا قَالُوْا اَیْ فِیْمَا قَالُوْا وَفِیْ نَقْضِ مَا قَالُوْا وَھٰذَا اَوْلٰی لِاَنَّ اللّٰہَ لَمْ یَدُلَّ عَلَی الْمُنْکَرِ وَقَوْلِ الزُّوْرِ

"بیوی سے ظہار کرنے سے وہ ماں نہیں بن جاتی"

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جو تم میں اپنی بیویوں کو اپنی ماں کی جگہ کہہ بیٹھتے ہیں وہ ان کی مائیں نہیں ان کی مائیں تو وہی ہیں جن سے وہ پیدا ہیں اور وہ بیشک بُری اور نری جھوٹ بات کہتے ہیں اور بے شک اللہ ضرور معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔ جن الفاظ سے آدمی مظاہر ہو جاتا ہے وہ دو قسم پر ہیں ایک قسم صریح جیسے بیوی سے کہے تُو مجھ پر میری ماں کی پشت کی مثل ہے۔ یا کہے تو میرے نزدیک میری ماں کی پُشت کی مثل ہے۔ دُوسری قسم کنایہ جیسے کہے تو مجھ پر میری ماں کی طرح ہے، میری ماں کی مثل ہے۔ اس میں نیت کا اعتبار ہے اگر ظہار کی نیت کی تو ظہار ہوگا ورنہ ظہار نہ ہوگا۔ امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک یہ ظہار ہے۔ امام ابو یوسف کے نزدیک اگر غصہ میں کہے تو ظہار ہے اُن سے یہ بھی منقول ہے کہ یہ ایلاء ہے اور اگر طلاق کی نیت کی تو طلاق بائن واقع ہوگی۔ ذوالمحارم سے تشبیہ دینے سے ظہار ہوتا ہے اگر غیر ذات محرم سے تشبیہ دی تو ظہار نہ ہوگا۔ حسن بصری، عطاء، شعبی یہی کہتے ہیں۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا بھی یہی مسلک ہے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ کا بھی مشہور قول یہی ہے اور اگر کہا جس عورت سے میں نکاح کروں یا کہے فلاں قبیلہ کی عورت میری ماں کی پشت کی مثل ہے تو یہ ظہار ہے۔

کس سے ظہار درست ہے اور کس سے درست نہیں"

ہر شوہر جس کی طلاق صحیح ہے اس کا ظہار بھی صحیح ہے وہ حُرّ ہو یا غلام ہو مسلمان ہو یا ذمّی ہو عورت سے دخول کیا ہو یا نہ جماع پر قادر ہو یا نہ ایسے ہی اس کا ظہار ہر بیوی سے درست ہے وہ کمسن ہو یا بوڑھی ہو عاقلہ ہو یا مجنونا نہ ہو۔ رَتْقَآء ہو یا صحیحہ ہو مُحرِمہ ہو یا غیر مُحرمہ ہو ذمّیہ ہو یا مسلمہ ہو یا عدّت میں ہو جس میں رجوع ہو سکتا ہے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ذمّی کا ظہار درست ہے۔ امام مالک نے کہا غلام کا ظہار صحیح نہیں۔ امام شافعی اور اہل کوفہ نے کہا لونڈی اور اُمّ ولد سے ظہار صحیح نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَالَّذِیْنَ یُظٰھِرُوْنَ مِنْ نِّسَآءِھِمْ اور لونڈی نساء سے نہیں۔ وہ عورت ہے جس کی فرج میں ہڈی بڑھ گئی ہو۔

marfat.com

کفارہ کا بیان

کفارۂ ظہار جماع سے پہلے غلام آزاد کرے یا لونڈی آزاد کرے کمسن ہو یا عمر رسیدہ ہو۔ مسلمان ہو یا کافر ہو، کیونکہ قرآن کریم میں رقبہ مطلق ہے اس کے ساتھ مومن کی قید نہیں، لہٰذا کافرہ بھی آزاد کرنا جائز ہے۔ امام شافعی نے فرمایا کافرہ رقبہ جائز نہیں وہ کہتے ہیں مسلمان غلام ہی آزاد کرنا ضروری ہے امام مالک اور امام احمد بھی یہی کہتے ہیں۔ امام ابو حنیفہ، امام شافعی اور امام مالک رضی اللہ عنہم نے کہا عیب ناک غلام جائز نہیں۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ظہار کے کفارہ میں مجنون غلام آزاد کرنا صحیح نہیں۔

کفارہ کے اقسام

کفارہ ظہار میں غلام آزاد کرے۔ اگر عاجز ہو غلام آزاد نہ کر سکے تو دو ماہ کے متواتر روزے رکھے اُن میں ماہِ رمضان اور وہ ایام نہ ہوں جن میں روزہ رکھنا حرام ہے اور وہ عید کے دو دن اور ایام تشریق ہیں۔ اگر ان دونوں میں رات یا دن کو قصداً یا بھول کر جماع کر لیا تو دوبارہ از سرِ نو کفارہ دے گا۔ اگر روزے نہیں رکھ سکتا تو ساٹھ مساکین کو کھانا دے۔ وہ گندم سے آدھا صاع اور جَو کا پورا صاع ہے جیسے روزے کا کفارہ ہے۔

ابن حزم نے کہا اگر ایک یا دو بار یا تین بار ظہار کیا تو ایک ہی کفارہ کافی ہے۔ اگر چوتھی بار ظہار کیا تو دوسرا کفارہ دے گا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا اگر ایک مجلس متعدد بار ظہار کیا تو اس کا ایک ہی کفارہ ہے۔ اگر مختلف جگہوں میں ظہار کیا تو جتنی جگہوں میں ظہار کیا اتنے ہی کفارات واجب ہیں قسم کا بھی یہی حال ہے۔ بعض علماء نے کہا ہر تقدیر پہ ایک ہی کفارہ ہے۔

امام اعظم ابو حنیفہ امام الائمہ سراج الامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جس عورت سے ظہار کیا ہو کفارہ ادا کرنے سے پہلے اس سے بوس و کنار کرنا اور ما فوق الازار فائدہ اُٹھانا جائز نہیں ہے جیسے کفارہ ادا کرنے سے پہلے جماع حرام ہے اس کے دواعی بھی حرام ہیں۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا بہتر اور مستحب یہ ہے کہ دواعی جماع ممتنع ہیں۔ علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ عبد کے ظہار کا کفارہ صرف روزے ہیں اور آیت کریمہ ثُمَّ یَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا، میں عود کے معنی یہ ہیں کہ عورت کو اپنے اُوپر حرام کرنے کے بعد اس سے جماع کا عزم کرے یا اس کی نیت کرے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا یہی مذہب ہے اس کو لازم یہ ہے کہ پہلے کفارہ دے اگر عزم نہ کرے تو عود نہیں۔

امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا مگر بالفعل جماع کیا تو عود ہے محض نیت اور عزم کر لینا عود نہیں لیکن یہ ضروری ہے کہ جماع کرنے سے پہلے کفارہ دیدے۔ ابن بطال نے کہا امام مالک کے نزدیک

marfat.com

عود کے معنی جماع کا عزم ہے اور ایک روائت میں ہے کہ بعینہٖ وطی کرنا عود ہے اور کفارہ پہلے ادا کرنا لازم ہے۔ امام طحاوی نے کہا امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک عود کے معنی یہ ہیں کہ کفارت دینے کے بغیر جماع کو مباح نہ جانے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی منقول ہے کہ ثُمَّ یَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا الخ کے معنی یہ ہیں کہ اگر جماع کرنے کا عزم کرے اور اس سے جماع کرنا چاہے تو یہ عود ہے اور اس سے پہلے کفارہ دینا لازم ہے اور اگر وطئ کرنے کا عزم نہ کیا تو یہ عود نہیں۔

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا عود جو کفارہ کا موجب ہے وہ یہ ہے کہ ظہار کے بعد طلاق دینے سے اتنی مدت رُک جائے جس میں اس کو طلاق دینا ممکن تھا اور طلاق نہ دی۔

جس عورت سے ظہار کیا اس کے ساتھ کیا کچھ جائز ہے — ؟

احناف کے مذہب میں جس عورت سے ظہار کیا اس سے جماع کرنا حرام ہے ایسے ہی جماع کے دواعی مثلاً بوس وکنار کرنا وغیرہ بھی کفارہ دینے سے پہلے حرام ہیں جیسے کفارہ سے پہلے جماع کرنا حرام ہے۔ سفیان ثوری سے ایک روائت ہے کہ جس عورت سے ظہار کیا۔ کفارہ دینے سے پہلے اس سے بوس وکنار جائز ہے اور ما دون الفرج اس سے مباشرت بھی جائز ہے، کیونکہ یہاں مسیس سے جماع مراد ہے۔ ان سے دوسری روائت یہ ہے کہ احتیاط کے طور پہ بوسہ اور اس سے لذت پانے سے رکا رہے۔

جس پر کفّارہ واجب ہُوا اور وہ مرگیا یا طلاق دے دی

امام مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا غلام پر ظہار کے کفارہ میں دو ماہ کے روزے ہیں اُنھوں نے مؤطا میں روائت کی کہ ابن شہاب سے عبد کے ظہار کے متعلق پوچھا گیا تو اُنھوں نے کہا عبد کا ظہار آزاد کے ظہار کی طرح ہے۔ ابو عمر نے کہا اس میں تمام کا اتفاق ہے کہ غلام کا ظہار لازم ہے اور اس کا کفارہ صرف روزے ہیں۔ اگر اس کے مالک نے اسے غلام یا طعام دیا تو اس کا غلام

marfat.com

کو آزاد کرنا اور طعام دینا بھی جائز ہے۔ یہ ابو ثور اور داؤد کا مذہب ہے؛ لیکن دوسرے علماء اس کے خلاف ہیں۔ احناف کہتے ہیں غلام کفارہ ظہار میں صرف روزے رکھے (عینی)

۴۹۵۴ — ترجمہ : امام بخاری نے کہا مجھے اسماعیل بن ابی اُویس نے خبر دی کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا کہ اُنھوں نے ابن شہاب سے غلام کے ظہار کے متعلق پوچھا (عبد مملوک کا ظہار صحیح ہے یا نہیں) ابن شہاب نے کہا غلام کا ظہار آزاد کے ظہار کی مثل ہے۔ امام مالک نے کہا غلام کے روزے دو ماہ ہیں۔ حسن بن محرّر نے کہا آزاد اور غلام کا ظہار آزاد عورت اور باندی سے مساوی ہے۔ عکرمہ نے کہا اگر اپنی باندی سے ظہار کیا تو یہ کوئی شئی نہیں۔ ظہار صرف ان عورتوں سے ہے جن سے نکاح کیا ہو اور عرب کے کلام میں لِمَا قَالُوْا "بمعنی فِیْمَا قَالُوْا ہے۔ وفی نقض ما قالوا اور لِمَا قَالُوْا" کا یہ معنی بہتر ہے؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مُنکر اور جھوٹ بات پہ دلالت نہیں کی۔

۴۹۵۴ — شرح : قولہ فی العربیۃ لما قالوا الخ اس سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی غرض داؤد ظاہری کی تردید کرنا ہے جبکہ اس نے کہا لِمَا یَعُوْدُوْنَ میں عود کلمۂ ظہار کا تکرار کرنا ہے۔ قولہ لان اللہ تعالیٰ الخ یہ "ھٰذا اولیٰ" کی دلیل ہے۔ اولویت کی وجہ یہ ہے کہ اگر اس کا معنی وہ ہو جو داؤد ظاہری نے ذکر کیا ہے تو لازم آئے گا کہ اللہ تعالیٰ منکر اور قولِ زور پہ دلالت کرے۔ اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے (باقی تفصیل گزری ہے)

باب طلاق اور دوسرے امور میں اشارہ کرنا

ابن تین نے کہا جس اشارہ سے صریح اور گنگ سے طلاق سمجھی جائے۔ مہلب نے کہا جب اشارہ مفہمہ ہو یعنی سمجھا جائے تو اس کے ساتھ حکم کیا جائے گا اس کی تائید اس اشارہ سے ہوتی ہے جس کے ساتھ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے کالی لونڈی کے متعلق فیصلہ فرمایا تھا جبکہ اس سے فرمایا : اللہ کہاں ہے اُس نے آسمان کی طرف اشارہ کیا۔ حضور نے فرمایا اس کو آزاد کردو! یہ مومنہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان جو اصل دین اور اہم مقصد ہے میں اشارہ پر حکم فرمایا اور اس کا اعتبار کیا۔ جب اتنے اہم میں اشارہ کے مطابق حکم کرنا جائز ہے تو دیگر امور میں بطریقِ اولیٰ جائز ہے۔ عام فقہا یہی کہتے ہیں۔

امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اگر طلاق کی طرف اشارہ کرے تو طلاق لازم ہے۔ امام الائمہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی فقہاء سے منقول ہے کہ آپ نے کہا یہ قیاس نہیں بلکہ استحسان ہے اور اس مقام میں قیاس باطل ہے کیونکہ کلام تو کیا نہیں اور اشارہ سمجھا نہیں جاتا۔ ابن منذر نے کہا اس کلام میں امام ابوحنیفہ نے اقرار کیا ہے کہ یہ حکم باطل کے ساتھ کیا ہے؛ کیونکہ اُن کے نزدیک قیاس حق ہے جب

marfat.com

بَابُ الْاِشَارَةِ فِي الطَّلَاقِ وَالْاُمُوْرِ

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُعَذِّبُ اللّٰهُ بِدَمْعِ الْعَيْنِ وَلٰكِنْ يُعَذِّبُ بِهٰذَا وَاَشَارَ اِلٰى لِسَانِهٖ وَقَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ اَشَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عليه وَسَلَّمَ اِلَيَّ اَيْ خُذِ النِّصْفَ وَقَالَتْ اَسْمَآءُ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْكُسُوْفِ فَقُلْتُ لِعَائِشَةَ مَا شَاْنُ النَّاسِ وَهِيَ تُصَلِّيْ فَاَوْمَتْ بِرَاْسِهَا اِلَى الشَّمْسِ فَقُلْتُ اٰيَةٌ فَاَوْمَتْ بِرَاْسِهَا اَنْ نَعَمْ وَقَالَ اَنَسٌ اَوْمَاَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ اِلٰى اَبِيْ بَكْرٍ اَنْ يَتَقَدَّمَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَوْمَاَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ لَا حَرَجَ وَقَالَ اَبُوْ قَتَادَةَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّيْدِ لِلْمُحْرِمِ اَحَدٌ مِّنْكُمْ اَمَرَهٗ اَنْ يَّحْمِلَ عَلَيْهِ اَوْ اَشَارَ اِلَيْهَا قَالُوْا لَا قَالَ فَكُلُوْا

استحسان جو قیاس کی ضد ہے کے ساتھ حکم کیا تو قیاس جو امام کے نزدیک حق ہے باطل ہوگیا۔ تو ثابت ہُوا کہ امام ابوحنیفہ نے باطل کے ساتھ حکم کرنے کا اقرار کیا ہے۔

علامہ عینی شارح بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کا تعاقب کرتے ہوئے ذکر کیا کہ یہ اس شخص کا کلام ہے جو احکام کے دقائق کے سمجھنے سے قاصر ہے اور امام اعظم ایسے پر جرأت کرتا ہے جو خیر القرون میں شمار ہوتے ہیں اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا یہ قول اس میں قیاس باطل ہے کیا اس سے تمام قیاسیات کا بطلان لازم آئے گا؟ حالانکہ استحسان قیاس کی ضد نہیں بلکہ اس کا نوع ہے، کیونکہ قیاس کی دو قسم ہیں ایک قیاس جلی دوسرے قیاس خفی اور استحسان قیاس خفی ہے جو شخص یہ نہیں جانتا وہ ایسا کلام کیسے کر سکتا ہے۔ جس میں محض افتراء اور بغیر حق کے عظیم انسان پر جرأت ہو۔ اسی طرح ابن بطال نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ پر زبان درازی کی ہے جب اُس نے کہا امام بخاری کا اس باب سے ابوحنیفہ کا رد کرنا مقصود ہے؛

marfat.com

کیونکہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن احادیث میں اشارہ کے ساتھ حکم فرمایا ہے اور اس سے باب کی حدیث کی طرف اشارہ کیا پھر اُس نے ابن منذر کا کلام نقل کیا پھر کہا اُس نے ابوحنیفہ کو اپنے اس قول پر محمول کیا ہے وہ یہ کہ ابوحنیفہ وہ سُنن نہیں جانتے ہیں جن میں اشارات کے ساتھ مختلف احکام ثابت نہیں۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ نہایت ہی سُوءِ ادب ہے کس نے کہا ہے کہ امام ابوحنیفہ یہ سُنن نہیں جانتے ہیں کس نے اُن سے یہ نقل کیا ہے کہ وہ اشارہ کے ساتھ عمل نہیں کرتے ہیں۔ یہ اُن کے تلامذہ کی کتب ہیں جن میں واضح طور پر ذکر کیا گیا ہے کہ اشارات کے ساتھ احکام ثابت ہوتے ہیں۔ ہمارے احناف کہتے ہیں گنگ کا اشارہ اور اس کی کتابت زبانی نطق کی مثل ہے لہٰذا اس پر اشارہ اور کتابت کے ساتھ احکام لازم آئیں گے حتیٰ کہ اس کا نکاح، طلاق، عتاق اور خرید و فروخت وغیرہ ایسے احکام اشارہ کے ساتھ جائز ہیں۔ بخلاف اس شخص کے جس کی زبان بستہ ہو اور اس کی زبان چلنے سے رُک گئی ہو اس کا اشارہ معتبر نہیں، کیونکہ اشارہ مراد واضح نہیں کر سکتا، البتہ جب زبان بستہ زمانہ دراز تک رہی ہو تو وہ بھی گنگ کی مثل ہوگا۔ تمرتاشی ،، زبان بستہ کی مدت ایک سال بیان کی ہے۔

امام ابوحنیفہ سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ زبان بستہ اگر موت کے وقت تک رہی تو اس کے اشارہ کے ساتھ اس کا اقرار معتبر ہوگا اور اس پر اشتہاد بھی جائز ہے۔ فقہاء نے کہا اسی پر فتویٰ ہے۔ محیط میں ہے کہ اگر کسی عورت کی طرف اشارہ کر کے کہا اے زینب تجھے طلاق ہے اچانک وہ عمرہ تھی تو عمرہ کو طلاق واقع ہو جاتی ہے، کیونکہ یہ اشارہ ہے اور اعتبار اشارہ کا ہے نام کا نہیں۔ فَالْحَقُّ اَحَقُّ اَنْ یُّتَّبَعَ ،، (عینی)

ترجمۃ التعلیقات

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ آنکھ سے آنسو بہانے سے عذاب نہیں دیتا، لیکن اس وجہ سے عذاب کرتا ہے اور زبان مبارک کی طرف اشارہ کیا۔

کعب بن مالک نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف اشارہ فرمایا کہ نصف قرضہ لے لو! اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صلوٰۃِ کسوف پڑھی تو میں نے عائشہ سے کہا لوگوں کا کیا حال ہے؟ اور وہ نماز پڑھ رہی تھیں۔ اُنھوں نے سُورج کی طرف سَر کے ساتھ اشارہ کیا میں نے کہا یہ کسوف (سورج گرہن) کوئی علامت ہے اُنھوں نے سر کے ساتھ اشارہ کیا کہ ہاں! (یہ علامت ہے) حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ اقدس سے اشارہ فرمایا کہ کچھ حرج نہیں (حج کے ایام میں) ابوقتادہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے محرم کے لئے

marfat.com

۴۹۵۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ عَبْدُ الْمَلِكِ ابْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ طَافَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى بَعِيْرِهٖ وَكَانَ كُلَّمَا اَتٰى عَلَى الرُّكْنِ اَشَارَ اِلَيْهِ وَكَبَّرَ وَقَالَتْ زَيْنَبُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فُتِحَ مِنْ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مِثْلُ هٰذِهٖ وَعَقَدَ تِسْعِيْنَ

۴۹۵۶۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ عَلْقَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ اَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْجُمُعَةِ سَاعَةٌ لَا يُوَافِقُهَا مُسْلِمٌ قَائِمٌ يُصَلِّيْ يَسْاَلُ اللّٰهَ خَيْرًا اِلَّا اَعْطَاهُ وَقَالَ بِيَدِهٖ وَوَضَعَ اَنْمُلَتَهٗ عَلٰى بَطْنِ الْوُسْطٰى وَالْخِنْصَرِ قُلْنَا يُزَهِّدُهَا وَقَالَ الْاُوَيْسِيُّ

شکار کے متعلق فرمایا کیا تم میں سے کسی نے اس کو حکم دیا کہ وہ شکار کرے یا اس کی طرف اشارہ کیا ہو! صحابہ نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ہم نے شکار کی طرف اشارہ نہیں کیا) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھاؤ اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔

(ان تعلیقات سے جو مختلف احادیث میں مذکور ہیں اور ان میں اشارات سے ثبوتِ احکام ہے ثابت کیا ہے کہ اشارات کے ساتھ احکام جائز ہیں۔

۴۹۵۵ — ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ پر سوار ہو کر بیت اللہ کا طواف کیا اور جب بھی رکن کے پاس تشریف لاتے تو اس کی طرف اشارہ فرماتے اور اللہ اکبر فرماتے۔ ام المؤمنین زینب رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یاجوج و ماجوج کا سوراخ اس کی مثل کھل گیا ہے اور نوے کے عدد کی گرہ لگائی۔" (انگلیوں سے گرہ لگانا اشارہ کی قسم ہے لہٰذا یہ حدیث عنوان کے مطابق ہے اور یہی بخاری کا مقصد ہے)

marfat.com

حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ شُعْبَةَ بْنِ الْحَجَّاجِ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَدَا يَهُوْدِيٌّ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى جَارِيَةٍ فَاَخَذَ اَوْضَاحًا كَانَتْ عَلَيْهَا وَرَضَخَ رَاْسَهَا فَاُتِيَ بِهَا اَهْلُهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ فِيْ اٰخِرِ رَمَقٍ وَقَدْ اُصْمِتَتْ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَتَلَكِ فُلَانٌ لِغَيْرِ الَّذِيْ قَتَلَهَا فَاَشَارَتْ بِرَاْسِهَا اَنْ لَّا قَالَ فَفُلَانٌ لِرَجُلٍ اٰخَرَ غَيْرِ الَّذِيْ قَتَلَهَا فَاَشَارَتْ اَنْ لَّا فَقَالَ فَفُلَانٌ لِقَاتِلِهَا فَاَشَارَتْ اَنْ نَعَمْ فَاَمَرَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُضِخَ رَاْسُهٗ بَيْنَ حَجَرَيْنِ

۴۹۵۶ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ کے دن ایک ساعت ہے اس کی کوئی مسلمان موافقت نہیں کرپاتا جو کھڑے ہوکر نماز پڑھتا ہو اور اللہ تعالیٰ سے بھلائی کا سوال کرے مگر اللہ تعالیٰ اس کو عطاء کرتا ہے اور حضور نے دست اقدس سے اشارہ کیا انگلیوں کے پوروں کو درمیانی اور چھوٹی انگلی کے پیٹ پر رکھا۔ ہم نے کہا آپ اس ساعت کی قلت بیان فرماتے تھے۔ اُوَیسی نے کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے شعبہ ابن حجاج کے ذریعہ ہشام بن زید کے واسطہ سے انس سے بیان کیا۔

۴۹۵۶ شرح : انگلیوں کو درمیانی انگلی پر رکھنے میں یہ اشارہ ہے کہ یہ گھڑی نصفِ نہار میں ہے۔ اور خنصر پر رکھنے میں آخر دن طرف اشارہ ہے ،، حدیث ع ــــ کی شرح دیکھیں (باب الساعۃ یوم الجمعۃ)

۴۹۵۷ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا ایک یہودی نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ایک لڑکی پر زیادتی کی اور اس کے زیورات جو اس پہ تھے اُتار لئے اور اس کا سر پتھر سے کچل دیا اس کے گھر والے لڑکی کو

marfat.com

جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں لائے جبکہ وہ زندگی کے آخری سانس لے رہی تھی اور خاموش ہوگئی تھی۔ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس سے فرمایا تجھے کس نے قتل کیا ہے؟ کیا فلاں شخص نے تجھے قتل کیا ہے اور قتل کرنے والے کے علاوہ کسی اور کا نام لیا اُس نے سَر سے اشارہ کیا کہ نہیں پھر حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کسی دوسرے آدمی کے متعلق فرمایا جو قتل کرنے والے کے علاوہ تھا اس نے اشارہ کیا کہ نہیں فرمایا فلاں شخص نے قتل کیا ہے؟ اور قاتل کے متعلق فرمایا اُس نے اشارہ کیا کہ ہاں اُس نے قتل کیا ہے پھر جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حکم صادر فرمایا اور اس یہودی کا سَر دو پتھروں کے درمیان کچل دیا گیا۔

۴۹۵۷ — شرح : حدیث کی عنوان سے مطابقت واضح ہے جو اس کا دُوسرا جزء ہے۔ بعض علماء نے کہا کہ شائد بذریعہ وحی معلوم ہوگیا تھا کہ یہ قاتل واجب القتل ہے جیسے ڈاکو واجب القتل ہیں۔ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہودی کے اقرار کے بعد اس کو قتل کرنے کا حکم صادر فرمایا تھا۔

تیز دھار آلہ کے بغیر قتل کرنے میں قصاص

اس مسئلہ میں اہلِ علم کے درمیان اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ حضرات تابعین کرام سے عمر بن عبدالعزیز قتادہ، حسن بصری، ابن سیرین، مالک، شافعی، احمد، ابواسحاق، ابوثور اور ابن مُنذر اور ظاہریہ نے اس حدیث سے استدلال کیا کہ جس طرح قاتل قتل کرے اسی طرح اسے قتل کیا جائے دُوسری علماء کی جماعت نے کہا اگر تیز دھار آلہ ایسے خنجر، تلوار سے قتل کرے تو قصاص واجب ہے ورنہ نہیں یہ حضرات شعبی، ابراہیم نخعی، حسن بصری، سفیان ثوری، ابوحنیفہ، ابویوسف اور امام محمد بن حسن ہیں۔ اُنھوں نے پانچ کبار صحابہ کرام ابوبکر صدیق، علی بن ابی طالب، نعمان بن بشیر، ابن مسعود اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم کی روائت سے استدلال کیا ہے؛ چنانچہ ابن ماجہ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روائت کی ہے کہ لَا قَوَدَ اِلَّا بِالسَّیْفِ ،، کہ تلوار کے ساتھ قتل کرنے والے سے ہی قصاص لیا جائے۔

دارقطنی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: لَا قَوَدَ فِی النَّفْسِ وَغَیْرِھَا اِلَّا بِحَدِیْدَۃٍ ،، یعنی نفس وغیرہ کے قتل میں قصاص نہیں مگر جب تیز دھار آلہ سے قتل کیے جائیں۔ ابن ماجہ نے جابر جعفی کے ذریعہ ابن عازب سے اُنھوں نے نعمان بن بشیر سے روائت کی کہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: لَا قَوَدَ اِلَّا بِالسَّیْفِ ،، قصاص صرف تیز دھار آلہ کے ساتھ قتل کرنے سے ہے۔ طبرانی نے معجم میں علقمہ کے ذریعے ابن مسعود سے اس طرح روائت کی ہے۔

marfat.com

۴۹۵۸ — حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ
عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَقُوْلُ الْفِتْنَةُ مِنْ هٰهُنَا وَاَشَارَ اِلَى الْمَشْرِقِ

۴۹۵۹ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ
عَبْدِ الْحَمِيْدِ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَبِيْ اَوْفٰى
قَالَ كُنَّا فِيْ سَفَرٍ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا غَرَبَتِ
الشَّمْسُ قَالَ لِرَجُلٍ اَنْزِلْ فَاجْدَحْ لِيْ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ اَمْسَيْتَ
ثُمَّ قَالَ اَنْزِلْ فَاجْدَحْ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ اَمْسَيْتَ اِنَّ عَلَيْكَ
نَهَارًا ثُمَّ قَالَ اَنْزِلْ فَاجْدَحْ فَنَزَلَ فَجَدَحَ لَهٗ فِي الثَّالِثَةِ فَشَرِبَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اَوْمَاَ بِيَدِهٖ اِلَى الْمَشْرِقِ
فَقَالَ اِذَا رَاَيْتُمُ اللَّيْلَ قَدْ اَقْبَلَ مِنْ هٰهُنَا فَقَدْ اَفْطَرَ الصَّائِمُ

اسی طرح دار قطنی نے اپنے سُنن میں ابو ہریرہ سے مرفوع روائت ذکر کی ہے۔ اگرچہ ان میں سے بعض احادیث کے اسناد میں ضعف ہے لیکن جب ثقہ روائت سے اس کی تائید ہو جائے تو اس کی تقویت ہو جاتی ہے اور وہ قابلِ حجت ہوتی ہے۔ علامہ کرمانی نے کہا باب کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر تیز دھار مثقل شئی سے قتل کرنے سے قصاص ثابت ہو جاتا ہے۔ اس کا حنفیہ جواب دیتے ہیں کہ یہ واقعہ شروع اسلام میں پیش آیا تھا جیسے شروع اسلام میں مثلہ مباح تھا پھر منسوخ ہو گیا اور قصاص تیز دھار آلہ سے قتل کرنے ہی سے ہوگا۔ نیز علماء نے ذکر کیا کہ اس یہودی کی عادت تھی کہ وہ اس طرح قتل کیا کرتا تھا اور وہ عادی قاتل تھا۔ اس لئے زجر و تشدید کے لئے اس کو اسی طرح قتل کیا گیا جس طرح وہ قتل کرتا تھا۔ فَلَا قِصَاصَ اِلَّا فِي الْقَتْلِ بِالْحَدِيْدِ، تیز دھار آلہ سے قتل کرنے کی صورت قصاص واجب ہوتا ہے (عینی)

۴۹۵۸ ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو

marfat.com

۴۹۶۰ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ اَبِيْ عُثْمٰنَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَمْنَعَنَّ اَحَدًا مِنْكُمْ نِدَاءُ بِلَالٍ اَوْ قَالَ اَذَانُهٗ مِنْ سَحُوْرِهٖ فَاِنَّمَا يُنَادِيْ اَوْ يُؤَذِّنُ لِيَرْجِعَ قَائِمَكُمْ وَلَيْسَ اَنْ يَقُوْلَ كَاَنَّهٗ يَعْنِي الصُّبْحَ اَوِ الْفَجْرَ وَاَظْهَرَ يَزِيْدُ يَدَيْهِ ثُمَّ مَدَّ اِحْدٰهُمَا مِنَ الْاُخْرٰى وَقَالَ اللَّيْثُ ۴۹۶۱ — حَدَّثَنِيْ جَعْفَرُ بْنُ

یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ فتنہ ادھر سے آئے گا اور مشرق کی طرف اشارہ کیا۔

۴۹۵۹ — ترجمہ : عبداللہ بن ابی اوفیٰ نے کہا ہم ایک سفر میں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے ہمراہ تھے۔ جب سورج غروب ہُوا تو ایک شخص سے فرمایا اترو اور میرے لئے ستّو پانی سے تر کرو اُس نے عرض کیا یارسُولَ اللہ اگر تھوڑی دیر فرمائیں تو بہتر ہوتا۔ پھر فرمایا اترو اور میرے لئے ستّو گھولو اُس نے عرض کیا یارسُولَ اللہ! اگر تھوڑی دیر فرمائیں تو بہتر ہے۔ ابھی دن ہے پھر فرمایا اُترو ستّو گھولو وہ شخص سواری سے اُترا اور اُس نے تیسری بار میں آپ کے لئے ستّو گھولے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ستّو پیئے پھر اپنے دستِ اقدس سے مشرق کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا جب تم رات کو دیکھو کہ اِدھر سے آرہی ہے تو روزے دار افطار کردے۔ (حدیث ع ــــ کی شرح دیکھیں)

۴۹۶۰ — ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تم میں سے کسی کو بلال کی نداء یا فرمایا بلال کی اذان سحری کھانے سے منع نہ کرے، کیونکہ وہ نداء کرتے ہیں یا فرمایا وہ اذان دیتے ہیں تاکہ تم سے تہجد پڑھنے والے کو گھر کی طرف لوٹائیں اور یہ نہیں کہ فجر یا صبح ہوگئی۔ یزید بن زُریع نے اپنے دونوں ہاتھ ظاہر کئے پھر ایک کو دوسرے سے پھیلایا

۴۹۶۰ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت "اظہر یدیہ" میں ہے کہ آپ نے دونوں ہاتھ پھیلا کر اشارہ فرمایا کہ صبح کی روشنی اس طرح ہوتی ہے کہ سفیدی مشرق کے کناروں میں پھیل جائے قولہ لِیَرْجِعَ الخ جائز ہے کہ یہ رجوع سے

marfat.com

رَبِيْعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ سَمِعْتُ اَبَاهُرَيْرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْبَخِيْلِ وَالْمُنْفِقِ كَمَثَلِ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُبَّتَانِ مِنْ حَدِيْدٍ مِنْ لَدُنْ ثُدِيِّهِمَا اِلٰى تَرَاقِيْهِمَا فَاَمَّا الْمُنْفِقُ فَلَا يُنْفِقُ شَيْئًا اِلَّا مَادَّتْ عَلٰى جِلْدِهٖ حَتّٰى تُجَنَّ بَنَانَهٗ وَتَعْفُوَ اَثَرَهٗ وَاَمَّا الْبَخِيْلُ فَلَا يُرِيْدُ يُنْفِقُ اِلَّا لَزِمَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ مَوْضِعَهَا فَهُوَ يُوَسِّعُهَا وَلَا تَتَّسِعُ وَيُشِيْرُ بِاِصْبَعِهٖ اِلٰى حَلْقِهٖ

مشتق ہو یا رجع سے ہو۔ قولہ قائمکم ،، مفعول منصوب ہے۔ قائم تہجد پڑھنے والا یعنی نماز پڑھنے والا گھر کی طرف لوٹے اور صبح سے پہلے کچھ دیر سو کر آرام کرے۔

قولہ کانہ ،، اس سے غرض یہ ہے کہ "لیس" کا اسم صبح ہے یعنی صبح کاذب معتبر نہیں بلکہ صبح وہ ہے جو جنوب سے شمال کی طرف مشرق میں پھیل جائے اور وہ صبح صادق ہے۔

قولہ اظہر ،، یعنی یزید بن زُریع نے ایک ہاتھ دوسرے کی پشت پر رکھا اور اس کو دُوسرے سے جُدا کر کے بلند کیا اس میں صبح کاذب کی طرف اشارہ ہے۔

قولہ ثم مدّاحدھما من الاخری یہ صبح صادق کی طرف اشارہ ہے۔ (حدیث ۴۹۶۱ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : لیث نے جعفر بن ربیعہ کے ذریعہ عبدالرحمٰن بن ہرمز سے روایت کی اُنھوں نے کہا میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سُنا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخیل اور مال خرچ کرنے والے کی مثال دو آدمیوں کی مثل ہے جو لوہے کی دو زرہیں پہنے ہُوئے ہیں جو چھاتیوں سے ہنسلیوں تک ہیں خرچ کرنے والا خرچ نہیں کرتا مگر زرہ اس کے چمڑے پر لمبی ہوتی جاتی ہے حتّٰی کہ اس کی انگلیوں کے پوروں کو ڈھانپ لیتی ہے اور اس کا اثر مٹا دیتی ہیں اور بخیل خرچ کرنے کا ارادہ نہیں کرتا مگر اس کی زرہ کا ہر حلقہ اپنی جگہ پر چپک جاتا ہے وہ اس کو کشادہ کرتا ہے وہ کشادہ نہیں ہوتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی انگلی شریف کے ساتھ حلق کی طرف اشارہ فرماتے تھے۔

یشیر باصبعہ الی حلقہ میں عنوان سے مطابقت واضح ہے۔

(حدیث ۴۹۶۱ کی شرح دیکھیں)

marfat.com

بَابُ اللِّعَانِ

وَقَوْلِ اللهِ تَعَالٰى وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ اِلٰى قَوْلِهٖ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ فَاِذَا قَذَفَ الْاَخْرَسُ اِمْرَأَتَهٗ بِكِتَابِهٖ اَوْ اِشَارَةٍ اَوْ بِاِيْمَاءٍ مَعْرُوْفٍ

بَابُ اللِّعَان

لعان مصدر ہے اس سے ماضی مضارع لَاعَنَ يُلَاعِنُ ملاعنۃ ہے۔ یہ لعن سے مشتق ہے یعنی مرد و زن کا رحمتِ الٰہی سے دُور ہونا مرد کو مُلاعِن اور عورت کو ملاعنۃ کہتے ہیں۔ اس کو لِعان اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں پانچویں مرتبہ جھوٹے پر لعنت کی جاتی ہے۔ لعان کا شرعی معنیٰ شہادتیں ہیں جو قسموں کے ساتھ تاکید کی جائیں اور لعنت و غضب کے ساتھ ملی ہُوئی ہوں۔

حنفیہ کے نزدیک شہادت کے اہل ہونا شرط ہے۔ لہٰذا لعان صرف دو مسلمانوں میں جاری ہوگا جو آزاد، بالغ ہوں اور انہیں تہمت میں حد نہ لگی ہو۔ شافعیہ کے نزدیک قسم کی اہلیت شرط ہے لہٰذا اُن کے نزدیک مسلمان مرد اور عورت کافرہ کے درمیان لعان جائز ہے نیز مرد و زن کافروں اور غلام اور اس کی بیوی میں بھی لعان جائز ہے۔ کیونکہ یہ تمام قسم کی اہلیت رکھتے ہیں۔ امام مالک و امام احمد رضی اللہ عنہما کا مذہب بھی یہی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور جو اپنی عورتوں کو عیب لگائیں اور ان کے پاس اپنے کے سوا گواہ نہ ہوں تو ایسے گواہی یہ ہے،، کہ چار بار گواہی دے اللہ کے نام سے کہ وہ سچّا ہے اور پانچویں یہ کہ اللہ کی لعنت ہو اس پر اگر جھوٹا ہو۔

یعنی اس باب میں اس آیت کریمہ کا ذکر ہے۔ اس کا شانِ نزول یہ ہے کہ جب نو ہجری کو شعبان کے مہینہ میں غزوۂ تبوک سے مسلمانوں کا لشکر واپس آیا اور اُن میں عویمر عجلانی بھی شامل

marfat.com

فَهُوَ كَالْمُتَكَلِّمِ لِاَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَجَازَ الْاِشَارَۃَ فِی الْفَرَائِضِ وَھُوَ قَوْلُ بَعْضِ اَھْلِ الْحِجَازِ وَاَھْلِ الْعِلْمِ وَقَالَ

تھے تو اس کے بارے میں یہ آئت کریمہ نازل ہوئی "، مورخین کا کہنا ہے کہ یہ آئت ہلال بن اُمیہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ مہلب نے کہا صحیح یہ ہے کہ قاذف (تہمت لگانے والے) عویمر تھے۔ ابن عباس، ابن عمر اور سہل بن سعد سے روائت ہے کہ عویمر عجلانی نے اپنی بیوی کو تہمت لگائی تھی "

صاحب تلویح نے کہا اس روائت میں ضعف ہے ہلال بن امیہ اور اس کا اپنی بیوی کو شریک ابن ثابت کے ساتھ متہم کرنے کا واقعہ صحیح بخاری میں دو جگہ شہادت اور تفسیر کے ابواب میں مذکور ہے۔ صحیح مسلم میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روائت مذکور ہے کہ ہلال بن امیہ نے اپنی بیوی کو شریک بن سحماء کے ساتھ متہم کیا تھا۔ یہ اسلام میں پہلا شخص ہے جس نے ملاعنہ کیا ہے۔ بعض نے کہا یہ دو واقعات علیحدہ علیحدہ ہیں۔ (عینی)

قَوْلُہٗ فَاِذَا قَذَفَ الْاَخْرَسُ امْرَاَتَہٗ یعنی جب گنگ نے اپنی بیوی کو لکھ کر یا اشارہ یا ایماء معروف جس کو ہر ایک جانتا ہو، کے ذریعہ تہمت لگائی تو یہ متکلم کی مانند ہے اور ناطق کے حکم میں ہے؛ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرائض میں اشارہ کو جائز فرمایا ہے۔ بعض اہل حجاز (امام مالک) اور دوسرے علماء کا یہی قول ہے۔

تشریح: اشارہ اور ایماء میں فرق یہ ہے کہ عموماً اشارہ ہاتھ سے ہوتا ہے اور ایماء سر اور آنکھ کی پلکوں سے بھی کیا جاتا ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے فرمایا جو نماز کے افعال جو فرض ہیں پر قادر نہ تھا کہ وہ اشارہ سے نماز پڑھ لے لہٰذا جو احکام فرض نہیں ان میں اشارہ بطریق اولیٰ معتبر ہے۔ امام مالک اور ان کے تابعین اور دیگر علماء غیر مالکیہ کا یہی مسلک ہے اگر گنگ نے بیوی کو اشارہ سے تہمت لگائی تو اس پر حدِ قذف ہے

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! مریم نے عیسیٰ (علیہ السلام) کی طرف اشارہ کیا

حضرت مریم علیہا السلام نے نومولود حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف اشارہ کیا اور لوگوں نے یہ اشارہ سمجھا جیسے کلام سمجھتے ہیں تو اُنھوں نے کہا ہم اُس سے کس طرح گفتگو کریں جو گہوارہ میں

marfat.com

اللّٰهُ تَعَالٰی فَاَشَارَتْ اِلَیْہِ قَالُوْا کَیْفَ نُکَلِّمُ مَنْ کَانَ فِی الْمَھْدِ صَبِیًّا وَقَالَ الضَّحَّاکُ اِلَّا رَمْزًا اِشَارَۃً وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ

بچہ ہے (معلوم ہُوا کہ اشارہ کلام جیسا ہے) ضحاک نے اِلَّا رَمْزًا ،، کی تفسیر اشارہ سے کی ہے ،، یعنی اللہ تعالیٰ کے ارشاد : اَنْ لَّا تُکَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ اِلَّا رَمْزًا ،، کی تفسیر میں ضحاک نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے زکریا علیہ السلام سے فرمایا کہ تمہارے ہاں بچہ پیدا ہونے کی علامت یہ ہے کہ تم تین دن لوگوں سے اشارہ سے کلام کروگے۔ اگر اشارہ سے وہ نہ سمجھا جاتا جو کلام سے سمجھا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ یہ نہ فرماتا کہ تم لوگوں سے اشارہ سے کلام کروگے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اشارہ پر حکم مرتب ہوسکتا ہے۔ ایسے ہی ایماء اور کتابت کا حکم ہے۔ مذکور بالا تقریر سے بعض نے استدلال کیا کہ گنگ کا قذف صحیح ہے اور وہ کلام کی طرح ہے۔

قَوْلُہٗ قَالَ بَعْضُ النَّاسِ الخ بعض لوگوں نے کہا گونگے کے قذف میں حدّ قذف نہیں اور نہ ہی لعان ہے۔ پھر کہا کہ کتابت یا اشارہ یا ایماء سے طلاق دی تو جائز ہے ؛ حالانکہ طلاق اور قذف میں کچھ فرق نہیں اگر وہ کہیں کہ قذف تو صرف گفتگو سے ہی ہوتی ہے تو انہیں کہا جائے گا کہ طلاق بھی تو گفتگو سے ہی ہوتی ہے۔ ورنہ طلاق اور قذف ایسے عتق وغیرہ سب باطل ہوجائیں گے۔ ایسے ہی بہرہ شخص لعان کرے گا۔ شعبی اور قتادہ نے کہا جب یہ کہا کہ تجھے طلاق ہے اور اپنی انگلیوں کے ساتھ اشارہ کیا تو عورت بائن ہوجائے گی۔ ابراہیم نخعی نے کہا گونگا جب اپنے ہاتھ سے طلاق لکھے تو طلاق لازم ہوجائے گی۔ حمّاد نے کہا گونگا اور بہرہ اگر اپنے سر سے اشارہ کرے تو جائز ہے ،،

شرح : مذکور کلام سے امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ اہل حجاز اور علماء کوفہ کے درمیان گونگے کے لعان اور حدّ قذف میں اختلاف ہے۔ اسی لئے آئت کریمہ وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ اَزْوَاجَھُمْ الایۃ میں گونگے کی قذف ذکر کی اور یَرْمُوْنَ ،، کے عموم سے استدلال کیا کہ تہمت عام ہے۔ لفظ سے ہو یا اشارہ مُفْہِمَہ یا ایماءِ مُفْہِم سے ہو۔ اس لئے کہا اِذَا قَذَفَ الْاَخْرَسُ اِمْرَءَتَہٗ بِکِتَابَۃٍ الخ تو حدّ قذف اور لعان گونگے پر لازم ہے اور مذکور عبارت اور نصوص سے ثابت کیا کہ اشارہ، ایماء اور کتابت سب گفتگو کی مثل ہیں۔ جب گفتگو سے حدّ قذف اور لعان لازم ہے تو ان سے بھی حدّ قذف اور لعان لازم ہوگا۔

اور بَعْضُ النَّاسِ سے علماء کوفہ مراد ہیں۔ علامہ کرمانی نے ذکر کیا کہ حنفیہ نے کہا گونگے

marfat.com

لَاحَدَّ وَلَا لِعَانَ ثُمَّ زَعَمَ اِنْ طَلَّقَهَا بِكِتَابٍ اَوْ اِشَارَةٍ اَوْ اِيْمَاءٍ جَازَ وَلَيْسَ بَيْنَ الطَّلَاقِ وَالْقَذْفِ فَرْقٌ فَاِنْ قَالَ الْقَذْفُ لَا يَكُوْنُ اِلَّا بِكَلَامٍ قِيْلَ لَهٗ كَذٰلِكَ الطَّلَاقُ لَا يَكُوْنُ اِلَّا بِكَلَامٍ

پر حد نہیں، کیونکہ اس کی قذف کا اعتبار نہیں اور نہ ہی اس پر لعان ہے؛ چنانچہ صاحب ہدایہ نے ذکر کیا کہ گونگے کی قذف سے لعان ثابت نہیں ہوتا؛ کیونکہ اس کا تعلق صریح کلام سے ہوتا ہے۔

جیسے حد قذف میں صریح کلام سے قذف ثابت ہوتی ہے پھر بعض الناس نے کہا اشارہ سے گونگے کی طلاق واقع ہے؛ کیونکہ یہ ہر ایک جانتا ہے لہٰذا دفع حاجت کے لئے یہ کلام کے قائم مقام ہے امام بخاری نے حنفیہ کے کلام میں تضاد ثابت کیا کہ حنفیہ نے کہا گونگے کی تہمت کا اعتبار نہیں اور اس کی طلاق کا اعتبار ہے؛ حالانکہ یہ تخصیص بلا مخصص ہے۔ احناف نے اس کا جواب دیا کہ قذف کی صحت کا تعلق صریح زناء سے ہوتا ہے اس کے معنی سے نہیں ہوتا اور یہ گونگے کے اشارہ سے حاصل نہیں؛ کیونکہ اس میں اشتباہ ہو سکتا ہے؛ لہٰذا گونگا قاذف نہ ہوگا جبکہ شبہ سے حد ساقط ہو جاتی ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا طلاق اور قذف میں فرق نہیں لیکن یہ دعویٰ ممنوع ہے؛ کیونکہ طلاق کا لفظ اس کا معنی ادا کرنے میں صریح ہے۔ اور قذف بالاشارہ میں زناء کی تصریح نہیں ہوتی لہٰذا اس پر حکم مرتب نہ ہوگا۔

قولہ فَاِنْ قَالَ الْقَذْفُ لَا يَكُوْنُ اِلَّا بِالْكَلَامِ ،، یعنی اگر حنفیہ یہ کہیں کہ قذف کلام سے ہوتا ہے اور گونگے کا قذف کلام نہیں لہٰذا اس پر حد مرتب نہ ہوگی اور نہ لعان لازم ہوگا تو اس کا جواب یہ ہے کہ طلاق بھی کلام کے بغیر واقع نہیں ہوتی حالانکہ گونگے کی طلاق تمہارے نزدیک بھی واقع ہو جاتی ہے؛ لیکن امام بخاری کا یہ جواب کمزور ہے، کیونکہ طلاق میں کلام سے مراد اس کا معنی ظاہر کرنا ہے اور لفظِ طلاق نہ کہے تو طلاق واقع نہ ہوگی بخلاف گونگے کے کہ اس کا کلام نہیں اس کا تو صرف اشارہ ہے اور اشارہ میں دو وجہیں پائی جاتی ہیں۔ لہٰذا اس سے حد واجب نہیں جیسے کتابت اور تعریض سے حد واجب نہیں؛ چنانچہ اگر کوئی کسی سے کہے تو نے حرام وطئی کی ہے تو وہ قاذف نہ ہوگا؛ کیونکہ ہو سکتا ہے اس نے شبہ سے وطی کی ہو اسی لئے قائل نے کہا کہ تو نے حرام وطی کی ہے اور اشارہ کے دو معنوں

marfat.com

وَاِلَّا بَطَلَ الطَّلَاقُ وَالْقَذْفُ وَكَذٰلِكَ الْعِتْقُ وَكَذٰلِكَ الْاَصَمُّ يُلَاعِنُ وَقَالَ الشَّعْبِيُّ وَقَتَادَةُ اِذَا قَالَ اَنْتِ طَالِقٌ فَاَشَارَ بِاَصَابِعِهٖ تَبِيْنُ مِنْهُ بِاِشَارَتِهٖ وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ الْاَخْرَسُ اِذَا كَتَبَ الطَّلَاقَ بِيَدِهٖ لَزِمَهٗ وَقَالَ حَمَّادٌ الْاَخْرَسُ وَالْاَصَمُّ اِنْ قَالَ بِرَاْسِهٖ جَازَ

میں تفصیل واضح نہیں اسی لئے تعریض سے حد واجب نہیں ہوتی۔

قَوْلُهٗ اِلَّا بَطَلَ الطَّلَاقُ وَالْقَذْفُ یعنی اگر حنفیہ کہیں کہ قذف کا وقوع بھی صرف کلام سے ہوتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ طلاق کا وقوع بھی کلام سے ہوتا ہے اگر فرق نہ کریں تو طلاق اور قذف دونوں باطل ہوں گے تو صرف قذف کے بطلان کا کیا معنیٰ ہے؟ ایسے ہی عتق کا حکم ہے جو قذف کا حکم ہے تو چاہیئے کہ عتق کا اشارہ بھی باطل ہو حالانکہ اسے حنفیہ صحیح کہتے ہیں، لیکن امام بخاری کا یہ جواب بھی کمزور ہے؛ کیونکہ ادنیٰ شبہ سے حد ساقط ہو جاتی ہے اور طلاق میں احتیاط اس کے وقوع میں ہے تاکہ حرام میں مبتلا نہ ہو جائے۔

وَكَذٰلِكَ الْعِتْقُ یعنی اسی طرح عتق ہے کہ اشارہ سے ثابت نہیں ہوتا، لیکن احناف اشارہ کے ساتھ عتق کے قائل ہیں۔

قَوْلُهٗ كَذٰلِكَ الْاَصَمُّ يُلَاعِنُ "ایسے ہی بہرہ آدمی لعان کرے گا"، یعنی جب اس نے اشارہ کیا یہاں تک کہ اس کے بار بار اشارہ کرنے سے سمجھا گیا تو اس کا لعان جائز ہے۔

قَوْلُهٗ قَالَ الشَّعْبِيُّ الخ "عامر بن شراحیل شعبی نے کہا گونگے نے اپنی بیوی سے اپنی انگلیوں کے اشارے سے طلاق دی تو انگلیوں کے اشارہ سے جس عدد کی نیت کرے گا۔ وہی عدد طلاق واقع ہوگی اور اس کی نیت کا اعتبار ہے جس کی تعبیر اشارہ سے کرے گا۔

قَالَ اِبْرَاهِيْمُ النَّخَعِيُّ "ابراہیم نخعی نے کہا اگر گونگے نے اپنے ہاتھ سے طلاق لکھی تو اس کی طلاق لازم ہوگی۔ امام مالک اور شافعی کا یہی مذہب ہے۔

قَالَ حَمَّادٌ "امام ابوحنیفہ کے شیخ حماد رضی اللہ عنہما نے کہا گونگے اور بہرے سے

marfat.com

۴۹۶۲ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ يَحْيٰى بْنِ سَعِيْدٍ الْاَنْصَارِيِّ اَنَّهٗ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ دُوْرِ الْاَنْصَارِ قَالُوْا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ بَنُو النَّجَّارِ ثُمَّ يَلُوْنَهُمْ بَنُوْ عَبْدِ الْاَشْهَلِ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ بَنُوْ الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ بَنُوْ سَاعِدَةَ ثُمَّ قَالَ بِيَدِهٖ فَقَبَضَ اَصَابِعَهٗ ثُمَّ بَسَطَهُنَّ كَالرَّامِيْ بِيَدِهٖ ثُمَّ قَالَ وَفِيْ كُلِّ دُوْرِ الْاَنْصَارِ خَيْرٌ

پوچھا گیا کہ تو نے طلاق دی ہے اُنھوں نے سر کے اشارے سے جواب دیا تو طلاق واقع ہوگئی اس سے امام بخاری کا مقصد احناف کو الزام دینا ہے کہ اُن کے شیخ اشارہ سے حکم کے جواز کے قائل ہیں لیکن حنفیہ یہ کہتے ہیں کہ شیخ کی مراد یہ ہے کہ گونگے کا اشارہ معروف جس کو ہر ایک سمجھتا ہو تو وہ عبارت کے قائم مقام ہوتا ہے۔ احناف ایسے اشارہ کے قائل ہیں لہٰذا اس سے احناف کو الزام نہیں دے سکتے ہیں ۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۴۹۶۲ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں انصار کے بہترین خاندانوں کی خبر نہ دوں ؟ لوگوں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! حضور نے فرمایا بنو النجار پھر وہ جو اُن سے ملنے والے بنو عبدالاشہل پھر اُن سے ملنے والے بنو الحارث بن خزرج پھر اُن سے ملنے والے بنو ساعدہ میں پھر اپنے دستِ اقدس سے اشارہ فرمایا اور ساری انگلیوں کو جمع کر کے کھول دیا جیسے کوئی ہاتھ سے کوئی شئی پھینکتا ہے۔ انصار کے تمام خاندان بہتر ہیں اور وہ بھلائی سے خالی نہیں ۔

۴۹۶۲ — شرح : بعض شراح نے کہا اس حدیث کا اور اس کے بعد والی حدیث کا عنوان یعنی لعان سے تعلق نہیں ۔ بعض نے اس کا جواب یہ دیا کہ یہ حدیثیں اس باب سے مقدم ہیں ۔ کاتب نے سہواً موخر لکھ دی ہیں۔
علامہ عینی رحمہ اللہ نے کہا یہ جواب کوئی شئی نہیں بلکہ یہ حدیث اور اس کے بعد مذکور چار (۴)

marfat.com

۴۹۶۳ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ اَبُوْحَازِمٍ سَمِعْتُهٗ مِنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ صَاحِبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةُ كَهٰذِهٖ مِنْ هٰذِهٖ اَوْكَهَاتَيْنِ وَقَرَنَ بَيْنَ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى

احادیث جو اشارہ کے باب میں مذکور ہیں۔ ان میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے اشارہ ثابت کیا ہے کہ جو اشارہ لعان میں مذکور ہے جائز ہے، کیونکہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارہ سے بعض مسائل ثابت ہیں۔ (حدیث ع ــــ کی شرح دیکھیں)

۴۹۶۳ — ترجمہ : سہل بن ساعدی صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اور قیامت اس انگلی سے اس انگلی کی نسبت بھیجا گیا ہوں یا اِن دو انگلیوں کی طرح بھیجا گیا ہوں اور سبابہ اور درمیانی اُنگلی کو ملایا۔

۴۹۶۳ — شرح : یعنی میرے اور قیامت کے درمیان بہت کم تفاوت ہے جیسے انگوٹھے کے ساتھ والی انگلی اور درمیانی انگلی کے ساتھ متصل ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ آج سے زمانہ بعثت کو چودہ سو پانچ برس گزرنے کو ہیں جبکہ آپ نے مکہ مکرمہ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی تھی، حالانکہ ابھی تک قیامت کا وقوع معلوم نہیں کہ کب واقع ہوگی۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ قیامت بہت قریب ہے۔ شیخ دہلوی نے کہا یہ کہنا بعید نہیں کہ چونکہ قیامت کے علامات کا ظہور آپ کے زمانہ بعثت سے مقترن ہے۔ لہٰذا یہ کہہ سکتے ہیں کہ قیامت آپ سے مقترن ہے۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی آخر الزمان کہا جاتا ہے۔ اور اقتران بھی اضافی شئ ہے۔ یعنی دوسرے نبیوں مثلاً نوح کی نسبت آپ قیامت سے مقترن ہیں اور آپ کا زمانہ قیامت سے مقرون ہے۔

ہٰذا احسن فی تاویلہ واللہ ورسولہ اعلم!

marfat.com

۴۹۶۴ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا جَبَلَةُ بْنُ سُحَيْمٍ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا يَعْنِيْ ثَلٰثِيْنَ ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا يَعْنِيْ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ يَقُوْلُ مَرَّةً ثَلٰثِيْنَ وَمَرَّةً تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ . ۴۹۶۵ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ قَيْسٍ عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ قَالَ وَاَشَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ نَحْوَ الْيَمَنِ اَلْاِيْمَانُ هٰهُنَا مَرَّتَيْنِ اَلَا وَاِنَّ الْقَسْوَةَ وَغِلَظَ الْقُلُوْبِ فِي الْفَدَّادِيْنَ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنَا الشَّيْطٰنِ رَبِيْعَةَ وَمُضَرَ

۴۹۶۴ — ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں سے اشارہ کرکے فرمایا مہینہ اتنے اتنے اور اتنے یعنی تیس دنوں کا ہوتا ہے پھر اتنے اتنے اور اتنے دن یعنی انتیس (۲۹) دن کا ہوتا ہے۔ ایک بار تیس اور دوسری بار انتیس دن فرمایا۔

۴۹۶۵ — ترجمہ : ابومسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ اقدس سے یمن کی طرف اشارہ کرکے دو بار فرمایا ایمان اس جگہ ہے خبردار! دلوں کی قساوت اور سختی فدادین میں ہے جو سخت آوازوں سے اونٹ چلاتے ہیں اس جگہ سے شیطان کے دو سینگ طلوع کرتے ہیں وہ ربیعہ اور مضر کے قبیلے ہیں۔

۴۹۶۵ — شرح : سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ ایمان اس جگہ ہے اور یمن کی طرف اشارہ فرمایا؛ کیونکہ ایمان کی ابتداء مکہ مکرمہ سے ہوئی اور وہ تہامہ سے ہے اور تہامہ یمن کی زمین سے ہے۔ اسی لئے کعبہ کو یمانیہ کہا جاتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد تبوک میں فرمایا تھا۔ اس روز مدینہ منورہ آپ کے اور یمن کے درمیان تھا تو آپ نے مکہ مکرمہ کی جانب اشارہ فرمایا جبکہ آپ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی طرف جا رہے تھے۔

marfat.com

۴۹۶۶ — حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ سَهْلٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيْمِ فِی الْجَنَّةِ هٰكَذَا وَ اَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى وَفَرَّجَ بَيْنَهُمَا شَيْئًا **بَابُ** اِذَا عَرَّضَ بِنَفْیِ الْوَلَدِ

بعض نے کہا اس سے مراد انصار ہیں، کیونکہ وہ یمنی ہیں اور اُنھوں نے ایمان اور مومنوں کی مدد کی اور ان کو رہنے کی جگہ دی اس لئے ایمان کی نسبت ان کی طرف کی ہے۔

قولہ فَدَادِيْنَ ،، دال مشدّد ہے۔ فدّاد کی جمع ہے۔ اس کے معنی ہیں سخت آواز۔ اور اگر دال مخفف ہو تو فدان کی جمع ہے اس کے معنی کھیتی باڑی کا آلہ ہے۔ کھیتی باڑی کرنے والوں کی مذمت اس لئے فرمائی کہ آلاتِ حرث دین کے امور سے روکتے ہیں اس سے قساوتِ قلب پیدا ہوتی ہے

قَرْنَا الشَّيْطٰنِ ،، شیطان کے سر کے دو کنارے ہیں یہ اس لئے فرمایا کہ وہ سورج کے مطلع کی محاذات میں سینگ کھڑے کر دیتا ہے اور جب سورج طلوع کرے تو اس کے دونوں سینگوں کے درمیان ہوتا ہے۔ تو سورج کی عبادت کرنے والوں کا سجدہ اس کے لئے واقع ہوتا ہے۔

رَبِيْعَةَ اور مُضَرَ فدّادین سے بدل ہے اور وہ مشہور دو قبیلے ہیں۔

۴۹۶۶ — ترجمہ : سہل نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اور یتیم کی کفالت کرنے والے جنت میں اس طرح ہوں گے اور سبابہ اور وسطیٰ (درمیانی انگلی) سے اشارہ فرمایا اور ان کے درمیان کچھ فاصلہ کیا۔

۴۹۶۶ — شرح : دونوں پاک انگلیوں کے درمیان فاصلہ اس لئے ظاہر کیا کہ نبیوں اور امتیوں کے درجات میں فرق ہے۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اشارہ فرمایا تو آپ کی سبابہ اور انگوٹھے کے ساتھ والی انگلی دونوں اس وقت برابر ہوگئیں پھر اپنی طبعی حالت کی طرف لوٹ آئیں۔ یہ یتیم کی کفالت کی تاکید کے لئے تھا۔

باب جب نومولود کی نفی کی تعریض کی ،،

marfat.com

٤٩٦٧ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وُلِدَ لِيْ غُلَامٌ أَسْوَدُ فَقَالَ هَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ مَا أَلْوَانُهَا قَالَ حُمْرٌ قَالَ هَلْ فِيْهَا مِنْ أَوْرَقَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَأَنَّى ذٰلِكَ قَالَ لَعَلَّ نَزَعَهُ عِرْقٌ قَالَ فَلَعَلَّ ابْنَكَ هٰذَا نَزَعَهُ عِرْقٌ

تعریض یہ ہے کہ تو کوئی شی ذکر کرے جس سے تو ایسی شئ پر دلالت کرے جو ذکر نہیں کی گئی اور کنایہ یہ ہے کہ تو کسی شئ کو اس کے موضوع لہ لفظ کے بغیر ذکر کرے"

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاں بچہ کالا پیدا ہُوا ہے حضور نے فرمایا تیرے پاس اونٹ ہیں ؟

٤٩٦٧ —

عرض کیا جی ہاں ! فرمایا اُن کے کیا رنگ ہیں عرض کیا سُرخ ہیں فرمایا اُن میں کوئی سیاہی مائل بھی ہے؟ عرض کیا جی ہاں ! فرمایا وہ کیونکر ہُوا اُس نے کہا شائد کسی رگ نے اس کو اپنی طرف کھینچ لیا ہوگا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یقیناً تیرے اس بیٹے کو کسی رگ نے کھینچ لیا ہوگا۔

٤٩٦٧ — مشرح : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت وُلِدَ لِيْ غُلَامٌ أَسْوَدُ میں ہے کیونکہ اس کلام میں اس کی نفی کی طرف اشارہ ہے یعنی میں سفید ہوں اور نومولود سیاہ ہے۔ لہٰذا وہ میرا بیٹا نہیں۔ اس حدیث سے علماء کوفہ اور امام شافعی نے استدلال کیا کہ تعریض کرنے سے نہ حد واجب ہے اور نہ لعان لازم ہے ؛ کیونکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص پر حدِ قذف قائم نہیں کی جس نے اپنی بیوی کو زناء کی تعریض کی تھی۔ امام مالک رضی اللہ عنہ تعریض سے حد اور لعان واجب کرتے ہیں۔ جبکہ اس سے وہ مفہوم ہو جو صریح لفظ سے سمجھا جاتا ہے۔ ابن عربی نے کہا اس حدیث میں قیاس کی صحت کی قطعی دلیل ہے اور علت جامعہ کے ساتھ

marfat.com

بَابُ إِحْلَافِ الْمُلَاعِنِ

۴۹۶۸ — حَدَّثَنَا مُوسٰى ابْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَجُلًا مِنَ الْاَنْصَارِ قَذَفَ امْرَأَتَهٗ فَاَحْلَفَهُمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ فَرَّقَ بَيْنَهُمَا

ایک شئی کا حکم دُوسری شئی کے لئے ثابت ہوسکتا ہے۔

امام نووی نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب نومولود کا رنگ والد کے رنگ سے مختلف ہو تو بچہ باپ سے لاحق کیا جائے گا۔ اور محض رنگ کے اختلاف سے بچہ کی نفی کرنا جائز نہیں اس سے معلوم ہوا کہ بدگمانی کرنا جائز نہیں۔

بابؔ لعان کرنے والے کو قسم دینا

یعنی لعان کرنے والے کو لعان میں متعارف کلمات سے قسم دینا

۴۹۶۸ ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ ایک انصاری آدمی نے اپنی بیوی کو تہمت لگائی تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کو متعارف کلمات سے قسم دی پھر اُن کے درمیان جُدائی کردی۔

۴۹۶۸ شرح : ابن بطال نے کہا اس سے مراد لعان کی معروف قسمیں ہیں کیونکہ جب مرد اپنی بیوی کو تہمت لگائے۔ اگر وہ چار گواہ قائم نہ کرے جو اس کی تصدیق کریں تو اس پر حدِ قذف واجب ہے جب عجلانی نے اپنی بیوی کو زناء کی تہمت لگائی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ : وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ ،، نازل فرمائی تو شوہر کو اس کے عموم سے نکالا اور اس کی چار قسمیں یا پانچویں قسم کے ساتھ چار گواہوں کے قائم مقام کیں تاکہ وہ اپنے آپ سے حد دفع کرے جیسے عام لوگ اپنے آپ سے چار گواہ قائم کرکے حدِ قذف دفع کرتے ہیں جب شوہر قسمیں کھا جائے تو پھر اگر عورت لعان نہ کرے تو اس پر حد واجب ہوگی اور اگر اس نے لعان کیا اور قسم کھائی تو اپنے آپ سے حد دفع کرے گی جیسے شوہر نے کیا تھا (عینی)

marfat.com

بَابُ يَبْدَأُ الرَّجُلُ بِالتَّلَاعُنِ

۴۹۶۹ — حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَدِيٍّ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانٍ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ هِلَالَ بْنَ أُمَيَّةَ قَذَفَ امْرَأَتَهُ فَجَاءَ فَشَهِدَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ ثُمَّ قَامَتْ فَشَهِدَتْ

باب — پہلے مرد لعان کرے

۴۹۶۹ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہلال بن اُمیّہ نے اپنی بیوی کو گالی دی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوا، حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے۔ اللہ جانتا ہے کہ تم دونوں میں سے ایک جھوٹا ہے کیا تم میں سے کوئی تائب ہوتا ہے؟ پھر عورت کھڑی ہُوئی اور گواہی دی۔

۴۹۶۹ — شرح : تمام علماء کا اتفاق ہے کہ لعان کی ابتداء مرد سے ہوگی، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس سے ابتداء کی ہے۔ اگر عورت نے مرد سے پہلے لعان شروع کیا تو جائز نہ ہوگا اور مرد کے بعد پھر عورت لعان کا اعادہ کرے گی؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح لعان مرتب کیا ہے۔ ابن تین نے کہا لعان جائز ہے، لیکن سنّت کے خلاف ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے بھی یہی فرمایا ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے بھی یہی فرمایا ہے۔ امام شافعی کہتے ہیں۔ اگر لعان کی ابتداء عورت کرے تو لعان صحیح نہ ہوگا اور وہ دوبارہ لعان کرے گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ جانتا ہے کہ تم دونوں میں سے ایک جھوٹا ہے۔ بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے یہ لعان ہو جانے کے بعد فرمایا تھا، کیونکہ لعان کے بعد بھی جھوٹ متحقق ہوتا ہے اور توبہ واجب ہوتی ہے۔ بعض نے کہا یہ لعان سے پہلے فرمایا تھا بعد نہیں فرمایا تھا اس سے دونوں کو ڈرایا اور وعظ و نصیحت فرمائی تھی۔ واللہ و رسولہ اعلم!

marfat.com

بَابُ اللِّعَانِ وَمَنْ طَلَّقَ بَعْدَ اللِّعَانِ

۴۹۷۰۔ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ سَهْلَ بْنَ سَعْدِ السَّاعِدِيَّ اَخْبَرَهٗ اَنَّ عُوَيْمِرًا الْعَجْلَانِيَّ جَآءَ اِلٰى عَاصِمِ بْنِ عَدِيٍّ الْاَنْصَارِيِّ فَقَالَ لَهٗ يَا عَاصِمُ اَرَاَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَاَتِهٖ رَجُلًا اَيَقْتُلُهٗ فَتَقْتُلُوْنَهٗ اَوْ كَيْفَ يَفْعَلُ سَلْ لِيْ يَا عَاصِمُ عَنْ ذٰلِكَ فَسَاَلَ عَاصِمٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَكَرِهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسَائِلَ وَعَابَهَا حَتّٰى كَبُرَ عَلٰى عَاصِمٍ مَا سَمِعَ مِنْ

بابُ اللِّعانِ اور جس نے لعان کے بعد طلاق دی

اس مسئلہ میں فقہاء میں اختلافِ رائے پایا جاتا ہے کہ جب زوجین لعان کر چکے ہوں تو نفسِ لعان سے دونوں میں جُدائی واقع ہوگی یا لعان سے فراغت کے بعد حاکم ان میں تفریق کرے گا یا شوہر طلاق دے گا۔ امام مالک اور امام شافعی کہتے ہیں۔ نفسِ لعان سے زوجین میں تفریق واقع ہو جاتی ہے سفیان ثوری اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور اُن کے اتباع نے کہا کہ زوجین میں جُدائی واقع نہ ہوگی۔ یہاں تک کہ ان میں حاکم جدائی کرے۔ عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ نے کہا جب تک شوہر تفریق نہ کرے زوجین ملاعنین میں تفریق نہ ہوگی۔ ابوعبید نے کہا نفس قذف سے دونوں میں تفریق ہو جانی چاہیئے۔ اگرچہ لعان واقع نہ ہو گویا کہ تفریق وجوبِ لعان پر متفرع ہے اور جس حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زوجین میں تفریق کی یہ حنفیہ کا مذہب ہے۔

۴۹۷۰ — ترجمہ : ابن شہاب سے روایت ہے کہ سہل بن سعد ساعدی نے انہیں

marfat.com

رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَجَعَ عَاصِمٌ اِلٰی اَھْلِہٖ جَاءَہٗ
عُوَیْمِرٌ فَقَالَ یَا عَاصِمُ مَاذَا قَالَ لَکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
فَقَالَ عَاصِمٌ لِعُوَیْمِرٍ لَمْ تَاْتِنِیْ بِخَیْرٍ قَدْ کَرِہَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمَسْاَلَۃَ الَّتِیْ سَاَلْتُہٗ عَنْھَا فَقَالَ عُوَیْمِرٌ وَاللّٰہِ لَا اَنْتَھِیْ
حَتّٰی اَسْاَلَہٗ عَنْھَا فَاَقْبَلَ عُوَیْمِرٌ حَتّٰی جَاءَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ وَسَطَ النَّاسِ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَرَاَیْتَ رَجُلًا وَجَدَ
مَعَ امْرَاَتِہٖ رَجُلًا اَیَقْتُلُہٗ فَتَقْتُلُوْنَہٗ اَمْ کَیْفَ یَفْعَلُ فَقَالَ
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ اُنْزِلَ فِیْکَ وَفِیْ صَاحِبَتِکَ
فَاذْھَبْ فَاْتِ بِھَا قَالَ سَھْلٌ فَتَلَاعَنَا وَاَنَا مَعَ النَّاسِ عِنْدَ رَسُوْلِ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا فَرَغَا مِنْ تَلَاعُنِھِمَا قَالَ عُوَیْمِرٌ کَذَبْتُ
عَلَیْھَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنْ اَمْسَکْتُھَا فَطَلَّقَھَا ثَلٰثًا قَبْلَ اَنْ یَّاْمُرَہٗ رَسُوْلُ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ ابْنُ شِھَابٍ فَکَانَتْ سُنَّۃَ الْمُتَلَاعَنَیْنِ

خبر سنائی کہ عُوَیمر عجلانی عاصم بن عدی انصاری کے پاس آئے اور اُن سے کہا اے عاصم مجھے اس آدمی کی خبر دو جو اپنی بیوی کے ساتھ کوئی آدمی پائے کیا اس کو قتل کر دے ؟ تو تم اسے قتل کر دیتے ہو یا وہ کیا کرے اے عاصم میری طرف سے اس کے متعلق پوچھو عاصم نے یہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سوال پسند نہ آتے تھے اور انہیں معیوب جانتے تھے حتی کہ عاصم پر یہ گراں گزرا جو اُنھوں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا تھا جب عاصم اپنے گھر واپس آئے تو اُن کے پاس عُوَیمر آئے اور کہا اے عاصم تمہیں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا ہے ؟ عاصم نے عُوَیمر سے کہا تو میرے پاس خیر سے نہیں آیا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال کو پسند نہیں کیا جس کے متعلق تو نے پوچھا تھا۔ عُوَیمر نے کہا بخدا ! میں نہیں رکوں گا یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے

marfat.com

بَابُ الْتَّلَاعُنِ فِي الْمَسْجِدِ

۴۹۷۱۔ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ ابْنُ شِهَابٍ عَنِ الْمُلَاعَنَةِ وَعَنِ السُّنَّةِ فِيْهَا عَنْ حَدِيْثِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ اَخِيْ بَنِيْ سَاعِدَةَ اَنَّ رَجُلًا مِنَ الْاَنْصَارِ جَاءَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ

متعلق پوچھوں گا۔ پھر وہ آئے اور جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہُوئے جبکہ حضور لوگوں کے درمیان تشریف فرما تھے۔ عرض کیا یا رسُولَ اللہ! صلّی اللہ علیہ وسلّم! مجھے ایک آدمی کی خبر دیں جو اپنی بیوی کے ساتھ کوئی آدمی پائے کیا اس کو قتل کردے؟ تو تم اسے قتل کر دیتے ہو، وہ کیا کرے (یہ سُن کر) جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تیرے اور تیری بیوی کے بارے میں حکم نازل فرمایا ہے جاؤ اس کو لے کر آؤ سہل نے کہا دونوں نے لعان کیا اور میں لوگوں کے ساتھ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ تھا۔ جب وہ لعان کر کے فارغ ہُوئے تو عُوَیمر نے کہا یا رسُول اللہ! صلّی اللہ علیہ وسلّم اگر میں اس کو اپنے پاس روک رکھوں تو میں نے اس پر جھوٹ کہا ہے۔ اور جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ارشاد سے قبل اس کو تین طلاقیں دے دیں۔ ابن شہاب نے کہا یہ لعان کرنے والوں کا طریقہ ہے۔

(عویمر نے لعان کے بعد حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حکم سے قبل اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ بیک کلمہ تین طلاق واقع ہو جاتی ہیں۔ لہٰذا حدیث کی مناسبت عنوان سے واضح ہے)

باب مسجد میں لعان کرنا

بعض علماء نے کہا امام بخاری کی اس عنوان سے غرض احناف کی مخالفت ہے، کیونکہ احناف کے نزدیک لعان مسجد میں متعیّن نہیں۔ حاکم جہاں بھی ہو یا جہاں بھی وہ چاہے لعان کروا سکتا ہے۔ لیکن مذکور عنوان میں احناف کا خلاف نہیں کیونکہ اس عنوان کا مقصد یہ نہیں کہ لعان مسجد میں ہی متعیّن ہے بلکہ یہ تو اس لعان کا بیان ہے جو مسجد میں ہُوا تھا۔ اس کو یہ لازم نہیں کہ لعان مسجد میں ہی متعیّن ہے جس جگہ بھی چاہیں لعان ہو سکتا ہے۔ البتہ جامع مسجد زیادہ مناسب ہے۔

marfat.com

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهٖ رَجُلًا اَيَقْتُلُهٗ اَوْ كَيْفَ يَفْعَلُ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْ شَانِهٖ مَاذُكِرَ فِي الْقُرْاٰنِ مِنْ اَمْرِ التَّلَاعُنِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ قَضَى اللّٰهُ فِيْكَ وَفِيْ امْرَأَتِكَ قَالَ فَتَلَاعَنَا فِي الْمَسْجِدِ وَاَنَا شَاهِدٌ فَلَمَّا فَرَغَا قَالَ كَذَبْتُ عَلَيْهَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ اَمْسَكْتُهَا فَطَلَّقَهَا ثَلٰثًا قَبْلَ اَنْ يَّاْمُرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ فَرَغَا مِنَ التَّلَاعُنِ فَفَارَقَهَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ذَاكَ تَفْرِيْقٌ بَيْنَ كُلِّ مُتَلَاعِنَيْنِ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَكَانَتِ السُّنَّةُ بَعْدَهُمَا اَنْ يُّفَرَّقَ بَيْنَ كُلِّ الْمُتَلَاعِنَيْنِ وَكَانَتْ حَامِلًا وَكَانَ ابْنُهَا يُدْعٰى لِاُمِّهٖ قَالَ ثُمَّ جَرَتِ السُّنَّةُ فِيْ مِيْرَاثِهَا اَنَّهَا تَرِثُهٗ وَيَرِثُ مِنْهَا مَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهَا قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ

۴۹۷۱ ــــ ترجمہ : ابن جُریج نے ابن شہاب کو ملاعنہ اور اس کے مسنون طریقہ کی خبر دی۔ اُنھوں نے سہل بن سعد برادرِ بنی ساعدہ کی حدیث سے ذکر کیا کہ ایک انصاری مرد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا یارسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ایک آدمی کی خبر دیں جو اپنی بیوی کے ساتھ کوئی مرد پائے کیا اس کو قتل کر دے یا کس طرح کرے تو اللہ تعالیٰ نے اس کی شان میں نازل کیا جو لعان کرنے والوں کے متعلق قرآن میں مذکور ہے ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تیرے اور تیری بیوی کے متعلق فیصلہ کیا ہے۔ سہل نے کہا دونوں نے مسجد میں لعان کیا جبکہ میں وہاں موجود تھا جب دونوں لعان سے فارغ ہُوئے تو اس نے کہا اگر اس عورت کو اپنے پاس روکوں تو میں نے اس پر جھوٹ بولا اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم فرمانے سے پہلے اُس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں۔ جس وقت وہ لعان سے فارغ ہُوئے اور اُس نے

marfat.com

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ إِلسَّاعِدِيِّ فِي هٰذَا الْحَدِيْثِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنْ جَاءَتْ بِهٖ اَحْمَرَ قَصِيْرًا كَاَنَّهٗ وَحَرَةٌ فَلَا اُرَاهَا اِلَّا قَدْ صَدَقَتْ وَكَذَبَ عَلَيْهَا وَاِنْ جَاءَتْ بِهٖ اَسْوَدَ اَعْيَنَ ذَا اَلْيَتَيْنِ فَلَا اُرَاهُ اِلَّا قَدْ صَدَقَ عَلَيْهَا فَجَاءَتْ بِهٖ عَلَى الْمَكْرُوْهِ مِنْ ذٰلِكَ

بیوی کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جدا کر دیا۔ ابن شہاب نے کہا ان دونوں کے بعد سنت یہ ہے کہ لعان کرنے والوں کے درمیان تفریق کر دی جائے۔ وہ عورت حاملہ تھی اور اس کا بیٹا اپنی ماں کے نام سے بلایا جاتا تھا۔ ابن شہاب نے کہا ایسی عورت کی وراثت میں یہ طریقہ جاری ہوا کہ وہ اپنے لڑکے کی وارث ہوگی اور لڑکا اس کا وارث ہوگا! جو اللہ تعالیٰ نے لڑکے کا مال سے حصہ مقرر کیا ہے۔ ابن جریج نے ابن شہاب کے ذریعہ سہل بن سعد ساعدی کا اس حدیث میں ذکر کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ عورت اس حمل سے سرخ رنگ والا چھوٹا قد بچہ پیدا ہوا۔ گویا وہ سام ابرص ہے تو میں اس عورت کو گمان نہ کرونگا مگر اس نے سچ کہا ہے اور مرد نے اس پر جھوٹ کہا ہے اور اگر اس حمل سے بڑی بڑی آنکھوں والا اور موٹے موٹے سرینوں والا بچہ پیدا ہوا تو میں اس مرد کو گمان نہ کروں گا مگر اس نے سچ کہا ہے۔ پس اس عورت نے مکروہ حالت پر بچہ کو جنم دیا۔

۴۹۷۱ — شرح : امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا لعان مسجد میں ہونا چاہیئے البتہ اگر عورت کی حالت حیض والی ہو تو مسجد کے دروازے پر لعان کرے۔ حدیث میں مذکورہ عورت حاملہ تھی جس کا اس کے شوہر نے انکار کر دیا تھا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حمل کی وجہ سے بھی لعان ہو سکتا ہے۔ ابن ابی لیلی، امام مالک، ایک روائت میں امام ابو یوسف، ابو عبید کا یہی مسلک ہے۔ انھوں نے کہا جس نے اپنی بیوی کے حمل کا انکار کیا۔ قاضی ان میں لعان کرائے گا۔ اور بچہ ماں سے لاحق کیا جائے گا۔

سفیان ثوری، امام ابو حنیفہ اور مشہور روائت کے مطابق امام ابو یوسف، امام محمد اور ایک روائت میں امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ نے کہا حمل کے سبب لعان نہ کیا جائے گا۔ انھوں نے متن میں مذکور حدیث کا جواب یہ دیا کہ یہ لعان قذف و تہمت کی وجہ سے تھا حمل کے باعث نہ تھا جب ملاعنہ کا بچہ ماں سے لاحق کیا جائے گا تو دونوں کے درمیان وراثت جاری ہوگی۔ اس میں علماء کا اتفاق ہے یعنی ماں، بیٹا اور اس کی ماں کی جہت سے اصحابِ فروض بہن، بھائی اور دادی میں وراثت جاری

marfat.com

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتُ رَاجِمًا بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ ۴

۴۹۷۲ — حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى ابْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ ذُكِرَ التَّلَاعُنُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَاصِمُ بْنُ عَدِيٍّ فِيْ ذٰلِكَ قَوْلًا ثُمَّ انْصَرَفَ فَاَتَاهُ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِهٖ يَشْكُوْ اِلَيْهِ اَنَّهٗ قَدْ وَجَدَ مَعَ امْرَاَتِهٖ رَجُلًا فَقَالَ عَاصِمٌ مَا ابْتُلِيْتُ بِهٰذَا اِلَّا لِقَوْلِيْ فَذَهَبَ بِهٖ اِلَى

ہوگی۔ قولہ وَحْرَةٌ ،، یہ ایک جانور ہے جو گوشت اور طعام کو خراب کر دیتا ہے اور یہ سام ابرص جیسا ہے۔ بعض نے کہا یہ سُرخ کیڑا ہے جو زمین پر گھس کر چلتا ہے۔

قولہ جَاءَتْ عَلَى الْمَكْرُوْهِ مِنْ ذٰلِكَ ،، یعنی سیاہ بچہ پیدا ہُوا۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو مکروہ اس لئے فرمایا کہ یہ تحقیقِ زنا اور تصدیقِ زوج کو مستلزم ہے (عینی)

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد اگر میں کسی کو بلا دلیل رجم کرتا ،،

۴۹۷۲ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لعان ذکر کیا گیا اور عاصم بن عدی نے اس بارے میں بات کی پھر وہ چلے گئے تو ان کی قوم سے ایک آدمی حضور کے پاس آیا جو حضور سے یہ شکوٰی کر رہا تھا کہ اُس نے اپنی بیوی کے ساتھ کسی مرد کو پایا ہے۔ عاصم نے کہا میں اس میں مبتلاء نہ ہُوا مگر یہ بات کرنے سے مبتلا ہُوا وہ اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ بِالَّذِيْ وَجَدَ عَلَيْهِ امْرَأَتَهٗ وَكَانَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ مُصْفَرًّا قَلِيْلَ اللَّحْمِ سَبْطَ الشَّعْرِ وَكَانَ الَّذِيْ ادَّعٰى عَلَيْهِ اَنَّهٗ وَجَدَهٗ عِنْدَ اَهْلِهٖ خَدِلًا اٰدَمَ كَثِيْرَ اللَّحْمِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ بَيِّنْ فَجَاءَتْ شِبْهًا بِالرَّجُلِ الَّذِيْ ذَكَرَ زَوْجُهَا اَنَّهٗ وَجَدَهٗ فَلَاعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمَا قَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عَبَّاسٍ فِي الْمَجْلِسِ هِيَ الَّتِيْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ رَجَمْتُ اَحَدًا بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ رَجَمْتُ هٰذِهٖ فَقَالَ لَا تِلْكَ امْرَأَةٌ كَانَتْ تُظْهِرُ فِي الْاِسْلَامِ السُّوْءَ قَالَ اَبُوْ صَالِحٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ خَدِلًا

کے پاس لے گئے اور حضور کو وہ خبر دی جس حال پر اپنی بیوی کو پایا تھا۔ اس کا رنگ زرد اور بدن نحیف تھا اور اس کے بال سیدھے لمبے تھے اور جس آدمی پہ دعویٰ کیا تھا کہ اس کو اپنی بیوی کے پاس پایا ہے وہ بڑی بڑی پنڈلیاں والا پُر گوشت گندمی رنگ اور فربہ تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ! حق ظاہر کر تو اُس نے اس مرد کے مشابہ بچہ کو جنم دیا جس کا اُس کے شوہر نے ذکر کیا تھا کہ اس کو اپنی بیوی کے پاس پایا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کے درمیان لعان کے مقتضی کے مطابق حکم دیا (ان میں تفریق کر دی)۔ ایک آدمی نے جو اس مجلس میں تھا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کیا یہ وہی عورت ہے جس کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اگر میں کسی کو بلا دلیل رجم کرتا تو اسے رجم کرتا۔ ابن عباس نے کہا وہ اور عورت ہے جس نے اسلام میں زنا ظاہر کیا تھا۔ ابو صالح اور عبداللہ بن یوسف نے خَدِلًا پڑھا ہے۔ (کَثِیْرَ اللَّحْمِ)

۴۹۷۲ — شرح: شیخ دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے نقل کیا کہ عاصم بن عدی نے اس باب میں ایک ایسی بات کہی تھی جو اُن ایسے عظیم انسان کے لائق نہ تھی کیونکہ یہ بات عُجبِ نفس، نخوت، غیرت اور خداوند قدوس کے حکم اور اس کے حول اور قوت پر عدمِ تفویض

marfat.com

پر دلالت کرتی ہے۔ وہ یہ بات تھی کہ اُنھوں نے پیغمبرِ خدا کے حضور کہا۔ اگر میں کسی کو اپنی بیوی کے پاس پاؤں تو یقیناً اس کو تلوار سے قتل کر دوں؛ چنانچہ وہ اس شنیع امر میں اسی بات کے باعث مبتلا ہوئے جو اُنھوں نے عُجب و نخوت کے طور پر کہا تھا؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو دکھایا کہ اس کا حکم اس میں کیسا ہے اور اسے معلوم ہو کہ کسی کی خونریزی پر تسلیط کا دعویٰ کرنا جائز نہیں اور جو کچھ ہوتا ہے اللہ کے حکم سے ہوتا ہے تاکہ جاہلیت کے امور کا قلع قمع ہو۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس حدیث میں ہے کہ جس آدمی نے اپنی بیوی کو متہم کیا تھا اس کا رنگ زرد تھا اور وہ نحیف البدن تھا، حالانکہ سہل بن سعد کی حدیث میں ہے کہ اس کا رنگ سُرخ یا زردی مائل تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اس کا اصلی رنگ تھا اور زرد رنگ عارضی تھا۔

عاصم بن عدی عجلانی

جدِّ اعلیٰ کی طرف منسوب ہیں۔ ان کا نسب یہ ہے۔ عاصم بن عدی بن جد بن عجلان ابن حارثہ بن ضبیعہ عجلانی۔ وہ قلیل اللحم یعنی نحیف البدن اور سبط الشعر یعنی سیدھے بالوں والا تھا۔ جس کو عاصم نے اپنی بیوی کے ساتھ پایا وہ خدل یعنی موٹے اعضاء والا تھا اور اس کے گوشت کے ساتھ سخت ہڈیاں تھیں۔

سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَللّٰھُمَّ بَیِّنْ ،، یعنی اے اللہ اس مسئلہ کی وضاحت کر دے۔ اس کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت مطہرہ کا حکم ظاہر امور پر ہے۔ لیکن آپ کو یہ حرص تھی کہ مسئلہ کی حقیقت واضح ہو جائے۔

سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں کسی عورت کو شہادت کے بغیر رجم کرتا تو اس عورت کو رجم کرتا اس عورت سے مراد عویمر کی بیوی ہے۔ یعنی سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت اور اس کے شوہر کے درمیان لعان کرایا اور مشابہت کے سبب اس عورت کو رجم نہیں کیا؛ کیونکہ رجم صرف شہادت یا اقرار سے ہوتا ہے۔ مشابہت سے رجم نہیں کیا جاتا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا یہ عورت عویمر کی بیوی نہیں بلکہ یہ وہ عورت ہے جس نے اسلام میں فحش کو رواج دے رکھا تھا۔ یعنی وہ کوئی فاحشہ عورت تھی۔

---

marfat.com

بَابُ صَدَاقِ الْمُلَاعَنَةِ

۴۹۷۳ ـ حَدَّثَنِیْ عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ اَخْبَرَنَا اِسْمٰعِیْلُ عَنْ اَیُّوْبَ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ رَجُلٌ قَذَفَ امْرَأَتَہٗ فَقَالَ فَرَّقَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَیْنَ اَخَوَیْ بَنِیْ الْعَجْلَانِ وَقَالَ اللّٰہُ یَعْلَمُ اَنَّ اَحَدَکُمَا کَاذِبٌ فَھَلْ مِنْکُمَا تَائِبٌ فَاَبَیَا وَقَالَ اللّٰہُ یَعْلَمُ اَنَّ اَحَدَکُمَا کَاذِبٌ فَھَلْ مِنْکُمَا تَائِبٌ فَاَبَیَا فَفَرَّقَ بَیْنَھُمَا قَالَ اَیُّوْبُ فَقَالَ لِیْ عَمْرُو بْنُ دِیْنَارٍ اِنَّ فِی الْحَدِیْثِ شَیْئًا لَا اَرَاکَ تُحَدِّثُہٗ قَالَ قَالَ الرَّجُلُ مَالِیْ قَالَ قِیْلَ لَا مَالَ لَکَ اِنْ کُنْتَ صَادِقًا فَقَدْ دَخَلْتَ بِھَا وَاِنْ کُنْتَ کَاذِبًا فَھُوَ اَبْعَدُ مِنْکَ

باب ملاعنہ عورت کا مہر

۴۹۷۳ ـ ترجمہ : سعید بن جُبیر نے کہا میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کوئی آدمی اپنی بیوی کو متہم کرے (اُس کا کیا حکم ہے) عبداللہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی عجلان کے دو بہن بھائی میں تفریق کی۔ اور فرمایا اللہ جانتا ہے کہ تم میں سے ایک جھوٹا ہے۔ کیا تم میں سے کوئی تائب ہوتا ہے۔ دونوں نے انکار کر دیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں میں تفریق کر دی۔ ایوب نے کہا مجھے عمرو بن دینار نے کہا اس حدیث میں ایک شئی ہے میں تجھے وہ بیان کرتے نہیں دیکھتا ہوں۔ اس مرد نے کہا میرا مال جو مہر میں نے دیا ہے؟ اُس سے کہا گیا تیرا کچھ مال نہیں (کیونکہ) اگر تو سچا ہے (تہمت لگانے میں) تو اس سے دخول کر چکا ہے (لہٰذا مہر پورا ہو گیا) اور اگر تو جھوٹا ہے تو یہ تیرے لئے بہت دُور ہے۔

۴۹۷۳ ـ شرح : قولہ بین اخوی من بنی عجلان ،، اس کے معنی یہ ہیں کہ زوجین میں

marfat.com

بَابُ قَوْلِ الْاِمَامِ لِلْمُتَلَاعِنَيْنِ اِنَّ اَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ ۷

۴۹۷۴ ـــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ قَالَ سَاَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنِ الْمُتَلَاعِنَيْنِ فَقَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

تفریق کر دی جبکہ وہ دونوں قبیلہ بنی عجلان سے تھے اور یہ بابِ تغلیب سے ہے کہ اخت کو اخ کی مثل کیا۔ اور زوجین پر بہن بھائی کا اطلاق اس اعتبار سے ہے کہ تمام مومن بھائی بھائی ہیں۔ یا یہ دونوں مرد و زن ایک قبیلہ سے تھے اس لئے اُن پر بہن بھائی کا اطلاق کیا۔

قال ایوب ،، یعنی ایوب سختیانی نے مذکور سند کے ذریعہ بیان کیا جس کا حاصل یہ ہے کہ عمرو بن دینار اور ایوب سختیانی دونوں نے یہ حدیث سعید بن جُبیر سے سُنی۔ عمرو نے وہ الفاظ یاد رکھے جو ایوب نے یاد نہ کئے اور وہ یہ کہ مرد نے کہا میرا مال جو میں نے مہر میں دیا ہے اس کا کیا ہوگا تو اسے کہا گیا وہ مال اب تیرا نہیں رہا؛ کیونکہ اگر تو اس پر دعویٰ کرنے میں سچا ہے تو جب بھی مال کا مستحق نہیں؛ کیونکہ تو اس سے جماع کر چکا ہے اور جماع کرنے سے عورت مال کی مالکہ ہو جاتی ہے۔ اور اگر تو اس دعویٰ میں جھوٹا ہے تو مال کا مطالبہ کرنا بہت دُور کی بات ہے کیونکہ ایک تو تُو نے اس پر بہتان باندھا اور یہ ظلم ہے۔ دُوسرے اس مال کا مطالبہ کرتا ہے جس کا تو مستحق نہیں کیونکہ جب تُو نے اس سے جماع کیا تو وہ مال کی مستحق ہو گئی۔ لہٰذا مال کا مطالبہ کرنا بعید از عقل ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر عورت زنا کا اقرار بھی کر لے جب بھی اس کا شوہر مال کا مطالبہ نہیں کر سکتا؛ کیونکہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تو اپنے دعویٰ میں سچا ہے تو جب بھی مال کا مستحق نہیں؛ کیونکہ جب تو نے جماع کر لیا تو عورت مال کی مستحقہ ہو گئی۔ معلوم ہُوا کہ اقرارِ زنا سے پہلے ہی وہ مال کی مستحقہ ہو گئی تھی۔

بابُ امام کا متلاعنین سے کہنا کہ تم میں سے ایک جھوٹا ہے کیا تم میں سے کوئی تائب ہوتا ہے ،،

marfat.com

لِلْمُتَلَاعِنَيْنِ حِسَابُكُمَا عَلَى اللّٰهِ اَحَدُكُمَا كَاذِبٌ لَا سَبِيْلَ لَكَ
عَلَيْهَا قَالَ مَالِيْ قَالَ لَا مَالَ لَكَ اِنْ كُنْتَ صَدَقْتَ عَلَيْهَا فَهُوَ بِمَا
اسْتَحْلَلْتَ مِنْ فَرْجِهَا وَاِنْ كُنْتَ كَذَبْتَ عَلَيْهَا فَذَاكَ اَبْعَدُ لَكَ
قَالَ سُفْيٰنُ حَفِظْتُهُ مِنْ عَمْرٍو وَقَالَ اَيُّوْبُ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ
جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ رَجُلٌ لَاعَنَ امْرَاَتَهٗ فَقَالَ بِاِصْبَعَيْهِ وَ
فَرَّقَ سُفْيٰنُ بَيْنَ اِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى فَرَّقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ اَخَوَيْ بَنِي الْعَجْلَانِ وَقَالَ اللّٰهُ يَعْلَمُ اَنَّ اَحَدَكُمَا
كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ قَالَ سُفْيٰنُ حَفِظْتُهُ مِنْ عَمْرٍو
وَاَيُّوْبَ كَمَا اَخْبَرْتُكَ

۴۹۷۴ — ترجمہ: عمرو بن دینار نے کہا میں نے سعید بن جبیر سے سُنا کہ میں نے عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے لعان کرنے والوں کے متعلق سوال پوچھا تو انھوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے متلاعنین (لعان کرنے والوں) سے فرمایا تمہارا حساب اللہ کے ذمہ ہے تم میں سے ایک تو جھوٹا ہے (مرد سے کہا) تیرے لئے اس کی طرف کوئی راہ نہیں۔ اُس نے کہا میرے مال کا کیا ہوگا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرا مال ہی نہیں رہا۔ اگر تو سچا ہے تو وہ اس کا بدل ہوگا جو تو نے اس کی عصمت حلال پائی ہے۔ اگر تو نے اس پر جھوٹ بولا ہے تو یہ تیرے لئے اور زیادہ بعید ہے۔ سفیان نے کہا میں نے عمرو بن دینار سے یاد رکھا ہے۔ ایوب نے کہا میں نے سعید بن جُبیر سے سُنا ہے۔ اُنھوں نے کہا میں نے سعید بن جُبیر سے سُنا ہے۔ اُنھوں نے کہا میں نے ابن عمر سے کہا کوئی آدمی اپنی بیوی سے لعان کرتا ہے اور اپنی دونوں انگلیوں سے اشارہ کیا اور سفیان نے اپنی دونوں انگلیوں سبابہ اور وسطیٰ کے درمیان تفریق کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی عجلان کے دو بھائیوں (مرد و زن) میں تفریق کی۔ اور فرمایا اللہ جانتا ہے کہ تم میں سے ایک جھوٹا ہے۔ کیا تم میں سے کوئی تائب ہوتا ہے۔ یہ حضور نے تین بار فرمایا۔ سفیان نے کہا میں نے یہ الفاظ عمرو اور ایوب سے سُنے ہیں

marfat.com

بَابُ اَلتَّفْرِيقُ بَيْنَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ

۴۹۷۵ — حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ اَخْبَرَهُ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَّقَ بَيْنَ رَجُلٍ وَّامْرَاَتِهِ قَذَفَهَا وَاَحْلَفَهَا

۴۹۷۶ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَوْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ رَجُلٍ وَّامْرَاَتِهِ مِنَ الْاَنْصَارِ وَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا

باب لعان کرنے والے مرد وزن میں تفریق کرنا

۴۹۷۵ — ترجمہ : نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے انہیں خبر دی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد و زن کے درمیان تفریق کی مرد نے عورت کو تہمت لگائی تھی اور حضور نے دونوں سے قسمیں لیں۔

۴۹۷۵ — شرح : یہ حدیث احناف کی دلیل ہے کہ جن دو مرد وزن میں لعان ہو جائے۔ محض لعان کرنے سے اُن میں تفریق نہ ہوگی جب تک حاکم تفریق نہ کرے گا۔ سفیان ثوری بھی یہی کہتے ہیں کہ متلاعنین میں تفریق حاکم کے حکم سے ہوگی۔ محض لعان سے تفریق نہ ہوگی۔

۴۹۷۶ — ترجمہ : نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد اور اس کی بیوی کے درمیان لعان کرایا وہ دونوں انصاری تھے اور ان میں تفریق کر دی۔

marfat.com

بَابُ يُلْحَقُ الْوَلَدُ بِالْمُلَاعِنَةِ

۴۹۷۷ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ قَالَ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاعَنَ بَيْنَ رَجُلٍ وَّ امْرَأَتِهٖ فَانْتَفٰى مِنْ وَلَدِهَا فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا وَاَلْحَقَ الْوَلَدَ بِالْمَرْأَةِ

بَابُ يُلْحَقُ الْوَلَدُ بِالْمُلَاعِنَةِ

۴۹۷۶ —

شرح : جس انصاری نے اپنی بیوی کو متہم کیا تھا وہ ہلال بن اُمیّہ انصاری ہیں۔ اُنھوں نے شریک بن سحماء جو انصار کے حلیف تھے کے ساتھ متہم کیا تھا۔ سحماء اس کی والدہ کا نام ہے اس کا والد عبد بن مغیث ہے۔ ابو عمرو رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ جریر بن حازم نے ایوب، عکرمہ کے ذریعہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ جب ہلال ابن اُمیہ نے اپنی بیوی کو تہمت لگائی تو ان سے کہا گیا بخدا! جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ تمہیں اَسّی کوڑے حدِّ قذف ماریں گے۔ ہلال نے کہا اللہ تعالیٰ بہت بڑا عادل اور منصف ہے جو کچھ میں نے دیکھا ہے وہ جانتا ہے تو آئت الملاعنہ نازل ہوئی۔ ابن تین نے کہا صحیح تر یہ ہے کہ ہلال بن اُمیہ نے عویمر سے پہلے لعان کیا تھا،

ماوردی نے حاوی میں ذکر کیا کہ ہلال کا واقعہ عویمر کے واقعہ سے قبل ہے۔ ابن صباغ نے کہا ہلال کے واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آئت کریمہ اُن کے واقعہ میں نازل ہُوئی اور جو عویمر سے کہا گیا ہے کہ تیرے اور تیری بیوی کے بارے میں قرآن نازل ہُوا ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ جو ہلال کے واقعہ میں نازل ہُوا تھا وہی تمہارے لئے ہے کیونکہ یہ حکم تمام لوگوں کے لئے عام ہے اور علماء اصول نے کہا عموم لفظ کا اعتبار ہے۔ خصوصِ سبب کا لحاظ نہیں ہوتا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ پہلی روائت میں ہے کہ مرد و زن کے درمیان تفریق کر دی اور انہیں قسمیں دیں اور اس روائت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے لعان کرایا۔ پھر ان میں تفریق کر دی بظاہر ان دونوں میں تضاد ہے اس کا جواب یہ ہے۔ درحقیقت معنی میں کچھ فرق نہیں؛ کیونکہ لعان تو ضروری ہے اور تفریق حاکم کی طرف سے ہے۔ اس میں احناف کے مذہب کی دلیل ہے کہ لعان جب ہی مکمل ہوتا ہے کہ زوجین میں حاکم تفریق کرے۔

marfat.com

باب بچّہ لعان کرنے والی عورت سے لاحق کیا جائے"

۴۹۷۷ — ترجمہ : نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک مرد اور اس کی بیوی کے درمیان لعان کرایا اور اس کے بچّہ کی مرد سے نفی کر دی اور ان دونوں میں تفریق کر دی اور بچہ عورت سے لاحق کر دیا۔

۴۹۷۷ — شرح : یہ حدیث تین احکام شرعیہ پر مشتمل ہے۔ اوّل یہ کہ لعان مشروع ہے۔ دوسرے یہ کہ لعان کے بعد حاکم مرد و زن میں تفریق کرے۔ اس میں فقہا کا اختلاف ہے کہ تفریق نفسِ لعان سے ہو جاتی ہے یا لعان کے بعد حاکم تفریق کرے گا۔

امام مالک اور امام شافعی رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نفس لعان سے تفریق ہو جاتی ہے۔ امام ابوحنیفہ، ابو یوسف، محمد اور سفیان ثوری کہتے ہیں کہ حاکم کے تفریق کرنے سے تفریق ہو گی جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ تیسرے یہ کہ اگر شوہر بچّہ کی پیدائش کے وقت اس کی نفی کر دے تو بچّہ ماں سے لاحق کیا جائے گا۔ جمہور فقہا اور چاروں ائمہ کا اس پر اتفاق ہے

امام طحاوی رحمہ اللہ نے نقل کیا کہ بعض علماء کہتے ہیں کہ اگر عورت کو بچہ کی نفی کی تہمت لگائی تو بچہ منتفی نہ ہو گا اور نہ ہی ان میں لعان کیا جائے گا؛ کیونکہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا الولد للفراش وللعاہر الحجر" کہ بچہ صاحبِ فراش کا ہے اور زانی محروم ہے۔

دوسرا اختلاف یہ ہے کہ جب بچہ کی نفی بوقت ولادت کرے یا ولادت کے ایک دو روز بعد کرے۔ پہلی صورت میں بچہ کی نفی ہو جائے گی اور دوسری صورت یعنی ایک دو روز بعد نفی کرنے سے نفی نہ ہو گی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے وقت مقرر نہیں کیا اور اُن سے ایک روائت یہ ہے کہ اُنھوں نے اس کے لئے سات دن مقرر کئے ہیں۔

امام ابو یوسف امام محمد اور قتادہ نے نفاس کی اکثر مدّت مقرر کی ہے اور وہ چالیس روز ہیں۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا بچّہ کی پیدائش کے فوراً بعد نفی کا اعتبار ہے ورنہ نفی نہ ہو گی۔

marfat.com

بَابُ قَوْلِ الْاِمَامِ اَللّٰهُمَّ بَيِّنْ

٤٩٧٨ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ سُلَيْمٰنُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيٰى بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْقٰسِمِ عَنِ الْقٰسِمِ ابْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ قَالَ ذُكِرَ الْمُتَلَاعِنَانِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَاصِمُ بْنُ عَدِيٍّ فِيْ ذٰلِكَ قَوْلًا ثُمَّ انْصَرَفَ فَاَتَاهُ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِهٖ فَذَكَرَ لَهٗ اَنَّهٗ وَجَدَ مَعَ امْرَاَتِهٖ رَجُلًا فَقَالَ عَاصِمٌ مَا ابْتُلِيْتُ بِهٰذَا الْاَمْرِ اِلَّا لِقَوْلِيْ فَذَهَبَ بِهٖ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ بِالَّذِيْ وَجَدَ عَلَيْهِ امْرَاَتَهٗ وَكَانَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ مُصْفَرًّا قَلِيْلَ اللَّحْمِ سَبْطَ الشَّعْرِ وَكَانَ الَّذِيْ وَجَدَ عِنْدَ اَهْلِهٖ اٰدَمَ خَدِلًا كَثِيْرَ اللَّحْمِ

باب امام کا کہنا اے اللہ اس کا حکم ظاہر کر

اس عنوان کے معنی یہ ہیں کہ اے اللہ اس عورت سے بچہ پیدا ہو تاکہ اس کی لاعن یا جس کی طرف زنا کی نسبت کی ہے سے مشابہت ظاہر ہو "

٤٩٧٨ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو مرد و زن لعان کرنے والوں کو ذکر کیا گیا۔ عاصم بن عدی نے اس بارے میں ایک بات کی (اگر کوئی اپنی بیوی کے ساتھ کسی غیر کو دیکھے تو کیا کرے) پھر وہ چلے گئے اس کے پاس اس کی قوم سے کوئی آدمی آیا اس نے عاصم سے ذکر کیا کہ اس نے اپنی بیوی کے ساتھ کوئی آدمی پایا ہے۔ عاصم نے کہا میں اس امر میں مبتلا نہ ہوا مگر میرے

marfat.com

جَعْدًا قَطِطًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ بَيِّنْ فَوَضَعَتْ شَبِيْهًا بِالرَّجُلِ الَّذِیْ ذَكَرَ زَوْجُهَا اَنَّهٗ وَجَدَ عِنْدَهَا فَلَاعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمَا فَقَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عَبَّاسٍ فِی الْمَجْلِسِ هِیَ الَّتِیْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ رَجَمْتُ اَحَدًا بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ لَرَجَمْتُ هٰذِهٖ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا تِلْكَ امْرَاَةٌ كَانَتْ تُظْهِرُ السُّوْءَ فِی الْاِسْلَامِ

بَابُ اِذَا طَلَّقَهَا ثَلَاثًا ثُمَّ تَزَوَّجَتْ بَعْدَ الْعِدَّةِ زَوْجًا غَيْرَهٗ فَلَمْ يَمَسَّهَا

یہ بات کرنے سے ہٹا۔ عاصم اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس شخص کی خبر دی جس کو اپنی بیوی کے ساتھ پایا تھا۔ جبکہ اس آدمی کا رنگ زرد گوشت کم اور بال سیدھے تھے۔ اور جس کو اپنی بیوی کے ساتھ پایا تھا۔ ان کا گندمی رنگ، پنڈلیاں موٹی موٹی، جسم بھارا اور بال سخت گھنگریالے تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ اس کو ظاہر فرما تو اس عورت نے ایسا بچہ پیدا کیا جو اس آدمی کے مشابہ تھا جس کو عورت کے شوہر نے ذکر کیا تھا کہ اس کو اپنی بیوی کے پاس پایا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعان کے مقتضی کے مطابق ان میں تفریق کردی اسی مجلس میں ایک آدمی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کیا یہ وہی عورت ہے جس کے متعلق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اگر میں کسی کو شہادت کے بغیر رجم کرتا تو اس عورت کو رجم کرتا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نہیں وہ اور کوئی عورت ہے جس نے اسلام میں بے حیائی کو فروغ دیا تھا اور برملا بدی ظاہر کرتی تھی۔ اس حدیث کی پہلے تشریح ہو چکی ہے۔

باب جب بیوی کو تین طلاقیں دیں پھر اس نے عدت پوری کرنے کے بعد کسی اور آدمی سے نکاح کیا اور اس نے اس سے جماع نہ کیا،،

marfat.com

۴۹۷۵ ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ ابْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رِفَاعَةَ الْقُرَظِیَّ تَزَوَّجَ امْرَاَةً ثُمَّ طَلَّقَهَا فَتَزَوَّجَتْ اٰخَرَ فَاَتَتِ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَتْ اَنَّهٗ لَا يَاْتِيْهَا وَاَنَّهٗ لَيْسَ مَعَهٗ اِلَّا مِثْلُ هُدْبَةٍ فَقَالَ لَا حَتّٰى تَذُوْقِیْ عُسَيْلَتَهٗ وَيَذُوْقَ عُسَيْلَتَكِ

بَابُ قَوْلِهٖ وَاللّٰٓئِیْ يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَآئِكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ الْاٰيَةَ قَالَ مُجَاهِدٌ وَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْا يَحِضْنَ اَوْ لَا يَحِضْنَ وَاللّٰٓئِیْ قَعَدْنَ عَنِ الْحَيْضِ وَاللّٰٓئِیْ لَمْ يَحِضْنَ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ

۴۹۷۵ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رفاعہ قرظی نے ایک عورت سے نکاح کیا پھر اسے طلاق دے دی اُس نے کسی اور آدمی سے نکاح کر لیا۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ سے ذکر کیا کہ وہ اس سے جماع نہیں کر سکتا ہے اور اس کے پاس نہیں مگر کپڑے کے کنارے کی مثل (یعنی وہ نامرد ہے) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو پہلے شوہر کی طرف رجوع نہیں کر سکتی حتی کہ تو اس کے شہد کو چکھ لے اور وہ تیرا شہد چکھ لے (یعنی تم ایک دوسرے سے جماع کی لذت پاؤ)
(طلاق ثلاثہ کے باب میں اس کی تشریح ہو چکی ہے)

marfat.com

كِتَابُ الْعِدَّة

عدّت کا لغوی معنی شمار کرنا ہے اور شریعت میں عورت کا ایک مدّت تک انتظار کرنا ہے جو اس پر نکاح زائل ہونے کے بعد لازم ہے۔

باب تمہاری عورتیں جو حیض سے ناامّید ہو جائیں اگر تم اس کے وجود میں تردّد کرو،،

(اس کی تفسیر میں) مجاہد نے کہا اگر تمہیں معلوم نہ ہو کہ انہیں حیض آتا ہے یا نہیں آتا اور وہ عورتیں جو حیض سے بیٹھ گئیں ہیں (بوڑھی ہو گئی ہیں) اور وہ عورتیں جنہیں حیض نہیں آیا۔ (وہ کمسن ہیں) اُن کی عدّت تین ماہ ہے۔

تشریح: آزاد عورت کو اگر طلاق ہو جائے یا طلاق کے بغیر نکاح فسخ ہو جیسے خیارِ بلوغ میں ہے اگر حیض آتا ہے اور دخول کے بعد طلاق ہوئی ہے۔ تو اس کی عدّت تین حیض ہے۔ اگر وہ کمسن یا بوڑھی ہے تو اس کی عدّت تین ماہ ہے۔ اگر اس کا شوہر فوت ہو جائے اور وہ حاملہ نہ ہو تو اس کی عدّت چار ماہ دس دن ہے۔ اگرچہ وہ کتابیہ مسلم کی بیوی ہو کمسن ہو یا بوڑھی ہو اس سے جماع کیا ہو یا نہ کیا ہو۔ اگر لونڈی ہو تو اس کی عدّتِ طلاق دو حیض ہیں۔ اگر کمسن یا بوڑھی ہونے کے سبب اسے حیض نہ آتا ہو یا اس کا شوہر فوت ہو جائے تو اس کی عدت جماع کے بعد طلاق کی صورت میں ڈیڑھ ماہ اور وفاتِ شوہر کی تقدیر پر دو ماہ پانچ دن ہے۔ اس میں قنہ، ام ولدہ، مدبّرہ، مکاتبہ اور معتقۃ البعض سب مساوی ہیں۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب یہی ہے اگر وہ حاملہ ہو تو اس کی عدّت وضع حمل ہے اس میں آزاد اور لونڈی دونوں برابر ہیں۔

فراء نے کتاب معانی القرآن میں ذکر کیا کہ لوگوں نے کہا کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یارسول اللہ! (جن عورتوں کو حیض آتا ہے) ان کی عدّت تو ہمیں معلوم ہو گئی ہے جو عورتیں بوڑھی ہو گئی ہوں اور حیض سے ناامید ہو چکی ہوں ان کی عدّت

marfat.com

بَابُ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ

۴۹۸۰ — حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ الْاَعْرَجِ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْسَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ اَبِيْ سَلَمَةَ اَخْبَرَتْهُ عَنْ اُمِّهَا اُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ امْرَاَةً مِّنْ اَسْلَمَ يُقَالُ لَهَا سُبَيْعَةُ كَانَتْ تَحْتَ زَوْجِهَا تُوُفِّيَ عَنْهَا وَهِيَ حُبْلٰى فَخَطَبَهَا اَبُو السَّنَابِلِ بْنُ بَعْكَكٍ فَاَبَتْ

کیا ہے تو یہ آیت کریمہ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ ،، نازل ہوئی کہ ان کی عدت تین ماہ ہے پھر ایک آدمی نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ کمسن جسے حیض نہ آتا ہو اس کی عدت کیا ہے؟ فرمایا ان کی عدت وہی ہے جو بوڑھی عورتیں حیض سے نا اُمید ہو چکی ہوں یعنی تین ماہ ،، پھر ایک شخص کھڑا ہو گیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم حاملہ عورتوں کی عدت کیا ہے فرمایا : وَاُولَاتِ الْاَحْمَالِ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ،، یعنی ان کی عدت وضع حمل ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جس عورت کا شوہر فوت ہو جائے اگرچہ اسے غسل دیا جا رہا ہو اور ابھی دفن بھی نہ کیا گیا ہو اور اس کی بیوی حاملہ وضع حمل کر دے تو اس کی عدت ختم ہو جاتی ہے۔ البتہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ عدت الوفات اَبْعَدُ الْاَجَلَيْنِ ہے۔ عبداللہ بن مسعود نے کہا جو چاہے میں اس سے مباہلہ کے لئے تیار ہوں کہ سورۂ طلاق قصریٰ جس میں عدت الوفات وضع حمل ہے سورۂ طلاق کبریٰ (نساء) جس میں عدت الوفات چار ماہ دس دن ہے کے بعد نازل ہوئی یعنی سورۂ نساء میں چار ماہ دس دن ان عورتوں کی عدت ہے جو حاملہ نہ ہو اور جو حاملہ ہوں ان کی عدت وضع حمل ہے جیسے سورۂ طلاق میں ہے۔ واللہ اعلم!

۴۹۸۰ — ترجمہ : ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے کہا کہ زینب بنت ابوسلمہ رضی اللہ عنہما نے انہیں اپنی والدہ ام المؤمنین ام سلمہ زوجۂ محترمہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خبر دی کہ قبیلہ اسلم کی ایک عورت جس کو سُبَیْعَہ کہا جاتا ہے کا شوہر

marfat.com

أَنْ تَنْكِحَهُ فَقَالَتْ وَاللّٰهِ مَا يَصْلُحُ أَنْ تَنْكِحِيهِ حَتّٰى تَعْتَدِّيْ
آخِرَ الْأَجَلَيْنِ فَمَكُثَتْ قَرِيْبًا مِنْ عَشْرِ لَيَالٍ ثُمَّ جَاءَتِ
النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنْكِحِيْ

۴۹۸۱ــ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ عَنِ اللَّيْثِ عَنْ يَزِيْدَ
أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ كَتَبَ إِلَيْهِ أَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ أَخْبَرَهُ
عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ كَتَبَ اِلٰى ابْنِ الْأَرْقَمِ أَنْ سَلْ سُبَيْعَةَ الْأَسْلَمِيَّةَ
كَيْفَ أَفْتَاهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ أَفْتَانِيْ إِذَا وَضَعْتُ
أَنْ أَنْكِحَ

فوت ہو گیا جبکہ وہ حاملہ تھی۔ اسے ابوالسنابل نے منگنی کا پیغام بھیجا۔ اُس نے اس کے ساتھ نکاح کرنے سے انکار کر دیا۔ ابوالسنابل بن بعکک نے کہا بخدا! تو نکاح نہیں کر سکتی حتّٰی کہ دو عدّتوں (چار ماہ دس دن اور وضع حمل) میں سے لمبی عدّت نہ پوری کرے۔ وہ تقریباً دس دن روز ٹھہری پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نکاح کر سکتی ہے۔

۴۹۸۰ــ شرح : اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ عدّت الوفات چار ماہ دس دن ہے اس سے اِن عورتوں کی عدّت مستثنیٰ ہے جن کے شوہر فوت ہو جائیں حالانکہ وہ حاملہ ہوں کیونکہ اُن کی عدّت وضع حمل ہے۔

۴۹۸۱ــ ترجمہ : یزید سے روایت ہے کہ انہیں ابن شہاب نے خط لکھا کہ عُبَیدُ اللہ ابن عبداللہ نے انہیں اپنے والد سے خبر دی ہے کہ اُنھوں نے ابن ارقم کو خط لکھا کہ وہ سبیعہ اسلمیہ سے دریافت کریں کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کیا فتویٰ دیا تھا؟ فاطمہ نے کہا مجھے حضور نے یہ فتویٰ دیا تھا کہ جب حمل وضع کرے تو نکاح کر لے۔

۴۹۸۱ــ شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ روایت بالمکاتبہ جائز ہے۔
ابن ارقم کا نام عمر بن عبداللہ بن ارقم بن عبد یغوث بن وہب بن

marfat.com

۴۹۸۲ — حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ قَزَعَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ عَنْ سُبَيْعَةَ الْاَسْلَمِيَّةِ نُفِسَتْ بَعْدَ وَفَاتِ زَوْجِهَا بِلَيَالٍ فَجَاءَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَاْذَنَتْهُ اَنْ تَنْكِحَ فَاَذِنَ لَهَا فَنَكَحَتْ

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْءٍ وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ فِيْمَنْ تَزَوَّجَ فِي الْعِدَّةِ فَحَاضَتْ عِنْدَهُ ثَلٰثَ حِيَضٍ بَانَتْ مِنَ الْاَوَّلِ وَلَا يُحْتَسَبُ بِهٖ لِمَنْ بَعْدَهُ وَقَالَ الزُّهْرِيُّ تُحْتَسَبُ وَهٰذَا اَحَبُّ اِلٰى سُفْيٰنَ يَعْنِيْ قَوْلَ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ مَعْمَرٌ يُقَالُ اَقْرَاَتِ الْمَرْاَةُ اِذَا دَنَا حَيْضُهَا وَاَقْرَاَتْ اِذَا دَنَا طُهْرُهَا وَيُقَالُ مَا قَرَاَتْ بِسَلًى قَطُّ اِذَا لَمْ تَجْمَعْ وَلَدًا فِيْ بَطْنِهَا

عبد مناف بن زہرہ ہے۔ وہ فتح مکہ میں مشرف باسلام ہوئے تھے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب رہے۔ پھر ابوبکر صدیق اور ان کے بعد عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے کاتب رہے حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کئی سال بیت المال پہ مقرر کیا پھر وہ مستعفی ہوگئے۔ خلیفہ بن خیاط نے کہا عبداللہ بن ارقم عمر فاروق کے پورے عہدِ خلافت میں بیت المال پر مامور رہے اور حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں دو برس بیت المال پر حاکم رہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے اُن سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا کوئی نہیں دیکھا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ"

۴۹۸۲ — ترجمہ : مسور بن مخرمہ سے روایت ہے کہ سُبَیعہ اَسْلَمِیَّہ نے اپنے شوہر کی وفات کے چند روز بعد بچہ کو جنم دیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر نکاح کی اجازت چاہی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اجازت دیدی۔ پھر اُس نے نکاح کرلیا۔

۴۹۸۲ — شرح : اس حدیث میں مدّتِ ولادت مبہم ذکر کی ہے۔ مناسب بھی

marfat.com

یہی ہے ؛ کیونکہ اس مدت میں مختلف اقوال ہیں بعض پچیس روز اور بعض اس سے کم ذکر کرتے ہیں ۔ بعض دو ماہ اور بعض چالیس روز ذکر کرتے ہیں ؛ حالانکہ واقع ایک ہی ہے۔ لہذا اس میں ابہام ہی موزون ہے

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! طلاق دی ہوئی عورتیں تین حیض انتظار کریں!

ان مطلقات سے مراد وہ عورتیں ہیں جنہیں حیض آتا ہو اور اُن کے شوہروں نے اُن سے جماع کیا ہو ان کے شوہر اگر انہیں طلاق دیں تو تین حیض عدّت پُوری کرنے کے بعد وہ نکاح کر سکتی ہیں اس عموم سے منکوحہ لونڈی جسے طلاق دی جائے مستثنیٰ ہے وہ دو حیض عدّت پُوری کرے گی ؛ کیونکہ لونڈی منکوحہ کی عدّت آزاد عورت کی عدّت سے نصف ہے اور تین حیض کا نصف ڈیڑھ حیض ہے چونکہ حیض متجزّی نہیں ہے۔ اس لئے دوسرا حیض بھی مکمل شمار ہوگا۔ اس میں چاروں اماموں کا اتفاق ہے اور یہ کہنا ضعیف ہے کہ اس میں آزاد اور لونڈی برابر ہیں

ابراہیم نخعی نے اس شخص کے بارے میں جو عدّت میں نکاح کرے اور اس کے پاس عورت کو تین حیض آئیں۔ کہا کہ وہ پہلے حیض سے بائنہ ہو جائے گی اور اس حیض کو بعد والے شوہر کے لئے شمار نہ کرے گی ،،

اس صورت میں دو عدتوں کا اجتماع ہے۔ علماء کا اس میں اتفاق ہے کہ جس شخص نے عدّت میں نکاح کر لیا اس کا نکاح فسخ کیا جائے گا اور اُن میں تفریق کر دی جائے گی۔ پس اگر کسی نے عدّت میں نکاح کیا اور اس کے پاس عورت کو تین حیض آئے تو وہ پہلے حیض سے بائن ہو جائے گی ؛ کیونکہ اس شوہر سے اس عورت کی یہی عدّت ہے اور یہ عورت پہلے شوہر کے بعد اس حیض کو شمار نہ کرے گی بلکہ دوسرے شوہر کے لئے دوسری عدّت پُوری کرے گی۔ مدینہ منورہ والے امام مالک رضی اللہ عنہ سے روائت کرتے ہیں کہ اگر اسے پہلے شوہر کے پاس ایک یا دو حیض آئے تو اس کی وہ باقی عدّت بھی پُورے کرے۔ پھر دُوسرے شوہر کے لئے مستقل عدّت پُوری کرے۔ امام شافعی، امام احمد اور اسحاق کا بھی یہی قول ہے۔ امام مالک سے ابن قاسم کی روائت کے مطابق ایک عدّت دونوں کے لئے شمار ہوگی۔ اوزاعی، سفیان ثوری اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور اُن کے تلامذہ کا یہی مذہب ہے۔ کذا فی الہدایہ

marfat.com

زُہری نے کہا یہ عورت اس حیض کو پہلے شوہر کے بعد شمار کرے گی۔ زہری کا قول سُفیان ثوری کو بہت پسند ہے"

یعنی پہلا حیض دونوں عدتوں میں شمار ہوگا اور وہ اس میں متداخل ہوں گے اور دوسرے دو حیض دوسرے کے لئے ہوں گے؛ لہٰذا متداخل سمیت اور دو حیض پورے کر کے شوہر ثانی سے نکاح کر سکتی ہے۔

"معمر نے کہا جب عورت کا حیض قریب آجائے تو کہا جاتا ہے "اَقْرَءَتِ الْمَرْءَۃُ"

اور جب طہر قریب آجائے تو اقرءت کہا جاتا ہے۔ اور جب عورت کے پیٹ میں بچّہ کی صورت پیدا نہ ہو سکے تو تو کہا جاتا ہے۔ مَاقَرَءَتْ بِسَلًی قَطُّ"

اس سے امام کا مقصد یہ ہے کہ لفظ قَرْء حیض اور طہر دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اور بیداد میں سے ہے کہ ایک لفظ دو ضدّوں میں استعمال ہو۔ علماء کی ایک جماعت نے کہا قرء بمعنی حیض ہے۔ امام ابو حنیفہ اور اُن کے تلامذہ اور صحیح تر روائت کے مطابق امام احمد بن حنبل بھی یہی کہتے ہیں۔ ابو بکر صدیق عمر فاروق عثمان و علی اور دیگر صحابہ کرام سے بھی یہی منقول ہے۔

امام مالک، شافعی اور ایک روائت کے مطابق امام احمد کہتے ہیں کہ قرء بمعنی طہر ہے یہ ابن عباس اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔ اِن حضرات کے نزدیک مطلقہ جب تیسرے حیض کے خون میں داخل ہوگی تو عورت اس حیض کو شمار کرے گی۔ اگرچہ اس طہر میں جس میں طلاق واقع ہوئی تھی کے ایک دو دن باقی ہوں۔ اور پہلے حضرات کے نزدیک مطلقہ کسی شخص کے لئے حلال نہ ہوگی۔ حتیٰ کہ تیسرے حیض کے بعد غسل کرے۔ کتب فقہ میں اس مسئلہ کی تفصیل مذکور ہے۔

marfat.com

بَابُ قِصَّةِ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ

وَقَوْلِهٖ تَعَالٰی وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ اِلٰی قَوْلِهٖ اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ اِلٰی قَوْلِهٖ يُسْرًا

باب فاطمہ بنت قیس کا واقعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

فاطمہ بنت قیس قرشیہ فہریہ ضحاک بن قیس کی ہمشیرہ ہیں وہ اس سے دس سال بڑی تھی اور مہاجرات اوّل سے ہیں۔ وہ بہت خوبصورت اور عقلمند تھیں اور نہایت ہی باکمال تھیں۔ جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو ان کے گھر میں ہی مجلس شوریٰ کا اجلاس ہوا تھا۔ ابو عمرو نے کہا اُن سے شعبی اور ابو سلمہ نے روائت کی ہے۔ ان کے بھائی ضحاک بن قیس اُن صحابہ کرام میں سے ہیں جو کمسن تھے۔ کہا جاتا ہے کہ وہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے سات سال قبل پیدا ہوئے کہا جاتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اُن کا سماع ثابت نہیں وہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے زیاد کے بعد کوفہ کے حاکم رہے جبکہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کو ترپن ۵۳ ہجری میں حاکم مقرر کیا تھا۔ پھر ستاون ۵۷ ہجری میں انہیں معزول کر کے ان کی جگہ عبدالرحمٰن بن حکم کو کوفہ کا حاکم مقرر کیا۔ اور انہیں شام بُلا لیا۔ وہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات تک شام میں رہے۔ اور ان کی نمازِ جنازہ پڑھی جب معاویہ بن یزید فوت ہوا تو مروان نے شام کے بعض علاقہ پر قبضہ کر لیا۔ اور وہاں کے لوگوں نے اس کی بیعت کی جبکہ ضحاک بن قیس اور اکثر اہلِ شام نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی وہ چونسٹھ ہجری کو ذوالحجہ کے مہینہ میں مرج راہط میں شہید ہو گئے حسن بصری، تمیم بن طرفہ، محمد بن سوید فہری، میمون بن مہران اور سماک بن حرب نے اُن سے روائت کی ہے۔

فاطمہ بنت قیس کا واقعہ یہ ہے کہ ان کے شوہر ابو عمرو بن حفص نے انہیں تین طلاقیں دیں جبکہ وہ غائب تھے اور اپنے وکیل کو کچھ جَو دے کر اس کے پاس بھیجا تو وہ اس سے ناراض ہو گئیں۔ اُس نے کہا تمہارے لئے ہمارے ذمہ کچھ نہیں۔ وہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور سارا واقعہ عرض کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے ذمہ تمہارا خرچہ وغیرہ نہیں ہے اور اسے حکم دیا کہ وہ ام شریک کے گھر میں عدّت پوری کرے پھر فرمایا وہ عورت بہت مہمان نواز ہے وہاں

marfat.com

مہمان بہت آتے جاتے ہیں تم ابن ام مکتوم کے گھر عدت پوری کرو وہ نابینا شخص ہے تم اپنے کپڑے بھی کبھی اُتار سکو گی۔ جب عدت پوری ہوجائے تو مجھے اطلاع کرو۔ فاطمہ نے کہا جب میری عدت پوری ہوگئی تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! معاویہ بن ابوسفیان اور ابوجہم نے اسے منگنی کے پیغام بھیجے ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ابوجہم اپنے کندھے سے لاٹھی نہیں اُتارتے ہیں (عورتوں کو بہت مارتے ہیں) اور معاویہ بن ابوسفیان غریب آدمی ہے تو اُسامہ بن زید سے نکاح کرلے پہلے پہلے تو میں نے اچھا نہ جانا جب میرا اسامہ سے نکاح ہوگیا تو عورتیں مجھ پر رشک کرتی تھیں اور اس میں اللہ تعالیٰ نے میرے لئے خیر ہی خیر کی۔ ایک دوسری روائت میں ہے کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ سے فرمایا تیرے لئے نہ تو خرچہ ہے اور نہ ہی رہنے کا مکان ہے۔ اس سے بعض علماء نے استدلال کیا کہ جس عورت کو تین طلاقیں دی جائیں اس کے لئے نفقہ اور سکنیٰ نہیں ہے جبکہ وہ حاملہ نہ ہو، لیکن بعض علماء نے کہا مطلقہ ثلاث کے لئے نفقہ اور سکنیٰ ہے حاملہ ہو یا غیر حاملہ ہو! امام ابوحنیفہ اور آپ کے تلامذہ کا یہی مذہب ہے۔ امام مالک اور شافعی نے کہا اس کے لئے ہر حال میں سکنیٰ ہے اور اگر حاملہ ہو تو وہ نفقہ کا مستحق ہے ورنہ نہیں۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور اُن کے ہم مسلک حضرات اور حضرت عمر فاروق ام المؤمنین عائشہ اور اسامہ بن زید نے فاطمہ بنت قیس کی حدیث کا انکار کیا ہے اُنھوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قول سے استدل کیا کہ ہم اپنے رب کی کتاب اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ایک عورت کے کہنے پر نہیں چھوڑ سکتے ہیں۔ کیا معلوم اُس نے وہم کیا ہے یا بھول گئی ہے۔ مطلقہ ثلاث کے لئے نفقہ اور سکنیٰ دونوں واجب ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ بُيُوْتِهِنَّ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ،، (ابوداؤد)

دُوسرا مسئلہ یہ ہے کہ جس عورت کو تین طلاقیں دی جائیں۔ وہ عدت میں اپنے گھر سے باہر نہیں جاسکتی۔ عبداللہ بن مسعود اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہما سے یہی روائت کیا گیا ہے کہ وہ اپنے گھر میں جہاں اسے طلاق ہوئی عدت پوری کرے۔ ابن عباس، جابر، عطاء، طاؤس اور حسن بصری نے کہا جہاں چاہے عدت پوری کرے۔

امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا جس عورت کا شوہر فوت ہوجائے وہ عشاء کے بعد لوگوں کے سونے تک باہر جاسکتی ہے پھر واپس آجائے۔ امام ہمام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ دن کو باہر جاسکتی ہے اور رات اپنے گھر میں ہی رہے گی۔ اور جس عورت کو طلاق دی گئی ہو وہ نہ رات کو اور نہ دن میں باہر نکل سکتی ہے۔ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا مطلقہ اور جس کا شوہر فوت ہوگیا وہ نہ رات نہ دن کے وقت عدت میں باہر نکل سکتی ہے اور جس عورت کو طلاق رجعی دی گئی ہو اس میں تمام علماء کا اتفاق

marfat.com

۴۹۸۳ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيٰى ابْنِ سَعِيْدٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَّسُلَيْمٰنَ بْنِ يَسَارٍ اَنَّهٗ سَمِعَهُمَا

اور اجماع ہے کہ وہ سکنیٰ اور نفقہ کی مستحق ہے جیسے منکوحہ عورت مستحق ہوتی ہے۔ وہ تمام امور میں زوجات کے حکم میں ہے (عینی)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اللہ سے ڈرو جو تمہارا پروردگار ہے"

عورتوں کو اُن کے گھروں سے باہر نہ نکالو اور عورتیں باہر نہ نکلیں مگر یہ کہ بدکاری کریں۔ یہ اللہ کی حدیں ہیں جو کوئی اللہ کی حدوں سے آگے گزرے گا۔ وہ اپنے نفس پر ظلم کرے گا۔ اے طلاق دینے والے تو نہیں جانتا کہ شائد اللہ تعالیٰ طلاق کے بعد کوئی شئ ظاہر کر دے اور مطلقہ عورتوں کو ٹھہراؤ جہاں خود رہتے ہو اپنی طاقت کے مطابق ،، ان کو تنگی نہ پہنچاؤ تاکہ ان پر مسکن تنگ کرو۔ اگر وہ حاملہ ہوں تو ان کو خرچہ دو یہاں تک کہ وہ اپنے حمل وضع کریں۔

بَعْدَ عُسْرٍ يُسْرًا تک "

یعنی جن عورتوں کو ایک طلاق یا دو طلاقیں یا وہ خلع کے سبب بائن ہو یا تین طلاقیں ہوں وہ حاملہ ہوں یا نہ ہوں جس گھر میں وہ رہ رہی ہوں اور وہاں عدت گزارنے بیٹھی ہوں تو ان کو وہاں سے مت نکالو! اس اعتبار سے بیوت کی نسبت ان کی طرف کی گئی ہے۔ ہاں اگر وہ بدکاری یعنی زنا کریں تو حد قائم کرنے کے لئے انہیں باہر نکالو۔ بعض نے کہا فاحشہ سے مراد نشوز (نافرمانی) ہے اور نشوز سے سکنی کا حق ساقط ہو جاتا ہے۔ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذَالِكَ اَمْرًا ،، یعنی شائد اللہ تعالیٰ ایک بار یا دو بار طلاق دینے کے بعد کوئی شئ ظاہر کر دے اور طلاق کے بعد پریشان اور نادم ہو اور اس کے دل میں عورت کی محبت ظاہر ہو اور وہ رجوع کر لے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

۴۹۸۳ ترجمہ: یحییٰ بن سعید نے قاسم بن محمد اور سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہما کو یہ ذکر کرتے ہوئے سُنا کہ یحییٰ ابن سعید بن عاص نے عبدالرحمٰن ابن حکم کی بیٹی کو طلاق دیدی تو عبدالرحمٰن اس کو وہاں سے لے گیا۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے مروان بن حکم (برادر عبدالرحمٰن بن حکم) کو پیغام بھیجا جبکہ مروان مدینہ منورہ کا حاکم تھا کہ اللہ سے ڈرو

marfat.com

يَذْكُرَانِ اَنَّ يَحْيٰى بْنَ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ طَلَّقَ بِنْتَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ
ابْنِ الْحَكَمِ فَانْتَقَلَهَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَاَرْسَلَتْ عَائِشَةُ اُمُّ الْمُؤْمِنِيْنَ
اِلٰى مَرْوَانَ وَهُوَ اَمِيْرُ الْمَدِيْنَةِ اِتَّقِ اللّٰهَ وَارْدُدْهَا اِلٰى بَيْتِهَا
قَالَ مَرْوَانُ فِيْ حَدِيْثِ سُلَيْمٰنَ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْحَكَمِ غَلَبَنِيْ
وَقَالَ الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ اَوَمَا بَلَغَكَ شَاْنُ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ
قَالَتْ لَا يَضُرُّكَ اَلَّا تَذْكُرَ حَدِيْثَ فَاطِمَةَ فَقَالَ مَرْوَانُ اِنْ
كَانَ بِكِ شَرٌّ فَحَسْبُكِ مَا بَيْنَ هٰذَيْنِ مِنَ الشَّرِّ

اور لڑکی کو اپنے گھر واپس کرو۔ سلیمان کی حدیث میں ہے کہ (مائی صاحبہ کے جواب میں) مروان نے کہا عبدالرحمٰن ابن حکم مجھ پر غالب آگیا ہے (میری بات تسلیم نہیں کرتا) اپنی زوائد میں قاسم بن محمد نے کہا (کہ مروان نے جواب میں کہا) کیا آپ کو فاطمہ بنت قیس کی خبر نہیں پہنچی۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تجھے یہ بات تکلیف نہ دے کہ فاطمہ کا قصہ ذکر نہ کرو (اس کے جواب میں) مروان نے کہا اگر آپ کے نزدیک کوئی شر ہے تو آپ کو ان دونوں کے درمیان شر کافی ہے۔

۴۹۸۳

شرح: یعنی ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے مروان کو پیغام بھیجا کہ اپنے بھائی عبدالرحمٰن سے کہو کہ وہ اپنی مطلقہ بیٹی کو وہاں چھوڑ دے جہاں اسے طلاق ہوئی ہے۔ اس کو وہاں سے باہر لانا مناسب نہیں۔ مروان نے کہا میرا بھائی مجھ پر غالب ہے وہ میری بات قبول نہیں کرتا۔ قاسم بن محمد نے اپنی روایت میں کہا کہ مروان نے مائی صاحبہ کو جواب دیا کہ یا ام المؤمنین فاطمہ بنت قیس کا قصہ معروف ہے کہ ان کو تین طلاقیں دی گئی تھیں۔ اس کو نان و نفقہ اور مسکن وغیرہ نہ دیا گیا اور اس نے اپنے شوہر کے گھر میں عدت پوری نہ کی تھی۔ بریں قیاس اگر عبدالرحمٰن کی بیٹی بھی اپنے شوہر کے گھر میں عدت پوری نہ کرے تو حرج نہیں ہونا چاہیئے۔ اس کے جواب میں ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اگر تو فاطمہ کا قصہ ذکر نہ کرے تو تجھے تکلیف نہیں ہونی چاہیئے یعنی فاطمہ پہ قیاس نہ کرو، کیونکہ جہاں فاطمہ رہتی تھی۔ وہ جگہ خطرناک تھی اس لئے وہ وہاں سے منتقل ہوگئی تھی وہ سبب عبدالرحمٰن کی بیٹی کے لئے نہیں ہے۔ اس کے جواب میں مروان نے کہا اگر فاطمہ اور اس کی رہائش میں

marfat.com

۴۹۸۴ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ مَالِفَاطِمَةَ اَلَا تَتَّقِي اللّٰهَ تَعْنِي فِيْ قَوْلِهَا لَا سُكْنٰى وَلَا نَفَقَةَ

۴۹۸۵ — حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ لِعَائِشَةَ اَلَمْ تَرَيْ اِلٰى فُلَانَةَ بِنْتِ الْحَكَمِ طَلَّقَهَا زَوْجُهَا الْبَتَّةَ فَخَرَجَتْ فَقَالَتْ بِئْسَ مَا صَنَعَتْ فَقَالَ اَلَمْ تَسْمَعِيْ فِيْ قَوْلِ فَاطِمَةَ قَالَتْ اَمَا اَنَّهٗ لَيْسَ لَهَا خَيْرٌ فِيْ ذِكْرِ هٰذَا الْحَدِيْثِ

کوئی شر تھی جو شوہر کے گھر سے باہر آنے کا سبب تھی تو ایسا سبب یہاں بھی ہے کہ اِن دونوں یعنی عبدالرحمٰن کی بیٹی اور اس کے شوہر میں باہم ناراضگی ہے جس کے سبب طلاق واقع ہوئی ہے۔ لہٰذا اس کے مسکن سے باہر جانے کا یہ سبب کافی ہے۔

۴۹۸۴ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا فاطمہ کا کیا حال ہے کیا وہ اللہ سے نہیں ڈرتی ہے۔ یعنی اپنی بات میں کہ مطلقہ ثلاث کے لئے نفقہ اور سکنیٰ نہیں ہے۔

(یعنی فاطمہ بنت قیس کا شوہر کے مسکن سے نکلنا کسی سبب سے تھا اس کا مطلب یہ نہیں کہ اس کے لئے سکنی و نفقہ ہی نہیں)

۴۹۸۵ — ترجمہ : عروہ بن زبیر نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کیا آپ نے فلانہ بنت الحکم کو نہیں دیکھا کہ اس کے شوہر نے اس کو تین طلاقیں دیں تو وہ گھر سے باہر چلی گئی۔ ام المؤمنین نے فرمایا اُس نے بُرا کیا ہے۔ عروہ نے کہا یا ام المؤمنین آپ نے فاطمہ بنتِ قیس کا کلام نہیں سُنا؟ مائی صاحبہ نے فرمایا اس حدیث کے ذکر کرنے میں فاطمہ کی خیریت نہیں ہے۔ ابن ابی زناد نے ہشام سے انھوں نے اپنے والد سے روایت کی کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے سخت معیوب جانا اور فرمایا کہ فاطمہ وحشتِ مکان میں تھی اس کو اس کی جانب سے خطرہ لاحق

marfat.com

بَابُ الْمُطَلَّقَةِ إِذَا خُشِيَ عَلَيْهَا فِي مَسْكَنِ زَوْجِهَا أَنْ يُقْتَحَمَ عَلَيْهَا أَوْ تَبْذُوَ عَلَى أَهْلِهَا بِفَاحِشَةٍ

۴۹۸۶۔ حَدَّثَنَا حِبَّانُ قَالَ أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ أَنْكَرَتْ ذٰلِكَ عَلٰى فَاطِمَةَ وَزَادَ ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَابَتْ عَائِشَةُ أَشَدَّ الْعَيْبِ وَقَالَتْ إِنَّ فَاطِمَةَ كَانَتْ فِي مَكَانٍ وَحْشٍ فَخِيفَ عَلٰى نَاحِيَتِهَا فَلِذٰلِكَ أَرْخَصَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۴۹۸۵۔ شرح: یعنی فاطمہ بنت قیس وحشتناک مکان میں رہتی تھی جہاں کوئی انیس نہ تھا اور اسے ہر طرف سے خطرہ تھا۔ اس لئے اسے وہاں سے انتقال کی رخصت دی گئی۔ اسی لئے ام المؤمنین فرمایا کرتی تھیں کہ جہاں فاطمہ یہ کہتی ہے کہ مطلقہ ثلاث کے لئے نفقہ سکنیٰ نہیں۔ وہاں اسے اس کا سبب بھی ذکر کرنا چاہیئے۔ اور علت بیان کئے بغیر اسے یہ نہیں ذکر کرنا چاہیئے تھا۔ مطلقہ ثلاث کے لئے نفقہ اور سکنی دونوں ہیں۔ اور فاطمہ بنت قیس کی حدیث کو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مسترد کر دیا تھا۔ جبکہ انھوں نے فرمایا ہم اپنے رب کی کتاب اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ایک عورت کے کہنے پر ترک نہیں کر سکتے۔ ہمیں معلوم نہیں وہ اس بات میں سچی ہے یا جھوٹی ہے اس کو یاد رہا ہے۔ یا بھول گئی ہے۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے مطلقہ ثلاث کے لئے عدت میں نفقہ اور سکنیٰ ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب جب مطلقہ عورت پر اس کے شوہر کے گھر میں ڈر معلوم ہو کہ اس کے گھر میں کوئی اچانک داخل ہو جائیگا یا یہ خوف ہو کہ وہ اس کے اہلِ خانہ کو بُرا بھلا کہے گی"

marfat.com

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَلَا یَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ یَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِیْ اَرْحَامِهِنَّ مِنَ الْحَیْضِ وَالْحَمْلِ

۴۹۸۷۔ حَدَّثَنَا سُلَیْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا اَرَادَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّنْفِرَ اِذَا صَفِیَّةُ عَلٰی بَابِ خِبَائِهَا كَئِیْبَةً فَقَالَ لَهَا عَقْرٰی اَوْ حَلْقٰی اِنَّكِ لَحَابِسَتُنَا اَكُنْتِ اَفَضْتِ یَوْمَ النَّحْرِ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ فَانْفِرِیْ اِذَنْ

۴۹۸۶ ترجمہ: عروہ سے روائت ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فاطمہ کے متعلق اس کا انکار کیا (یعنی فاطمہ بنت قیس کی حدیث کہ مطلقہ کے لئے نان ونفقہ اور سکنیٰ نہیں ہے کا انکار کیا)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! عورتوں کے لئے حلال نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو اِن کے پیٹوں میں حیض اور حمل پیدا کیا ہے اسے پوشیدہ رکھیں"

۴۹۸۷ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج سے واپسی کا ارادہ کیا تو اچانک ام المؤمنین صفیہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ وہ اپنے خیمہ کے دروازہ پر غمناک کھڑی ہیں۔ حضور نے اُن سے عقریٰ یا حلقیٰ فرمایا۔ کہ تو ہمیں مکہ میں روکنے والی ہے کیا تو نے نحر کے روز طوافِ زیارت کیا تھا؟ عرض کیا جی ہاں فرمایا اس وقت چلو (حرج نہیں)

marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ تَعَالٰی وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِی الْعِدَّةِ وَكَيْفَ يُرَاجِعُ الْمَرْأَةَ اِذَا طَلَّقَهَا وَاحِدَةً اَوِ اثْنَتَيْنِ

۴۹۸۷ — شرح : یعنی جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حج سے فارغ ہوکر مدینہ منورہ کا ارادہ کیا تو طواف سے پہلے ام المؤمنین صفیہ رضی اللہ عنہا کو حیض آگیا۔ اس لئے وہ اندوہ ناک اور غمگین ہوئیں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یہ کلمہ عقریٰ حلقیٰ فرمایا۔ اس کے معنی میں کئی اقوال ہیں۔ ابوعبیدہ نے کہا اس کے معنی یہ ہیں کہ "اللہ اس کے جسم کو زخمی کرے اور اس کے حلق میں درد ہو۔ صاحب محکم نے کہا اس کے معنی یہ ہیں کہ "اللہ اس کو ہلاک کرے اور اس کے بال حلق کرے"، بعض نے یہ کہا کہ وہ اپنی قوم کو ہلاک کرے اور ان کا حلق کرے کہ وہ منحوس ہے۔ بعض یوں کہتے ہیں عقریٰ بانجھ ہو اور "حلقی" منحوس ہو بہرحال اس کے معنیٰ جو بھی ہوں اس کا حقیقی معنی مراد نہیں ہے۔ جیسے "تَرِبَتْ يَدَاهُ"، کا حقیقی معنیٰ مراد نہیں اسی طرح "قَاتَلَهُ اللّٰهُ"، کا حقیقی معنیٰ مراد نہیں ہے بلکہ یہ آپ نے بطور شفقت فرمایا ہے۔

(حدیث ۱۴۶۷ کی شرح دیکھیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!)

باب مطلّقہ عورتوں کے شوہر عدّت میں رجوع کرنے کے زیادہ حقدار ہیں جب بیوی کو ایک یا دو طلاقیں دیں تو اس سے رجوع کس طرح کرے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد: عورتوں کو منع نہ کرو!"

تشریح : بعولہ بعل کی جمع بمعنی شوہر ہے۔ مفسّرین نے کہا جس شخص نے اپنی بیوی کو طلاق رجعی دی۔ جب تک اس کی عدّت ختم نہ ہو وہ اس کو واپس لانے کا مستحق ہے۔ اور اگر عدّت ختم ہو جائے تو وہ بائنہ ہو جائے گی اور رجعت کا محل نہ رہے گی۔ اب اسے اجازتِ نکاح حاصل کرنا ہوگا اور شروطِ نکاح کے ساتھ عقدِ جدید کرے گا۔

marfat.com

۴۹۸۸ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ اَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ زَوَّجَ مَعْقِلٌ اُخْتَهٗ فَطَلَّقَهَا تَطْلِيْقَةً ح قَالَ وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ اَنَّ مَعْقِلَ بْنَ يَسَارٍ كَانَتْ اُخْتُهٗ تَحْتَ رَجُلٍ فَطَلَّقَهَا ثُمَّ خَلّٰى عَنْهَا حَتّٰى انْقَضَتْ عِدَّتُهَا ثُمَّ خَطَبَهَا فَحَمِيَ مَعْقِلٌ مِنْ ذٰلِكَ اَنَفًا فَقَالَ خَلّٰى عَنْهَا وَهُوَ يَقْدِرُ عَلَيْهَا ثُمَّ يَخْطُبُهَا فَحَالَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ فَدَعَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَ عَلَيْهِ فَتَرَكَ الْحَمِيَّةَ وَاسْتَرَادَ لِاَمْرِ اللّٰهِ

مراجعت کی صورت میں بعض علماء نے کہا جب اس سے جماع کرے گا تو رجوع ہو جائے گا۔ سفیان ثوری اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہم کا یہی مذہب۔ نیز انھوں نے کہا اگر اس کو مس کیا یا قصدِ رجعت کے بغیر اس کی شرمگاہ کو بنظرِ شہوت دیکھ لیا تو رجوع ثابت ہو جائے گا۔ اس پر گواہ بنانا مناسب ہے امام مالک اور اسحاق نے فرمایا جب رجعت کے ارادہ سے عدت میں جماع کیا اور گواہ قائم کرنے سے جاہل تھا تو رجوع ثابت ہو گا اور جب تک رجعت پر گواہ قائم نہ کرے بیوی اس کو جماع کرنے سے روک سکتی ہے۔ ابن ابی لیلیٰ نے کہا جب رجوع کیا اور گواہ نہ بنائے تو رجوع صحیح ہے۔ احناف بھی یہی کہتے ہیں۔ البتہ گواہ قائم کرنا مستحب ہے۔ امام شافعی نے فرمایا رجوع صرف کلام سے ہوتا ہے۔ اور اگر رجعت کے ارادے سے جماع کیا تو رجوع نہ ہو گا اور اس کو مہر مثل ادا کرے گا؛ لیکن اس میں اشکال ہے کہ وہ عورت بیوی کے حکم میں ہے لہٰذا یہ وطی موجبِ مہر مثل نہیں۔ امام مالک نے فرمایا جب اس کو حالتِ حیض یا نفاس میں طلاق دی تو اسے رجوع پر مجبور کیا جائے گا۔ ابن ابی شیبہ نے جابر بن زید سے روایت کی جب دل میں رجوع کیا تو یہ رجوع نہ ہو گا۔

marfat.com

۴۹۸۹ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ طَلَّقَ امْرَأَتَهٗ وَهِيَ حَائِضٌ تَطْلِيقَةً وَّاحِدَةً فَاَمَرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّرَاجِعَهَا ثُمَّ يُمْسِكَهَا حَتّٰى تَطْهُرَ ثُمَّ تَحِيْضَ عِنْدَهٗ حَيْضَةً اُخْرٰى ثُمَّ يُمْهِلَهَا حَتّٰى تَطْهُرَ مِنْ حَيْضَتِهَا فَاِذَا اَرَادَ اَنْ يُّطَلِّقَهَا فَلْيُطَلِّقْهَا حَيْثُ تَطْهُرُ مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّجَامِعَهَا فَتِلْكَ الْعِدَّةُ الَّتِيْ اَمَرَ اللّٰهُ اَنْ تُطَلَّقَ لَهَا النِّسَاءُ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ اِذَا سُئِلَ عَنْ ذٰلِكَ قَالَ لِاَحَدِهِمْ اِنْ كُنْتَ طَلَّقْتَهَا ثَلٰثًا فَقَدْ حَرُمَتْ عَلَيْكَ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَكَ وَزَادَ فِيْهِ غَيْرُهٗ عَنِ اللَّيْثِ قَالَ حَدَّثَنِيْ

ترجمہ: حسن بصری نے کہا معقل بن یسار کی ہمشیرہ ایک آدمی کی بیوی تھی اس نے اسے طلاق دیدی پھر اس سے علیحدہ رہا حتی کہ اس کی عدت پوری ہوگئی پھر اسے منگنی کا پیغام بھیجا تو معقل بن یسار نے غصہ سے اس کا انکار کر دیا اور کہا اس سے علیحدہ رہا حالانکہ وہ اس پہ قادر تھا پھر اب منگنی کا پیغام دیتا ہے اور اپنی ہمشیرہ اور اس کے شوہر کے درمیان حائل ہوا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آئت کریمہ "جب تم عورتوں کو طلاق دو اور وہ اپنی عدت پوری کرلیں تو انہیں اپنے سابق شوہر سے نکاح سے منع نہ کرو" نازل ہوئی۔ پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معقل کو بلایا اور اس کے سامنے یہ آئت کریمہ تلاوت فرمائی تو اس نے غصہ ترک کیا اور اللہ کے حکم کے تابع ہوا"

(ایک روائت میں ہے کہ معقل نے سابق شوہر کو بلایا اور اس سے اپنی ہمشیرہ کا نکاح کر دیا)

۴۹۸۸ —

ترجمہ: نافع سے روائت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی بیوی کو ایک طلاق دی؛ حالانکہ وہ حالتِ حیض میں تھی۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ رجوع کرے پھر اس کو روک رکھے حتی کہ وہ حیض سے پاک ہو جائے پھر اس کے پاس دوسری بار حیض آئے پھر اس کو مہلت دے حتی کہ حیض سے پاک ہو جائے اب اگر اس کو طلاق دینے کا ارادہ ہو تو جس وقت پاک ہو جائے جماع کرنے سے پہلے طلاق

۴۹۸۹ —

marfat.com

نَافِعٌ قَالَ ابْنُ عُمَرَ لَوْ طَلَّقْتَ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَنِي بِهٰذَا

بَابُ مُرَاجَعَةِ الْحَائِضِ

۴۹۹۰۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ قَالَ حَدَّثَنِي يُونُسُ بْنُ جُبَيْرٍ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ فَقَالَ طَلَّقَ ابْنُ عُمَرَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَسَأَلَ عُمَرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَهُ أَنْ يُرَاجِعَهَا ثُمَّ يُطَلِّقَ مِنْ قُبُلِ عِدَّتِهَا قُلْتُ فَتَعْتَدُّ بِتِلْكَ التَّطْلِيقَةِ قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ عَجَزَ وَاسْتَحْمَقَ

دے یہی وہ عدت ہے جس میں عورتوں کو طلاق دینے کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے۔ جب عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس کے متعلق پوچھا جاتا تھا تو اُن میں سے کسی سے کہتے تھے۔ اگر تو نے بیوی کو تین طلاقیں دیں تو وہ تیرے اوپر حرام ہوگئی یہاں تک کہ وہ تیرے سوا کسی اور شخص سے نکاح کرے اس حدیث میں قتیبہ کے غیر نے لیث سے روایت میں اضافہ کیا کہا مجھے نافع نے خبر دی کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا اگر تو ایک یا دو طلاق دے تو بہتر ہے؛ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہی حکم فرمایا تھا۔ (حدیث ۴۹۱۷ کی شرح دیکھیں)

باب حائضہ مطلقہ سے رجوع کرنا

۴۹۹۰ — ترجمہ: یونس بن جبیر نے کہا میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا تو انہوں نے کہا عبداللہ بن عمر نے طلاق دی جبکہ ان کی بیوی حالت حیض میں تھی۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (اس کے متعلق) سوال عرض کیا تو آپ نے انہیں حکم دیا کہ اس سے رجوع کرے پھر جب عدت کا وقت آئے تو اس کو طلاق دے (طہر میں طلاق دے)

marfat.com

بَابُ تَحُدُّ الْمُتَوَفّٰی عَنْهَا اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا
وَقَالَ الزُّهْرِیُّ لَا اَرٰی اَنْ تَقْرَبَ الصَّبِیَّةُ الْمُتَوَفّٰی عَنْهَا
الطِّیْبَ لِاَنَّ عَلَیْهَا الْعِدَّةَ ۴۹۹۱ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ

یونس نے کہا میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ اس طلاق کو شمار کیا جائے گا (جو حیض کی حالت میں دی تھی) تو اُنھوں نے کہا مجھے خبر دو اگر عبد اللہ عاجز آ گیا ہو اور حماقت کی وجہ سے طلاق دے دی تو طلاق واقع نہ ہوگی؟ (حدیث ۴۹۱۸ ج : ۸ کی شرح دیکھیں)

باب جس عورت کا شوہر فوت ہو جائے وہ چار ماہ دس دن سوگ کرے

دراصل احداد بمعنی منع ہے۔ اور اس سے مراد وہ عورت ہے جو اپنے آپ کو زینت اور خوشبو وغیرہ سے دُور رکھے اور منگنی کرنے والوں کو منگنی اور اس میں طمع کرنے سے منع کرے۔

زُہری نے کہا میں نہیں جانتا کہ کمسن لڑکی جس کا شوہر فوت ہو جائے وہ خوشبو کے قریب جائے، کیونکہ اس پر عدّت ہے ——

کمسن لڑکی جس کا شوہر فوت ہو جائے اس کے زینت ترک کرنے میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک اس پر ترکِ زینت واجب نہیں اور دوسرے تینوں ائمہ کرام کے نزدیک واجب ہے۔ ظاہر یہ ہے کہ زہری نے یہ اجتہاد سے کہا ہے اس میں کوئی روائت ذکر نہیں کی اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا اجتہاد اُن کے اجتہاد کے خلاف ہے۔ اور دوسرے ائمہ کا اجتہاد اُن کے موافق ہے اور یہ معلوم نہیں کہ کمسن لڑکی موطوءہ ہے یا غیر موطوءہ ہے۔

۴۹۹۱ — ترجمہ : حُمَیْد بن نافع نے زینب بنت ام سلمہ سے روائت کی کہ اُنھوں نے اسے اِن تینوں حدیثوں کی خبر دی (ان میں سے ایک یہ ہے)

marfat.com

ابْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ
عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ نَافِعٍ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اَبِىْ سَلَمَةَ اَنَّهَا
اَخْبَرَتْهُ هٰذِهِ الْاَحَادِيْثَ الثَّلٰثَةَ قَالَتْ زَيْنَبُ دَخَلْتُ عَلٰى اُمِّ حَبِيْبَةَ
زَوْجِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ تُوُفِّىَ اَبُوْهَا اَبُوْسُفْيٰنُ بْنُ حَرْبٍ
فَدَعَتْ اُمُّ حَبِيْبَةَ بِطِيْبٍ فِيْهِ صُفْرَةٌ خَلُوْقٌ اَوْ غَيْرُهُ فَدَهَنَتْ مِنْهُ
جَارِيَةً ثُمَّ مَسَّتْ بِعَارِضَيْهَا ثُمَّ قَالَتْ وَاللّٰهِ مَا لِىْ بِالطِّيْبِ مِنْ حَاجَةٍ
غَيْرَ اَنِّىْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَحِلُّ لِاِمْرَاَةٍ
تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ تُحِدَّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلٰثِ لَيَالٍ اِلَّا عَلٰى
زَوْجٍ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا قَالَتْ زَيْنَبُ فَدَخَلْتُ عَلٰى زَيْنَبَ بِنْتِ
جَحْشٍ حِيْنَ تُوُفِّىَ اَخُوْهَا فَدَعَتْ بِطِيْبٍ فَمَسَّتْ مِنْهُ ثُمَّ قَالَتْ
اَمَّا وَاللّٰهِ مَا لِىْ بِالطِّيْبِ مِنْ حَاجَةٍ غَيْرَ اَنِّىْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ عَلَى الْمِنْبَرِ لَا يَحِلُّ لِاِمْرَاَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ
الْاٰخِرِ اَنْ تُحِدَّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلٰثِ لَيَالٍ اِلَّا عَلٰى زَوْجٍ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ

زینب نے کہا میں ام المؤمنین اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی جبکہ ان کے والد ابوسفیان بن حرب فوت ہو گئے۔ ام حبیبہ نے خوشبو منگائی جس میں خلوق وغیرہ کی زردی تھی۔ انھوں نے اس سے کمسن بچی کو خوشبو لگائی پھر اپنے رخساروں کو لگائی پھر فرمایا اللہ کی قسم! مجھے خوشبو کی حاجت تو نہیں لیکن میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ کسی عورت، جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہے کے لئے حلال نہیں کہ وہ میت پر تین دن سے زیادہ سوگ منائے مگر شوہر پہ چار ماہ دس دن سوگ منائے۔ زینبؓ نے کہا میں ام المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے پاس گئی

marfat.com

وَعَشْرًا قَالَتْ زَيْنَبُ وَسَمِعْتُ أُمَّ سَلَمَةَ تَقُوْلُ جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ إِنَّ ابْنَتِيْ تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا وَقَدِ اشْتَكَتْ عَيْنُهَا أَفَنَكْحُلُهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلٰثًا كُلُّ ذٰلِكَ يَقُوْلُ لَا ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا هِيَ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَّعَشْرٌ وَقَدْ كَانَتْ إِحْدَاكُنَّ فِي الْجَاهِلِيَّةِ تَرْمِيْ بِالْبَعْرَةِ عَلٰى رَأْسِ الْحَوْلِ قَالَ حُمَيْدٌ فَقُلْتُ لِزَيْنَبَ وَمَا تَرْمِيْ بِالْبَعْرَةِ عَلٰى رَأْسِ الْحَوْلِ قَالَتْ زَيْنَبُ كَانَتِ الْمَرْأَةُ إِذَا تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا دَخَلَتْ حِفْشًا وَلَبِسَتْ شَرَّ ثِيَابِهَا وَلَمْ تَمَسَّ طِيْبًا حَتّٰى تَمُرَّ لَهَا سَنَةٌ ثُمَّ تُؤْتٰى بِدَابَّةٍ حِمَارٍ أَوْ شَاةٍ أَوْ طَيْرٍ فَتَفْتَضُّ بِهِ فَقَلَّ مَا تَفْتَضُّ بِشَيْءٍ إِلَّا مَاتَ ثُمَّ تَخْرُجُ فَتُعْطٰى بَعْرَةً فَتَرْمِيْ ثُمَّ تُرَاجِعُ بَعْدُ مَا شَاءَتْ مِنْ طِيْبٍ أَوْ غَيْرِهِ سُئِلَ مَالِكٌ مَا تَفْتَضُّ بِهِ قَالَ تُمَسَّحُ بِهِ جِلْدَهَا

جس وقت ان کا بھائی فوت ہوا تھا تو انھوں نے خوشبو منگائی اور اس سے کچھ خوشبو لگائی پھر فرمایا بخدا مجھے خوشبو کی حاجت نہیں، لیکن میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر شریف پر یہ فرماتے ہوئے سنا کہ کسی عورت کے لئے جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتی ہے حلال نہیں کہ میت پر تین دن سے زیادہ سوگ منائے مگر شوہر پر چار ماہ دس دن سوگ منائے۔ زینب نے کہا میں ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ایک عورت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری بیٹی کا شوہر فوت ہو گیا ہے اور اس کی آنکھوں میں درد ہے کیا میں اس کی آنکھوں میں سرمہ لگا سکتی ہوں؟ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سرمہ مت لگاؤ! دو یا تین بار فرمایا ہر بار فرماتے سرمہ مت لگاؤ۔ پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تو صرف چار ماہ دس دن

marfat.com

ہیں ؛ حالانکہ تم میں کوئی عورت جاہلیت کے زمانہ میں ایک سال کے بعد مینگنی پھینکتی تھی۔ حمید نے کہا میں نے زینب سے کہا اس کے معنی کیا ہیں کہ وہ سال کے بعد مینگنی پھینکتی تھی۔ زینب نے کہا جس عورت کا شوہر فوت ہو جاتا تھا وہ چھوٹے سے کمرہ میں داخل ہو جاتی اور بدترین کپڑے پہن لیتی اور خوشبو وغیرہ نہ لگاتی حتیٰ کہ اس پر ایک سال گزر جاتا پھر کوئی جانور گدھا یا بکری یا پرندہ لایا جاتا تو وہ اس کے چمڑے پر ہاتھ پھیرتی تو بہت کم ایسا ہوتا کہ جس پر وہ ہاتھ پھیرتی مگر وہ مر جاتا تھا پھر وہ باہر نکلتی تو اس کو مینگنی دی جاتی اس کو وہ پس پشت پھینکتی پھر اس کے بعد خوشبو وغیرہ لگاتی تھی۔ امام مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا : مَاتَقْتَضُّ کے معنی کیا ہیں ؟ انھوں نے فرمایا اس سے اپنی کھال ملتی تھی۔

۴۹۹۱ — شرح : جس عورت کا شوہر فوت ہو جائے اس کی بیوہ کو چار ماہ دس دن عدتِ وفات پوری کرنے میں حکمت یہ ہے کہ عورت کے پیٹ میں بچے کی کمالِ تخلیق اور اس میں نفخِ روح ایک سو بیس دن کے بعد ہوتا ہے۔ چونکہ چاند کی کمی بیشی سے فرق پڑ جاتا ہے اس نقصان کو پورا کرنے کے لئے اس عدد پر احتیاطاً دس روز کا اضافہ کیا گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ شوہر کے سوا اور کسی تین دن سے زیادہ سوگ جائز نہیں۔ جس عورت نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال عرض کیا تھا اس کا نام عاتکہ بنت نعیم بن عبداللہ بن نخام ہے۔ بعض نے کہا بنت کا نام عاتکہ ہے اور اس کی ماں کا نام معلوم نہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں دو تین بار فرمایا کہ وہ سرمہ مت لگائے ؛ لیکن مؤطا وغیرہ میں ہے کہ حضور نے فرمایا رات کو لگا لیا کرو اور دن کو صاف کر دیا کرو۔ یعنی جب سرمہ لگانے کی ضرورت نہ ہو تو جائز نہیں اور جب اس کی احتیاج ہو تو رات کو جائز ہے دن میں جائز نہیں بہتر یہ ہے کہ سرمہ ہرگز نہ لگائے اگر لگایا ہو تو دن کو پونچھ دے، لیکن متن کی حدیث میں تصریح ہے کہ عدت کے ایام میں سرمہ کرنا حرام ہے اگرچہ اس کی احتیاج ہو۔ لہٰذا ان دونوں حدیثوں میں تعارض ہے۔ ان میں اتفاق کی صورت یہ ہے کہ بخاری کی حدیث میں سرمہ لگانے کی ممانعت دن میں ہے۔ بعض نے کہا حدیث میں نہی تنزیہہ کے لئے ہے۔ بعض نے مخصوص سرمہ پر محمول کیا ہے اور وہ سرمہ ہے جس سے زینت کی جاتی ہے۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : قد کانت احداکن فی الجاھلیۃ ،، اس میں یہ اشارہ ہے کہ اسلام میں اس کے خلاف حکم ہے ؛ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : وَصِيَّةً لِّأَزْوَاجِهِم مَّتَاعًا إِلَى الْحَوْلِ ،، پھر یہ حکم اس سے پہلی آیت سے منسوخ ہو گیا اور وہ یہ کہ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا ،، یہ ناسخ تلاوت کے اعتبار سے مقدم اور نزول کے اعتبار سے متاخر ہے۔

قولہ خِفْشًا ،، بکسر الحاء وسکونِ الفاء اور اس کے بعد شین ہے۔ اس کا معنی چھوٹا سا کمرہ ہے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہ ذلیل اور پرانا کمرہ ہے۔

marfat.com

بَابُ الْكُحْلِ لِلْحَادَّةِ

۴۹۹۲ حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِیْ اِیَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ نَافِعٍ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اُمِّ سَلَمَةَ عَنْ اُمِّهَا اَنَّ

قولہ فَتَقْتَضُّ بِہٖ ،، ابن قتیبہ نے کہا میں نے اہل حجاز سے اقتضاض کے متعلق پوچھا تو اُنھوں نے ذکر کیا معتدہ عورت نہ تو پانی کو ہاتھ لگاتی نہ ناخن ترشواتی اور نہ بال اتروائی تھی اور سال کے بعد بُری حالت میں باہر نکلتی پھر وہ عدّت کو پرندہ سے توڑتی اور اس کو اپنی شرمگاہ سے مس کر کے پھینک دیتی اس کے بعد وہ زندہ نہیں رہتا تھا۔

خطابی نے کہا یہ ،، فَضَضْتُ الشَّیْءَ ،، سے ہے جبکہ اس کو توڑے اور جُدا جُدا کر دے یعنی وہ سوگ کو اس پرندے سے توڑتی تھی۔ اخفش نے کہا یہ فِضّہ سے ماخوذ ہے۔ صفائی اور سفیدی میں چاندی سے تشبیہ دی گئی ہے۔ یعنی وہ جانور کو مس کر کے غسل کرتی حتی کہ چاندی کی طرح سفید ہو جاتی۔ خلیل نے کہا : اَلْفَضْفَضُ کے معنی خوش ذائقہ پانی ہے ؛ چنانچہ کہا جاتا ہے۔ اِقْتَضَضْتُہٗ بِہٖ یعنی اس کے ساتھ غسل کیا۔

قولہ فَتَرْمِی ،، یعنی اس مینگنے کو اپنے آگے پھینکتی تو یہ اس کو چھوٹے سے ذلیل اور بُرے کمرہ سے نکلنے کو حلال کرتا تھا۔ اس میں یہ اشارہ ہے کہ وہ عدّت کو ایسے پھینکتی جیسے مینگنا پھینکا جاتا ہے بعض نے کہا اس میں یہ اشارہ ہے کہ وہ جس مصیبت پر صبر اور انتظار کرتی رہی جس میں مبتلا تھی جب وہ ختم ہو گئی تو وہ اِس کے نزدیک مینگنے کی مانند ہے جس کو حقارت سے پھینکا جاتا ہے۔ اس میں حقِ زوج کی تعظیم مقصود ہے۔

قولہ سُئِلَ مالك الخ یعنی امام مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا : تَقْتَضُّ ،، کے معنی کیا ہیں ؟ اُنھوں نے فرمایا وہ اپنے چمڑے سے مینگنے کو مس کرتی ؛ لیکن ہم نے اس سے پہلے جو ابن قتیبہ سے ابھی ابھی نقل کیا ہے کہ وہ اپنی شرمگاہ کو مس کر کے پھینک دیتی کے منافی نہیں ، لیکن اس سے خاص ہے کیونکہ امام مالک رضی اللہ عنہ نے مطلق جلد ذکر کی ہے اور جو ابن قتیبہ سے منقول ہے وہ شرمگاہ کی جلد ہے۔ بات ایک ہی ہے۔

امام شافعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے تَقْبِضُ بالصاد ہے۔ اور قبض کے معنی انگلیوں کے کناروں سے پکڑنا ہے اور یہ جلدی سے کنایہ ہے یعنی وہ بُرے منظر سے کثرتِ حیاء اور نکاح کے شوق کے باعث دوڑتی ہوئی تیزی سے اپنے والدین کے گھر جاتی تھی (قسطلانی) واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.com

امْرَأَةً تُوُفِّيَ زَوْجُهَا فَخَشُوْا عَيْنَهَا فَاَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَاذَنُوْهُ فِي الْكُحْلِ فَقَالَ لَا تَكْتَحِلُ قَدْ كَانَتْ اِحْدٰكُنَّ تَمْكُثُ فِي شَرِّ اَحْلَاسِهَا اَوْ شَرِّ بَيْتِهَا فَاِذَا كَانَ حَوْلٌ فَمَرَّ كَلْبٌ رَمَتْ بِبَعْرَةٍ فَلَا حَتّٰى تَمْضِيَ اَرْبَعَةُ اَشْهُرٍ وَعَشْرٌ وَسَمِعْتُ زَيْنَبَ بِنْتَ اَبِيْ سَلَمَةَ تُحَدِّثُ عَنْ اُمِّ حَبِيْبَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ لِاِمْرَأَةٍ مُسْلِمَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ تُحِدَّ فَوْقَ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ اِلَّا عَلٰى زَوْجِهَا اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا

باب سوگ منانے والی عورت کا سُرمہ استعمال کرنا

حادّہ ثلاثی مجرد حَدَّ یَحُدُّ سے ہے اور مُحِدَّہ اِحداد سے اِفْعَال ہے۔ سفاقسی نے کہا صحیح حادّ ہے ہا کے بغیر۔ جیسے طالق اور حائض ہاء کے بغیر ہیں، کیونکہ یہ عورت کی ایسی صفت ہے جس میں مرد شریک نہیں۔ شیخ ابن حجر نے اس کا تعاقب کرتے ہوئے کہا کہ یہ جائز ہے۔ خطا نہیں اگرچہ دوسرا زیادہ راجح ہے۔ علامہ عینی نے کہا اگر طالق میں طالقۃ اور حائض میں حائضہ کہا جاتا ہے تو حادّہ بھی کہا جا سکتا ہے اور اگر طالقہ اور حائضہ نہیں کہا جاتا تو حادہ بھی نہیں کہا جائے گا، لیکن درست وہی ہے جو سفاقسی نے کہا ہے اور شیخ ابن حجر کا اس میں جواز کا دعویٰ کرنا نظر سے خالی نہیں جو غیر مخفی ہے۔

صاحب مصابیح نے زمخشری سے نقل کیا کہ اگر ان صفات میں حدوث کا معنی مقصود ہو تو تاء لانا ضروری ہے جیسے حاضت فھی حائضۃ وطلقت فھی طالقۃ اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ حدوث کا معنی مقصود نہیں ہوتا پھر بھی تاء لاحق کر دیتے ہیں جیسے مُرْضِعَۃٌ وَّحَامِلَۃٌ ،، امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا کلام اسی نہج پر ہے۔

۴۹۹۲ ـ ترجمہ : زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اپنی والدہ ام المومنین ام سلمہ سے

marfat.com

۴۹۹۳ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ عَلْقَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ قَالَتْ اُمُّ عَطِيَّةَ نُهِيْنَا اَنْ نُحِدَّ اَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثٍ اِلَّا بِزَوْجٍ

روایت کی کہ ایک عورت کا شوہر فوت ہو گیا تو لوگوں نے اس کی دونوں آنکھوں پر خوف محسوس کیا وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ سے آنکھوں میں سرمہ لگانے کی اجازت چاہی تو فرمایا سرمہ نہ لگائے آپ نے فرمایا تم میں سے کوئی عورت (جاہلیت کے زمانہ میں) خراب قسم کے گھر اور گندے کپڑوں میں رہتی تھی۔ جب سال گزر جاتا اور کوئی کتا وہاں سے گزرتا تو اس کی طرف مینگنا پھینکتی اور عدت سے باہر ہوتی۔ میں سُرمہ کی اجازت نہیں دیتا یہاں تک کہ چار ماہ دس دن گزر جائیں (نافع نے کہا) میں نے زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے سُنا وہ ام المؤمنین ام حبیبہ سے بیان کرتی تھیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی مسلمان عورت جو اللہ اور قیامت کے دن پہ ایمان رکھتی ہے۔ کے لئے حلال نہیں کہ وہ تین دن سے زیادہ سوگ منائے مگر اپنے شوہر پہ چار ماہ دس دن سوگ منائے۔ (ام حبیبہ ام المؤمنین زوجۂ محترمہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوسفیان کی بیٹی اور امیر معاویہ کی ہمشیرہ ہیں۔ ان کا نام رملہ ہے)

ترجمہ : محمد بن سیرین سے روایت ہے کہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہم کو شوہر پر سوگ منانے کے علاوہ تین دن سے زیادہ سوگ منانے سے منع کیا گیا۔

۴۹۹۳ —

شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ایک روایت کے مطابق جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو رخصت دی کہ وہ عدت ختم ہونے تک اپنے شوہر پہ سوگ مناتی رہے اور اپنے والد پر سات روز سوگ منائے اور ان کے سوا دوسروں پہ تین تین دن سوگ منائے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ صحیح نہیں کیونکہ جب ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے والد ابوسفیان فوت ہوئے تو انھوں نے تین دن سوگ منانے کے بعد خوشبو استعمال کی اور سائل نے جو حدیث ذکر کی ہے وہ ابوداؤد نے مراسیل میں عمرو بن شعیب کے ذریعے مُعَضَّل ذکر کی ہے علامہ عینی نے کہا ابوداؤد کا اس حدیث کو مراسیل میں ذکر کرنا یہ کوئی توجیہہ نہیں؛ لیکن اگر ارسال سے انقطاع مراد لیا جائے تو توجیہہ ہو سکتی ہے کیونکہ عمر تابعی نہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

marfat.com

بَابُ الْقُسْطِ لِلْحَادَّةِ عِنْدَ الطُّهْرِ

۴۹۹۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ كُنَّا نُنْهٰى اَنْ نُحِدَّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلٰثٍ اِلَّا عَلٰى زَوْجٍ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا وَلَا نَكْتَحِلُ وَلَا نَتَطَيَّبُ وَلَا نَلْبَسُ ثَوْبًا مَصْبُوْغًا اِلَّا ثَوْبَ عَصْبٍ وَّقَدْ رُخِّصَ لَنَا عِنْدَ الطُّهْرِ اِذَا اغْتَسَلَتْ اِحْدٰنَا مِنْ مَحِيْضِهَا فِيْ نُبْذَةٍ مِنْ كُسْتِ اَظْفَارٍ وَكُنَّا نُنْهٰى عَنْ اِتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ كِلَاهُمَا يُقَالُ الْكُسْتُ وَالْقُسْطُ وَالْكَافُوْرُ وَالْقَافُوْرُ

باب سوگ منانے والی عورت کا حیض کے پاک ہونے کے وقت قسط استعمال کرنا

۴۹۹۴ — ترجمہ : ام عطیہ نے کہا ہم کو میّت پر تین دن سے زیادہ سوگ منانے سے منع کیا جاتا تھا مگر شوہر پر چار ماہ دس دن تک اور ہم سرمہ نہ لگاتی تھیں نہ خوشبو لگاتی تھیں اور نہ ہی رنگے ہوئے کپڑے پہنتی تھیں مگر وہ کپڑا جو پہلے سے رنگا ہوا ہو اور جب کوئی ہم سے حیض سے پاک ہو اور غسل کرے تو تھوڑا سا قسط ظفار کے استعمال کی رخصت دی جاتی ہے اور ہم کو جنازوں کے پیچھے چلنے سے منع کیا جاتا تھا۔ ابو عبداللہ بخاری نے کہا قسط اور کست کافور اور قافور کی طرح ہے۔ نُبْذَہ بمعنی قطعہ ہے۔

۴۹۹۴ — شرح : عصب یمنی چادریں ہیں ان کو بُننے سے پہلے اُن کے دھاگے رنگ دیئے جاتے تھے۔ ظفار میں ہمزہ پڑھنا خطا ہے ظفار عدن کے ساحل کے کنارے ایک موضع ہے (حدیث : ع ۳۰۹ ج : اکی شرح دیکھیں)

marfat.com

بَابُ تَلْبَسُ الْحَادَّةُ ثِيَابَ الْعَصْبِ

۴۹۹۵۔ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ ابْنُ حَرْبٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ تُحِدُّ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ فَإِنَّهَا لَا تَكْتَحِلُ وَلَا تَلْبَسُ ثَوْبًا مَصْبُوغًا إِلَّا ثَوْبَ عَصْبٍ

۴۹۹۶۔ وَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَتْنَا حَفْصَةُ حَدَّثَتْنِي أُمُّ عَطِيَّةَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تَمَسُّ طِيبًا إِلَّا أَدْنَى طُهْرِهَا إِذَا طَهُرَتْ نُبْذَةً مِنْ قُسْطٍ وَأَظْفَارٍ

باب سوگ منانے والی عورت بُننے سے پہلے رنگے ہُوئے کپڑے پہنے

۴۹۹۵ — ترجمہ : ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی عورت کے لئے جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتی ہے۔ شوہر پہ سوگ کے علاوہ تین دن سے زیادہ سوگ منانا حلال نہیں وہ نہ تو سرمہ استعمال کرے اور نہ رنگے ہُوئے کپڑے پہنے مگر وہ کپڑے پہن سکتی ہے جو بُننے سے پہلے ان کے دھاگے رنگے ہُوئے ہوں۔

۴۹۹۵ — شرح : علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابن منذر سے نقل کیا کہ علماء نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ سوگ منانے والی عورت کے لئے رنگے ہُوئے کپڑے اور زرد رنگ والے کپڑے پہننے جائز نہیں لیکن سیاہ رنگ کے کپڑے پہن سکتی ہے۔ اس کی عروہ بن زبیر، امام مالک اور امام شافعی نے بھی رخصت دی ہے۔ زہری نے سیاہ رنگ والے کپڑوں کو مکروہ

marfat.com

بَابُ وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ

کہا ہے۔ عروہ بن زبیر کہتے ہیں بُننے سے پہلے رنگے ہوئے کپڑے جائز ہیں۔ سفیان ثوری نے کہا رنگے ہوئے کپڑوں سے اجتناب کرے البتہ بُننے سے پہلے رنگے ہوئے کپڑے جائز ہیں۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس رنگ میں زینت ہو کپڑا باریک ہو یا موٹا ہو وہ نہ پہنے۔

۴۹۹۶ — ترجمہ : انصاری نے کہا ہمیں ہشام نے خبر دی۔ انھوں نے حفصہ اور ام عطیہؓ کے ذریعہ روائت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا۔ سوگ منانے والی عورت خوشبو استعمال نہ کرے، لیکن جب طہر کا وقت قریب ہو جبکہ وہ پاک ہو جائے تھوڑا سا قسط ظفار استعمال کرے۔

۴۹۹۶ — شرح : حدیث میں کچھ عبارت مقدر ہے۔ دراصل عبارت یہ ہے۔ نہی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقال وَلَا تمسُّ طیبًا ،، یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا؛ چنانچہ فرمایا خوشبو نہ ملے۔

قولہ ادنیٰ ،، بمعنی قریب ہے۔ قولہ نُبْذَةً ،، طِیْبًا سے بدل واقع ہے یا فعل مقدر کا مفعول ہے یعنی وتمسُّ طِیْبًا مِنْ قسط و اظفار۔ اظفار خوشبو کی قسم ہے۔ بعض حواشی میں ہے کہ قسط و اظفار بخور کی دو قسمیں ہیں کہ جو عورت حیض سے پاک ہو کر غسل کرے تو بدبو دُور کرنے کے لئے خون کے اثرات پر خوشبو ملے تاکہ خون کا تعفن جاتا رہے۔ یہ خوشبو کے استعمال کی رخصت نہیں۔ یعنی قسط ظفار کا ٹکڑا ملے تاکہ بُو جاتی رہے۔

باب — جو لوگ تم سے فوت ہو جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں ،،

تم میں جو مریں اور بیبیاں چھوڑیں وہ چار مہینے دس دن اپنے آپکو روکے رہیں،،

اس کے معنی یہ ہیں کہ جو لوگ فوت ہوں فوت ہونے سے پہلے ان پر واجب ہے کہ اپنی بیویوں کے لئے

marfat.com

۴۹۹۷ — حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ اَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا شِبْلٌ عَنِ ابْنِ اَبِیْ نَجِیْحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَیَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا قَالَ كَانَتْ هٰذِهِ الْعِدَّةُ تَعْتَدُّ عِنْدَ اَهْلِ زَوْجِهَا وَاجِبٌ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَیَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا وَّصِیَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ غَیْرَ اِخْرَاجٍ فَاِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ فِیْمَا فَعَلْنَ فِیْ اَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوْفٍ قَالَ جَعَلَ اللّٰهُ لَهَا تَمَامَ السَّنَةِ سَبْعَةَ اَشْهُرٍ وَعِشْرِیْنَ لَیْلَةً وَصِیَّةً اِنْ شَاءَتْ سَكَنَتْ فِیْ وَصِیَّتِهَا وَاِنْ شَاءَتْ خَرَجَتْ وَهُوَ قَوْلُ اللّٰهِ غَیْرَ اِخْرَاجٍ فَاِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ فَالْعِدَّةُ كَمَا هِیَ وَاجِبٌ عَلَیْهَا زَعَمَ ذٰلِكَ عَنْ مُجَاهِدٍ **وَقَالَ** عَطَاءٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَسَخَتْ هٰذِهِ

سال بھر تک نان ونفقہ دینے کی وصیت کریں۔ اور ان کو گھر سے باہر نہ نکالیں۔ ابتداءِ اسلام میں بیوہ کی عدت ایک سال تھی اور ایک سال کامل وہ شوہر کے یہاں رہ کر نان نفقہ پانے کی مستحق ہوتی تھی۔ پھر ایک سال کی عدت باب میں مذکور آیت نے منسوخ کر دی جس میں بیوہ کی عدت چار ماہ دس دن مقرر فرمائی گئی اور سال بھر کا نفقہ آیت میراث سے منسوخ ہوا جس میں عورت کا حصہ شوہر کے ترکہ سے مقرر کیا گیا۔ لہٰذا اس وصیت کا حکم باقی نہ رہا۔ یہ آیت اگرچہ تلاوت میں مقدم ہے لیکن نزول میں مؤخر ہے ربع یا ثمن (چوتھا یا آٹھواں حصہ) وراثت پانے سے نفقہ ساقط ہوگیا۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ کے نزدیک سکنی باقی ہے، لیکن احناف کہتے ہیں اس آیت کے منسوخ ہونے سے سکنی بھی منسوخ ہوگیا لہٰذا اس عورت کے لئے سکنی واجب نہیں ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا یہی مذہب ہے۔"

۴۹۹۷ — ترجمہ: مجاہد سے روایت ہے کہ وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَیَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا یہ عدت جس کی طرف مذکور آیت اشارہ کرتی ہے شوہر کے گھر میں پوری کرنا

پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ: وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ الآیۃ نازل فرمائی یعنی مرنے والے مردوں کے لئے مناسب یہ ہے کہ وفات کے وقت بیواؤں کے لئے وصیت کریں کہ وہ ایک سال تک سکونت کریں

marfat.com

الْآيَةُ عِدَّتَهَا عِنْدَ أَهْلِهَا فَتَعْتَدُّ حَيْثُ شَاءَتْ وَقَوْلُ اللّٰهِ غَيْرَ إِخْرَاجٍ قَالَ عَطَاءٌ إِنْ شَاءَتِ اعْتَدَّتْ عِنْدَ أَهْلِهِ وَسَكَنَتْ فِي وَصِيَّتِهَا وَإِنْ شَاءَتْ خَرَجَتْ لِقَوْلِ اللّٰهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ فِي أَنْفُسِهِنَّ قَالَ عَطَاءٌ ثُمَّ جَاءَ الْمِيرَاثُ فَنَسَخَ السُّكْنٰى فَتَعْتَدُّ حَيْثُ شَاءَتْ وَلَا سُكْنٰى لَهَا

اور ان کو گھر سے نکالا جائے۔ اگر وہ اپنے اختیار سے باہر آئیں تو تم پر کچھ گناہ نہیں جو وہ اپنے معاملہ میں مناسب طور پر کریں۔ مجاہد نے کہا اللہ تعالیٰ نے عورت کے لئے سات ماہ بیس دن سال پورا کرنے کے لئے وصیت شمار کیا ہے۔ اگر وہ چاہے وصیت سمجھ کر ٹھہری رہے اور اگر چاہے تو چلی جائے۔ اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد "غَيْرَ إِخْرَاجٍ" کا یہی معنیٰ ہے کہ عدت جیسی کہ اس پر واجب ہے (چار ماہ دس دن) یہ مجاہد سے منقول ہے اور عطاء نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اس آیت نے اہل خانہ کے پاس عدت گزارنے کو منسوخ کر دیا ہے۔ اس لئے وہ جہاں چاہے عدت پوری کرے اور اللہ تعالیٰ کا قول "غَيْرَ إِخْرَاجٍ" کے متعلق عطاء نے کہا اگر چاہے تو عدت اپنے گھر والوں کے پاس گزارے اور اپنی وصیت میں رہے اور اگر چاہے تو چلی جائے، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ فِي أَنْفُسِهِنَّ، عطاء نے کہا پھر میراث کی آیت نازل ہوئی تو اس نے سکنیٰ منسوخ کر دیا۔ اس لئے جہاں چاہے وہ عدت پوری کرے اور اس کے لئے سکنیٰ نہیں ہے۔

۴۹۹۷ ــــ شرح: مجاہد کے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ معتدہ (عدت گزارنے والی عورت) چار ماہ دس دن تک انتظار کرے اور اس کے گھر والوں پر واجب کیا گیا کہ وہ اُن کے پاس باقی سات مہینے اور بیس دن یعنی پورا سال رہے۔ ابن بطال نے کہا کسی مفسر نے یہ تفسیر نہیں کی اور نہ ہی کسی فقیہ نے یہ کہا ہے بلکہ اُنھوں نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ سال والی آیت منسوخ ہے اور سکنیٰ سال کی عدت کے تابع ہے۔ جب چار ماہ دس دن عدت سے سال بھر کی عدت منسوخ ہو گئی تو سکنیٰ بھی منسوخ ہو گیا، چنانچہ ابن عبدالبر نے کہا کہ علماء نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ چار ماہ دس دن عدت نے سال بھر کی عدت کو منسوخ کر دیا ہے۔ البتہ اختلاف صرف "غَيْرَ إِخْرَاجٍ" میں ہے۔ جمہور علماء نے کہا یہ بھی منسوخ ہے۔

ابن ابی نجیح نے مجاہد سے روایت کی ہے کہ جو عدت واجب ہے وہ صرف چار ماہ دس دن

marfat.com

۴۹۹۸ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ
ابْنِ اَبِیْ بَكْرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ حُمَيْدُ بْنُ نَافِعٍ عَنْ
زَيْنَبَ بِنْتِ اُمِّ سَلَمَةَ عَنْ اُمِّ حَبِيْبَةَ بِنْتِ اَبِیْ سُفْيٰنَ لَمَّا جَاءَهَا
نَعْیُ اَبِيْهَا دَعَتْ بِطِيْبٍ فَمَسَحَتْ ذِرَاعَيْهَا وَقَالَتْ مَالِیْ بِالطِّيْبِ
مِنْ حَاجَةٍ لَوْلَا اَنِّیْ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَحِلُّ
لِاِمْرَاَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ تُحِدُّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلٰثٍ اِلَّا
عَلٰى زَوْجٍ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا

بَابُ مَهْرِ الْبَغِیِّ وَالنِّكَاحِ الْفَاسِدِ

وَقَالَ الْحَسَنُ اِذَا تَزَوَّجَ مُحَرَّمَةً وَهُوَ لَا يَشْعُرُ فُرِّقَ بَيْنَهُمَا
وَلَهَا مَا اَخَذَتْ وَلَيْسَ لَهَا غَيْرُهُ ثُمَّ قَالَ بَعْدُ يُعْطِيْهَا صَدَاقَهَا

۴۹۹۹ — حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ

ہے اور سال بھر عدت میں رہنا یعنی سات ماہ بیس روز زیادہ عدت گزارنا وصیت کے اعتبار سے اس کے اختیار میں ہے۔ اگر وہ چاہے تو وصیت قبول کرے اور پورا سال عدت گزارے اور اگر چاہے تو صرف واجب پر اکتفاء کرے جو چار ماہ دس دن ہے۔ بعض نے یہ معنی بیان کیا ہے کہ پورا سال عدت واجب ہے اور شوہر کے گھر والوں کے پاس سکونت چار ماہ دس دن واجب ہے اور باقی سات ماہ بیس دن میں اسے اختیار ہے اور فالعدۃ کما ھی واجب علیھا، اس احتمال کی تائید کرتا ہے یعنی یہ نسخ کا قول نہیں کرتے۔

۴۹۹۸ — ترجمہ : زینب بنت ام سلمہ نے ام حبیبہ بنت ابی سفیان سے روایت کی کہ جب ام حبیبہ کو ان کے والد ابوسفیان کے فوت ہونے کی خبر پہنچی تو ام حبیبہ نے خوشبو منگوائی اور اسے اپنے رخساروں پر مل لیا اور فرمایا مجھے خوشبو لگانے کی ضرورت نہ تھی۔ اگر میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا نہ ہوتا کہ اس عورت کے لئے جو اللہ اور

marfat.com

الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِیْ بَکْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ قَالَ نَهَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ ثَمَنِ الْکَلْبِ وَحُلْوَانِ الْکَاهِنِ وَمَهْرِ الْبَغِیِّ

قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہے جائز نہیں کہ تین دن سے زیادہ میت پر سوگ منائے مگر شوہر پر چار ماہ دس دن عدت پوری کرے (ابھی ابھی حدیث کی تشریح ہو چکی ہے)

باب — فاحشہ عورت کا مہر اور نکاح فاسد

: بدکار عورت اور نکاح فاسد کا مہر ،،

بَغِیٌّ فَعِیْل کے وزن پر ہے اس میں مذکر و مونث برابر ہیں۔ علامہ کرمانی نے کہا یہ فعول کے وزن پر ہے بغیٌ اصل میں بُغُوْیٌ بر وزن فُعُوْل تھا۔ واؤ اور یاء کا اجتماع ہُوا جبکہ ان میں سے پہلی ساکن ہے تو واؤ کو یاء سے بدل کر کے یاء میں ادغام کیا اور باء کے ضمہ کو یاء کے لئے کسرہ سے بدل دیا تو بَغِیٌّ ہُوا ،، علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ بعض کا یہ کہنا صحیح نہیں کہ اس کا وزن فعیل ہے، کیونکہ اگر ایسا ہو تو اس کے آخر میں ہاء لازم ہے جیسے امرءۃ علیمۃ، کریمۃ ،، یہ بغاء بمعنی زنا سے مشتق ہے۔ نکاح فاسد وہ نکاح ہے جس میں گواہ نہ ہوں یا عدت میں نکاح کیا جائے یا نکاح کی مدت مقرر کی جائے جسے نکاح موقت کہتے ہیں۔ یہاں نکاح فاسد کا حکم بیان کرنا مطلوب ہے۔

حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جس نے مُحَرَّمَہ سے نکاح کیا، حالانکہ اسے معلوم نہیں کہ یہ عورت اس پر حرام ہے تو ان کے درمیان تفریق کر دی جائے اس عورت نے جو مہر اُس سے لے لیا ہے اس کے لئے وُہی ہے اس کے سوا اور کچھ نہیں پھر اس کے بعد کہا کہ اس کے لئے مہر ہے ،،

شرح : یعنی حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ پہلے تو یہ کہتے تھے۔ اگر کسی نے ایسی عورت سے نکاح

marfat.com

۵۰۰۰ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَوْنُ ابْنُ اَبِیْ جُحَیْفَةَ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ لَعَنَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ وَاٰكِلَ الرِّبٰوا وَمُوْكِلَهٗ وَنَهٰی عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَكَسْبِ الْبَغِیِّ وَلَعَنَ الْمُصَوِّرِیْنَ

کیا جو اس پر حرام ہے اور اس کو تحریم کا علم نہ تھا تو ان کو علیحدہ علیحدہ کر دیا جائے اور نکاح کے وقت جو مہر مقرر کیا تھا وہ عورت وہی لے گی اس کے علاوہ کسی شئی کی مستحق نہیں اس کے بعد حسن بصری نے یہ فتویٰ دیا کہ اس کے لئے مہر مثل ہے۔ ان ہی دو دونوں اقوال پر فقہاء کے قول ہیں۔ بعض مہر مثل کے قائل ہیں اور بعض نکاح کے وقت مقرر شدہ مہر کے قائل ہیں۔ اور جس نے محرّمہ سے نکاح کیا حالانکہ اسے معلوم تھا کہ یہ عورت مجھ پر حرام ہے تو امام مالک، ابو یوسف، محمد اور امام شافعی کے نزدیک اس پر حد واجب ہے۔ اور مہر وغیرہ کچھ نہیں۔ سفیان ثوری اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہما نے کہا اس پر حد نہیں تعزیر ہے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ تعزیر چالیس کوڑوں سے کم ہوگی۔

۴۹۹۹ — ترجمہ : ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی قیمت کاہن کی اُجرت اور بدکار عورت کی کمائی سے منع فرمایا۔

۴۹۹۹ — شرح : اس حدیث سے حسن بصری، ربیعہ، حماد بن ابی سلیمان اور اعمی شافعی، احمد اور ایک روائت کے مطابق امام مالک رضی اللہ عنہم نے استدلال کیا کہ کتے کی قیمت حرام ہے۔ عطاء، ابراہیم نخعی، امام ابو حنیفہ اور محمد رضی اللہ عنہم نے کہا جن کتوں سے نفع حاصل ہو سکتا ہے اُن کی بیع جائز ہے۔ اور قیمت مباح ہے اُنھوں نے اِس حدیث کا جواب یہ دیا ہے کہ ان کی قیمت کی ممانعت اس وقت تھی جب کتوں کو قتل کرنے کا حکم تھا۔ جب شکار وغیرہ کے لئے ان سے انتفاع مباح ہُوا تو ان کی قیمت بھی مباح ہوگئی اور ان کو قتل کرنے کی نہی منسوخ ہوگئی ہاں جن کتوں سے انتفاع جائز نہیں ان کی قیمت حرام ہے (حدیث : ۲۰۹۸ ج : ۳)

کاہن کی مزدوری

کاہن لوگوں کو باطل باتیں بتا کر اُن سے رشوت وصول کرتے ہیں یہ حرام ہے۔ امام طحاوی

marfat.com

۵۰۰۱ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُحَادَةَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كَسْبِ الْإِمَاءِ

نے ابومسعود رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین اشیاء حرام ہیں اور صحیح کی حدیث ایسی روائت ذکر کی ،،

بدکار عورت کی کمائی

حرام نکاح پر جو رقم دی جاتی ہے وہ مہر بغی ہے اور حرام ہے۔ اس مال کی تحریم میں کسی کا اختلاف نہیں ؛ کیونکہ یہ مال زناء سے حاصل کیا جاتا ہے اور زنا کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے۔ اس لئے مُغنّیہ عورت اور نوحہ کرنے والی عورت کی اُجرت حرام ہے۔ اور اس کے بطلان پر علماء کا اجماع ہے۔

۵۰۰۰ ترجمہ : عون بن ابی جُحَیفہ نے اپنے والد سے روائت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے واشمہ، مستوشمہ، سود خور اور سود کھلانے والے پر لعنت فرمائی اور کتے کی ثمن، بدکردار عورت کی کمائی سے منع فرمایا اور تصویریں لینے والوں پر لعنت فرمائی

۵۰۰۰ شرح : واشمہ وشم سے ہے وہ یہ ہے کہ سوئی کے ساتھ جلد کو چیرا جاتا ہے۔ پھر اس میں سُرمہ بھرا جاتا ہے۔ مستوشمہ وہ عورت ہے جس کو اس کام کے لئے بلایا جاتا ہے۔ سود کھانے والے اور کھلانے والے میں اگرچہ ایک کو خسارہ ہوتا ہے لیکن وہ دونوں حرام فعل میں ایک دوسرے کے معاون اور شریک ہیں۔

(حدیث : ۲۰۹۸ ج : ۳ کی شرح دیکھیں)

۵۰۰۱ ترجمہ : ابوحازم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے لونڈیوں کی کمائی سے منع فرمایا۔

۵۰۰۱ شرح : کسب اماء سے مراد یہ ہے کہ اُن سے بدکاری کرا کر مال وصول کیا جائے۔ یہ حرام ہے اور یہ بدکار عورت کی کمائی میں داخل ہے۔

(حدیث : ۲۰۹۸ ، ج : ۳ کی شرح دیکھیں)

marfat.com

بَابُ الْمَهْرِ لِلْمَدْخُوْلِ عَلَيْهَا وَكَيْفَ الدُّخُوْلُ
أَوْ طَلَّقَهَا قَبْلَ الدُّخُوْلِ وَالْمَسِيْسِ

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ أَنَا إِسْمٰعِيْلُ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ جُبَيْرٍ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ رَجُلٌ قَذَفَ امْرَأَتَهُ فَقَالَ فَرَّقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَخَوَيْ بَنِي الْعَجْلَانِ وَقَالَ اَللّٰهُ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ فَأَبَيَا فَقَالَ اَللّٰهُ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ فَأَبَيَا فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا قَالَ أَيُّوْبُ فَقَالَ لِيْ عَمْرُو ابْنُ دِيْنَارٍ فِي الْحَدِيْثِ شَيْءٌ لَا أُرَاكَ تُحَدِّثُهُ قَالَ قَالَ الرَّجُلُ مَالِيْ قَالَ لَا مَالَ لَكَ إِنْ كُنْتَ صَادِقًا فَقَدْ دَخَلْتَ بِهَا وَإِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَهُوَ أَبْعَدُ مِنْكَ

باب اس عورت کا مہر جس کو دخول کیا ہے اور دخول کیسے ہوتا ہے یا عورت کو مس کرنے اور دخول کرنے سے پہلے طلاق دی

شرح الباب : جب عورت کو پردہ میں کمرے یا کمرے کا دروازہ بند کرے تو پورا مہر واجب ہو جاتا ہے اور طلاق کی صورت میں عدت واجب ہے۔ امام احمد اور احناف کا یہی مسلک ہے۔ امام شافعی کے نزدیک جماع کرنے کے بغیر واجب نہیں۔ مسیس اور دخول دو لفظ ذکر کر کے دو مذہبوں کی طرف اشارہ کیا۔ ایک صرف خلوت پر اکتفا کرنے سے مہر واجب ہے۔ دوسرے مہر واجب ہونے کے لئے جماع ضروری ہے۔

ترجمہ : سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روائت ہے اُنہوں نے کہا میں نے ابن عمر سے کہا ایک آدمی نے اپنی بیوی کو تہمت لگائی ہے

marfat.com

بَابُ الْمُتْعَةِ لِلَّتِیْ لَمْ یُفْرَضْ لَهَا لِقَوْلِهٖ تَعَالٰی

لَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِیْضَةً وَّمَتِّعُوْهُنَّ عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ اِلٰی قَوْلِهٖ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ وقولِه وَلِلْمُطَلَّقَاتِ مَتَاعٌ م بِالْمَعْرُوْفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِیْنَ وَلَمْ یَذْكُرِ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الْمُلَاعَنَةِ مُتْعَةً حَتّٰی طَلَّقَهَا زَوْجُهَا

تو اُنہوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی عجلان کے بیوی خاوند میں تفریق کر دی اور فرمایا اللہ جانتا ہے کہ تم میں سے ایک جھوٹا ہے۔ کیا تم دونوں میں سے کوئی تائب ہوتا ہے؟ دونوں نے انکار کیا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ جانتا ہے کہ تم میں سے ایک جھوٹا ہے کیا تم دونوں میں سے کوئی تائب ہوتا ہے؟ انہوں نے انکار کیا پھر حضور نے دونوں کے درمیان تفریق کر دی۔ ایوب نے کہا مجھے عمرو بن دینار نے کہا اس حدیث میں ایک شئی ہے۔ میں تجھے نہیں دیکھتا کہ اس کو بیان کرو اُنہوں نے کہا اس آدمی نے کہا میرا مال؟ فرمایا تیرا مال نہیں اگر تو سچا ہے تو تو نے اس سے جماع کر لیا ہے (لہٰذا مہر کے مال کا وہ مالک بن گئی ہے) اور اگر تو جھوٹا ہے تو مال کی طلب تجھ سے بہت بعید ہے

۵۰۰۲ — شرح: بیوی کو زنا کی تہمت لگانے سے دونوں لعان کریں گے۔ اگر وہ لعان کر لیں تو قاضی دونوں میں تفریق کرے گا حنفیہ کا مذہب یہی ہے اور یہ حدیث اس کی تائید کرتی ہے۔ بخلاف امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے وہ کہتے ہیں نفس لعان سے تفریق ہو جاتی ہے۔ اگر ایک بار بھی بیوی سے جماع کر لیا یا خلوت صحیحہ ہو گئی ہو تو مدخول بہا مہر کی مالکہ ہو جاتی ہے۔ اس لئے حضور نے فرمایا اگر تو سچا ہے تو نے اس سے جماع کر لیا ہے لہٰذا مہر کا مال اب تیرا نہیں رہا۔ اگر جھوٹا ہے تو مہر کا مطالبہ کرنا فضول ہے۔

باب ۴ اس عورت کے لئے متعہ جس کے لئے مہر مقرر نہیں کیا گیا،،

یعنی جس عورت سے جماع نہ کیا گیا اور نہ اس کے لئے مہر ذکر کیا گیا ہو اس کے متعہ میں علماء کا اختلاف ہے،،

ابن عباس، ابن عمر رضی اللہ عنہم نے کہا یہ اس عورت کے لئے واجب ہے جس سے جماع نہ کیا گیا ہو اور نہ ہی اس

marfat.com

کے لئے مہر مقرر کیا گیا ہو۔ علماء کوفہ بھی یہی کہتے ہیں کیونکہ مہر اور متعہ دونوں جمع نہیں ہو سکتے ہیں۔
احناف کہتے ہیں اگر اس سے جماع کر کے طلاق دیدی تو اس کو متعہ دے گا لیکن اس پر اسے جبر نہیں کیا جائے گا۔ سفیان ثوری اور اوزاعی کا بھی یہی مذہب ہے۔ ابو عمر نے کہا امام شافعی رضی اللہ عنہ سے ایک روائت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے قول جیسی ہے۔ بعض علماء نے کہا ہر مطلقہ کیلئے متعہ ہے اس سے جماع کیا گیا ہو یا نہ۔ جبکہ تفریق شوہر کی جانب سے ہو۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا ہر مطلقہ کے لئے متعہ ہے۔ علماء کی ایک جماعت کہتی ہے کہ متعہ کوئی ضروری نہیں۔ ابن ابی لیلیٰ، مالک اور لیث بھی یہی کہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تم پر حرج نہیں اگر تم عورتوں کو طلاق دو جب تک تم نے ان سے جماع نہیں کیا یا ان کے لئے مہر مقرر نہیں کیا اللہ تمہارے عملوں کو دیکھتا ہے" تک۔

اس آیت کریمہ سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے مطلقاً ہر مطلقہ کے لئے وجوب متعہ پر استدلال کیا ہے۔ پوری آیت کریمہ یہ ہے: مَالَمْ تَمَسُّوْهُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً وَّمَتِّعُوْهُنَّ عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ "، یہ آیت کریمہ ایک انصاری مرد کے حق میں نازل ہوئی جس نے قبیلہ بنی حنیفہ کی ایک عورت سے نکاح کیا اور اس کا مہر مقرر نہ کیا اور اس سے جماع کرنے سے قبل اس کو طلاق دے دی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو متعہ دو اگرچہ ٹوپی ہو۔ احناف کہتے ہیں متعہ صرف ایسی عورت کے لئے ضروری ہے اور اس کے علاوہ دوسری مطلقات کیلئے متعہ مستحب ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! طلاق والی عورتوں کے لئے بھی مناسب طور پر متعہ (نان و نفقہ) ہے یہ پرہیزگاروں پر واجب ہے" اسی طرح اللہ اپنی آیات بیان کرتا ہے کہ کہیں تمہیں سمجھ ہو"

اس آیت کریمہ کے عموم سے بھی امام بخاری نے مطلقاً ہر مطلقہ کے لئے وجوب متعہ (نان و نفقہ) پر استدلال کیا ہے اور جو علماء اس کے قائل نہیں وہ کہتے ہیں یہ آیت کریمہ منسوخ ہے۔ اس کی ناسخ لَاجُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ الایۃ ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ یہ آیت مذکورہ آیت سے مقدم ہے۔ تو یہ متاخر کی ناسخ کیسے ہو سکتی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تلاوت میں مقدم ہے اور نزول میں متاخر ہے۔ ابو عمر نے کہا قرآن کریم میں مذکور متعہ میں علماء کا اتفاق ہے کہ اس کی قدر کی

marfat.com

۵۰۰۳ ـــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْمُتَلَاعِنَيْنِ حِسَابُكُمَا عَلَى اللّٰهِ اَحَدُكُمَا كَاذِبٌ لَا سَبِيْلَ لَكَ عَلَيْهَا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَالِيْ قَالَ لَا مَالَ لَكَ اِنْ كُنْتَ صَدَقْتَ عَلَيْهَا فَهُوَ بِمَا اسْتَحْلَلْتَ مِنْ فَرْجِهَا وَاِنْ كُنْتَ كَذَبْتَ عَلَيْهَا فَذَاكَ اَبْعَدُ وَاَبْعَدُ لَكَ مِنْهَا

حد مقرر نہیں اور نہ ہی اس کی انتہا معلوم ہے اس کی قدر میں کوئی نص بھی نہیں ہے۔ البتہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ متعہ اوڑھنی، قمیص اور دوپٹہ ہے اور یہ ہر آزاد عورت باندی اور کتابیہ عورت کے لئے ہے جبکہ طلاق کا سبب مرد کی طرف سے ہو۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے تیس درہم ذکر کئے ہیں۔ یاد رہے کہ یہ متعہ ان عورتوں کے لئے ہے جو طلاق والی ہوں اور طلاق دینے والے شوہر ادا کرتے ہیں کہیں اس کا اور معنی نہ سمجھ لینا جو اثنا عشریہ کہتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاعنہ عورت کے لئے متعہ ذکر نہیں فرمایا جس وقت اس کے شوہر نے اسے طلاق دے دی ،،

اس حدیث سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ ہے کہ جن احادیث میں لعان کا ذکر ہے ان میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ ذکر نہیں کیا۔ معلوم ہوا کہ ملاعنہ کے لئے متعہ نہیں ہے۔ علامہ کرمانی نے کہا امام بخاری کے کلام کا مفہوم یہ ہے کہ ہر طلاق والی عورت کے لئے متعہ ہے اور لعان کرنے والی عورت مطلقات میں داخل نہیں پھر کہا کہ لفظ ثُمَّ طَلَّقَهَا ،، میں یہ صراحت ہے کہ ملاعنہ مطلقہ ہے اور خود اس کا جواب دیا کہ یہ نفسِ لعان سے فراق ہوا ہے، کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب تیرے لئے اس کی طرف راہ نہیں ہے۔ اور طلاق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے نہ دی تھی بلکہ یہ زائد کلام تاکید کے لئے شوہر سے صادر ہوا تھا۔

۵۰۰۳ ـــ ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ النَّفَقَاتِ

بَابُ فَضْلِ النَّفَقَةِ عَلَى الْاَهْلِ

وَقَوْلِهٖ وَيَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ قُلِ الْعَفْوَ اِلٰى قَوْلِهٖ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَقَالَ الْحَسَنُ اَلْعَفْوُ الْفَضْلُ

۵۰۰۵ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِىْ اِيَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِىِّ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ يَزِيْدَ الْاَنْصَارِىَّ عَنْ اَبِىْ مَسْعُوْدِ الْاَنْصَارِىِّ فَقُلْتُ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَنْفَقَ الْمُسْلِمُ نَفَقَةً عَلٰى اَهْلِهٖ وَهُوَ يَحْتَسِبُهَا كَانَتْ لَهٗ صَدَقَةً

نے لعان کرنے والے مرد و زن سے فرمایا تمہارا حساب اللہ کے ذمہ ہے تم دونوں میں سے ایک ضرور کاذب ہے (مرد سے فرمایا) تیرے لئے عورت پر کوئی راہ نہیں (تم میں مفارقت ہوگئی) اس نے عرض کیا یا رسولَ اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میرے مال کا کیا بنے گا۔ حضور نے فرمایا اب وہ مال تیرا نہیں کیونکہ اگر تُو نے اس کے متعلق سچ کہا ہے تو مال اس کا بدل ہوگیا ہے جو تُو نے اس کی فرج سے استفادہ کیا ہے اور اگر تو نے جھوٹ کہا ہے تو یہ تیرے لئے اس کی نسبت بہت بعید ہے (جھوٹ بولتا ہے پھر مہر طلب کرتا ہے)

۵۰۰۳ — شرح : بہت بعید کا معنی یہ ہے کہ جس کے مقابلہ مہر تھا اور وہ جماع تھا وہ پورا کر لینے کے باوجود مہر طلب کرتا ہے۔ یہ تیرے لئے بعید ہے پھر اس کو تہمت لگا کر اسے ایذاء پہنچائی جو انتقام کی موجب ہے یہ بہت بعید ہے۔

marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کِتَابُ النَّفَقَات

اور اہل و عیال پر نان و نفقہ کی فضیلت کا بیان ہے

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ وہ کیا خرچ کریں آپ فرمادیں عفو (خرچ کرو) اللہ ایسے ہی تمہارے لئے آیتیں بیان کرتا ہے کہ تم دُنیا و آخرت میں غور و خوض کرو!

حسن بصری نے کہا "عفو" وہ ہے جو قدرِ حاجات سے زائد ہو۔ دراصل عفو جہد و مشقت کی نقیض ہے؛ چنانچہ نرم زمین کو عفو کہتے ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ وہ خرچ کرو جو تمہارے لئے آسان ہو اور اس میں جہد و مشقت نہ پہنچے، چنانچہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ افضل صدقہ وہ ہے جو ظہرِ غنی سے صدقہ کرے۔ یعنی جس سے مستغنی ہے وہ صدقہ کر

۵۰۰۴ — ترجمہ محمدی بن ثابت نے کہا میں نے عبداللہ بن یزید انصاری کو ابومسعود انصاری سے روائت کرتے ہوئے سُنا تو میں نے کہا یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت ہے؟ ابومسعود نے کہا ہاں میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کرتا ہُوں۔ کہ حضور نے فرمایا جب مسلمان اپنے اہل و اولاد پر خرچ کرے اس حال میں کہ اس کو ثواب شمار کرتا ہے تو وہ اس کے لئے صدقہ ہے۔

۵۰۰۴ — شرح : لُغت کی کتاب مُغرب میں ہے کہ مَرد کے اہل اس کی بیوی، بیٹا اور عیال ہے۔ جن پر وہ خرچ کرتا ہے اور وہ بھائی، بہن، چچا کا بیٹا اور جو کوئی اجنبی گھر میں رہتا ہو (گھریلو ملازم) زُہری نے کہا اہل وہ ہیں جو اس کے خاص ہوں بعض نے کہا اہل سے مراد بیوی ہے اس سے اقارب بطریقِ اولیٰ لاحق ہیں؛ کیونکہ جب عورت پر نفقہ کرے جو اس

marfat.com

۵۰۰۵ـــ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِى الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ اَنْفِقْ يَا ابْنَ اٰدَمَ اُنْفِقْ عَلَيْكَ

۵۰۰۶ـــ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ قَزَعَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ ثَوْرِ ابْنِ زَيْدٍ عَنْ اَبِى الْغَيْثِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّاعِىْ عَلَى الْاَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِيْنِ كَالْمُجَاهِدِ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوِ الْقَائِمِ اللَّيْلِ وَالصَّائِمِ النَّهَارِ

پر واجب ہے وہ موجبِ ثواب ہے تو جو اس کے بغیر ہے وہ بطریق اولیٰ موجبِ ثواب ہوگا۔ مہلب نے کہا اہل وعیال پر نفقہ واجب ہے اور چھوٹی اولاد کا نفقہ بھی واجب ہے جبکہ وہ صغیر ہوں بالغ اولاد جو غریب ہو اور کسب نہ کر سکتے ہوں۔ ان کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے اور جب تک لڑکی کا نکاح نہ کیا جائے اس کا نفقہ بھی بعض کے نزدیک واجب ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۵۰۰۵ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے ابن آدم تو لوگوں پر خرچ کر میں تجھ پر خرچ کروں گا۔

۵۰۰۶ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیواؤں اور مساکین کے لئے سعی کرنے والا اس شخص کی مانند ہے جو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا ہے یا اس کی مانند ہے جو ساری رات عبادت کرنے والا (اور) کو روزہ سے رہنے والا۔

۵۰۰۶ـــ شرح : یعنی بیوہ عورتوں اور مسکینوں کو نفع پہنچانے کے لئے کوشش کرتا ہے۔ لفظ "او" راوی کو شک ہے اور القائم اللیل والصائم النہار میں قائم اور صائم اسم فاعل لیل ونہار کی طرف مضاف ہیں۔ یہ اضافت لفظی ہے جو تخفیف کا مقتضی ہے اور یہ اضافت الحسن الوجہ کے قبیلہ سے ہے جبکہ حسن صفت مشبہ ہے۔

marfat.com

۵۰۰۷ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا سُفْيٰنُ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ سَعْدٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُنِيْ وَاَنَا مَرِيْضٌ بِمَكَّةَ فَقُلْتُ لِيْ مَالًا اُوْصِيْ بِمَالِيْ كُلِّهٖ قَالَ لَا قُلْتُ فَالشَّطْرُ قَالَ لَا قُلْتُ فَالثُّلُثُ قَالَ اَلثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيْرٌ اَنْ تَدَعَ وَرَثَتَكَ اَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِّنْ اَنْ تَدَعَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُوْنَ النَّاسَ فِيْ اَيْدِيْهِمْ وَمَهْمَا اَنْفَقْتَ فَهُوَ لَكَ صَدَقَةٌ حَتَّى اللُّقْمَةُ تَرْفَعُهَا فِيْ فِيْ امْرَاَتِكَ وَلَعَلَّ اللّٰهَ يَرْفَعُكَ يَنْتَفِعُ بِكَ النَّاسُ وَيُضَرُّ بِكَ اٰخَرُوْنَ

۵۰۰۷ — ترجمہ : عامر بن سعد رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میری بیمار پرسی کرتے جبکہ میں مکہ مکرمہ میں بیمار تھا۔ میں نے عرض کیا ۔ یا رسول اللہ! میرا مال ہے میں وہ سارا فقراء کے لئے وصیت کردوں؟ فرمایا سارے مال کی وصیت نہ کرو میں نے عرض کیا نصف مال کی وصیت کر دوں؟ فرمایا ایسا مت کرو میں نے عرض کیا ایک تہائی مال کی وصیت کر دوں؟ فرمایا تہائی مال وصیت کر دو اور تہائی مال بھی زیادہ ہے ۔ تیرا اپنے وارثوں کو غنی چھوڑنا اس سے بہتر ہے کہ ان کو فقراء چھوڑے کہ وہ لوگوں کے آگے اپنے ہاتھ پھیلاتے پھریں ۔ اور جو بھی تو اپنے اہل پر خرچ کرے گا وہ تیرے لئے صدقہ ہوگا حتی کہ لقمہ جسے تو اپنی بیوی کے منہ میں دے ۔ یقیناً اللہ تعالیٰ تمہیں شفا دے گا اور تمہارے باعث لوگ نفع حاصل کریں گے اور دوسرے تمہاری وجہ سے نقصان اٹھائیں گے۔"

۵۰۰۷ — شرح : الثلث اول اعزاء کے طور پہ منصوب ہے یا اَعْطِ، کا مفعول بہ ہے ای اَعْطِ الثُّلُثَ ،، اس میں رفع بھی جائز ہے یعنی الثُّلُث یکفیک ،، اور دوسرا والثُّلُثُ مبتداء مرفوع ہے اور اس کی خبر کثیرٌ ،، ہے ۔ اور اَنْ تَدَعَ بتاویل مصدر مبتداء ہے ۔ اور خیرٌ اس کی خبر ہے ۔ یعنی ترکک وَرَثَتَکَ اَغْنِیَاءَ خیرٌ مِنْ اَنْ تَدَعَهُمْ عَالَةً ،، تیرا اپنے وارثوں کو مال دار چھوڑ اس سے بہتر ہے کہ ان کو فقیر اور بھوکے ننگے چھوڑے جو لوگوں کے آگے مانگنے کے لئے ہاتھ

marfat.com

بَابُ وُجُوبِ النَّفَقَةِ عَلَى الْاَهْلِ وَالْعِيَالِ

۵۰۰۸ — حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ صَالِحٍ حَدَّثَنَا اَبُوْهُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ الصَّدَقَةِ مَا تَرَكَ غِنًى وَ الْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ تَقُوْلُ الْمَرْاَةُ اِمَّا اَنْ تُطْعِمَنِیْ وَاِمَّا اَنْ تُطَلِّقَنِیْ وَيَقُوْلُ الْعَبْدُ اَطْعِمْنِیْ وَاسْتَعْمِلْنِیْ وَيَقُوْلُ الْاِبْنُ اَطْعِمْنِیْ اِلٰى مَنْ تَدَعُنِیْ قَالُوْا يَا اَبَاهُرَيْرَةَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا هٰذَا مِنْ كِيْسِ اَبِیْ هُرَيْرَةَ

پھیلاتے پھریں۔ عائلہ عائل کی جمع بمعنی فقیر ہے قولہ فی فی امرءتک، یعنی عورت کے منہ میں لقمہ کر نا طاعت سے بہت دُور ہے جب اس سے اللہ کی رضاء مقصود ہو اور اس سے ثواب حاصل ہو تو اس کے علاوہ جس میں طاعت ہو بطریقِ اولیٰ ثواب حاصل ہوگا۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس حدیث میں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے کیونکہ اس کے بعد سعد بن ابی وقاص چالیس برس زندہ رہے حتی کہ عراق اور دیگر ممالک فتح کئے اور لوگوں نے آپ کے سبب دین و دُنیا میں منافع حاصل کئے اور کفار مصائب میں مبتلا ہوئے۔ مجمع البحار میں ہے کہ اللہ اور رسُول کے کلام میں لفظ "لَعَلّ" تحقیق کے لئے ہوتا ہے (حدیث : ۱۲۲۱، ج : ۲ کی شرح دیکھیں)

بابٌ — اہل وعیال پر وجوبِ نفقہ

یعنی عورتوں اور باقی گھر والوں پر خرچ کرنا یہاں اہل سے مراد بیوی ہے اور عیال اس پر معطوف عام کا خاص پر عطف ہے۔ مرد جن کو قوت دیتا ہے اور ان پر خرچ کرتا ہے وہ اس کے عیال ہیں۔ عِیَال دراصل عِوَال تھا کیونکہ اس کی تصریف عال یعول عیالۃ وعولۃ۔ واؤ متحرک کا ماقبل مکسور ہے۔ اس کو یاء سے

marfat.com

بدل کیا۔ جوہری نے کہا عیال کا واحد عیّل بتشدید الیاء ہے۔ اس کی جمع عیایل ہے جیسے جیّد کی جمع جیّاد اور جیاید ہے۔

۵۰۰۸ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : بہترین صدقہ وہ ہے جو صدقہ دینے والے کی غنا باقی رکھے۔ اُوپر والا ہاتھ نچلے ہاتھ سے بہتر ہے اور صدقہ کی اِبتدا اس سے کر جس پر تو خرچ کرتا ہے۔ عورت کہے یا تو مجھے کھانا دو یا طلاق دیدو اور غلام کہے مجھے طعام دے اور مجھ سے کام لے اور بیٹا کہے مجھے کھانا دے مجھے کس کے پاس چھوڑ رہا ہے۔ لوگوں نے کہا اے ابا ہریرہ یہ تم نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے؟ ابوہریرہ نے کہا نہیں یہ ابوہریرہ کی جیب سے نکلا ہے۔

۵۰۰۸ — قولہ افضل الصدقۃ ما ترک غنیً ،، یعنی بہترین صدقہ وہ ہے جو صدقہ کرنے والے کو مالدار چھوڑے یعنی اس کو فقیر نہ کر دے۔ اُوپر کا ہاتھ صدقہ کرنے والا ہے جبکہ نچلا ہاتھ صدقہ لینے والا ہے۔ یعنی اُوپر کا ہاتھ مُعطی اور نچلا ہاتھ سائل ہے اور صدقہ کی اِبتداء اُن لوگوں سے کرنی چاہیئے جن کا اس پر نفقہ لازم ہے اور انسان کا حال ایسا نہیں ہونا چاہیئے کہ عورت تنگ آکر کہے کہ مجھے کھانا دُو یا طلاق دو اسی طرح غلام کہے مجھ سے کام لیتے ہو تو کھانا بھی دو۔ اور لڑکا کہے مجھے کھانا دو تم مجھے کس کے حوالہ کر رہے ہو۔ خلاصہ یہ ہے کہ عیال کی تمام قسمیں طعام کا تقاضا کرتی ہیں اور ان کا حق بھی ہے لہٰذا جب صدقہ کرنے کا ارادہ ہو تو پہلے طعام صدقہ کرے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ کہنا ابوہریرہ کی کیس سے ہے۔ کِیَس بفتح الکاف بمعنی عقل اور بکسر الکاف بمعنی تھیلی یا جیب ہے۔

اِن الفاظ سے ابوہریرہ نے پوچھنے والوں کے تردُّد کا انکار کیا ہے۔ یعنی جو کچھ میں نے کہا ہے صرف رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کر رہا ہوں۔ اس نفی سے مراد اثبات ہے اور ابوہریرہ کے اثبات سے مراد نفی ہے۔ بعض نے کہا یہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بطور زجر و تہدید فرمایا ہے کہ میں نے یہ اپنے تھیلے سے نکال کر بیان کیا ہے۔

بعض نے کہا "وھذا" کے لفظ سے آخری کلام کی طرف اشارہ ہے جو ابوہریرہ نے اپنا قول درج کیا ہے اور وہ تقول المرءۃ الخ لہٰذا یہ اثبات ہے انکار نہیں یعنی یہ نہیں ہے مگر جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی ہے۔ اس نفی میں اثبات مراد ہے یعنی یہ مقدار ابوہریرہ کی عقل سے ہے یعنی یہ نفی و اثبات حقیقت پر مبنی ہے۔ تیمی نے کہا امام بخاری نے اس میں یہ اشارہ دیا ہے کہ اس حدیث کا کچھ حصّہ ابوہریرہ کا کلام ہے جو حدیث میں درج کیا گیا ہے۔ اس حدیث سے چند فوائد اخذ ہوتے ہیں۔

اوّل یہ کہ انسان کا اپنا حق غیر کے حق سے مقدّم ہے۔ دوم یہ کہ بالاتفاق بیوی اور اولاد کا نان نفقہ فرض ہے۔ سوم خادموں کا نفقہ بھی واجب ہے۔ چہارم اس قول اما ان تطعمنی واما تطلقنی ،، سے یہ

marfat.com

۵۰۱۰ — حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنِ خَالِدِ بْنِ مُسَافِرٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُ الصَّدَقَةِ مَا كَانَ عَنْ ظَهْرِ غِنًى وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ

یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ جو شخص اپنی بیوی کا نان نفقہ پورا نہ کر سکے۔ ان میں تفریق کر دینی چاہیئے اور عورت شوہر سے فراق کر سکتی ہے جمہور کا یہی قول ہے علماء کوفہ کہتے ہیں۔ عورت کو صبر کرنا لازم ہے اور مرد کے ذمہ نفقہ فرض ہے۔ عطاء بن ابی رباح، ابن شہاب زہری، ابن شبرمہ، ابو سلیمان اور عمر بن عبد العزیز بھی یہی کہتے ہیں۔

عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آیت مذکور سے یہ استدلال تام نہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا یہ آیت کریمہ اس آدمی کے حق میں نازل ہوئی کہ جو عورت کو طلاق دیدے جب عدت پوری ہونے کو ہو تو رجوع کرے تاکہ دوسرے تک نہ جا سکے پھر طلاق دے دیتا ہے اور وہ عدت میں بیٹھ جاتی ہے پھر جب عدت پوری ہونے کو ہوتی ہے تو رجوع کر لیتا ہے پھر اس کو عدت میں داخل کر دیتا ہے اس کو سخت وعید کے ساتھ منع کیا، جو اس طرح کرے وہ اپنی جان پر ظلم کرتا ہے لہٰذا اس سے استدلال باطل ہے

۵۰۰۹ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہترین صدقہ وہ ہے جو قوتِ غنی سے ہو۔

۵۰۰۹ — شرح : یعنی صدقہ کرنے کے بعد خود محتاج نہ ہو جائے۔ لفظ ظہر زائد ہے یعنی اہل و عیال کی حاجت ضروریہ سے زائد کا صدقہ کرے

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جنگ تبوک میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال کی فراہمی کے لئے فرمایا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر میں جو کچھ تھا لے کر دربار رسالت میں پیش کر دیا اور اپنے اہل و عیال کے لئے کچھ نہ چھوڑا۔ بایں ہمہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تحسین فرمائی اور اس عمل کو بنظرِ استحسان دیکھا تھا لیکن اس حدیث کے مقتضیٰ کے مطابق وہ صدقہ بہترین نہ تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث کا مفہوم عام لوگوں کے لئے ہے۔ اخص خواص کی نسبت اور ہے۔ نیز یوں بھی ہو سکتا ہے کہ اس حدیث کا معنی یہ ہو کہ بہترین صدقہ وہ ہے جو غنا ذاتی سے ہو اور کثرتِ مال غنی نہیں؛ چنانچہ کہا جاتا ہے "غنا بدل است نہ بکثرتِ مال"۔

marfat.com

بَابُ حَبْسِ الرَّجُلِ قُوْتَ سَنَةٍ عَلٰى اَهْلِهٖ وَكَيْفَ نَفَقَاتُ الْعِيَالِ "

۵۰۱۰ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ اَنَا وَكِيْعٌ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ قَالَ لِیْ مَعْمَرٌ قَالَ لِیْ الثَّوْرِیُّ هَلْ سَمِعْتَ فِی الرَّجُلِ یَجْمَعُ لِاَهْلِ قُوْتَ سَنَةٍ اَوْ بَعْضَ السَّنَةِ قَالَ مَعْمَرٌ فَلَمْ یَحْضُرْنِیْ ثُمَّ ذَكَرْتُ حَدِیْثًا حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابَ الزُّهْرِیُّ عَنْ مٰلِكِ بْنِ اَوْسٍ عَنْ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ یَبِیْعُ نَخْلَ بَنِی النَّضِیْرِ وَیَحْبِسُ لِاَهْلِهٖ قُوْتَ سَنَتِهِمْ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا دل غنی تھا۔ لہٰذا ان کا صدقہ بہترین صدقہ تھا۔

باب آدمی کا اپنے گھر والوں کے لئے ایک سال کا خرچہ جمع کرنا اور اہل وعیال کا خرچہ کیسے ہو

اس باب کے دو عنوان ہیں ایک اہل وعیال کے لئے سال بھر کا خرچہ جمع کرنا دُوسرے یہ بیان کرنا ہے کہ اہل وعیال کا خرچہ کیسا ہے؟ واجب ہے یا مستحب ہے۔

۵۰۱۰ — ترجمہ : سفیان بن عُیَیْنَہ نے کہا مجھے معمر بن راشد نے کہا کہ مجھے سفیان ثوری نے کہا کیا تم نے اس آدمی کے متعلق کچھ سُنا ہے جو اپنے اہل وعیال کے لئے سال یا بعض سال کا خرچہ جمع کرے۔ معمر نے کہا مجھے اس کا جواب سمجھ نہ آیا پھر مجھے حدیث یاد آگئی جو ہم سے ابن شہاب نے مالک بن اوس کے ذریعہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے بیان کی تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بنی نضیر کے کھجور کے باغ فروخت کرتے تھے۔ اس میں سے اپنے اہل وعیال کے سال بھر کا نفقہ روک لیتے تھے

marfat.com

۵۰۱۱ — حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ مَالِكُ بْنُ أَوْسِ ابْنِ الْحَدَثَانِ وَكَانَ مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ ذَكَرَ لِيْ ذِكْرًا مِّنْ حَدِيْثِهٖ فَانْطَلَقْتُ حَتّٰى دَخَلْتُ عَلٰى مَالِكِ بْنِ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ فَسَأَلْتُهٗ فَقَالَ مَالِكٌ انْطَلَقْتُ حَتّٰى أَدْخُلَ عَلٰى عُمَرَ إِذْ أَتَاهُ حَاجِبُهٗ يَرْفَأُ فَقَالَ هَلْ لَكَ فِيْ عُثْمَانَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَالزُّبَيْرِ وَسَعْدٍ يَسْتَأْذِنُوْنَ قَالَ نَعَمْ فَأَذِنَ لَهُمْ قَالَ فَدَخَلُوْا وَسَلَّمُوْا فَجَلَسُوْا ثُمَّ لَبِثَ يَرْفَأُ قَلِيْلًا فَقَالَ لِعُمَرَ هَلْ لَكَ فِيْ عَلِيٍّ وَّعَبَّاسٍ قَالَ نَعَمْ فَأَذِنَ لَهُمَا فَلَمَّا دَخَلَا سَلَّمَا وَجَلَسَا فَقَالَ عَبَّاسٌ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْضِ بَيْنِيْ وَبَيْنَ هٰذَا فَقَالَ الرَّهْطُ عُثْمَانُ وَ

۵۰۱۰ — شرح : زہری کی روایت کے یہ الفاظ ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بنی نضیر کے مال سے جو آپ حضور کا خصوصی فئی کا مال تھا اہل و عیال کے لئے سال بھر کا نفقہ رکھ کر باقی ملکی ضروریات کے لئے صرف کرتے تھے۔ اور اس سے گھوڑے اور جنگی سامان خرید فرماتے تھے۔ بنی نضیر خیبر کے یہودیوں کا ایک قبیلہ ہے جو عرب میں داخل تھے وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھائی ہارون علیہ السلام کی طرف منسوب ہیں۔ مہلب نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنے اہل و عیال کے لئے سال بھر کا خرچہ جمع کر لینا احتکار میں داخل نہیں ہے۔ اور اگر کوئی اپنی کھیتی یا کھجور کے باغات سے جمع کرے تو وہ احتکار نہیں ہے۔ اس میں فقہاء متفق ہیں۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اہل و عیال کے لئے سال بھر کا خرچہ جمع کر لینا توکل کے منافی نہیں۔

۵۰۱۱ — ترجمہ : ابن شہاب نے کہا مجھے مالک بن اوس بن حدثان نے خبر دی جبکہ محمد بن جبیر بن مطعم نے مجھ سے حدیث ذکر کی تو میں چلا حتی کہ مالک ابن اوس کے پاس پہنچا اور اس سے پوچھا تو مالک نے کہا میں چلا حتی کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس

marfat.com

اَصْحَابُہٗ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْضِ بَیْنَہُمَا وَاَرِحْ اَحَدَہُمَا مِنَ الْاٰخِرِ فَقَالَ
عُمَرُ اِتَّئِدُوْا وَاَنْشُدُکُمْ بِاللّٰہِ الَّذِیْ بِاِذْنِہٖ تَقُوْمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ
ھَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَکْنَا
صَدَقَۃٌ یُرِیْدُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَفْسَہٗ قَالَ الرَّھْطُ قَدْ قَالَ
ذٰلِکَ فَاَقْبَلَ عُمَرُ عَلٰی عَلِیٍّ وَعَبَّاسٍ قَالَ اَنْشُدُکُمَا بِاللّٰہِ ھَلْ تَعْلَمَانِ
اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ ذٰلِکَ قَالَا قَدْ قَالَ ذٰلِکَ
قَالَ عُمَرُ فَاِنِّیْ اُحَدِّثُکُمْ عَنْ ھٰذَا الْاَمْرِ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ خَصَّ رَسُوْلَہٗ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ ھٰذَا الْمَالِ بِشَیْءٍ لَمْ یُعْطِہٖ اَحَدًا غَیْرَہٗ

پہنچا اچانک اُن کے پاس ان کا چوکیدار یرفأ آیا اور کہا عثمان، عبدالرحمٰن، زُبیر اور سعد بن ابی وقاص اجازت طلب کرتے ہیں کیا آپ انہیں اندر آنے کی اجازت دیتے ہیں؟

عمر فاروق نے فرمایا ہاں انہیں اجازت ہے۔ پس وہ اندر آئے اور سلام کہا پھر بیٹھ گئے پھر یرفأ تھوڑا سا ٹھہرا اور عمر فاروق سے عرض کیا۔ کیا آپ علی اور عباس "رضی اللہ عنہما" کو اندر آنے کی اجازت دیتے ہیں؟ فرمایا ہاں اور ان کو اجازت دیدی جب وہ اندر آئے تو اُنھوں نے سلام کہا پھر بیٹھ گئے۔ اچانک حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا یا امیر المؤمنین میرے اور اس کے درمیان فیصلہ کریں حضرت عثمان اور اُن کے ساتھیوں نے کہا یا امیر المؤمنین ان کے درمیان فیصلہ کر دیں اور ایک کو دوسرے سے آرام پہنچائیں۔ عمر فاروق نے فرمایا ذرا سا صبر کرو جلدی نہ کرو۔ میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں جس کی قدرت سے آسمان اور زمین قائم ہے۔ کیا تم جانتے ہو کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا جو ہم چھوڑیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔ اس سے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذاتِ کریمہ مراد لیتے تھے۔ اس جماعت نے کہا یقیناً حضور نے فرمایا ہے۔ پھر عمر فاروق علی اور عباس کی طرف متوجہ ہُوئے اور کہا میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے؟ دونوں نے کہا یقیناً حضور نے یہ فرمایا ہے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تمہیں اس سے خبردار کرتا ہوں! اللہ تعالیٰ نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس مال میں مخصوص فرمایا اور آپ کے بغیر کسی کو یہ مال نہیں دیا، چنانچہ

marfat.com

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَمَآ اَفَآءَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مِنْھُمْ اِلٰی قَدِیْرٌ فَکَانَتْ ھٰذِہٖ
خَالِصَۃً لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاللّٰہِ مَا اخْتَارَھَا دُوْنَکُمْ وَلَا
اسْتَاْثَرَ بِھَا عَلَیْکُمْ لَقَدْ اَعْطَاکُمُوْھَا وَبَثَّھَا فِیْکُمْ حَتّٰی بَقِیَ مِنْھَا ھٰذَا
الْمَالُ فَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُنْفِقُ عَلٰی اَھْلِہٖ نَفَقَۃَ
سَنَتِھِمْ مِنْ ھٰذَا الْمَالِ ثُمَّ یَاْخُذُ مَا بَقِیَ فَیَجْعَلُہٗ مَجْعَلَ مَالِ اللّٰہِ فَعَمِلَ
بِذٰلِکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَیَاتَہٗ وَاَنْشُدُکُمْ بِاللّٰہِ ھَلْ
تَعْلَمُوْنَ ذٰلِکَ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ لِعَلِیٍّ وَعَبَّاسٍ اَنْشُدُکُمَا بِاللّٰہِ ھَلْ تَعْلَمَانِ
ذٰلِکَ قَالَا نَعَمْ ثُمَّ تَوَفَّی اللّٰہُ نَبِیَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ
اَنَا وَلِیُّ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَبَضَھَا اَبُوْبَکْرٍ فَعَمِلَ فِیْھَا بِمَا

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو اللہ نے اپنے رسول کو ان سے فئی کا مال دیا الخ پس یہ خالص مال جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تھے۔ بخدا! تمہیں چھوڑ کر وہ مال اپنے لئے جمع نہیں کیا اور نہ ہی تمہارے سوا اپنی ذات کریمہ کو مخصوص کیا ہے۔ وہ مال تم ہی کو دیئے ہیں اور تم میں صرف کر دیئے۔ حتی کہ اس سے یہ مال باقی رہ گیا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مال سے اپنے اہل و اولاد کے لئے سال کا نفقہ لیتے اور جو باقی بچ رہتا اس کو اللہ کی راہ میں خرچ کر دیتے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات طیبہ میں اس پر عمل کیا میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تم یہ جانتے ہو؟ انھوں نے کہا جی ہاں حضرت علی اور عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا میں اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تم یہ جانتے ہو؟ انھوں نے کہا جی ہاں! پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات دی تو ابوبکر صدیق نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ولی ہوں اور اس مال کو اپنے قبضہ میں کر لیا اور اس میں وہی عمل کرتے رہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں عمل کیا تھا اور تم دونوں اس وقت حضرت علی اور حضرت عباس کی طرف متوجہ ہو کر کہا گمان کرتے تھے کہ ابوبکر ایسا ایسا ہے اور اللہ جانتا ہے کہ ابوبکر اس میں صادق نیکو کار حق کے تابع تھے پھر اللہ تعالیٰ نے ابوبکر کو وفات دی تو میں نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق

marfat.com

عَمِلَ بِهٖ فِيهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنْتُمَا حِيْنَئِذٍ فَاَقْبَلَ عَلٰى
عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ تَزْعُمَانِ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ كَذَا وَكَذَا وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اَنَّهٗ فِيْهَا صَادِقٌ
بَارٌّ رَاشِدٌ تَابِعٌ لِلْحَقِّ ثُمَّ تَوَفَّى اللّٰهُ اَبَا بَكْرٍ فَقُلْتُ اَنَا وَلِيُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِيْ بَكْرٍ فَقَبَضْتُهَا سَنَتَيْنِ اَعْمَلُ فِيْهَا بِمَا عَمِلَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْ بَكْرٍ ثُمَّ جِئْتُمَانِيْ وَكَلِمَتُكُمَا وَاحِدَةٌ
وَاَمْرُكُمَا جَمِيْعٌ جِئْتَنِيْ تَسْاَلُنِيْ نَصِيْبَكَ مِنِ ابْنِ اَخِيْكَ وَاَتَّى هٰذَا
يَسْاَلُنِيْ نَصِيْبَ امْرَاَتِهٖ مِنْ اَبِيْهَا اِنْ شِئْتُمَا دَفَعْتُهٗ اِلَيْكُمَا عَلٰى اَنَّ
عَلَيْكُمَا عَهْدَ اللّٰهِ وَمِيْثَاقَهٗ لَتَعْمَلَانِّ فِيْهَا بِمَا عَمِلَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِمَا عَمِلَ بِهٖ فِيْهَا اَبُوْ بَكْرٍ وَبِمَا عَمِلْتُ بِهٖ فِيْهَا مُنْذُ
وُلِّيْتُهَا وَاِلَّا فَلَا تُكَلِّمَانِّيْ فِيْهَا فَقُلْتُمَا ادْفَعْهَا اِلَيْنَا بِذٰلِكَ فَدَفَعْتُهَا اِلَيْكُمَا
بِذٰلِكَ اَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ هَلْ دَفَعْتُهَا اِلَيْهِمَا بِذٰلِكَ قَالَ الرَّهْطُ نَعَمْ فَاَقْبَلَ
عَلٰى عَلِيٍّ وَّعَبَّاسٍ فَقَالَ اَنْشُدُكُمَا بِاللّٰهِ هَلْ دَفَعْتُهَا اِلَيْكُمَا بِذٰلِكَ قَالَا

کا ولی ہوں تو میں نے وہ مال دو سال اپنے قبضہ میں رکھے اُن میں وہی عمل کرتا رہا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق کرتے رہے پھر تم دونوں میرے پاس آئے اور تمہاری بات ایک ہی تھی اور تمہارا معاملہ ایک تھا (کوئی جھگڑا نہ تھا) تم میرے پاس آئے مجھ سے اپنے بھتیجے کے مال سے اپنا حصّہ مانگتے تھے اور یہ میرے پاس آئے مجھ سے اپنی بیوی کا حصّہ اپنے باپ کے مال سے طلب کرتے تھے۔ میں نے کہا اگر تم چاہتے ہو تو میں یہ مال اس شرط پر تمہارے حوالہ کرتا ہوں کہ تم پر اللہ کا عہد و میثاق ہے کہ اس میں وہی عمل کرو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمل کیا ہے اور جو ابوبکر صدیق نے ان میں عمل کیا ہے اور جو میں نے اس میں عمل کیا ہے جب سے اِن کا ولی بنایا گیا ہوں، ورنہ اس بارے میں میرے ساتھ گفتگو مت کرو پھر تم نے کہا اس شرط پر یہ مال ہمارے حوالہ کر دیں تو میں نے تمہارے حوالہ کر دیا میں تمہیں اللہ کی

marfat.com

نَعَمْ قَالَ اَفْتَلْتَمِسَانِ مِنِّیْ قَضَآءً غَیْرَ ذٰلِكَ فَوَالَّذِیْ بِاِذْنِهٖ تَقُوْمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ لَا اَقْضِیْ فِیْهَا قَضَآءً غَیْرَ ذٰلِكَ حَتّٰی تَقُوْمَ السَّاعَةُ فَاِنْ عَجَزْتُمَا عَنْهَا فَادْفَعَاهَا اِلَیَّ فَاَنَا اَكْفِیْكُمَاهَا

قسم دیتا ہوں کیا میں نے اس شرط پر تمہارے حوالہ کر دیا تھا ؟ موجودہ صحابہ کرام نے کہا جی ہاں ! پھر حضرت علی اور عباس رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا میں نے اس شرط پر تمہارے حوالہ کیا تھا ؟ دونوں نے کہا جی ہاں ! عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تم مجھ سے اس کے سوا کوئی فیصلہ چاہتے ہو اس ذات کی قسم جس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہے۔ میں اس کے سوا اس مال میں کوئی فیصلہ نہیں کروں گا۔ حتیٰ کہ قیامت قائم ہو جائے۔ اگر تم اس سے عاجز ہو تو یہ میرے حوالہ کر دو میں تم دونوں کی اس میں کفائت کروں گا۔

۵۰۱۱ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ یہ واقعہ مشکل نظر آتا ہے ؛ کیونکہ حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہما نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے یہ مال مذکور شرط پر لیا تھا۔ اور دونوں نے اعتراف کیا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو مال ہم چھوڑیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔ اس کے بعد انہیں کیا ضرورت محسوس ہوئی کہ پھر جھگڑا کرتے ہوئے عمر فاروق کے پاس آئے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ مال دونوں کے درمیان مشترک تھا اور شراکت کی وجہ سے اس میں آئے دن وہ جھگڑتے رہتے تھے۔ اس لئے انھوں نے اس بار آکر یہ مطالبہ کیا تھا کہ یہ مال ہم میں آدھا آدھا تقسیم کر دیں ؛ لیکن عمر فاروق رضی اللہ عنہ یہ کہہ کر تقسیم سے انکار کر دیا ہے کہ اگر یہ مال تقسیم کر دیا جائے تو زمانہ گزرنے پر ایسا وقت بھی آسکتا ہے کہ دونوں کی اولاد اس مال کی ملکیت کا دعویٰ کر دیں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد کہے کہ یہ آپ کو حضور سے آدھا ترکہ حصہ میں آیا ہے اور حضرت علی کی اولاد کہے یہ ہماری جدہ سیدہ فاطمہ کا حصہ ہے جو انہیں حضور سے ترکہ حصہ میں آیا تھا ؛ کیونکہ اگر کوئی شخص فوت ہو جائے اور ایک بیٹی اور ایک چچا چھوڑ جائے تو بیٹی کو ترکہ سے نصف ملے گا اور باقی نصف چچا بطور عصبہ لے گا۔ اس لئے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تقسیم سے انکار کیا تھا۔

(حدیث ۲۸۸۵ ج : ۴ کی شرح دیکھیں)

marfat.com

بَابٌ قَوْلُهٗ وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ
كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ اِلٰى قَوْلِهٖ بَصِيْرٌ وَقَالَ
وَحَمْلُهٗ وَفِصَالُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا وَقَالَ وَحَمْلُهٗ وَفِصَالُهٗ ثَلٰثُوْنَ
شَهْرًا وَقَالَ وَاِنْ تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهٗ اُخْرٰى لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ
مِّنْ سَعَتِهٖ اِلٰى يُسْرًا وَقَالَ يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ نَهَى اللّٰهُ اَنْ تُضَارَّ
وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا وَذٰلِكَ اَنْ تَقُوْلَ الْوَالِدَةُ لَسْتُ مُرْضِعَتَهٗ وَهِيَ
اَمْثَلُ لَهٗ غِذَاءً وَّاَشْفَقُ عَلَيْهِ وَاَرْفَقُ بِهٖ مِنْ غَيْرِهَا فَلَيْسَ لَهَا اَنْ
تَاْبٰى بَعْدَ اَنْ يُّعْطِيَهَا مِنْ نَفْسِهٖ مَا جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَيْسَ لِلْمَوْلُوْدِ لَهٗ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور مائیں اپنے بچّوں کو پُورے دو سال دودھ پلائیں ،، یہ اس کے لئے ہے جو دودھ پلانے کی مدّت پُوری کرنا چاہے بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ تک ،، اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور اس کا حمل اور دودھ چھڑانے کی مدّت تیس ماہ ہیں ،،

تشریح : یعنی مائیں اپنے شوہروں سے بچوں کو دو سال دودھ پلائیں جبکہ وہ یہ مدّت پُوری کرنا چاہیں ؛ کیونکہ مائیں زیادہ حق رکھتی ہیں لیکن جب بچّے کا والد زندہ اور مال دار ہو تو ماں پر دودھ پلانا واجب نہیں ۔ اور رضاعت کی اُجرت بالاتفاق باپ پر واجب ہے چنانچہ قرآن کریم میں ہے : فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ،، اگر مائیں دودھ پلائیں تو ان کو ان کی اجرت دو ، لیکن بالاجماع

marfat.com

اَنْ یُّضَآرَّ بِوَلَدِہٖ وَالِدَۃٌ بِوَلَدِھَا وَعَلَی الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِکَ فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْھُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْھِمَا وَاِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْٓا اَوْلَادَکُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْکُمْ اِذَا سَلَّمْتُمْ مَّآ اٰتَیْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ۝

یہ ثابت ہے کہ باپ پر رضاعت کی اُجرت اس وقت ہے جبکہ اُس نے بیوی کو طلاق دیدی ہو اور مطلقہ کی عدت پُوری ہو چکی ہو۔ البتہ جس عورت کا شوہر موجود ہو اور اُس نے طلاق نہ دی ہو تو اس تقدیر پر علماء کی مختلف رائے ہے۔ ابن ابی لیلیٰ نے کہا جب تک وہ اس کی بیوی ہے۔ اس کو دودھ پلانے پر مجبور کیا جائے گا۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے بھی یہی کہا ہے۔ سفیان ثوری، امام شافعی اور علماءِ کوفہ نے کہا عورت پر رضاعت واجب نہیں اور یہ بہرحال شوہر پر لازم ہے۔

قولہ حَمْلُہٗ وَفِصَالُہٗ اس آئت کریمہ میں یہ اشارہ ہے کہ جس مدت میں دودھ پلانا واجب ہے وہ کتنی مدت ہے اور اس آئت کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حمل کی مدت کم از کم چھ ماہ ہے، کیونکہ رضاعت کی مدت پُورے دو سال ہے تو تیس ماہ سے یہ مدت نکالنے کے بعد چھ مہینے باقی رہ جاتے ہیں۔ بعجہ بن عبداللہ جُہنی سے روائت ہے کہ ہم سے ایک آدمی نے کسی عورت سے نکاح کیا تو چھ ماہ بعد بچہ پیدا ہوگیا۔ وہ امیرالمؤمنین عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو اُنھوں نے عورت کو رجم کرنے کا حکم دیا یہ سُن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عثمان کے پاس آئے اور کہا اللہ تعالیٰ فرماتا حمل اور فصال کی مدت تیس (۳۰) ماہ ہے اور فرمایا اس کا فصال دو سال ہے اور جب رضاع کی مدت نکال دی جائے تو باقی چھ ماہ رہ جاتے ہیں یہ حمل کی مدت ہے لہٰذا جب چھ ماہ بعد بچہ پیدا ہو سکتا ہے تو اس حمل کو ناجائز دے کر عورت پر حد قائم کرنا درست نہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور اگر تمہیں تنگی ہو تو قریب ہے کہ بچہ کو کوئی اور عورت دودھ پلانے والی مل جائے گی ،،اور مالدار اپنی فراخی کے باعث اس کی اُجرت ادا کرے اور جس پر رزق تنگ ہو الخ (یعنی وہ غریب ہے)

تشریح : اس آئت کریمہ میں یہ اشارہ ہے کہ دُودھ پلانے کی اُجرت والد کے حال

marfat.com

فَإِنْ أَرَادَ فِصَالًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا بَعْدَ أَنْ يَكُونَ ذٰلِكَ عَنْ تَرَاضٍ مِنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَصَالُهُ فِطَامُهُ **بَابُ نَفَقَةِ الْمَرْأَةِ إِذَا غَابَ عَنْهَا زَوْجُهَا وَنَفَقَةِ الْوَلَدِ**

۵۰۱۲ ۔ حَدَّثَنَا ابْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا

کے اعتبار سے ہے۔ پس اگر وہ دودھ پلانے میں تنگی محسوس کریں اور شوہر عورت کو رضاعت کی اُجرت دینے سے انکار کرے اور ماں دودھ پلانے سے انکار کرے تو شوہر اس کو دودھ پلانے پر مجبور نہیں کر سکتا۔ کوئی اور عورت دودھ پلائے اور ایسی عورت پائی جا سکتی ہے جو ماں کے انکار پر بچہ کو دودھ پلائے اس میں ماں کو زجر و تہدید ہے اور جو شخص تنگدست ہو تو وہ اپنی وسعت کے مطابق دودھ پلانے کی اُجرت دے گا۔

وَقَالَ يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ یونس نے زُہری سے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ نے ماں کو اس کے بچے کے سبب ضرر دینے سے منع فرمایا یعنی جب ماں کہے میں بچہ کو دودھ نہیں پلاؤں گی، حالانکہ ماں بچے کے لئے غذا کے اعتبار سے بہتر ہے اور اس پر زیادہ متفق اور دُوسری عورتوں کی نسبت زیادہ مہربان ہے۔ تو اس کو دودھ پلانے سے انکار نہیں کرنا چاہیئے۔ جبکہ اس کا شوہر اس کا وہ حق ادا کرے جو اللہ تعالیٰ نے اس پر فرض کیا ہے۔ اور نہ باپ بچے کی وجہ سے اس کی والدہ کو ضرر دے اور اس کو ضرر پہنچانے کے لئے اس کو دودھ پلانے سے منع کرے اور اس کے غیر سے دودھ پلائے اور ان دونوں پر کوئی حرج نہیں کہ ماں باپ خوشی سے کسی اور عورت سے دودھ پلائیں اور اگر وہ اپنی مرضی اور مشورہ سے بچے سے دودھ چھڑانا چاہیں تو اُن پر کچھ حرج نہیں ہے۔

قولہ فصالہ فطامہ ،، لفظ فِصال بمعنی فطام ہے یعنی بچہ کو دودھ سے باز رکھنا ،،

باب بیوی کا خرچہ جبکہ اس کا شوہر غائب ہو جائے اور بچے کے خرچہ کا بیان

۵۰۱۲ ۔ ترجمہ : ابن شہاب نے کہا مجھے عروہ نے خبر دی کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ عُتبہ کی بیٹی آئی اور عرض کیا یا رسُول اللہ!

marfat.com

عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِي عُرْوَةُ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتْ هِنْدٌ بِنْتُ عُتْبَةَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ مَسِّيْكٌ فَهَلْ عَلَيَّ حَرَجٌ اَنْ اُطْعِمَ مِنَ الَّذِي لَهٗ عِيَالَنَا قَالَ لَا اِلَّا بِالْمَعْرُوْفِ

۵۰۱۳ — حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَنْفَقَتِ الْمَرْاَةُ مِنْ كَسْبِ زَوْجِهَا عَنْ غَيْرِ اَمْرِهٖ فَلَهَا نِصْفُ اَجْرِهٖ

صلی اللہ علیہ وسلم ! ابوسفیان بخیل آدمی ہے کیا مجھ پر کوئی حرج ہے کہ میں اس کے مال میں سے اپنے بچوں کو کھلاؤں ۔ حضور نے فرمایا کوئی حرج نہیں اس کے مال سے کھاؤ مگر معروف انداز سے کھاؤ "

۵۰۱۲ — یعنی اسراف کے بغیر خرچ کر سکتے ہو جو لوگوں میں متعارف ہے کہ وہ اس قدر اولاد پر خرچ کرتے ہیں ۔ معلوم ہوا کہ اولاد کا خرچہ ضروری ہے ۔

بنت عتبہ : اس کا نسب یہ ہے ہند بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف یہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کی والدہ ہے اپنے شوہر ابوسفیان کے اسلام قبول کرنے کے بعد فتح مکہ میں مشرف باسلام ہوئیں ۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پہلے نکاح پر ثابت رکھا ۔ تجدید نکاح نہ فرمائی ۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں فوت ہوئیں ۔ جس روز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد ابو قحافہ فوت ہوئے تھے ۔ ابوسفیان کا نام صخر بن حرب اُمیّہ بن عبد شمس ابن عبد مناف ہے ۔ وہ تینتیس ہجری کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں فوت ہوئے اور اُن کے بیٹے امیر معاویہ یا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھی اور بقیع میں انہیں دفن کیا گیا جبکہ ان کی عمر ۸۸ برس تھی ۔

۵۰۱۳ — ترجمہ : ہمام نے کہا میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے سنا کہ آپ نے فرمایا جب عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر اس کے مال سے اللہ کی راہ میں خرچ کرے تو اس کو آدھا ثواب ملتا ہے ۔

marfat.com

بَابُ عَمَلِ الْمَرْأَةِ فِيْ بَيْتِ زَوْجِهَا

۵۰۱۴ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِي الْحَكَمُ عَنِ ابْنِ اَبِيْ لَيْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ اَنَّ فَاطِمَةَ اَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَشْكُوْ اِلَيْهِ مَا تَلْقٰى فِيْ يَدِهَا مِنَ الرَّحٰى وَ بَلَغَهَا اَنَّهٗ قَدْ جَاءَهٗ رَقِيْقٌ فَلَمْ تُصَادِفْهُ فَذَكَرَتْ لِعَائِشَةَ فَلَمَّا جَاءَ اَخْبَرَتْهُ عَائِشَةُ قَالَ فَجَاءَنَا وَقَدْ اَخَذْنَا مَضَاجِعَنَا فَذَهَبْنَا نَقُوْمُ فَقَالَ عَلٰى مَكَانِكُمَا فَجَاءَ فَقَعَدَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمَا حَتّٰى وَجَدْتُ بَرْدَ قَدَمَيْهِ عَلٰى بَطْنِيْ فَقَالَ اَلَا اَدُلُّكُمَا عَلٰى خَيْرٍ مِّمَّا سَاَلْتُمَا اِذَا اَخَذْتُمَا مَضَاجِعَكُمَا اَوْ اَوَيْتُمْ اِلٰى فِرَاشِكُمَا فَسَبِّحَا ثَلَاثًا

۵۰۱۳ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ اگر کوئی عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر صدقہ کرے۔ جس کو شوہر بُرا نہ سمجھے، حالانکہ یہ صدقہ واجب بھی نہیں تو اسے ثواب ملتا ہے۔ تو جو واجب ہے وہ بطریق اولیٰ خرچ کر سکتی ہے۔ عورت کو نصف ثواب اس لئے ملتا ہے کہ جو طعام گھر میں ہے وہ دونوں کا خرچہ ہے۔
(حدیث ۱۹۳۸ ج : ۲ کی شرح دیکھیں)

باب — عورت کا اپنے شوہر کے گھر میں کام کاج کرنا

۵۰۱۴ — ترجمہ : ابن ابی لیلیٰ نے بیان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ سیدہ فاطمہ علیہا السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اس حال میں کہ آپ حضور سے شکایت

marfat.com

وَثَلَاثِيْنَ وَاحْمَدَا ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ وَكَبِّرَا اَرْبَعًا وَّثَلَاثِيْنَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمَا مِنْ خَادِمٍ

کرتی تھیں کہ چکی چلانے سے ان کے ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے ہیں اور انہیں خبر پہنچی ہے کہ حضور کے پاس غلام آئے ہیں۔ اُنھوں نے حضور کو نہ پایا اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ ذکر کیا جب حضور تشریف لائے تو ام المؤمنین نے آپ کو خبردار کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے ؛ حالانکہ ہم نے سونے کے لئے بستر لے رکھے تھے ہم نے کھڑے ہونے کا قصد کیا تو حضور نے فرمایا اپنی جگہ پر رہو۔ آپ تشریف لائے اور میرے اور سیدہ فاطمہ کے درمیان بیٹھ گئے حتی کہ میں نے آپ کے قدموں کی ٹھنڈک اپنے بطن پر پائی حضور نے فرمایا میں تمہیں اس سے بہتر چیز نہ بتاؤں جو تم نے طلب کیا ہے۔ جب اپنے بستر پر جاؤ تو ۳۳ بار سبحان اللہ کہو، ۳۳ بار الحمد للہ کہو اور ۳۴ بار اللہ اکبر کہو یہ تمہارے لئے خادم سے بہتر ہے۔

۵۰۱۴ — شرح : کیونکہ یہ آخرت جو ہمیشگی کا مقام ہے۔ میں بے انتہاء ثواب اور راحت کا موجب ہے اور خادم کا آرام اس فانی دُنیا میں اس سے کچھ نسبت نہیں رکھتا ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے طبری سے نقل کیا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جس عورت کو گھر کے کام کاج روٹی پکانا، چکی پیسنا وغیرہ کی طاقت ہو اور یہ متعارف ہو کہ وہ یہ کرتی ہے تو شوہر پر یہ لازم نہیں کیونکہ سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا نے اپنے والد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خادم طلب کیا تو حضور نے اُن کے شوہر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم نہیں دیا کہ انہیں خادم لاکر دیں یا کرایہ پر نوکر لے آئیں جو یہ سارا کام کاج کرے۔ اگر حضرت علی اس کی کفائت کر سکتے تو حضور انہیں ضرور حکم کرتے۔ اس تقریر سے حدیث کی باب سے مناسبت واضح ہوگئی کیونکہ عورت کے خادم میں ابہام ہے اور اس حدیث نے اس کی تفسیر کر دی ہے۔

ابن ماجشون نے امام مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ گھر کی خدمت عورت پر لازم ہے اگرچہ عورت معزز اور اعلیٰ خاندان سے ہو جبکہ اس کا شوہر غریب اور تنگ دست ہو۔ اسی لئے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ علیہا السلام پر خدمتِ باطنہ اور حضرت علی پر خدمتِ ظاہرہ لازم کی لیکن عورت کو گھر کی خدمت پر مجبور نہیں کر سکتے بلکہ اس پر اجماع ہے کہ بیوی کی جملہ ضروریات شوہر کے ذمہ ہیں۔ امام طحاوی نے اِس بات پر اجماع نقل کیا ہے کہ اگر عورت نے کام کاج کے لئے خادم رکھ لیا ہو تو شوہر اس کو گھر سے باہر نہیں نکال سکتا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بقدر ضرورت شوہر پر خادم کا نفقہ

marfat.com

بَابُ خَادِمِ الْمَرْأَةِ

۵۰۱۵ — حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِیْ یَزِیْدَ سَمِعَ مُجَاهِدًا قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ اَبِیْ لَیْلٰی یُحَدِّثُ عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ اَنَّ فَاطِمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَتَتِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَسْاَلُهٗ خَادِمًا فَقَالَ اَلَا اُخْبِرُكِ مَا هُوَ خَیْرٌ لَّكِ مِنْهُ تُسَبِّحِیْنَ اللّٰهَ عِنْدَ مَنَامِكِ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِیْنَ وَتَحْمَدِیْنَ اللّٰهَ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِیْنَ وَتُكَبِّرِیْنَ اللّٰهَ اَرْبَعًا وَّثَلٰثِیْنَ ثُمَّ قَالَ سُفْیٰنُ اِحْدٰهُنَّ اَرْبَعٌ وَّثَلٰثُوْنَ فَمَا تَرَكْتُهَا بَعْدُ قِیْلَ وَلَا لَیْلَةَ صِفِّیْنَ قَالَ وَلَا لَیْلَةَ صِفِّیْنَ

لازم ہے۔ علماء کوفہ اور امام شافعی رضی اللہ عنہم نے کہا اگر عورت ان عورتوں میں سے ہو جو خادم رکھا کرتی ہیں تو شوہر پر عورت اور خادم دونوں کا نفقہ لازم ہے۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس میں شک نہیں کہ تسبیح و تحمید وغیرہ کا عظیم ثواب ہے، لیکن یہ خادم سے خدمت لینے سے کیسے بہتر ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ممکن ہے تسبیح کرنے والے کے لئے ایسی قوت پیدا کر دے کہ وہ خادم کی قدرت سے زیادہ پر قادر ہو جائے یا خادم کی نسبت اس کے لئے بنفسہٖ سرانجام دینے میں زیادہ آسان ہو جائیں

باب عورت کا خادم

۵۰۱۵ — ترجمہ : حضرت علی کرّم اللہ وجہہٗ سے روایت ہے کہ سیّدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اس حال میں کہ آپ سے خادم طلب کرتی تھیں۔ حضور نے فرمایا کیا میں تمہارے لئے اس سے بہتر کی تمہیں خبر نہ دوں؟ سونے کے وقت ۳۳ بار سبحان اللہ کہو ۳۳ بار الحمد للہ کہو اور ۳۴ بار اللہ اکبر کہو پھر سفیان نے کہا (راوی الحدیث) ان میں سے ایک ۳۴ بار۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے اس ارشاد کے بعد کبھی ان کو نہیں چھوڑا۔ اُن سے کہا گیا جنگِ صفین کی رات

marfat.com

بَابُ خِدْمَةِ الرَّجُلِ فِيْ أَهْلِهٖ

۵۰۱۶ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ ابْنِ عُتَيْبَةَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ فِي الْبَيْتِ قَالَتْ كَانَ فِيْ مِهْنَةِ اَهْلِهٖ فَاِذَا سَمِعَ الْاَذَانَ خَرَجَ

بَابُ اِذَا لَمْ يُنْفِقِ الرَّجُلُ فَلِلْمَرْاَةِ اَنْ تَاْخُذَ بِغَيْرِ عِلْمِهٖ مَا يَكْفِيْهَا وَوَلَدَهَا بِالْمَعْرُوْفِ

۵۰۱۷ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ

بھی نہیں چھوڑا کہا صِفّین کی رات بھی نہیں چھوڑا۔

شرح : یعنی کسی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا صِفّین کی رات بھی آپ

۵۰۱۵ — نے یہ کلمات نہیں چھوڑے اُنھوں نے جواب دیا اگرچہ صِفّین بڑا سخت معرکہ تھا، لیکن میں نے اس وقت تسبیحات ترک نہیں کیں۔ صِفّین،، عراق اور شام کے درمیان مقام ہے جس میں حضرت علی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان سخت مقابلہ ہُوا تھا (اس جنگ کی پُوری تفصیل تنویر الازہار ترجمہ نور الابصار میں دیکھیں)

باب — مرد کا اپنے اہل وعیال کی بنفسِ خدمت کرنا،،

۵۰۱۶ — ترجمہ : اسود بن یزید نے کہا میں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال عرض کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں کیا کرتے تھے؟ ام المؤمنین نے فرمایا اپنے اہل وعیال کی خدمت کرتے تھے۔ جب آذان سُنتے تو باہر تشریف لے جاتے (مہنت بمعنی خدمت ہے) (حدیث ۶۴۷ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

marfat.com

عَنْ هِشَامٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ هِنْدًا بِنْتَ عُتْبَةَ قَالَتْ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَبَاسُفْیٰنَ رَجُلٌ شَحِیْحٌ وَلَیْسَ یُعْطِیْنِیْ مَا یَکْفِیْنِیْ وَوَلَدِیْ اِلَّا مَا اَخَذْتُ مِنْهُ وَهُوَ لَا یَعْلَمُ فَقَالَ خُذِیْ مَا یَکْفِیْکِ وَوَلَدَکِ بِالْمَعْرُوْفِ

باب جب آدمی خرچہ نہ دے تو عورت کے لئے جائز ہے کہ اس کے علم کے بغیر اتنا لے لے جو اس کو اور اس کی اولاد کو کافی ہو ،،

۵۰۱۷ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ہند بنت عتبہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! ابوسفیان بخیل مرد ہے وہ مجھے اتنا نہیں دیتا جو مجھے اور میری اولاد کے لئے کافی ہو۔ مگر جو چیزیں لے لوں، حالانکہ وہ نہیں جانتا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس کے مال سے بقدرِ متعارف جو تمہیں اور تمہارے بچوں کے لئے کافی ہو، لے لیا کرو!

۵۰۱۷ — شرح : اس حدیث سے بعض نے استدلال کیا کہ آدمی پر اس کی اولاد کا نفقہ واجب ہے اگرچہ وہ بالغ ہوں لیکن یہ استدلال صحیح نہیں ؛ کیونکہ یہ خاص واقعہ ہے۔ یہ افعال میں عام نہیں ہو سکتا ہے ہندہ کے بچوں میں کمسن ہوں اور بالغ وہ ہوں جو کسب کی قدرت نہ رکھتے ہوں۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کسی شخص میں کوئی نقص ہو تو جس کا اس پر حق ہے وہ بطور انصاف نقص بیان کر سکتا ہے تاکہ اس کا حق پورا ہو سکے یہ غیبت نہیں ہے ؛ کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہندہ کی شکایت پر اس کے شوہر پر فیصلہ دیا ؛ حالانکہ وہ غائب تھا اگر یہ غیبت ہوتی تو حضور کبھی اس کی سماعت نہ فرماتے۔ اس حدیث سے شافعیہ نے احناف پر حجت قائم کی کہ قضاء علی الغیب جائز ہے جبکہ احناف اس کو جائز نہیں سمجھتے ہیں لیکن یہ حجت صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ یہ مکہ مکرمہ کا واقعہ ہے اور ابوسفیان وہاں موجود تھے۔ حکم عورت

marfat.com

بَابُ حِفْظِ الْمَرْأَةِ زَوْجَهَا فِيْ ذَاتِ يَدِهٖ وَالنَّفَقَةِ عَلَيْهِ

۵۰۱۸ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاؤُسٍ عَنْ اَبِيْهِ وَاَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُ نِسَاءٍ رَكِبْنَ الْاِبِلَ نِسَاءُ قُرَيْشٍ وَقَالَ الْاٰخَرُ صَالِحُ نِسَاءِ قُرَيْشٍ اَحْنَاهُ عَلٰى وَلَدٍ فِيْ صِغَرِهٖ وَاَرْعَاهُ عَلٰى زَوْجٍ فِيْ ذَاتِ يَدِهٖ وَيُذْكَرُ عَنْ مُعَاوِيَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کے لئے شوہر پہ جو نفقہ مقرر کرے اس کی مقدار میں اختلاف ہے۔ امام مالک اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یسر اور عسر آسانی اور تنگی کی حالت میں جو کبھی بقدر کفائت حاکم مقرر کر دے درست ہے۔ اس کی معین مقدار نہیں ہے اور عورت کے حال کا اعتبار ہے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا۔ حاکم کے اجتہاد سے اس کی مقدار معین ہے۔ اور مرد کے مال کا اعتبار ہے عورت کے مال کا اعتبار نہیں۔ اگر شوہر مالدار ہے تو ہر روز دو مد اگر متوسط ہے تو ڈیڑھ مد اور اگر تنگدست ہے تو ایک مد نفقہ ہے۔ حاکم کی بیٹی کے لئے بھی وہی واجب ہے جو سپاہی کی بیٹی کے لئے واجب ہے۔

باب عورت کا اپنے شوہر کے مال کی حفاظت کرنا اور نفقہ کا بیان

۵۰۱۸ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہترین عورتیں جو اونٹوں پہ سوار ہوتی ہیں قریش کی عورتیں ہیں۔ دوسرے شخص نے کہا صالح نساءِ قریش ،، قریش کی نیک عورتیں وہ بچے کے بچپن میں اس پہ بہت مہربان ہوتی ہیں اور شوہر کے مال کی نگہداشت ہوتی ہیں یا میر معاویہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے ذکر کیا جاتا ہے۔

marfat.com

بَابُ كِسْوَةِ الْمَرْأَةِ بِالْمَعْرُوفِ

۵۰۱۹ — حَدَّثَنَا حَجَّاجُ ابْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَيْسَرَةَ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ ابْنَ وَهْبٍ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ اُتِیَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُلَّةٌ سِيَرَاءُ فَلَبِسْتُهَا فَرَاَيْتُ الْغَضَبَ فِیْ وَجْهِهٖ فَشَقَقْتُهَا بَيْنَ نِسَائِیْ

۵۰۱۸ — شرح : یعنی حضرت امیر معاویہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث مروی ہے۔ امیر معاویہ کی حدیث امام احمد او رطبرانی نے زید بن ابی عتاب کے ذریعہ امیر معاویہ سے روائت کی اور ابن طاؤس کی مانند ذکر کی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سودہ رضی اللہ عنہا کو منگنی کا پیغام بھیجا جبکہ اُن کا شوہر فوت ہوگیا تھا سودہ کے پہلے شوہر سے پانچ چھ بچے تھے اس لئے عرض کیا حضور مجھے آپ سے زیادہ مکرم کوئی نہیں میرے بچے ہیں جو آپ کے ارد گرد گھومتے چلاتے پھریں گے۔ حضور نے فرمایا اللہ تجھ پہ رحم کرے اونٹوں پر سواری ہونے والی بہترین عورتیں قریش کی نیک عورتیں الخ اور پوری حدیث ذکر کی (حدیث ۲۹۰۴، ج :۳ کا شرح دیکھیں)

باب — عورت کے لئے متعارف لباس

۵۰۱۹ — ترجمہ : حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے زرد دھاری دار حلہ دیا۔ میں نے اسے پہنا تو آپ کے چہرۂ انور پہ غضب دیکھا تو میں نے اس کو پھاڑ کر عورتوں میں تقسیم کر دیا اس حال میں کہ وہ ان کی اوڑھنیاں تھیں۔

۵۰۱۹ — شرح : چادر اور تہ بند دو کپڑوں کو حُلّہ کہتے ہیں۔ اُتِیَ کا الف ممدودہ ہے اس کے معنیٰ ہیں اُعْطِیَ "دیا"، چونکہ یہ "ابداء" کے معنیٰ کو متضمن ہے اس لئے اس کو اِلَیَّ سے متعدی کیا ہے۔ نسفی کی روائت میں لفظ "بَعَثَ" ہے جبکہ قابسی میں اُتِیَ مقصور یعنی جاء ہے اور لفظ "اِلَیَّ" حرف جارہ ضمیر متکلم کے بغیر ہے۔ اس کا فاعل حُلّہ ہے دراصل کلام اس طرح تھا "فَاَعْطَيْتُهَا سِيَرَاءَ" بکسر السین و بفتح الیاء اور راء ممدودہ بمعنی چادر

marfat.com

بَابُ عَوْنِ الْمَرْأَةِ زَوْجَهَا فِي وَلَدِهٖ

۵۰۲۰ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ هَلَكَ اَبِيْ وَتَرَكَ سَبْعَ بَنَاتٍ اَوْ تِسْعَ بَنَاتٍ فَتَزَوَّجْتُ امْرَأَةً ثَيِّبًا فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجْتَ يَا جَابِرُ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ بِكْرًا اَوْ ثَيِّبًا قُلْتُ بَلْ ثَيِّبًا قَالَ فَهَلَّا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ وَتُضَاحِكُهَا وَتُضَاحِكُكَ قَالَ فَقُلْتُ لَهٗ اِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ هَلَكَ وَتَرَكَ بَنَاتٍ وَاِنِّيْ كَرِهْتُ اَنْ اَجِيْئَهُنَّ بِمِثْلِهِنَّ فَتَزَوَّجْتُ امْرَأَةً تَقُوْمُ عَلَيْهِنَّ وَتُصْلِحُهُنَّ فَقَالَ بَارَكَ اللّٰهُ اَوْ قَالَ خَيْرًا

ہے جن میں زرد دھاریاں ہوتی ہیں۔ بعض نے کہا اس کے کنارے ریشمی تھے بعض نے کہا وہ ریشمی چادر تھی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے اس کو پہنا تو سرکار کے چہرۂ انور پر غضب کے آثار پائے کیونکہ اس کا پہننا مشروع نہ تھا یا وہ ریشمی تھی تو میں نے اس کو پھاڑ کر دوپٹے بنا دیئے اور فاطمہ اور دیگر اقربا میں تقسیم کر دیئے۔ ایک روائت کے مطابق فَشَقَقْتُهَا خُمُرًا بَيْنَ الْفَوَاطِمِ ،، کہے کہ میں نے اس کو فاطمہ زہراء، فاطمہ بنت اسد والدہ علی المرتضیٰ میں تقسیم کر دیا۔ ابن بطال نے کہا علما کا اس پر اجماع ہے۔ شوہر پر بیوی کا نان نفقہ اور پوشاک بقدر کفائت واجب ہے۔ اس میں یُسر اور عسر ملحوظ ہے

باب بچّوں کے معاملہ میں عورت کا اپنے شوہر کی مدد کرنا ،،

۵۰۲۰ — ترجمہ : جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہا میرا والد فوت ہو گیا اور

marfat.com

بَابُ نَفَقَةِ الْمُعْسِرِ عَلٰى أَهْلِهٖ

۵۰۲۱ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ ابْنُ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَقَالَ هَلَكْتُ قَالَ وَلِمَ قَالَ وَقَعْتُ عَلٰى اَهْلِيْ فِيْ رَمَضَانَ قَالَ فَاَعْتِقْ رَقَبَةً قَالَ لَيْسَ عِنْدِيْ قَالَ فَصُمْ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ لَا اَسْتَطِيعُ

سات بیٹیاں چھوڑیں۔ میں نے ثیبہ عورت سے نکاح کر لیا تو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے جابر! کیا تم نے شادی کر لی ہے میں نے عرض کیا جی ہاں! فرمایا کنواری سے شادی کی ہے یا ثیبہ سے کی ہے؟ میں نے عرض کیا ثیبہ سے کی ہے۔ فرمایا کنواری لڑکی سے شادی کیوں نہیں کی تو اس سے کھیلتا اور وہ تجھ سے کھیلتی تو اس کو ہنساتا اور وہ تجھے ہنساتی۔ جابر نے کہا میں نے آپ سے عرض کیا عبد اللہ (والد) فوت ہو گیا اور انھوں نے چند بیٹیاں چھوڑی ہیں۔ میں نے یہ پسند نہ کیا کہ ان کے پاس ان جیسی لے آؤں اس لئے میں نے ایسی عورت سے نکاح کیا ہے جو ان کی نگہداشت کرے اور ان کی اصلاح کرتی رہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تیرے لئے برکت کرے یا خیر فرمایا۔

۵۰۲۰ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ بہنیں لڑکیوں کے حکم میں ہوتی ہیں یا باپ کی لڑکیاں اس کی لڑکیوں کے حکم میں ہیں خصوصاً جب وہ کمسن ہوں۔ ابن بطال نے کہا اولاد کے معاملہ میں شوہر کی مدد کرنا بیوی پہ واجب نہیں یہ صرف اخلاقی امر اور نیک عورتوں کی عادت ہے۔

باب تنگدست کا اپنے اہل وعیال پر خرچ کرنا

۵۰۲۱ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک آدمی آیا اور عرض کیا میں ہلاک ہو گیا فرمایا کیوں عرض کیا۔ میں نے رمضان مبارک میں اپنی بیوی سے جماع کر لیا ہے فرمایا غلام آزاد کر۔ عرض کیا میرے پاس کوئی غلام نہیں۔ فرمایا دو ماہ متواتر روزے

marfat.com

قَالَ فَاَطْعِمْ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا قَالَ لَا اَجِدُ فَاُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَقٍ فِيْهِ تَمْرٌ قَالَ اَيْنَ السَّائِلُ قَالَ هَا اَنَا ذَا قَالَ تَصَدَّقْ بِهٰذَا قَالَ عَلٰى اَحْوَجَ مِنَّا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَوَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا اَهْلُ بَيْتٍ اَحْوَجُ مِنَّا فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَدَتْ اَنْيَابُهٗ قَالَ فَاَنْتُمْ اِذَنْ

بَابٌ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ وَهَلْ عَلَى الْمَرْاَةِ مِنْهُ شَيْءٌ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَا اَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوْلَاهُ اَلْاٰيَةَ

رکھ عرض کیا مجھے طاقت نہیں ہے۔ فرمایا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا۔ عرض کیا میرے پاس کھانا نہیں۔ (اس اثناء میں) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھجوروں کا ٹوکرا لایا گیا۔ حضور نے فرمایا سائل کہاں ہے اُس نے کہا جی ہاں حاضر ہوں۔ فرمایا یہ کھجوروں کا ٹوکرا صدقہ کر دو عرض کیا یارسُول اللہ! جو ہم سے زیادہ محتاج ہیں۔ اُن پر صدقہ کروں؟ اس ذات قدوس کی قسم جس نے آپ کو حق سے مبعوث فرمایا ہے۔ مدینہ منورہ کے دو کناروں کے درمیان کوئی گھر والا ہم سے زیادہ محتاج نہیں ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے یہاں تک کہ آپ کے دانت شریف ظاہر ہو گئے اور فرمایا اس وقت تم ہی کھالو!

شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تندرست کا صدقہ اس کے اہل و عیال کے لئے جائز فرمایا

۵۰۲۱ — کفارہ میں یہ صدقہ اسی شخص کے ساتھ مختص تھا۔ اور کفارہ کو دُوسرے وقت پر موقوف کیا۔ دراصل یہ اس شخص کی خصوصیت تھی۔ (حدیث ۱۸۱۳ ج : ۳ کی شرح دیکھیں)

باب عَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ

marfat.com

۵۰۲۱ ـــ حَدَّثَنَا مُوسَىٰ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَلْ لِي مِنْ أَجْرٍ فِي بَنِي أَبِي سَلَمَةَ أَنْ أُنْفِقَ عَلَيْهِمْ وَلَسْتُ بِتَارِكَتِهِمْ هٰكَذَا وَهٰكَذَا إِنَّمَا هُمْ بَنِيَّ قَالَ نَعَمْ لَكِ أَجْرُ مَا أَنْفَقْتِ عَلَيْهِمْ

اس آئت کریمہ سے امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ جس شیر خوار بچہ کا والد فوت ہو جائے اس کو دودھ پلانے والی عورت کی اُجرت باپ کے وارث پر ہے اور ھَلْ عَلَى الْمُرْضِعَةِ شَيْءٌ ،، میں ھَلْ استفہام انکاری ہے۔ یعنی کیا فوت شدہ مرد کی عورت پر اس اُجرت سے کوئی شئ ہے؟ یعنی عورت پر مولود کی رضاعت کا حق نہیں ہے اور اس آئت کریمہ : ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَجُلَيْنِ أَحَدُهُمَا أَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلَىٰ شَيْءٍ وَهُوَ كَلٌّ عَلَىٰ مَوْلَاهُ أَيْنَمَا يُوَجِّهْهُ لَا يَأْتِ بِخَيْرٍ هَلْ يَسْتَوِي هُوَ وَمَنْ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَهُوَ عَلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ،، سے استدلال کیا کہ شیر خوار بچے کی ماں پر دودھ پلانے کی اُجرت واجب نہیں اور عورت کو ابکم ،، کے قائم مقام کیا یعنی ابکم کلام نہیں کر سکتا۔ اس کی ماں وراثت میں اس طرح ہے اور اس کو اس شخص کے لئے بوجھ قرار دیا جو اس کی عیال داری کرتا ہے۔ آئت کے معنی یہ ہیں کہ باپ کے نہ ہونے کی صورت میں شیر خوار بچے کو دودھ پلانے کی اُجرت اس کی مثل ہے جو باپ کی زندگی میں تھی کہ باپ کے ذمہ نفقہ، کپڑے اور دودھ پلانے کی اُجرت تھی جبکہ بچے کا مال نہ ہو۔ اگر اس کا مال ہو تو اس کے مال سے اُجرت ادا کی جائے گی۔ وارث میں علماء اختلاف کرتے ہیں۔ ابن ابی لیلی کے نزدیک جو بھی وارث ہو اور احناف کے نزدیک جو ذی محرم ہو۔ جمہور نے کہا کسی وارث پر عزم نہیں اور نہ ہی اس پر موروث کے بیٹے کا نفقہ واجب ہے۔ زید بن ثابت نے کہا اگر اس کی ماں اور چچا ہو تو ان کی وراثت کے حصہ کے مطابق دونوں پر بچے کو دودھ پلانے کی اُجرت واجب ہے۔

امام بخاری نے ھل علی المرءۃ ،، سے زید بن ثابت کا رد کیا ہے کہ ماں پر کچھ بھی واجب نہیں۔ وہ تو عبد مملوک کی طرح بے بس ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۵۰۲۱ ـــ ترجمہ : ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ابو سلمہ کے بیٹوں پر خرچ کرنے کا مجھے ثواب ملے گا؟ میں اُن کو محتاج نہیں چھوڑ سکتی۔ وہ میرے ہی تو بیٹے ہیں فرمایا ہاں تمہیں اجر ملے گا۔ جو ان پر خرچ کرے گی۔

marfat.com

۵۰۲۲ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ هِنْدٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَّ اَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيْحٌ فَهَلْ عَلَيَّ حَرَجٌ اَنْ اٰخُذَ مِنْ مَالِهٖ مَا يَكْفِيْنِيْ وَبَنِيَّ قَالَ خُذِيْ بِالْمَعْرُوْفِ

بَابُ قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَكَ كَلًّا اَوْ ضِيَاعًا فَاِلَيَّ

۵۰۲۳ — حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُؤْتٰى بِالرَّجُلِ الْمُتَوَفّٰى عَلَيْهِ الدَّيْنُ

۵۰۲۱ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ بچے کی والدہ اس کے باپ پر بوجھ ہوتی ہے۔ اس لئے اس پہ اپنے بیٹوں کا خرچہ واجب نہیں اسی لئے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو ان کے بیٹوں پر خرچ کرنے کا حکم نہیں فرمایا بلکہ آپ نے صرف یہ فرمایا جو تو اُن پہ خرچ کرے تجھے ثواب ملے گا۔

۵۰۲۲ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہند نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! ابوسفیان بخیل آدمی ہے کیا مجھ پہ گناہ ہے کہ میں اس کے مال سے اتنا لے لوں جو مجھے اور میرے بیٹوں کو کافی ہو۔ فرمایا بقدر کفائت لے سکتی ہو۔

۵۰۲۲ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ حضور نے ابوسفیان کی بیوی ہند سے فرمایا جو لوگوں میں متعارف ہے اس قدر اس کے مال سے لے سکتی ہو۔ اور اس کے اپنے مال سے خرچ کرنے کا حکم نہیں فرمایا۔

marfat.com

فَيَسْأَلُ هَلْ تَرَكَ لِدَيْنِهٖ فَضْلًا فَإِنْ حُدِّثَ أَنَّهٗ تَرَكَ لِدَيْنِهٖ وَفَاءً صَلّٰى وَإِلَّا قَالَ لِلْمُسْلِمِيْنَ صَلُّوْا عَلٰى صَاحِبِكُمْ فَلَمَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْفُتُوْحَ قَالَ أَنَا أَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ فَمَنْ تُوُفِّيَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَتَرَكَ دَيْنًا فَعَلَيَّ قَضَاؤُهٗ وَمَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهٖ

بَابُ الْمَرَاضِعِ مِنَ الْمَوَالِيَاتِ وَغَيْرِهِنَّ

باب سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد! جو کوئی قرض یا بچّے چھوڑے وہ میرے ذمّہ ہیں

۵۰۲۳ــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس فوت شدہ آدمی لایا جاتا جس پر قرض ہوتا تو آپ دریافت فرماتے کیا اُس نے اپنے قرضہ کے لئے مال چھوڑا ہے۔ اگر آپ کو یہ خبر دی جاتی کہ اُس نے اپنے قرض کی ادائیگی کے لئے مال چھوڑا ہے تو اس پر نمازِ جنازہ پڑھتے، ورنہ مسلمانوں سے فرماتے تم اپنے ساتھی کی نماز جنازہ پڑھو۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو فتوحات دیں تو فرمایا میں مومنوں کی جانوں سے ان کے زیادہ قریب ہوں۔ جو کوئی مومن فوت ہو جائے اور قرض چھوڑ جائے تو اس کا ادا کرنا میرے ذمّہ ہے اور جو کوئی مال چھوڑے وہ اس کے وارثوں کے لئے ہے۔

۵۰۲۳ــ شرح : سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم نے زجر و تہدید کے لئے مقروض کی نماز جنازہ نہ پڑھتے تھے اور اس کو ناپسند کرتے ہُوئے کہ اس کے قرض کی وجہ سے آپ کی دعاء موقوف رہے گی۔ اس میں قرض کی ادائیگی میں تاخیر کرنے پر تحذیر ہے۔

باب دودھ پلانے والی لونڈیاں وغیرہ

موالیات بفتح المیم مولاۃ بمعنی باندی کی جمع ہے۔ ابتداء میں عرب لونڈیوں سے بچّوں کو دُودھ پلانا

marfat.com

۵۰۲۴ — حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ اَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ اَبِيْ سَلَمَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ اُمَّ حَبِيْبَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنْكِحْ اُخْتِيْ بِنْتَ اَبِيْ سُفْيٰنَ قَالَ وَتُحِبِّيْنَ ذٰلِكِ قَالَتْ نَعَمْ لَسْتُ لَكَ بِمُخْلِيَةٍ وَاَحَبُّ مَنْ شَارَكَنِيْ فِي الْخَيْرِ اُخْتِيْ قَالَ فَاِنَّ ذٰلِكِ لَا يَحِلُّ لِيْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَوَاللّٰهِ اِنَّا نَتَحَدَّثُ اَنَّكَ تُرِيْدُ اَنْ تَنْكِحَ دُرَّةَ بِنْتَ اُمِّ سَلَمَةَ فَقَالَ بِنْتَ اُمِّ سَلَمَةَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَوَاللّٰهِ لَوْ لَمْ تَكُنْ رَبِيْبَتِيْ فِيْ حَجْرِيْ مَا حَلَّتْ لِيْ اِنَّهَا لَابْنَةُ اَخِيْ مِنَ الرَّضَاعَةِ اَرْضَعَتْنِيْ وَاَبَا سَلَمَةَ ثُوَيْبَةُ فَلَا تَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا اَخَوَاتِكُنَّ وَقَالَ شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ عُرْوَةُ ثُوَيْبَةُ اَعْتَقَهَا اَبُوْ لَهَبٍ

پسند نہ کرتے تھے جبکہ وہ عرب عورتوں سے دودھ پلانا پسند کرتے تھے۔ تاکہ بچے پر خوشگوار اثرات مرتب ہوں۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عربوں پر واضح کیا کہ حضور نے غیر عربی عورت کا دودھ پیا ہے۔ اور لونڈیوں کا دودھ پلانا معیوب نہیں ہے۔

۵۰۲۴ — ترجمہ : عروہ نے بیان کیا کہ زینب بنت ابی سلمہ نے انہیں بتایا کہ ام المومنین اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میری بہن ابوسفیان کی بیٹی سے نکاح کر لیں فرمایا کہ تم یہ پسند کرتی ہوں؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! میں آپ کو خالی رکھنے والی نہیں (یعنی میں آپ کے لئے تنہا نہیں رہنا چاہتی ہوں) کہ اس خیر میں میری بہن کی شرکت مجھے زیادہ محبوب ہے۔ فرمایا وہ تو میرے لئے حلال نہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ کی قسم ہم آپس میں باتیں کر رہے ہیں کہ آپ ابوسلمہ کی بیٹی دُرّہ سے نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ فرمایا: ام سلمہ کی بیٹی؟ میں نے عرض کیا

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

کِتَابُ الْاَطْعِمَةِ

بَابُ قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی کُلُوْا مِنْ طَیِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاکُمْ وَقَوْلِہٖ کُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا کَسَبْتُمْ وَقَوْلِہٖ کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا

جی ہاں! فرمایا اللہ کی قسم! اگر وہ میری ربیبہ نہ ہوتی (میری پرورش میں) جب بھی میرے لئے حلال نہیں۔ وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے مجھے اور ابوسلمہ کو ثُوَیبہ نے دُودھ پلایا ہے مجھ پر اپنی لڑکیاں اور بہنیں پیش نہ کرو۔ شعیب نے زُہری سے بیان کیا کہ عروہ نے کہا ثویبہ کو ابولہب نے آزاد کیا تھا "

ابولہب سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا چچا تھا اور ثویبہ اس کی لونڈی تھی۔ جب حضور پیدا ہوئے تو اُس نے ابولہب کو آپ کی ولادت کی خوشخبری دی تو اُس نے حضور کی پیدائش کی خوشی میں ثُوَیبہ کو آزاد کر دیا تھا۔ اُس نے حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اور ابوسلمہ کو دودھ پلایا تھا۔ اس سے حدیث کی عنوان سے مطابقت واضح ہو جاتی ہے کہ ثویبہ لونڈی تھی اور اُس نے سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو دودھ پلایا تھا۔ معلوم ہُوا کہ لونڈی کا دودھ پینا مکروہ نہیں (حدیث ۸ ع کی شرح دیکھیں)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کِتَابُ الْاَطْعِمَةِ

marfat.com

۵۰۲۵ ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا سُفْيٰنُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ [illegible] عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى الْاَشْعَرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَطْعِمُوا الْجَائِعَ وَعُوْدُوا الْمَرِيْضَ وَفُكُّوا الْعَانِيَ قَالَ سُفْيٰنُ وَالْعَانِيُ الْاَسِيْرُ

اِس کتاب میں طعام کے اقسام اور اُن کے حکم کا بیان ہے۔ اَطْعِمَۃ ،، طعام کی جمع ہے۔ طعام وہ ہے جو کھایا جائے۔ کبھی طعام صرف گندم کو کہتے ہیں طُعْم بفتح الطاء بمعنی شئ کی شیرینی وغیرہ چکھنا ہے اور اگر طاء مضموم ہو تو اس کے معنی ہیں ،، کھانا ،، امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے عنوان کے تحت تین آیات ذکر کیں۔

پہلی آئت کُلُوْا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ ،، پوری آئت کریمہ کا ترجمہ یہ ہے :
اے ایمان والو جو ہم نے تم کو پاک رزق دیا ہے اس سے کھاؤ اور اللہ کا شکر کرو اگر تم اس کی عبادت کرتے ہو ،،

مفسّرین نے کہا اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں کو پاک رزق کھانے کا حکم دیا ہے جو اللہ نے ان کو دیا ہے اور وہ اس پر اللہ کا شکر ادا کریں، کیونکہ اکل حلال دعاء اور عبادت کی قبولیت کا سبب ہے جیسے اکلِ حرام کے باعث دعاء اور عبادت قبول نہیں ہوتی۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جس شخص کی غذا اور کھانا پینا حرام ہو اس کی دُعاء کیسے قبول ہوگی ؟

دُوسری آئت یہ ہے : اے ایمان والو! جو تم نے پاک کمائی کی ہے۔ اس سے خرچ کرو ! ،،

تیسری آئت کریمہ یہ ہے : اے رسُولوں کی جماعت حلال کھانا کھاؤ اور نیک عمل کرو۔ طیّبات سے مراد حلال ہے۔

۵۰۲۵ ــــ ترجمہ : ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا بھوکے کو کھانا کھلاؤ، بیمار کی عیادت کرو قیدی کو رہائی دلاؤ۔ سفیان نے کہا ،، عانی ،، کے معنی اسیر (قیدی) ہیں

(حدیث ۲۸۳۹ ج : ۴ کی شرح دیکھیں)

marfat.com

۵۰۲۶ ـــ حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ عِيسٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ مَا شَبِعَ اٰلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ طَعَامٍ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ حَتّٰى قُبِضَ

۵۰۲۷ ـــ حَدَّثَنَا وَعَنْ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ اَصَابَنِیْ جَهْدٌ شَدِيْدٌ فَلَقِيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَاسْتَقْرَأْتُهُ اٰيَةً مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَدَخَلَ دَارَهٗ وَفَتَحَهَا عَلَیَّ فَمَشَيْتُ غَيْرَ بَعِيْدٍ فَخَرَرْتُ لِوَجْهِیْ مِنَ الْجَهْدِ فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ عَلٰى رَاْسِیْ فَقَالَ يَا اَبَا هِرٍّ فَقُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ فَاَخَذَ بِيَدِیْ فَاَقَامَنِیْ وَعَرَفَ الَّذِیْ بِیْ فَانْطَلَقَ بِیْ اِلٰى رَحْلِهٖ فَاَمَرَ لِیْ بِعُسٍّ مِنْ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ مِنْهُ ثُمَّ قَالَ عُدْ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ فَعُدْتُ فَشَرِبْتُ ثُمَّ قَالَ عُدْ فَعُدْتُ فَشَرِبْتُ حَتّٰى اسْتَوَى

۵۰۲۶ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل وعیال نے تین دن متواتر کھانا سیر ہو کر نہیں کھایا۔ حتی کہ آپ کی روح پاک قبض ہو گئی۔

۵۰۲۶ ـــ شرح : اتنے روز کھانا نہ کھانا اس لئے نہ تھا کہ طعام کی کمی تھی بلکہ اس لئے تھا کہ عربوں کا اس پر اجماع ہے۔ جیسا کہ فضیل ابن عیاض نے ذکر کیا ہے کہ سیر ہو کر طعام کھانا مذموم ہے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ جو کم کھائے اس کا پیٹ درست رہتا ہے اور دل صاف ہوتا ہے۔ جو زیادہ کھائے اس کا پیٹ بیمار رہتا ہے اور دل سخت ہو جاتا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ زیادہ کھانے پینے سے دلوں کو نہ مارو، کیونکہ دل کھیتی کی طرح پھل ہے۔ جب اس پر پانی کا غلبہ ہو تو خراب ہو جاتی ہے۔ اتنا کھانا کھائے

marfat.com

بَطْنِیْ فَصَارَ کَالْقِدْحِ قَالَ فَلَقِیْتُ عُمَرَ وَذَکَرْتُ لَهٗ الَّذِیْ کَانَ مِنْ اَمْرِیْ وَقُلْتُ لَهٗ نَوَلَّی اللّٰهُ ذٰلِکَ مَنْ کَانَ اَحَقَّ بِهٖ مِنْکَ یَا عُمَرُ وَاللّٰهِ لَقَدِ اسْتَقْرَأْتُکَ الْاٰیَةَ وَلَاَنَا اَقْرَأُ لَهَا مِنْکَ قَالَ عُمَرُ وَاللّٰهِ لَاَنْ اَکُوْنَ اَدْخَلْتُکَ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ یَّکُوْنَ لِیْ مِثْلُ حُمْرِ النَّعَمِ

کہ چل پھر سکے۔

۵۰۲۷ — ترجمہ : ابو حازم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ اُنھوں نے کہا مجھے سخت بھوک لگی تو میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملا اور اُن سے قرآن کریم کی آیت پڑھنا چاہی۔ وہ اپنے مکان میں داخل ہو گئے اور مجھے آیت بتا دی میں تھوڑا سا چلا پھر بھوک کی وجہ سے منہ کے بل گر پڑا" کیا دیکھتا ہوں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے سر پر کھڑے ہیں۔ فرمایا اے ابا ہریرہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! لبیک وسعدیک " حضور نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے کھڑا کر دیا اور میرا حال پہچانا اور مجھے اپنے گھر لے گئے اور میرے لئے دودھ کے پیالے کا حکم فرمایا۔ میں نے اس پیالہ سے پیا پھر حضور نے فرمایا ابا ہریرہ پھر پیو میں نے دوبارہ پینا شروع کیا۔ حضور نے پھر فرمایا اور پیئو میں نے خوب پیا حتی کہ میرا پیٹ بے پر تیر کی طرح سیدھا ہو گیا۔ ابو ہریرہ نے کہا میں عمر فاروق سے ملا اور اُن سے اپنا حال ذکر کیا۔ میں نے اُن سے کہا اللہ تعالیٰ نے میرے حال کا اس ذات ستودہ صفات کو والی بنایا جو اس میں تم سے زیادہ حق دار ہیں۔ اے عمر! بخدا میں نے تم سے آیت کریمہ کی قرأت طلب کی تھی، حالانکہ میں تم سے زیادہ اسے جانتا تھا۔ عمر فاروق نے کہا بخدا! میرا تجھے اپنے گھر میں لے جانا مجھے اس سے زیادہ محبوب تھا کہ میرے لئے سرخ اونٹوں کی مانند ہوں۔

۵۰۲۷ — شرح : جُہد بضم الجیم بمعنی طاقت اور بفتح الجیم بمعنی سخت مشقت ہے۔ برعکس بھی استعمال ہوتا ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا آیت کریمہ پوچھنے کا مقصد صرف یہ تھا کہ میں بھوکا ہوں وہ مجھے کچھ کھانے کو دیں لیکن عمر فاروق رضی اللہ عنہ ابو ہریرہ کا یہ حال معلوم نہ کر سکے اور آیت پڑھ کر آگے تشریف لے گئے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس آیت کریمہ : اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ الآیۃ کا ابتدائی حصہ پڑھا تھا اور باقی کا استقرا اس لئے کیا کہ وہ مجھے فقیر سمجھ کر کھلائیں جبکہ وہ بھوک سے نڈھال ہو رہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے

marfat.com

بَابُ التسمیۃ علی الطعام والاکل بالیمین

۵۰۲۸ — حَدَّثَنَا علی بن عبد اللہ قال حَدَّثَنَا سُفیٰن قال الولید ابن کثیر اخبرنی انہ سمع وھب بن کَیسَان یقول اِنہ سَمِع عمر بن ابی سلمۃ یقولُ کُنتُ غُلَامًا فِی حِجرِ رسُولِ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ و کانت

نے جو صدورِ رجال پر آگاہ ہیں۔ ابوہریرہ کو اُٹھایا اور ساتھ لے گئے اور اُنہیں دُودھ سے سیر کیا۔ عُسّ بمعنی پیالہ ہے۔ جب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے عمر فاروق سے کہا اللہ تعالیٰ نے میری بھوک دفع کرنے کے لئے اس ذات ستودہ صفات کو منتخب فرمایا جو تم سے زیادہ لائق تھے۔ اس لئے اُنھوں نے کہا اے ابا ہریرہ تمہاری دعوت کرنا مجھے زیادہ عزیز تھا، لیکن میں تمہارے کلام کا مفہوم سمجھ گیا تھا۔

باب کھانے پر بِسمِ اللہ پڑھنا اور دائیں ہاتھ سے کھانا

کھانا شروع کرنے کے وقت بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ پڑھنا مسنون ہے۔ ابوداؤد اور ترمذی نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوع روائت ذکر کی کہ جب تم میں سے کوئی شئی کھائے تو بسم اللہ پڑھ لے اگر ابتداء میں فراموش ہو جائے تو یوں کہے: بِسمِ اللہِ اَوَّلَہٗ وَآخِرَہٗ،، کھانے کے وقت بِسمِ اللہ پڑھنا مستحب ہے۔ بعض ظاہریہ صیغۂ امر کا لحاظ کرتے ہوئے بسم اللہ پڑھنا واجب قرار دیتے ہیں۔ امام نووی نے کہا کہ ابتداء طعام میں بسم اللہ پڑھنا مستحب ہے اس پر علماء کا اتفاق اور اجماع ہے اور بسم اللہ بلند آواز سے پڑھنا مستحب ہے کیونکہ اگر دوسرے سہواً بھول گئے ہوں تو سُن کر وہ بھی پڑھ لیں۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اگر ایک شخص بسم اللہ پڑھ لے تو دوسرے کھانے والوں کا تسمیہ بھی پایا جائے گا۔

دائیں ہاتھ سے کھانا

امام غزالی اور نووی نے کہا دائیں ہاتھ سے کھانا مستحب ہے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے اُم میں ذکر کیا کہ دائیں ہاتھ سے کھانا واجب ہے کیونکہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم دیا ہے اور بائیں ہاتھ سے

marfat.com

يَدِيْ تَطِيْشُ فِي الصَّحْفَةِ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا غُلَامُ سَمِّ اللّٰهَ وَكُلْ بِيَمِيْنِكَ وَكُلْ مِمَّا يَلِيْكَ فَمَا زَالَتْ تِلْكَ طُعْمَتِيْ بَعْدُ

سے کھانے پر وعید فرمائی ہے ؛ چنانچہ صحیح مسلم میں ہے کہ سیّدعالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک شخص کو بائیں ہاتھ سے کھاتے دیکھا تو فرمایا دائیں ہاتھ سے کھاؤ اُس نے کہا میں دائیں سے نہیں کھا سکتا ۔ یہ اُس نے بطور تکبر کہا تھا ۔ حضور نے اس پر بددعا فرمائی کہ تجھے طاقت نہ ہو اس کے بعد اس کا ہاتھ منہ تک نہ پہنچا ۔

نیز ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوع روائت ہے کہ بائیں ہاتھ سے شیطان کھاتا ہے نیز مسلم نے روائت کی کہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا بائیں ہاتھ سے نہ کھاؤ ؛ کیونکہ بائیں ہاتھ سے شیطان کھاتا ہے ۔

طیبی نے کہا اس حدیث کا معنیٰ یہ ہے شیطان آدمیوں سے اپنے دوستوں کو کہتا ہے کہ وہ بائیں ہاتھوں سے کھائیں ۔ اس کا یہ کہنا اللہ کے نیک بندوں کی ضد کے لئے ہے ۔ علّامہ عینی نے کہا اس میں علماء کے تین اقوال ہیں ۔ بعض نے کہا شیطانوں کی ایک قسم ہے جو کھاتے پیتے ہیں اور بعض نہیں کھاتے ۔ تیسرا قول یہ ہے کہ جنّوں کی تمام اقسام کھاتی پیتی نہیں لیکن یہ قول معتبر نہیں کیونکہ حدیث شریف میں جنّوں کا کھانا پینا ثابت ہے ۔

حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے صحیح اسناد سے ذکر کیا کہ خالص جنّات ہوا کی طرح ہیں ان کی ایک قسم ہے جو کھاتے پیتے اور نکاح کرتے ہیں ۔ علامہ بیضاوی نے ذکر کیا کہ فرشتوں کی ایک قسم ہے جن کو جنّ کہا جاتا ہے ۔ وہ کھاتے پیتے اور نکاح کرتے ہیں ان کی اولاد بھی ہوتی ہے ۔

ابوداؤد نے حدیث ذکر کی کہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا دایاں ہاتھ کھانے پینے کے لئے کیا جائے اور دوسرے کاموں کے لئے بایاں ہاتھ ہے ۔ ایک روائت میں ہے بایاں ہاتھ استنجا کے لئے ہے ۔ اگر بائیں ہاتھ کی استعانت کی ضرورت پڑے تو اس کو بالتبع استعمال کیا جائے ۔ قرطبی نے ذکر کیا کہ کھانے والا اپنے آگے سے کھائے اس پر سب احادیث متفق ہیں اس کا خلاف سخت مکروہ ہے جبکہ طعام واحد ہو ۔

۵۰۲۸ — ترجمہ : عمر بن ابی سلمہ نے کہا میں کمسن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی تربیت میں تھا ۔ میرا ہاتھ پیالے کی ساری طرفوں پڑتا تھا ۔ تو مجھے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اے بچے ! بسم اللہ پڑھو اور دائیں سے اپنے آگے سے

marfat.com

بَابُ الْاَكْلِ مِمَّا يَلِيْهِ

وَقَالَ اَنَسٌ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ وَلْيَاْكُلْ كُلُّ رَجُلٍ مِمَّا يَلِيْهِ

۵۰۲۹ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَرَ وَ حَلْحَلَةَ الدِّيْلِيِّ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ عُمَرَ بْنِ اَبِيْ سَلَمَةَ وَهُوَ ابْنُ اُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَكَلْتُ يَوْمًا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَكَلْتُ يَوْمًا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا فَجَعَلْتُ اٰكُلُ مِنْ نَوَاحِي الصَّحْفَةِ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلْ مِمَّا يَلِيْكَ

کھاؤ اس کے بعد میرا کھانا ہمیشہ اسی طرح رہا۔

۵۰۲۸ — شرح : یعنی اس حدیث میں کھانے کی تین چیزوں کی طرف اشارہ ہے اوّل یہ کہ کھانا اپنے آگے سے کھائے۔ دوم ابتداء میں بسم اللہ پڑھے سوئم دائیں ہاتھ سے کھائے۔

باب اپنے آگے سے کھانا

حضرت انس رضی اللہ عنہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بسم اللہ پڑھو اور ہر آدمی اپنے آگے سے کھائے "

۵۰۲۹ — ترجمہ : عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور وہ ام المؤمنین

marfat.com

۵۰۳۰ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ اَبِيْ نُعَيْمٍ قَالَ اُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِطَعَامٍ وَمَعَهٗ رَبِيْبُهٗ عُمَرُ بْنُ اَبِيْ سَلَمَةَ فَقَالَ سَمِّ وَكُلْ مِمَّا يَلِيْكَ

بَابُ مَنْ تَتَبَّعَ حَوَالَيِ الْقَصْعَةِ مَعَ صَاحِبِهٖ اِذَا لَمْ يَعْرِفْ مِنْهُ كَرَاهِيَةً

۵۰۳۱ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ اِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ اِنَّ خَيَّاطًا دَعَا

ام سلمہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے ہیں۔ اُنھوں نے کہا ایک دن میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا کھایا میں پیالہ کے چاروں کونوں سے کھانا شروع کیا تو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے آگے سے کھاؤ!

ترجمہ : — ۵۰۳۰ وہب بن کیسان ابی نعیم نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور طعام پیش کیا گیا اور آپ کے ساتھ آپ کا ربیب عمر بن ابوسلمہ تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا بسم اللہ پڑھو اور اپنے آگے سے کھاؤ!

باب جو کوئی اپنے ساتھی کے ساتھ پیالہ کے سارے کونوں سے تلاش کرے جبکہ اس سے کراہت نہ جانے

حوالی بمعنی جوانب ہے اور قَصْعَہ کا قاف مفتوح ہے۔ اس پر کسرہ جائز نہیں۔ وہ دس آدمیوں کو سیر کرتا ہے جبکہ صحفہ وہ پیالہ ہے جو پانچ آدمیوں کو سیر کرتا ہے۔ تتبع ڈھونڈھنا تلاش کرنا۔

marfat.com

رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِطَعَامٍ صَنَعَہٗ قَالَ اَنَسٌ فَذَھَبْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَرَاَیْتُہٗ یَتَتَبَّعُ الدُّبَّاءَ مِنْ حَوَالَیِ الْقَصْعَۃِ قَالَ فَلَمْ اَزَلْ اُحِبُّ الدُّبَّاءَ مِنْ یَوْمَئِذٍ

بَابُ التَّیَمُّنِ فِی الْاَکْلِ وَغَیْرِہٖ

وَقَالَ عُمَرُ بْنُ اَبِیْ سَلَمَۃَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُلْ بِیَمِیْنِکَ

۵۰۳۲ ـ حَدَّثَنَا عُبْدَانُ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰہِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعْبَۃُ

۵۰۳۱ ـ ترجمہ : اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے روائت ہے اُنھوں نے انس بن مالک کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ ایک درزی نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کھانے کی دعوت کی جو اُس نے خود تیار کیا تھا۔ انس نے کہا میں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ گیا تو میں نے آپ کو دیکھا کہ پیالہ کے کناروں سے کدّو کے ٹکڑے ڈھونڈ رہے ہیں۔ انس نے کہا اس دن سے میں ہمیشہ کدّو سے محبت کرتا رہا۔

۵۰۳۱ ـ شرح : دُبَّاء کو ممدود و مقصور دونوں طرح پڑھنا جائز ہے۔ اس کے معنی گول "کدّو" اس کا واحد دباۃ، دبّۃ ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دباء میں ہمزہ زائد ہے۔ جوہری نے کہا دباء بروزن فعالٌ ہے۔ مہموز اللام ہے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم پیالہ میں کدّو تلاش کر کے کھاتے تھے اور گوشت کے ٹکڑے نہ کھاتے تھے۔ کیونکہ آپ کو کدّو بہت پسند تھا۔ اور خشک گوشت کو پسند نہ کرتے تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کوئی اپنے اہل و عیال اور خادموں کے ساتھ کھانا کھانے والے برتن میں جہاں سے چاہے چُن چُن کر کھا سکتا ہے جبکہ ساتھ کھانے والا اس کو مکروہ نہ سمجھے ورنہ اپنے آگے سے تجاوز نہ کرے اور یہ مسلّم ہے کہ کوئی بھی جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کراہت نہیں کرتا بلکہ لوگ آپ کے لعابِ دہن کو مبارک جانتے اور جس کو حضور کا دستِ مبارک مس کیا اُس سے تبرّک حاصل کرتے تھے بلکہ حضور کے کھنگار اور جو ناک شریف سے نکلے اس کو لے کر اپنے چہروں اور سینوں پر ملتے تھے آپ کے وضو کا قطرہ زمین پر نہ گرنے دیتے تھے حتی کہ آپ کے پیشاب کو پی جاتے تھے سنگی لگوانے سے نکلنے والا خون پی جاتے تھے۔

marfat.com

عَنْ اَشْعَثَ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُحِبُّ التَّیَمُّنَ مَا اسْتَطَاعَ فِیْ طَہُوْرِہٖ وَتَنَعُّلِہٖ وَتَرَجُّلِہٖ وَقَالَ بِوَاسِطٍ قَبْلَ ھٰذَا فِیْ شَأْنِہٖ کُلِّہٖ

بَابُ مَنْ اَکَلَ حَتّٰی شَبِعَ

۵۰۳۳ ـــ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِکٌ عَنْ اِسْحٰقَ

باب کھانے پینے میں دایاں ہاتھ استعمال کرنا

۵۰۳۲ ـــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرنے، جوڑا مبارک پہننے اور کنگھی کرنے میں بقدر استطاعت دائیں ہاتھ سے ابتداء کرتے تھے۔ شعبہ نے اس سے پہلے واسط میں کہا تھا کہ تمام کاموں میں دائیں جانب سے ابتداء کرنا پسند کرتے تھے۔

۵۰۳۲ ـــ شرح : علماء نے اس کی یہ وجہ بیان کی ہے کہ تیامن (دائیں طرف) اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے اور جو محبوبِ خدا ہے وہ حضور کی طبعی شئی ہے۔ اللہ تعالیٰ شیخ دہلوی صاحب التیسیر پر اپنی خصوصی رحمت فرمائے اور اُن کی قبر شریف کو ٹھنڈا اور پُرانوار کرے اُنہوں نے کہا: میں کہتا ہوں تیامن سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طبعی شئی تھی اس لئے یہ اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے کیونکہ محبوب کا فعل محبوب ہوتا ہے (حدیث : ۱۶۷، ج : اکی شرح دیکھیں)

باب جس نے کھایا حتی کہ سیر ہوگیا

۵۰۳۳ ـــ ترجمہ : اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ نے انس بن مالک کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ ابو طلحہ نے اُمّ سلیم سے کہا میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز شریف میں کمزوری

marfat.com

ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَبِیْ طَلْحَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ یَقُوْلُ قَالَ
اَبُوْطَلْحَةَ لِاُمِّ سُلَیْمٍ لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ
عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ضَعِیْفًا اَعْرِفُ فِیْهِ الْجُوْعَ فَهَلْ عِنْدَكِ مِنْ شَیْءٍ
فَاَخْرَجَتْ اَقْرَاصًا مِنْ شَعِیْرٍ ثُمَّ اَخْرَجَتْ خِمَارًا لَهَا فَلَفَّتِ
الْخُبْزَ بِبَعْضِهٖ ثُمَّ دَسَّتْهُ تَحْتَ ثَوْبِیْ وَرَدَّتْنِیْ بِبَعْضِهٖ ثُمَّ
اَرْسَلَتْنِیْ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَذَهَبْتُ بِهٖ
فَوَجَدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الْمَسْجِدِ وَمَعَهُ النَّاسُ
فَقُمْتُ عَلَیْهِمْ فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَرْسَلَكَ
اَبُوْطَلْحَةَ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ لِطَعَامٍ قَالَ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِمَنْ مَعَهٗ قُوْمُوْا فَانْطَلَقَ
وَانْطَلَقْتُ بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ حَتّٰی جِئْتُ اَبَا طَلْحَةَ فَقَالَ اَبُوْطَلْحَةَ
یَا اُمَّ سُلَیْمٍ قَدْ جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاسِ

سُنی ہے۔ میں اُس آواز میں بھوک سمجھتا ہوں کیا تمہارے پاس کوئی کھانے کی شئ ہے؟ اُمِّ سلیم نے جَو کی چند روٹیاں نکالیں پھر اپنا دوپٹہ نکالا اور اس کے ایک حصّہ میں روٹیاں لپیٹ دیں پھر اِسے میرے کپڑے کے نیچے میری بغل میں چھُپا دیا اور اس کا بعض میری چادر بنا دیا۔ پھر مجھے جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس بھیجا۔ انس نے کہا میں وہ لے گیا اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو مسجد شریف میں پایا اور آپ کے ساتھ چند لوگ تھے میں ان کے پاس کھڑا ہو گیا تو مجھے جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تجھے ابوطلحہ نے بھیجا ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! فرمایا کھانے کے لئے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان لوگوں سے فرمایا جو آپ کے ساتھ تھے۔ اُٹھو! آپ

marfat.com

وَلَيْسَ عِنْدَنَا مِنَ الطَّعَامِ مَا نُطْعِمُهُمْ فَقَالَتْ اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ
اَعْلَمُ فَانْطَلَقَ اَبُوْ طَلْحَةَ حَتّٰى لَقِيَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَاَقْبَلَ اَبُوْ طَلْحَةَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى دَخَلَا
فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلُمِّيْ يَا اُمَّ سُلَيْمٍ مَا عِنْدَكِ
فَاَتَتْ بِذٰلِكَ الْخُبْزِ فَاَمَرَ بِهٖ فَفُتَّ وَعَصَرَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ عُكَّةً لَهَا
فَاَدَمَتْهُ ثُمَّ قَالَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ
يَقُوْلَ ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَاَذِنَ لَهُمْ فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا
ثُمَّ خَرَجُوْا ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَاَذِنَ لَهُمْ فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا
ثُمَّ خَرَجُوْا ثُمَّ اَذِنَ لِعَشَرَةٍ فَاَكَلَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ وَشَبِعُوْا وَالْقَوْمُ
ثَمَانُوْنَ رَجُلًا

چل پڑے اور میں اُن کے آگے آگے چلنے لگا حتی کہ میں ابوطلحہ کے پاس آیا ابوطلحہ نے کہا اے اُمِّ سلیم
جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم لوگوں کو ساتھ لے کر تشریف لے آئے ہیں۔ اور ہمارے پاس اتنا
کھانا نہیں جو اُن سب کو کھلائیں۔ اُمِّ سلیم نے کہا اللہ اور اُس کا رسُول ہی جانیں ،، انس نے کہا ابوطلحہ
چلے حتی کہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے ملاقات کی اور ابوطلحہ اور جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم
دونوں آئے اور گھر میں داخل ہوگئے۔ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اے ام سلیم! جو کچھ
تمہارے پاس ہے لے آؤ۔ ام سلیم وہ روٹیاں لے آئیں آپ نے حکم دیا اُن کے ٹکڑے کئے گئے اور
ام سلیم نے اپنا برتن جس میں گھی تھا نچوڑا اور اس کو سالن بنا دیا۔ پھر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس
پر دعاء کی جو اللہ نے چاہا کہ دعاء کریں۔ پھر فرمایا دس آدمیوں کو آنے کی اجازت دو پس ان کو
اجازت دی گئی اُن سب لوگوں نے کھایا حتی کہ وہ سیر ہوگئے اور چلے گئے

(حدیث ۳۲۵۰ ج ۵ کی شرح دیکھیں)

marfat.com

۵۰۳۴ — حَدَّثَنَا مُوسٰی قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ وَحَدَّثَ اَبُوْ عُثْمٰنَ اَیْضًا عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ بَکْرٍ قَالَ کُنَّا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلٰثِیْنَ وَمِائَۃً فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھَلْ مَعَ اَحَدٍ مِّنْکُمْ طَعَامٌ فَاِذَا مَعَ رَجُلٍ صَاعٌ مِنْ طَعَامٍ اَوْ نَحْوُہٗ فَعُجِنَ ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ مُشْرِکٌ مُشْعَانٌ طَوِیْلٌ بِغَنَمٍ یَسُوْقُھَا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَبَیْعٌ اَمْ عَطِیَّۃٌ اَوْ قَالَ ھِبَۃٌ قَالَ لَا بَلْ بَیْعٌ قَالَ فَاشْتَرٰی مِنْہُ شَاۃً فَصُنِعَتْ وَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِسَوَادِ الْبَطْنِ یُشْوٰی وَاَیْمُ اللّٰہِ مَا مِنَ الثَّلٰثِیْنَ وَمِائَۃٍ اِلَّا قَدْ حَزَّ لَہٗ حُزَّۃً مِنْ سَوَادِ بَطْنِھَا اِنْ کَانَ شَاھِدًا اَعْطَاہُ اِیَّاھَا وَاِنْ کَانَ غَائِبًا خَبَأَ لَہٗ ثُمَّ جَعَلَ مِنْھَا قَصْعَتَیْنِ فَاَکَلْنَا اَجْمَعُوْنَ وَشَبِعْنَا وَفَضَلَ فِی الْقَصْعَتَیْنِ فَحَمَلْتُہٗ عَلَی الْبَعِیْرِ اَوْ کَمَا قَالَ

ترجمہ : ۵۰۳۴ — عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سو تیس آدمی تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم میں سے کسی کے پاس کچھ کھانا ہے۔ اچانک ایک آدمی کے پاس ایک صاع یا اس کے لگ بھگ کھانا تھا۔ پھر ایک مشرک بکھرے ہوئے بالوں والا دراز قد بکریاں چلاتا ہوا آ گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو بیچتا ہے یا عطیہ کرتا ہے مشرک نے کہا عطیہ نہیں بلکہ بیچتا ہوں۔ عبدالرحمٰن نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے ایک بکری خرید لی۔ اس کو ذبح کیا گیا حضور نے اس کی کلیجی بھوننے کا حکم دیا۔ خدا کی قسم ایک سو تیس آدمیوں میں سے کوئی نہ تھا مگر اس کو کلیجی سے کاٹ کر دیا اگر موجود تھا تو اس کو دے دیا اور اگر غائب تھا تو اس کے لئے

marfat.com

۵۰۳۵ — حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرٌ عَنْ اُمِّهٖ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ شَبِعْنَا مِنَ الْاَسْوَدَيْنِ التَّمْرِ وَالْمَاءِ

بَابُ لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ وَالنَّهْدُ وَالْاِجْتِمَاعُ فِي الطَّعَامِ

۵۰۳۶ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ

چھپا کر رکھ لیا۔ پھر اس میں سے دو پیالے بنائے گئے ہم سب نے وہ کھایا اور سیر ہو گئے اور دو پیالوں میں سے گوشت بچ رہا تو میں نے اس کو اونٹ پر لادا یا جیسے بھی فرمایا۔

(حدیث : ۲۰۷۷ ، ج : ۳ کی شرح دیکھیں)

۵۰۳۵ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی جس وقت ہم نے سیر ہو کر کھجوریں کھائیں اور پانی پیا۔

۵۰۳۵ — شرح : علامہ کرمانی نے کہا یعنی ہم نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں کبھی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا تھا۔ ہم دنیا میں زاہد تھے جبکہ ہم میں طعام کی قلت تھی۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس حدیث کا یہ معنی صحیح نہیں جو کرمانی نے ذکر کیا ہے بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت وفات پائی جب ہم نے سیر ہو کر کھجوریں کھائیں۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ جب خیبر فتح ہوا تو ہم نے کہا اب ہم کھجوروں سے سیر ہوا کریں گے۔

ابن بطال نے کہا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ پیٹ بھر کر کھانا جائز ہے اگرچہ کبھی کبھار بھوک برداشت کرنا افضل ہے۔

طبری نے کہا پیٹ بھر کر کھانا اگرچہ مباح ہے لیکن اس کی ایک حد ہے جب اس حد سے تجاوز ہو تو اسراف اور فضول خرچی ہوگی۔ صرف اس حد تک کھائے کہ وہ اللہ کی اطاعت پر اعانت کرے اور اس کا بوجھ جسم پر گراں بار نہ ہو۔ اور اللہ کی عبادت سے نہ روکے۔

marfat.com

قَالَ يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ سَمِعْتُ بُشَيْرَ بْنَ يَسَارٍ يَقُوْلُ حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ النُّعْمَانِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى خَيْبَرَ فَلَمَّا كُنَّا بِالصَّهْبَاءِ قَالَ يَحْيٰى وَهِيَ مِنْ خَيْبَرَ عَلَى الرَّوْحَةِ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِطَعَامٍ اُتِيَ اِلَّا بِسَوِيْقٍ فَلُكْنَا وَاَكَلْنَا مِنْهُ ثُمَّ دَعَا بِمَآءٍ فَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا فَصَلّٰى بِنَا الْمَغْرِبَ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ قَالَ سُفْيٰنُ سَمِعْتُهُ مِنْهُ عَوْدًا وَّبَدْأً

باب نابینا پر کوئی حرج نہیں اور نہ ہی لنگڑے پر لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ تک،،

۵۰۳۶ ــــ ترجمہ : سوید بن نعمان نے کہا ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر کی طرف گئے۔ جب ہم صہبا پہنچے یحییٰ نے کہا صہباء خیبر سے آدھ منزل پر واقع ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا طلب فرمایا پس آپ کے حضور ستو پیش کئے گئے اور پانی سے تر کئے بغیر کھائے۔ پھر حضور نے پانی طلب فرمایا اور کلی کی اور ہم سب نے کلی کی آپ نے ہم کو مغرب کی نماز پڑھائی اور وضو نہ کیا سفیان نے کہا میں نے یحییٰ بن سعید سے سنا کہ اوّل اور آخر میں ہاتھ نہ دھوئے۔

۵۰۳۶ ــــ شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ستو کھانے کے لئے جمع ہوئے اِن میں تندرست، بیمار، بینا اور کور چشم کی کوئی تخصیص نہ تھی۔ اس طرح بھی ہوسکتا ہے کہ وسطِ آیت سے مطابقت ہو اور وہ یہ کہ ،، لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِيْعًا اَوْ اَشْتَاتًا،، اس کا شانِ نزول یہ ہے کہ نابینا، لنگڑے اور بیماروں نے تندرستوں کے ساتھ ایک برتن میں کھانے میں کمی اور زیادتی کے باعث حرج جانا اور اِس کو اچھا نہ جانا کہ ایک برتن میں اکٹھے کھائیں تو اس آیت کریمہ کے نزول کے بعد یہ حرج ختم ہوگیا۔ اس حدیث سے یہ استدلال کیا گیا ہے کہ جس کھانے کو آگ نے

marfat.com

بَابُ الْخُبْزِ الْمُرَقَّقِ وَالْاَكْلِ عَلَى الْخِوَانِ وَالسُّفْرَةِ

۵۰۳۷ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ كُنَّا عِنْدَ اَنَسٍ وَعِنْدَهٗ خَبَّازٌ لَهٗ فَقَالَ مَا اَكَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُبْزًا مُرَقَّقًا وَلَا شَاةً مَسْمُوطَةً حَتّٰى لَقِيَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ

آگ نے مس کیا ہو وہ کھانے سے وضوء نہیں جاتا اور اس حدیث نے "الوضوء من مس النار" کو منسوخ کر دیا، یا یہ بھی ممکن ہے کہ قولہ عَوْدًا وَّ بَدْءً، یعنی اولاً و آخراً لم یتوضأ سے متعلق ہے۔ اور وضوء سے کھانے کا وضوء مراد ہے۔ اور وہ ابتداء طعام میں ہاتھ دھونا اور کلی کرنا ہے؛ کیونکہ کھانا کھانے کے وقت ہاتھ دھونے سُنّت ہے۔ نہد کے معنی کھانے کے لئے جمع ہونا ہے۔

(حدیث ۲۰۷ ع کی شرح دیکھیں)

باب پتلی روٹی اور خوان و سفرہ پر کھانا

مُرقّق میدے کی پتلی روٹی ہے۔ خوان بکسر الخاء ہے۔ ضمہ بھی پڑھا جاتا ہے لیکن مشہور خوان بکسر الخاء ہے۔ قاضی عیاض نے کہا خِوان وہ دسترخوان ہے جس پر کھانا نہ لگایا ہو۔ اس کی جمع قلت اَخْوِنہ ہے۔ خوان پر کھانا متکبّرین کی عادت ہے۔ خِوان تانبے کا بہت بڑا طشت ہے جس کے نیچے تانبے کی کُرسی ہوتی ہے۔ وہ اس کے ساتھ جُڑا ہوتا ہے جو متکبّرین کے آگے رکھا جاتا ہے۔ اس کو کم از کم دو آدمی اُٹھاتے ہیں۔ سِفرہ" وہ طعام ہے جو مسافر ساتھ لے جاتے ہیں وہ بکثرت گول چمڑے میں رکھا جاتا ہے جس کے منہ پر کنڈا ہوتا ہے جس کے ساتھ وہ لٹکایا جاتا ہے۔ طعام کا جلد پر اطلاق کیا ہے جیسے مزادہ کو راویہ کہا جاتا ہے۔ (عینی)

۵۰۳۷ — ترجمہ : قتادہ نے کہا ہم انس کے پاس تھے جبکہ اُن کے پاس اُن کا نانبائی تھا۔ اُنہوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میدے کی پتلی روٹی نہیں کھائی اور نہ بھنی ہُوئی بکری کھائی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ سے جا ملے۔

۵۰۳۷ — ترجمہ : مسموط سمط سے ماخوذ ہے اس کے معنی ہیں گرم پانی کے

marfat.com

۵۰۳۸ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ ابْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي اَبِي عَنْ يُوْنُسَ قَالَ عَلِيٌّ هُوَ الْاِسْكَافُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ مَا عَلِمْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكَلَ عَلٰى سُكُرُّجَةٍ قَطُّ وَلَا خُبِزَ لَهٗ مُرَقَّقٌ قَطُّ وَلَا اَكَلَ عَلٰى خِوَانٍ قَطُّ قِيْلَ لِقَتَادَةَ فَعَلٰى مَا كَانُوْا يَاْكُلُوْنَ قَالَ عَلَى السُّفَرِ

کے ساتھ بکری کے چمڑے سے بال نکالنا۔ داؤدی نے کہا مسموط وہ ہے کہ پانی گرم کیا جائے پھر بکری کو ذبح کر کے اس کا پیٹ صاف کر کے چمڑے سمیت اس کو گرم پانی میں ڈال کر اس سے بال جدا کئے جائیں پھر اس کو بھون لیا جائے جیسے آج کل مرغ کا چرغہ بناتے ہیں۔ ابن بطال نے کہا میدہ کی پتلی روٹی کھانا مباح ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف دنیا میں زہادت اور بے رغبتی کے لئے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ سے میسر ہے اس کو ترجیح دینے کے لئے اسے ترک کیا ہے۔ اسی لئے آپ نے خوان پر کھانا نہیں کھایا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ تمہاری تقریر سے معلوم ہوتا ہے کہ مسموط بھنا ہوا گوشت ہے اور انس کی روائت کے مطابق حضور نے بھنا ہوا گوشت نہیں کھایا، حالانکہ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے روائت کی ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھنا ہوا شانہ کا گوشت پیش کیا تو آپ نے اس سے تناول فرمایا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہر ایک نے وہ خبر دی ہے جو اسے معلوم ہوا اور غیر کی اس نے روائت نہیں کی۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۵۰۳۸ — ترجمہ : قتادہ نے انس رضی اللہ عنہ سے خبر دی کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم نہیں کیا کہ آپ نے چھوٹی پیالی میں کھایا ہو اور نہ ہی آپ کے لئے پتلی روٹی پکائی گئی ہو اور نہ ہی کبھی آپ نے خوان پر کھایا (میز پر) قتادہ سے کہا وہ کس پر کھاتے تھے۔ علی نے کہا سفر پر (دسترخوان پر)

۵۰۳۸ — شرح : سُكُرُّجَة بضم السین والکاف والرّاءِ المشدّدہ را پر فتحہ بھی پڑھا جاتا ہے۔ توربشتی نے اس کی تصویب کرتے ہوئے کہا کہ یہ فارسی معرّب ہے۔ اصل میں را مفتوحہ ہے۔ اس کے معنی چھوٹی چھوٹی پیالیاں ہیں جن میں متکبر کھانا کھاتے ہیں۔ قولہ عَلٰى مَا يَاْكُلُوْنَ ،، بظاہر یہ تھا کہ علی ما یاکل ،، کہا جاتا لیکن جمع کی طرف اس لئے عدول

marfat.com

۵۰۳۹ ـ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ مَرْیَمَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ حُمَیْدٌ اَنَّهٗ سَمِعَ اَنَسًا یَقُوْلُ اَقَامَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَبْنِیْ بِصَفِیَّةَ فَدَعَوْتُ الْمُسْلِمِیْنَ اِلٰی وَلِیْمَةٍ اَمَرَ بِالْاَنْطَاعِ فَبُسِطَتْ فَاُلْقِیَ عَلَیْهَا التَّمْرَ وَالْاَقِطَ وَالسَّمْنَ وَقَالَ عَمْرٌو عَنْ اَنَسٍ بَنٰی بِهَا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَنَعَ حَیْسًا فِیْ نِطَعٍ

۵۰۴۰ ـ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِیَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ اَبِیْهِ وَعَنْ وَهْبِ بْنِ کَیْسَانَ قَالَ کَانَ اَهْلُ الشَّامِ یُعَیِّرُوْنَ ابْنَ الزُّبَیْرِ یَقُوْلُوْنَ یَا ابْنَ ذَاتِ النِّطَاقَیْنِ فَقَالَتْ لَهٗ اَسْمَاءُ یَا بُنَیَّ اِنَّهُمْ یُعَیِّرُوْنَکَ بِالنِّطَاقَیْنِ هَلْ تَدْرِیْ مَا کَانَ النِّطَاقَانِ اِنَّمَا کَانَ نِطَاقِیْ شَقَقْتُهٗ نِصْفَیْنِ فَاَوْکَیْتُ قِرْبَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِاَحَدِهِمَا وَجَعَلْتُ فِیْ سُفْرَتِهٖ اٰخَرَ قَالَ فَکَانَ اَهْلُ الشَّامِ اِذَا عَیَّرُوْهُ بِالنِّطَاقَیْنِ یَقُوْلُ اِیْهًا وَالْاِلٰهِ تِلْکَ شَکَاةٌ ظَاهِرٌ عَنْکَ عَارُهَا

کیا کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کرتے تھے اور آپ کے فعل کی اتباع کرتے تھے اس لئے جمع کا صیغہ استعمال کیا۔

۵۰۳۹ ـ ترجمہ : حُمَید نے انس رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اقامت فرمائی اس حال میں کہ صفیہ سے خلوت فرمائی تو میں نے مسلمانوں کو دعوتِ ولیمہ کے لئے بلایا حضور نے دسترخواں بچھانے کا حکم دیا تو وہ بچھایا گیا اور اس پر کھجوریں، پنیر اور گھی رکھا گیا۔ عمرو نے انس سے روائت کی کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ رضی اللہ عنہا سے خلوت فرمائی۔ پھر کھجور، پنیر اور گھی سے بنایا ہُوا حیس دسترخوان پر رکھا گیا۔

marfat.com

۵۰۳۹ ــــ شرح : زفات کے معنی ہیں خلوت کرنا۔ حیس حلوہ کی قسم ہے جو کھجور اور پنیر سے گھی ملا کر بنایا جاتا ہے۔
(حدیث ۲۰۹۵ کی شرح دیکھیں)

۵۰۴۰ ــــ ترجمہ : وہب بن کیسان نے کہا شامی لوگ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو شرمندگی دلاتے اور کہتے تھے اے نطاقین والی کے بیٹے اسماء رضی اللہ عنہا نے عبداللہ بن زبیر سے کہا اے میرے بیٹے لوگ تجھے نطاقین والی کا بیٹا کہہ کر شرمندگی دلاتے ہیں۔ کیا نطاقان کو جانتے ہو میرا کمربند تھا میں نے اس کو دو ٹکڑے کر دیا اُن میں سے ایک کے ساتھ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشکیزے کا منہ باندھا اور دوسرا ٹکڑہ حضور کے دسترخوان میں رکھ دیا۔ وہب بن کیسان نے کہا جس وقت شامی عبداللہ بن زبیر کو نطاقین کے ساتھ شرمندگی دلاتے وہ کہتے بخدا ایسا ہی ہے۔ یہ عار ہے جو تجھ سے زائل ہونے والی ہے۔

۵۰۴۰ ــــ شرح : حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو شرمندگی دلانے والے اور ان کی توہین کرنے والے شامی ظالم حجاج بن یوسف کے لشکری اور ساتھی تھے جبکہ اُنھوں نے مکہ مکرمہ میں ابن زبیر سے جنگ کی تھی۔ نطاقین نطاق کا تثنیہ ہے وہ کپڑا ہے جو عورتیں کمر پر لپیٹتی ہیں جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے غار ثور میں تشریف لے گئے تو اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا ہر روز پانی اور کھانا وہاں لے جاتی تھیں تاکہ کافر حضور کا پیچھا نہ کریں۔

نطاق وہ کپڑا ہے جو عورت پہنتی ہے اور اپنی کمر سے باندھ کر اُوپر کا حصہ گھٹنے تک نیچے لٹکا دیتی ہے۔ اِیھًا بکسر الہمزہ ہے اور یاء ساکن ہے جس وقت کسی کا کلام قطع کرنا ہو تو یہ کہتے ہیں اس کے معنی اعتراف کرنے کے ہیں یعنی بخدا جو کچھ تم کہتے ہو ایسا ہی ہے مگر یہ میرے لئے عار نہیں ہے۔ تِلْكَ شَكَاةٌ ظَاهِرٌ عَنْكَ عَارُهَا ،، یہ ہُذلی کے بیت کا مصرع ہے اس سے عبداللہ بن زبیر نے اپنے حال کی مثال بیان کی ہے پہلا مصرع یہ ہے :

وَعَيَّرَنِي الْوَاشُونَ أَنِّي أُحِبُّهَا تِلْكَ شَكَاةٌ ظَاهِرٌ عَنْكَ عَارُهَا

"چغل خور مجھے شرمندگی دلاتے ہیں کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں یہ ایک شکائت ہے کہ جس کی عار تجھ سے زائل ہونے والی ہے "

یہ ابو ذئب ہذلی کا طویل قصیدہ ہے جس میں وہ نُسَیْبَہ بنت عنس بن محرث ہذلی کا مرثیہ ذکر کرتا ہے۔

marfat.com

۵۰۴۱ — حَدَّثَنَا اَبُوالنُّعْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوعَوَانَةَ عَنْ اَبِیْ بِشْرٍ عَنْ سَعِیْدِ ابْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ اُمَّ حُفَیْدٍ بِنْتَ الْحَارِثِ ابْنِ حَزْنٍ خَالَةَ ابْنِ عَبَّاسٍ اَهْدَتْ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَمْنًا وَاَقِطًا وَاَضُبًّا فَدَعَا بِهِنَّ فَاُکِلْنَ عَلٰی مَائِدَةٍ وَتَرَکَهُنَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَالْمُتَقَذِّرِ لَهُنَّ وَلَوْ کُنَّ حَرَامًا مَا اُکِلْنَ عَلٰی مَائِدَةِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَلَا اَمَرَ بِاَکْلِهِنَّ

بَابُ السَّوِیْقِ

۵۰۴۲ — حَدَّثَنَا سُلَیْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَیْدٍ عَنْ یَحْیٰی عَنْ بُشَیْرِ بْنِ یَسَارٍ عَنْ سُوَیْدِ بْنِ النُّعْمَانِ اَنَّهٗ

۵۰۴۱ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اُن کی خالہ اُم حُفید بنت حارث رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گھی، پنیر اور گوہ ہدیہ کے طور پر بھیجا۔ آپ نے لوگوں کو گوہ کھانے کے لئے بُلایا وہ حضور کے دسترخوان پر کھائے گئے، لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے طبعی کراہت کے باعث ان کی طرف ہاتھ مبارک نہ بڑھایا۔ اگر وہ حرام ہوتے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دسترخوان پر نہ کھائے جاتے اور نہ ہی حضور اُن کو کھانے کا حُکم فرماتے۔

۵۰۴۱ — شرح : مائدہ کا اطلاق دسترخوان پر ہوتا ہے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے گوہ کی طرف دست اقدس اس لئے نہ بڑھایا تھا کہ آپ طبعی طور پر اسے پسند نہ فرماتے تھے۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ گوہ حرام تھی؛ کیونکہ حرام ہوتی تو حضور کے دسترخوان پر نہ کھائی جاتی۔ اور نہ اس کو کھانے کا حکم فرماتے۔ یہ ابتداء اسلام میں تھا اس کے بعد گوہ کو حرام کر دیا جبکہ ابوداؤد میں ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گوہ کھانے سے منع فرمایا۔ نیز یہ خبائث میں سے ہے اور

marfat.com

اَخْبَرَهٗ اَنَّهُمْ كَانُوْا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالصَّهْبَاءِ وَهِيَ عَلٰى رَوْحَةٍ مِّنْ خَيْبَرَ فَحَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَدَعَا بِطَعَامٍ فَلَمْ يَجِدْهُ اِلَّا سَوِيْقًا فَلَاكَ مِنْهُ وَلُكْنَا مَعَهٗ ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَمَضْمَضَ ثُمَّ صَلّٰى وَصَلَّيْنَا وَلَمْ يَتَوَضَّأْ

بَابُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَأْكُلُ حَتّٰى يُسَمّٰى لَهٗ فَيَعْلَمُ مَا هُوَ

۵۰۴۳ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ اَبُو الْحَسَنِ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ اُمَامَةَ

اللہ تعالیٰ نے خبائث کو حرام فرمایا ہے۔

باب ستّو

۵۰۴۲ ـــ ترجمہ : سُوَید بن نعمان نے ذکر کیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم صہباء مقام میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ یہ مقام خیبر سے ایک منزل کی مسافت پر واقع ہے۔ نماز کا وقت آگیا تو حضور نے کھانا طلب فرمایا اور ستوؤں کے سوا کچھ نہ پایا۔ آپ نے وہی کھائے اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ کھائے پھر آپ نے پانی طلب فرمایا اور کلی کی پھر نماز پڑھی۔ ہم نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی اور آپ نے وضوء نہ فرمایا۔

۵۰۴۲ ـــ شرح : قولہ فلاک ،، یہ لوک سے ہے اس کے معنی ہیں کسی شئ کو نگلنے کے لئے منہ میں پھیرنا۔ اس حدیث سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ستّو کھانے سے وضوء نہیں جاتا ؛ حالانکہ وہ آگ سے بھنے ہوتے ہیں۔ معلوم ہُوا کہ جس شئ کو آگ نے مس کیا ہو وہ کھانے سے وضوء فاسد نہیں ہوتا ہے۔

marfat.com

ابْنُ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ الْاَنْصَارِيُّ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ خَالِدَ
ابْنَ الْوَلِيْدِ الَّذِيْ يُقَالُ لَهٗ سَيْفُ اللّٰهِ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ دَخَلَ مَعَ رَسُوْلِ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى مَيْمُوْنَةَ وَهِيَ خَالَتُهٗ وَخَالَةُ ابْنِ عَبَّاسٍ
فَوَجَدَ عِنْدَهَا ضَبًّا مَحْنُوْذًا قَدِمَتْ بِهٖ اُخْتُهَا حُفَيْدَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ
مِنْ نَجْدٍ فَقَدَّمَتِ الضَّبَّ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ
قَلَّ مَا يُقَدِّمُ مِنْ يَدَيْهِ لِطَعَامٍ حَتّٰى يُحَدَّثَ بِهٖ وَيُسَمّٰى لَهٗ فَاَهْوٰى رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهٗ اِلَى الضَّبِّ فَقَالَتِ امْرَاَةٌ مِنَ النِّسْوَةِ الْحُضُوْرِ
اَخْبِرْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا قَدَّمْتُنَّ لَهٗ هُوَ الضَّبُّ يَا
رَسُوْلَ اللّٰهِ فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهٗ عَنِ الضَّبِّ
فَقَالَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ اَحَرَامٌ الضَّبُّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَا وَلٰكِنْ
لَمْ يَكُنْ بِاَرْضِ قَوْمِيْ فَاَجِدُنِيْ اَعَافُهٗ قَالَ خَالِدٌ فَاجْتَرَرْتُهٗ فَاَكَلْتُهٗ
وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْظُرُ اِلَيَّ

باب ۔ جب سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے آگے کوئی شئ پیش کی جاتی تو اسے تناول نہ فرماتے حتی کہ آپ سے ذکر کیا جاتا تو آپ جان لیتے کہ یہ کیا ہے

۵۰۴۳ ۔ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ خالد بن ولید جسے سیف اللہ

marfat.com

(اللہ کی تلوار) کہا جاتا ہے نے ان کو خبر دی کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور وہ ان کی اور ابن عباس کی خالہ ہیں۔ پس ان کے پاس بھنی ہوئی گوہ پائی جس کو میمونہ ہمشیرہ حفیدہ بنت حارث نجد سے لائی تھی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے گوہ رکھی گئی حضور کھانے کی طرف ہاتھ نہ بڑھایا کرتے تھے حتی کہ آپ کو خبر دی جاتی اور آپ کو بتایا جاتا (کہ یہ فلاں شئی ہے) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گوہ کی طرف دستِ اقدس بڑھایا تو وہاں موجود عورتوں میں سے کسی عورت نے کہا جو کچھ تم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھا ہے وہ حضور کو بتا دو یا رسول اللہ! کیا گوہ حرام ہے؟ فرمایا حرام تو نہیں لیکن یہ میری قوم کی زمین میں نہیں پائی جاتی ہے۔ میں اس کو پسند نہیں کرتا ہوں۔ خالد نے کہا میں نے گوہ کو اپنی طرف کھینچا اور اس کو کھانا شروع کیا، حالانکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف دیکھ رہے تھے۔

۵۰۴۳ — شرح : ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا، خالد بن ولید اور ابن عباس رضی اللہ عنہم دونوں کی خالہ ہیں کیونکہ میمونہ، لبابہ صغریٰ جو خالد بن ولید کی والدہ ہیں۔ لبابہ کبری جو ابن عباس کی والدہ ہیں اور اُم حفید آپس میں بہنیں ہیں اور حارث بن حزن کی لڑکیاں ہیں۔ دراصل حفیدہ اہل نسبت کے نزدیک ام حفیدہ محفوظ ہے۔ اِن کا نام سُنزلیہ ہے۔

اس حدیث سے امام شافعی، مالک اور احمد بن حنبل نے استدلال کیا کہ گوہ کھانا جائز ہے۔ ظاہریوں کا مذہب بھی یہی ہے۔ ابن حزم نے کہا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے نزدیک گوہ حلال ہے۔ صاحبِ ہدایہ نے ذکر کیا کہ گوہ حرام ہے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ کو اس سے منع فرمایا جبکہ حضور سے اس کے کھانے کے متعلق پوچھا گیا۔ امام ابو حنیفہ، ابو یوسف اور محمد رحمہم اللہ نے گوہ کو حرام کہا ہے کیونکہ بعض احادیث اس کی اباحت پر دلالت کرتی ہیں جبکہ اور احادیث اس کی حرمت ظاہر کرتی ہیں۔ لہٰذا محرم کو مؤخر مانا جائے گا اور وہ اباحت کا ناسخ ہے۔

امام محمد بن حسن نے اسود کے واسطہ سے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گوہ نذرانہ پیش کی گئی تو آپ نے اس کو نہ کھایا اور مجھے کھانے سے منع نہ فرمایا۔ اتنے میں ایک سائل آگیا تو ام المؤمنین عائشہ نے ارادہ کیا کہ گوہ اسے دیدیں تو حضور نے فرمایا کیا اس کو دیتی ہو جو خود نہیں کھاتی ہو۔ یہ حدیث نہی تحریم پر دلالت کرتی ہے۔ نیز ابوداؤد نے باب الاطعمہ میں عبدالرحمٰن بن شبل سے روایت ذکر کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گوہ کھانے سے منع فرمایا ہے۔ گویا اس حدیث کے اسناد میں اسماعیل بن عیاش ہے اور وہ ضعیف ہے لیکن بخاری نے کہا اسماعیل بن عیاش شامیوں سے روایت کریں تو اس کی حدیث صحیح ہوتی ہے یحییٰ بن معین نے بھی یہی کہا ہے اور ابوداؤد نے اس حدیث پر سکوت کیا ہے جو اس کی صحت کی دلیل ہے۔

marfat.com

بَابُ طَعَامُ الْوَاحِدِ يَكْفِي الْاِثْنَيْنِ

۵۰۴۴ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ ح وَحَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامُ الْاِثْنَيْنِ كَافِي الثَّلٰثَةِ وَطَعَامُ الثَّلٰثَةِ كَافِي الْاَرْبَعَةِ

باب ایک کا کھانا دو کے لئے کافی ہوتا ہے

یعنی ایک آدمی کا کھانا دو آدمیوں کی بھوک سے کفائت کرتا ہے۔ یہ عنوان صحیح حدیث کے الفاظ ہیں؛ چنانچہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک کا کھانا دو کے لئے کافی ہوتا ہے اور دو آدمیوں کا کھانا چار کے لئے کافی ہوتا ہے۔

۵۰۴۴ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو آدمیوں کا کھانا تین کے لئے کافی ہے اور تین کا کھانا چار کے لئے کافی ہے۔

۵۰۴۴ — شرح : یعنی جس کھانے سے دو آدمی سیر ہو سکتے ہیں اس سے تین بھی سیر ہو سکتے ہیں اور جس سے تین سیر ہو سکتے ہیں اس سے چار آدمی بھی سیر ہو سکتے ہیں۔ مہلب نے کہا ان احادیث سے مراد کفائت پر قناعت کرنا ہے۔ یعنی مقدورِ کفائت میں حصہ مراد نہیں؛ بلکہ اس سے مراد باہم موافقت ہے دو آدمی کھانا کھاتے ہوں تو انہیں تیسرے کو کھانے میں شامل کر لینا چاہیئے۔ اسی طرح چوتھے کو کھانے میں شریک کر لینا چاہیئے۔

ابن منذر نے کہا: ابوہریرہ کی حدیث سے یہ اخذ ہوتا ہے کہ کھانا اکٹھے ہو کر کھانا چاہیئے؛ کیونکہ اس میں برکت ہے علیحدہ علیحدہ نہیں کھانا چاہیئے۔ طبرانی نے ابن عمر سے روائت کی کہ مل کر اکٹھے کھاؤ اور جدا جدا ہو کر نہ کھاؤ۔

marfat.com

بَابُ اَلْمُؤْمِنُ يَأْكُلُ فِيْ مِعًى وَّاحِدٍ

۵۰۴۵ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَاقِدِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ نَافِعٍ كَانَ ابْنُ عُمَرَ لَا يَأْكُلُ حَتّٰى يُؤْتٰى بِمِسْكِيْنٍ يَأْكُلُ مَعَهٗ فَادْخَلْتُ رَجُلًا يَأْكُلُ مَعَهٗ فَاَكَلَ كَثِيْرًا فَقَالَ يَا نَافِعُ لَا تُدْخِلْ عَلَيَّ هٰذَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْمُؤْمِنُ يَأْكُلُ فِيْ مِعًى وَّاحِدٍ وَاَنَّ الْكَافِرَ اَوِ الْمُنَافِقَ فَلَا اَدْرِيْ اَيَّتَهُمَا قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ يَأْكُلُ فِيْ سَبْعَةِ اَمْعَآءٍ وَقَالَ ابْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهٖ

باب — مومن ایک آنت میں کھاتا ہے

یعنی مومن کم خوار ہوتا ہے تاکہ عبادت کرنے میں سستی واقع نہ ہو۔ مِعًا بکسر المیم اس کی جمع امعاء ہے اور تثنیہ معان ہے۔ پیٹ میں سات آنتیں ہیں ہر ایک کا نام علیحدہ ہے۔ اطباء نے ان کی تشریح کی ہے "

۵۰۴۵ — ترجمہ : نافع نے کہا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کھانا نہ کھاتے تھے حتی کہ کوئی مسکین لایا جاتا تو اس کے ساتھ کھاتے۔ میں ایک دن ایک آدمی کو لایا جو اُن کے ساتھ کھانا کھائے اُس نے بہت کھایا۔ عبداللہ نے کہا اے نافع اب اس کو میرے پاس نہ لانا۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ مومن ایک آنت میں کھاتا ہے جبکہ کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے۔

۵۰۴۵ — شرح : یعنی حریص کافر سات آنتیں پُر کرتا ہے جو جسم کی تربیت میں رکھتا ہے اور شہوتِ حیوانی کی استیفاء سے محبت کرتا ہے مسلمان کے کم کھانے

marfat.com

اور کافر کے بسیار کھانے کی یہ وجہ ہوسکتی ہے کہ مسلمان کھانے کی ابتداء میں اللہ کا نام ذکر کرتا ہے جس سے شیطان بھاگتا ہے اور وہ اس کے ساتھ کھانے میں شرکت کی جسارت نہیں کرتا اور جو وہ کھاتا ہے اس میں برکت ہوتی ہے اور کافر اللہ کا نام ذکر نہیں کرتا اور شیطان اس کے ساتھ کھانے میں شریک ہوجاتا ہے اور طعام کی برکت اُٹھ جاتی ہے جیسا کہ احادیث نبویہ صلی اللہ علی صاحبہا سے واضح ہوتا ہے۔ نیز مسلمان کا کم کھانا اس لئے ہے کہ پیٹ بھر کر کھانا سستی پیدا کرتا ہے اور مسلمان نہیں چاہتا ہے کہ عبادت کرنے میں سستی کرے۔ نیز زیادہ کھانے سے وضوء جلد فاسد ہوجاتا ہے، حالانکہ بعض عبادتوں میں وضوء شرط ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم کو ہاتھ لگانے کے لئے وضوء واجب ہے اور مسجد میں داخل ہونے کے لئے مستحب ہے اور حدیث میں مذکور شخص اگرچہ مسلمان تھا لیکن وہ طبیعت کفر اور نفاق کی علامت رکھتا تھا۔ اس لئے عبداللہ عمر نے چاہا کہ اس کو کھانے میں اپنے ساتھ شریک کرے۔ مسلمان بھی اگر کھانے وقت بسم اللہ نہ پڑھے تو شیطان کھانے میں شریک ہوجاتا ہے۔

طبرانی نے صحیح اسناد کے ساتھ ابوعبدالرحمٰن حُبلی کے ذریعہ عبداللہ بن عمرو سے روائت کی کہ سیّدعالم صلی اللہ علیہ وسلّم کے پاس سات آدمی آئے۔ حضور کے صحابہ کرام ان میں سے ایک ایک کو اپنے ہمراہ لے گئے جبکہ ایک کو حضور گھر لے گئے اور اس سے فرمایا تمہارا نام کیا ہے اس نے ابوعزوان بتایا۔

سیّدعالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے سات بکریاں دوہیں وہ سات کا دودھ پی گیا۔ پھر اُس سے حضور نے فرمایا اے اباعزوان کیا تجھے اسلام کی خواہش ہے؟ عرض کیا جی ہاں! اور وہیں مسلمان ہوگیا۔ حضور نے اس کے سینہ پر دستِ اقدس پھیرا۔ جب صبح ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے اس کے لئے ایک بکری دوہی تو وہ ایک بکری کا دودھ نہ پی سکا فرمایا اے اباعزوان کیا وجہ ہے۔ عرض کیا یارسول اللہ! اس ذات کی قسم ہے جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔ میں یقیناً سیر ہوگیا ہوں فرمایا کل تیری سات آنتیں تھیں اور آج تیری صرف ایک آنت ہے۔

قرطبی نے کہا سات آنتوں سے مراد سات صفات ہیں جو کافر میں پائی جاتی ہیں وہ طبعی خواہش، شہوت نفس، آنکھ کی شہوت، منہ کی خواہش، کان کی خواہش، ناک کی خواہش، بھوک کی خواہش، یہ آخری ضروری ہے جس میں مومن کھاتا ہے اور کافر سب میں کھاتا ہے۔ مگر یہ اغلب کے اعتبار سے ہے ورنہ بعض مسلمان بھی بہت کھاتے ہیں؛ چنانچہ میرا ایک ساتھ پانچ سیر حلوہ کھا جاتا تھا۔

باب مومن ایک آنت میں کھاتا ہے

اس کے متعلق ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم سے روائت کی ہے"

marfat.com

۵۰۴۷ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ كَانَ اَبُوْ نُهَيْكٍ رَجُلًا اَكُوْلًا فَقَالَ لَهٗ ابْنُ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْكَافِرَ يَاْكُلُ فِيْ سَبْعَةِ اَمْعَآءٍ قَالَ فَاَنَا اُوْمِنُ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۵۰۴۸ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّهٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْكُلُ الْمُسْلِمُ فِيْ مِعًى وَّاحِدٍ وَالْكَافِرُ يَاْكُلُ فِيْ سَبْعَةِ اَمْعَآءٍ

۵۰۴۹ — حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَجُلًا كَانَ يَاْكُلُ اَكْلًا كَثِيْرًا فَاَسْلَمَ فَكَانَ يَاْكُلُ اَكْلًا قَلِيْلًا فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ الْمُؤْمِنَ يَاْكُلُ فِيْ مِعًى وَّاحِدٍ وَالْكَافِرُ يَاْكُلُ فِيْ سَبْعَةِ اَمْعَآءٍ

۵۰۴۶ — ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر یا منافق مجھے معلوم نہیں کہ ان دونوں میں سے کس کو ذکر کیا۔ عبیداللہ نے کہا وہ سات آنتوں میں کھاتا ہے۔ ابن بکیر نے کہا ہم سے مالک نے نافع اور ابن عمر کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس جیسی روایت کی۔

۵۰۴۷ — ترجمہ : عمرو بن دینار نے کہا ابونہیک بہت کھاتا تھا اس کو عبداللہ ابن عمر نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے۔ ابونہیک نے کہا میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا۔ (ابونہیک مکہ مکرمہ کا رہنے والا تھا۔ کھانا بہت کھاتا تھا)

marfat.com

بَابُ اَلْاَكْلُ مُتَّكِئًا

۵۰۵۰ — حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْم حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْاَقْمَرِ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا جُحَيْفَةَ يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَآ اٰكُلُ مُتَّكِئًا

۵۰۴۸ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مسلمان ایک آنت میں اور کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے

۵۰۴۹ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ایک آدمی بہت کھاتا تھا وہ مسلمان ہوگیا۔ پھر وہ بہت تھوڑا کھاتا تھا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا گیا تو حضور نے فرمایا مومن ایک آنت میں اور کافر سات آنتوں میں کھاتا۔

۵۰۴۹ — شرح : علماء نے کہا سات آنتوں کا ذکر مبالغہ کے لئے مقصود یہ ہے کہ مومن دُنیا کی نعمتیں کم چاہتا ہے اور زہد و تقویٰ کا خواہشمند ہوتا ہے۔ خصوصی طور پر کھانا مراد نہیں اگرچہ کم کھانا مسلمانوں کا بہترین خلق ہے۔ امام طحاوی نے کہا میں نے ابن عمر سے سُنا ہے کہ علماء کی ایک جماعت نے اس حدیث کو دُنیا کے اسباب میں رغبت پر محمول کیا ہے یعنی مسلمان وہ ہے جو دُنیاوی زیب و زینت میں رغبت کم کرے اور کافروں کا طریقہ یہ ہے کہ وہ دُنیا کے اسباب میں رغبت زیادہ کرتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ و رسُولہ الاعلیٰ اعلم!

باب تکیہ لگا کر کھانا

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے تکیہ لگا کر کھانے کا جواز یا ممانعت ذکر نہیں کی ؛ کیونکہ حدیث میں صراحۃً اس کی ممانعت مذکور نہیں ؛ البتہ ترمذی نے اس باب کا عنوان یہ ذکر کیا ہے "باب ماجاء فی کراہیۃ الاکل مُتَّکِئًا"، پھر اس کے تحت ابو جُحیفہ کی حدیث ذکر کی۔ اور تکیہ لگا کر کھانے کی احادیث کو کراہت پر محمول کیا جمہور بھی یہی کہتے ہیں۔ ابن ابی شیبہ نے مصنف میں روائت کی کہ کثیر صحابہ اور تابعین تکیہ لگا کر کھاتے تھے۔ پھر اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ تکیہ لگا کر کھانے سے مراد کیا ہے؟ بعض

marfat.com

۵۰۵۱ — حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِیْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ عَلِیِّ بْنِ الْاَقْمَرِ عَنْ اَبِیْ جُحَیْفَةَ قَالَ کُنْتُ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِرَجُلٍ عِنْدَہٗ لَآ اٰکُلُ وَاَنَا مُتَّکِئٌ

بعض نے کہا چار زانوں بیٹھنا ہے۔ بعض کہتے ہیں بچھونے پر بیٹھ کر کھانا ہے۔ بعض کہتے ہیں اپنی ایک جانب یا ایک ہاتھ پر تکیہ لگانا ہے۔ یہ متکبرین کی عادت ہے۔ غالباً حدیث اسی حالت پر محمول ہے۔

۵۰۵۰ — ترجمہ : ابو جحیفہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تکیہ لگا کر نہیں کھاتا

۵۰۵۱ — ترجمہ : ابو جحیفہ نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا آپ نے اپنے پاس ایک آدمی سے فرمایا میں

۵۰۵۱ — شرح : ابو جحیفہ کی حدیث سے یہی ثابت ہے کہ تکیہ لگا کر کھانا مکروہ ہے۔ جیسا کہ ترمذی میں مذکور ہے۔ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ کثیر صحابہ اور تابعین تکیہ لگا کر کھاتے تھے، چنانچہ ابن ابی شیبہ نے ابن عباس، خالد بن ولید، عبیدہ سلمانی، محمد بن سیرین، عطاء بن یسار اور زہری سے ذکر کیا کہ یہ مطلقاً جائز ہے۔ بہر حال اس میں کراہت، تنزیہہ ہو سکتی ہے یا اسے خلافِ اولیٰ کہا جا سکتا ہے۔ لہٰذا مستحب یہ ہے کہ دونوں گھٹنوں پر بیٹھ کر دونوں قدم ایک طرف نکال کر کھائیں یا دایاں پاؤں زمین پر گاڑیں اور بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھ کر کھائیں۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ابو داؤد میں عبداللہ بن عمرو کی حدیث میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکیہ لگا کر کھاتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا گیا۔ اور نسائی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبرائیل کے ساتھ ایک فرشتہ بھیجا اُس نے کہا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اختیار دیا ہے کہ آپ عبد نبی ہوں یا بادشاہ ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ میں عبد نبی ہوں اس کلمہ کے بعد آپ نے کبھی تکیہ لگا کر کھانا نہیں کھایا۔ (عینی)

نیز علل عبدالرحمٰن میں عبداللہ بن سائب بن خباب نے والد سے اُنھوں نے ان کے دادے سے روایت کی کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکیہ لگا کر خشک گوشت کھاتے ہوئے دیکھا ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ عبداللہ بن عمرو کی حدیث کا محمل یہ ہے کہ فرشتہ کے واقعہ کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تکیہ لگا کر کھانا کھاتے کبھی نہیں دیکھا گیا اور سائب کی حدیث باطل ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

marfat.com

بَابُ الشِّوَآءِ

وَقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَجَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ

۵۰۵۲ ــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ خَالِدِ ابْنِ الْوَلِيْدِ قَالَ اُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِضَبٍّ مَشْوِيٍّ فَاَهْوٰى اِلَيْهِ لِيَاْكُلَ فَقِيْلَ لَهٗ اِنَّهٗ ضَبٌّ فَاَمْسَكَ يَدَهٗ قَالَ خَالِدٌ اَحَرَامٌ هُوَ قَالَ لَا وَلٰكِنَّهٗ لَا يَكُوْنُ بِاَرْضِ قَوْمِيْ فَاَجِدُنِيْ اَعَافُهٗ فَاَكَلَ خَالِدٌ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْظُرُ قَالَ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِضَبٍّ مَحْنُوْذٍ

باب ــ بھنا ہوا گوشت

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام بھنا ہوا بچھڑا لے کر آئے

قرآن کریم کی آیت کریمہ کو بھنا ہوا گوشت کھانے کی تائید کے لئے ذکر کیا ہے؛ کیونکہ پہلی شریعتوں کے خلاف اس شریعت میں کوئی حکم نازل نہ ہو تو وہ ہمارے لئے حجت ہوتی ہیں اور ظاہر ہے کہ شرائع ابراہیمی کے خلاف شریعت محمدی نازل نہیں ہوئی؛ لہٰذا بچھڑے کا گوشت کھانا جائز ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ حضرت جبرائیل، میکائیل، اسرافیل اور در دائیل علیہم السلام چار فرشتے لوط علیہ السلام کی قوم کو ہلاک کرنے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو صاحبزادے کی بشارت دینے خوبصورت نوجوانوں کی صورت میں آئے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عادت تھی کہ مہمانوں کے بغیر کھانا نہ کھاتے تھے وہ ان کی مہمانی کے لئے گھر سے ایک بھنا ہوا بچھڑا لے آئے الخ

۵۰۵۲ ــ ترجمہ: خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھنی ہوئی گوہ کا

marfat.com

بَابُ الْخَزِيرَةِ

قَالَ النَّضْرُ الْخَزِيرَةُ مِنَ النُّخَالَةِ وَالْحَرِيرَةُ مِنَ اللَّبَنِ

۵۰۵۳ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مَحْمُودُ بْنُ الرَّبِيعِ الْأَنْصَارِيُّ عَنْ عِتْبَانَ ابْنِ مَالِكٍ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مِنَ الْأَنْصَارِ أَنَّهُ أَتَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي أَنْكَرْتُ بَصَرِي وَأَنَا أُصَلِّي لِقَوْمِي فَإِذَا كَانَتِ الْأَمْطَارُ سَالَ الْوَادِي الَّذِي بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ لَمْ أَسْتَطِعْ أَنْ آتِيَ مَسْجِدَهُمْ فَأُصَلِّيَ لَهُمْ فَوَدِدْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَنَّكَ تَأْتِي فَتُصَلِّي فِي بَيْتِي فَأَتَّخِذَهُ مُصَلًّى فَقَالَ سَأَفْعَلُ إِنْ شَاءَ اللهُ قَالَ عِتْبَانُ فَغَدَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ حِينَ ارْتَفَعَ النَّهَارُ فَاسْتَأْذَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَذِنْتُ لَهُ فَلَمْ

پیش کیا گیا۔ حضور نے اس کو کھانے کے لئے ہاتھ مبارک بڑھایا تو عرض کیا گیا یہ گوہ ہے۔ حضور نے دستِ اقدس روک لیا۔ حضرت خالد بن ولید نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا یہ حرام ہے؟ فرمایا حرام تو نہیں لیکن یہ میری قوم کی زمین میں نہیں پائی جاتی۔ میں اس کو پسند نہیں کرتا ہوں۔ پس خالد بن ولید نے کھانا شروع کیا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ رہے تھے۔ امام مالک نے ابن شہاب سے "بِضَبٍّ مَشْوِيٍّ" کا بدل "بِضَبٍّ مَحْنُوذٍ" ذکر کیا ہے (حدیث ۵۰۴۲ کی شرح دیکھیں)

باب خزیرہ

نضر نے کہا خزیرہ میدے سے اور حریرہ دودھ سے بناتے ہیں"

marfat.com

يَجْلِسُ حَتّٰى دَخَلَ الْبَيْتَ ثُمَّ قَالَ لِيْ اَيْنَ تُحِبُّ اَنْ اُصَلِّيَ مِنْ بَيْتِكَ
فَاَشَرْتُ اِلٰى نَاحِيَةٍ مِنَ الْبَيْتِ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَبَّرَ
فَصَفَفْنَا وَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَحَبَسْنَاهُ عَلٰى خَزِيْرَةٍ صَنَعْنَاهُ
فَثَابَ فِي الْبَيْتِ رِجَالٌ مِنْ اَهْلِ الدَّارِ ذُوْوْ عَدَدٍ فَاجْتَمَعُوْا
فَقَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ اَيْنَ مَالِكُ بْنُ الدُّخَيْشَنِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ ذٰلِكَ
مُنَافِقٌ لَا يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ النَّبِيُّ

جوہری نے کہا گوشت کا باریک قیمہ کر کے دیگ میں ڈالتے ہیں پھر اس میں خوب پانی ڈال کر اس کے نیچے آگ جلاتے ہیں۔ جب قیمہ پک جائے تو اس پر آٹا ڈالتے ہیں اس کو خزیرہ کہتے ہیں اور اگر گوشت کی جگہ کوئی اور شئ ہو تو اس کو عصیدہ کہتے ہیں۔

۵۰۵۳ — ترجمہ : محمود بن ربیع انصاری نے بیان کیا کہ عتبان بن مالک جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اِن انصار صحابہ کرام میں سے ہیں جو جنگِ بدر میں حاضر ہوئے تھے۔ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! میری نظر کمزور ہو چکی ہے اور میں اپنی قوم کو نماز پڑھاتا ہوں جب بارشیں ہوں تو نالہ جو میرے اور اُن کے درمیان ہے بہتے لگتا ہے تو میں نماز پڑھانے کے لئے اُن کی مسجد میں نہیں جا سکتا۔ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میری خواہش ہے کہ آپ میرے گھر میں نماز پڑھیں تو میں اُس جگہ کو (جہاں حضور نماز پڑھیں) نماز پڑھنے کی جگہ بنا لوں گا۔ حضور نے فرمایا میں انشاء اللہ ضرور یہ کروں گا۔ عتبان نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق صبح کو تشریف لائے جبکہ سورج بلند ہو چکا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت طلب کی تو میں نے حضور کو اجازت دے دی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہ بیٹھے حتی کہ گھر میں داخل ہو گئے۔ پھر مجھے فرمایا تم اپنے گھر میں کونسی جگہ پسند کرتے ہو جہاں میں نماز پڑھوں! میں نے مکان کے ایک طرف اشارہ کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور تکبیر کہی ہم نے پیچھے صف بندی کی۔ حضور نے دو رکعتیں پڑھیں پھر سلام

marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقْتُلْ اَلَا تَرَاهُ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يُرِيْدُ بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ قَالَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّا نَرٰى وَجْهَهٗ وَنَصِيْحَتَهٗ اِلَى الْمُنٰفِقِيْنَ قَالَ فَاِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى النَّارِ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَبْتَغِيْ بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ ثُمَّ سَأَلْتُ الْحُصَيْنَ ابْنَ مُحَمَّدِ الْاَنْصَارِيَّ اَحَدَ بَنِيْ سَالِمٍ وَكَانَ مِنْ سَرَاتِهِمْ عَنْ حَدِيْثِ مَحْمُوْدٍ فَصَدَّقَهٗ

بَابُ الْاَقِطِ

وَقَالَ حُمَيْدٌ سَمِعْتُ اَنَسًا يَقُوْلُ بَنَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَفِيَّةَ فَاَلْقَى التَّمْرَ وَالْاَقِطَ وَالسَّمْنَ وَقَالَ عَمْرُو بْنُ اَبِيْ عَمْرٍو عَنْ اَنَسٍ صَنَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيْسًا

پھیر دیا ہم نے حضور کو خزیرہ پیش کیا جو ہم نے تیار کیا تھا۔ اہل محلہ سے بے شمار لوگ گھر میں جمع ہوگئے سب موجود تھے اُن میں سے کسی نے کہا مالک بن دُخیشن کہاں ہے؟ کسی نے کہا وہ منافق ہے اللہ اور اس کے رسُول سے محبت نہیں کرتا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ نہ کہو کیا تم نے اسے دیکھا نہیں کہ وہ لا الہ الا اللہ کہتا ہے۔ اس حال میں کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتا ہے۔ اُس نے کہا اللہ تعالیٰ اور اس کا رسُول جانتے ہیں یا کہا ہم نے کہا ہم اس کا چہرہ اور اس کی خیر خواہی منافقوں کی جانب دیکھتے ہیں حضور نے فرمایا جو شخص لا الہ الا اللہ کہے اس حال میں کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی رضا چاہے اللہ تعالیٰ اس کو آگ پر حرام کر دیتا ہے۔ ابن شہاب نے کہا پھر میں نے حُصین بن انصاری جو قبیلہ بنی سالم کا ایک فرد اور اُن کے سرداروں سے ہے۔ محمود کی حدیث کے متعلق پوچھا تو اُنھوں نے اس کی تصدیق کی۔

(حدیث ۴۱۷ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

marfat.com

۵۰۵۴ — حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَهْدَتْ خَالَتِیْ اِلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضِبَابًا وَ اَقِطًا وَ لَبَنًا فَوُضِعَ الضِّبُّ عَلَى مَائِدَتِهٖ فَلَوْ كَانَ حَرَامًا لَمْ يُوْضَعْ وَشَرِبَ اللَّبَنَ وَ اَكَلَ الْاَقِطَ

بَابُ السِّلْقِ وَالشَّعِيْرِ

۵۰۵۵ — حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ اِنْ كُنَّا لَنَفْرَحُ بِيَوْمِ الْجُمُعَةِ كَانَتْ لَنَا عَجُوْزٌ تَاْخُذُ اُصُوْلَ السِّلْقِ فَتَجْعَلُهٗ فِیْ قِدْرٍ

باب پنیر

حُمَید نے کہا میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے صفیّہ بنت حُیَیّ سے خلوت کی اور کھجوریں پنیر اور گھی دسترخوان پر رکھے ،،

یہ حضور کا ولیمہ تھا معلوم ہُوا کہ ولیمہ میں گوشت کھلانا ضروری نہیں اس کے بغیر بھی دعوتِ ولیمہ کی جاسکتی ہے ،،

۵۰۵۴ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میری خالہ اُم حُفَیْدہ نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم گوہ ، پنیر اور دودھ نذرانہ بھیجا ۔ آپ کے دسترخوان پر گوہ رکھی گئی ۔ اگر گوہ حرام ہوتی تو آپ کے دسترخوان پر نہ رکھی جاتی ۔ حضور نے دودھ پیا اور پنیر کھایا ۔ (حدیث ۵۰۴۳ کی شرح دیکھیں)

marfat.com

لَهَا فَتَجْعَلُ فِيْهِ حَبَّاتٍ مِّنْ شَعِيْرٍ اِذَا صَلَّيْنَا زُرْنَاهَا فَقَرَّبَتْهُ اِلَيْنَا
وَكُنَّا نَتَغَدّٰى وَلَا نَقِيْلُ اِلَّا بَعْدَ الْجُمُعَةِ وَاللّٰهِ مَا فِيْهِ شَحْمٌ وَلَا وَدَكٌ

بَابُ النَّهْشِ وَانْتِشَالِ اللَّحْمِ

۵۰۵۶ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ تَعَرَّقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتِفًا ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ وَعَنْ اَيُّوْبَ وَعَاصِمٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ انْتَشَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرْقًا مِّنْ قِدْرٍ فَاَكَلَ ثُمَّ صَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ

باب چقندر اور جَو

۵۰۵۵ ـــ ترجمہ : سہل بن سعد نے کہا ہم جمعہ کے دن بہت خوش ہوتے تھے، کیونکہ ہماری ایک بوڑھی تھی جو چقندر کی جڑیں لیتی اور ان کو ہنڈی میں ڈالتی پھر اس میں جَو کے چند دانے ڈال کر پکاتی۔ جب ہم نماز جمعہ پڑھ لیتے تو اس کی زیارت کرنے جاتے تو وہ ہمارے قریب کرتی۔ اس لئے ہم جمعہ کے دن بہت خوش ہوتے تھے اور ہم جمعہ کے بعد ہی ناشتہ اور قیلولہ کرتے تھے۔ بخدا اس میں نہ تو چربی ہوتی اور نہ کوئی چکنائی ہوتی تھی۔ (شحم چربی اور ودک چکنائی ہے یہ عام کا عطف خاص پر ہے)

باب گوشت اگلے دانتوں سے نوچ کر اور پکنے سے کچھ پہلے ہنڈیا سے نکال کر کھانا

نھس کے معنی اگلے دانتوں سے گوشت نوچنا۔ انتشال نشل سے ہے اس کے معنی ہیں گوشت پکنے سے پہلے ہنڈی

marfat.com

۵۰۵۶ بَابُ نَعَرُّقِ الْعَضُدِ

۵۰۵۷ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْحَازِمٍ الْمَدَنِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ اَبِيْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ مَكَّةَ ح وَحَدَّثَنِيْ عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ

۵۰۵۶ — ترجمہ : محمد بن سیرین نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شانہ کا گوشت دانتوں سے نوچ کر کھایا۔ پھر اُٹھے اور نماز پڑھی اور وضوء نہ فرمایا۔ ایوب اور عاصم نے عکرمہ کے ذریعہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہنڈی سے گوشت والی ہڈی نوچ کر کھائی۔ پھر نماز پڑھی اور وضوء نہ کیا۔

۵۰۵۶ — شرح : تعرّق کے معنی ہیں دانتوں کے ساتھ ہڈیوں سے گوشت نوچنا نہش کے معنی بھی یہی ہیں۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس اسناد میں محمد سے مراد محمد بن سیرین ہیں۔ ان کی ابن عباس سے ملاقات نہیں ہوئی۔ اُنھوں نے صرف عکرمہ سے روائت کی ہے۔ ابن مدینی نے کہا شعبہ نے کہا محمد بن سیرین نے صرف عکرمہ سے احادیث کی روائت کی ہے، مختار بن ابی عبید کے زمانہ میں اس نے عکرمہ سے ملاقات کی تھی اور ابن عباس سے کچھ نہیں سُنا۔ بخاری میں صرف یہ حدیث ہے جو محمد نے ابن عباس سے روائت کی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کھانا آگ پر پکایا جائے وہ کھانے سے وضوء ناقض نہیں ہوتا اور جس حدیث میں یہ مذکور ہے کہ جس کو آگ نے مس کیا ہو وہ کھانے سے وضوء فاسد ہو جاتا ہے۔ اس حدیث نے اس کو منسوخ کر دیا ہے۔

باب شانہ کا گوشت نوچ کر کھانا

۵۰۵۷ — ترجمہ : ابو قتادہ نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مکہ معظمہ کی طرف نکلے۔ ابو قتادہ نے کہا میں ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کے

marfat.com

جَعْفَرٍ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ قَتَادَۃَ السَّلَمِیِّ عَنْ اَبِیْہِ
اَنَّہٗ قَالَ کُنْتُ یَوْمًا جَالِسًا مَعَ رِجَالٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ مَنْزِلٍ فِیْ طَرِیْقِ مَکَّۃَ وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
نَازِلٌ اَمَامَنَا وَالْقَوْمُ مُحْرِمُوْنَ وَاَنَا غَیْرُ مُحْرِمٍ فَاَبْصَرُوْا حِمَارًا
وَحْشِیًّا وَاَنَا مَشْغُوْلٌ اَخْصِفُ نَعْلِیْ فَلَمْ یُؤْذِنُوْنِیْ لَہٗ وَاَحَبُّوْا
لَوْ اَنِّیْ اَبْصَرْتُہٗ فَالْتَفَتُّ فَاَبْصَرْتُہٗ فَقُمْتُ اِلَی الْفَرَسِ فَاَسْرَجْتُہٗ
ثُمَّ رَکِبْتُ وَنَسِیْتُ السَّوْطَ وَالرُّمْحَ فَقُلْتُ لَہُمْ نَاوِلُوْنِیْ السَّوْطَ
وَالرُّمْحَ فَقَالُوْا لَا وَاللّٰہِ لَا نُعِیْنُکَ عَلَیْہِ بِشَیْءٍ فَغَضِبْتُ فَنَزَلْتُ
فَاَخَذْتُہُمَا ثُمَّ رَکِبْتُ فَشَدَدْتُ عَلَی الْحِمَارِ فَعَقَرْتُہٗ ثُمَّ جِئْتُ
بِہٖ وَقَدْ مَاتَ فَوَقَعُوْا فِیْہِ یَاْکُلُوْنَہٗ ثُمَّ اِنَّہُمْ شَکُّوْا فِیْ اَکْلِہِمْ
اِیَّاہُ وَہُمْ حُرُمٌ فَرُحْنَا وَخَبَأْتُ الْعَضُدَ مَعِیْ فَاَدْرَکْنَا رَسُوْلَ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَسَاَلْنَاہُ عَنْ ذٰلِکَ فَقَالَ مَعَکُمْ مِنْہُ شَیْءٌ

ساتھ مکہ معظمہ کے راستہ میں ایک مقام میں بیٹھا ہُوا تھا اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم ہمارے آگے قیام کئے ہُوئے تھے اور صحابہ کرام احرام باندھے ہُوئے تھے جبکہ میں محرِم نہ تھا۔ لوگوں نے حمار وحشی (گاؤخر) دیکھا اور میں جوتی سینے میں مشغول تھا لوگوں نے مجھے گاؤخر کی خبر نہ دی، لیکن وہ چاہتے تھے کہ میں خود بخود اس کو دیکھ لوں۔ اچانک میں ادھر متوجہ ہُوا تو اس کو دیکھ لیا پھر میں گھوڑے کی طرف گیا اور اس پر زین کسی پھر میں سوار ہو گیا اور کوڑا اور نیزہ بھول گیا۔ لوگوں نے کہا بخدا! ہم تیری کچھ مدد نہیں کریں گے۔ میں غصّہ سے بھر گیا اور گھوڑے سے اُتر کر کوڑا اور نیزہ پکڑا پھر سوار ہو گیا اور گاؤخر پر حملہ کیا اور اس کے پاؤں کاٹ ڈالے پھر وہ لے کر صحابہ کرام کے پاس آیا حالانکہ وہ مر چکا تھا وہ اس میں واقع ہُوئے اور اس کو کھانا شروع کر دیا۔ پھر اُنھوں نے اس کے کھانے میں شک کیا؛ حالانکہ وہ سب محرِم تھے۔ پس ہم نے

marfat.com

فَنَاوَلْتُهُ الْعَضُدَ فَاَكَلَهَا حَتّٰى تَعَرَّقَهَا وَهُوَ مُحْرِمٌ قَالَ ابْنُ جَعْفَرٍ وَحَدَّثَنِيْ زَيْدُ بْنُ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ مِثْلَهُ

بَابُ قَطْعِ اللَّحْمِ بِالسِّكِّيْنِ

۵۰۵۸ — حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ جَعْفَرُ بْنُ عَمْرِو بْنِ اُمَيَّةَ اَنَّ اَبَاهُ عَمْرًو ابْنَ اُمَيَّةَ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ رَاَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْتَزُّ مِنْ كَتِفِ شَاةٍ فِيْ يَدِهِ فَدُعِيَ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاَلْقَاهَا وَالسِّكِّيْنَ الَّتِيْ يَحْتَزُّ بِهَا ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ

راستہ لیا اور میں نے اس کا شانہ پوشیدہ رکھ لیا۔ ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا اور حضور سے اس کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کیا تمہارے پاس اس میں سے کچھ ہے؟ میں نے حضور کو شانہ پیش کیا۔ آپ نے وہ کھایا حتیٰ کہ دانتوں کے ساتھ اس کا گوشت نوچ کر کھایا؛ حالانکہ آپ مُحرِم تھے۔ محمد بن جعفر نے کہا مجھے زید بن اسلم نے عطاء بن یسار کے ذریعہ ابو قتادہ سے اس طرح خبر دی۔

شرح : عُراق اس ہڈی کو کہتے ہیں جس پر گوشت نہ ہو۔ اگر ہڈی پر گوشت ہو تو اس کو عرق کہتے ہیں۔ کہا جاتا ہے تعرقت العظم و اَعْرَقْتُہ "میں نے ہڈی سے گوشت نوچا (حدیث ۵۰۵۷ — ۱۷۰۶ ج : ۳ کی شرح دیکھیں)

باب چھری سے گوشت کاٹنا

۵۰۵۸ — ترجمہ : عمرو بن اُمیہ نے جعفر بن عمرو کو خبر دی کہ اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ بکری کا شانہ جو آپ کے ہاتھ مبارک میں تھا چھری سے کاٹ کر کھا رہے تھے آپ کو نماز کے لئے بلایا گیا تو شانہ اور چھری جس سے گوشت کاٹتے تھے پھینک دیا پھر کھڑے ہوئے اور نماز

marfat.com

بَابُ مَا عَابَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا قَطُّ

۵۰۵۹ ـ حَدَّثَنَا محمد بن كثير قَالَ اخبرنا سُفيٰن عن الاعمش عن ابی حازمٍ عن ابی هريرة قَالَ مَا عاب النَّبِيّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طعاما قطُّ ان اشتها اكله وان كرهه تركه

پڑھی اور وضوء نہ کیا۔

۵۰۵۸ — شرح : علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابن حزم سے نقل کیا گوشت چھُری سے کاٹ کر کھانا جائز ہے۔ نیز روٹی بھی چھری سے کاٹ کر کھانے میں حرج نہیں، کیونکہ روٹی وغیرہ کو چھری سے کاٹنے میں نہی وارد نہیں ہے۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ طبرانی نے ابن عباس اور ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہم سے روائت کی ہے کہ روٹی چھری سے کاٹ کر نہ کھاؤ جیسے عجمی کرتے ہیں۔ جب تم میں سے کوئی گوشت کھانے کا ارادہ کرے تو اس کو چھری سے نہ کاٹے لیکن اس کو ہاتھ میں پکڑ کر دانتوں سے نوچ کر کھائے

نیز ابوداؤد میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا گوشت چھری سے کاٹ کر نہ کھاؤ، کیونکہ یہ عجمیوں کی عادت ہے۔ اس کو دانتوں سے نوچ کر کھاؤ، اس کا جواب یہ ہے کہ طبرانی کی حدیث کی سند میں عباد بن بشر ثقفی ہے اور وہ ضعیف ہے اور ابوداؤد کی حدیث کے متعلق نسائی نے کہا ابو معشر کی بہت حدیثیں مُنکر ہیں اُن میں سے ایک یہ ہے۔ ابن عدی نے اس کو ضعیف غیر متابع علیہ کہا ہے۔ ابو معشر کا نام نجیح ہے (عینی)

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے کبھی کھانے پر عیب نہیں لگایا

یعنی حلال کھانے کو کبھی حضور نے بُرا نہیں کہا اور حرام کھانے کی مذمت فرماتے تھے اور اس کے تناول سے رکتے اور منع فرماتے تھے، کیونکہ عیب لگانا خلقت کے اعتبار سے ہے اور اللہ تعالیٰ کی خِلقت کو معیوب جاننا

marfat.com

بَابُ النَّفْخِ فِي الشَّعِيْرِ

۵۰۶۰ — حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِیْ مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْ حَازِمٍ اَنَّهٗ سَاَلَ سَهْلًا هَلْ رَاَيْتُمْ فِیْ زَمَانِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّقِیَّ قَالَ لَا فَقُلْتُ كُنْتُمْ تُنْخُلُوْنَ الشَّعِيْرَ قَالَ لَا وَلٰكِنْ كُنَّا نَنْفُخُهٗ

جائز نہیں ۔ اگر وہ لوگوں کی بنائی ہوئی ہو تو مکروہ نہیں ۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا طعام کے آداب سے یہ ہے کہ اس پر عیب نہ لگایا جائے ۔

۵۰۵۹ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی طعام کو معیوب نہیں جانا اگر اس کی خواہش ہوتی تو تناول فرماتے اگر خواہش نہ ہوتی تو چھوڑ دیتے ! (حدیث ۳۳۳۶ ج : ۵ کی شرح دیکھیں)

باب جَو کے آٹے میں پھونک مارنا

یعنی جو پیسنے کے بعد اس میں پھونک مارنا تاکہ چھلکے وغیرہ اُڑ جائیں اور خالص آٹا باقی رہ جائے اور چھانی سے نہ چھانا جائے پھر اسے روٹی یا ستّو وغیرہ کے لئے استعمال کیا جائے ۔

۵۰۶۰ — ترجمہ : ابوحازم نے کہا کہ اُنھوں نے سہل سے پوچھا کیا تم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں میدہ کی روٹی دیکھی تھی ؟ سہل نے کہا نہیں میں نے کہا کیا تم جَو کا آٹا چھانتے تھے ؟ کہا نہیں لیکن ہم اسے پھونک لیا کرتے تھے ۔

۵۰۶۰ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا میدے کی روٹی نہ دیکھنا بعثت کے بعد ہے ، کیونکہ بعثت سے پہلے حضور شام کی طرف تجارت کے لئے جایا کرتے تھے اور وہاں میدے کی روٹی بکثرت تھی ۔ اسی طرح چھانیاں

marfat.com

بَابُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهٗ يَأْكُلُوْنَ

۵۰۶۱ — حَدَّثَنَا اَبُوالنُّعْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَبَّاسٍ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا بَيْنَ اَصْحَابِهٖ تَمْرًا فَاَعْطٰى كُلَّ اِنْسَانٍ سَبْعَ تَمَرَاتٍ اِحْدٰهُنَّ حَشَفَةٌ فَلَمْ يَكُنْ فِيْهِنَّ تَمْرَةٌ اَعْجَبَ اِلَيَّ مِنْهَا شَدَّتْ فِيْ مَضَاغِيْ

وغیرہ بھی وہاں بکثرت تھیں؛ لہٰذا حضور نے وہاں میدے کی روٹی اور چھانی وغیرہ یقیناً دیکھی ہوگی اور بعثت کے بعد آپ مکہ معظمہ، طائف اور مدینہ منورہ ہی رہے۔ البتہ تبوک جو شام کے اطراف میں ہے وہاں تشریف لے گئے، لیکن وہاں طویل اقامت نہ فرمائی اور واپس تشریف لے آئے تھے اس کا جواب یہ ہے کہ بعثت سے پہلے سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم تاجر نہ تھے؛ کیونکہ ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچا ابوطالب کے ہمراہ شام کی جانب نکلے جبکہ آپ کی عمر شریف بارہ (۱۲) سال دو (۲) ماہ دس (۱۰) دن تھی (واقدی)

بحیرہ راہب کا واقعہ اسی سفر میں تھا۔ پھر دوسری بار پچیس (۲۵) برس کی عمر شریف میں خدیجۃ الکبریٰ کے غلام کے ساتھ مال لے کر شام کی طرف تشریف لے گئے اور بصری سے تجاوز نہ کیا اور تھوڑی مدت بعد واپس تشریف لے آئے اور کوئی شئ نہ تھی؛ لہٰذا میدہ کی روٹی اور چھانی وغیرہ کو دیکھنا متصور نہیں ہوتا؛ کیونکہ حضور نے اس مدت میں رومیوں سے میل جول نہیں فرمایا اور نہ اُن کے ہاں کھانا کھایا تھا تو میدے کی روٹیوں کو کیسے دیکھا ہوگا اور ایسے ہی چھانیاں آپ کے پیش نظر نہ ہوئیں تو اُن کو دیکھنا غیر یقینی ہُوا۔ پھر بعثت کے بعد حضور نے میدہ کی روٹی اور چھانی کی سماعت کی تھی؛ کیونکہ عدم رؤیت عدمِ سماعت کو مستلزم نہیں؛ کیونکہ اُن کی چھانیاں موجود تھیں، لیکن اُن کو استعمال نہ کرتے تھے اور صرف پھونک لیا کرتے تھے اور اسی پر اکتفاء کرتے تھے۔ جَو کا آٹا ہو یا کسی اور طعام کا آٹا ہو وہ اسی طرح کیا کرتے تھے؛ چونکہ عموماً اُن کا طعام جَو تھے اسی لئے یہ ذکر کئے ہیں۔ غائت مافی الباب یہ ہے کہ دُنیاوی زہادت کے باعث حضور نے چھانی طلب نہیں کی۔ اس لئے اس کو عیاناً نہ دیکھا تھا اور نہ ہی چھانی سے صاف کردہ آٹے کی روٹی کھائی تھی۔ واللہ ورسولہ اعلم!

marfat.com

۵۰۶۲ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ قَيْسٍ عَنْ سَعْدٍ قَالَ رَاَيْتُنِيْ سَابِعَ سَبْعَةٍ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَنَا طَعَامٌ اِلَّا وَرَقُ الْحُبْلَةِ اَوِ الْحُبْلَةُ حَتّٰى يَضَعَ اَحَدُنَا مَا تَضَعُ الشَّاةُ ثُمَّ اَصْبَحَتْ بَنُوْ اَسَدٍ تُعَزِّرُنِيْ عَلَى الْاِسْلَامِ خَسِرْتُ اِذًا وَضَلَّ سَعْيِيْ

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام کیا کھاتے تھے؟

۵۰۶۱ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم میں کھجوریں تقسیم فرمائیں اور ہر ایک کو سات سات کھجوریں دیں اور مجھے بھی سات کھجوریں دیں جن میں سے ایک ردّی کھجور تھی۔ اُن کھجوروں میں سے مجھے ردّی کھجور سے زیادہ پسند کوئی کھجور نہ تھی کیونکہ وہ چبانے میں سخت تھی۔

شرح : اس سے مقصود فقر کا اظہار ہے، کیونکہ اس وقت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہی حال تھا۔ حشفہ ردّی کھجور ہے وہ کھجور پر نہیں پکتی اور اس کی پختگی پوری نہیں ہوتی اور خشک ہو جاتی ہے۔ قولہ مَضَاغِیْ ،، بفتح المیم وکسرہا ،، ابن اثیر نے کہا ،، اَلْمَضَاغ ،، بفتح المیم وہ طعام ہے جو چبایا جائے نفس مضغ پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے۔

۵۰۶۲ ـــ ترجمہ : سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتواں شخص تھا (جو آپ پہ ایمان لائے تھے) اور ہمارا طعام صرف خاردار درخت کی پتیاں تھیں۔ حتیٰ کہ ہم بکریوں کی طرح مینگنیاں کرتے تھے۔ پھر بنو اسد مجھے اسلام کی تعلیم کرتے ہیں۔ اس وقت (یعنی اگر میں ان کی تعلیم کا محتاج ہوں) تو میں خسارے میں پڑ گیا اور میرے عمل ضائع ہو گئے۔

marfat.com

۵۰۶۳ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ قَالَ سَأَلْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ فَقُلْتُ هَلْ اَكَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّقِيَّ فَقَالَ سَهْلٌ مَا رَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّقِيَّ مِنْ حِيْنَ ابْتَعَثَهُ اللّٰهُ حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ قَالَ فَقُلْتُ لَهُ هَلْ كَانَ لَكُمْ فِیْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنَاخِلُ قَالَ مَا رَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۵۰۶۲ — شرح : حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اُن دس حضرات میں سے ہیں، جن کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مجلس میں جنت کی خوشخبری دی تھی جنہیں عشرہ مبشرہ کہا جاتا ہے۔ حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ ہے کہ وہ قدیم الاسلام ہیں اور جو سب سے پہلے مسلمان ہوئے تھے اُن میں آپ ساتویں ہیں اور وہ حضرت ابوبکر صدیق، عثمان غنی، علی المرتضیٰ، زید بن حارثہ زبیر بن عوام، عبدالرحمٰن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم ہیں۔ حُبلہ میں راوی نے شک کیا ہے کہ حاء مفتوح اور باء مجزوم ہے یا دونوں مضموم ہیں اور وہ خاردار درخت ہے جسے کیکر یا جھاؤ کہا جاتا ہے۔ اس حدیث سے مقصد یہ ہے کہ ابتداءِ اسلام میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی معیشت بہت کمزور تھی اس کے باوجود ان میں قناعت تھی اور اللہ تعالیٰ کے مقسوم پر راضی تھے۔

قولہ تُعَزِّرُوْنِیْ ،، یہ تعزیر بمعنی تادیب ہے یعنی بنو اسد مجھے اسلام کے احکام کی تعلیم کرتے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ عمر فاروق کی طرف سے کوفہ کے حاکم تھے۔ وہاں کے لوگوں نے عمر فاروق سے ان کی شکائت کی کہ وہ نماز اچھی طرح نہیں پڑھاتے ہیں۔ امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے انہیں مدینہ منورہ واپس بلا کر واقعہ کی تفتیش شروع کی جس میں وہ بری ثابت ہوئے اس لئے سعد نے کہا اگر میں بنو سعد کی تادیب و تعلیم کا محتاج ہوں تو اس وقت میرے عمل رائیگاں گئے؛ کیونکہ ہم نے کٹھن وقت میں اسلام قبول کیا جبکہ ہم درختوں کے پتوں سے گزارہ کرتے تھے۔ اس کے باوجود اگر ہم اسلام کے احکام میں ان کی تعلیم کے محتاج ہیں تو ہمارے پہلے عمل تو ضائع ہوگئے اس واقع کی تفصیل ہم ص ۶۷۵ ج : ۵ میں ذکر کر چکے ہیں) بعض شراح نے کہا بنو اسد سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مراد ہیں لیکن یہ صحیح نہیں کیونکہ عمر فاروق بنی عدی سے ہیں اور وہ بنو اسد سے نہیں۔

۵۰۶۳ — ترجمہ : ابو حازم نے کہا میں نے سہل بن سعد سے پوچھا کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

مُنْخَلًا مِنْ حِيْنِ اُبْتُعِثَ اللّٰهُ حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ قَالَ قُلْتُ كَيْفَ كُنْتُمْ تَأْكُلُوْنَ الشَّعِيْرَ غَيْرَ مَنْخُوْلٍ قَالَ كُنَّا نَطْحَنُهُ وَنَنْفُخُهُ فَيَطِيْرُ مَا طَارَ وَمَا بَقِيَ ثَرَيْنَاهُ فَاَكَلْنَاهُ

٥٠٦٤ ـــ حَدَّثَنِيْ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَخْبَرَنَا رَوْحُ ابْنُ عُبَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ ذِئْبٍ عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّهُ مَرَّ بِقَوْمٍ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ شَاةٌ مَصْلِيَّةٌ فَدَعَوْهُ فَاَبٰى اَنْ يَّاْكُلَ فَقَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الدُّنْيَا وَلَمْ يَشْبَعْ مِنْ خُبْزِ الشَّعِيْرِ

نے میدہ کی روٹی کھائی ہے۔ سہل نے کہا جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے میدہ کی روٹی نہیں دیکھی جب سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث فرمایا حتی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی روح پاک کو قبض کیا۔ ابوحازم نے کہا میں نے سہل سے کہا کیا جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے عہد مبارک میں تمہارے پاس چھانیاں ہوتی تھیں۔ سہل نے کہا جب سے جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا ہے آپ نے چھانی نہیں دیکھی حتی کہ انتقال فرما گئے۔ ابوحازم نے کہا میں نے سہل سے کہا تم چھانے بغیر جَو کیسے کھاتے تھے۔ سہل نے کہا ہم انہیں پیستے تھے پھر پھونک لیا کرتے تھے اور جو اُڑنے والا ہوتا اُڑ جاتا اور جو آٹا باقی رہتا اسے گوندھ کر روٹی پکا لیتے تھے پھر اسے کھا لیتے تھے (حدیث ٥٠٦٠ ج : ٧ کی شرح دیکھیں)

٥٠٦٤ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ وہ لوگوں کے پاس سے گزرے جن کے آگے بھنی ہُوئی بکری تھی۔ اُنھوں نے ابوہریرہ کو بلایا تو اُنھوں نے ان کی دعوت قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اور کہا جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم دُنیا سے تشریف لے گئے اور جَو کی روٹی بھی سیر ہو کر نہیں کھائی۔

٥٠٦٤ ـــ شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس وقت یہ خیال کیا تھا کہ سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی دنیاوی معیشت میں تنگی تھی۔ اس لئے بھنی ہوئی بکری کھانے سے

marfat.com

٥٠٦٥ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِی الْاَسْوَدِ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ یُوْنُسَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ مَا اَكَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى خِوَانٍ وَلَا فِیْ سُكُرُّجَةٍ وَلَا خُبِزَ لَهٗ مُرَقَّقٌ قُلْتُ لِقَتَادَةَ عَلٰى مَا يَأْكُلُوْنَ قَالَ عَلَى السُّفَرِ

٥٠٦٦ ـــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا شَبِعَ اٰلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْذُ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ مِنْ طَعَامِ الْبُرِّ ثَلٰثَ لَيَالٍ تِبَاعًا حَتّٰى قُبِضَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سے انکار کر دیا، حالانکہ اُنھوں نے ابوہریرہ کو کھانے کی دعوت دی تھی۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت قبول کرنے کی ترغیب دلائی ہے۔ ابوہریرہ نے کیوں انکار کیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ترکِ اجابت نہیں، کیونکہ حضور نے جس دعوت کو قبول کرنے کی ترغیب دلائی ہے۔ اس سے دعوتِ ولیمہ مراد ہے ہر دعوت مراد نہیں۔

٥٠٦٥ ـــ ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خوان اور چھوٹی چھوٹی پیالیوں میں نہیں کھایا اور نہ ہی حضور کے لئے پتلی روٹی پکائی گئی تھی۔ میں نے قتادہ سے کہا وہ کس پر کھانا کھاتے تھے اُنھوں نے کہا دسترخوان پر کھاتے تھے (حدیث ٥٠٣٨-٣٧ جلد : ٧ کی شرح دیکھیں)

٥٠٦٦ ـــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے۔ آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے گندم کی روٹی سیر ہو کر تین دن تک متواتر کبھی نہیں کھائی حتی کہ وفات پا گئے۔

٥٠٦٦ ـــ شرح : طعام البُر میں طعام کی اضافت عام کی اضافت خاص طرف ہے۔

marfat.com

بَابُ التَّلْبِيْنَةِ

۵۰۶۷ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا كَانَتْ اِذَا مَاتَ الْمَيِّتُ مِنْ اَهْلِهَا فَاجْتَمَعَ لِذٰلِكَ النِّسَاءُ ثُمَّ تَفَرَّقْنَ اِلَّا اَهْلَهَا وَخَاصَّتَهَا اَمَرَتْ بِبُرْمَةٍ مِنْ تَلْبِيْنَةٍ فَطُبِخَتْ ثُمَّ صُنِعَ ثَرِيْدٌ فَصُبَّتِ التَّلْبِيْنَةُ عَلَيْهَا قَالَتْ كُلْنَ مِنْهَا فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَلتَّلْبِيْنَةُ مُجَمَّةٌ لِفُؤَادِ الْمَرِيْضِ تَذْهَبُ بِبَعْضِ الْحُزْنِ

اگر طعام سے صرف گندم مراد ہو تو اضافت بیانیہ ہے جیسے شجر الاراک میں اضافت بیانیہ ہے۔ بھوک اختیار کرنا اور سیر ہو کر نہ کھانے سے ظاہر ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیاوی عیش میں رغبت نہ تھی ایسے ہی حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا حال تھا۔ ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے گوشت کا ثرید کھایا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ میں جُھٹا لے رہا تھا۔ حضور نے فرمایا اے ابو جحیفہ جُھٹاء رو کو جو لوگ دُنیا میں زیادہ سیر ہو کر کھاتے ہیں وہ قیامت میں بھوکے ہوں گے اس کے بعد ابو جحیفہ نے فوت ہونے تک کبھی سیر ہو کر کھانا نہیں کھایا جب وہ صبح کھاتے تو شام کو نہ کھاتے تھے اور جب شام کو کھاتے تھے تو صبح کو نہیں کھاتے تھے اور جب شام کو کھاتے تھے تو صبح کو نہیں کھاتے تھے۔

باب تلبینہ

تلبینہ شوربا ہے جو آٹے یا میدہ سے بنایا جاتا ہے کبھی اس میں شہد بھی ملایا جاتا ہے اس کو تلبینہ اس لئے کہتے ہیں کہ یہ سفید اور پتلا ہونے میں دودھ کے مشابہ ہے جو رقیق پکا ہوا ہو وہ نافع ہوتا ہے۔ اور اگر وہ سخت ہو جائے تو اسے خزیرہ کہتے ہیں۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تلبینہ بغیض نافع ہے۔ بغیض اس لئے فرمایا کہ مریض اس کو اچھا نہیں سمجھتا جیسے دواء کو اچھا نہیں جانتا۔ اس کو تلبین بھی کہتے ہیں یہ لبن سے

marfat.com

بَابُ الثَّرِيْدِ

۵۰۶۸ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنِيْ شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ الْجَمَلِيِّ عَنْ مُرَّةَ الْهَمْدَانِيِّ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى الْاَشْعَرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَمُلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيْرٌ وَلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَاءِ اِلَّا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَاٰسِيَةُ امْرَاَةُ فِرْعَوْنَ وَفَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلٰى سَائِرِ الطَّعَامِ

تفصیل کے وزن پر ہے۔

۵۰۶۷ ـ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی ان کے رشتہ داروں سے فوت ہو جاتا تو عورتیں جمع ہوتیں پھر وہ چلی جاتیں اور صرف اس کے رشتہ دار اور خاص لوگ رہ جاتے تو وہ ہنڈیا میں تلبینہ بنانے کا حکم دیتیں؛ چنانچہ تلبینہ پکایا جاتا پھر ثرید بنایا جاتا اور اس پر تلبینہ ڈالا جاتا پھر ام المؤمنین فرماتیں اس سے کھاؤ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ آپ فرماتے تھے تلبینہ بیمار کے دل کو سکون دیتا ہے اور کچھ غم دُور کرتا ہے۔

۵۰۶۷ ـ شرح : مُجَمَّةٌ بفتح المیم بروزن مُفْعِلَةٌ ہے۔ جَمَّ یَجُمُّ سے مشتق ہے۔ میم مضموم اور جیم مکسور بھی مروی ہے اس وقت یہ اسم فاعل ہے یہاں فؤاد سے مراد فم معدہ ہے۔ غذا کی کمی کے باعث اعضاء کی خشکی زیادہ ہو جاتی ہے۔ خصوصاً معدہ پر خشکی کے غلبہ سے غمناک کا دل کمزور ہو جاتا ہے اور یہ غذا معدہ کو مرطوب اور قوی کرتی ہے۔ جس سے غم دُور ہوتا ہے اور دل کو تسکین ملتی ہے۔

باب ثرید

روٹی کے ٹکڑے کر کے انہیں شوربا میں ڈالتے ہیں اسے ثرید کہتے ہیں یہ عربوں کی مرغوب غذا ہے

marfat.com

۵۰۶۹ ـــ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِیْ طُوَالَةَ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَی النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِیْدِ عَلٰی سَائِرِ الطَّعَامِ

۵۰۷۰ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُنِیْرٍ سَمِعَ اَبَا حَاتِمٍ الْاَوْشَهِلِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ اَنَسٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی غُلَامٍ لَّهٗ خَیَّاطٍ فَقَدَّمَ اِلَیْهِ قَصْعَةً فِیْهَا ثَرِیْدٌ قَالَ وَاَقْبَلَ عَلٰی عَمَلِهٖ قَالَ فَجَعَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَتَتَبَّعُ الدُّبَّآءَ قَالَ فَجَعَلْتُ اَتَتَبَّعُهٗ وَاَضَعُهٗ بَیْنَ یَدَیْهِ فَمَا زِلْتُ بَعْدُ اُحِبُّ الدُّبَّآءَ

۵۰۶۸ ـــ ترجمہ : ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت مرد کامل ہوئے اور عورتوں میں سے صرف مریم بنت عمران اور فرعون کی بیوی آسیہ کاملہ ہوئیں تمام عورتوں پر عائشہ کی فضیلت تمام کھانوں پر ثرید کی فضیلت کی طرح ہے (حدیث : ۳۲۱۴ ج: ۵ کی شرح دیکھیں)

۵۰۶۹ ـــ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورتوں پر عائشہ کی فضیلت ایسی ہے جیسے سارے کھانوں پر ثرید کی فضیلت ہے (حدیث ع ۳۵۲۴ کی شرح دیکھیں)

۵۰۷۰ ـــ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کے درزی غلام کے پاس پہنچے اُس نے حضور کو پیالہ پیش کیا جس میں ثرید تھا۔ پھر اپنے کام کی طرف متوجہ ہُوا انس نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کدّو تلاش کرتے تھے۔ میں بھی کدّو تلاش کرنے لگا اور اسے حضور کے آگے رکھتا جاتا تھا۔ انس نے کہا اس کے بعد میں ہمیشہ کدّو سے محبت کرتا تھا۔

marfat.com

بَابُ شَاةٍ مَسْمُوطَةٍ وَالْكَتِفِ وَالْجَنْبِ

٥٠٧١ ـــ حَدَّثَنَا مُدْبَةُ بْنُ خَلِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيٰى عَنْ قَتَادَةَ قَالَ كُنَّا نَأْتِيْ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ وَخَبَّازُهُ قَائِمٌ قَالَ كُلُوا فَمَا أَعْلَمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأٰى رَغِيْفًا مُرَقَّقًا حَتّٰى لَحِقَ بِاللّٰهِ وَلَا رَأٰى شَاةً مَسْمُوطَةً بِعَيْنِهِ قَطُّ

٥٠٧٢ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيِّ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْتَزُّ مِنْ كَتِفِ شَاةٍ فَأَكَلَ مِنْهَا فَدُعِيَ إِلَى الصَّلٰوةِ فَقَامَ فَطَرَحَ السِّكِّيْنَ فَصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ

باب بھنی ہوئی بکری، شانہ اور پہلو کا گوشت

٥٠٧١ ـــ ترجمہ : قتادہ نے کہا ہم انس بن مالک کے پاس آئے جبکہ اُن کا خبّاز (باورچی) کھڑا تھا۔ حضرت انس نے کہا جو یہ روٹی پکاتا ہے کھاؤ میں نہیں جانتا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پتلی چپاتی کھائی ہو حتی کہ اللہ تعالیٰ سے جا ملے اور نہ ہی آپ نے اپنی آنکھوں سے بھنی ہوئی بکری دیکھی ہے۔

٥٠٧١ ـــ شرح : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے علم کی نفی کی اور ان کی مراد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کھانے کی نفی ہے۔ علامہ کرمانی نے شارح تراجم سے نقل کیا کہ حضرت انس کا مقصود یہ ہے کہ بھنی ہوئی بکری کھانا جائز ہے، کیونکہ حضور کا بھنی ہوئی بکری کو نہ دیکھنے کو یہ لازم نہیں کہ آپ نے اس کا کوئی بھنا ہوا عضو بھی نہیں دیکھا، کیونکہ حضور نے بکری کے پائے کھائے ہیں، حالانکہ وہ بھنے جاتے ہیں، لیکن یہ بات مخفی نہ رہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بھنی ہوئی بکری کے

marfat.com

بَابُ مَا كَانَ السَّلَفُ يَدَّخِرُوْنَ فِيْ بُيُوْتِهِمْ وَأَسْفَارِهِمْ مِنَ الطَّعَامِ وَاللَّحْمِ وَغَيْرِهِ

وَقَالَتْ عَائِشَةُ وَأَسْمَاءُ ابْنَتَا أَبِيْ بَكْرِنِ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ صَنَعْنَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِأَبِيْ بَكْرٍ سُفْرَةً ۲

کھانے اور اس کو دسترخوان پر رکھنے کی نفی کی ہے، کیونکہ متکبر اسی طرح کرتے ہیں کہ گوشت روسٹ کردہ دسترخوان پر لگاتے ہیں اور پھر بڑے مزے سے کھاتے ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم متکبروں کی طرح مزے سے ایسا گوشت نہ کھاتے تھے۔ (حدیث: ۵۰۲۷، ج: ۷ کی شرح دیکھیں)

۵۰۷۲ — ترجمہ: عمرو بن اُمیّہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ بکری کے شانہ سے گوشت کاٹتے تھے۔ پھر آپ نے اس سے کھایا آپ کو نماز کے لئے بلایا گیا تو آپ اُٹھے اور چھری پھینک دی اور وضو نہ کیا (حدیث ۵۰۵۸ ج: ۷ کی شرح دیکھیں)

باب پہلے لوگ اپنے گھروں اور سفر میں جو کھانا اور گوشت وغیرہ ذخیرہ کرتے تھے

ام المؤمنین عائشہ اور اسماء رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لئے توشہ دان بنایا تھا "

یعنی جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم عازمِ مدینہ منورہ ہوئے اور مکہ مکرمہ سے ہجرت فرمالی تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ہمراہ لے کر غارِ ثور میں تشریف لے گئے اس وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی دونوں صاحبزادیوں نے ان کے لئے کھانا تیار کر کے ہمراہ کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسافر کے لئے سفر میں توشہ دان ساتھ لے جانا جائز ہے۔ صحیح احادیث میں مذکور ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سفر میں کھانا لے جاتے تھے نیز

marfat.com

٥٠٧٣ — حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَابِسٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ اَنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُؤْكَلَ لُحُوْمُ الْاَضَاحِيِّ فَوْقَ ثَلٰثٍ قَالَتْ مَا فَعَلَهُ اِلَّا فِيْ عَامٍ جَاعَ النَّاسُ فِيْهِ فَاَرَادَ اَنْ يُطْعِمَ الْغَنِيُّ الْفَقِيْرَ وَاِنْ كُنَّا لَنَرْفَعُ الْكُرَاعَ فَنَاْكُلُهُ بَعْدَ خَمْسَ عَشَرَةَ قِيْلَ مَا اضْطَرَّكُمْ اِلَيْهِ فَضَحِكَتْ قَالَتْ مَا شَبِعَ اٰلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خُبْزِ بُرٍّ مَادُوْمٍ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ حَتّٰى لَحِقَ بِاللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَقَالَ ابْنُ كَثِيْرٍ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَابِسٍ بِهٰذَا

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اہلِ خانہ کے لئے ایک سال کا خرچہ جمع فرماتے تھے مومنوں کے لئے یہی حجت کافی ہے اور کھانا ذخیرہ کرنے سے ایمان میں باعث نقصان نہیں۔ لہٰذا استقبل کے لئے طعام ذخیرہ کرنا مباح ہے اور یہ توکل کے منافی نہیں، لیکن حضرات صوفیہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ مجاہدۂ نفس میں عزیمت پر عمل کرتے ہیں اور یہ ہر وقت محمود اور قابل ستائش ہے؛ چنانچہ ایک غزوہ کی تیاری میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے گھر کا سارا سامان دربار رسالت میں پیش کردیا جبکہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے گھر کا آدھا سامان حاضر کیا تھا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بنظر استحسان دیکھا اور عمر فاروق پر صدیق کو فضیلت دی۔ لہٰذا یہ کہنا کہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے اثر سے امام نے صوفیہ کا رد کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں کل کے لئے طعام ذخیرہ کرنا جائز نہیں اور سیر ہو کر کھانا کھانے کے بعد نامذ طعام کا صدقہ نہ کرنے والا کامل مؤمن نہیں اور جو اس کا خلاف کرے وہ اللہ پر توکل نہیں کرتا اور اس کے ساتھ سوءِ ظن رکھتا ہے۔ محل نظر ہے۔ الحاصل صوفیہ کا مسلک عزیمت پر مبنی ہے جبکہ ذخیرہ کرنے میں اباحت ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم! ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا علاتی بہنیں ہیں کیونکہ ان کے والد ماجد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، لیکن ان کی مائیں جدا گانہ ہیں جبکہ ام المؤمنین کی والدہ امّ رومان بنت عامر ہیں اور اسماء کی والدہ ام عزیٰ قیلہ ہیں وہ عبداللہ بن ابی بکر کی حقیقی ہمشیرہ ہیں جبکہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا عبدالرحمٰن بن ابی بکر کی عینی ہمشیرہ ہیں۔

٥٠٧٣ — ترجمہ : عبدالرحمٰن بن عابس نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے ام المؤمنین

marfat.com

۵۰۷۴ — حَدَّثَنِیْ عبد اللہ بن مُحَمَّد قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰن عن عمرو عن عطاء عن جابر قَالَ کنا نتزوّد لحوم الھدی علی عھد النبیّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الی المدینۃ تابعہ مُحَمَّد عن ابن عُیَیْنَۃ وَقَالَ ابن جُرَیج قلت لعطآء اَقَالَ حتی جئنا المدینۃ قَالَ لا

عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ میں کھانے سے منع فرمایا ہے؟ اُنھوں نے فرمایا صرف ایک سال منع کیا تھا جس سال لوگ (قحط کے باعث) بھوکے تھے تو حضور نے ارادہ کیا کہ مال دار غریبوں کو گوشت کھلائیں (اور حال یہ ہے) کہ ہم پائے رکھ لیتے تھے اور پندرہ دن کے بعد کھاتے تھے۔ کہا گیا تمہیں ایسا کرنے پر کس نے مجبور کیا تھا۔ ام المؤمنین ہنس پڑیں اور فرمایا جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عیال نے سالن کے ساتھ گیہوں کی روٹی تین دن سیر ہو کر نہیں کھائی حتی کہ اللہ سے جا ملے۔ ابن کثیر نے کہا ہمیں سُفیان نے خبر دی کہ عبدالرحمٰن بن عابس نے یہ بیان کیا۔

۵۰۷۳ — شرح : طعام سے مراد ہر وہ ہے جو کھائی جائے جائے اور پائے بھی کھائے جاتے ہیں لہٰذا باب سے مناسبت ظاہر ہے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا مقصد یہ ہے کہ ایک دفعہ قحط کے سال حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کا گوشت ذخیرہ کرنے سے منع فرمایا تھا تاکہ مالدار غرباء کو طعام کھلائیں۔ اس کے بعد یہ حکم منسوخ ہو گیا۔

سائل کے جواب میں ام المؤمنین کا ہنسنا بطور تعجب تھا کہ جب اس کو علم ہے کہ آلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی معیشت میں وسعت نہ تھی اور کئی کئی روز وہ کھانا نہ کھاتے تھے تو مجبوری کا سبب دریافت کرنا تعجب سے خالی نہیں۔

۵۰۷۴ — ترجمہ : حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک عہد میں قربانی کا گوشت مدینہ منورہ تک لاتے تھے۔ عبداللہ بن محمد کی محمد بن سلام نے سفیان بن عُیَیْنہ سے روائت کرنے میں متابعت کی۔ ابن جُریج نے کہا میں نے عطاء سے کہا کیا اُنھوں نے یہ کہا تھا حتیٰ کہ ہم مدینہ منورہ آجاتے۔ عطاء نے کہا یہ نہیں کہا۔

کتاب الاضاحی میں اس کو مفصل ذکر کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ

marfat.com

بَابُ الْحَيْسِ

٥٠٧٥ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ اَبِيْ عَمْرٍو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَنْطَبٍ اَنَّهٗ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَبِيْ طَلْحَةَ اِلْتَمِسْ غُلَامًا مِنْ غِلْمَانِكُمْ يَخْدُمُنِيْ فَخَرَجَ بِيْ اَبُوْ طَلْحَةَ يُرْدِفُنِيْ وَرَاءَهٗ فَكُنْتُ اَخْدُمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلَّمَا نَزَلَ فَكُنْتُ اَسْمَعُهٗ يُكْثِرُ اَنْ يَقُوْلَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَضَلَعِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ فَلَمْ اَزَلْ اَخْدُمُهٗ حَتّٰى اَقْبَلْنَا مِنْ خَيْبَرَ وَاَقْبَلَ بِصَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ قَدْ حَازَهَا فَكُنْتُ اَرَاهٗ يُحَوِّيْ وَرَاءَهٗ بِعَبَاءَةٍ اَوْ بِكِسَاءٍ ثُمَّ يُرْدِفُهَا وَرَاءَهٗ حَتّٰى اِذَا كُنَّا بِالصَّهْبَاءِ صَنَعَ حَيْسًا فِيْ نِطَعٍ ثُمَّ اَرْسَلَنِيْ فَدَعَوْتُ رِجَالًا فَاَكَلُوْا وَكَانَ ذٰلِكَ بِنَاءَهٗ بِهَا ثُمَّ اَقْبَلَ حَتّٰى

بَابُ الْحَيْسِ

حَیس وہ کھانا ہے جو کھجور، پنیر اور گھی سے بنایا جاتا ہے"

٥٠٧٥ — ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطلحہ سے فرمایا اپنے بچوں میں سے کوئی بچہ تلاش کرو جو میری خدمت کیا کرے پس ابوطلحہ مجھے لے کر نکلے اس حال میں کہ مجھے سواری پر اپنے پیچھے بٹھایا تھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی کسی مقام میں اترتے میں حضور کی خدمت کرتا میں نے آپ کو بکثرت یہ فرماتے

marfat.com

إِذَا بَدَا لَهُ أُحُدٌ قَالَ هٰذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ فَلَمَّا أَشْرَفَ عَلَى الْمَدِيْنَةِ قَالَ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أُحَرِّمُ مَا بَيْنَ جَبَلَيْهَا مِثْلَ مَا حَرَّمَ بِهِ إِبْرَاهِيْمُ مَكَّةَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيْ مُدِّهِمْ وَصَاعِهِمْ

بَابُ الْأَكْلِ فِيْ إِنَاءٍ مُفَضَّضٍ

سُنا اے اللہ! میں تیرے ذریعہ غم واندوہ عجز، سستی، بخل، قرضہ کا بوجھ اور لوگوں کے غالب ہوجانے سے پناہ چاہتا ہوں میں ہمیشہ حضور کی خدمت کرتا رہا حتی کہ ہم خیبر سے واپس آئے اور صفیہ بنت حیی کو لے کر آئے جن کو غنیمت میں سے اپنے لئے اختیار کیا تھا۔ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا ہوں حضور اپنے پیچھے اس کے لئے کمبل یا چادر تان رہے ہیں پھر ان کو پیچھے بٹھایا یہاں تک کہ ہم صہباء مقام میں پہنچے تو آپ نے چمڑے دسترخوان پر تیار کروایا پھر مجھے بھیجا تو میں نے لوگوں کو بلایا پس انھوں نے کھایا یہ صفیہ سے زفاف کی خلوت تھی پھر حضور چلے حتی کہ آپ کے سامنے جبل اُحُد ظاہر ہوا تو فرمایا یہ اُحُد پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے ہم اس سے محبت کرتے ہیں جب آپ مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو فرمایا اے اللہ! میں مدینہ منورہ کو حرام قرار دیتا ہوں جو دو پہاڑوں کے درمیان ہے جیسے ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کو حرام قرار دیا تھا۔ اے اللہ! مدینہ منورہ والوں کے صاع میں برکت فرما۔

٥٠٧٥ — شرح : ابوطلحہ کا نام زید بن سہل ہے وہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے شوہر تھے۔ جو حضرت انس بن مالک کی والدہ ہیں۔ هَمٌّ اور حزن ہم معنی ہیں۔ بعض نے کہا هَمّ مکروہ حال والی شئی ہے جس کا کوئی تصور کرتا ہے اور حُزن ہر وہ مکروہ شئی ہے جو زمانہ ماضی سے متعلق ہو۔ عجز ضروری اشیاء کے ادا کرنے پر قادر نہ ہونا بعض روایات میں غلبۃ الرجال کی جگہ قہر الرجال ہے یعنی قرض خواہوں کا غلبہ کرنا اور قرض کی ادائیگی کے لئے ان کا تقاضا کرنا حالانکہ کوئی چیز ادا کرنے کے لئے پاس نہ ہو۔ یحوی کے معنی تاننے کے ہیں۔ عباء وہ کمبل ہے جس میں سیاہ لکیریں ہوتی ہیں۔ اُحُد کے محبت کرنے کا معنی یہ ہے کہ احد والے لوگ محبت کرتے ہیں یا مجازی معنی مراد ہے۔

حدیث ٢٠٩٥ ج : ٣ کی شرح اور باب کے عنوان کی شرح میں اس مسئلہ کی بسط سے تفصیل مذکور ہے۔

marfat.com

٥٠٧٦ — حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَيْفُ بْنُ اَبِیْ سُلَيْمٰنَ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يَقُوْلُ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِیْ لَيْلٰى اَنَّهُمْ كَانُوْا عِنْدَ حُذَيْفَةَ فَاسْتَسْقٰى فَسَقَاهُ مَجُوْسِیٌّ فَلَمَّا وَضَعَ الْقَدَحَ فِیْ يَدِهٖ رَمٰى بِهٖ وَقَالَ لَوْلَا اَنِّیْ نَهَيْتُهٗ غَيْرَ مَرَّةٍ وَلَا مَرَّتَيْنِ كَاَنَّهٗ يَقُوْلُ لَهٗ اَفْعَلُ هٰذَا وَلٰكِنِّیْ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تَلْبَسُوا الْحَرِيْرَ وَلَا الدِّيْبَاجَ وَلَا تَشْرَبُوْا فِیْ اٰنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَلَا تَاْكُلُوْا فِیْ صِحَافِهَا فَاِنَّهَا لَهُمْ فِی الدُّنْيَا وَهِیَ لَكُمْ فِی الْاٰخِرَةِ

باب چاندی کے ملمّع کئے ہوئے برتن میں کھانا

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک چاندی کے ملمع کردہ برتن میں سے پینا جائز ہے۔ بشرطیکہ چاندی کے ٹکڑے پر منہ نہ رکھے۔ اس شرط کے ساتھ تخت اور کرسی جو چاندی سے مرصع ہو پر بیٹھنا بھی جائز ہے۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ اس کو مکروہ جانتے ہیں۔ امام محمد رحمہ اللہ بھی یہی کہتے ہیں۔ ایک روائت کے مطابق وہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے متفق ہیں۔ اور وہ برتن جو چاندی سے بنایا گیا ہو اس میں کھانا پینا مرد و زن سب کے لئے حرام ہے اور جس برتن کے ٹکڑے چاندی یا سونے سے باندھے ہوئے ہوں اس میں کھانا پینا جائز ہے اس لئے فقہاء کہتے ہیں کہ جب برتن چاندی کے تاروں سے مضبوط کیا گیا ہو تو چاندی کے مقام سے پرہیز کرے اور اگر برتن پر چاندی یا سونے کا پانی چڑھایا ہو تو اگر وہ پگھلانے سے جدا ہو جاتا ہے تو اس میں کھانا پینا جائز نہیں اور اگر جدا نہیں ہوتا تو احناف کے مذہب میں اس میں کھانا پینا جائز ہے۔

٥٠٧٦ — ترجمہ: عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے کہا لوگ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے۔ حذیفہ نے پانی طلب کیا تو ایک مجوسی پانی لایا جب پیالہ ہتھیلی پر رکھا تو اس کو پھینک دیا اور کہا اگر میں نے ایک بار یا دو بار منع نہ کیا ہوتا (تو میں اس کو نہ پھینکتا)

marfat.com

بَابُ ذِكرِ الطَّعَامِ

۵۰۷۷ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْعَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِیْ یَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ مِثْلُ الْاُتْرُجَّۃِ رِیْحُھَا

گویا کہ انھوں نے کہا میں نے یہ نہیں کیا (پیالہ نہیں پھینکا) لیکن میں نے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ آپ فرماتے تھے ریشم نہ پہنو اور نہ دیباج پہنو اور نہ ہی سونے چاندی کے برتنوں میں پانی پیئو ؛ کیونکہ یہ کافروں کے لئے دُنیا میں ہیں اور ہمارے لئے آخرت میں ہیں۔

۵۰۷۶ — شرح : علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے صاحبِ توضیح سے نقل کیا کہ حدیث اور عنوان میں مطابقت نہیں کیونکہ حدیث کا مدلول یہ ہے کہ چاندی کے برتن میں نہ کھاؤ اور عنوان میں چاندی سے مرصع برتن کا ذکر ہے، لیکن جو برتن حضرت حُذیفہ کے پاس لایا گیا تھا وہ مرصع تھا اور پینے کی جگہ پر چاندی کا ٹکڑا تھا۔ ایسے ہی ہاتھ سے پکڑنے کے لئے کوئی جگہ چاندی سے خالی نہ تھی ؛ لیکن یہ وجہ بعید ہے۔

علامہ کرمانی نے جواب دیا کہ اگرچہ لفظ مُفَضَّض ،، سے یہ ظاہر ہے کہ اس میں چاندی کے ٹکڑے تھے، لیکن وہ سارا چاندی سے بنا ہُوا تھا یعنی عنوان سے بھی یہی معنی مُراد ہے۔ اس پر عینی نے اعتراض کیا کہ کرمانی کا یہ کہنا کہ عنوان میں اس سے مراد وہ ہے، جو چاندی کے برتن کو شامل ہو تو اس شمول سے کیا مراد ہے ؟ اگر یہ مراد ہے کہ لغت میں دونوں معنوں پر اس کا اطلاق ہوتا ہے تو اس کے لئے دلیل کی ضرورت ہے اگر اصطلاحی معنی مراد ہے تو یہ بھی صحیح نہیں ؛ کیونکہ فقہاء نے چاندی سے ملمع برتن اور چاندی کے برتن میں فرق بیان کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں چاندی کا برتن مطلقاً حرام ہے اور مفضّض یعنی جس میں چاندی کے ٹکڑے لگے ہوں مذکور شرط سے حرام نہیں۔ یعنی چاندی کے ٹکڑے کو ہاتھ نہ لگے اور نہ اس پر مُنہ رکھے۔ ابن منذر نے کہا مفضّض اور اس طرح مُضَبَّب سونے چاندی کا برتن نہیں۔ جب تک اس پر پی نہ آئے حرام نہیں۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اس لئے برتن پھینک دیا تھا کہ زبانی طور پر بار بار کہنے کے باوجود وہ یہ برتن لے آئے تھے اس لئے زجر و تہدید کے طور پر اس کو پھینکا اور زبانی کلام پر اکتفاء نہ کی۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ریشمی کپڑے باریک ہوں یا موٹے ہوں اور سونے چاندی کے برتن حرام ہیں۔ چاروں اماموں نے یہی کہا ہے۔

marfat.com

طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا طَيِّبٌ وَمَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِيْ لَا يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ مَثَلُ التَّمْرَةِ لَا رِيْحَ لَهَا وَطَعْمُهَا حُلْوٌ وَمَثَلُ التَّمْرَةِ لَا رِيْحَ لَهَا وَطَعْمُهَا حُلْوٌ وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِيْ لَا يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ لَيْسَ لَهَا رِيْحٌ وَّطَعْمُهَا مُرٌّ وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِيْ يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ مَثَلُ الرَّيْحَانَةِ رِيْحُهَا طَيِّبٌ وَّطَعْمُهَا مُرٌّ

باب کھانے کا ذکر

٥٠٧٧ — ترجمہ : ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن جو قرآن پڑھتا ہے، کی مثال نارنگی سی ہے جس کی خوشبو اچھی اور مزہ بھی اچھا ہے اور مومن جو قرآن نہیں پڑھتا اس کی مثال کھجور سی ہے جس کی خوشبو نہیں اور مزہ اچھا ہے اور منافق جو قرآن پڑھتا ہے کی مثال ریحانہ کے پھول سی ہے۔ جس کی خوشبو اچھی ہے اور اس کا مزا کڑوا ہے اور منافق جو قرآن نہیں پڑھتا کی مثال تمہ سی ہے جس کی نہ خوشبو ہے اور اس کا مزا کڑوا ہے۔

٥٠٧٧ — شرح : مومن سے مراد کامل مومن ہے اور منافق سے مراد عملی منافق ہے اعتقادی منافق مزاد نہیں۔ اس حدیث کی مناسبت عنوانِ باب سے اس طرح ہے کہ اس میں پاکیزہ اور خوش ذائقہ طعام کھانے کی اباحت اور تلخ طعام کی کراہت کی طرف اشارہ ہے جبکہ حدیث شریف میں تلخ طعام کی مذمت کی ہے؛ کیونکہ قرآن پڑھنے والے مومن کو نارنگی سے تشبیہ دی ہے جو خوش ذائقہ اور خوشبودار ہوتی ہے اور قرآن نہ پڑھنے والے مومن کو کھجور سے تشبیہ دی جو خوش ذائقہ ہے اور خوشبودار نہیں اور منافق کو تمہ اور ریحانہ سے تشبیہ دی جس کا مزہ تلخ ہے۔ اس میں یہ اشارہ ہے کہ جس کا مزہ تلخ ہو وہ منافق کی طرح مکروہ اور مردود ہے۔ نیز حدیث میں لفظ طعم کا بار بار ذکر ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ فضائل قرآن میں یہ حدیث مذکور ہے اس میں مومن قرآن پڑھنے والا اور اس پر عمل کرنے والا مذکور ہے یہاں صرف قرآن پڑھنے والا مومن مذکور ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں قرآن پڑھنے والے اور نہ پڑھنے والے میں فرق بیان کرنا مقصود ہے اس پر عمل کرنے کا حکم مقصود نہیں۔ جبکہ عمل مومن کامل کو لازم ہے اسے ذکر کیا جائے یا نہ ذکر کیا جائے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

marfat.com

٥٠٧٨ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا خَلِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلٰى سَائِرِ الطَّعَامِ

٥٠٧٩ ـ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عليه وَسَلَّمَ قَالَ اَلسَّفَرُ قِطْعَةٌ مِّنَ الْعَذَابِ يَمْنَعُ اَحَدَكُمْ نَوْمَهٗ وَطَعَامَهٗ فَاِذَا قَضٰى نَهْمَتَهٗ مِنْ وَجْهِهٖ فَلْيُعَجِّلْ اِلٰى اَهْلِهٖ

بَابُ الْاُدُمِ

٥٠٨٠ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ رَبِيْعَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ يَقُوْلُ كَانَ فِيْ بَرِيْرَةَ ثَلٰثُ سُنَنٍ اَرَادَتْ عَائِشَةُ اَنْ تَشْتَرِيَهَا فَتُعْتِقَهَا فَقَالَ اَهْلُهَا وَلَنَا الْوَلَآءُ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوْ شِئْتِ شَرَطْتِيْ لَهُمْ فَاِنَّمَا

٥٠٧٨ ـ ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عائشہ کی عورتوں پر فضیلت ثرید کی باقی طعام پر فضیلت سی ہے

حدیث ع ٢٥٢٤ ج : ٥ کی شرح دیکھیں۔

٥٠٧٩ ـ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سفر عذاب کا ٹکڑا ہے تم میں سے کسی کو نیند کرنے اور کھانے پینے سے روکتا ہے۔ جب تم میں سے کوئی سفر میں حاجت پوری کرلے تو جلد اپنے گھر لوٹ آئے۔

(حدیث : ع ـــــ ج : کی شرح دیکھیں)

باب ترکاریوں کا بیان

marfat.com

اَلْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ قَالَ وَاُعْتِقَتْ فَخُيِّرَتْ فِیْ اَنْ تَقِرَّ تَحْتَ زَوْجِهَا اَوْ تُفَارِقَهٗ وَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا بَيْتَ عَائِشَةَ وَعَلَى النَّارِ بُرْمَةٌ تَفُوْرُ فَدَعَا بِالْغَدَاءِ فَاُتِیَ بِخُبْزٍ وَّ اُدُمٍ مِنْ اُدُمِ الْبَيْتِ فَقَالَ اَلَمْ اَرَ لَحْمًا قَالُوْا بَلٰی يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّهٗ لَحْمٌ تُصُدِّقَ بِهٖ عَلٰی بَرِيْرَةَ فَاَهْدَتْهُ لَنَا فَقَالَ هُوَ صَدَقَةٌ عَلَيْهَا وَهَدِيَّةٌ لَنَا

اُدُم بضم الہمزہ والدال ادام کی جمع بمعنی ترکاریاں ہے۔ بعض نے کہا دال مفتوح ہو تو مفرد مضموم ہو تو جمع ہے "

٥٠٨٠ — ترجمہ : قاسم بن ربیعہ نے کہا بریرہ میں تین شرعی حکم ہیں۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے انکو خریدنے کا ارادہ کیا کہ آزاد کریں گی۔ تو بریرہ کے مالکوں نے کہا ولاء ہمارے لئے ہوگی۔ ام المؤمنین یہ واقعہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو حضور نے فرمایا اگر چاہتی ہو تو اُن سے یہ شرط کرلو کہ ولاء اس کے لئے جو اس کو آزاد کرے، راوی نے کہا بریرہ آزاد کر دی گئی تو اس کو یہ اختیار دیا گیا کہ اپنے شوہر (مغیث) کے نکاح میں رہے یا اس سے علیحدہ ہو جائے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے جبکہ آگ پر ہنڈی جوش مار رہی تھی۔ حضور نے ناشتہ طلب فرمایا تو روٹی اور گھر میں موجود سالن پیش کیا گیا تو فرمایا کیا میں گوشت نہیں دیکھتا ہوں؟ گھر والوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! کیوں نہیں گوشت پک رہا ہے وہ گوشت بریرہ پر صدقہ کیا گیا ہے۔ اس نے وہ ہمیں بطورِ ہدیہ دیا ہے (اور آپ صدقہ نہیں کھاتے ہیں) سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ بریرہ پر صدقہ تھا اور ہمارے لئے ہدیہ ہے۔

٥٠٨٠ — شرح : قولہ "وَلَنَا الْوَلَاءُ" معطوف علیہ مقدر ہے وہ یہ کہ "وَقَالَ اَهْلُهَا نَبِيْعُ وَلَنَا الْوَلَاءُ" یعنی بریرہ کے مالکوں نے کہا ہم اسے بیچتے ہیں لیکن

marfat.com

بَابُ الْحَلْوَاءِ وَالْعَسَلِ

٥٠٨١ ـ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الْحَنْظَلِيُّ عَنْ اَبِیْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ الْحَلْوٰى وَالْعَسَلَ

ولاء ہماری ہوگی ۔ کہا گیا ہے کہ بریرہ کے مالکوں کے لئے شرط لگانا کہ ولاء مائی صاحبہ کی ہوگی دھوکہ ہے اور شرط فاسد ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی خصوصیات سے ہے ۔ یا زجر و توبیخ مُراد ہے ، کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ولاء کا حکم ذکر فرمایا اور اُن کیلئے وضاحت کر دی کہ یہ شرط لگانا کہ ولاء ہماری ہوگی صحیح نہیں ہے ، لیکن جب اُنھوں نے شرط پر اصرار کیا تو حضور نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا پرواہ نہ کرو ، شرط لگاؤ یا نہ لگاؤ ولاء بہرحال اسی کے لئے ہے جو آزاد کرے ۔ یہ حدیث بیس بار سے زیادہ بار گزر چکی ہے (کرمانی)

باب حلوا اور شہد

ہر میٹھی چیز جو کھائی جائے اُس کو حلوہ کہتے ہیں اور یہ مومن کے مزاج کے موافق ہے ۔ حضور میٹھی شئی کو بہت پسند فرماتے تھے اس میں مرقج مٹھائی اور سوّیاں وغیرہ بھی شامل ہیں ۔ علامہ خطابی نے کہا حلواء اس شئی کو کہتے ہیں جو چینی وغیرہ ملا کر بنایا جائے پھل پر بھی حلوا کا اطلاق ہوتا ہے ۔ ثعلبی نے کہا جس حلوا کو حضور پسند کرتے تھے وہ کھجور کو دودھ سے ملا کر خمیر بنایا جاتا تھا ۔ خطابی نے کہا سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم طبع شریف کے چاہنے کے مطابق میٹھی شئی کے کچھ لقمے تناول فرماتے تھے تو حاضرین مجلس یہ سمجھتے تھے کہ آپ کو حلوا سے بہت محبت ہے اسی طرح حضور شہد سے محبت کرتے تھے ۔ ابن بطال مالکی نے کہا حلوا اور شہد پاکیزہ چیز ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہماری دی ہُوئی پاکیزہ چیزیں کھاؤ ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ لذیز چیز کھانا مباح ہے ۔ اس میں لذیذ کھانے جو حلوا اور شہد کے مشابہ ہیں داخل ہیں ۔

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حلوا اور شہد سے محبت کرتے تھے ٥٠٨١

marfat.com

٥٠٨٢ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ شَيْبَةَ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اِبْنُ اَبِی الْفُدَیْكِ عَنِ ابْنِ اَبِیْ ذِئْبٍ عَنِ الْمَقْبُرِیِّ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ كُنْتُ اَلْزَمُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِشِبَعِ بَطْنِیْ حِیْنَ لَا اٰكُلُ الْخَمِیْرَ وَلَا اَلْبَسُ الْحَرِیْرَ وَلَا یَخْدُمُنِیْ فُلَانٌ وَلَا فُلَانَةٌ وَاُلْصِقُ بَطْنِیْ بِالْحَصْبَاءِ وَاَسْتَقْرِئُ الرَّجُلَ الْاٰیَةَ وَهِیَ مَعِیْ كَیْ یَنْقَلِبَ بِیْ فَیُطْعِمَنِیْ وَخَیْرُ النَّاسِ لِلْمَسَاكِیْنِ جَعْفَرُ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ یَنْقَلِبُ بِنَا فَیُطْعِمُنَا مَا كَانَ فِیْ بَیْتِهٖ حَتّٰی اِنْ كَانَ لَیُخْرِجُ اِلَیْنَا الْعُكَّةَ لَیْسَ فِیْهَا فَنَشُقُّهَا فَنَلْعَقُ مَا فِیْهَا

بَابُ الدُّبَّآءِ

٥٠٨٣ ــ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِیٍّ حَدَّثَنَا اَزْهَرُ بْنُ سَعْدٍ

٥٠٨٢ ــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں صرف شکم سیری پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں موجود رہتا تھا۔ جس وقت میں نہ تو خمیری روٹی کھاتا تھا اور نہ ریشمی کپڑا پہنتا تھا اور نہ کوئی لونڈی اور غلام میری خدمت کرتا تھا۔ میں بھوک کے باعث پیٹ سنگریزوں سے ملائے رکھتا تھا اور کسی آدمی سے قرآن کریم کی آئت پوچھتا تھا حالانکہ وہ مجھے یاد ہوتی تھی (میں اس لئے آئت پوچھتا تھا) کہ وہ مجھے ساتھ لے جائے اور کھانا کھلائے مساکین کے حق میں لوگوں میں سے بہترین حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے وہ ہمیں ساتھ لے جاتے تھے اور ان کے گھر جو طعام ہوتا تھا وہ ہمیں کھلاتے تھے حتی کہ وہ ہماری طرف شہد کا خالی برتن لے آتے جس میں کچھ نہ ہوتا تھا ہم اس کو پھاڑ کر جو اس میں ہوتا چاٹ لیتے تھے (حدیث : ٣٤٧١ ح : ٥ کی شرح دیکھیں)

باب کدّو

٥٠٨٣ ــ ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ

marfat.com

عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ اَنَسٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتٰى مَوْلًى خَيَّاطًا فَاُتِيَ بِدُبَّآءٍ فَجَعَلَ يَاْكُلُهٗ فَلَمْ اَزَلْ اُحِبُّهٗ مُنْذُ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْكُلُهٗ

بَابُ اَلرَّجُلُ يَتَكَلَّفُ الطَّعَامَ لِاِخْوَانِهٖ

٥٠٨٤ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ كَانَ مِنَ الْاَنْصَارِ رَجُلٌ يُقَالُ لَهٗ اَبُوْشُعَيْبٍ وَكَانَ لَهٗ غُلَامٌ لَحَّامٌ فَقَالَ اصْنَعْ لِيْ طَعَامًا اَدْعُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَامِسَ خَمْسَةٍ فَدَعَا النَّبِيَّ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے غلام کے پاس تشریف لے گئے جو درزی تھا وہ کدو لایا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے کھانے لگے۔ جب سے میں نے حضور کو کدو کھاتے ہوئے دیکھا کدو سے محبت کرتا ہوں

٥٠٨٣ ـــ شرح : باب کے اس عنوان میں یہ اشارہ ہے کہ کدو میں ایک خصوصیت ہے جس کی وجہ سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس سے محبت کرتے تھے طبرانی نے واثلہ بن اسقع سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کدو ضرور کھایا کرو یہ دماغ کے لئے مفتوی ہے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کدو بکثرت پکایا کرو وہ مغموم دل کو مضبوط کرتا ہے (فوائد شافعی) حضرت انس کی حدیث میں ہے کہ کدو عقل زیادہ کرتا ہے۔ (حدیث : ٦ ٩ ٤ ١، ج : ٣ کی شرح دیکھیں)

باب جو شخص اپنے دینی بھائیوں کے لئے کھانے میں تکلّف کرے ”

٥٠٨٤ ـــ ترجمہ : ابو مسعود انصاری نے کہا ایک انصاری مرد جسے ابو شعیب کہا جاتا

marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَامِسَ خَمْسَةٍ فَتَبِعَهُمْ رَجُلٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّكَ دَعَوْتَنَا خَامِسَ خَمْسَةٍ وَهٰذَا رَجُلٌ قَدْ تَبِعَنَا فَاِنْ شِئْتَ اَذِنْتَ لَهٗ وَاِنْ شِئْتَ تَرَكْتَهٗ قَالَ بَلْ اَذِنْتُ لَهٗ

تھا۔ اس کا ایک گوشت فروش غلام تھا۔ اُس نے غلام سے کہا کھانا پکاؤ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کروں گا اس حال میں کہ حضور پانچویں ہوں۔ اِن کے پیچھے ایک اور آدمی ہوگیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے ہم پانچ آدمیوں کی دعوت کی ہے اور یہ مرد ہمارے پیچھے آگیا ہے اگر چاہو تو اس کو اجازت دو اگر چاہو تو اسے واپس کر دو اُس نے کہا بلکہ میں اجازت دیتا ہوں۔

۵۰۸۴ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ میزبان نے پانچ آدمیوں میں حصر کیا تھا کہ ان کی دعوت کرے گا اور حاصر متکلف ہے، کیونکہ اُس نے اپنی ذات پر پانچ آدمیوں کی دعوت لازم کرلی تھی۔ یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ اس آدمی نے چھٹے آدمی کی اجازت میں تکلف کیا اگرچہ ایک کا کھانا دو کھا سکتے ہیں اور انہیں کافی ہو سکتا ہے لیکن یہ تکلف سے خالی نہیں۔ جو شخص بن بلائے دعوت میں شامل ہو جائے اسے طفیلی کہتے ہیں یہ کوفہ کے آدمی کی طرف منسوب ہے جس کا نام طفیل تھا جو بنی عبداللہ بن غطفان سے تعلق رکھتا تھا۔ اس کی عادت تھی کہ وہ ولیموں اور شادیوں میں بن بلائے پہنچ جایا کرتا تھا اس کو لوگ طفیل الاعراس کہا کرتے تھے۔ اس کے بعد جس شخص میں ایسی وصف ہو وہ بھی اسی طرح مشہور ہو جاتا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے لئے جسے ہم نے طفیلی کہا ہے اجازت طلب کی تھی حالانکہ ابوطلحہ کی حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام ساتھیوں سے فرمایا تھا سب چلو اس کا جواب یہ ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ابوطلحہ کی رضامندی جانتے تھے اس لئے وہاں اجازت طلب نہ فرمائی تھی اور یہاں ابوشعیب کی اجازت غیر معروف تھی اس لئے اجازت حاصل کرنا پڑی تھی۔ نیز ابوطلحہ کے کھانے کا اتنے لشکر کے لئے کافی ہونا خلافِ عقل تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا اور اس میں وہ برکت شامل تھی جو خالق کائنات جل جلالہ نے پیدا فرمائی تھی اس میں ابوطلحہ کی ملکیت نہ تھی اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو وہ کھانا کھلایا تھا جس کا ابوطلحہ مالک نہ تھا اس لئے اس سے اجازت کے حصول کی ضرورت نہ تھی۔ علاوہ ازیں ابوطلحہ نے جو روٹیاں حضور کو مسجد میں بھیجی تھیں تاکہ وہ آپ تناول فرمائیں۔ حضور نے وہ قبول کرلی تھیں اور وہ آپ کی ملکیت تھیں تو لوگوں کو اس طعام کی طرف بلایا تھا جو آپ کی ملک تھا۔ لہٰذا اجازت طلب کرنے کی ضرورت نہ تھی۔

marfat.com

بَابُ مَنْ اَضَافَ رَجُلًا اِلٰی طَعَامٍ وَاَقْبَلَ هُوَ عَلٰی عَمَلِهٖ

۵۰۸۵ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُنِيْرٍ سَمِعَ النَّضْرَ اَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ اَخْبَرَنِیْ ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كُنْتُ غُلَامًا اَمْشِیْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی غُلَامٍ لَّهٗ خَيَّاطٍ فَاَتَاهُ بِقَصْعَةٍ فِيْهَا طَعَامٌ وَعَلَيْهِ دُبَّاءٌ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتْبَعُ الدُّبَّاءَ قَالَ فَلَمَّا رَاَيْتُ ذٰلِكَ جَعَلْتُ اَجْمَعُهٗ بَيْنَ يَدَيْهِ قَالَ فَاَقْبَلَ الْغُلَامُ عَلٰی عَمَلِهٖ قَالَ اَنَسٌ لَا اَزَالُ اُحِبُّ الدُّبَّاءَ بَعْدَ مَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَنَعَ مَا صَنَعَ

قولہ قال محمد بن یوسف الخ یعنی محمد بن یوسف نے کہا میں نے محمد بن اسماعیل کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جب لوگ دسترخوان پر ہوں ان کے لئے جائز نہیں کہ ایک دسترخوان والے دوسرے دسترخوان والوں کو کھانا دیں لیکن وہ آپس میں ایک دوسرے کو کھانا دیں یا نہ دیں (یہ ان کی مرضی ہے)

باب جس نے کسی آدمی کو کھانے کی دعوت دی اور خود اپنے کسی کام میں مصروف عمل ہو گیا

۵۰۸۵ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا میں کمسن تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہا تھا کہ حضور اپنے درزی غلام کے گھر میں تشریف لے گئے۔ وہ ایک پیالہ لے آیا جس میں کھانا تھا اور اس میں کدو تھا۔ جناب رسول اللہ

marfat.com

بَابُ الْمَرَقِ

۵۰۸۶ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ طَلْحَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ اَنَّ خَيَّاطًا دَعَا النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِطَعَامٍ صَنَعَهٗ فَذَهَبْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَّبَ خُبْزَ شَعِيْرٍ وَمَرَقًا فِيْهِ دُبَّآءٌ وَقَدِيْدٌ فَرَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَتَبَّعُ الدُّبَّآءَ مِنْ حَوَالَیِ الْقَصْعَةِ فَلَمْ اَزَلْ اُحِبُّ الدُّبَّآءَ بَعْدَ يَوْمِئِذٍ

صلی اللہ علیہ وسلم کدو کو تلاش کر کے کھا رہے تھے۔ جب میں نے یہ دیکھا تو میں آپ کے آگے کدو جمع کرنے لگا۔ راوی نے کہا میزبان غلام اپنے کام میں مشغول ہوگیا۔ انس نے کہا یہ دیکھنے کے بعد میں ہمیشہ کدو سے محبت کرنے لگا تھا۔

۵۰۸۵ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت واضح ہے کیونکہ غلام نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانا پیش کیا اور خود اپنے کام میں مشغول ہوگیا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ میزبان کا مہمان کے ساتھ کھانا کوئی ضروری نہیں۔

باب شوربا

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے شوربا کھایا اور اس کا حکم دیا۔ مسلم شریف میں ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مہمانوں، گھر والوں اور ہمسایوں پر وسعت کرنے کے لئے شوربا زیادہ بنانے کا حکم دیا لیکن یہ حکم اس باب میں عربوں کے نزدیک محمود ہے۔ امام ترمذی نے عبد اللہ مزنی سے حدیث ذکر کی ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں کوئی گوشت خرید کرے تو شوربا زیادہ کرے کیونکہ اگر کسی کو گوشت میسر نہ ہو تو اسے شوربا میسر ہو سکتا ہے اور شوربا بھی گوشت کا اثر رکھتا ہے۔

۵۰۸۶ — ترجمہ : اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ نے انس بن مالک سے سنا کہ ایک

marfat.com

بَابُ الْقَدِيْدِ

۵۰۸۷۔ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَلِكٌ عَنْ اِسْحَاقَ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُتِيَ بِمَرَقَةٍ فِيْهَا دُبَّاءٌ وَقَدِيْدٌ فَرَاَيْتُهُ يَتَتَبَّعُ الدُّبَّاءَ يَاْكُلُهُ

۵۰۸۸۔ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَابِسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا فَعَلَهُ اِلَّا فِيْ عَامٍ جَاعَ النَّاسُ اَرَادَ اَنْ يُطْعِمَ الْغَنِيُّ الْفَقِيْرَ وَاِنْ كُنَّا لَنَرْفَعُ الْكُرَاعَ بَعْدَ خَمْسَ عَشْرَةَ مَا شَبِعَ اٰلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خُبْزِ بُرٍّ مَا دُوْمٍ ثَلٰثًا

درزی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے کے لئے بُلایا جو اُس نے تیار کیا تھا۔ میں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ چلا گیا اُس نے جَو کی روٹی اور شوربا حضور کو پیش کیا جس میں کدو اور خشک گوشت تھا۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ پیالہ سے کدو ڈھونڈ کر کھا رہے تھے اس دن سے میں کدو سے محبت کرنے لگا تھا (حدیث: ۵۰۳۱، ج: ۸ کی شرح دیکھیں)

باب خشک گوشت

۵۰۸۷ ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کے پاس شوربا لایا گیا۔ جس میں کدو اور خشک گوشت تھا۔ میں نے حضور کو دیکھا کہ کدو ڈھونڈھ کر کھا رہے تھے۔

۵۰۸۸ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضور نے یہ (تین دن سے زائد قربانی کا گوشت رکھنا) صرف اس لئے کیا کہ لوگ اس سال قحط زدہ تھے۔

marfat.com

بَابُ مَنْ تَنَاوَلَ أَوْ قَدَّمَ إِلَى صَاحِبِهِ عَلَى الْمَائِدَةِ شَيْئًا

وَقَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ لَا بَاسَ أَنْ يُنَاوِلَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا وَلَا يُنَاوِلُ مِنْ هٰذِهِ الْمَائِدَةِ إِلَى مَائِدَةٍ أُخْرٰى

۵۰۸۹ــ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ إِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ إِنَّ خَيَّاطًا دَعَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِطَعَامٍ صَنَعَهُ قَالَ أَنَسٌ فَذَهَبْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى ذٰلِكَ الطَّعَامِ فَقَرَّبَ إِلٰى

حضور نے ارادہ فرمایا کہ مال دار غریب کو کھانا کھلائے ورنہ ہم پندرہ دن تک اس کے پائے اٹھائے رکھتے تھے۔ جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پاک گندم کی سالن والی روٹی تین دن سیر ہو کر نہیں کھائی

۵۰۸۸ــ شرح : قدید بروزن فعیل ہے گوشت کو نمک لگا کر دھوپ میں خشک کیا جاتا ہے یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کھانا تھا سلف صالحین کا بھی یہ طعام رہا ہے۔ حدیث ۵۰۷۲ اور باپ کی شرح دیکھیں)

باب جس نے دسترخوان پر اپنے ساتھی کو کوئی شئ دی یا اس کے آگے کر دی

یعنی یہ جائز ہے کہ کوئی شخص اپنے دسترخوان سے کوئی شئ پکڑے اور کسی ساتھی کو دیدے ؛ کیونکہ وہ تمام اس دسترخوان میں شریک ہیں۔ اگر دوسرے دسترخوان والے کو اِس دسترخوان سے کچھ دیں تو جائز نہیں کیونکہ دوسرے دسترخوان والے ان میں شریک نہیں ہیں ،، قولہ قال ابن مبارک الخ یعنی ابن مبارک نے کہا

marfat.com

رَسُول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ خُبزًا من شعیر ومرقًا فِیہِ دُبَّاءٌ وقَدِیدٌ قَالَ انس فرایتُ رَسُولَ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ یتتبّع الدُّبَّاءَ من حَوَالِیَ الصَّحفۃ فلم ازل اُحِبُّ الدُّبَّاءَ من یومئذ وَقَالَ ثُمَامَۃ عَنْ فَجَعَلْتُ اَجْمَعُ الدُّبَّاءَ بین یدیہ

بَابُ الرُّطَبِ بِالقِثَّاءِ

۵۰۹۰ — حَدَّثَنَا عبد العزیز بن عبد اللہ قَالَ حَدَّثَنَا ابراھیم ابن سعد عن ابیہ عن عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب قَالَ رَأَیتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ یاکُلُ الرطَبَ بِالقِثَّاءِ

ایک دسترخوان پر ایک دوسرے کو دینے میں حرج نہیں اور اس دسترخوان سے دوسرے دسترخوان والوں کو نہ دے۔

۵۰۸۹ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا ایک درزی نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے کی دعوت دی جو اس نے حضور کے لئے تیار کیا تھا۔ انس نے کہا میں بھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ اس دعوت پر گیا اس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جَو کی روٹی اور شوربا جس میں کدو اور خشک تھا پیش کیا۔ انس نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ پیالہ میں سے کدو ڈھونڈ رہے تھے۔ میں اس روز سے کدو سے محبت کرنے لگا۔ ثمامہ نے انس سے روایت کی کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے کدو جمع کرتا تھا۔

باب تازی کھجور ککڑی کے ساتھ ملا کر کھانا

۵۰۹۰ — ترجمہ : حضرت عبد اللہ بن جعفر طیار بن ابی طالب رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ تر کھجوریں ککڑیوں کے ساتھ ملا کر کھا رہے تھے۔

marfat.com

بَابُ الْحَشْفِ

۵۰۹۱ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَبَّاسٍ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ قَالَ تَضَيَّفْتُ اَبَاهُرَيْرَةَ سَبْعًا فَكَانَ هُوَ وَامْرَأَتُهٗ وَخَادِمُهٗ يَعْتَقِبُوْنَ اللَّيْلَ اَثْلَاثًا يُصَلِّیْ هٰذَا ثُمَّ يُوْقِظُ هٰذَا وَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ قَسَمَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ اَصْحَابِهٖ تَمْرًا فَاَصَابَنِیْ سَبْعُ تَمَرَاتٍ اِحْدٰهُنَّ حَشَفَةٌ

۵۰۹۰ — شرح : کھجوریں ککڑیوں کے ساتھ ملا کر کھانے میں حکمت یہ ہے کہ کھجور کی گرمی ککڑی کی برودت ختم کر دیتی ہے اور مزاج میں اعتدال پیدا ہوتا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

بَابُ الحشف

۵۰۹۱ — ترجمہ : ابو عثمان نے کہا میں سات دن ابوہریرہ کا مہمان بنا رہا وہ اور اُن کی بیوی اور خادم تہائی تہائی رات ایک دُوسرے کے بعد جاگتے تھے۔ پہلے ایک نماز پڑھتا پھر وہ دوسرے کو بیدار کر دیتا پھر دوسرا تیسرے کو بیدار کر دیتا۔ میں نے ابوہریرہ سے سُنا وہ کہتے تھے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام میں کھجوریں تقسیم کیں۔ مجھے سات کھجوریں پہنچیں ان میں سے ایک کھجور بہت سخت تھی۔

۵۰۹۱ — شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم غالب اوقات میں کھجوروں پر قناعت کرتے تھے۔ اور وہ بھی معمولی اور قلیل میسر تھیں حشفہ ردّی کھجور ہے وہ کھجور کے اُوپر نہیں پکتی اور جلدی خشک ہو کر گر جاتی ہے۔

marfat.com

٥٠٩٢ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ صَبَّاحٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ ابْنُ زَكَرِيَّاءَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَنَا تَمْرًا فَاَصَابَنِيْ مِنْهُ خَمْسٌ اَرْبَعُ تَمَرَاتٍ وَحَشَفَةٌ ثُمَّ رَاَيْتُ الْحَشَفَةَ هِيَ اَشَدُّهُنَّ لِضِرْسِيْ

بَابُ الرُّطَبِ وَالتَّمْرِ

وَقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَهُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ مَنْصُوْرِ بْنِ صَفِيَّةَ قَالَ حَدَّثَتْنِيْ اُمِّيْ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ شَبِعْنَا مِنَ الْاَسْوَدَيْنِ التَّمْرِ وَالْمَآءِ

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم میں کھجوریں تقسیم فرمائیں۔ مجھے اُن میں سے پانچ کھجوریں ملیں چار تواچھی تھیں اور ایک ردّی تھی وہ میرے دانتوں کے چبانے میں بہت سخت تھی۔

٥٠٩٢ —

شرح : اس حدیث میں پانچ کھجوریں ذکر کی ہیں حالانکہ اس سے پہلی حدیث میں کہا کہ مجھے سات کھجوریں ملیں لیکن اس میں تضاد نہیں ؛ کیونکہ ایک عدد دُوسرے کے منافی نہیں ہوتا یا اِس طرح کہا جاسکتا ہے کہ تقسیم میں پہلے ہمیں پانچ پانچ ملیں جب وہ بچ رہیں تو پھر دو دو اور ملیں۔ ایک حدیث میں مبدء کا ذکر ہے اور دوسری میں منتہی کا ذکر ہے۔ بعض نے کہا یہ واقعہ متعدد ہے۔ ایک بار پانچ مذکور ہیں۔ دوسرے واقعہ میں سات ہیں۔ واللہ اعلم!

باب تر اور خشک کھجور

اللہ کا ارشاد ! اپنی طرف کھجور کے تنے کو حرکت دے۔ تیرے اوپر اچھی کھجوریں گریں گی

marfat.com

۵۰۹۳ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حال میں وفات فرمائی کہ ہم نے کھجور اور پانی سے پیٹ بھرا،،

۵۰۹۳ — شرح : اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ ،،تمر،، کو دوسرے کھانوں پر فضیلت ہے۔ اسی لئے قرآن کریم میں "تمر" مذکور ہے۔ نیز ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس گھر میں "تمر" نہ ہو اس گھر والے بھوکے ہیں (ترمذی) رطب اور تمر (تر و خشک کھجور) اللہ تعالیٰ کی بہتر مخلوق ہے جو لوگوں کے لئے مباح کی ہے۔ اہل حجاز کی یہ عمدہ خوراک ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کی "تمر" کے لئے برکت کی دعا فرمائی جبکہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کی تمر کے لئے دعاء فرمائی جیسے ابراہیم علیہ السلام نے دعا فرمائی تھی، چنانچہ عربوں کی کھجوروں میں ہمیشہ کے لئے برکت رہی ہے اور قیامت تک اُن کے پھل باقی رہیں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور مریم علیہا السلام

مریم علیہا السلام بیت المقدس کے قریب تین میل دُور بیت لحم میں تھیں۔ جب آپ عیسیٰ علیہ السلام سے حاملہ ہوئیں تو اپنی قوم سے خائف ہوئیں اور اپنے چچا زاد بھائی یوسف کے ساتھ وہاں سے چلی گئیں اور مصر کی راہ لی جب نخلہ پہنچیں تو انہیں دردِ زہ شروع ہوگئی اور فرشتوں نے انہیں گھیر لیا اس وقت انہیں غائبانہ آواز سُنائی دی کہ غم نہ کر تیرے رب نے تیرے نیچے نہر کر دی ہے۔ حالانکہ وہاں کوئی نہر اور چشمہ وغیرہ نہ تھا مقاتل نے کہا جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام شکم مریم علیہا السلام سے زمین پر جلوہ افروز ہوئے تو زمین پر ایڑھی ماری جس سے پانی جاری ہوگیا اور کھجور طلوع ہوئی۔ اس کو پتے لگے اور پھل دار ہوگئی۔ مریم سے کہا گیا کہ نخلہ کے تنے کو حرکت دے اس سے تازہ کھجوریں ساقط ہوں گی۔ ربیع بن خیثم نے کہا میرے نزدیک نفاس والی عورت کے لئے تر کھجور سے اچھی کوئی شئی نہیں اور بیمار کے لئے شہد سے بہتر کوئی دوا نہیں پھر یہ آیت کریمہ پڑھی۔

ابن ابی حاتم اور موصلی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث ذکر کی کہ اپنی زچہ کو تر کھجور کھلاؤ اگر وہ نہ ہوں تو تمر (خشک کھجور) کھلاؤ۔ اللہ تعالیٰ کے حضور درختوں میں سے کوئی درخت اس درخت سے اچھا نہیں جس کے نیچے مریم علیہا السلام نے اقامت فرمائی تھی (عینی)

marfat.com

۵۰۹۳ — حَدَّثَنَا سَعِيْدُ ابْنُ اَبِیْ مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْغَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْحَازِمٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَبِیْ رَبِيْعَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ بِالْمَدِيْنَةِ يَهُوْدِیٌّ وَكَانَ يُسْلِفُنِیْ فِیْ تَمْرِیْ اِلَى الْجُذَاذِ وَكَانَتْ لِجَابِرٍ اَلْاَرْضُ الَّتِیْ بِطَرِيْقِ رُوْمَةَ فَجَلَسْتُ فَخَلَا عَامًا فَجَاءَنِی الْيَهُوْدِیُّ عِنْدَ الْجُذَاذِ وَلَمْ اَجُدَّ مِنْهَا شَيْئًا فَجَعَلْتُ اَسْتَنْظِرُهٗ اِلٰى قَابِلٍ فَيَاْبٰى فَاُخْبِرَ بِذٰلِكَ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِاَصْحَابِهٖ امْشُوْا نَسْتَنْظِرْ لِجَابِرٍ مِنَ الْيَهُوْدِیِّ فَجَاءُوْنِیْ فِیْ نَخْلِیْ فَجَعَلَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَلِّمُ الْيَهُوْدِیَّ فَيَقُوْلُ اَبَا الْقَاسِمِ لَا اُنْظِرُهٗ فَلَمَّا رَاٰهُ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ فَطَافَ فِی النَّخْلِ ثُمَّ جَاءَهٗ فَكَلَّمَهٗ فَاَبٰى فَقُمْتُ فَجِئْتُ بِقَلِيْلِ رُطَبٍ فَوَضَعْتُهٗ بَيْنَ يَدَیِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَكَلَ ثُمَّ قَالَ اَيْنَ عَرِيْشُكَ يَا جَابِرُ فَاَخْبَرْتُهٗ

ترجمہ : جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا مدینہ منورہ میں ایک یہودی تھا جو مجھے کھجوروں کے کاٹنے تک مجھے قرض دیا کرتا تھا۔ رومہ کے راستہ میں جابر کی زمین تھی۔ میں قرض ادا کرنے سے بیٹھا رہا۔ اور ایک سال خالی گزر گیا (پھل نہ لگا) کھجوریں کاٹنے کے موسم میں یہودی میرے پاس آیا اور میں نے کھجوروں سے کچھ نہ کاٹا تھا تو میں نے اس سے دوسرے سال تک مہلت طلب کی اس نے انکار کر دیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی تو حضور نے اپنے صحابہ کرام سے فرمایا چلو جابر کے لئے یہودی سے مہلت طلب کریں۔ وہ میری کھجوروں میں میرے پاس تشریف لائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودی سے کلام شروع کیا تو کہنے لگا اے ابا القاسم میں اس کو مہلت نہیں دوں گا۔ پس جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیکھا تو آپ اٹھے اور کھجوروں میں گھومنے لگے پھر یہودی کے پاس آکر اس سے کلام کیا اس نے انکار کر دیا پس میں اٹھا اور تھوڑی سی

۵۰۹۴ —

marfat.com

فَقَالَ افْرُشْ لِيْ فِيْهِ فَفَرَشْتُهُ فَدَخَلَ فَرَقَدَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ فَجِئْتُهُ بِقُبُضَةٍ اُخْرٰى فَاَكَلَ مِنْهَا ثُمَّ قَامَ فَكَلَّمَ الْيَهُوْدِيَّ فَاَبٰى عَلَيْهِ فَقَامَ فِي الرِّطَابِ فِي النَّخْلِ الثَّانِيَةِ ثُمَّ قَالَ يَا جَابِرُ حُدَّ وَاقْضِ فَوَقَفَ فِي الْجِدَادِ فَجَدَدْتُ مَا قَضَيْتُهُ وَفَضَلَ مِثْلُهُ فَخَرَجْتُ حَتّٰى جِئْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَشَّرْتُهُ فَقَالَ اَشْهَدُ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ عَرْشٌ وَّعَرِيْشٌ بِنَآءٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَعْرُوْشَاتٍ مَا يُعَرَّشُ مِنَ الْكُرُوْمِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ عُرُوْشُهَا اَبْنِيَتُهَا

تر کھجوریں لایا اور حضور کے آگے رکھ دیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کھائیں پھر فرمایا اے جابر! تیری جھونپڑی کہاں ہے؟ میں نے حضور کو وہ بتائی تو فرمایا اس میں کوئی فرش بچھاؤ میں نے بستر بچھا دیا حضور وہاں تشریف لے گئے اور سو گئے پھر بیدار ہوئے تو میں آپ کے پاس مٹھی بھر کھجوریں لایا۔ حضور نے اُن میں سے کچھ کھائیں پھر کھڑے ہوئے اور یہودی سے گفتگو فرمائی اُس نے انکار ہی کیا حضور دُوسری بار تر کھجوروں میں کھڑے ہوئے پھر فرمایا اے جابر! کھجوریں کاٹو اور اس کا قرض ادا کرو اور آپ کھجوریں کاٹنے کی جگہ تشریف فرما ہوئے میں نے اُن سے اتنی کھجوریں کاٹ ڈالیں جن سے اس کا قرضہ ادا کر دیا اور اتنی ہی بچ رہیں۔ میں باہر آیا اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشخبری دی (قرض ادا کرنے کے بعد اُتنی ہی بچ رہی ہیں) سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں گواہ ہوں کہ میں اللہ کا رسُول ہوں۔ امام بخاری نے کہا عروش، عریش مکان ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا معروشات انگور وغیرہ کی بیلیں ہیں جو بلند ہوتی ہیں، ان کے عروش مکان ہیں۔

۵۰۹۴ ــــ شرح : رُومہ مدینہ منورہ میں کنواں ہے جسے حضرت غنی رضی اللہ عنہ نے خرید کر اہلِ مدینہ کے لئے وقف کر دیا تھا۔ علامہ کرمانی نے کہا رومہ ایک مقام کا نام ہے۔ بعض دال کے ساتھ دُومہ بضم الدال پڑھتے ہیں۔ غالباً وہ دُومۃ الجندل ہے۔ علامہ کرمانی نے کہا یہ صحیح نہیں کیونکہ اس وقت دومۃ الجندل فتح نہ ہُوا تھا۔ لہٰذا وہاں جابر کی زمین کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، لیکن یہ کہا جا سکتا ہے کہ حدیث شریف میں طریق رُومہ مذکور ہے۔ اور دال پڑھنے کی تقدیر پر معناہ یہ ہوگا کہ جابر کی زمین اس راستہ میں تھی جہاں سے گزر کر دومۃ الجندل جاتے ہیں۔ یہ معنی نہیں کہ دومۃ الجندل میں گئے لہٰذا یہ نہیں

marfat.com

بَابُ اَكْلِ الْجُمَّارِ

۵۰۹۵ — حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِیْ مُجَاهِدٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُلُوْسٌ اِذْ اُتِیَ بِجُمَّارِ نَخْلَةٍ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنَ الشَّجَرِ لَمَا بَرَكَتُهُ كَبَرَكَةِ الْمُسْلِمِ فَظَنَنْتُ اَنَّهُ يَعْنِی النَّخْلَةَ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَقُوْلَ هِیَ النَّخْلَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ثُمَّ الْتَفَتُّ فَاِذَا اَنَا عَاشِرُ عَشَرَةٍ اَنَا اَحْدَثُهُمْ فَسَكَتُّ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هِیَ النَّخْلَةُ

کہہ سکتے کہ دومۃ الجندل اس وقت فتح نہ ہُوا تھا۔ دومۃ الجندل مدینہ منورہ سے دس مراحل دُور ہے۔
قولہ فجلست ،، میں ضمیر غائب کا مرجع ارض ہے۔ یعنی زمین پھلوں سے خالی رہی بعض نے جلست کو متکلم پڑھا ہے۔ یعنی میں قرض ادا کرنے سے بیٹھا رہا۔ ایک روائت میں حُبِسْتُ بصیغۂ مجہول ماضی ہے میں رُکا رہا۔ یہ حدیث مکرر گزری ہے اور متن کے الفاظ مختلف ہیں۔ ایک روائت میں ہے کہ جابر نے یہودی کو اس کے قرض میں ساری کھجوریں دے دیں اور کم ہونے کے باعث وہ راضی نہ ہُوا اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ کریم سے جابر کا قرض ادا ہوگیا اور اُتنی کھجوریں بچ رہیں۔ ایک دُوسری روایت میں اس طرح ہے کہ جابر نے ساری کھجوریں کاٹ ڈالیں اور اُن کے ڈھیر لگا دیئے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ڈھیر پر بیٹھ گئے اور فرمایا وزن کر کے یہودی کا قرض ادا کرو، چنانچہ حضور کی برکت سے جابر کا سارا قرضہ ادا ہوگیا۔ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم!

باب جُمّار

جُمّا بضم الجیم و تشدید المیم ہے یہ کھجور کا درمیانہ درخت ہے۔ کھجور کا سَر کھولا جاتا ہے اس کے اندر سے سفید اور نرم شئی باہر نکلتی ہے جو مزے دار ہوتی ہے اس کو کھجور کی چربی کہتے ہیں۔

ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا ایک وقت ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

۵۰۹۵ — کی خدمت میں موجود تھے۔ اچانک حضور کے پاس کھجور کی گابھ لائی گئی۔

marfat.com

بَابُ الْعَجْوَةِ

۵۰۹۶ ـ حَدَّثَنَا جُمَعَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا هَاشِمُ بْنُ هَاشِمٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَصَبَّحَ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعَ تَمَرَاتٍ عَجْوَةٍ لَمْ يَضُرَّهُ فِيْ ذٰلِكَ الْيَوْمِ سَمٌّ وَلَا سِحْرٌ بَابُ الْقِرَانِ فِي التَّمْرِ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا درختوں میں سے ایک درخت ہے اس کی برکت مسلمان کی برکت جیسی ہے۔ میں نے اس کو نخلہ خیال کیا اور خواہش کی کہ کہوں یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! وہ کھجور کا درخت ہے پھر میں نے دھیان کیا تو دیکھا کہ میں دس صحابہ کرام میں ہوں اور میں اُن میں سے کمسن ہوں اس لئے میں خاموش رہا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی فرمایا یہ نخلہ (کھجور کا درخت) ہے۔ (تشریح کئی بار گزری ہے)

باب عمدہ کھجور

عجوہ تمام کھجوروں سے عمدہ کھجور ہے، یہ لمبی کھجور سیاہی مائل ہوتی ہے۔"

۵۰۹۶ ـ ترجمہ: سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی ہر روز سات عمدہ کھجوریں (عجوہ) کھا لیا کرے اس کو اس دن میں زہر اور جادہ اثر نہ کرے گا۔

باب کھجوریں ایک ساتھ ملا کر کھانا

marfat.com

٥٠٩٧ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا جَبَلَةُ ابْنُ سُحَيْمٍ قَالَ اَصَابَنَا عَامُ سَنَةٍ مَعَ ابْنِ الزُّبَيْرِ رَزَقَنَا تَمْرًا فَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يَمُرُّ بِنَا وَنَحْنُ نَاكُلُ وَيَقُوْلُ لَا تُقَارِنُوْا فَاِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْقِرَانِ ثُمَّ يَقُوْلُ اِلَّا اَنْ يَسْتَاْذِنَ الرَّجُلُ اَخَاهُ قَالَ شُعْبَةُ اَلْاِذْنُ مِنْ قَوْلِ ابْنِ عُمَرَ

٥٠٩٧ — ترجمہ : جبلہ بن سُحَیم نے کہا ہم عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے عہد خلافت میں قحط زدہ ہوئے انھوں نے ہمیں کھجور دیئے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہمارے پاس سے گزرتے جبکہ ہم کھجوریں کھا رہے ہوتے تھے وہ فرماتے کھجوریں ایک ساتھ ملا کر نہ کھاؤ (ایک ایک کھاؤ) کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ملا کر کھانے سے منع فرمایا ہے۔ پھر ابن عمر کہتے مگر یہ کہ اپنے ساتھی (ملا کر کھانے کی) اجازت حاصل کر کے۔ شعبہ نے کہا "اذن" عبداللہ بن عمر کا قول ہے۔

٥٠٩٧ — شرح : یعنی جب ایک دسترخوان پر چند ساتھی کھجوریں کھائیں تو ایک ایک کھجور کھائیں۔ دو دو تین تین ایک ساتھ ملا کر نہ کھائیں؛ البتہ اپنے ساتھیوں سے اگر اجازت حاصل کر لے تو صحیح ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس نہی کے متعلق علمائے کرام میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے کہ یہ نہی تحریمی ہے یا تنزیہی ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ اگر طعام سب میں مشترک ہو تو دوسروں کی رضامندی کے بغیر ایک ساتھ ملا کر کھانا حرام ہے۔ ان کی رضامندی صراحتاً ہو یا قرائن سے معلوم ہو جائے کہ وہ اس طرح کھانے کو بُرا محسوس نہیں کریں گے اور اگر کھانا کسی اور کا ہے جو ان میں داخل نہیں ہے تو حرام ہے اور اگر ان میں سے کسی کا ہے اس نے ان کو کھانے کی اجازت دے رکھی ہے تو اس کی بھی شرط ہے اس کے بغیر حرام ہے۔ اس نہی کا سبب یہ تھا کہ قحط کے زمانہ میں کھانے پینے میں تنگی تھی جب اللہ تعالیٰ نے وسعت دی تو یہ نہی منسوخ ہو گئی۔ بزار نے حضرت بریدہ سے حدیث ذکر کی ہے کہ میں اپنے ساتھیوں کو ایک ساتھ ملا کر کھجوریں کھانے سے منع کیا کرتا تھا اب جبکہ وسعتِ رزق ہے جس طرح چاہو کھاؤ اس پر امام نووی نے اعتراض کیا کہ عموم لفظ کا اعتبار ہے۔ خصوصِ سبب کا اعتبار نہیں۔ بزار نے شعبی کے طریق سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات صحابہ کرام کو کھجوریں دیں بعض نے دو دو کھجوریں ملا کر کھانا شروع کیں تو حضور نے ساتھی کی اجازت کے بغیر اس طرح کھانے

marfat.com

بَابُ بَرَكَةِ النَّخْلَةِ

٥٠٩٨ــ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ عَنْ زُبَيْدٍ عَنْ مُجَاهِدٍ سَمِعْتُ اِبْنَ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مِنَ الشَّجَرِ شَجَرَةً تَكُوْنُ مِثْلَ الْمُسْلِمِ وَهِيَ النَّخْلَةُ

بَابُ الْقِثَّآءِ

٥٠٩٩ــ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ ابْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ جَعْفَرٍ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْكُلُ الرُّطَبَ بِالْقِثَّآءِ

سے منع فرمادیا۔ قولہ شعبۃ، یعنی شعبہ نے کہا اِلاّ یستاذن مدرج ہے۔ یہ عبداللہ بن عمر نے حدیث میں درج کیا ہے۔ بیشتر علماء یہی کہتے ہیں۔ بعض اس میں متردد ہیں کہ یہ اضافہ مرفوع ہے یا موقوف ہے آدم نے اس کے مدرج ہونے پر جزم کیا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب ککڑی

٥٠٩٨ ــ ترجمہ: ابراہیم بن سعد نے اپنے والد سعد سے روائت کی کہ اُنھوں نے کہا میں نے عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے سُنا اُنھوں نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ تر کھجور کو ککڑی کے ساتھ ملا کر کھا رہے تھے (قدمر فی الباب السابق)

باب کھجور کے درخت کی برکت

٥٠٩٩ ــ ترجمہ: مجاہد نے کہا میں نے عبداللہ بن عمر سے سُنا وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

بَابُ جَمْعِ اللَّوْنَيْنِ اَوِ الطَّعَامَيْنِ بِمَرَّةٍ

۶۰۰۰ — حَدَّثَنَا ابْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَخْبَرَنَا اِبْرَاهِيْمُ ابْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْكُلُ الرُّطَبَ بِالْقِثَّاءِ

سے روائت کرتے تھے کہ درختوں میں سے ایک درخت ہے جو مسلمان جیسا ہے اور وہ کھجور کا درخت ہے قد مرّ مرارًا فی الابواب السابقہ)

باب دو رنگ یا دو کھانے جمع کر کے کھانا

مہلب نے کہا ایک ہی وقت دو رنگ کا کھانا کسی نے منع نہیں کیا البتہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے منع کی روائت کی ہے لیکن یہ اُنہوں نے فضول خرچی کے باعث منع فرمایا ہے، کیونکہ یہ جائز ہے کہ ایک دن کھالے اور دوسرے دن کے لئے محفوظ رکھ لے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی حرام نہیں کہتے ہیں کیونکہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم تر کھجور اور ککڑی ایک ساتھ کھاتے تھے اور کدو اور خشک گوشت ایک ساتھ ملا کر کھاتے تھے۔ ایک روائت میں ہے کہ ایک صحابی نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے ایک پیالہ رکھا جس میں دودھ اور شہد تھا۔ حضور نے فرمایا میں اس کو حرام نہیں کہتا ہوں لیکن میں تواضع اور انکساری کے باعث اسے چھوڑتا ہوں جو کوئی اللہ کے حضور تواضع و انکساری کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو بلند کرتا ہے (دانہ خاک میں مل کر گل و گلزار ہوتا ہے) اور جو معاذ اللہ تکبّر کرے اللہ تعالیٰ اس کو ذلیل کرتا ہے

۶۰۰۰ — ترجمہ : عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ تر کھجور ککڑی کے ساتھ ملا کر کھاتے تھے۔

۶۰۰۰ — شرح : اس حدیث میں طبرانی کے الفاظ یہ ہیں کہ میں نے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں ہاتھ میں ککڑی اور بائیں میں رطب (تر کھجور) دیکھی ایک بار اِس سے اور دُوسری بار اُس سے کھاتے تھے۔ ابو داؤد نے روائت کی ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم تربوز تر کھجور کے ساتھ کھاتے تھے اور فرماتے تھے کہ اسکی گرمی کو اس کی سردی توڑ دیتی ہے اور اس کی سردی کو

marfat.com

بَابُ مَنْ اَدْخَلَ الضِّيْفَانَ عَشَرَةً عَشَرَةً وَالْجُلُوْسِ عَلَى الطَّعَامِ عَشَرَةً عَشَرَةً

۶۰۰۱ — حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنِ الْجَعْدِ اَبِیْ عُثْمَانَ عَنْ اَنَسٍ ح وَعَنْ هِشَامٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اَنَسٍ ح وَعَنْ سِنَانٍ اَبِیْ رَبِیْعَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ اُمَّ سُلَیْمٍ اُمَّهٗ عَمَدَتْ اِلٰی مُدٍّ مِنْ شَعِیْرٍ جَشَّتْهُ وَجَعَلَتْ مِنْهُ خَطِیْفَةً وَعَصَرَتْ عُكَّةً عِنْدَهَا ثُمَّ بَعَثَتْنِیْ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَیْتُهٗ وَهُوَ فِیْ اَصْحَابِهٖ فَدَعَوْتُهٗ قَالَ وَمَنْ مَعِیَ فَجِئْتُ فَقُلْتُ اِنَّهٗ یَقُوْلُ وَمَنْ مَّعِیَ فَخَرَجَ اِلَیْهِ اَبُوْ طَلْحَةَ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّمَا هُوَ شَیْءٌ صَنَعَتْهُ اُمُّ سُلَیْمٍ فَدَخَلَ فَجِیْءَ بِهٖ وَقَالَ اَدْخِلْ عَلَیَّ عَشَرَةً فَدَخَلُوْا فَاَكَلُوْا حَتّٰی شَبِعُوْا ثُمَّ قَالَ اَدْخِلْ عَلَیَّ عَشَرَةً فَدَخَلُوْا فَاَكَلُوْا حَتّٰی شَبِعُوْا ثُمَّ قَالَ اَدْخِلْ عَلَیَّ عَشَرَةً حَتّٰی عَدَّ اَرْبَعِیْنَ ثُمَّ اَكَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَامَ فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ هَلْ نَقَصَ مِنْهَا شَیْءٌ

اُس کی گرمی توڑ دیتی ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب جس نے دس دس آدمیوں کو بُلایا اور طعام پر دس دس کا بیٹھنا

۶۰۰۱ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کی والدہ

marfat.com

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الثُّوْمِ وَالْبُقُوْلِ فِيْهِ
ابْنُ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اُمّ سلیم نے ایک مُدّ (ایک سیر) جَو کا قصد کیا اور اُن کو دَل کر دَلیا بنایا اس کو دودھ میں پکایا اور اُن کے پاس کُپّی تھی اس میں سے گھی نچوڑ کر ٹپکایا پھر مجھے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس بھیجا میں حضور کے پاس آیا حالانکہ آپ صحابہ کرام میں تشریف فرما تھے میں نے حضور کو دعوت دی تو آپ نے فرمایا جو میرے ساتھ ہیں (ان کی بھی دعوت ہے ؟) میں آیا اور کہا کہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں جو میرے ساتھی ہیں ان کی بھی دعوت ہے ؟ (یہ سُن کر) ابوطلحہ رضی اللہ عنہ حضور کی خدمت میں حاضر ہُوئے اور عرض کیا یا رسُول اللہ! کھانا تھوڑا سا ہے جو ام سلیم نے تیار کیا ہے جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم گھر تشریف لائے اور وہ طعام حضور کو پیش کیا گیا۔ حضور نے فرمایا دس صحابہ کو بلاؤ وہ آئے اور کھانا کھایا حتیٰ کہ وہ سیر ہو گئے پھر فرمایا دس کو بلاؤ وہ آئے اور کھانا کھایا حتیٰ کہ سیر ہو گئے پھر فرمایا اور دس بلاؤ وہ آئے اُنہوں نے کھانا کھایا حتیٰ کہ سیر ہو گئے حتیٰ کہ چالیس شمار کئے (جنہوں نے سیر ہو کر کھانا کھایا) پھر نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کھانا تناول فرمایا اور اُٹھ کر تشریف لے گئے انس نے کہا میں کھانے کو دیکھتا تھا کہ اس سے کچھ کم ہُوا ہے ؟

۶۰۰۱ — شرح : ام سلیم رضی اللہ عنہا حضرت انس بن مالک کی والدہ ہے۔ قولہ جَشَّتْهُ ،، دلیا بنایا ۔ قولہ خَطِيْفَةٌ ،، بفتح الخاء وکسر الطاء ،، یہ دودھ ہے جس میں دلیا ڈال کر پکایا جاتا ہے ۔ اس کو لوگ انگلیوں سے چاٹ کر کھاتے ہیں اسے چمچوں سے بھی کھاتے ہیں "عکہ" گھی کی کُپّی ہے ۔ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دس دس صحابہ کو بلا کر کھلایا کیونکہ کھانا ایک ہی پیالہ میں تھا اس میں دس سے زیادہ نہیں کھا سکتے تھے ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے اکٹھے ہو کر کھانے میں برکت ہے ۔ ابوداؤد شریف میں مرفوع حدیث ہے کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ،، کھانا مل کر کھاؤ اور بسم اللہ پڑھو اس میں برکت ہوگی ،، یہ سرکار کا معجزہ ہے کہ ایک سیر کھانے سے چالیس آدمی سیر ہو کر چلے گئے اور کھانا ذرّہ بھی کم نہ ہُوا تھا (حدیث : ع ۳۳۵۰ ج ۵ کی شرح دیکھیں)

باب ثھوم اور سبزیوں سے جو مکروہ ہیں

اس باب میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے روائت کی

marfat.com

٦٠٠٢۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ قَالَ قِيْلَ لِاَنَسٍ مَا سَمِعْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الثُّوْمِ فَقَالَ مَنْ اَكَلَ فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا

٦٠٠٣۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا اَبُوْ صَفْوَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَطَآءٌ اَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ زَعَمَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَكَلَ ثُوْمًا اَوْ بَصَلًا فَلْيَعْتَزِلْنَا اَوْ لِيَعْتَزِلْ مَسْجِدَنَا

٦٠٠٢ــ ترجمہ: عبدالعزیز نے کہا انس بن مالک سے کہا گیا تم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تھوم کے بارے میں فرماتے ہوئے کیا سنا ہے۔ انس نے کہا حضور فرماتے تھے کہ جو کوئی تھوم کھائے وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے۔

٦٠٠٢ــ شرح: اس کی وجہ یہ ہے کہ مسجد میں فرشتے ہوتے ہیں وہ بدبودار شئی سے تنگ ہوتے ہیں بلکہ نمازی بھی اس سے تنگ پڑ جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جمعہ کے دن غسل کرنا مستحب ہے کہ اس دن میں عام لوگ جمع ہوتے ہیں۔ اگر غسل نہ کریں تو پسینہ سے بُو آنے لگتی ہے، لیکن ہر نماز میں غسل مسنون نہیں، کیونکہ اس میں حرج ہے

٦٠٠٣ــ ترجمہ: جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے تھوم یا پیاز کھایا وہ ہم سے علیحدہ رہے یا فرمایا ہماری مسجد سے علیحدہ رہے۔

٦٠٠٣ــ شرح: عمدۃ القاری میں ذکر کیا کہ حدیث کی عنوان سے مطابقت صرف مَنْ اَكَلَ ثُوْمًا اَوْ بَصَلًا ،، میں ہے۔ حدیث میں بدبودار سبزیوں کا ذکر نہیں کیا جیسے گندنا وغیرہ ہیں۔ لیکن امام بخاری کی عادت ہے کہ باب کے عنوان میں چند چیزیں ذکر کر دیتے ہیں اور تمام کے مطابق حدیث بیان نہیں کرتے ہیں۔ اس حدیث میں پیاز ذکر کیا ہے اور وہ اُن سبزیوں میں سے ہے جو بدبودار ہیں۔ لہٰذا صرف تھوم میں ہی مطابقت نہیں ہے۔

marfat.com

بَابُ الْكَبَاثِ وَهُوَ وَرَقُ الْاَرَاكِ

۶۰۰۴ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْسَلَمَةَ قَالَ اَخْبَرَنِيْ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَرِّ الظَّهْرَانِ نَجْنِيْ الْكَبَاثَ فَقَالَ عَلَيْكُمْ بِالْاَسْوَدِ مِنْهُ فَاِنَّهُ اَيْطَبُ فَقِيْلَ اَكُنْتَ تَرْعَى الْغَنَمَ قَالَ نَعَمْ وَهَلْ مِنْ نَبِيٍّ اِلَّا رَعَاهَا

بَابُ الْمَضْمَضَةِ بَعْدَ الطَّعَامِ ۶۰۰۵ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ

باب کباث اور وہ پیلو کا پھل ہے

۶۰۰۴ — ترجمہ : جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا ہم مرّ ظہران میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ پیلو کا پھل چُن رہے تھے تو حضور نے فرمایا سیاہ پیلو چنو وہ اُن میں عمدہ ہے۔ عرض کیا گیا یا رسُولَ اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ بکریاں چراتے رہے ہیں۔ حضور نے فرمایا ہاں ہر نبی نے بکریاں چرائی ہیں۔

۶۰۰۴ — شرح : حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے بکریاں چرانے میں حکمت یہ ہے کہ ان کی تواضع و انکساری میں اضافہ ہو اور خلوت و تنہائی سے ان کے قلوب مزید صاف ہوں اور بکریوں کا انتظام کرنے میں انہیں سیاسی امور میں ارتقاء حاصل ہو تاکہ امتوں کی سیاست اور اہتمام میں اتم وجہ سے ان کی اصلاح کریں اور ان میں صلاحیت پیدا کریں (حدیث ۲۱۲۰ اور ۳۱۸۹ کی شروح دیکھیں)

باب کھانے کے بعد کلی کرنا

۶۰۰۵ — ترجمہ : سُوَید بن نعمان نے کہا ہم جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ

marfat.com

عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيٰى بْنَ سَعِيْدٍ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ النُّعْمٰنِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى خَيْبَرَ فَلَمَّا كُنَّا بِالصَّهْبَاءِ دَعَا بِطَعَامٍ فَمَا اُتِيَ اِلَّا بِسَوِيْقٍ فَاَكَلْنَا فَقَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ فَتَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا قَالَ يَحْيٰى سَمِعْتُ بُشَيْرًا قَالَ حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى خَيْبَرَ فَلَمَّا كُنَّا بِالصَّهْبَاءِ قَالَ يَحْيٰى وَهِيَ مِنْ خَيْبَرَ عَلٰى رَوْحَةٍ دَعَا بِطَعَامٍ فَمَا اُتِيَ اِلَّا بِسَوِيْقٍ فَلُكْنَاهُ فَاَكَلْنَا مِنْهُ ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا فَصَلّٰى بِنَا الْمَغْرِبَ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ وَقَالَ سُفْيٰنُ كَاَنَّكَ تَسْمَعُهُ مِنْ يَحْيٰى

بَابُ لَعْقِ الْاَصَابِعِ وَمَصِّهَا قَبْلَ اَنْ تُمْسَحَ بِالْمِنْدِيْلِ

خیبر گئے جب ہم صہباء پہنچے تو آپ نے کھانا طلب فرمایا تو آپ کو ستو پیش کئے گئے ہم نے وہ کھائے پھر آپ نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو کلی کی تو ہم نے بھی کلی کی۔ یحییٰ نے کہا میں نے بشیر سے سنا وہ کہتے تھے ہم سے سُوَید نے بیان کیا کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ خیبر گئے جب ہم صہبا پہنچے یحییٰ نے کہا صہباء خیبر سے ایک منزل دُور ہے۔ حضور نے کھانا طلب فرمایا تو آپ کو ستو ہی پیش کئے گئے۔ حضور نے وہ کھائے ہم نے بھی آپ کے ساتھ کھائے پھر حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے پانی منگوایا اور کلی کی ہم نے بھی کلی کی۔ پھر ہمیں مغرب کی نماز پڑھائی اور وُضو نہ کیا۔ سفیان نے کہا گویا تو نے یہ حدیث یحییٰ سے سُنی ہے۔ (یعنی یہ بعینہٖ یحییٰ کے الفاظ ہیں گویا کہ تو نے یحییٰ سے سُنی ہے)

(حدیث ۵۰۳۶ ج : ۸ کی شرح دیکھیں)

باب رومال سے پونچھنے سے پہلے انگلیاں چاٹنا

marfat.com

۶۰۰۶ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَكَلَ اَحَدُكُمْ فَلَا يَمْسَحْ يَدَهٗ حَتّٰى يَلْعَقَهَا اَوْ يُلْعِقَهَا

بَابُ الْمِنْدِيْلِ

۶۰۰۷ — حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص کھائے تو اپنا ہاتھ نہ پونچھے

۶۰۰۶ —

حتی کہ اس کو خود چاٹ لے یا کسی کو چٹوا دے۔

شرح : یعنی اپنے ہاتھ رومال سے نہ پونچھے بلکہ خود چاٹ لے یا کسی کو

۶۰۰۶ —

کہے جس کو اس سے کراہت نہ ہو جیسے بیوی، بیٹا اور خادم وغیرہ کہ وہ چاٹنے میں کراہت نہیں کرتے کھانے کے بعد انگلیوں کو چاٹنا مستحب ہے۔ اس میں امر استحباب کے لئے ہے۔ ظاہریہ کے نزدیک امر وجوب کے لئے ہے۔ انگلیوں سے وسطی، سبابہ اور انگوٹھا تین انگلیاں مراد ہیں، کیونکہ ان کے ساتھ کھانا مسنون ہے۔ سنت تو یہی ہے لیکن اگر کوئی پانچوں انگلیوں سے کھائے تو منع نہیں ہے جو فعل جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو اس کو برا اور مکروہ جاننا ایمان کی کمزوری ہے جس برتن میں کھائے اس کو صاف کرنا بھی اسی طرح ہے، چنانچہ احادیث صحیحہ میں اس کی تصریح موجود ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ کھانے کے بعد برتن کو صاف کیا جائے تو کھانے والے کے لئے برتن استغفار کرتا ہے اور زبانِ حال سے کہتا ہے (جو اس کو اللہ تعالیٰ نے عطا کی ہے) کہ تو نے مجھے صاف کر کے مجھ کو شیطان کے چاٹنے سے محفوظ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ تجھے محفوظ رکھے۔ یہ معنی مومنوں کے قلوبِ طاہرہ پر حقیقت پر محمول ہے۔

باب رومال

۶۰۰۷ — ترجمہ : سعید بن حارث نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے کھانے پینے

marfat.com

قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْحُرِثِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ اَنَّہٗ سَاَلَہٗ عَنِ الْوُضُوْءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ فَقَالَ لَا قَدْ کُنَّا زَمَانَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا نَجِدُ مِثْلَ ذٰلِکَ مِنَ الطَّعَامِ اِلَّا قَلِیْلًا فَاِذَا نَحْنُ وَجَدْنَاہُ لَمْ یَکُنْ لَنَا مَنَادِیْلُ اِلَّا اَکُفَّنَا وَسَوَاعِدُنَا وَاَقْدَامُنَا ثُمَّ نُصَلِّیْ وَلَا نَتَوَضَّأُ

بَابُ مَا یَقُوْلُ اِذَا فَرَغَ مِنْ طَعَامِہٖ

۶۰۰۸۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَیْمٍ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ عَنْ ثَوْرٍ عَنْ

کی چیز جس کو آگ نے مس کیا ہو کے کھانے سے وضوء کے متعلق پوچھا (آگ سے پکا ہوا کھانے کے بعد وضوء کرنا چاہیئے؟) جابر نے کہا وضوء نہیں کرنا چاہیئے۔ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ پاک میں ایسا کھانا کم پاتے تھے۔ جب ہم ایسا کھانا پاتے تو ہمارے ہاتھ، کلائیوں اور قدموں کے سوا کوئی رومال وغیرہ نہ ہوتے کہ اُن سے پونچھیں پھر ہم نماز پڑھتے اور وضوء نہ کرتے تھے۔

۶۰۰۷ — شرح: یعنی کھانا کھانے کے بعد ہم رومال استعمال نہ کرتے تھے بلکہ کھانے کی تری وغیرہ ہاتھوں اور کلائیوں سے صاف کر لیتے تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے پاؤں سے تری وغیرہ پونچھ لیتے تھے۔ آگ سے پکا ہوا کھانا کھانے کے بعد وضوء کی تحقیق گزر چکی ہے۔ امام ترمذی نے کہا آگ سے پختہ کھانا کھانے سے وضوء نہ کرنا آخری امر ہے اس سے پہلا امر منسوخ ہے جس میں وضوء کرنے کا حکم ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب کھانا کھانے کے بعد کیا کہے

۶۰۰۸ — ترجمہ: ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے سے دسترخوان اُٹھایا جاتا تو آپ فرماتے: اللہ کے لئے سب تعریفیں ہیں۔ بسیار حمد جو ریا سے پاک اور خالص ہے اس میں برکت ہی برکت ہے نہ کافی کیا گیا ہو اور نہ وداع کیا گیا ہو اور نہ ہی اُس سے بے نیازی ہو اے ربّ ہمارے۔

marfat.com

خَلِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا رُفِعَ مَائِدَتُہٗ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا طَیِّبًا مُبَارَکًا فِیْہِ غَیْرَ مَکْفِیٍّ وَلَا مُوَدَّعٍ وَلَا مُسْتَغْنًی عَنْہُ رَبَّنَا

۶۰۰۹ — حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ ثَوْرِ بْنِ یَزِیْدَ عَنْ خَلِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا فَرَغَ مِنْ طَعَامِہٖ وَقَالَ مَرَّۃً اِذَا رُفِعَ مَائِدَتُہٗ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَفَانَا وَاَرْوَانَا غَیْرَ مَکْفِیٍّ وَلَا مَکْفُوْرٍ وَقَالَ مَرَّۃً لَکَ الْحَمْدُ رَبَّنَا غَیْرَ مَکْفِیٍّ وَلَا مُوَدَّعٍ وَلَا مُسْتَغْنًی رَبَّنَا

شرح : حدیث کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ دسترخوان پہ کھانا اور یہ دُعا کرنا حضور کی عادت شریفہ تھی اور

۶۰۰۸ —

دسترخوان اُٹھانے کا مطلب یہ ہے کہ جب کھانے سے فارغ ہوجاتے جیسے طویل النجاد سے طول قامت مراد ہوتا ہے۔ قولہ غیر مکفیٍّ ، مکفیّ بروزن مرمیّ دراصل مکفوی تھا۔ واؤ کو یاء سے بدل کر ادغام کیا اور ماقبل کو کسرہ دیا جیسے مرمی میں اعلال کیا گیا ہے۔ اس کے معنیٰ یہ ہیں اے اللہ یہ جو ہم نے کھایا ہے یہ مابعد کے لئے کافی نہ ہو اور یہ آخری کھانا نہ ہو بلکہ اس کے بعد منقطع نہ ہو اور ہماری ساری عمر یہ نعمت مستمر رہے کسی وقت بھی ختم نہ ہو۔ قولہ ولا مودع ، یعنی ہم سے وداع نہ ہو اور یہ آخری طعام نہ ہو۔ قولہ ولا مستغنیً عنہ ، یعنی ہم اسے مستغنی نہ ہوں یہ پہلے معنی کی تاکید ہے۔

ترجمہ : ابو اُمامہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب

۶۰۰۹ —

کھانے سے فارغ ہوتے تو یہ فرماتے کبھی یہ کہا کہ جب آپ کا دسترخوان اُٹھایا جاتا تو فرماتے تمام محامد اس ذات کے لئے ہیں جس نے ہمیں کافی کھلایا اور سیراب کیا۔ نہ یہ کفائت کیا گیا ہے اور نہ ناشکری کی گئی ہے اور کبھی فرمایا ! اے ہمارے رب ! سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں (یہ کھانا) کفائت نہ کیا گیا ہو اور نہ وداع کیا گیا ہو اور نہ اس سے استغناء ہو۔

(اس کی تفصیل ابھی گزری ہے)

marfat.com

بَابُ الْاَكْلِ مَعَ الْخَادِمِ

۶۰۱۰ــ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدٍ هُوَ ابْنُ زِيَادٍ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَتٰى اَحَدَكُمْ خَادِمُهٗ بِطَعَامِهٖ فَاِنْ لَّمْ يُجْلِسْهُ مَعَهٗ فَلْيُنَاوِلْهُ اُكْلَةً اَوْ اُكْلَتَيْنِ اَوْ لُقْمَةً اَوْ لُقْمَتَيْنِ فَاِنَّهٗ وَلِيَ حَرَّهٗ وَعِلَاجَهٗ

باب ــ خادم کے ساتھ کھانا

اس باب میں تواضع، انکساری، عاجزی اور عدمِ تکبر کے ارادے سے خادم کے ساتھ کھانے کا بیان ہے یہ آدابِ مومنین اور اخلاقِ مرسلین سے ہے غلام ہو یا آزاد شخص ہو دونوں پر خادم کا اطلاق ہوتا ہے۔

۶۰۱۰ــ ترجمہ: محمد بن زیاد نے کہا میں نے ابوہریرہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہوئے سنا کہ تم میں سے جب کسی کے پاس اس کا خادم کھانا پکا کر لائے اگر اس کو اپنے ساتھ نہ بٹھائے تو ایک یا دو لقمے اس کو دیدے کیونکہ اُس نے پکانے کی گرمی اور مشقت برداشت کی ہے۔

۶۰۱۰ــ شرح: یعنی خادم کھانا پکاتا ہے اور اس کی گرمی اور دھواں وغیرہ برداشت کرتا ہے اور اس کی تیاری ترکیب و اصلاح وغیرہ کرتا ہے تو چاہیئے کہ اس کو ساتھ بٹھا کر کھلائے ورنہ اس کے ہاتھ پہ ایک دو لقمے رکھ دے۔ طبرانی نے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہارا مملوک کھانا تیار کرے اور پکانے میں گرمی وغیرہ برداشت کی ہو تو اس کو اپنے قریب کرے کہ وہ اس کے ساتھ کھائے اگر انکار کرے تو اس کے ہاتھ میں دو لقمے دیدے۔ اس حدیث میں امر استحباب پر محمول ہے۔

marfat.com

بَابُ اَلطَّاعِمُ الشَّاكِرُ مِثْلُ الصَّائِمِ الصَّابِرِ

فِيهِ عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ **بَابُ اَلرَّجُلُ** يُدْعٰی اِلٰی طَعَامٍ فَيَقُوْلُ وَهٰذَا مَعِیَ قَالَ اَنَسٌ اِذَا دَخَلْتَ عَلٰی مُسْلِمٍ لَاَيْتَهُمْ فَكُلْ مِنْ طَعَامِهٖ وَاشْرَبْ مِنْ شَرَابِهٖ

٦٠١١ــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِی الْاَسْوَدِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ قَالَ ثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا شَقِيْقٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْمَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِیُّ قَالَ كَانَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ يُكْنٰی اَبَا شُعَيْبٍ وَكَانَ لَهٗ غُلَامٌ لَحَّامٌ فَاٰتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِیْ اَصْحَابِهٖ

باب کھانا کھانے والا شکر گزار صائم صابر کی مانند ہے

اس میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ شکر نعمت پر مرتب ہوتا ہے اور صبر مصیبت پر کیا جاتا ہے تو یہ تشبیہ کیسی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مشبہ اور مشبہ میں مماثلت جمیع امور میں مطلوب نہیں ہوتی بلکہ صرف ایک وصف میں مشارکت کافی ہوتی ہے اور وہ مشبہ بہ میں کامل ہوتی ہے وہ یہاں کمالِ ثواب کا مستحق ہوتا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ رنج و مشقت کے اندازے پر ثواب ہوتا ہے۔ صائم صابر میں کھانے والے شاکر سے مشقت زیادہ ہے۔ لہٰذا اس کا ثواب بھی زیادہ ہے۔ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ استحقاق ثواب میں دونوں برابر ہیں۔ لہٰذا تشبیہ صحیح ہے۔

marfat.com

فَعَرَّفَ الْجُوعَ فِيْ وَجْهِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَهَبَ اِلٰى غُلَامِهِ اللَّحَّامِ فَقَالَ اِصْنَعْ لِيْ طَعَامًا يَكْفِيْ خَمْسَةً لَعَلِّيْ اَدْعُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَامِسَ خَمْسَةٍ فَصَنَعَ لَهٗ طُعَيِّمًا ثُمَّ اَتَاهُ فَدَعَاهُ فَتَبِعَهُمْ رَجُلٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اَبَا شُعَيْبٍ اَنَّ رَجُلًا تَبِعَنَا فَاِنْ شِئْتَ اَذِنْتَ لَهٗ وَاِنْ شِئْتَ تَرَكْتَهٗ قَالَ لَا بَلْ اَذِنْتُ لَهٗ،

بَابُ اِذَا حَضَرَ الْعَشَآءُ فَلَا يَعْجَلْ عَنْ عَشَائِهٖ

٦٠١٢۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ جَعْفَرُ بْنُ عَمْرِو ابْنِ اُمَيَّةَ اَنَّ اَبَاهُ عَمْرَو ابْنَ اُمَيَّةَ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ رَاٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْتَزُّ مِنْ كَتِفِ شَاةٍ فِيْ يَدِهٖ فَدُعِيَ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاَلْقَاهَا وَالسِّكِّيْنَ الَّتِيْ كَانَ يَحْتَزُّ بِهَا ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّاْ،

باب کسی شخص کو کھانے کی دعوت دی جائے اور وہ کہے یہ بھی میرے ساتھ ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب تو مسلمان کے پاس جائے جو متہم نہیں ہے تو اس کے طعام سے کھاؤ اور پانی سے پیئو۔

٦٠١١۔ ترجمہ : ابومسعود عقبہ بن عامر انصاری نے کہا ایک انصاری جس کی کنیت ابوشعیب تھی اس کا ایک غلام گوشت فروش تھا وہ شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے

marfat.com

آیا جبکہ حضور صحابہ کرام میں تشریف فرما تھے۔ اُس نے حضور کے چہرہ انور سے بھوک کا اثر معلوم کیا تو اپنے گوشت فروش غلام کے پاس گیا اور اسے کہا میرے لئے کھانا تیار کرو جو پانچ آدمیوں کے لئے کافی ہو میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کیے لیتا ہوں اس حال میں کہ آپ پانچویں ہوں گے اُس نے کھانا تیار کیا وہ شخص حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور کھانے کی دعوت دی اُن کے پیچھے ایک اور آدمی ہو لیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوشعیب ایک آدمی ہمارے پیچھے آگیا ہے۔ اگر چاہو تو اس کو اجازت دو اگر چاہو تو اسے واپس جانے دو۔ اُس نے کہا نہیں بلکہ میں نے اس کو اجازت دی ،، (حدیث ۵۰۸۴ ع ج : ۸ کی شرح دیکھیں)

باب جب شام کا کھانا حاضر ہو تو عشاء کی نماز میں جلدی نہ کرے،،

یعنی پہلے کھانا کھائے پھر نماز ادا کرے۔ علامہ کرمانی نے کہا : اِذَا حَضَرَ الْعَشَاءُ ،، میں عین پر فتح اور کسرہ دونوں طرح صحیح ہے۔ اور ،، عشائیہ ،، میں عین صرف مفتوح ہے مکسور نہیں۔ عِشَا بکسر العین مغرب کی نماز کے وقت سے عشاء کی نماز کے وقت تک مدت ہے اور بفتح العین رات کا کھانا ہے۔ اس کے مقابل غداء یعنی ناشتہ ہے۔ فتحہ کی تقدیر پر معنیٰ یہ ہیں کہ جب شام کا کھانا آجائے تو نماز پڑھنے میں جلدی نہ کرے۔

۶۰۱۲ — ترجمہ : ابن شہاب نے کہا مجھے جعفر بن عمرو اُمیہ نے خبر دی کہ اُن کے والد عمرو ابن اُمیہ نے انہیں خبر دی کہ اُس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ بکری کے شانہ سے جو حضور کے ہاتھ میں تھا چھری کے ساتھ گوشت کاٹ رہے تھے۔ حضور کو نماز کے لئے بُلایا گیا تو شانہ اور چھری جس کے ساتھ اس کو کاٹ رہے تھے ایک طرف ڈال دیا پھر کھڑے ہوئے اور نماز پڑھی اور وضو نہ کیا۔

۶۰۱۲ — ترجمہ : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث میں نمازِ عشاء کی تخصیص نہیں۔ عشاء کی تخصیص کہاں سے لی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ایک اور حدیث جس میں یہ تخصیص ہے کے قرینہ سے مطلق کو مقیّد پر محمول کیا ہے۔ مذکور کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ طعام کھانے میں جلدی کرنا اور نماز میں تاخیر کرنا رات کے کھانے اور عشاء کی نماز کے ساتھ مختص ہے حالانکہ ظاہر ہے کہ یہ حکم اس سے مختص نہیں ہے اور ہر نماز اور حاضر کھانے کا یہی حال ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ باب کے عنوان کا واضح مفہوم یہ ہے کہ کھانا حاضر ہو جائے تو اس سے فارغ ہو کر نماز پڑھے اس کے تحت حدیث سے ظاہر یہ ہوتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے حضور کے وقت چھری اور بکری کا شانہ ہاتھ سے ایک طرف ڈال دیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ نماز کے وقت حضور کھانا تناول فرما رہے تھے اور کھانے کی شدید خواہش نہ

marfat.com

۶۰۱۳ — حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا وُضِعَ الْعَشَاءُ وَأُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ فَابْدَءُوا بِالْعَشَاءِ وَعَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ وَعَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ تَعَشّٰى مَرَّةً وَهُوَ يَسْمَعُ قِرَاءَةَ الْإِمَامِ

۶۰۱۴ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ هِشَامِ ابْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ وَحَضَرَ الْعَشَاءُ فَابْدَءُوا بِالْعَشَاءِ وَقَالَ وُهَيْبٌ وَيَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ هِشَامٍ إِذَا وُضِعَ الْعَشَاءُ

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوا

نہ تھی اس لئے شانہ ہاتھ سے ایک طرف ڈال کر نماز کو تشریف لے گئے،، واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۶۰۱۳ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کھانا لگا دیا جائے اور نماز کی اقامت ہونے لگے تو پہلے کھانا کھالو۔ ایوب نے نافع کے ذریعہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے اس طرح روائت کی ہے۔ نیز ایوب نے نافع کے ذریعہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک دفعہ روائت کی کہ عبداللہ بن عمر قراءت سن رہے تھے اور عشاء کا کھانا کھا رہے تھے۔

۶۰۱۴ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب نماز کی اقامت ہونے لگے اور شب کا کھانا بھی حاضر ہو جائے تو تم پہلے کھانا کھاؤ۔ وہیب اور یحییٰ بن سعید نے ہشام سے "اذا وضع الطعام" روائت کی ہے یعنی جب کھانا لگایا جائے۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جب کھانا کھا چکو تو اپنے اپنے گھر چلے جاؤ

marfat.com

۶۰۱۵ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ أَنَا أَعْلَمُ النَّاسِ بِالْحِجَابِ كَانَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ يَسْأَلُنِي عَنْهُ أَصْبَحَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرُوسًا بِزَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ وَكَانَ تَزَوَّجَهَا بِالْمَدِينَةِ فَدَعَا النَّاسَ لِلطَّعَامِ بَعْدَ ارْتِفَاعِ النَّهَارِ فَجَلَسَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَلَسَ مَعَهُ رِجَالٌ بَعْدَ مَا قَامَ الْقَوْمُ حَتّٰى قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَشَى وَمَشَيْتُ مَعَهُ حَتّٰى بَلَغَ بَابَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ ثُمَّ ظَنَّ أَنَّهُمْ خَرَجُوا فَرَجَعَ فَرَجَعْتُ مَعَهُ فَإِذَا هُمْ جُلُوسٌ مَكَانَهُمْ فَرَجَعَ وَرَجَعْتُ مَعَهُ الثَّانِيَةَ حَتّٰى بَلَغَ بَابَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ فَرَجَعَ وَرَجَعْتُ مَعَهُ فَإِذَا هُمْ قَدْ قَامُوا فَضَرَبَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ سِتْرًا وَأُنْزِلَ الْحِجَابُ

ترجمہ : ابن شہاب زہری سے روایت ہے کہ حضرت انس نے کہا میں آیت حجاب کے نزول کی شان سب لوگوں سے زیادہ جانتا ہوں۔ اُبی بن کعب اسکے متعلق مجھ سے پوچھا کرتے تھے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب بنت جحش سے نئی نئی شادی کی تھی جبکہ اُن سے نکاح مدینہ منورہ میں کیا تھا۔ حضور نے سُورج بلند ہونے کے بعد لوگوں کو دعوتِ ولیمہ کے لئے بلایا۔ لوگوں کے چلے جانے کے بعد سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے جبکہ آپ کے ساتھ چند لوگ بیٹھے رہے یہاں تک کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھے اور چلنے لگے تو میں بھی آپ کے ساتھ چل رہا تھا۔ جب ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرۂ شریفہ کے دروازہ پر پہنچے تو حضور کو گمان ہُوا کہ وہ بیٹھنے والے لوگ چلے گئے ہیں۔ آپ وہیں سے واپس آگئے اور میں بھی آپ کے ساتھ واپس ہوگیا تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ لوگ ابھی بیٹھے باتوں میں مشغول ہیں، چنانچہ حضور پھر لوٹے اور میں بھی دُوسری بار آپ کے ساتھ واپس آگیا حتی کہ دُوسری بار ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ شریفہ تک پہنچے تو واپس آگئے اور میں آپ کے ساتھ لوٹ آیا تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ لوگ چلے گئے ہیں تو حضور نے میرے اور اپنے درمیان پردہ لٹکا دیا اور آیت حجاب نازل ہوئی

۶۰۱۵ —

(اس کی تفصیل سورہ احزاب میں حدیث عـــــ ج ، کی شرح میں دیکھیں)

marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

كِتَابُ الْعَقِيقَةِ

بَابُ تَسْمِيَةِ الْمَوْلُودِ غَدَاةَ يُولَدُ لِمَنْ لَمْ يُعَقَّ عَنْهُ وَتَحْنِيكِهِ ۶۰۱۶۔ حَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ نَصْرٍ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

كِتَابُ الْعَقِيقَةِ

علامہ عینی نے اصمعی سے نقل کیا کہ دراصل عقیقہ وہ بال ہیں جو بچے کے سر پر ہوتے ہیں جبکہ وہ پیدا ہوتا ہے اس کی طرف سے اس وقت جو بکری ذبح کی جاتی ہے اس کا نام بھی عقیقہ ہے کیونکہ ذبح کے وقت مولود کے بال اُتارے جاتے ہیں۔ خطابی نے کہا جو بکری مولود کی طرف سے ذبح کی جائے اس کو عقیقہ کہتے ہیں کیونکہ وہ ذابح سے قطع کی جاتی ہے۔ حلق سے جو بال اُترتے ہیں ان کو بھی استعارۃً عقیقہ کہتے ہیں مولود کے ساتویں روز ذبح کرنے کو بالوں کے نام پر عقیقہ کہتے ہیں کیونکہ اس روز بال حلق کئے جاتے ہیں اور اس کے لئے جو بکری ذبح کی جائے اس کو عقیقہ کہتے ہیں۔ عق بمعنی شق ہے ہر نومولود بہیمہ کے بال عقیقہ ہیں۔

باب : جس نومولود کا عقیقہ نہ کرنا ہو پیدائش کے دن کی صبح کو نام رکھنا اور اس کی تحنیک

اس باب کا ایک عنوان یہ ہے کہ جس شخص کو عقیقہ کرنے کی استطاعت نہ ہو وہ نومولود کا نام رکھنے میں ساتویں دن تک تاخیر نہ کرے۔ جس روز بچہ پیدا ہو اس کے دوسرے دن کی صبح کو نام رکھ لے؛

marfat.com

قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْاُسَامَۃَ قَالَ حَدَّثَنِیْ بُرَیْدُ بْنُ عَبْدِاللّٰہِ عَنْ اَبِیْ بُرْدَۃَ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ وُلِدَلِیْ غُلَامٌ فَاَتَیْتُ بِہِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَسَمَّاہُ اِبْرَاھِیْمَ فَحَنَّکَہٗ بِتَمْرَۃٍ وَدَعَا لَہٗ بِالْبَرَکَۃِ وَدَفَعَہٗ اِلَیَّ وَکَانَ اَکْبَرَ وَلَدِ اَبِیْ مُوْسٰی

ورنہ سنت یہ ہے کہ ساتویں دن نام رکھے اور دوسرا عنوان نومولود کی تحنیک ہے وہ یہ ہے کھجور یا کوئی میٹھی شئی کو چبا کر نرم کر کے نومولود کے منہ میں ڈالتے ہیں اس کا مقصد ایمان کی نیک فال ہے کیونکہ کھجور کے درخت کو مومن سے تشبیہ دی گئی ہے اور میٹھی شئی کو سرکار مدینہ پسند فرماتے تھے۔ لہٰذا اس میں حلاوتِ ایمان کی بھی نیک فال ہے۔ خصوصاً جبکہ اہلِ اصلاح و علم و تقوی والوں سے تحنیک کرائیں کہ اُن کے منہ کی برکت اس کو پہنچتی ہے۔

عقیقہ میں فقہاء کے اقوال

امام مالک، شافعی اور احمد رحمہم اللہ نے کہا عقیقہ سُنّت ہے جو اس کی طاقت رکھتا ہو ترک نہ کرے۔ امام احمد نے کہا بکری کی قیمت مساکین پر صدقہ کرنے سے ذبح کر کے کھلانا زیادہ اچھا ہے۔ یحیی بن سعید نے کہا میں نے لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہ بچے اور بچی کا عقیقہ کرتے تھے اور ترک نہ کرتے تھے ابن حزم نے کہا جو کوئی طاقت رکھتا ہو اس پر عقیقہ کرنا واجب ہے۔ ابن تین نے کہا لڑکوں کا عقیقہ کرنا سنّت ہے لڑکیوں کا نہیں۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا یہ سنّت مؤکدہ نہیں۔ امام محمد رحمہ اللہ نے کہا یہ مستحب ہے پہلے کرتے تھے پھر منسوخ ہو گیا۔ شیخ عبدالرزاق نے اپنے اسناد سے حدیث روائت کی ہے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے بیٹے کو اچھا جانتا ہے اس کے لئے مستحب یہ ہے کہ عقیقہ کرے۔ لڑکے کی طرف سے دو بکرے اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری ذبح کرے یہ استحباب کی دلیل ہے۔

۶۰۱۶ — ترجمہ : ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا میرا لڑکا پیدا ہُوا تو میں اس کو لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ حضور نے اس کا نام ابراہیم رکھا اور کھجور اپنے منہ مبارک میں چبا کر اس کے منہ میں ڈالی اور اس کے لئے برکت کی دُعاء فرمائی پھر میرے حوالے کر دیا۔ وہ ابوموسیٰ کا سب سے بڑا بیٹا تھا۔

۶۰۱۶ — شرح : اس حدیث میں تسمیہ اور تحنیک ہیں لہٰذا عنوان کے ساتھ مطابقت واضح ہے۔ اس حدیث سے اگرچہ یہ ظاہر ہے کہ نومولود کا نام رکھنے میں جلدی

marfat.com

۶۰۱۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَبِيٍّ يُحَنِّكُهُ فَبَالَ عَلَيْهِ فَأَتْبَعَهُ الْمَاءَ

۶۰۱۸۔ حَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّهَا

کرنا چاہیئے لیکن صحیح احادیث میں ہے کہ ساتویں روز نام رکھا جائے؛ چنانچہ بزار، ابن حبان اور حاکم نے صحیح حدیث روائت کی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے حسن وحسین علیہما السلام کی طرف سے ساتویں روز عقیقہ کیا اور ان کا نام رکھا۔ امام ترمذی نے عمرو بن شعیب کے طریق سے روائت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے حکم دیا کہ ساتویں روز نومولود کا نام رکھیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا سات امور سنّت ہیں ان میں سے ساتویں روز نومولود کا نام رکھا جائے اس کا ختنہ کیا جائے اس سے غلاظت دُور کی جائے اور اس کے سَر کے بال اُتارے جائیں۔ اُن کے وزن کے برابر سونا یا چاندی صدقہ کیا جائے اور اس کی طرف سے عقیقہ کیا جائے مہلب نے کہا اگر بچے کے والد نے عقیقہ نہ کرنا ہو تو جب بچہ پیدا ہو اس روز یا اس کے ایک دو روز بعد نام رکھ دیا جائے اور اگر عقیقہ کرنے کا ارادہ ہو تو ساتویں دن نام رکھیں۔

نومولود کی تحنیک (گھٹی)

تحنیک کے معنی ہیں کھجور چبا کر بچے کے تالو میں لگانا،، اس میں حکمت یہ ہے کہ اس میں ایمان کی نیک فال ہے؛ کیونکہ کھجور اس درخت کا پھل ہے جس کو سرورِ کون ومکان صلی اللہ علیہ وسلّم نے مومن اور اس کی حلاوت کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔ خصوصاً جب تحنیک کرنے والا اہلِ فضل، علما اور صالحین میں سے ہو کیونکہ سب سے پہلے ان حضرات کے تھوک کا حصّہ نومولود کے پیٹ میں پہنچتا ہے۔ یہ امر مسلم ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کے تھوک مبارک کی برکت سے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بے شمار فضائل اور کمالات سے مستفیض ہُوئے قرآن کریم کے قاری اور عفیف مسلمان ہُوئے ایسے ہی عبداللہ بن ابی طلحہ بہت بڑے عالم اور فاضل تھے اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم کے تھوک شریف کی برکت سے ہر خیر میں پیش پیش تھے۔

marfat.com

حَمَلَتْ بِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ بِمَكَّةَ قَالَتْ فَخَرَجْتُ وَاَنَا مُتِمٌّ فَاَتَيْتُ الْمَدِيْنَةَ فَنَزَلْتُ قُبَاءَ فَوَلَدْتُ بِقُبَاءٍ ثُمَّ اَتَيْتُ بِهٖ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ فَوَضَعْتُهٗ فِيْ حَجْرِهٖ ثُمَّ دَعَا بِتَمْرَةٍ فَمَضَغَهَا ثُمَّ تَفَلَ فِيْ فِيْهِ فَكَانَ اَوَّلَ شَيْءٍ دَخَلَ جَوْفَهٗ رِيْقُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ حَنَّكَهٗ بِتَمْرَةٍ ثُمَّ دَعَا لَهٗ وَبَرَّكَ عَلَيْهِ وَكَانَ اَوَّلَ مَوْلُوْدٍ وُلِدَ فِي الْاِسْلَامِ فَفَرِحُوْا بِهٖ فَرَحًا شَدِيْدًا اِلَّا نَّهُمْ قِيْلَ لَهُمْ اِنَّ الْيَهُوْدَ قَدْ سَحَرَتْكُمْ وَلَا يُوْلَدُ لَكُمْ

٦٠١٧ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں ایک بچہ لایا گیا۔ حضور نے کھجور چبا کر اس کے تالو میں لگائی۔ اُس نے حضور پر پیشاب کر دیا تو اس پہ پانی پھیرا۔ (حدیث ۲۲۲ ج : ۱ کی شرح دیکھیں)

٦٠١٨ — ترجمہ : اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ وہ مکہ مکرمہ میں عبداللہ ابن زبیر سے امید سے ہُوئیں۔ اُنھوں نے کہا میں اس حال میں مکہ مکرمہ سے نکلی کہ میں حمل کے دن پُورے کرنے والی تھی۔ میں مدینہ منورہ آئی اور قبا میں ٹھہری اور وہیں میں نے بچہ کو جنم دیا پھر اس کو جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں لائی اور حضور کی گود شریف میں رکھ دیا۔ حضور نے کھجور منگوائی اور اس کو چبا کر بچے کے منہ میں تھوک ڈالا۔ پس سب سے پہلے اس کے پیٹ میں جو پہنچا وہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا تھوک شریف تھا۔ پھر اسے کھجور کی گھٹی دی گئی اور برکت کی دعاء فرمائی یہ اسلام میں پہلا بچہ پیدا ہُوا تھا۔ اس کی ولادت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بہت خوش ہُوئے کیونکہ ان سے کہا گیا تھا یہودیوں نے (مسلمانوں پر) جادو کر دیا ہے اُن کے ہاں کوئی بچہ پیدا نہ ہوگا۔

٦٠١٨ — شرح : یعنی ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں مہاجرین کی اولاد میں سب سے پہلے جنم لینے والے حضرت عبداللہ بن زبیر تھے "رضی اللہ عنہما"، ورنہ ہجرت کے بعد اُن سے پہلے حضرت نعمان بن بشیر انصاری متولد ہو چکے تھے۔
(حدیث ٦٠-٣٦٦١ ، ج ٥ - کی شرح دیکھیں)

marfat.com

٦٠١٩ــ حَدَّثَنَا مَطَرُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هٰرُوْنَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَوْنٍ عَنْ اَنَسِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ ابْنٌ لِاَبِيْ طَلْحَةَ يَشْتَكِيْ فَخَرَجَ اَبُوْطَلْحَةَ فَقُبِضَ الصَّبِيُّ فَلَمَّا رَجَعَ اَبُوْطَلْحَةَ قَالَ مَا فَعَلَ ابْنِيْ قَالَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ هُوَ اَسْكَنُ مَا كَانَ فَقَرَّبَتْ اِلَيْهِ الْعَشَآءَ فَتَعَشّٰى ثُمَّ اَصَابَ مِنْهَا فَلَمَّا فَرَغَ قَالَتْ وَارُوا الصَّبِيَّ فَلَمَّا اَصْبَحَ اَبُوْطَلْحَةَ اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ فَقَالَ ءَاَعْرَسْتُمُ اللَّيْلَةَ قَالَ نَعَمْ قَالَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمَا فَوَلَدَتْ غُلَامًا قَالَ لِيْ اَبُوْطَلْحَةَ احْفَظْهُ حَتّٰى تَاْتِيَ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتٰى بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَرْسَلَتْ مَعَهٗ بِتَمَرَاتٍ فَاَخَذَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَمَعَهٗ شَيْءٌ قَالُوْا نَعَمْ تَمَرَاتٌ فَاَخَذَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَضَغَهَا ثُمَّ اَخَذَ مِنْ فِيْهِ فَجَعَلَهَا فِيْ فِي الصَّبِيِّ وَحَنَّكَهٗ بِهٖ وَسَمَّاهُ عَبْدَ اللّٰهِ

٦٠١٩ــ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا ابو طلحہ کا بیٹا بیمار ہو گیا۔ ابو طلحہ باہر گئے تو (اُن کے بعد) بچہ فوت ہو گیا جب وہ واپس آئے تو کہا میرا بچہ کیسا ہے۔ ام سلیم نے کہا وہ پہلے سے سکون میں ہے ام سلیم نے ابو طلحہ کو کھانا پیش کیا اُنھوں نے کھانا کھایا پھر رات کو جماع کیا جب فارغ ہوئے تو ام سلیم نے کہا بچے کو دفن کر آؤ صبح کو ابو طلحہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر (بچے کے فوت ہونے کی) خبر دی تو حضور نے فرمایا کیا تم نے اس رات جماع کیا تھا؟ ابو طلحہ نے کہا جی ہاں۔ فرمایا اے اللہ! اِس رات میں ان کے (فعل میں) برکت فرما (ام سلیم نے کہا) اس کے بعد

marfat.com

۶۰۲۰ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اَنَسٍ وَسَاقَ الْحَدِیْثَ

بَابُ اِمَاطَةِ الْاَذٰی عَنِ الصَّبِیِّ فِی الْعَقِیْقَةِ

۶۰۲۱ــــ حَدَّثَنَا اَبُوالنُّعْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَیْدٍ عَنْ اَیُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ سَلْمٰنَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ مَعَ الْغُلَامِ عَقِیْقَةٌ وَقَالَ

میرے ہاں بچہ پیدا ہوا تو مجھے ابوطلحہ نے کہا اس کو حفاظت سے رکھو حتیٰ کہ ہم اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے چلیں چنانچہ ابوطلحہ اسے حضور کے پاس لائے جبکہ اُن کے ہمراہ ام سلیم نے کچھ کھجوریں بھیجی تھیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نومولود کو پکڑ کر فرمایا کیا اس کے ساتھ کچھ لائے ہو؟ اُنھوں نے کہا: جی ہاں! چند کھجوریں (لائے ہیں) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ پکڑ لیں اور انہیں چبایا پھر بچے کا منہ پکڑا اور اس میں ڈال دیں اس کے ساتھ اسے گھٹی دی اور اس کا نام عبداللہ رکھا۔

شرح ۶۰۱۹ــــ : قولہ اسکن ماکان،، اس سے مُراد سکونِ موت ہے۔ یہ اسم تفضیل ہے ابوطلحہ نے یہ گمان کیا تھا کہ ام سلیم کی مُراد سکونِ شفا ہے۔ قولہ اَعْرَسْتُمْ اِعراس سے ماخوذ ہے اس کے معنی وطئ اور جماع ہیں۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور تعجّب استفہام فرمایا تھا کہ حضور نے ان کے فعل اور صبر اور ابوطلحہ کا ام سلیم کی اللہ کی قضاء و قدر سے رضاء پر سرور پہ تعجب فرمایا ہے۔ اس حدیث میں ام سلیم رضی اللہ عنہا کی بہت بڑی منقبت و فضیلت ہے جبکہ اُس نے بچہ کی موت پہ صبر و استقلال اور اللہ تعالیٰ کی قضاء و قدر پر حسنِ رضاء کا اظہار کیا اور شروع رات میں بچہ کی موت کو اس کے والد سے اخفاء کرنے میں اس کی جزالتِ عقل کی دلیل ہے تاکہ وہ رات آرام سے بسر کرے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ تعریض کرنا مستحب ہے اور اللہ تعالیٰ نے اُن کے حق میں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاء قبول فرمائی جبکہ اس کے بعد ام سلیم عبداللہ بن ابی طلحہ کے ساتھ امید سے ہوئیں اور عبداللہ کی نسل میں دس نیک علماء پیدا ہوئے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

ترجمہ ۶۰۲۰ــــ : محمد بن مثنیٰ نے کہا ہم سے محمد بن ابی عدی نے عبداللہ بن عون سے انہوں نے محمد سے اُنھوں نے انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا اور پوری حدیث ذکر کی۔

marfat.com

۶۰۲۱ حَدَّثَنَا اَبُوالنُّعْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ سَلْمٰنَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ مَعَ الْغُلَامِ عَقِيْقَةٌ وَقَالَ حَجَّاجٌ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ وَقَتَادَةُ وَهِشَامٌ وَحَبِيْبٌ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ سَلْمَانَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ عَاصِمٍ وَهِشَامٍ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيْرِيْنَ عَنِ الرَّبَابِ عَنْ سَلْمٰنَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوٰى يَزِيْدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ سَلْمٰنَ قَوْلَهٗ وَقَالَ اَصْبَغُ اَخْبَرَنِيْ ابْنُ وَهْبٍ عَنْ جَرِيْرِ ابْنِ حَازِمٍ عَنْ اَيُّوْبَ السَّخْتِيَانِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ حَدَّثَنَا سَلْمٰنُ بْنُ عَامِرِ الضَّبِّيُّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَعَ الْغُلَامِ عَقِيْقَةٌ فَاَهْرِيْقُوْا عَنْهُ دَمًا وَاَمِيْطُوْا عَنْهُ الْاَذٰى

باب بچے کا عقیقہ کر کے اس سے تکلیف دُور کرنا

۶۰۲۰ ترجمہ : اس اسناد میں مذکور تمام لوگوں نے سلمان بن عامر ضبی سے روائت کی کہ میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہُوئے سُنا کہ لڑکے کا عقیقہ ہے اُس کی طرف سے خون بہاؤ اور اس سے تکلیف زائل کرو

۶۰۲۱ ترجمہ : حبیب بن شہید نے کہا مجھے محمد بن سیرین نے حکم دیا کہ میں حسن بصری سے پوچھوں کہ اُنھوں نے عقیقہ کی حدیث کس سے سُنی ہے۔ میں نے پوچھا تو اُنھوں نے کہا میں نے سمرہ بن جندب سے سُنا۔

۶۰۲۱-۲۰ شرح : اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں جو کتب سُنن میں مذکور ہیں کہ لڑکا عقیقہ کے عوض گروی ہوتا ہے۔ پیدائش کے ساتویں روز اس کا

marfat.com

۶۰۲۱ــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِی الْاَسْوَدِ قَالَ حَدَّثَنَا قُرَیْشٌ عَنْ حَبِیْبِ بْنِ الشَّهِیْدِ قَالَ اَمَرَنِی ابْنُ سِیْرِیْنَ اَنْ اَسْئَلَ الْحَسَنَ مِمَّنْ سَمِعَ حَدِیْثَ الْعَقِیْقَةِ فَسَاَلْتُهٗ مِنْ سَمُرَةَ ابْنِ جُنْدُبٍ

بَابُ الْفَرَعِ

۶۰۲۲ــ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ قَالَ حَدَّثَنِی الزُّهْرِیُّ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا فَرَعَ وَلَا عَتِیْرَةَ

حلق کیا جائے (اس کے سر کے بال منڈوائے جائیں) اور ساتویں روز اس کی طرف سے بکری ذبح کی جائے اور اس کا نام رکھا جائے۔ بچہ سے تکلیف دُور کرنے کے معنی یہ ہیں کہ اس کے سر کے بال منڈائے جائیں۔ بعض نے اس کی تفسیر ختنہ سے کی ہے۔ اس حدیث سے بعض نے استدلال کیا کہ لڑکے کا عقیقہ ہے لڑکی کا نہیں لیکن جمہور فقہاء نے کہا دونوں کا عقیقہ ہے اس کی بکثرت احادیث شاہد ہیں چنانچہ ام کرز نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیقہ کے متعلق سوال عرض کیا تو حضور نے فرمایا لڑکے کے لئے دو بکریاں اور لڑکی سے ایک بکری ذبح کریں اور وہ خوب صحت مند ہوں۔ اس میں کوئی امتیاز نہیں کہ وہ مادہ ہوں یا نر ہوں۔ امام ترمذی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ ابو داؤد اور نسائی نے عمرو بن شعیب کے اسناد سے مرفوع حدیث ذکر کی کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اپنے بچے کا عقیقہ کرنا چاہے وہ لڑکے سے دو اور لڑکی سے ایک بکری ذبح کرے اور وہ خوب صحت مند ہوں۔ قولہ اَمِیْطُوْا عَنْهُ الْاَذٰی ،، بچہ سے تکلیف دُور کرو۔ اذی سے مراد بچے کے بال ہیں جن کے ساتھ رحم کا خون وغیرہ لگا ہوتا ہے اس کو بال منڈا کر زائل کیا جائے۔ بعض اس سے ختنہ مُراد لیتے ہیں بعض کچھ اور کہتے ہیں

باب فرَع

فَرَع بفتح الفا و الرّاء ہے وہ اونٹنی کا پہلا بچّہ ہے جاہلیّت کی یہ عادت تھی کہ جب اونٹنی پہلا بچّہ

marfat.com

وَالْفَرَعُ اَوَّلُ النِّتَاجِ كَانُوْا يَذْبَحُوْنَهٗ لِطَوَاغِيْتِهِمْ وَالْعَتِيْرَةُ فِيْ رَجَبٍ

بَابُ الْعَتِيْرَةِ

٦٠٢٣ــــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ الزُّهْرِيُّ حَدَّثَنَاهُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا فَرَعَ وَلَا عَتِيْرَةَ وَالْفَرَعُ اَوَّلُ النِّتَاجِ كَانَ يُنْتَجُ لَهُمْ كَانُوْا يَذْبَحُوْنَهٗ لِطَوَاغِيْتِهِمْ وَالْعَتِيْرَةُ فِيْ رَجَبَ

جنم دیتی تو اس کو اپنے بتوں کے نام پر ذبح کرتے تھے بعض نے کہا جب کسی کے سو اونٹ ہو جاتے تو اس سے نائد کو بتوں کے لئے ذبح کرتے تھے۔

٦٠٢٢ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی کہ حضور نے فرمایا کہ فرع اور عتیرہ کوئی شئ نہیں۔ اونٹنی کے پہلے بچہ کو فرع کہتے ہیں۔ جاہلیت میں کافر اپنے بتوں کے لئے ذبح کرتے تھے اس کو رجبیہ بھی کہتے ہیں

٦٠٢٢ــــ شرح : فرع اور عتیرہ جاہلیت میں بتوں کے لئے ذبح کرتے تھے۔ اسلام کے بعد لوگ اللہ کے نام پر ذبح کرتے تھے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے منع فرمادیا کہ فرع اور عتیرہ کوئی شئ نہیں۔ لہٰذا یہ دونوں منسوخ ہیں۔

باب عتیرہ

٦٠٢٣ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرع اور عتیرہ کوئی شئ نہیں۔ راوی نے کہا فرع پہلا بچہ ہے جسے کافر اپنے بتوں کے لئے ذبح کرتے تھے اور عتیرہ رجب میں ذبح کرتے تھے (قدمرّہ تفسیرہٗ)

marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

أَلْجُزْءُ الثَّالِثُ وَالْعِشْرُوْنَ

كِتَابُ الذَّبَائِحِ وَالصَّيْدِ وَالتَّسْمِيَةِ

وَقَوْلِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ اِلٰى قَوْلِهٖ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِىْ وَقَوْلِهٖ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰہُ بِشَیْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ الْاٰيَةَ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تئیسواں پارہ

كِتَابُ الذَّبَائِحِ وَالصَّيْدِ

ذَبَائِح ذبیحہ کی جمع ہے جسے ذبح کیا جائے۔ اس کتاب میں ذبائح کے احکام اور شکار کے احکام مذکور ہیں۔ صید مصدر ہے اس کا ماضی مضارع صَادَ یَصِیْدُ ہے کبھی اس کا اطلاق نفسِ مصید پر بھی ہوتا ہے شکار وہ ہے جو طبعی طور پر نافر ہو اور غیر مملوک حلال ہو۔"

marfat.com

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَلْعُقُوْدُ اَلْعُهُوْدُ مَا اُحِلَّ وَحُرِّمَ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ
الْخِنْزِيْرُ يَحْرُمُ مِنْكُمْ شَنَانُ عَدَاوَةُ الْمُنْخَنِقَةُ تُخْنَقُ فَتَمُوْتُ اَلْمَوْقُوْذَةُ
تَضْرَبُ بِالْخَشَبِ تُوْقِذُ مَا فَمَوْتُ الْمُتَرَدِّيَةُ تَتَرَدّٰى مِنَ الْجَبَلِ النَّطِيْحَةُ
تُنْطَحُ الشَّاةُ فَمَا اَدْرَكْتَهٗ يَتَحَرَّكُ بِذَنَبِهٖ اَوْ بِعَيْنِهٖ فَاذْبَحْ وَكُلْ

باب شکار پر بسم اللہ پڑھنا

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے ایمان والو! اللہ تمہارا شکار کے ذریعہ امتحان لے گا ..... عذابٌ الیمٌ تک اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تمہارے لئے حلال ہوئے بے زبان مویشی مگر وہ جو آگے سنایا جائے۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد تم پر حرام ہے مُردار اور خون فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ تک "

قولہ لَيَبْلُوَنَّكُمُ الاٰیۃ یہ آیت کریمہ حدیبیہ کے سال نازل ہوئی جبکہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مُحرِم تھے اور شکار اُن کے اردگرد پھر رہے تھے وہ ان کو نہ ہاتھ سے پکڑتے اور نہ نیزہ مارتے تھے چونکہ صحابہ کرام سارے مُحرِم تھے اس لئے وہ شکار سے خوف زدہ ہوئے، حالانکہ ان کا شکار ہاتھ سے پکڑ لینا اور ہتھیار سے شکار کر لینا آسان تھا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آئت نازل فرمائی اور اس آزمائش میں وہ فرمبردار ثابت ہوئے اور حکم الٰہی کی تعمیل میں ثابت قدم رہے۔ آئت کے معنی یہ ہیں: "اے ایمان والو! ضرور اللہ تمہیں آزمائے گا ایسے بعض شکار سے جس تک تمہارا ہاتھ اور نیزے پہنچیں کہ اللہ پہچان کرا دے ان کی جو اس سے بن دیکھے ڈرتے ہیں پھر اس کے بعد جو حد سے بڑھے۔ اس کے لئے دردناک سزا ہے۔ قولہ اُحِلَّتْ لَكُمْ الآیۃ اس آئت کا اوّل یہ ہے۔ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ الاٰیۃ "اے ایمان والو! اپنے قول پورے کرو تمہارے لئے حلال ہوئے بے زبان الخ قولہ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الاٰیۃ تم پر حرام ہے مردار اور خون اور سور کا گوشت اور جس کے ذبح میں غیر خدا کا نام پکارا جائے اور جو گلا گھونٹنے سے مرے اور بے دھار کی چیز سے مارا ہوا اور جو گر کر مرے اور جسے کسی جانور نے سینگ مارا اور جسے کوئی درندہ کھا گیا مگر جو تم ذبح کر لو اور جو کسی تھان پر ذبح کیا گیا اور تیروں سے قسمت دریافت کرنا یہ گناہ کا کام ہے یہ جُوا بازی ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ کافر جب کوئی کام کرنا چاہتے وہ تین تیر سیہ کر لیتے۔ ایک پر یہ لکھتے " اَمَرَنِیْ رَبِّیْ "، میرے رب نے حکم دیا ہے۔ دوسرے پر لکھتے نَهَانِیْ رَبِّیْ "، میرے رب نے منع کیا ہے۔ اور تیسرا تیر صاف رہنے دیتے۔ اُن میں سے ایک تیر نکالتے اگر وہ حکم

marfat.com

٦٠٢٤ — حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ عَنْ عَامِرٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ سَاَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَيْدِ الْمِعْرَاضِ فَقَالَ مَا اَصَابَ بِحَدِّهٖ فَكُلْهُ وَمَا اَصَابَ بِعَرْضِهٖ وَهُوَ وَقِيْذٌ وَسَاَلْتُهٗ عَنْ صَيْدِ الْكَلْبِ فَقَالَ مَا اَمْسَكَ عَلَيْكَ فَكُلْ فَاِنْ اَخَذَ الْكَلْبُ ذَكَاةٌ فَاِنْ وَجَدْتَ مَعَ كَلْبِكَ اَوْ كِلَابِكَ كَلْبًا غَيْرَهٗ فَخَشِيْتَ اَنْ يَكُوْنَ اَخَذَهٗ مَعَهٗ وَقَدْ قَتَلَهٗ فَلَا تَاْكُلْ فَاِنَّمَا ذَكَرْتَ اِسْمَ اللّٰهِ عَلٰى كَلْبِكَ وَلَمْ تَذْكُرْهُ عَلٰى غَيْرِهٖ

دے تو کام کرتے اگر تیر منع کرتا تو کام سے رُک جاتے اگر سادہ تیر نکلتا تو دوسری بار تیر نکالنا شروع کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تیروں سے قسمت کا فیصلہ کرانا فسق ہے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَلْعُقُوْدُ الْعُهُوْدُ الخ

یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا عقود سے مراد وہ عہد ہیں جو حلال و حرام کے متعلق کئے جائیں اور اِلَّا مَا يُتْلٰى ،، سے مراد مُردار، خون اور خنزیر ہے قولہ يَجْرِمَنَّكُمْ الایۃ اس سے اس آیت کریمہ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا کی طرف اشارہ کیا اور اسکی تفسیر يَجْرِمَنَّكُمْ يَحْمِلَنَّكُمْ سے کی اور شَنَاٰن کی تفسیر عداوت سے کی۔ یعنی تم کو کسی قوم کے بغض دشمنی پر آمادہ نہ کرے کہ اُنھوں نے تمہیں مسجد حرام سے روکا تھا کہ ان پر زیادتی کرو ،، مُنْخَنِقَة ،، وہ ہے جو گلا گھونٹنے سے مرجائے ،، مَوْقُوْذَة ،، وہ ہے جو بے دھار چیز لکڑی، پتھر وغیرہ سے ماری جائے ،، مُتَرَدِّيَة ،، وہ ہے جو پہاڑ سے گر جائے ،، نَطِيْحَة ،، وہ ہے جس کو بکری سینگ مارے۔ اگر تو اس کو زندہ پائے کہ وہ اپنی دم ہلا رہا ہے یا اس کی آنکھ متحرک ہے تو اس کو ذبح کر کے کھالے۔

ترجمہ : عدی بن حاتم نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے معراض کے شکار

٦٠٢٤ — کے متعلق سوال عرض کیا (تیر کا گز) تو حضور نے فرمایا اگر تیر کی تیزی سے زخمی ہو جائے تو کھالو اور اگر اس کے گز سے زخمی ہو جائے وہ لکڑی سے مرا ہوا ہے اسے نہ کھاؤ میں نے حضور سے کتے کے شکار سے پوچھا تو فرمایا اگر وہ شکار تیرے لئے روک رکھے تو کھالو کیونکہ کتے کا پکڑنا ذبح کے حکم

marfat.com

میں ہے۔ اور اگر تو اپنے کتے یا اپنے کتوں کے ساتھ کوئی غیر کتا پائے اور تجھے ڈر ہے کہ اس کتے نے شکار پکڑا ہوگا اور قتل کر دیا ہے تو نہ کھا کیونکہ تو نے اپنے کتے پر اللہ کا نام ذکر کیا ہے۔ غیر کے کتے پر اللہ کا نام نہیں ذکر کیا ہے۔

۶۰۲۴ شرح : اس حدیث شریف سے کئی احکام معلوم ہوتے ہیں اوّل یہ کہ شکار کرنا مباح ہے ؛ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا ،، جب تم احرام کھول دو تو تمہارے لئے شکار کرنا مباح ہے۔ قاضی عیاض نے کہا اگر نفع حاصل کرنے کے لئے شکار کیا تو اس کے لئے شکار کرنا مباح ہے اور اگر محض لہو و لعب کے لئے شکار کیا ہے لیکن اس کو ذبح کرنا اور نفع اُٹھانا مقصود ہے تو بعض فقہاء کے نزدیک جائز ہے امام مالک اسے مکروہ فرماتے ہیں اور اگر ذبح کرنا مقصود نہیں تو حرام ہے ؛ کیونکہ یہ زمین میں فساد اور فضول نفس کو ضائع کرنا ہے ؛ حالانکہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کھانے اور نفع اُٹھانے کے بغیر قتلِ حیوان سے منع فرمایا ہے۔ نیز حضور نے زیادہ شکار کرنے سے منع فرمایا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع حدیث ہے کہ جو کوئی شہروں سے دُور دراز دیہات میں مقیم ہو جائے اس کا دل سخت ہو جاتا ہے اور جو شکار کا پیچھا کرتا رہے وہ غافل ہو جاتا ہے اور جو حاکموں کے پاس رہے اور ان کا طواف کرتا رہے وہ فتنوں میں مُبتلا ہو جاتا ہے۔ دُوسرا حکم یہ ہے کہ اگر شکار تیر کی تیزی سے زخمی نہ ہو تو اسے کھانا جائز نہیں۔ معراض وہ لکڑی ہے جس کے ایک کنارے پر تیز دھار لوہا چڑھایا ہوتا ہے۔ شکاری اس کے ساتھ شکار کو زخمی کرتا ہے اگر اس سے شکار زخمی ہو جائے تو حلال ہے اگر شکار کو تیر کی چوب زخمی کر دے تو وہ "وقیذ" ہے اسے کھانا جائز نہیں۔ تیسرا حکم یہ ہے کہ معلّم (سیکھا ہُوا کتا) کتے کا قتل کیا ہُوا شکار ذبیحہ ہے۔ اگر کتا اس سے کچھ کھا لے تو وہ معلّم نہیں۔ امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رضی اللہ عنہما کا مذہب یہی ہے وہ کہتے ہیں کتے کی تعلیم یہ ہے کہ وہ شکار کو نہ کھائے۔ یہ اُن کے نزدیک شرط ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ بھی یہی کہتے ہیں۔ امام مالک کے نزدیک کتے کا شکار کو نہ کھانا شرط نہیں۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : كُلُوْا مِمَّا اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ ،، جو وہ تمہارے لئے روک رکھیں وہ کھالو۔ یہ ذبح ہے اس سے شکار مباح ہوتا ہے۔ اگر کُتا اس سے کھالے تو وہ حرام نہ ہوگا احناف اور شوافع کی دلیل سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا یہ ارشاد ہے کہ اگر کُتا شکار کھالے تو اسے نہ کھاؤ کیونکہ اُس نے شکار اپنے لئے کیا ہے تمہارے لئے نہیں کیا ،،

چوتھا حکم : بسم اللہ پڑھنا شرط ہے کیونکہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے تُو نے اپنے کُتے پر اللہ کا نام ذکر کیا ہے۔ دُوسرے کے کُتے پر اللہ کا نام ذکر نہیں کیا۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا شکار پر بسم اللہ پڑھنے میں علماء کے مختلف اقوال ہیں۔ کثیر علماء نے کہا بسم اللہ پڑھنا فرض ہے اگر قصداً یا سہواً نہ پڑھی تو شکار کو کھانا جائز نہیں۔ امام ابوحنیفہ اور ان کے تلامذہ، امام مالک، سفیان ثوری اور امام احمد رضی اللہ عنہم نے کہا اگر قصداً بسم اللہ ترک کر دی تو شکار کو کھانا جائز نہیں اگر سہواً ترک کر دی تو اس کو کھانا مباح ہے ابن مُنذر

marfat.com

بَابُ صَيْدِ الْمِعْرَاضِ

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ فِي الْمَقْتُوْلَةِ بِالْبُنْدُقَةِ تِلْكَ الْمَوْقُوْذَةُ وَكَرِهَ سَالِمٌ وَالْقَاسِمُ وَمُجَاهِدٌ وَاِبْرَاهِيْمُ وَعَطَاءٌ وَالْحَسَنُ وَكَرِهَ الْحَسَنُ رَمْيَ الْبُنْدُقَةِ فِي الْقُرٰى وَالْاَمْصَارِ وَلَا يَرٰى بَاسًا فِيْمَا سِوَاهُ

٦٠٢٥ حدثنا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ

نے کہا۔ ابن عباس ابو ہریرہ سعید بن مسیب، حسن بن صالح، عطاء، طاؤس، حسن بن ابی الحسن اور ابراہیم نخعی بھی یہی کہتے ہیں (عینی)

باب صَيْدِ المعراض

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے غُلّہ سے مارے ہُوئے شکار کے متعلق کہا وہ وقیذ کے حکم میں ہے۔ سالم، قاسم، مجاہد، ابراہیم نخعی، عطاء اور حسن بصری نے اس کو مکروہ کہا ہے۔ حسن نے شہروں اور دیہات میں غُلّہ پھینکنا مکروہ جانا ہے۔ ان کے علاوہ مقامات میں کوئی حرج نہیں۔

شرح : معراض لکڑی ہے جس کے ایک کنارے پر تیز دھار لوہا لگایا ہوتا ہے۔ شکاری اس سے شکار کرتا ہے اگر لوہے کی تیز دھار شکار کو زخمی کر دے تو وہ ذبیحہ ہے اس کو کھانا جائز ہے۔ اگر شکار کو صرف لکڑی لگے اور وہ مرجائے تو وہ موقوذہ ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا بندقہ (غُلّہ) مارنے سے شکار قتل ہو جائے تو وہ موقوذ کے حکم میں ہے۔ اس کو کھانا حرام ہے۔

جمہور علماء کہتے ہیں کہ غلولہ سے شکار کرنا جائز نہیں؛ کیونکہ وہ پھینکنے والے کی قوت سے زخمی کرتا ہے۔ تیز دھار سے زخمی نہیں کرتا ایسے بندوق سے کیا ہُوا شکار بھی حلال نہیں ہے۔

حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے دیہات اور شہروں اور جہاں کہیں ہجوم اور آبادی ہو غلولہ پھینکنا مکروہ ہے تاکہ کسی شخص کو زخمی نہ کرے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غلولہ دشمن کو قتل نہیں کرتا یہ کسی کی آنکھ پھوڑتا ہے یا دانت توڑتا ہے صحراء میں جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

٦٠٢٥ ترجمہ : شعبی نے کہا میں نے عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سُنا کہ میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معراض کے متعلق سوال عرض کیا تو حضور نے فرمایا جب تیر تیز دھار لوہے سے قتل کر دے تو کھالے اور اگر تیر کی لکڑی سے قتل ہو جائے

marfat.com

عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِی السَّفَرِ عَنِ الشَّعْبِیِّ قَالَ سَمِعْتُ عَدِیَّ بْنَ حَاتِمٍ قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمِعْرَاضِ فَقَالَ اِذَا اَصَبْتَ بِحَدِّهٖ فَكُلْ وَاِذَا اَصَابَ بِعَرْضِهٖ فَقَتَلَ فَاِنَّهٗ وَقِیْذٌ فَلَا تَاْكُلْ فَقُلْتُ اُرْسِلُ كَلْبِیْ قَالَ اِذَا اَرْسَلْتَ كَلْبَكَ وَسَمَّیْتَ فَكُلْ قُلْتُ فَاِنْ اَكَلَ قَالَ فَلَا تَاْكُلْ فَاِنَّهٗ لَمْ یُمْسِكْ عَلَیْكَ اِنَّمَا اَمْسَكَ عَلٰی نَفْسِهٖ قُلْتُ اُرْسِلُ كَلْبِیْ فَاَجِدُ مَعَهٗ كَلْبًا اٰخَرَ قَالَ لَا تَاْكُلْ فَاِنَّكَ اِنَّمَا سَمَّیْتَ عَلٰی كَلْبِكَ وَلَمْ تُسَمِّ عَلَی الْاٰخَرِ

بَابُ مَا اَصَابَ الْمِعْرَاضُ بِعَرْضِهٖ

٦٠٢٦ــ حَدَّثَنَا قَبِیْصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَدِیِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا نُرْسِلُ الْكِلَابَ الْمُعَلَّمَةَ قَالَ كُلْ مَا اَمْسَكْنَ عَلَیْكَ قُلْتُ فَاِنْ قَتَلْنَ قَالَ وَاِنْ قَتَلْنَ قُلْتُ اِنَّا نَرْمِیْ بِالْمِعْرَاضِ قَالَ كُلْ مَا خَزَقَ وَمَا اَصَابَ بِعَرْضِهٖ فَلَا تَاْكُلْ

تو نہ کھا؛ کیونکہ وہ موقوذ (تیر کے گز سے مرا ہوا) ہے میں نے عرض کیا میں اپنا کتا چھوڑتا ہوں، حضور نے فرمایا جب تو اپنا کتا چھوڑے اور بسم اللہ پڑھے تو شکار کھالو اور اگر اُس نے خود کھا لیا تو نہ کھاؤ کیونکہ کتے نے شکار تمہارے لئے نہیں روکا اپنے لئے روکا ہے میں نے عرض کیا میں اپنا کتا (بسم اللہ پڑھ کر) چھوڑتا ہوں پھر اس کے ساتھ کوئی اور کتا پاتا ہوں حضور نے فرمایا وہ شکار نہ کھاؤ کیونکہ تو نے اپنے کتے پر بسم اللہ پڑھی ہے۔ دوسرے پر نہیں پڑھی۔

marfat.com

بَابُ صَيْدِ الْقَوْسِ

وَقَالَ الْحَسَنُ وَاِبْرَاهِيْمُ اِذَا ضَرَبَ صَيْدًا فَبَانَ مِنْهُ يَدٌ اَوْ رِجْلٌ فَلَا يَأْكُلِ الَّذِيْ بَانَ وَيَاْكُلُ سَائِرَهٗ وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ اِذَا ضَرَبْتَ عُنُقَهٗ اَوْ وَسَطَهٗ فَكُلْهُ وَقَالَ الْاَعْمَشُ عَنْ زَيْدٍ اِسْتَعْصٰى عَلٰى اٰلِ عَبْدِ اللّٰهِ حِمَارٌ فَاَمَرَهُمْ اَنْ يَضْرِبُوْهُ حَيْثُ تَيَسَّرَ دَعُوْا مَا سَقَطَ مِنْهُ وَكُلُوْهُ

باب جس شکار کو تیر کی لکڑی لگے اور مَر جائے ،،

تو جمہ : عدی بن حاتم نے کہا میں نے عرض کیا یا رسُول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! ہم شکار کے لئے سکھے ہُوئے کُتّے چھوڑتے ہیں۔ حضور نے فرمایا جو چیز وہ تمہارے لئے پکڑ کر لے آئیں وہ کھالو میں نے عرض کیا اگر وہ اسے قتل کر دیں؟ فرمایا اگرچہ قتل کر دیں میں نے عرض کیا ہم معراض (تیر کی لکڑی) سے بھی شکار کرتے ہیں۔ حضور نے فرمایا جو شکار کو چیر پھاڑ دے کھالو اور جو تیر کی لکڑی سے مرجائے وہ نہ کھاؤ۔

٦٠٢٦ — شرح : حضرات ائمہ کرام ابو حنیفہ، مالک، شافعی، احمد، سفیان ثوری اور اسحاق رضی اللہ عنہم کا یہی مذہب ہے۔ ابن بطال نے کہا اوزاعی، مکحول اور شام کے فقہاء نے کہا جو معراض سے مرجائے اس کا کھانا جائز ہے وہ شکار کو چیرے پھاڑے یا نہ ابو الدرداء اور فضالہ بن عُبَید اس میں کوئی حرج خیال نہیں کرتے (عینی)

باب کمان سے شکار کرنا ،،

حسن بصری اور ابراہیم نخعی نے کہا جب شکار کو مارے تو اس کا پاؤں یا ہاتھ جُدا ہو جائے تو جو حصہ جُدا ہُوا ہے وہ نہ کھائے اور باقی حصہ کھا جائے۔ ابراہیم نخعی نے کہا جب تو نے اس کی گردن یا اس کے

marfat.com

٦٠٢٧ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا حَيْوَةُ قَالَ
اَخْبَرَنِيْ رَبِيْعَةُ بْنُ يَزِيْدَ الدِّمَشْقِيُّ عَنْ اَبِيْ اِدْرِيْسَ عَنْ اَبِيْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ
قَالَ قُلْتُ يَانَبِيَّ اللّٰهِ اِنَّا بِاَرْضِ قَوْمٍ اَهْلِ الْكِتَابِ اَفَنَاْكُلُ فِيْ اٰنِيَتِهِمْ
وَبِاَرْضِ صَيْدٍ اَصِيْدُ بِقَوْسِيْ وَبِكَلْبِيْ الَّذِيْ لَيْسَ بِمُعَلَّمٍ وَبِكَلْبِيَ
الْمُعَلَّمِ فَمَا يَصْلُحُ لِيْ قَالَ اَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ فَاِنْ وَجَدْتُمْ
غَيْرَهَا فَلَا تَاْكُلُوْا فِيْهَا وَاِنْ لَمْ تَجِدُوْا فَاغْسِلُوْهَا وَكُلُوْا فِيْهَا وَمَا صِدْتَ
بِقَوْسِكَ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ فَكُلْ وَمَا صِدْتَ بِكَلْبِكَ الْمُعَلَّمِ فَذَكَرْتَ
اسْمَ اللّٰهِ فَكُلْ وَمَا صِدْتَ بِكَلْبِكَ غَيْرِ مُعَلَّمٍ فَاَدْرَكْتَ ذَكَاتَهٗ فَكُلْ

درمیان تیر مارا تو اس کو کھالو۔ سلیمان اعمش نے زید سے روائت کی عبداللہ بن مسعود کی اولاد سے ایک شخص کا اونٹ بھاگ نکلا تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا جہاں بھی وہ آسانی سے مار سکیں اسے مار ڈالیں اور اس کا جو حصہ علیحدہ ہو جائے اسے چھوڑ دو اور باقی جسم کھالو۔

شرح نیہ لفظ قوس مذکر و مؤنث دونوں طرح استعمال ہوتا ہے۔ اگر اسے مذکر کہیں تو اس کی تصغیر قویس اور جمع قسیٌ اقواس اور قیاس ہے اگر مؤنث کہیں تو اس کی تصغیر قویسہ ہے اس باب میں اس اثر کو اس لئے ذکر کیا کہ شکار کو قوس کے تیر سے مار ڈالنا ممکن ہے اور اگر اس کا ہاتھ یا پاؤں جدا ہو جائے تو اس کو پھینک دیا جائے اور باقی کھا لیا جائے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تمہید سے نقل کیا کہ امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا اگر شکار کا کوئی عضو جدا ہو گیا اس کو نہ کھایا جائے اور باقی کھا لیا جائے امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا اگر شکار کے دو ٹکڑے ہو گئے تو اسے کھالے۔ اگرچہ ان میں سے ایک چھوٹا اور دوسرا بڑا ہو جبکہ وہ ایک ہی چوٹ سے مر گیا ہو،، امام ابو حنیفہ اور سفیان ثوری نے کہا جب شکار کے دو ٹکڑے ہو گئے تو دونوں کھائے جائیں اگر اس کی ایک تہائی علیحدہ ہو گئی تو اگر وہ سر کی جانب ہے تو سارا کھانا جائز ہے اور اگر وہ تہائی دم کی جانب ہے تو سر کی جانب دو تہائی کھانا جائز ہے اور جو تہائی دم کی جانب ہے اسے کھانا جائز نہیں۔ واللہ اعلم!

ترجمہ ٦٠٢٧ ـــ : ابو ثعلبہ خشنی نے کہا میں نے عرض کیا یا نبی اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! ہم اہل کتاب کی زمین میں رہتے ہیں کیا ان کے برتنوں میں کھا پی لیا کریں؟ اور ہم شکار

marfat.com

والی زمین میں رہتے ہیں میں اپنی کمان سے شکار کرتا ہوں اور نہ سکھے ہوئے کتوں سے اور سکھے ہوئے کتوں سے شکار کرتا ہوں ان سے ہمارے لئے کیا جائز ہے؟ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو تم نے اہل کتاب سے ذکر کیا ہے۔ اگر اُن کے برتنوں کے سوا برتن پاؤ تو اُن کے برتنوں میں نہ کھاؤ اور اگر نہ پاؤ تو اہل کتاب کے برتن دھو کر اُن میں کھالو۔ اور اگر تو کمان سے شکار کرے اور اللہ کا نام ذکر کرے تو اسے کھالو اور اگر غیر معلم (نہ سکھایا ہوا) کتے سے شکار کرو اور اسے ذبح کرنے کا وقت پاؤ تو ذبح کر کے کھالو۔

۶۰۲۷ — شرح : ابو ثعلبہ نے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے دو مسئلے دریافت کئے۔ ایک مسئلہ اہل کتاب کے برتنوں میں کھانے سے متعلق ہے اس کا جواب یہ فرمایا کہ اہل کتاب کے برتنوں کے علاوہ برتن پاؤ تو اُن میں کھاؤ ورنہ اہلِ کتاب کے برتن خوب دھو کر اُن میں ہی کھالو۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تفصیل فرمانے سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر اہلِ کتاب کے برتنوں کے علاوہ اور برتن مل جائیں تو اہلِ کتاب کے برتن استعمال کرنے مکروہ ہیں؛ حالانکہ فقہا نے کہا اہلِ کتاب کے برتن دھو کر استعمال کرنا کسی کراہت کے بغیر جائز ہیں۔ دوسرے برتن پائے جائیں یا نہ پائے جائیں،، اس کا جواب یہ ہے کہ اہل کتاب کے اُن برتنوں میں کھانا مکروہ ہے جن میں وہ خنزیر کا گوشت پکاتے ہیں اور وہ برتن جن میں وہ شراب پیتے ہیں چونکہ وہ نجاست کے لئے تیار کردہ ہیں اس لئے فرمایا ان کو خوب دھولو اور جن برتنوں کو فقہاء نے استعمال کرنے کی تصریح کی ہے اُن سے کافروں کے وہ برتن مُراد ہیں جو غالباً نجاست میں استعمال نہیں ہوتے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ اس مقام کی تفصیل یہ ہے کہ ابو ثعلبہ کی حدیث میں ظاہر حال کو اصل پر ترجیح دی گئی ہے۔ کیونکہ اہل کتاب اور مجوسیوں کے برتنوں میں اصل طہارت ہے اور دراصل ان کے برتن طاہر ہونے کے باوجود اور برتن نہ ملیں تو انہی کے برتنوں کو دھو کر استعمال کرنا جائز ہے اور صحیح بات یہ ہے کہ جب تک نجاست متحقق نہ ہو اصل پر عمل کیا جائے گا اور حدیث میں مذکور حکم کا جواب یہ ہے کہ اہلِ کتاب کے برتنوں کو احتیاط و استحباب کے طور پر دھونے کا حکم ہے نیز حدیث سے مراد وہ حالت ہے جس میں اُن کے برتنوں میں نجاست متحقق ہو؛ چنانچہ ابو داؤد کی روایت میں ہے کہ ہم اہلِ کتاب کے قرب و جوار میں رہتے ہیں اور وہ اپنی ہنڈیوں میں خنزیر کا گوشت پکاتے ہیں اور اپنے برتنوں میں شراب پیتے ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اُن کے برتنوں کے سوا برتن پاؤ تو اُن میں کھا پی لو ورنہ اُن کو پانی سے دھو کر ان میں کھاؤ پیئو،،

دوسرا مسئلہ

تیر کمان اور سکھلائے ہوئے کُتّے سے شکار کرنا

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم شکار کو بسم اللہ پڑھ کر تیر مارو جس سے شکار مر جائے تو اسے کھالو اور اگر تم سکھلایا ہوا کتا بسم اللہ پڑھ کر چھوڑو تو اس کا شکار کھالو اور اگر دوسرے کتے نے

marfat.com

بَابُ الْحَذْفِ وَالْبُنْدُقَةِ

٦٠٢٨ــــ حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ رَاشِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ وَيَزِيدُ ابْنُ هَارُوْنَ وَاللَّفْظُ لِيَزِيْدَ عَنْ كَهْمَسِ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ اَنَّهٗ رَاٰى رَجُلًا يَخْذِفُ فَقَالَ لَهٗ لَا تَخْذِفْ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْخَذْفِ اَوْ كَانَ يَكْرَهُ الْخَذْفَ وَقَالَ اِنَّهٗ لَا يُصَادُ بِهٖ صَيْدٌ وَلَا يُنْكَأُ بِهٖ عَدُوٌّ لٰكِنَّهَا قَدْ تَكْسِرُ السِّنَّ وَتَفْقَأُ الْعَيْنَ ثُمَّ رَاٰهُ بَعْدَ ذٰلِكَ يَخْذِفُ فَقَالَ لَهٗ اُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ نَهٰى عَنِ الْخَذْفِ اَوْ كَرِهَ الْخَذْفَ وَاَنْتَ تَخْذِفُ لَا اُكَلِّمُكَ كَذَا وَكَذَا

شکار کیا تو اگر وہ زندہ ہے تو ذبح کر کے کھالو ارشاد نبوی صلی اللہ علی صاحبہ سے واضح ہوتا ہے کہ بسم اللہ پڑھ کر تیر پھینکنے سے شکار کرنا جائز ہے اور بسم اللہ پڑھنا واجب ہے اور کتے کا سکھایا ہوا ہونا شرط ہے لہٰذا جب بسم اللہ پڑھ کر سکھلایا ہوا شکار پر چھوڑا جائے اور وہ شکار پکڑ کر لے آئے تو اسے کھا لو اور اگر کتا سکھایا ہوا نہیں اور وہ شکار پکڑ لائے تو اگر وہ زندہ ہے تو ذبح کر کے کھانا جائز ہے اور جس کتے سے چاہیں شکار کر سکتے ہیں سفید سرخ یا سیاہ کی کوئی تخصیص نہیں جبکہ حدیث شریف میں مطلقاً شکاری کتا مذکور ہے۔

باب کنکری پھینکنا اور گولی مارنا

٦٠٢٨ــــ ترجمہ : عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے ایک آدمی کو کنکری پھینکتے ہوئے دیکھا تو اسے کہا کنکری نہ پھینکو، کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کنکری پھینکنے سے منع فرمایا ہے یا کہا کہ حضور کنکری پھینکنے کو مکروہ جانتے تھے (پسند نہ کرتے تھے) اور فرمایا اس کے ساتھ شکار نہیں کیا جاتا اور نہ ہی دشمن کو زخمی کیا جاتا ہے، لیکن یہ کسی کا

marfat.com

بَابُ مَنِ اقْتَنٰى كَلْبًا لَيْسَ بِكَلْبِ صَيْدٍ أَوْ مَاشِيَةٍ

٦٠٢٩ــ حَدَّثَنَا مُوسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ ابْنِ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ اقْتَنٰى كَلْبًا لَيْسَ بِكَلْبِ مَاشِيَةٍ أَوْ ضَارِيَةٍ نَقَصَ كُلَّ يَوْمٍ مِنْ عَمَلِهٖ قِيْرَاطَيْنِ

٦٠٣٠ــ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا حَنْظَلَةُ بْنُ اَبِيْ سُفْيٰنَ سَمِعْتُ سَالِمًا يَقُوْلُ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنِ اقْتَنٰى كَلْبًا اِلَّا كَلْبًا ضَارِيًا لِصَيْدٍ أَوْ كَلْبَ مَاشِيَةٍ فَاِنَّهٗ يَنْقُصُ مِنْ اَجْرِهٖ كُلَّ يَوْمٍ قِيْرَاطَيْنِ

دانت توڑ ڈالتی ہے یا آنکھ پھوڑ دیتی ہے اس کے بعد پھر اس کو دیکھا کہ وہ کنکری پھینک رہا ہے تو اسے کہا میں تجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کرتا ہوں کہ حضور نے کنکری پھینکنے سے منع فرمایا یا اسے پسند نہیں کیا اور تو کنکری پھینک رہا ہے میں تیرے ساتھ اتنا اتنا عرصہ بات نہیں کروں گا

٦٠٢٨ــ شرح : "يَنْكَأُ" بفتح الكاف مہموز اللام ہے مشہور یہ ہے کہ ناقص ہے مہموز نہیں وہ اسے "يُنْكِي" پڑھتے ہیں اس کے معنی زخم میں مبالغہ ہے اور سخت چوٹ ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سنت کی مخالفت کرنے والے سے ترکِ کلام جائز ہے۔ اس میں تین دن سے زائد ہجران کی نہی کی مخالفت نہیں۔

باب جس نے ایسا کتا پالا جو شکاری نہ ہو اور نہ ہی جانوروں کی حفاظت کے لئے ہو۔"

marfat.com

٦٠٣١ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اقْتَنٰى كَلْبًا اِلَّا كَلْبَ مَاشِيَةٍ اَوْ ضَارٍ نَقَصَ مِنْ عَمَلِهٖ كُلَّ يَوْمٍ قِيْرَاطَانِ

بَابُ اِذَا اَكَلَ الْكَلْبُ

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا اُحِلَّ لَهُمْ اِلٰى قَوْلِهٖ سَرِيْعُ الْحِسَابِ اجْتَرَحُوْا اِكْتَسَبُوْا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اِنْ اَكَلَ الْكَلْبُ فَقَدْ اَفْسَدَهٗ اِنَّمَا اَمْسَكَ عَلٰى نَفْسِهٖ وَاللّٰهُ تَعَالٰى يَقُوْلُ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ فَيُضْرَبُ وَيُعَلَّمُ حَتّٰى يَتْرُكَ وَكَرِهَهٗ ابْنُ عُمَرَ وَقَالَ عَطَاءٌ اِنْ شَرِبَ الدَّمَ وَلَحْمَ يَاكُلُ فَكُلْ

٦٠٢٩ــ ترجمہ : عبداللہ بن دینار نے کہا میں نے ابن عمر کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے سنا کہ جس نے کتا پالا جو جانوروں کی حفاظت یا شکار کے لئے نہ ہو تو اس کے عمل سے ہر روز دو قیراط کم ہوتے رہیں گے۔

٦٠٣٠ــ ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ فرماتے تھے جو کوئی شکاری کتے یا جانوروں کی حفاظت کے لئے کتے کے سوا کوئی کتا پالے تو اس کے ثواب سے ہر روز دو قیراط کم ہوتے رہیں گے۔

٦٠٣١ــ ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی جانوروں کی حفاظت اور شکاری کتے کے سوا کتا پالے تو ہر روز اس کے عمل سے دو قیراط کم ہوتے رہیں گے۔

٦٠٢٩ تا ٦٠٣١ــ شرح : اقتناء کے معنی پکڑنا ہیں۔ قولہ لیس بکلب صید کلباً کی صفت ہے اور قولہ ماشیۃٍ یعنی لیس بکلبٍ ماشیۃٍ" ماشیہ کا اطلاق اونٹ، گائے اور بکری پر ہوتا ہے لیکن اس کا استعمال بکریوں میں بکثرت ہے۔ ان دو کتوں کے علاوہ کھیتی کی حفاظت کے لئے بھی کتا ہے۔ دوسری حدیثوں سے وہ بھی مستثنیٰ ہے۔ حدیث ۲۱۷۲، ۲۱۷۴ کی شرح دیکھیں

marfat.com

۶۰۳۲ ـــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ بَيَانٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ اِنَّا قَوْمٌ نَصِيْدُ بِهٰذِهِ الْكِلَابِ فَقَالَ اِذَا اَرْسَلْتَ كِلَابَكَ الْمُعَلَّمَةَ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ فَكُلْ مِمَّا اَمْسَكْنَ عَلَيْكَ وَاِنْ قَتَلْنَ اِلَّا اَنْ يَاْكُلَ الْكَلْبُ فَاِنِّيْ اَخَافُ اَنْ يَكُوْنَ اِنَّمَا اَمْسَكَهُ عَلٰى نَفْسِهٖ وَاِنْ خَالَطَهَا كِلَابٌ مِنْ غَيْرِهَا فَلَا تَاْكُلْ

باب اگر کتّا شکار کو کھالے؟

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے محبوب تم سے پوچھتے ہیں کہ ان کے لئے کیا حلال ہُوا تم فرمادو کہ تمہارے لئے پاک چیزیں حلال کی گئی ہیں اور جو شکاری جانور تم نے سکھالئے انہیں شکار پر دوڑاتے جو علم تمہیں خدا نے دیا اس میں سے انہیں سکھاتے تو کھاؤ اس میں سے جو وہ مار کر تمہارے لئے رہنے دیں اور اس پر اللہ کا نام لو اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ جلد حساب لینے والا ہے جوارح بمعنی صوائد اور کواسب ہے۔ صوائد اور کواسب جوارح کی وصف ہیں اور اجترحوا بمعنی اکتسبوا، ہے جبکہ صوائد صائد کی جمع ہے اور کواسب کاسب کی جمع ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اگر کتّا شکار سے کھالے تو اس کو خراب کر دیتا ہے کیونکہ اس نے شکار صرف اپنے لئے روکا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِن کو سکھاؤ اس سے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں علم دیا ہے۔ پس اس کو (کتّے کو) مارتے رہو اور سکھایا جائے حتیٰ کہ وہ کھانا چھوڑ دے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اسے مکروہ سمجھا ہے۔ عطاء نے کہا اگر کتا شکار کا خون پی لے اور کھائے نہیں تو اسے کھالو۔

شرح: یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اگر کتا شکار سے کچھ کھالے تو اس کو کھانے کی صلاحیت سے نکال دیتا ہے اور خراب کر دیتا ہے، کیونکہ اُس نے شکار اپنے لئے کیا ہے تمہارے لئے نہیں کیا۔ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایسے شکار کو مکروہ کہا ہے اور عطاء بن ابی رباح نے کہا اگر کتے نے شکار کا خون پی لیا اور اس کا گوشت نہ کھایا تو اس کا گوشت کھانا جائز ہے۔ امام ابوحنیفہ، شافعی اور احمد رحمہم اللہ نے کہا اگر شکاری کتے نے شکار کو کھا لیا تو نہ کھایا جائے۔ جمہور علماء کا یہی قول ہے۔

۶۰۳۲ ـــ ترجمہ: عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال

marfat.com

بَابُ الصَّيْدِ اِذَا غَابَ عَنْهُ يَوْمَيْنِ اَوْ ثَلَاثَةً

۶۰۳۳ — حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَرْسَلْتَ كَلْبَكَ وَسَمَّيْتَ فَاَمْسَكَ وَقَتَلَ فَكُلْ وَاِنْ اَكَلَ فَلَا تَاْكُلْ فَاِنَّمَا اَمْسَكَ عَلٰى نَفْسِهٖ وَاِذَا خَالَطَ كِلَابًا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهَا فَاَمْسَكْنَ وَقَتَلْنَ فَلَا تَاْكُلْ فَاِنَّكَ لَا تَدْرِيْ اَيُّهَا قَتَلَ وَاِنْ رَمَيْتَ الصَّيْدَ فَوَجَدْتَهٗ بَعْدَ يَوْمٍ اَوْ يَوْمَيْنِ لَيْسَ بِهٖ اِلَّا اَثَرُ سَهْمِكَ فَكُلْ وَاِنْ وَقَعَ فِي الْمَاءِ فَلَا تَاْكُلْ وَقَالَ عَبْدُ الْاَعْلٰى عَنْ دَاوٗدَ عَنْ عَامِرٍ عَنْ عَدِيٍّ اَنَّهٗ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْمِي الصَّيْدَ فَيَقْتَفِي اَثَرَهُ الْيَوْمَيْنِ وَثَلَاثَةً ثُمَّ يَجِدُهٗ مَيِّتًا وَفِيْهِ سَهْمُهٗ قَالَ يَاْكُلُ اِنْ شَاءَ

عرض کیا کہ ہم لوگ اِن کتّوں سے شکار کرتے ہیں۔ حضور نے فرمایا اگر تو اپنا سیکھا ہُوا کُتّا شکار کے پیچھے چھوڑے جبکہ تو اللہ کا نام ذکر کرے تو جو وہ تمہارے لئے روک رکھیں وہ کھالو اگرچہ اُس کو قتل کر دیں مگر یہ کہ کتا شکار کو خود کھائے (تو نہ کھاؤ) کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ اُس نے شکار اپنے لئے روکا ہے اور اگر اس کے علاوہ اور کتے اس کے ساتھ مل گئے تو نہ کھاؤ۔

۶۰۳۲ — شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کُتّا خود بخود شکار کر کے لائے تو اس شکار کا گوشت نہ کھایا جائے، کیونکہ اس کو بسم اللہ پڑھ کر نہیں چھوڑا گیا وہ خود بخود اس کے پیچھے بھاگا جمہور علماء یہی کہتے ہیں اگر کسی کا سیکھا ہُوا کتّا غصب کر لیا جائے اور اس سے شکار کیا تو بعض علماء نے کہا وہ شکار اصل مالک کا ہے کیونکہ اُس کے کتّے نے شکار کیا ہے۔ بعض علماء نے کہا وہ غاصب کا ہے کیونکہ کتّا اس کا مالک ہو گیا ہے۔

باب — جب شکار دو یا تین دن غائب رہے

۶۰۳۳ — ترجمہ : عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اگر تو اپنا کتا چھوڑے اس حال میں کہ تو نے بسم اللہ پڑھی ہو اور وہ شکار کو قتل کر دے تو کھالو اور اگر اس میں سے کچھ کھا لیا تو مت کھاؤ کیونکہ اُس نے اپنے لئے روک رکھا ہے اور اگر اور کتوں سے مل گیا

marfat.com

جن پہ اللہ کا نام ذکر نہیں کیا گیا اور وہ شکار کو روک رکھیں اور قتل کر دیں تو نہ کھاؤ کیونکہ تو نہیں جانتا کہ کس کتے نے قتل کیا ہے اور اگر تو نے شکار کو تیر مارا اور اس کو ایک یا دو دن بعد پایا جبکہ اس میں تیرے ہی تیر کا اثر ہے تو کھا لو اور اگر وہ پانی میں گر گیا تو مت کھاؤ۔ عبدالاعلیٰ نے داؤد، عامر کے ذریعے عدی سے روائت کی کہ انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ وہ شکار کو تیر مارتے ہیں اور دو تین دن اس کو تلاش کرتے ہیں پھر اس کو مرا ہوا پاتے ہیں حالانکہ اس میں ان کا تیر ہوتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر چاہے تو کھالے۔

۶۰۳۳ — شرح : یہ حدیث کئی احکام پر مشتمل ہے اول یہ کہ اگر بسم اللہ پڑھ کر کتا چھوڑا جائے اور وہ شکار پکڑ کر مالک کے پاس لے آئے تو اسے کھانا جائز ہے دوم یہ کہ اگر کتا شکار میں سے کچھ کھالے تو اسے کھانا جائز نہیں۔ سوم یہ کہ اگر سکھائے ہوئے کتے کے ساتھ اور کتے مل جائیں جن پر بسم اللہ نہیں پڑھی گئی اور وہ شکار روک کر اس کو قتل کر دیں تو اسے کھانا جائز نہیں کیونکہ معلوم نہیں کہ اس کو کس کتے نے قتل کیا ہے حجاز اور عراق کے جمہور علماء اس پر متفق ہیں کہ اگر شکار کے پیچھے اپنا کتا چھوڑے اور اس کے ساتھ ایک اور کتا پائے اور یہ معلوم نہیں کہ اس کو کس کتے نے قتل کیا ہے تو یہ شکار کھانا جائز نہیں اوزاعی نے کہا اگر سدھایا ہوا کتا شکار پر چھوڑا اور اس کے ساتھ کوئی اور سدھایا ہوا کتا شامل ہو گیا اور دونوں نے اسے قتل کیا تو وہ حلال ہے اور اگر دوسرا کتا سدھایا ہوا نہیں اور شکار کو دونوں نے قتل کیا تو اسے کھانا جائز نہیں۔

قرطبی نے کہا جو کتا ساتھ ملا ہے وہ مجہول ہے شکار پر نہیں چھوڑا گیا وہ اپنے آپ شکار کی طلب میں شکار پر دوڑا ہے اس میں تو اختلاف نہیں اور اگر اس کو دوسرے شکاری نے چھوڑا اور اس شکار میں دونوں کتے شریک ہو گئے تو وہ شکار دونوں شکاریوں کا ہے۔

چہارم یہ کہ اگر شکار کو تیر مارا پھر ایک دو دن بعد شکار ملا حالانکہ اس میں اس کے تیر کا اثر ہے تو اسے کھانا جائز ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر شکار غائب ہو جائے اور کتا بدستور اس کی طلب میں رہے اور اس کو مقتول پائے حالانکہ کتا اس کے پاس کھڑا ہے تو اسے کھانا مکروہ ہے۔ امام شافعی نے کہا قیاس کا مقتضیٰ یہ ہے کہ اگر غائب رہے تو کھانا جائز نہیں کیونکہ ممکن ہے کہ اس کو کسی اور نے قتل کیا ہو۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا صحیح تر یہ ہے کہ اسے کھانا جائز ہے۔

پانچویں یہ کہ اگر شکار پانی میں گر پڑے تو نہ کھایا جائے، کیونکہ یہ احتمال باقی ہے کہ وہ پانی سے ہلاک ہوا ہو اور اگر یہ ثابت ہو جائے کہ پانی میں واقع ہونے سے پہلے تیر نے اس کو قتل کر دیا تھا تو جمہور علماء کے نزدیک اسے کھانا جائز ہے۔ امام مالک مکروہ کہتے ہیں (عینی)

marfat.com

فَكُلْ وَاِنْ وَقَعَ فِي الْمَاءِ فَلَا تَأْكُلْ وَقَالَ عَبْدُ الْاَعْلٰى عَنْ دَاوٗدَ عَنْ عَامِرٍ عَنْ عَدِيٍّ اَنَّهٗ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْمِي الصَّيْدَ فَيَقْتَفِي اَثَرَهُ الْيَوْمَيْنِ وَالثَّلَاثَةَ ثُمَّ يَجِدُهٗ مَيِّتًا وَفِيْهِ سَهْمُهٗ قَالَ يَأْكُلُ اِنْ شَاءَ

بَابٌ اِذَا وَجَدَ مَعَ الصَّيْدِ كَلْبًا اٰخَرَ

٦٠٣٤ــ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اِبْنِ اَبِي السَّفَرِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اُرْسِلُ كَلْبِيْ وَاُسَمِّيْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَرْسَلْتَ كَلْبَكَ وَسَمَّيْتَ فَاَخَذَ فَقَتَلَ فَاَكَلَ فَلَا تَاْكُلْ فَاِنَّمَا اَمْسَكَ عَلٰى نَفْسِهٖ قُلْتُ اِنِّيْ اُرْسِلُ كَلْبِيْ اَجِدُ مَعَهٗ كَلْبًا اٰخَرَ لَا اَدْرِيْ اَيُّهُمَا اَخَذَ فَقَالَ لَا تَاْكُلْ فَاِنَّمَا سَمَّيْتَ عَلٰى كَلْبِكَ وَلَمْ تُسَمِّ عَلٰى غَيْرِهٖ وَسَاَلْتُهٗ عَنْ صَيْدِ الْمِعْرَاضِ فَقَالَ اِذَا اَصَبْتَ بِحَدِّهٖ فَكُلْ وَاِذَا اَصَابَ بِعَرْضِهٖ فَقَتَلَ فَاِنَّهٗ وَقِيْذٌ فَلَا تَاْكُلْ

باب اگر شکار کے پاس دُوسرا کتّا پائے

٦٠٣٤ ــ **ترجمہ** : عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے عرض کیا یا رسُول اللہ! صلّی اللہ علیہ وسلّم! میں اپنا کتّا چھوڑتا ہو اور بِسم اللہ پڑھتا ہوں (بِسم اللہ پڑھ کر چھوڑتا ہوں) نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جب تو بسم اللہ پڑھ کر کتّا چھوڑے اور وہ شکار پکڑ کر اسے قتل کر دے اور اس سے کھائے تو نہ کھاؤ کیونکہ اُس نے شکار اپنے لئے روک رکھا ہے۔ میں نے عرض کیا میں اپنا کتّا چھوڑتا ہوں اور اس کے پاس

marfat.com

بَابُ مَاجَاءَ فِی التَّصَیُّدِ

۶۰۳۵ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنِی ابْنُ فُضَیْلٍ عَنْ بَیَانٍ عَنْ عَامِرٍ عَنْ عَدِیٍّ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ اِنَّا قَوْمٌ نَتَصَیَّدُ بِھٰذِہِ الْکِلَابِ فَقَالَ اِذَا اَرْسَلْتَ کِلَابَکَ الْمُعَلَّمَۃَ وَذَکَرْتَ اسْمَ اللّٰہِ فَکُلْ مِمَّا اَمْسَکْنَ عَلَیْکَ اِلَّا اَنْ یَاْکُلَ الْکَلْبُ فَلَا فَاِنِّیْ اَخَافُ اَنْ یَکُوْنَ اِنَّمَا اَمْسَکَ عَلٰی نَفْسِہٖ وَاِنْ خَالَطَھَا کَلْبٌ مِنْ غَیْرِھَا فَلَا تَاْکُلْ ۶۰۳۶ــــ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ حَیْوَۃَ

اور کوئی کتا پاتا ہوں مجھے معلوم نہیں کہ کس نے شکار پکڑا ہے۔ حضور نے فرمایا وہ نہ کھاؤ کیونکہ تُو نے اپنے کتے پر بسم اللہ پڑھی ہے غیر کے کُتے پر بسم اللہ نہیں پڑھی۔ میں نے معراض کے شکار کے متعلق پوچھا تو حضور نے فرمایا اگر اس کو تیز دھار سے قتل کیا تو کھالو اور اگر دُوسری جانب سے قتل کیا تو وہ موقوذہ ہے اسے مت کھاؤ۔

باب شکار کرنے میں روایات

۶۰۳۵ــــ ترجمہ : عدی بن حاتم نے کہا میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اور عرض کیا ہم لوگ اِن کتوں سے شکار کرتے ہیں۔ حضور نے فرمایا جب تم سدھائے ہُوئے کتے چھوڑو اور اللہ کا نام ذکر کرو تو جو وہ تمہارے لئے روک رکھے وہ کھالو مگر یہ کہ کتا خود اس سے کھالے تو تم مت کھاؤ کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ اُس نے شکار اپنے لئے روک رکھا ہے۔ اگر اس کے ساتھ کوئی غیر کتا مل گیا تو مت کھاؤ ،، قدمتر انفا ،،

۶۰۳۶ــــ ترجمہ : ابو ثعلبہ خُشنی نے کہا میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسُول اللہ! ہم لوگ اہلِ کتاب کی زمین میں رہتے ہیں اُن کے برتنوں میں کھاتے ہیں اور شکار کی زمین میں رہتا ہوں اپنی کمان سے شکار کرتا ہوں اور سدھائے ہُوئے کتے سے شکار کرتا ہوں اور اس کتے سے بھی شکار کرتا رہتا ہوں جو سدھایا ہُوا نہیں۔ مجھے فرمائیں اس میں

marfat.com

ابْنِ شُرَيْحٍ ح وَحَدَّثَنِيْ اَحْمَدُ بْنُ اَبِيْ رَجَاءٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ سُلَيْمٰنَ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ حَيْوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ سَمِعْتُ رَبِيْعَةَ بْنَ يَزِيْدَ الدِّمَشْقِيَّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ اِدْرِيْسَ عَائِذُ اللّٰهِ سَمِعْتُ اَبَا ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيَّ يَقُوْلُ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا بِاَرْضِ قَوْمٍ اَهْلِ الْكِتَابِ نَاْكُلُ فِيْ اٰنِيَتِهِمْ وَاَرْضِ صَيْدٍ اَصِيْدُ بِقَوْسِيْ وَاَصِيْدُ بِكَلْبِيْ الْمُعَلَّمِ وَالَّذِيْ لَيْسَ مُعَلَّمًا فَاَخْبِرْنِيْ مَا الَّذِيْ يَحِلُّ لَنَا مِنْ ذٰلِكَ فَقَالَ اَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ اَنَّكَ بِاَرْضِ قَوْمٍ اَهْلِ الْكِتَابِ تَاْكُلُ فِيْ اٰنِيَتِهِمْ فَاِنْ وَجَدْتُمْ غَيْرَ اٰنِيَتِهِمْ فَلَا تَاْكُلُوْا فِيْهَا وَاِنْ لَمْ تَجِدُوْا فَاغْسِلُوْهَا ثُمَّ كُلُوْا فِيْهَا وَاَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ اَنَّكَ بِاَرْضِ صَيْدٍ فَمَا صِدْتَ بِقَوْسِكَ فَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ ثُمَّ كُلْ وَمَا صِدْتَ بِكَلْبِكَ الْمُعَلَّمِ فَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ ثُمَّ كُلْ وَمَا صِدْتَ بِكَلْبِكَ الَّذِيْ لَيْسَ مُعَلَّمًا فَاَدْرَكْتَ ذَكَاتَهُ فَكُلْ

٦٠٣٧ــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ

میرے لئے کیا حلال ہے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے جو ذکر کیا ہے کہ تم لوگ اہلِ کتاب کی زمین میں رہتے ہو اور اُن کے برتنوں میں نہ کھاؤ۔ اور اگر نہ پاؤ تو ان کو دھو کر صاف کر لو پھر ان میں کھا لو اور جو تم نے ذکر کیا ہے کہ تم شکار کی زمین میں رہتے ہو تو جو اپنی کمان سے شکار کرو تو اللہ کا نام ذکر کرو پھر کھالو اور جو سدھائے ہوئے کتے سے شکار کرو تو اس پر اللہ کا نام ذکر کرو پھر کھالو اور جو بغیر سدھائے کتے سے شکار کرو اگر شکار کو ذبح کر سکو تو کھالو (قد مر انفا)

٦٠٣٧ــ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے مَرِّ ظہران میں ایک خرگوش بھگایا لوگ اس کے پیچھے دوڑے حتی کہ وہ عاجز ہو گئے میں اس کے پیچھے دوڑا حتی کہ میں نے اسے پکڑ لیا اور اس کو ابوطلحہ کے پاس لایا انہوں نے اس کی دونوں سرین اور دونوں رانیں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیج دیں تو حضور نے اسے قبول فرمالیا ،،

marfat.com

هِشَامُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ اَنْفَجْنَا اَرْنَبًا بِمَرِّ الظَّهْرَانِ فَسَعَوْا عَلَيْهَا حَتّٰى لَغَبُوْا فَسَعَيْتُ عَلَيْهَا حَتّٰى اَخَذْتُهَا فَجِئْتُ بِهَا اِلٰى اَبِيْ طَلْحَةَ فَبَعَثَ بِهَا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَرِكَيْهَا وَفَخِذَيْهَا فَقَبِلَهٗ

٦٠٣٨ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ اَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ مَوْلَى اَبِيْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ اَنَّهٗ كَانَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اِذَا كَانَ بِبَعْضِ طَرِيْقِ مَكَّةَ تَخَلَّفَ مَعَ اَصْحَابٍ لَهٗ مُحْرِمِيْنَ وَهُوَ غَيْرُ مُحْرِمٍ فَرَاٰى حِمَارًا وَحْشِيًّا فَاسْتَوٰى عَلٰى فَرَسِهٖ ثُمَّ سَاَلَ اَصْحَابَهٗ اَنْ يُنَاوِلُوْهُ سَوْطَهٗ فَاَبَوْا فَسَاَلَهُمْ رُمْحَهٗ فَاَبَوْا فَاَخَذَهٗ ثُمَّ شَدَّ عَلَى الْحِمَارِ فَقَتَلَهٗ فَاَكَلَ مِنْهُ بَعْضُ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبٰى بَعْضُهُمْ فَلَمَّا اَدْرَكُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاَلُوْا عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ اِنَّمَا هِيَ طُعْمَةٌ اَطْعَمَكُمُوْهَا اللّٰهُ تَعَالٰى

٦٠٣٩ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ زَيْدٍ

(اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خرگوش حلال ہے اور اس کو شکار کرنا جائز ہے)

ترجمہ : ابوقتادہ سے روائت ہے کہ وہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے ہمراہ تھے حتیٰ کہ جب مکہ کے ایک راستہ میں تھے۔ ابوقتادہ احرام باندھنے والے

٦٠٣٨ —

اپنے ساتھیوں کے ساتھ پیچھے رہ گئے۔ جب وہ خود احرام سے نہ تھے۔ اُنھوں نے گاؤخر دیکھا تو اپنے گھوڑے پر سوار ہو گئے پھر اپنے ساتھیوں سے کہا کہ وہ انہیں کوڑا دیدیں۔ اُنھوں نے انکار کر دیا پھر اُن سے اپنا نیزہ مانگا اُنھوں نے اس کا بھی انکار کیا۔ ابوقتادہ نے خود نیزہ پکڑا پھر گاؤخر پر حملہ کیا اور اس کو قتل کر دیا اس سے بعض اصحابِ رسُولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے کھایا اور بعض نے کھانے سے انکار کر دیا۔ جب وہ رسُول اللہ

marfat.com

ابْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ مِثْلَهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ هَلْ مَعَكُمْ مِنْ لَحْمِهِ شَيْءٌ

بَابُ التَّصَيُّدِ عَلَى الْجِبَالِ

٦٠٤٠ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ الْجُعْفِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَمْرٌو أَنَّ أَبَا النَّضْرَةِ حَدَّثَهُ عَنْ نَافِعٍ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ وَأَبِي صَالِحٍ مَوْلَى التَّوْأَمَةِ سَمِعْتُ أَبَا قَتَادَةَ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ وَهُمْ مُحْرِمُونَ وَأَنَا حِلٌّ عَلَى فَرَسِي وَكُنْتُ رَقَّاءً عَلَى الْجِبَالِ فَبَيْنَا أَنَا عَلَى ذَلِكَ إِذْ رَأَيْتُ النَّاسَ مُتَشَوِّفِينَ لِشَيْءٍ فَذَهَبْتُ أَنْظُرُ فَإِذَا هُوَ حِمَارُ وَحْشٍ فَقُلْتُ لَهُمْ مَا هَذَا قَالُوا لَا نَدْرِي قُلْتُ هُوَ حِمَارُ وَحْشٍ فَقَالُوا هُوَ مَا رَأَيْتَ وَكُنْتَ نَسِيتُ سَوْطِي فَقُلْتُ لَهُمْ نَاوِلُونِي سَوْطِي فَقَالُوا لَا نُعِينُكَ عَلَيْهِ فَنَزَلْتُ فَأَخَذْتُهُ ثُمَّ ضَرَبْتُ فِي أَثَرِهِ فَلَمْ يَكُنْ إِلَّا ذَلِكَ حَتَّى عَقَرْتُهُ فَأَتَيْتُ لَهُمْ فَقُلْتُ لَهُمْ قُومُوا فَاحْتَمِلُوا قَالُوا لَا نَمَسُّهُ فَحَمَلْتُهُ

صلی اللہ علیہ وسلم کو ملے تو اس کے متعلق حضور سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا یہ طعام ہی تو ہے جو اللہ نے تمہیں دیا ہے (حدیث ۱۷۰۴ کی شرح دیکھیں)

۶۰۳۹ ترجمہ : اسماعیل نے اسی اسناد سے ابوقتادہ سے اسی طرح روایت کی مگر اُنھوں نے یہ کہا کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمہارے پاس اس کے گوشت میں سے کچھ ہے؟

باب پہاڑوں پر شکار کرنا

۶۰۴۰ ترجمہ : ابن وہب نے کہا ہمیں عمرو نے خبر دی کہ ابوالنضرہ نے اُن کو ابوقتادہ کے

marfat.com

حَتّٰی جِئْتُهُمْ بِهٖ فَاَبٰی بَعْضُهُمْ وَاَكَلَ بَعْضُهُمْ فَقُلْتُ اَنَا اَسْتَوْقِفُ لَكُمُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَدْرَكْتُهٗ فَحَدَّثْتُهُ الْحَدِيْثَ فَقَالَ لِیْ اَبَقِیَ مَعَكُمْ مِنْهُ شَیْءٌ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ كُلُوْا فَهُوَ طُعْمٌ اَطْعَمَكُمُوْهُ اللّٰهُ

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ

وَقَالَ عُمَرُ صَيْدُهٗ مَا اصْطِيْدَ وَطَعَامُهٗ مَا رُمِیَ بِهٖ وَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ اَلطَّافِیُ حَلَالٌ وَقَالَ اِبْنُ عَبَّاسٍ طَعَامُهٗ مَيْتَتُهٗ اِلَّا مَا قَذَرْتَ مِنْهَا

آزاد کردہ غلام نافع اور تُومہ کے مولیٰ ابوصالح سے بیان کیا کہ میں نے ابوقتادہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ میں مکہ مکرمہ اور مدینہ منوّرہ کے درمیان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا جبکہ دُوسرے صحابہ کرام احرام باندھے ہوئے تھے اور میرا احرام نہ تھا میں گھوڑے پر سوار تھا اور میں پہاڑوں پر بہت چڑھنے والا ماہر تھا اس وقت میں پہاڑ پر تھا کہ اچانک میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ کوئی شئی دیکھ رہے ہیں۔ میں نے دیکھنا شروع کیا اچانک وہ گاؤخر تھا میں نے ساتھیوں سے کہا یہ کیا ہے؟ اُنھوں نے کہا ہم نہیں جانتے ہیں (کہ یہ کیا ہے) میں نے کہا یہ گاؤخر ہے اُنھوں نے کہا وہ وہی ہے جو تم نے دیکھا ہے مَیں اپنا کوڑا بھُول گیا تھا اُن سے کہا مجھے میرا کوڑا دیدو اُنھوں نے کہا اس پہ ہم تمہاری مدد نہیں کرسکتے۔ میں گھوڑے سے اُترا اور کوڑا پکڑا پھر میں اس کے پیچھے گیا۔ پس نہ تھا مگر وہی گاؤخر حتی کہ میں نے اس کی ٹانگ کو زخمی کر دیا پھر میں اُن کے پاس آیا اور اُن سے کہا اٹھو اور اس کو اٹھاؤ اُنھوں نے کہا ہم تو اسے ہاتھ نہیں لگائیں گے۔ میں نے خود اسے اٹھایا حتی کہ اُن کے پاس لے آیا اور بعض نے وہ کھانے سے انکار کر دیا اور بعض نے کھایا میں نے کہا میں تمہارے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھتا ہوں۔ میں حضور کے پاس آیا اور سارا واقعہ آپ سے بیان کیا تو آپ نے مجھے فرمایا کیا اس میں سے کچھ بچا ہے میں نے عرض کیا جی ہاں! حضور نے فرمایا کھاؤ یہ طعام ہے جو اللہ نے تمہیں دیا ہے (حدیث ۱۷۴ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تمہارے لئے سمندر کا شکار حلال ہے"

marfat.com

وَالْجِرِّيثُ لَا تَاكُلُهُ الْيَهُودُ وَنَحْنُ نَاكُلُهُ وَقَالَ اَبُوْشُرَيْحٍ صَاحِبُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ شَيْءٍ فِي الْبَحْرِ مَذْبُوْحٌ وَقَالَ عَطَاءٌ اَمَّا الطَّيْرُ فَارٰى اَنْ يَذْبَحَهُ وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ قُلْتُ لِعَطَاءٍ صَيْدُ الْاَنْهٰرِ وَقَلَاتِ السَّيْلِ اَصَيْدُ بَحْرٍ قَالَ نَعَمْ ثُمَّ تَلَا هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ وَمِنْ كُلٍّ تَاْكُلُوْنَ لَحْمًا طَرِيًّا وَرَكِبَ الْحَسَنُ عَلٰى سَرْجٍ مِّنْ جُلُوْدِ كِلَابِ الْمَاءِ وَقَالَ الشَّعْبِيُّ لَوْ اَنَّ اَهْلِيْ اَكَلُوا الضَّفَادِعَ لَاَطْعَمْتُهُمْ وَلَمْ يَرَ الْحَسَنُ بِالسُّلَحْفَاةِ بَاْسًا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كُلُّ مِنْ صَيْدِ الْبَحْرِ وَاِنْ صَادَهُ نَصْرَانِيٌّ اَوْ يَهُوْدِيٌّ اَوْ مَجُوْسِيٌّ وَقَالَ اَبُوْدَرْدَاءٍ فِي الْمَرِّيِّ ذَبْحُ الْخَمْرِ الْيَنْبَانُ وَالشَّمْسُ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا سمندر کا شکار وہ ہے جس کو جال سے شکار کیا جائے اور طعام وہ ہے جس کو سمندر باہر پھینکے ،، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا طافی (جو پانی میں مر کر تیر پڑے) حلال ہے ۔ابن عباس رضی اللہ عنہما

شرح : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں گواہ ہوں کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا ہے اَلسَّمَكَةُ الطَّافِيَةُ عَلَى الْمَاءِ حَلَالٌ ،، یعنی پانی میں مر کر تیرنے والی مچھلی حلال ہے ،، طحاوی نے اس پر اضافہ ذکر کیا کہ لِمَنْ اَرَادَ اَكْلَهُ ،، جو اس کو کھانے کا ارادہ کرے ۔

کیا پانی میں مر کر تیرنے والی مچھلی حلال ہے ؟

علماء احناف کے نزدیک طافی مچھلی کھانا حرام ہے اس کی دلیل ابوداؤد اور ابن ماجہ کی حدیث ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو دریا سے پکڑ کر لاؤ اسے کھالو اور جو پانی میں مر کر تیر پڑے اسے نہ کھاؤ ۔ نیز جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جو دریا سے نکالی جائے وہ کھالو اور جس کو دریا باہر

marfat.com

پھینکے وہ بھی کھا لو اور جسے پانی پر تیرتی ہوئی دیکھو وہ نہ کھاؤ۔ نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ ،، تمہارے لئے مردار حرام ہے یہ عام ہے اس سے غیر طافی بالاتفاق خاص کرلی گئی ہے اور طافی میں اختلاف ہے لہٰذا یہ عموم آئت میں داخل ہے۔ حضرت امام مالک، شافعی، احمد اور ظاہریہ نے کہا طافی کھانے میں حرج نہیں کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ،، البحر هو الطهور ماءه والحل ميتة،، یہ حدیث اپنے اطلاق کے باعث دریا کی ہر مچھلی کو شامل ہے۔ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ طَعَامُهُ مَيْتَةٌ اِلَّا مَا قَذَفَتْ مِنْهَا ،، یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اس آئت کریمہ: وَاُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ مَيْتَتُهُ ،، کی تفسیر میں کہا کہ سمندر کا طعام اس کا مردار ہے مگر جسے طبع نہ چاہے اور اسے مکروہ جانے۔

وَالْجَرِيُّ لَا تَأْكُلُهُ الْيَهُوْدُ وَنَحْنُ نَأْكُلُهُ ،،

اور جریث کو یہودی نہیں کھاتے ہم کھاتے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جریث کھانے میں حرج نہیں اسے صرف یہودی حرام کہتے ہیں ہم اسے کھاتے ہیں۔ جری کو جریث کہتے ہیں۔ مصر میں اسے ثعبان الماء پانی کا سانپ بھی کہتے ہیں یہ لمبی مچھلی ہے اس کے صرف سر میں ہڈی ہوتی ہے اور کمر کی زنجیر ہوتی ہے اس پر چھلکے نہیں ہوتے۔ فارسی میں اسے مار ماہی بھی کہتے ہیں۔ ہمارے علاقہ میں "ملی" کہتے ہیں۔

قولہ قَالَ شُرَيْحٌ ،، یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی شُرَیح نے کہا سمندر کی ہر شئی ذبیحہ ہے یعنی اس کو اللہ تعالیٰ نے ذبح کیا ہے لہٰذا سمندر کی ساری مخلوق مذبوح ہے اسے ذبح کرنے کی ضرورت نہیں۔

قولہ قَالَ عَطَاءٌ الخ عطاء بن یسار نے کہا پرندے کے متعلق میرا گمان یہ ہے کہ اس کو ذبح کرو۔ اس سے سمندری پرندے مُراد ہیں۔

قولہ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ الخ ابن جُریج نے کہا میں نے عطاء سے کہا نہروں اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر جمع شدہ پانی (اس میں شکار) کیا وہ دریائی شکار ہے؟ انھوں نے کہا ہاں وہ دریائی شکار کے حکم میں ہے۔ پھر اُنھوں نے یہ آئت کریمہ تلاوت کی هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَّهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ وَمِنْ تَأْكُلُوْنَ لَحْمًا طَرِيًّا ،، یہ میٹھا پانی اور نمکین شور ہے ان میں ہر ایک سے تازہ گوشت کھاتے ہو۔

قولہ وَرَكِبَ الْحَسَنُ الخ امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما پانی کے کتوں کی کھالوں سے بنی ہوئی زین پر سوار ہوئے اس سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ دریائی کتا نجس اور حرام نہیں۔

قولہ قَالَ الشَّعْبِيُّ الخ شعبی نے کہا اگر میرے اہل و عیال مینڈک کھائیں تو میں بہر حال ان کو یہ کھلاؤں گا

قولہ لَمْ يَرَ بِهٖ ،، یعنی حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کچھوا کھانے میں کچھ حرج نہیں جانا ،،

احناف کے نزدیک سمندری جانور مچھلی کے سوا سب حرام ہیں ،،

marfat.com

۶۰۴۰ــــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَمْرٌو اَنَّهٗ سَمِعَ جَابِرًا يَقُوْلُ غَزَوْنَا جَيْشَ الْخَبَطِ وَاُمِّرَ عَلَيْنَا اَبُوْعُبَيْدَةَ فَجُعْنَا جُوْعًا شَدِيْدًا فَاَلْقَى الْبَحْرُ حُوْتًا مَيِّتًا لَمْ يُرَ مِثْلُهٗ يُقَالُ لَهُ الْعَنْبَرُ فَاَكَلْنَا مِنْهُ نِصْفَ شَهْرٍ فَاَخَذَ اَبُوْعُبَيْدَةَ عَظْمًا مِّنْ عِظَامِهٖ فَمَرَّ الرَّاكِبُ تَحْتَهٗ

قولہ قَالَ ابن عباس رضی اللہ عنہما یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا سمندر کا شکار کھالو اگر اس کو نصرانی یا یہودی یا مجوسی شکار کرے (احناف کا مذہب بھی یہی ہے) قولہ قال ابوالدرداء الخ نے حمیری کے متعلق کہا کہ دھوپ اور مچھلیاں شراب کی ذبح ہے۔

شرح : مُرِیِ بضم المیم وسکونِ الراء یہ شراب ہے اس میں نمک اور مچھلیاں رکھ کر دھوپ میں رکھ دیتے ہیں اس طرح اس میں تغیر پیدا ہوجاتا ہے اور سرکہ بن جاتی ہے۔ ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے کہا شراب کو سرکہ بنانا جائز ہے۔ عبارت کی ترکیب یہ ہے۔ ذبح فعل ماضی معلوم "الخمر" منصوب مفعول بہ اور النینان معطوف علیہ الشمس معطوف مل کر مرفوع فاعل یا ذبح مصدر مضاف الخمر مضاف الیہ مبتداء مرفوع النینان خبر مرفوع معنی یہ ہیں کہ مری میں شراب کی تطہیر مچھلیاں اور دھوپ ہے۔ ابوالدرداء نے کہا مچھلی اور نمک سے شراب کی تیزی مغلوب ہوجاتی ہے اور سورج کی دھوپ اس کو سرکہ بنا دیتی ہے اور وہ حلال ہوجاتی ہے۔ یہاں اس کو ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ مچھلی طاہر حلال ہے اس کی طہارت اور حلت نجس کو طاہر کر دیتی ہے جیسے نمک ہے۔ توضیح میں ہے ابوہریرہ، ابودرداء، ابن عباس اور ان کے علاوہ تابعین کرام شراب سے بنائی ہوئی مری کھاتے تھے اور اس میں کچھ حرج نہ سمجھتے تھے۔ ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ تعالیٰ نے شراب کو بعینہٖ حرام کیا ہے جبکہ وہ نشہ دے اور اگر اسے دھوپ اور نمک متغیر کرکے پاک کر دے تو اس میں حرج نہیں اسے کھانا جائز ہے (عینی)

۶۰۴۰ ــــ ترجمہ : عمرو نے کہا کہ انھوں نے جابر رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ہم نے جیش خبط کی جنگ لڑی جبکہ ہمارا امیر ابوعبیدہ تھا ہمیں بہت بھوک لگی تو سمندر نے مردہ مچھلی باہر پھینک دی ایسی مچھلی ہم نے کبھی نہ دیکھی تھی اس کو عنبر کہا جاتا تھا ہم نے اس سے پندرہ دن کھایا پھر ابوعبیدہ نے اس کی ہڈیوں میں سے ایک ہڈی پکڑی تو سوار اس کے نیچے سے گزر گیا۔ (خبط درخت کے پتے ہیں جس کو اونٹ کھاتے ہیں۔ اس جنگ میں بھوک کے باعث

marfat.com

۶۰۴۱ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعْتُ جَابِرًا يَقُوْلُ بَعَثَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَ مِائَةٍ رَاكِبٍ وَاَمِيْرُنَا اَبُوْعُبَيْدَةَ نَرْصُدُ عِيْرًا لِقُرَيْشٍ فَاَصَابَنَا جُوْعٌ شَدِيْدٌ حَتّٰى اَكَلْنَا الْخَبَطَ فَسُمِّيَ جَيْشَ الْخَبَطِ فَاَلْقَى الْبَحْرُ حُوْتًا يُقَالُ لَهُ الْعَنْبَرُ فَاَكَلْنَا مِنْهُ نِصْفَ شَهْرٍ وَادَّهَنَّا بِوَدَكِهٖ حَتّٰى صَلُحَتْ اَجْسَامُنَا فَاَخَذَ اَبُوْعُبَيْدَةَ ضِلْعًا مِنْ اَضْلَاعِهٖ فَنَصَبَ فَمَرَّ الرَّاكِبُ تَحْتَهٗ وَكَانَ فِيْنَا رَجُلٌ فَلَمَّا اشْتَدَّ الْجُوْعُ نَحَرَ ثَلٰثَ جَزَائِرَ ثُمَّ ثَلٰثَ جَزَائِرَ ثُمَّ نَهَاهُ اَبُوْعُبَيْدَةَ

بَابُ اَكْلِ الْجَرَادِ

۶۰۴۲ ـ حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِيْ يَعْفُوْرٍ عَنِ ابْنِ اَبِيْ اَوْفٰى يَقُوْلُ غَزَوْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَ

صحابہ درخت کے پتے کھاتے تھے اس لئے اس کو جیش خبط کہتے ہیں (حدیث ع ۲۳۲۰ اور ع ۴۰۶۱ کی شرح دیکھیں)

۴۰۴۱ ترجمہ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تین سو سوار کو بھیجا اور ہمارا امیر ابوعبیدہ تھے اس حال میں کہ ہم قریش کے قافلہ کا تعاقب کرتے تھے تو ہمیں سخت بھوک لگی یہاں تک کہ ہم نے درختوں کے پتے کھائے اس لئے ہمیں جیش الخبط کہا جاتا ہے۔ سمندر نے ایک مچھلی باہر پھینکی جس کو عنبر کہا جاتا ہے۔ ہم نے وہ نصف ماہ کھائی اور اس کی چربی کے تیل سے مالش کرتے رہے حتی کہ ہمارے جسم طاقتور ہو گئے۔ پھر ابوعبیدہ نے اس کی پسلیوں سے ایک پسلی کھڑی کی تو سوار اس کے نیچے سے گزر گیا۔ ہم میں ایک آدمی جس کے پاس اونٹ تھے جب بھوک سخت ہوئی تو اس نے تین اونٹ نحر کئے پھر تین اونٹ نحر کئے پھر ابوعبیدہ نے اس کو روک دیا۔

باب ٹڈی کھانا ۶۰۴۲

ترجمہ : ابویعفور نے کہا میں نے ابن ابی اوفیٰ کو یہ کہتے سنا کہ ہم نے نبی کریم

marfat.com

غَزَوَاتٍ اَوْسِتًّا كُنَّا نَاكُلُ الْجَرَادَ مَعَهٗ قَالَ سُفْيٰنُ وَاَبُوْعَوَانَةَ وَ
اِسْرَائِيْلُ عَنْ اَبِيْ يَعْفُوْرٍ عَنِ ابْنِ اَبِيْ اَوْفٰى سَبْعَ غَزَوَاتٍ

بَابُ اٰنِيَةِ الْمَجُوْسِ وَالْمَيْتَةِ

٦٠٤٣ــ حَدَّثَنَا اَبُوْعَاصِمٍ عَنْ حَيْوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ حَدَّثَنِيْ
رَبِيْعَةُ بْنُ يَزِيْدَ الدِّمَشْقِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْاِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيُّ قَالَ
حَدَّثَنِيْ اَبُوْثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيُّ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا بِاَرْضِ اَهْلِ الْكِتَابِ فَنَاكُلُ فِيْ اٰنِيَتِهِمْ
وَبِاَرْضِ صَيْدٍ اَصِيْدُ بِقَوْسِيْ وَاَصِيْدُ بِكَلْبِيْ الَّذِيْ لَيْسَ بِمُعَلَّمٍ
فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَّا مَا ذَكَرْتَ اَنَّكُمْ بِاَرْضِ
اَهْلِ كِتَابٍ فَلَا تَاْكُلُوْا فِيْ اٰنِيَتِهِمْ اِلَّا اَنْ لَّا تَجِدُوْا بُدًّا فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا
وَاَمَّا مَا ذَكَرْتَ اَنَّكُمْ بِاَرْضِ صَيْدٍ فَمَا صِدْتَ بِقَوْسِكَ فَاذْكُرِ اسْمَ
وَكُلْ وَمَا صِدْتَ بِكَلْبِكَ الْمُعَلَّمِ فَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ وَكُلْ وَمَا صِدْتَ
بِكَلْبِكَ الَّذِيْ بِمُعَلَّمٍ فَاَدْرَكْتَ ذَكَاتَهٗ فَكُلْهُ

صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سات یا چھ جنگیں لڑیں ہم آپ کے ہمراہ ٹڈی کھاتے تھے۔ سفیان، ابوعوانہ اور اسرائیل نے ابویعفور کے ذریعہ ابن ابی اوفی سے سات غزوے ذکر کئے ہیں (یعنی اس اسناد میں ابن ابی اوفی نے شک کے بغیر سات غزوے کہا ہے)

باب مجوسیوں کے برتن اور مُردار

٦٠٤٣ــ ترجمہ: ابوثعلبہ خشنی نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور

marfat.com

۶۰۴۴ — حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ اَبِيْ عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ قَالَ لَمَّا اَمْسَوْا يَوْمَ فَتْحِ خَيْبَرَ اَوْقَدُوْا النِّيْرَانَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى مَا اَوْقَدْتُمُ النِّيْرَانَ قَالُوْا لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاَنْسِيَّةِ قَالَ اَهْرِيْقُوْا مَا فِيْهَا وَاكْسِرُوْا قُدُوْرَهَا فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَقَالَ نُهَرِيْقُ مَا فِيْهَا وَنَغْسِلُهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ ذَاكَ

عرض کیا یا رسول اللہ! ہم اہل کتاب کی زمین میں رہتے ہیں اور تیر کمان سے شکار کرتے ہیں اور سدھائے ہوئے کتے سے بھی شکار کرتے ہیں جو سدھایا ہوا نہ ہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو تم نے ذکر کیا ہے کہ تم اہل کتاب کی زمین میں رہتے ہو تو ان کے برتنوں میں نہ کھاؤ مگر یہ کہ کوئی چارہ نہ ہو اگر تم کوئی صورت نہ دیکھو تو ان کو دھو کر ان میں کھا لو اور جو تم نے ذکر کیا ہے کہ تم شکار کی زمین میں رہتے ہو جو تم بسم اللہ پڑھ کر کمان سے شکار کرو وہ کھاؤ اور جو سدھائے کتے سے بسم اللہ پڑھ کر شکار کرو تو کھا لو اور جو تم بغیر سدھائے کتے سے شکار کرو اور فرصت پاؤ تو اسے ذبح کر کے کھا لو!

۶۰۴۳ — شرح : اس باب کا عنوان مجوسیوں کے برتن ہیں اور اس کے تحت حدیث میں صرف اہل کتاب کا ذکر ہے مجوسیوں کا قطعاً ذکر نہیں گویا کہ امام کا یہ گمان ہے کہ مجوس اہل کتاب ہیں۔ بعض علماء نے کہا کہ مجوسیوں اور اہل کتاب کے برتنوں میں کھانا یکساں ممنوع ہے کہ وہ دونوں نجاست کی پرواہ نہیں کرتے ہیں اس لئے مجوسیوں کے برتنوں کو اہل کتاب کے برتنوں پر قیاس کیا ہے۔ نیز اس حدیث کے بعض طرق میں مجوس کا ذکر بھی ہے چنانچہ ترمذی نے ابو ثعلبہ سے روائت کی کہ لوگوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مجوس کے برتنوں کو استعمال کرنے کے متعلق پوچھا تو حضور نے فرمایا ان کے برتن صاف کر کے استعمال کر لو نیز بخاری کی عادت ہے کہ کوئی عنوان قائم کرتے ہیں پھر اس میں وہ ذکر کر دیتے ہیں جس سے حکم بطریق الحاق معلوم ہو (عینی)

۶۰۴۴ — ترجمہ : سلمہ بن اکوع نے جب فتح خیبر کے دن شام ہوئی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آگ روشن کی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ آگ کس لئے ہے روشن کی جا رہی ہے۔ لوگوں نے کہا اہلی گدھوں کے گوشت پکا رہے ہیں۔ ان پر آگ روشن کر رہے ہیں حضور نے فرمایا جو کچھ ہنڈیوں میں ہے باہر پھینک دو اور ہنڈیاں توڑ ڈالو لوگوں میں سے ایک آدمی کھڑا ہوا اس نے

marfat.com

بَابُ التَّسْمِيَةِ عَلَى الذَّبِيْحَةِ وَمَنْ تَرَكَ مُتَعَمِّدًا

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَنْ نَسِيَ فَلَا بَأْسَ وَقَالَ اللّٰهُ وَلَا تَأْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهٗ لَفِسْقٌ وَالنَّاسِيْ لَا يُسَمّٰى فَاسِقًا وَقَوْلُهٗ عَزَّوَجَلَّ وَإِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ إِلٰى أَوْلِيَآئِهِمْ

کہا ہنڈیوں میں جو کچھ ہے اِسے گرا دیتے ہیں اور انہیں دھو ڈالتے ہیں۔ حضور نے فرمایا اسی طرح کر لو۔

۶۰۴۴ شرح : اس حدیث کی باب کے عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ یہ مسلّم امر ہے کہ اہلی گدھوں کا گوشت حرام ہے اور وہ مردار جیسا ہے جب سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ہنڈیوں کو دھونے کے بعد ان کو استعمال کرنا مباح کر دیا تو ایسے ہی مجوسیوں کے برتن ہیں کہ ان کو دھونے کے بعد استعمال کرنا مباح ہے، کیونکہ مجوسیوں کے ذبائح مُردار ہیں۔
(حدیث ۲۳۱۴ کی شرح دیکھیں)

باب ذبیحہ پر بسم اللہ پڑھنا اور جس نے قصداً بسملہ ترک کر دی

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا جو کوئی بھول کر بسم اللہ ترک کر دے اس میں کوئی حرج نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس پر اللہ کا نام ذکر نہ کیا جائے وہ مت کھاؤ یہ کھانا فسق اور حرام ہے اور بھولنے والے کو فاسق نہیں کہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! شیطان اپنے دوستوں کو وسوسہ دیتے ہیں تاکہ وہ تم سے جھگڑیں اگر تم نے ان کی اطاعت کی تو مشرک ہو گئے،،

شرح : یعنی بھول کر بسملہ ترک کر دے تو ذبیحہ حرام نہ ہوگا۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ آئت کریمہ: وَلَا تَأْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ،، عنوان کی تقویت کے لئے ذکر کی ہے کہ ذبیحہ کی حلت کے لئے تسمیہ شرط ہے اگر قصداً ترک کیا تو حلال نہ ہوگا اور اگر از روئے سہو ترک کیا تو کچھ حرج نہیں۔

marfat.com

۶۰۴۵ — حَدَّثَنَا مُوسٰی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْعَوَانَةَ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبَایَةَ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ عَنْ جَدِّہٖ رَافِعِ ابْنِ خَدِیْجٍ قَالَ کُنَّا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِذِی الْحُلَیْفَةِ فَاَصَابَ النَّاسَ جُوْعٌ فَاَصَبْنَا اِبِلًا وَغَنَمًا وَکَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ فِیْ اُخْرَیَاتِ النَّاسِ فَعَجِّلُوْا فَنَصَبُوا الْقُدُوْرَ فَدُفِعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَیْھِمْ فَاَمَرَ بِالْقُدُوْرِ فَاُکْفِئَتْ ثُمَّ قَسَمَ فَعَدَلَ عَشَرَةً مِّنَ الْغَنَمِ

اور یہ بیان کیا کہ بھولنے والا فاسق نہیں لہٰذا ناسی کا ذبیحہ جائز ہے۔

اس مقام میں تحقیق یہ ہے کہ اس آئت کریمہ میں نہی ہے اور مطلق نہی تحریم کے لئے ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کا کلام اِنَّہٗ لَفِسْقٌ،، اس پر دلالت کرتا ہے جب نہی میں کلمہ "مِنْ" مذکور ہو تو وہاں نہی میں مبالغہ ہوتا ہے اور اِنَّہٗ،، کی ضمیر کا مرجع اگر ر اکل،، ہو جو لَا تَاْکُلُوْا،، کے ضمن میں ہے تو اکل حرام فسق ہوگا اور اگر اس کا مرجع ذبیحہ ہو جس پر اللہ کا نام ذکر نہیں کیا گیا جیسا کہ اس آئت کریمہ: اَوْ فِسْقًا اُھِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ میں ہے اِس آئت میں اِس حرمت کا بیان ہے کہ اللہ کا نام ذکر نہیں کیا گیا یعنی اللہ کا نام ذکر نہ کرنے کے سبب ذبیحہ حرام ہے، کیونکہ تحریم اس وصف سے موصوف ہوتی ہے اور وہ حرمت کی موجب ہے جیسے مردار اور موقوذ حرام ہیں۔ اس تقریر سے یہ واضح ہوگیا کہ اس آئت کو مشرکین کے ذبائح پر محمول کرنا فاسد ہے کیونکہ مشرکوں کا ذبیحہ اس قبیلہ سے نہیں۔ وہ اگر اللہ کا نام لے کر ذبح کریں جب بھی ان کا ذبیحہ حرام ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ آئت کریمہ مجمل ہے۔ کیونکہ اس میں احتمال ہے کہ ذبح کے وقت یا پکانے کے وقت اللہ کا نام ذکر نہ کیا جائے تو وہ حرام ہے لہٰذا اِس سے حجت و دلیل پکڑنا صحیح نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ ذبح کے علاوہ بالاجماع اور کوئی حالت اور وقت مراد نہیں۔ علماء سلف کا اس پر اجماع ہے کہ آئت میں ذبح کی حالت مراد ہے۔ لہٰذا یہ مجمل نہیں۔ (عینی)

۶۰۴۵ — ترجمہ: رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے کہا ہم ذوالحلیفہ میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے کہ لوگوں کو بہت بھوک لگی ہم نے اونٹ اور بکریاں غنیمت پائی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے تشریف لا رہے تھے لوگوں نے جلدی کی اور ہنڈیاں چڑھا دیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جلدی سے اُن کے پاس آئے اور ہنڈیوں کے متعلق حکم دیا انہیں الٹ دیا گیا۔ پھر حضور نے

marfat.com

بِبَعِيْرٍ فَنَدَ مِنْهَا بَعِيْرٌ وَكَانَ فِي الْقَوْمِ خَيْلٌ يَسِيْرَةٌ فَطَلَبُوْهُ فَاَعْيَاهُمْ فَاَهْوٰى اِلَيْهِ رَجُلٌ بِسَهْمٍ فَحَبَسَهُ اللّٰهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِهٰذِهِ الْبَهَآئِمِ اَوَابِدَ الْوَحْشِ فَمَا نَدَّ عَلَيْكُمْ مِنْهَا فَاصْنَعُوْا بِهٖ هٰكَذَا قَالَ وَقَالَ جَدِّيْ اِنَّا لَنَرْجُوْ اَوْ نَخَافُ اَنْ نَلْقَى الْعَدُوَّ غَدًا وَلَيْسَ مَعَنَا مُدًى اَفَنَذْبَحُ بِالْقَصَبِ قَالَ مَا اَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ فَكُلْ لَيْسَ السِّنَّ وَالظُّفُرَ وَسَاُخْبِرُكُمْ عَنْهُ اَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ وَاَمَّا الظُّفُرُ فَمُدَى الْحَبَشَةِ

غنیمت کا مال تقسیم کیا اور ایک اونٹ کے برابر دس بکریاں کیں اُن میں سے ایک اونٹ بھاگ نکلا لوگوں کے پاس گھوڑے تھوڑے تھے اُنھوں نے تلاش کیا تو اُس نے لوگوں کو عاجز کر دیا ایک آدمی نے اس کی طرف تیر پھینکا تو اللہ تعالیٰ نے اسے روک دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِن جانوروں میں وحشی جانوروں کی طرح بھگوڑے ہوتے ہیں پس جو تم سے بھاگ نکلے اس کے ساتھ اسی طرح کرو راوی عبایہ نے کہا میرے دادا رافع نے کہا ہم اُمید کرتے ہیں یا ہمیں اندیشہ ہے کہ ہمارا دشمن سے مقابلہ ہوگا اور ہمارے پاس چھریاں نہیں کیا ہم بانس سے ذبح کر لیں حضور نے فرمایا جو شئی خون بہادے اور اس پر اللہ کا نام ذکر کیا جائے وہ کھالو! دانت اور ناخن کے سوا (یہ ذبح کے لائق نہیں) میں اس کے متعلق تمہیں بتاؤں گا کہ دانت ہڈی ہے اور ناخن حبشیوں کی چھری ہے۔

٦٠٤٥ شرح : یہ ذوالحلیفہ وہ نہیں جہاں سے اہل مدینہ منورہ احرام باندھتے ہیں بلکہ یہ تہامہ کی زمین میں طائف اور مکہ مکرمہ کے درمیان کوئی اور مقام ہے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے غنیمت کا مال تقسیم کرنے سے پہلے جانور ذبح کر کے ہنڈیاں چڑھا دی تھیں اس لئے حضور نے ہنڈیاں الٹ دیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دانت سے ذبح کرنا اس لئے منع کر دیا کہ یہ ہڈی ہے جو جنات کی خوراک ہے۔ نیز دانت کے ساتھ ذبح کرنے سے دانت پلید ہو جاتا ہے اور دانت خون سے آلودہ کرنا ممنوع ہے نیز اس سے پورا ذبح نہیں ہوتا اور تھوڑے سے قطع ہو جانے سے خون نکلنے کے سبب حتفِ انف سے جانور مر جاتا ہے اور ناخنوں سے ذبح کرنے میں جانور کو تکلیف ہوتی ہے، کیونکہ ان سے صحیح ذبح نہیں ہوتا۔

marfat.com

بَابُ مَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَالْأَصْنَامِ

حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا

۶۰۴۶ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُخْتَارِ قَالَ حَدَّثَنَا مُوسَى ابْنُ عُقْبَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمٌ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ لَقِيَ زَيْدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ بِأَسْفَلِ بَلْدَحٍ وَذَاكَ قَبْلَ أَنْ يُنْزَلَ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَحْيُ فَقُدِّمَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُفْرَةٌ فِيهَا لَحْمٌ فَأَبَى أَنْ يَأْكُلَ مِنْهَا ثُمَّ قَالَ إِنِّي لَا آكُلُ مِمَّا تَذْبَحُونَ عَلَى أَنْصَابِكُمْ وَلَا أَكُلُ إِلَّا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ

حدیث ۲۳۲۵ ج : ۳ کی شرح دیکھیں

باب جو نصب اور بتوں پر جانور ذبح کئے جائیں

نُصب وہ بُت ہیں جو پتھروں سے تراشے جاتے ہیں اور اصنام عام ہیں یہ عام کا خاص پر عطف ہے (عینی) بعض نے کہا انصاب وہ پتھر ہیں جو کعبہ کے اردگرد رکھے گئے تھے۔ اُن پر بتوں کا نام لے کر ذبح کرتے تھے مشہور یہی ہے۔ بعض نے کہا نصب وہ ہیں جن کی اللہ کے سوا عبادت کی جائے اس تقدیر پر اصنام کا اس پر عطف تفسیری ہے۔

ترجمہ : موسیٰ بن عقبہ رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے سالم نے خبر دی کہ انہوں نے عبداللہ

۶۰۴۶ — ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سُنا وہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خبر دیتے تھے کہ حضور نے زید بن عمرو بن نفیل سے اسفل بلدح میں ملاقات کی یہ ملاقات جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نزولِ وحی سے پہلے تھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے آگے دسترخوان رکھا جس پر گوشت تھا زید نے وہ کھانے سے انکار کر دیا پھر کہا میں اسے نہیں کھاتا ہوں جسے تم اپنے انصاب پر ذبح

marfat.com

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْيَذْبَحْ عَلٰى اسْمِ اللّٰهِ

۶۰۴۷۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْعَوَانَةَ عَنِ الْاَسْوَدِ ابْنِ قَيْسٍ عَنْ جُنْدُبِ بْنِ سُفْيَانَ الْبَجَلِيِّ قَالَ ضَحَّيْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَضْحَاةً ذَاتَ يَوْمٍ فَاِذَا النَّاسُ قَدْ ذَبَحُوْا ضَحَايَاهُمْ

کرتے ہو۔ میں تو وہی کھاؤں گا جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو۔

۶۰۴۶ شرح : زید بن عمرو بن نفیل جاہلیت میں حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے دین پر عبادت کرتا تھا وہ سعید بن زید کا والد ہے جو حضرات عشرہ مبشرہ میں سے ہے۔ بلدح جگہ کا نام ہے۔

خطابی نے کہا دسترخوان پر سے کچھ کھانے سے اس اندیشہ کے پیشِ نظر انکار کیا کہ وہ بتوں کا نام لے کر ذبح کیا ہوگا۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس وقت جو بتوں کے نام پر ذبح کیا گیا ہوتا نہ کھاتے تھے۔ چونکہ زید مشرکوں کی عادت پر مطلع تھے کہ وہ بتوں کے نام پر ذبح کرتے ہیں اس شبہ کے سبب نہ کھایا (خطابی)

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ نُصُب اور انصاب کیا ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ زمخشری نے کہا مشرکوں نے بیت اللہ کے ارد گرد پتھر گاڑے ہوئے تھے اُن پر جانوروں کو بتوں کے نام پر ذبح کرتے تھے اور اُن پر گوشت بکھیر دیتے تھے اس طرح وہ ان کی تعظیم کرتے تھے اور اُن کا تقرب ڈھونڈتے تھے۔ تیمی نے کہا انصاب اور نصب ایک ہی شئ ہے۔ نُصُب جمع ہے اور نصاب واحد ہے جوہری نے کہا نصب کا صاد ساکن اور مضموم دونوں طرح پڑھا جاتا ہے یہ وہ ہے جس کی اللہ کے سوا عبادت کی جاتی تھی اور وہ تین سو ساٹھ پتھر تھے جو کعبہ کے پاس جمع کئے گئے تھے۔ اِن پر وہ لوگ اپنے بتوں کے نام سے جانور ذبح کرتے تھے اور پتھر بُت نہ تھے کیونکہ بتوں کی صورتیں اور شکلیں ہوتی ہیں (کرمانی)

ابن زید نے کہا جو نصب پر ذبح کیا جائے اور ما اہل بہ لغیر اللہ ایک ہی شئ ہے کیونکہ ما اہل بہ لغیر اللہ کے معنی یہ ہیں کہ جن بتوں کی وہ پوجا کرتے تھے ان کا نام لے کر جو ذبح کیا جائے یا مسیح علیہ السلام کے نام سے ذبح کیا جائے الغرض اللہ کے سوا جو نام لے کر ذبح کیا جائے وہ ما اہل بہ لغیر اللہ ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا جس ذبیحہ کو مسیح علیہ السلام کے نام سے ذبح کیا جائے وہ ہم نہیں کھائیں گے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا جو غیر اللہ کا نام لے کر ذبح کیا جائے وہ حلال نہیں اور نہ ہی وہ حلال ہے جو بتوں کے نام سے ذبح کیا یعنی ذبح کے وقت بت کا نام ذکر کیا جائے (عینی)

marfat.com

قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَلَمَّا انْصَرَفَ رَاٰهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُمْ قَدْ ذَبَحُوْا قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَقَالَ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَلْيَذْبَحْ مَكَانَهَا اُخْرٰى وَمَنْ كَانَ لَمْ يَذْبَحْ حَتّٰى صَلَّيْنَا فَلْيَذْبَحْ عَلٰى اِسْمِ اللّٰهِ

بَابُ مَا اَنْهَرَ الدَّمَ مِنَ الْقَصَبِ وَالْمَرْوَةِ وَالْحَدِيْدِ

۶۰۴۸ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِيْ بَكْرِ الْمُقَدَّمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ سَمِعَ ابْنَ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ يُخْبِرُ ابْنَ عُمَرَ اَنَّ اَبَاهُ

باب سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد: اللہ کے نام پر ذبح کرے"

۶۰۴۷ — ترجمہ: جندب بن سفیان بجلی نے کہا ہم نے ایک دن جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ قربانی کی ناگاہ چند لوگوں نے نماز عید سے پہلے قربانی ذبح کر دیں جب حضور نماز سے فارغ ہوئے تو ان کو دیکھا کہ اُنھوں نے نماز سے پہلے ذبح کیا ہے، تو فرمایا جس نے نماز سے پہلے ذبح کیا وہ اس کی جگہ دوسرا جانور ذبح کرے اور جس نے ذبح نہیں کیا وہ اللہ کے نام پر ذبح کرے۔

۶۰۴۷ — شرح: اس حدیث کا مدلول یہ ہے کہ ذبیحہ عید کی نماز کے بعد ہے۔ نماز سے پہلے جائز نہیں اور اس میں ضروری ہے کہ اللہ کے نام سے ذبح کرے یعنی ذبح مقرون بالتسمیہ ہو۔ لہٰذا تسمیہ کے بغیر ذبیحہ جائز نہ ہوگا۔ ذبیحہ میں سنّت یہ ہے کہ اگر کوئی وجوب سے پہلے کسی شئی میں جلدی کرے وہ اسے محروم ہو جائے گا جیسے مُورث کا قاتل وراثت سے محروم ہو جاتا ہے۔

باب بانس، باریک پتھر اور لوہا میں سے جو خون بہا دے"

۶۰۴۸ — ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ انہوں نے کعب بن مالک کے بیٹے سے سُنا وہ ابن عمر کو خبر دیتے تھے کہ ان کے باپ نے انہیں خبر دی کہ ان کی لونڈی موضع سلع

marfat.com

اَخْبَرَهٗ اَنَّ جَارِيَةً لَهُمْ كَانَتْ تَرْعٰى غَنَمًا بِسَلْعٍ فَاَبْصَرَتْ بِشَاةٍ مِنْ غَنَمِهَا مَوْتًا فَكَسَرَتْ حَجَرًا فَذَبَحَتْهَا فَقَالَ لِاَهْلِهٖ لَا تَاْكُلُوْا حَتّٰى اٰتِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَسْاَلَهٗ اَوْ حَتّٰى اُرْسِلَ اِلَيْهِ مَنْ يَّسْاَلُهٗ فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَعَثَ اِلَيْهِ فَاَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَكْلِهَا

٦٠٤٩ — حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ رَجُلٍ مِّنْ بَنِيْ سَلَمَةَ اَخْبَرَ عَبْدَ اللّٰهِ اَنَّ جَارِيَةً لِكَعْبِ ابْنِ مَالِكٍ تَرْعٰى غَنَمًا لَهٗ بِالْجُبَيْلِ الَّذِيْ بِالسُّوْقِ وَهُوَ بِسَلْعٍ فَاُصِيْبَتْ شَاةٌ مِّنْهَا فَاَدْرَكْتُهَا فَكَسَرَتْ حَجَرًا فَذَبَحَتْهَا فَذَكَرُوْا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَهُمْ بِاَكْلِهَا

میں بکریاں چرا رہی تھی۔ اچانک اس نے بکریوں میں سے ایک بکری کو مرتے دیکھا تو پتھر کو توڑ کر اس کے ساتھ اس بکری کو ذبح کر دیا کعب نے اپنے گھر والوں سے کہا اسے نہ کھاؤ حتی کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ سے پوچھتا ہوں یا میں کسی کو بھیجتا ہوں جو حضور سے پوچھے کعب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضور نے اس کے کھانے کو حکم دیا۔

٦٠٤٨ — شرح : اس حدیث میں پانچ فوائد ہیں : اوّل یہ کہ عورت کا ذبیحہ جائز ہے دوم یہ کہ لونڈی کا ذبیحہ درست ہے۔ سوم یہ کہ باریک پتھر سے ذبح کرنا درست ہے۔ چہارم یہ کہ جو حلال جانور مرنے کے قریب ہو اس کو ذبح کر کے کھانا جائز ہے۔ پنجم یہ کہ وکالت کے بغیر غیر مالک بھی ذبح کر سکتا ہے۔ جب چرواہے نے بکری ذبح کی اور کہا میں نے اس کو مرتے دیکھا تھا مجھے اندیشہ ہوا کہ یہ مر جائے گی تو اس پر کوئی ضمان نہیں۔ حدیث ع ۲۱۵۷ ج ۳ کی شرح دیکھیں۔

٦٠٤٩ — ترجمہ : کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی ایک لونڈی تھی جو ان کی بکریاں سوق میں چھوٹے سے پہاڑ میں چراتی تھی اور وہ مقام سلع ہے اُس نے ایک بکری کو آفت زدہ

marfat.com

۶۰۵۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سَعِیْدِ ابْنِ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبَایَةَ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّهٗ قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ لَیْسَ مَعَنَا مُدًی فَقَالَ مَا اَنْهَرَ الدَّمَ وَذُکِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَیْهِ فَکُلْ لَیْسَ السِّنَّ وَالظُّفُرَ اَمَّا الظُّفُرُ فَمُدَی الْحَبَشَةِ وَاَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ وَنَدَّ بَعِیْرٌ فَحَبَسَهٗ فَقَالَ اِنَّ لِهٰذِهِ الْاِبِلِ اَوَابِدَ کَاَوَابِدِ الْوَحْشِ فَمَا غَلَبَکُمْ مِنْهَا فَاصْنَعُوْا بِهٖ هٰکَذَا

بَابُ ذَبِیْحَةِ الْاَمَةِ وَالْمَرْاَةِ

۶۰۵۱۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ لِکَعْبِ بْنِ مَالِکٍ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّ اِمْرَاَةً ذَبَحَتْ شَاةً بِحَجَرٍ فَسُئِلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِکَ فَاَمَرَ بِاَکْلِهَا وَقَالَ اللَّیْثُ حَدَّثَنَا نَافِعٌ اَنَّهٗ سَمِعَ رَجُلًا مِنَ الْاَنْصَارِ یُخْبِرُ عَبْدَ اللّٰهِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ جَارِیَةً لِکَعْبٍ بِهٰذَا

ہوتی دیکھا تو پتھر کو توڑ کر اس کے ساتھ اسے ذبح کر دیا لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ذکر کیا تو آپ نے انہیں اسے کھانے کا حکم دیا۔

ترجمہ : عبایہ بن رافع نے اپنے دادا سے روایت کی کہ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! ہمارے

۶۰۵۰ — پاس چھریاں نہیں ہیں۔ حضور نے فرمایا جو شئی خون بہا دے اور اللہ کا نام ذکر کیا جائے تو کھا لو ناخن اور دانت نہ ہو۔ بہر حال ناخن حبشیوں کی چھری ہے اور دانت ہڈی ہے ایک اونٹ بھگوڑا ہو گیا تو اس کو (تیر سے) روک لیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان اونٹوں میں وحشی جانوروں کی طرح بھگوڑے ہوتے ہیں ان میں سے جو جانور تم پر غالب آجائے اس کے ساتھ اس طرح کیا کرو!

(ذبیحہ پر بسملہ پڑھنا کے باب کی شرح دیکھیں نیز حدیث ۶۰۴۵ ج : ۸ کی شرح دیکھیں)

marfat.com

۶۰۵۲ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِکٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْاَنْصَارِ عَنْ مُعَاذِ بْنِ سَعْدٍ اَوْ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ اَخْبَرَہٗ اَنَّ جَارِیَۃً لِکَعْبِ بْنِ مَالِکٍ کَانَتْ تَرْعٰی غَنَمًا بِسَلْعٍ فَاُصِیْبَتْ شَاۃٌ مِنْھَا فَاَدْرَکَتْھَا فَذَبَحَتْ بِحَجَرٍ فَسُئِلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ کُلُوْھَا

باب عورت اور باندی کا ذبیحہ

۶۰۵۱ — ترجمہ : کعب بن مالک نے کہا ایک عورت نے تیز دھار پتھر سے بکری ذبح کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو حضور نے اس کے کھانے کا حکم دیا۔

لیث نے کہا ہمیں نافع نے خبر دی کہ اُنہوں نے ایک انصاری آدمی سے سُنا کہ وہ عبداللہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے خبر دیتا تھا کہ کعب بن مالک کی باندی نے بکری ذبح کی

۶۰۵۱ — شرح : جمہور فقہا نے کہا جب عورت ذبح کرنا اچھی طرح جانتی ہو تو اس کا ذبیحہ جائز ہے۔ ایسے ہی اگر بچہ اچھی طرح ذبح کرنا جانتا ہو تو اس کا ذبیحہ بھی صحیح ہے البتہ حبشی کے ذبیحہ میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے طاؤس نے کہا حبشی کا ذبیحہ صحیح نہیں۔

۶۰۵۲ — ترجمہ : کعب بن مالک نے کہا ایک عورت نے تیز دھار پتھر سے بکری ذبح کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو حضور نے اس کے کھانے کا حکم دیا۔

۶۰۵۲ — ترجمہ : کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی باندی مقام سلع میں بکریاں چراتی تھی اُن میں سے ایک بکری آفت زدہ ہوتی دیکھی اُس نے اس کو پکڑا اور پتھر کے ساتھ ذبح کر دیا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا تو حضور نے فرمایا اسے کھا لو۔

marfat.com

بَابُ لَا يُذَكّٰى بِالسِّنِّ وَالْعَظْمِ وَالظُّفُرِ

۶۰۵۳ــ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلْ يَعْنِيْ مَا اَنْهَرَ الدَّمَ اِلَّا السِّنَّ وَالظُّفُرَ

بَابُ ذَبِيْحَةِ الْاَعْرَابِ وَنَحْوِهِمْ

۶۰۵۴ــ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا اُسَامَةُ اِبْنَ حَفْصِ الْمَدَنِيُّ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اِنَّ

باب دانت، ہڈی اور ناخن سے ذبح نہ کیا جائے

۶۰۵۳ــ ترجمہ: رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دانت اور ناخن کے سوا جو شئی خون بہادے (اسے ذبح کیا ہوا) کھالو۔

۶۰۵۳ــ شرح: اس حدیث میں ہڈی کا ذکر نہیں اور اس سے پہلی احادیث میں بھی ہڈی سے منع نہیں کیا گیا لیکن دانت سے ذبح کرنا اس لئے ممنوع ہے کہ دانت ہڈی ہے لہٰذا ہڈی کا ذکر بھی ہوگیا اور باب کے عنوان میں عظم کا سن پر عطف۔ عطفِ بیان ہے۔ اسی طرح ظفر (ناخن) بھی عظم ہے۔ بعض علماء نے کہا امام بخاری کی عادت ہے کہ وہ اصلِ حدیث کی طرف اشارہ کرتے ہیں اور اصلِ حدیث میں اَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ ،، بہرحال دانت ہڈی ہے۔

باب اعراب وغیرہ کا ذبیحہ

اعراب وہ عرب لوگ ہیں جو جنگلات میں رہتے ہیں وہ کسی ضروری کام کے بغیر شہروں میں داخل نہیں ہوتے۔ عرب معروف قبیلہ ہے۔ اس لفظ سے اعراب اور عرب کا واحد نہیں جو ان دونوں لفظوں کی طرف منسوب ہو اسے اعرابی اور عربی کہتے ہیں۔

marfat.com

قَوْمًا قَالُوْا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ قَوْمًا يَاْتُوْنَنَا بِاللَّحْمِ لَا نَدْرِيْ
اَذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اَمْ لَا فَقَالَ سَمُّوْا عَلَيْهِ اَنْتُمْ وَكُلُوْهُ قَالَتْ وَكَانُوْا
حَدِيْثِيْ عَهْدٍ بِالْكُفْرِ تَابَعَهُ عَلِيٌّ عَنِ الدَّرَاوَرْدِيِّ وَتَابَعَهُ اَبُوْ خَالِدٍ
وَالطُّحَاوِيُّ

بَابُ ذَبَائِحِ اَهْلِ الْكِتَابِ وَشُحُوْمِهَا مِنْ اَهْلِ الْحَرْبِ وَ غَيْرِهِمْ

وَقَوْلِهٖ عَزَّوَجَلَّ اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ وَطَعَامُ الَّذِيْنَ
اُوْتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَّكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ وَقَالَ الزُّهْرِيُّ

۶۰۵۴ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت ہے کہ لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ لوگ ہمارے پاس گوشت لاتے ہیں ہم نہیں جانتے کہ اس پر اللہ کا نام ذکر کیا گیا ہے یا نہیں۔ حضور نے فرمایا تم بسم اللہ پڑھ کر کھا لو ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا وہ لوگ زمانۂ کفر کے بہت قریب تھے (نئے نئے مسلمان ہوئے تھے)

۶۰۵۴ شرح : حدیث کی مطابقت عنوان کے ساتھ واضح ہے کیونکہ جو لوگ گوشت لاتے تھے وہ اعراب تھے جو دیہات میں رہتے تھے۔ اس حدیث سے بعض نے استدلال کیا کہ ذبیحہ پر بسملہ پڑھنا واجب نہیں کیونکہ اگر واجب ہوتی تو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو اعراب کا گوشت کھانے کی اجازت نہ دیتے لیکن یہ استدلال صحیح نہیں کیونکہ یہ ابتداءِ اسلام کا واقعہ ہے۔ صحیح تر یہ جواب ہے کہ اعراب بسملہ سے جاہل نہ تھے۔ عین ممکن ہے کہ وہ بسم اللہ پڑھ کر ذبح کرتے تھے لیکن صحابہ کرام نے گمان کیا کہ شائد انہوں نے بسملہ کے بغیر ذبح کیا ہوگا تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمانوں پر اچھا گمان کرنا چاہیئے جب وہ مسلمان ہیں تو یقیناً بسم اللہ پڑھ کر ذبح کرتے ہیں تم بسم اللہ پڑھ کر کھا لیا کرو (حدیث ۱۹۳۱ ج : ۳ کی شرح دیکھیں)

(علی بن حجر نے دراوردی سے روائت کرنے میں محمد بن عبید اللہ کی متابعت کی اور علی بن حجر کی ابو خالد اور طفاوی نے متابعت کی ،، طفاوی کا نام محمد بن عبد الرحمٰن ہے)

marfat.com

لَا بَأْسَ بِذَبِيْحَةِ نَصَارَى الْعَرَبِ وَاِنْ سَمِعْتَهٗ يُسَمِّيْ لِغَيْرِ اللّٰهِ فَلَا تَاْكُلْ وَاِنْ لَمْ تَسْمَعْهُ فَقَدْ اَحَلَّهُ اللّٰهُ وَعَلِمَ كُفْرَهُمْ وَيُذْكَرُ عَنْ عَلِيٍّ نَحْوُهٗ وَقَالَ الْحَسَنُ وَاِبْرَاهِيْمُ لَا بَأْسَ بِذَبِيْحَةِ الْاَقْلَفِ وَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ طَعَامُهُمْ ذَبَائِحُهُمْ

باب دارالحرب کے اہل کتاب وغیرہ کے ذبیحے اور چربیاں

یعنی اہلِ کتاب جو جزیہ ادا کرتے ہیں اور اُن کے غیر جو جزیہ ادا نہیں کرتے اللہ تعالیٰ کا ارشاد! آج تمہارے لئے پاکیزہ چیزیں حلال کر دی گئی ہیں اور ان لوگوں کا طعام جنہیں کتابیں دی گئی ہیں تمہارے لئے حلال ہے اور تمہارا طعام ان کے لئے حلال ہے "

ابن شہاب زہری نے کہا نصاریٰ عرب کے ذبیحہ میں کوئی حرج نہیں اور اگر تو سُنے کہ وہ غیر اللہ کے نام سے ذبح کرتا ہے تو نہ کھاؤ اور اگر تو اس سے غیر اللہ کے نام سے ذبح کرتا نہ سُنے تو اللہ تعالیٰ نے اس کو حلال کیا ہے حالانکہ ان کو کفر جانتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس طرح مذکور ہے۔ حسن بصری اور ابراہیم نخعی نے کہا اقلف (بے ختنہ) کا ذبیحہ کھانے میں حرج نہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ان کا طعام ان کے ذبائح ہیں۔

شرح : اس عنوان سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ ہے کہ اہلِ کتاب کے ذبائح جائز ہیں اور ان کی چربیاں کھانی جائز ہیں جمہور یہی کہتے ہیں امام مالک اور امام احمد رضی اللہ عنہما نے کہا اللہ تعالیٰ نے جو اہلِ کتاب پر چربیاں وغیرہ حرام کی ہیں وہ ہمارے لئے حرام ہیں۔ ابن قاسم نے کہا جسے اللہ تعالیٰ نے مباح کیا ہے وہ اُن کا طعام ہے اور چربیاں ان کا طعام نہیں اور نہ ہی وہ ذبح

marfat.com

۶۰۵۵۔ حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ كُنَّا مُحَاصِرِيْ قَصْرِ خَيْبَرَ فَرُمِيَ اِنْسَانٌ بِجِرَابٍ فِيْهِ شَحْمٌ فَنَزَوْتُ لِاٰخُذَهٗ فَالْتَفَتُّ فَاِذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ فَاسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ

کے وقت ان کا ارادہ کرتے ہیں بعض علماء نے اس کا تعاقب کرتے ہوئے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اُن کے طعام کی تفسیر ذبائح سے کی ہے اور جب اُن کے ذبائح مباح ہیں تو ان کے مذبوح کے اجزاء کا قصد کرنا کوئی ضروری نہیں جبکہ تذکیہ تمام اجزاء میں شائع ہوتا ہے تو لامحالہ ان میں چربی بھی داخل ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ نے اُن پر ہر ذی ظفر کو حرام کیا ہے تو اس قائل کے کلام کے مطابق لازم آئے گا کہ اگر یہودی کوئی ایسا جانور ذبح کریں جس کے ناخن ہوں تو مسلمان کے لئے وہ کھانا حلال نہ ہو؟ پھر امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے مدعا کو ثابت کرنے کے لئے قرآن کریم کی آیت ذکر کی کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد : وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ سے مراد اُن کے ذبائح ہیں۔ ابن عباس، ابوامامہ، مجاہد، سعید بن جُبَیر، عکرمہ، عطاء، حسن بصری، مکحول، ابراہیم نخعی، سُدّی اور مقاتل بن حیان یہی کہتے ہیں اس پر علماء کا اجماع ہے کہ اہلِ کتاب کے ذبائح مسلمانوں کے لئے ہیں کیونکہ وہ غیر اللہ کے لئے ذبح کا عقیدہ نہیں رکھتے اور نہ ہی اپنے ذبائح پر اللہ کے سوا اور کوئی نام ذکر کرتے ہیں اگرچہ وہ ایسا اعتقاد رکھتے ہیں جس سے اللہ تعالیٰ پاک ہے۔ اُن کے علاوہ مشرکوں کے ذبائح جائز نہیں کیونکہ وہ ذبح کے وقت اللہ کا نام ذکر نہیں کرتے ہیں اور عرب کے نصاریٰ جیسے بنی تغلب وغیرہ کے ذبائح جمہور کے نزدیک حرام ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اہل کتاب کے ذبائح سے مُراد اُن کا طعام ہے اس پر علماء کا اتفاق ہے لیکن جو وہ کھاتے ہیں وہ بالاجماع ہمارے لئے جائز نہیں کیونکہ وہ مردار، خون اور خنزیر کا گوشت کھاتے ہیں۔ اِن میں سے ہمارے لئے کچھ بھی جائز نہیں۔ حسن بصری اور ابراہیم نخعی نے کہا جس کا ختنہ نہ کیا ہُوا ہو اس کا ذبیحہ جائز ہے۔ حسن بصری نے کہا اگر کوئی آدمی بڑا ہو کر مسلمان ہو اور اسے ختنہ کرنے کی صورت میں جان کا خطرہ ہے تو وہ ختنہ نہ کرے اور اس کے ذبیحہ میں کچھ حرج نہیں (فتح وعینی)

۶۰۵۵۔ ترجمہ : عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے خیبر کا محاصرہ کیا ہُوا تھا ایک انسان نے جراب پھینکی جس میں چربی تھی میں اس کو پکڑنے کے لئے اُچھلا اچانک میں نے نگاہ اُٹھائی تو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو میں نے آپ سے شرم کی۔

(حدیث ۲۹۴۴ کی شرح دیکھیں)

marfat.com

بَابُ مَانَدَّ مِنَ الْبَهَائِمِ فَهُوَ بِمَنْزِلَةِ الْوَحْشِ

وَاَجَازَهُ ابْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَا اَعْجَزَكَ مِنَ الْبَهَائِمِ مِمَّا فِیْ یَدَیْكَ فَهُوَ كَالصَّیْدِ وَفِیْ بَعِیْرٍ تَرَدّٰی فِیْ بِئْرٍ فَذَكَّیْهِ مِنْ حَیْثُ قَدَرْتَ عَلَیْهِ وَرَاٰی ذٰلِكَ عَلِیٌّ وَابْنُ عُمَرَ وَعَائِشَةُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ

۶۰۵۶ — حَدَّثَنِیْ عَمْرُو بْنُ عَلِیٍّ حَدَّثَنَا یَحْیٰی قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ عَبَایَةَ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ خَدِیْجٍ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِیْجٍ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا لَاقُوا الْعَدُوِّ غَدًا وَلَیْسَتْ مَعَنَا مُدًی فَقَالَ اَعْجِلْ اَوْ اَرِنْ مَا اَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَیْهِ فَكُلْ لَیْسَ السِّنَّ وَالظُّفُرَ وَسَاُحَدِّثُكَ اَمَّا السِّنُّ

اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ جو اہلِ کتاب پر حرام تھا جیسے چربی وغیرہ وہ ہمارے لئے جائز ہے؛ کیونکہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن مغفل کو مذکور جراب میں جو یہودیوں نے قلعہ سے پھینکی تھی نفع حاصل کرنا مباح کیا معلوم ہوا کہ جو جانور اہل کتاب نے ذبح کیا ہو اور ذبح کے وقت بسم اللہ پڑھی ہو اس کی چربی وغیرہ ہمارے لئے جائز ہے اگرچہ وہ اہل حرب سے ہوں۔ لیکن اگر انہوں نے مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام سے ذبح کیا تو حرام ہوگا۔ واللہ اعلم!

باب جو حیوان بھاگ جائے وہ وحشی جانوروں کی طرح ہے

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کو جائز کہا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جو بہائم تمہارے ہاتھوں سے بھاگ جائیں اور تمہیں عاجز کر دیں وہ شکار کے حکم میں ہیں اور اس اونٹ جو کنوئیں میں گر جائے کے متعلق کہا اس کو جہاں سے قادر ہو ذبح کر دو۔ حضرت علی، عبداللہ بن عمر اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہم کا یہی اعتقاد ہے۔

marfat.com

فَعَظْمٌ وَاَمَّا الظُّفُرُ فَمُدَى الْحَبَشَةِ وَاَصَبْنَا نَهْبَ اِبِلٍ وَغَنَمٍ فَنَدَّ مِنْهَا بَعِيرٌ فَرَمَاهُ رَجُلٌ بِسَهْمٍ فَحَبَسَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِهٰذِهِ الْاِبِلِ اَوَابِدَ كَاَوَابِدِ الْوَحْشِ فَاِذَا غَلَبَكُمْ مِنْهَا شَيْءٌ فَافْعَلُوْا بِهٖ هٰكَذَا

بَابُ النَّحْرِ وَالذَّبْحِ

وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ لَا ذَبْحَ وَلَا نَحْرَ اِلَّا فِي الْمَذْبَحِ وَالْمَنْحَرِ

۶۰۵۶ — ترجمہ : رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! ہم کل دشمن سے مقابلہ کریں گے اور ہمارے پاس چھریاں نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جلدی کر یا فرمایا اسے دیکھ جو شئ خون جاری کر دے اور اس پر اللہ کا نام ذکر کیا جائے وہ کھا لو۔ مگر دانت اور ناخن نہ ہو میں تمہیں بیان کرتا ہوں کہ دانت تو ہڈی ہے اور ناخن حبشیوں کی چھری ہے۔ ہم نے اس غزوہ میں اونٹ اور بکریاں غنیمت پائیں اُن میں سے ایک اونٹ بھاگ نکلا تو اس کو ایک آدمی نے تیر مارا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو روک دیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان میں سے بعض وحشیوں کی مثل ہیں جب ان میں سے کوئی تم پر غالب آجائے تو اس کے ساتھ اسی طرح کیا کرو!

۶۰۵۶ — شرح : اَرِن بروزن اَعِدْ ہے یہ امر حاضر معروف کا صیغہ ہے۔ خطابی نے کہا یہ دراصل اِئْدِنْ اِعْجَلْ کے وزن پر تھا یہ دونوں ہم معنی ہیں۔ اَرِنَ یَارِنُ سے مشتق ہے۔ سَمِعَ یَسْمَعُ کے باب سے ہے یعنی اس کو ذبح کرنے میں جلدی کر تاکہ ناک کی موت نہ مر جائے نیز خطابی نے کہا یہ اَطِعْ کے وزن پر بھی پڑھا گیا ہے۔ اس کے معنی ہیں " اَہْلِکْ " اسے ہلاک کر دے چنانچہ جب عربوں کے مویشی ہلاک ہو جائیں تو کہتے ہیں: رَانَ الْقَوْمُ " نیز اس کو اِرِمْ " کے وزن پر بھی پڑھتے ہیں۔ اس کے معنی ہیں۔ ادم القطع ولاتفتر (یعنی کاٹتے رہو سستی نہ کرو) (کرمانی)

باب نحر اور ذبح

نحر کے معنی اونٹ کے سینہ کے سر پہ ذقن کے نیچے برچھا مارنا اور ذبح گائے اور بکری کے حلق میں ہوتا ہے " ابن جریج اور وہ عبدالملک بن عبدالعزیز ہیں عطاء سے روایت کی کہ ذبح صرف ذبح کی جگہ ہے

marfat.com

قُلْتُ اَيُجْزِئُ مَا يُذْبَحُ اَنْ اَنْحَرَهٗ قَالَ نَعَمْ ذِكْرُ اللّٰهِ ذَبْحُ الْبَقَرَةِ فَاِنْ ذَبَحْتَ شَيْئًا يُنْحَرُ جَازَ وَالنَّحْرُ اَحَبُّ اِلَيَّ وَالذَّبْحُ قَطْعُ الْاَوْدَاجِ قُلْتُ فَتُخَلَّفُ الْاَوْدَاجُ حَتّٰى يُقْطَعُ النِّخَاعُ قَالَ لَا اِخَالُ فَاَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ نَهٰى عَنِ النُّخَاعِ يَقُوْلُ يُقْطَعُ مَا دُوْنَ الْعَظْمِ ثُمَّ يُدَعُ حَتّٰى يَمُوْتَ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً اِلٰى قَوْلِهٖ وَقَالَ فَذَبَحُوْهَا وَمَا كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ وَقَالَ سَعِيْدٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ الذَّكَاةُ فِي الْحَلْقِ وَاللَّبَّةِ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ وَابْنُ عَبَّاسٍ وَاَنَسٌ اِذَا قَطَعَ الرَّاْسَ فَلَا بَأْسَ

جو حلقوم ہے اور نحر سینہ پر برچھا مارنا ہے۔ میں نے کہا جس کو ذبح کیا جاتا ہے کیا اس کو نحر کرنا کافی نہ ہوگا عطاء نے کہا ہاں کافی ہو جاتا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے گائے کو ذبح کرنا ذکر کیا ہے۔ اگر کسی شئ کو ذبح کرنے جس کی شان نحر کرنا ہے تو جائز ہے لیکن مجھے نحر کرنا پسند ہے۔ ذبح کی رگیں کاٹنا ہے۔ میں نے کہا کیا رگیں پیچھے چھوڑ دی جائیں حتیٰ کہ حرام مغز کاٹ دیا جائے انہوں نے کہا میں اسے اچھا نہیں سمجھتا ہوں۔ مجھے نافع نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے خبر دی کہ انھوں نے حرام مغز کاٹنے سے منع کیا ہے۔ وہ کہتے تھے ہڈی تک کاٹ کر چھوڑ دے یہاں تک کہ وہ مر جائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا تمہیں اللہ فرماتا ہے کہ گائے ذبح کرو انھوں نے ذبح کیا وہ ذبح کرنے والے نہ تھے۔ سعید نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ ذبحہ حلقوم اور لبہ دونوں میں ہے۔ عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عباس اور انس رضی اللہ عنہم نے کہا اگر سر کو کاٹ کر علیحدہ کر دیا تو جائز ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں۔

شرح : یعنی گائے کو ذبح کیا جائے گا، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً تم گائے ذبح کرو اس سے ظاہر ہے کہ گائے مذبوح ہے کیونکہ اصل یہی ہے کہ لفظ کو حقیقت پر محمول کیا جائے لیکن گائے کو نحر کرنا باتفاق العلماء جائز ہے جبکہ جس کو نحر کیا جائے اسے ذبح کرنا بھی جائز ہے لہٰذا مذبوح کو نحر کرنا جائز ہے۔ اَوْداج ،، وَدج کی جمع ہے۔ واؤ اور دال دونوں مفتوح ہیں یہ گردن میں رگ ہے۔ نُخاع حرام مغز ہے۔ دراصل ودجان گردن میں دو موٹی رگیں ہیں جو ایک دوسرے کے مقابل ہیں۔ لہٰذا اوداج کہنا مناسب تھا، لیکن ذبح میں چار رگیں قطع کرنی شرط ہیں اور وہ حلقوم مری اور

marfat.com

ودجان ہیں سب پر بطریقِ غلبہ اوداج کا اطلاق کیا ہے چنانچہ بعض احادیث میں ہے : اَفْرِ الْاَوْدَاجَ وَانْهَرْ بِمَا شِئْتَ ،، اس میں چاروں کو اودلج کہا ہے۔

علماء کا اس مسئلہ میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے کہ ذبح میں چار رگیں کاٹنی شرط ہیں یا نہیں احناف کے نزدیک اگر مذکور چاریں رگیں قطع کیں تو کھانا حلال ہے۔ اسی طرح اگر اکثر قطع کر دیں تو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک حلال ہے۔ امام ابو یوسف کے نزدیک حلقوم، مری او۔ ودجان سے ایک کو قطع کرنا ضروری ہے اگر بعض حلقوم یا بعض مری قطع کر دی تو حلال نہ ہوگا۔ الحاصل امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک چار رگوں میں کوئی تین قطع کر دے تو ذبیحہ حلال ہے امام ابو یوسف سے تین روایات ہیں۔ ایک تو یہ مذکور ہے دوسری یہ دا رگوں سمیت حلقوم قطع کرنا شرط ہے۔ تیسرے یہ کہ وَدَجان میں سے ایک قطع کرنے کے ساتھ حلقوم اور مری کا قطع کرنا بھی شرط ہے۔ امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک چاروں عروق کا اکثر حصہ قطع کرنا شرط ہے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا وَدَجَیْن اور صرف حلقوم کا قطع کرنا شرط ہے۔ قولہ فَتُخْلَفَ الْاَوْدَاجُ ،، یعنی اوداج کو چھوڑا جائے اور ان کے قطع پر اکتفاء نہ کیا جائے یہاں تک کہ حرام مغز کاٹا جائے۔ نخاع گردن کی ہڈی میں سفید عذود ہے جو صلب کی طرف جاتی ہے اور عجب ذنب پر ختم ہوتی ہے۔ جب حیوان کو ذبح کرنا ہو تو نخاع تک پہنچنا ممنوع ہے صاحب ہدایہ نے کہا جس نے چھری نخاع تک پہنچا دی یا سر قطع کر دیا تو ذبیحہ مکروہ ہے لیکن کھانا جائز ہے پس ذبح یہ ہے کہ گردن کی ہڈی کے سوا رگیں قطع کر کے چھوڑ دے حتی کہ وہ مر جائے (عینی)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا
اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ گائے ذبح کرو!
اور فرمایا اُنھوں نے ذبح تو کر دیا وہ یہ کرنے والے نہیں تھے"

اس کا نحر اور ذبح پر عطف ہے جو باب کے مضاف الیہ مجرور ہیں۔ دراصل عبارت اس طرح ہے
باب فی بیان النحر والذبح وفی بیان قول اللہ تعالیٰ : وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖ الخ
اس آئت کریمہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ گائے ذبح کے ساتھ مختص ہے یہ آیات بنی اسرائیل کے قتیل کے بارے میں نازل ہوئیں جو کسی مقام میں پایا گیا تھا۔ یہ قسامت کے نزول سے پہلے کا واقعہ ہے۔ قاتل معلوم کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے گائے ذبح کرنے کا حکم دیا تھا اس کی تفصیل قرآن کریم میں مذکور ہے۔

marfat.com

٦٠٥٧ — حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عن هشام بن عُروة قَالَ اخبرتنی فاطمةُ بنت المُنْذِرِ امْرَاَتِیْ عن اَسْمَآءَ بنت ابی بکرٍ قالت نَحَرْنَا علیٰ عهد رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا فَاَكَلْنَاهُ ٦٠٥٨ حَدَّثَنِیْ اسحق قَالَ سمع

قوله قَالَ سعید بن جُبَیْرٍ الخ ،، یعنی سعید بن جُبَیْرٍ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت کی ذبح حلق اور لَبّہ میں ہے لَبّہ بکسر اللام اور باء مُشدّد ہے۔ یہ سینے سے اُوپر ہار کی جگہ ہے یہی مَنحَرُ ہے۔ علامہ کرمانی نے کہا اَللَّبَّہ بفتح اللام ہے یہ سینے کے اُوپر اور اس کا اردگرد ہے بعض نے کہا ذبح حلق میں اور نحر لَبّہ میں ہے اور ذکاۃ دونوں کو شامل ہے۔ جامع صغیر میں ہے سارے حلق اس کے وسط، اعلیٰ اور اسفل میں ذبح کر سکتے ہیں۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے کلام : اَلذَّكَاةُ فِی الْحَلْقِ وَاللَّبَّةِ ،، میں فی بمعنی بَیْن ہے یعنی حلق اور لبّہ کے درمیان ذبح ہے۔

قوله قَالَ ابن عمر و ابن عباس و انس رضی اللہ عنہم الخ یعنی عبداللہ بن عمر عبداللہ بن عباس اور انس بن مالک رضی اللہ عنہم نے کہا جب ذبح کے وقت سارا سر کٹ کر دیا تو حرج نہیں۔ اور اسے کھانا جائز ہے۔

٦٠٥٧ — ترجمہ : اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا نے کہا ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ پاک میں گھوڑا نحر کیا اور اسے کھایا۔

٦٠٥٧ — شرح : بعض علماء نے کہا ذبح میں گھوڑے کا حکم وہی ہے جو گائے کا حکم ہے۔ یعنی اس کو نحر اور ذبح کرنا جائز ہے احسن یہ ہے کہ ذبح کیا جائے۔ اس سے امام شافعی، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ نے استدلال کیا کہ گھوڑے کا گوشت حلال ہے۔ امام ابو حنیفہ اور امام مالک رضی اللہ عنہما اسے مکروہ تحریمی کہتے ہیں بعض نے مکروہ تنزیہی کہا ہے۔

٦٠٥٨ — ترجمہ : اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں مدینہ منورہ میں گھوڑا ذبح کیا اور اس کا گوشت کھایا۔

٦٠٥٨ — شرح : اس حدیث میں گھوڑا ذبح کرنا مذکور ہے جبکہ اس سے پہلی حدیث میں ہے کہ ہم نے نحر کیا، لیکن یہ تضاد نہیں کیونکہ واقعہ متعدد ہے ایک بار

marfat.com

عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ عَنْ اَسْمَاءَ قَالَتْ نَحَرْنَا
عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا وَنَحْنُ بِالْمَدِيْنَةِ فَاَكَلْنَاهُ

٦٠٥٩ــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ
فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ اَنَّ اَسْمَاءَ بِنْتَ اَبِىْ بَكْرٍ قَالَتْ نَحَرْنَا عَلٰى
عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا فَاَكَلْنَاهُ تَابَعَهُ وَكِيْعٌ
وَابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ هِشَامٍ فِى النَّحْرِ

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْمُثْلَةِ وَالْمَصْبُوْرَةِ وَالْمُجَثَّمَةِ

٦٠٦٠ــ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ
ابْنِ زَيْدٍ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ اَنَسٍ عَلَى الْحَكَمِ بْنِ اَيُّوْبَ فَرَاٰى غِلْمَانًا
اَوْ فِتْيَانًا نَصَبُوْا دَجَاجَةً يَرْمُوْنَهَا فَقَالَ اَنَسٌ نَهَى النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اَنْ تُصْبَرَ الْبَهَائِمُ

نحر کیا اور دوسری بار ذبح کیا یا ایک لفظ دوسرے سے مجاز ہے، لیکن پہلا معنی صحیح ہے کیونکہ مجاز اس وقت لیا جاتا ہے جب حقیقت متعذرہ ہو اور یہاں حقیقت متعذرہ نہیں بلکہ اس میں فائدہ ہے وہ یہ کہ منحور کو ذبح اور مذبوح کو نحر کرنا جائز ہے نحر کا ذبح پر ذبح کا نحر پر اطلاق صحیح ہے۔

٦٠٥٩ــ : اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما نے کہا ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں گھوڑا نحر کیا اور کھایا وکیع اور ابن عیینہ نے ہشام سے نحر روایت کرنے میں جریر کی متابعت کی۔

باب مُثلہ، مَصْبُورہ اور مُجَثَّمہ مکروہ ہیں

مثلہ کسی زندہ حیوان کے سارے اعضاء یا بعض کاٹ ڈالنا ہے۔ یعنی اس کا کان، ناک وغیرہ کاٹ

marfat.com

٦٠٦١ — حَدَّثَنِیْ اَحْمَدُ بْنُ یَعْقُوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ سَعِیْدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِیْهِ اَنَّهٗ سَمِعَهٗ یُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ دَخَلَ عَلٰی یَحْیٰی بْنِ سَعِیْدٍ وَغُلَامٌ مِّنْ بَنِیْ یَحْیٰی رَابِطٌ دَجَاجَةً یَرْمِیْهَا فَمَشٰی اِلَیْهَا ابْنُ عُمَرَ حَتّٰی حَلَّهَا ثُمَّ اَقْبَلَ بِهَا وَبِالْغُلَامِ مَعَهٗ فَقَالَ انْزِجُرُوْا غِلْمَانَكُمْ عَنْ اَنْ یَّصْبِرُوْا هٰذَا الطَّیْرَ لِلْقَتْلِ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَنْهٰی اَنْ تُصْبَرَ بَهِیْمَةٌ اَوْ غَیْرُهَا لِلْقَتْلِ

ڈالنا۔ مَصْبُوْرَہٗ ،، کسی زندہ حیوان کو باندھ کر نیزے مار کر ہلاک کرنا ہے۔ مُجَثَّمَہٗ کسی پرندہ کو باندھ کر تیر مار کر ہلاک کرنا ایسے جانور حرام ہیں۔

ترجمہ : ہشام بن زید نے کہا میں انس کے ساتھ حکم بن ایوب کے پاس گیا
٦٠٦٠ — انس نے چند لڑکوں یا جوانوں کو دیکھا کہ وہ مرغی کو باندھ کر اسے
تیر مارتے ہیں۔ انس نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جانوروں کو باندھ کر نشانہ بنانے سے منع فرمایا ہے۔

شرح : یعنی زندہ جانور کو باندھ کر ہلاک کرنے سے منع کیا گیا ہے کیونکہ
٦٠٦٠ — اس میں مال کی اِضَاعَتْ اور حیوان کی تعذیب ہے اس طرح
ہلاک شُدہ جانور کا گوشت حرام ہے کیونکہ مقدور علیہ جانور ذبح شرعی کے بغیر قتل کرنا حرام ہے۔ اگر کسی جانور کو بندوق کی گولی ماری پھر اس کو زندہ پکڑ لیا تو ذبح کر کے کھانا جائز ہے۔

ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ وہ یحییٰ بن سعید
٦٠٦١ — کے پاس گئے جبکہ بنی یحییٰ میں سے ایک لڑکا مرغی کو باندھ کر تیر
کا نشانہ بنا رہا تھا۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس کے پاس گئے اور مرغی کو کھول دیا پھر اپنے ساتھ مرغی اور لڑکے کو لائے اور فرمایا اپنے لڑکے کو اس پرندے کو باندھ کر قتل کرنے سے روک رکھو، کیونکہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ آپ چوپایوں وغیرہ کو روک کر قتل کرنے سے منع فرماتے تھے۔

شرح : قولہ ھٰذا الطائر ،، ایک لغت کے مطابق طَیْرٌ کا اطلاق واحد پر کیا
٦٠٦١ — ہے۔ ورنہ مشہور یہ ہے کہ واحد کو طائر اور جمع کو طَیْرٌ کہا جاتا ہے
لفظ ،، اَوْ ،، تنویع کے لئے ہے شک کے لئے نہیں لہٰذا یہ طیور اور بہائم کو شامل ہے۔

marfat.com

٦٠٦١ـ حَدَّثَنَا اَبُوالنُّعْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْعَوَانَةَ عَنْ اَبِیْ بِشْرٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عُمَرَ فَمَرُّوْا بِفِتْیَةٍ اَوْ بِنَفَرٍ نَصَبُوْا دَجَاجَةً یَرْمُوْنَهَا فَلَمَّا رَاَوْا ابْنَ عُمَرَ تَفَرَّقُوْا عَنْهَا وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ مَنْ فَعَلَ هٰذَا اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ مَنْ فَعَلَ هٰذَا تَابَعَهُ سُلَیْمٌ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا الْمِنْهَالُ عَنْ سَعِیْدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَعَنَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَثَّلَ بِالْحَیَوَانِ وَقَالَ عَدِیٌّ عَنْ سَعِیْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

٦٠٦٢ـ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَدِیُّ بْنُ ثَابِتٍ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ یَزِیْدَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ نَهٰی عَنِ النُّهْبَةِ وَالْمُثْلَةِ

٦٠٦١ـ ترجمہ : سعید بن جبیرؒ نے کہا میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس تھا تو وہ چند نوجوانوں یا ایک جماعت کے پاس سے گزرے جنہوں نے ایک مرغی باندھ رکھی تھی اس کو تیر مار رہے تھے جب اُنہوں نے عبداللہ بن عمر کو دیکھا تو بھاگ گئے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہ کس نے کیا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے والے پر لعنت فرمائی ہے۔ سلیمان نے شعبہ سے روائت کرنے میں ابوبشر کی متابعت کی ہے۔ منہال نے سعید ابن عمر رضی اللہ عنہما کے واسطہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی کہ حضور نے اس شخص پر لعنت فرمائی ہے جو حیوانوں کا مُثلہ کرے۔ عدی نے سعید اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت فرمائی۔ **شرح** : قولہ قال عدی مؤلف نے اس سے یہ اشارہ کیا ہے کہ عدی بن ثابت نے ابوبشر اور منہال کی مخالفت کی اور مذکور حدیث سعید بن جُبیر اور ابن عباس کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی ہے۔

٦٠٦٢ـ ترجمہ : حجاج بن منہال نے شعبہ سے روائت بیان کی کہ مجھے عدی بن ثابت

marfat.com

بَابُ لحم الدّجاج

٦٠٦٣ــ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيٰنَ عَنْ
اَيُّوْبَ عَنْ اَبِىْ قِلَابَةَ عَنْ زَهْدَمَ الْجَرْمِىِّ عَنْ اَبِىْ مُوْسٰى قَالَ
رَاَيْتُ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْكُلُ الدَّجَاجَ قَالَ وَ ٦٠٦٤ حَدَّثَنَا
اَبُوْمَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ بْنُ اَبِىْ تَمِيْمَةَ
عَنِ الْقَسِمِ عَنْ زَهْدَمٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ اَبِىْ مُوْسَى الْاَشْعَرِىِّ وَكَانَ
بَيْنَنَا وَبَيْنَ هٰذَا الْحَىِّ مِنْ جَرْمٍ اِخَاءٌ فَاُتِىَ بِطَعَامٍ فِيْهِ لَحْمُ
دَجَاجٍ وَفِى الْقَوْمِ رَجُلٌ جَالِسٌ اَحْمَرُ فَلَمْ يَدْنُ مِنْ طَعَامِهٖ
قَالَ اُدْنُ فَقَدْ رَاَيْتُ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْكُلُ مِنْهُ قَالَ اِنِّىْ
رَاَيْتُهٗ يَاْكُلُ شَيْئًا فَقَذِرْتُهٗ فَحَلَفْتُ اَنْ لَّا اٰكُلَهٗ فَقَالَ اُدْنُ اُخْبِرْكَ
اَوْ اُحَدِّثْكَ اِنِّىْ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ نَفَرٍ مِّنَ
الْاَشْعَرِيِّيْنَ فَوَافَقْتُهٗ وَهُوَ غَضْبَانُ وَهُوَ يَقْسِمُ نَعَمًا مِّنْ نَعَمِ
الصَّدَقَةِ فَاسْتَحْمَلْنَاهُ فَحَلَفَ اَنْ لَّا يَحْمِلَنَا قَالَ مَا عِنْدِىْ

نے خبر دی کہ میں نے عبداللہ بن یزید سے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوٹ کھسوٹ اور زندہ جانوروں کے کان ناک کاٹنے (مُثْلَہ) سے منع فرمایا۔ (حدیث ٢٣١١ ج : ٣ کی شرح دیکھیں)

باب مرغ کا گوشت

٦٠٦٣ ترجمہ : ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حضور مُرغ کا گوشت تناول فرما رہے تھے۔

marfat.com

مَا اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ ثُمَّ اُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَهْبٍ مِنْ
اِبِلٍ فَقَالَ اَيْنَ الْاَشْعَرِيُّوْنَ اَيْنَ الْاَشْعَرِيُّوْنَ قَالَ فَاَعْطَانَا خَمْسَ
ذَوْدٍ غُرَّ الذُّرٰى فَلَبِثْنَا غَيْرَ بَعِيْدٍ فَقُلْتُ لِاَصْحَابِيْ نَسِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمِيْنَهٗ فَوَاللّٰهِ لَئِنْ تَغَفَّلْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَمِيْنَهٗ لَا نُفْلِحُ اَبَدًا فَرَجَعْنَا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
اِنَّا اسْتَحْمَلْنَاكَ فَحَلَفْتَ اَنْ لَا تَحْمِلَنَا فَظَنَنَّا اَنَّكَ نَسِيْتَ يَمِيْنَكَ فَقَالَ
اِنَّ اللّٰهَ هُوَ حَمَلَكُمْ اِنِّيْ وَاللّٰهِ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ لَا اَحْلِفُ عَلٰى يَمِيْنٍ فَاَرٰى
غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا اِلَّا اَتَيْتُ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ وَتَحَلَّلْتُهَا

۶۰۶۴ ترجمہ : زہدم نے کہا ہم ابوموسیٰ اشعری کے پاس تھے حالانکہ ہمارے درمیان اور جرم کے اِس قبیلہ کے درمیان دوستی اور بھائی چارہ تھا۔ ہمارے لئے کھانا لایا گیا جس میں مُرغ کا گوشت تھا۔ لوگوں میں ایک سُرخ رنگ والا آدمی بیٹھا تھا وہ اس طعام کے قریب نہ گیا۔ ابوموسیٰ نے کہا قریب ہو اور کھاؤ! میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کھاتے دیکھا ہے۔ اُس نے کہا میں نے اسے گندگی کھاتے دیکھا ہے جب سے میں اسے اچھا نہیں سمجھتا ہوں اور اس سے کراہت کرتا ہوں اور میں نے قسم کھائی ہے کہ اسے نہیں کھاؤں گا۔ ابوموسیٰ نے کہا قریب ہو میں تجھ سے حدیث بیان کرتا ہوں (وہ یہ ہے) میں اشعریوں کے ساتھ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوا اتفاقاً میں نے حضور کو غصّہ کی حالت میں پایا جبکہ آپ صدقہ کے چار پائے تقسیم فرما رہے تھے۔ ہم نے حضور سے سواری کے لئے اُونٹ طلب کئے تو آپ نے قسم کھائی کہ ہمیں سواری کے اونٹ نہ دیں گے اور فرمایا: میرے پاس کوئی اونٹ نہیں جس پر تمہیں سوار کروں پھر جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس غنیمت کے اُونٹ آئے تو فرمایا اشعری کہاں ہیں اشعری کہاں ہیں۔ ابوموسیٰ نے کہا حضور نے ہمیں سفید کوہانوں والے پانچ اُونٹ دیئے ہم تھوڑا سا ٹھہرے اور ابھی دُور نہ گئے تھے کہ میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قسم بھُول گئے ہیں۔ اللہ کی قسم اگر ہم نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی قسم سے غافل رکھا تو ہم کبھی فلاح نہ پائیں گے۔ پس ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا

marfat.com

بَابُ لُحُومِ الْخَيْلِ

٦٠٦٥ــــ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ فَاطِمَةَ عَنْ اَسْمَاءَ قَالَتْ نَحَرْنَا فَرَسًا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَكَلْنَا

٦٠٦٦ــــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ نَهٰى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ وَرَخَّصَ فِي لُحُوْمِ الْخَيْلِ

یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے آپ سے سواری کے لئے اونٹ مانگے تھے تو آپ نے قسم کھائی تھی کہ آپ ہمیں سواری کے اونٹ نہ دیں گے ہمارا گمان ہے کہ آپ اپنی قسم بھول گئے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہیں سوار کیا ہے اور خدا کی قسم! انشاء اللہ میں کوئی قسم نہیں کھاتا پس میں اس کا غیر اس سے بہتر دیکھوں مگر بہتر کرتا ہوں اور قسم سے حلال ہو جاتا ہوں۔

٦٠٦٤ــــ شرح: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مرغ کا گوشت کھانا جائز ہے اور یہ بہترین خوش ذائقہ کھانا ہے اور جو زہاد کے سبب اسے مکروہ جانتے ہیں ان کی کراہت کا کوئی اعتبار نہیں حالانکہ سید زہاد صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کھایا ہے اگرچہ ممکن ہے کہ مرغ غلاظت کھاتا ہوگا طبرانی کی روائت میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مرغ کو چند روز محبوس رکھنے کے بعد ذبح کر کے کھاتے تھے۔ ایک روائت کے مطابق عبداللہ بن عمر جب مرغ کا انڈا کھانے کا ارادہ کرتے تھے تو مرغی کو تین دن تک محبوس رکھتے تھے۔ امام ہمام سراج الامت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا مرغ خلط ملط اشیاء کھاتے ہیں۔ (خالص غلاظت نہیں کھاتے اور جلالہ (جس کی غذا گندگی ہو) غلاظت کے سوا کچھ نہیں کھاتی ہے۔ لہٰذا اسے کھانا مکروہ ہے۔ ابن حزم نے کہا جلالہ خصوصاً وہ ہے جس کی چار ٹانگیں ہوں۔ پرندوں اور مرغ کو جلالہ نہیں کہا جاتا ابن بطال نے کہا جلالہ کے کھانے پر علماء کا اجماع ہے۔ سحنون سے اس بچہ کے متعلق پوچھا گیا جس کو خنزیرہ نے دودھ پلایا ہے تو انھوں نے جواب دیا کہ اس کو کھانے میں حرج نہیں۔

marfat.com

طبری نے کہا علماء کا اس پر اجماع ہے کہ اونٹ یا بکری کے بچے کو کتیا یا خنزیرہ کے دودھ سے پالا جائے تو اسے کھانا جائز ہے، حالانکہ بلا خلاف خنزیرہ کا دودھ نجاست کی طرح پلید ہے۔ (عینی)

باب گھوڑوں کا گوشت

۶۰۶۵ — ترجمہ : اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں گھوڑا نحر کر کے کھایا (جب صحابی کہے ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یہ کیا تو وہ مرفوع حدیث کے حکم میں ہوتا ہے)

۶۰۶۶ — ترجمہ : جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے روز گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا اور گھوڑوں کے گوشت میں اجازت دی۔

۶۰۶۶ — شرح : اس حدیث سے عطاء، ابن سیرین، حسن بصری، اسود بن یزید، سعید بن جبیر، ابن مبارک، شافعی، ابو یوسف، محمد، احمد اور ابوثور رحمہم اللہ تعالیٰ نے استدلال کیا کہ گھوڑے کا گوشت کھانا جائز ہے۔ امام ابوحنیفہ، اوزاعی، مالک اور ابوعبید نے کہا گھوڑے کا گوشت مکروہ ہے۔ بعض نے کہا امام ابوحنیفہ کے نزدیک یہ مکروہ تحریمی ہے اور بعض نے تنزیہی کہا ہے۔ فخر الاسلام نے کہا یہی صحیح ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اس آیت کریمہ وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ لِتَرْكَبُوهَا وَزِينَةً ، سے استدلال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ معرضِ امتنان و احسان میں ذکر کی ہے اور کھانا اعلیٰ نفع ہے اور حکیم اعلیٰ نعمت پر احسان چھوڑ کر ادنیٰ نعمت پر احسان نہیں جتلاتا ہے۔ نیز گھوڑا دشمن کے ارہاب و تخویف اور ڈرانے دھمکانے کا آلہ ہے، لہٰذا احتراماً اسے نہ کھایا جائے گا۔ نیز ابوداؤد میں خالد بن ولید سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑوں، خچروں اور گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا ہے۔ اسے نسائی، ابن ماجہ اور طحاوی نے بھی ذکر کیا ہے۔

ابوداؤد نے اس روایت پر سکوت کیا ہے جو ان کی رضاء پر دلالت کرتا ہے، لیکن انھوں نے کہا یہ حدیث منسوخ ہے۔ نسائی نے بھی اس کو منسوخ کہا ہے۔ یہ جابر کی حدیث کے معارض ہے اور ترجیح محرِّم کو ہوتی ہے۔ حدیث ع ۳۹۴۲ میں اس کی تفصیل مذکور ہے اور پالتو گدھوں میں تمام علماء اسلام کا اتفاق ہے کہ وہ حرام ہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.com

بَابُ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاِنْسِيَّةِ

فِيْهِ عَنْ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ٦٠٦٧ـ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ سَالِمٍ وَنَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لُحُوْمِ الْاَهْلِيَّةِ يَوْمَ خَيْبَرَ ٦٠٦٨ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاَهْلِيَّةِ تَابَعَهُ ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ وَقَالَ اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ سَالِمٍ

باب پالتو گدھوں کا گوشت

اِنْسِیَّہ بکسر الہمزہ وسکون النون ہے اِنس کی طرف منسوب ہے۔ اَنَسِیَّہ بھی کہا جاتا ہے اَنَس کی طرف منسوب ہے یہ وحشت کی ضد ہے۔ وحشیہ گدھوں کا گوشت جنہیں گورخر کہا جاتا ہے۔ کھانا جائز ہے

اس باب میں سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ سے روائت کی ہے ،،

٦٠٦٧ــ ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پالتو گدھوں کے گوشت سے خیبر کے روز منع فرمایا

٦٠٦٨ــ ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پالتو گدھوں سے منع فرمایا : عبداللہ بن مبارک نے عبید اللہ اور

marfat.com

٦٠٦٩ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ وَالْحَسَنِ ابْنَيْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ اَبِيْهِمَا عَنْ عَلِيٍّ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُتْعَةِ عَامَ خَيْبَرَ وَلُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاِنْسِيَّةِ

٦٠٧٠ — حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَمْرٍو عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ وَرَخَّصَ فِيْ لُحُوْمِ الْخَيْلِ

٦٠٧١ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَدِيٌّ عَنِ الْبَرَاءِ وَابْنِ اَبِيْ اَوْفٰى قَالَا نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ

٦٠٧٢ — حَدَّثَنَا

نافع کے ذریعہ سے یحییٰ کی متابعت کی۔ ابو اسامہ نے کہا عبید اللہ سے انھوں نے سالم سے روایت کی۔

٦٠٦٩ — ترجمہ : حضرت عبداللہ اور امام حسن جو محمد بن علی کے صاحبزادے ہیں نے اپنے والد کے ذریعہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے سال متعہ اور پالتو گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا

حدیث ع کی شرح دیکھیں (کتاب النکاح باب نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن نکاح المتعہ

٦٠٧٠ — ترجمہ : جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے روز پالتو گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا اور گھوڑوں کے گوشت میں رخصت دی (حدیث ع ۳۹۲۲ کی شرح دیکھیں)

٦٠٧١ — ترجمہ : براء بن عازب اور ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا۔ (حدیث ع ۳۰۴۳ کی شرح دیکھیں)

٦٠٧٢ — ترجمہ : ابو ادریس خولانی رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ ابو ثعلبہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا زبیدی اور عقیل نے

marfat.com

اِسْحٰقُ قَالَ اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ اَبَا اِدْرِيْسَ اَخْبَرَهٗ اَنَّ اَبَا ثَعْلَبَةَ قَالَ حَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لُحُوْمَ الْحُمُرِ الْاَهْلِيَّةِ تَابَعَهُ الزُّبَيْدِيُّ وَعُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ وَقَالَ مَالِكٌ وَمَعْمَرٌ وَالْمَاجِشُوْنَ وَيُوْنُسُ وَابْنُ اِسْحٰقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَكْلِ كُلِّ ذِيْ نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ

٦٠٧٣ — حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ سَلَّامٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَهٗ جَاءٍ فَقَالَ اُكِلَتِ الْحُمُرُ ثُمَّ جَاءَهٗ جَاءٍ فَقَالَ اُكِلَتِ الْحُمُرُ فَاَمَرَ مُنَادِيًا فَنَادٰى فِي النَّاسِ اِنَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يَنْهَيَانِكُمْ عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاَهْلِيَّةِ فَاِنَّهَا رِجْسٌ فَكُفِئَتِ الْقُدُوْرُ وَاِنَّهَا لَتَفُوْرُ بِاللَّحْمِ

نے ابن شہاب سے روایت کرنے میں صالح بن محمد کی متابعت کی۔
مالک، معمر، ماجشون، یونس اور ابن اسحاق نے زہری سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذی ناب درندوں سے منع فرمایا۔

ترجمہ ٦٠٧٣ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی شخص آیا اور عرض کیا گدھے کھائے گئے پھر دوسرا آدمی آیا اور عرض کیا گدھے کھائے گئے پھر تیسرا آدمی آیا اور عرض کیا گدھے ختم ہو گئے تو حضور نے منادی کو حکم دیا کہ لوگوں میں اعلان کر دے کہ اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم پالتو گدھوں کے گوشت سے منع فرماتے ہیں کیونکہ یہ پلید ہیں (یہ سن کر) ہنڈیاں اُلٹ دی گئیں حالانکہ وہ گوشت سے اُبلتی تھیں۔

شرح ٦٠٧٣ : قولہ جاءہ جاءٍ، جاءَ تین بار ذکر کیا ہو سکتا ہے یہ تین شخص علیحدہ علیحدہ اور بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے ہوں اور یہ بھی ممکن ہے کہ ایک ہی شخص بار بار حاضرِ خدمت ہوا ہو۔ کیونکہ جب اُس نے کہا گدھے کھائے گئے اور حضور نے ادھر التفات نہ فرمائی تو

marfat.com

٦٠٧٤ــــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ عَمْرٌو قُلْتُ لِجَابِرِ بْنِ زَيْدٍ يَزْعَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْحُمُرِ الْاَهْلِيَّةِ فَقَالَ قَدْ كَانَ يَقُوْلُ ذٰلِكَ الْحَكَمُ بْنُ عَمْرٍو الْغِفَارِيُّ عِنْدَنَا بِالْبَصْرَةِ وَلٰكِنْ اَبٰى ذٰلِكَ الْبَحْرُ ابْنُ عَبَّاسٍ وَقَرَأَ قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْمَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا

دوسری بار آیا۔ جب تیسری بار کہا گدھے ختم ہو گئے تو حضور نے گدھوں کا گوشت حرام کر دیا۔ ہو سکتا ہے کہ پہلی یا دوسری بار ان کی تحریم میں حکم نہ نازل ہوا ہو جب وہ تیسری بار آیا تو حکم نازل ہو گیا اور تحریم کا اعلان فرمایا۔

٦٠٧٤ــــ ترجمہ: عمرو نے کہا میں نے جابر بن زید سے کہا لوگ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پالتو گدھوں کے گوشت سے منع کر دیا ہے۔ جابر نے کہا حکم بن عمرو غفاری ہمارے پاس بصرہ میں یہی حکم دیتے تھے لیکن علم کے سمندر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کا انکار کیا اور پڑھا: جو کچھ مجھے وحی کی گئی ہے اس میں حرام نہیں پاتا ہوں الخ، تلاوت کی۔

٦٠٧٤ــــ شرح: قولہ قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْمَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا الآیۃ یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آئت کریمہ سے استدلال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آئت کریمہ میں ہر محرم کو ذکر کیا ہے اسی میں حرمت منحصر ہے۔ اس کے علاوہ ہر شئ اصل اباحت پر ہے اور فقہاء کرام پالتو گدھوں کی حرمت پر متفق ہیں، البتہ ابن عباس سے روائت ہے کہ انہوں نے ان کو مباح کہا ہے۔ ام المومنین عائشہ اور شعبی سے بھی اسی طرح روائت ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سورۂ مائدہ کے اوّل میں منخنقہ اور موقوذہ اور جو ان کے ساتھ ہیں کی تحریم مذکور ہے۔ حالانکہ وہ اس آئت کریمہ سے خارج ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے۔ منخنقہ (جس کا گلا گھونٹا گیا ہو) وغیرہ مُبَیَّنہ (مردار) میں داخل ہیں یا یہ کہتے ہیں کہ سورۂ انعام مکی ہے تو ہو سکتا ہے کہ اُس وقت وہی حرام ہوں جو آیت میں مذکور ہیں اور سورۂ مائدہ مدنیہ ہے۔ یہ قرآن میں سب سے آخر نازل ہوئی۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جن احادیث میں پالتو گدھوں کے گوشت کی تحریم مذکور ہے وہ تمام اخبار احاد ہیں۔ ان پر عمل آئت مذکورہ کے نسخ کا مُوجب ہو گا۔ یہ جائز نہیں اس کا جواب یہ ہے مذکورہ آئت کریمہ سے کئی اشیاء مخصوص ہیں۔ جو حرام ہیں اور اس آئت میں مذکور

marfat.com

بَابُ اَكْلِ كُلِّ ذِىْ نَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ

٦٠٧٥ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِىْ اِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِىِّ عَنْ اَبِىْ ثَعْلَبَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ اَكْلِ كُلِّ ذِىْ نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ تَابَعَهٗ يُوْنُسُ وَمَعْمَرٌ وَابْنُ عُيَيْنَةَ وَالْمَاجِشُوْنَ عَنِ الزُّهْرِىِّ

نہیں ، چنانچہ نجاسات ، شراب اور بندروں کا گوشت اس میں مذکور نہیں۔ جب یہ آئٹ مذکور سے مخصوص ہیں اور مخصوص البعض ظنی رہ جاتا ہے لہذا اخبار احاد سے ان کی تخصیص ہو سکتی ہے (عینی)

باب ہر ذی ناب درندے کا کھانا

ناب سے مُراد یہ ہے کہ جس کے ساتھ وہ حیوان پر حملہ کرتا ہے اور اس کے ساتھ قوّت حاصل کرتا ہے "

٦٠٧٥ — ترجمہ : ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ذی ناب درندہ کے کھانے سے منع فرمایا۔

٦٠٧٥ — شرح : اس حدیث کی تقریر میں علماء کے مختلف اقوال ہیں علماء کوفہ اور امام شافعی رحمہم اللہ نے کہا اس میں نہی تحریم کے لئے ہے ذو ناب درندہ کھانا حرام ہے۔ اور ذُوْ مِخْلَبٍ (چرندہ) جو پنجہ سے شکار کرتا ہے بھی حرام ہے۔ البتہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس عموم سے بجّو اور لومڑی مستثنیٰ کئے ہیں ؛ کیونکہ ان کے ناب ضعیف ہیں ، لیکن یہ تاویل نص قطعی کے مقابلہ میں ہونے کے سبب فاسد ہے۔ ابن قصار نے کہا امام مالک کے نزدیک نہی کراہت پر محمول ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ درندے خنزیر کی مثل حرام نہیں ہیں ؛ کیونکہ ان میں صحابہ کرام کا اختلاف ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت ہے کہ آپ نے بجّو کھانے کی اجازت دی ہے۔ اسے حاکم نے جابر سے روائت کیا اور کہا اس کا اسناد صحیح ہے حالانکہ بجّو ذو ناب ہے۔ پس

marfat.com

بَابُ جُلُوْدِ الْمَيْتَةِ

٦٠٧٦ — حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ ابْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ ابْنُ شِهَابٍ اَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ اَخْبَرَهٗ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِشَاةٍ مَيْتَةٍ فَقَالَ هَلَّا اسْتَمْتَعْتُمْ بِاِهَابِهَا قَالُوْا اِنَّهَا مَيْتَةٌ قَالَ اِنَّمَا حَرُمَ اَكْلُهَا

معلوم ہوا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ذی ناب درندے کی تحریم سے کراہت کا ارادہ کیا الحاصل عطاء ابن ابی رباح، امام مالک، شافعی، احمد اور اسحاق نے بجو کو مباح کہا ہے ظاہریوں کا مذہب بھی یہی ہے حسن بصری، سعید بن مسیب، اوزاعی، ثوری، عبداللہ بن مبارک، امام ابوحنیفہ، ابو یوسف اور محمد رضی اللہ عنہم نے کہا بجو حرام ہے اس کی دلیل مذکور حدیث ہے؛ کیونکہ یہ حدیث اپنے عموم کے اعتبار سے ہر ذی ناب کو شامل ہے اور بجو بھی ذو ناب ہے اور جابر کی حدیث کا جواب یہ ہے کہ یہ مشہور نہیں اور وہ محلل ہے اور محرم کو مبیح پر ترجیح ہوتی ہے (عینی)

یونس بن یزید، معمر بن راشد، سفیان بن عیینہ اور ماجشون نے زہری سے روایت کرنے میں مالک کی متابعت کی۔

باب مردار کی کھال

٦٠٧٦ — ترجمہ: عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مُردار بکری کے پاس سے گزرے تو فرمایا کیا تم نے اس کی کھال دباغت کی ہے لوگوں نے کہا یہ تو مردار ہے۔ حضور نے فرمایا مردار کا کھانا حرام ہے۔

٦٠٧٦ — شرح: اس حدیث سے جمہور فقہاء نے استدلال کیا مُردار کی کھال سے دباغت کے بعد نفع حاصل کرنا جائز ہے۔ امام مالک کا قول بھی یہی ہے۔ امام ابوحنیفہ اور امام شافعی بھی یہی کہتے ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ طبرانی نے تہذیب الآثار میں جابر کی

marfat.com

٦٠٧٧ــــ حَدَّثَنَا خَطَّابُ بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْرٍ عَنْ ثَابِتِ بْنِ عَجْلَانَ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَنْزٍ مَيْتَةٍ فَقَالَ مَا عَلٰى اَهْلِهَا لَوِ انْتَفَعُوْا بِاِهَابِهَا

بَابُ الْمِسْكِ

٦٠٧٨ــــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا عَمَّارَةُ بْنُ الْقَعْقَاعِ عَنْ اَبِيْ زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيْرٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ

حدیث ذکر کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مُردار سے ذرہ بھر نفع نہ حاصل کرو! نیز عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مُردار سے نفع حاصل کرنے سے منع فرمایا ابوداؤد اور ترمذی نے بھی صحیح اسناد سے روائت کی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے درندوں کے چمڑے بچھانے سے منع فرمایا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جابر کی حدیث میں زمعہ ہے اس کی نقل غیر معتمد علیہ ہے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کے اسناد میں عام مجہول غیر معروف ہیں اور درندوں کے چمڑوں سے نہی اس لئے ہے کہ وہ دباغت سے قبل استعمال کئے جاتے تھے۔

٦٠٧٧ــــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مردار بکری کے پاس سے گزرے تو فرمایا اس کے اہل و مالک پر حرج نہ تھا وہ اگر اس کی کھال سے نفع حاصل کرتے۔

باب مسک (کستوری)

مسک فارسی مُعرّب ہے۔ دراصل مشک تھا۔ عرب جب عجمی لفظ استعمال کریں تو اس میں کمی بیشی کرتے ہیں یا حرف کو کسی حرف سے بدل دیتے ہیں۔ علامہ کرمانی نے کہا اس باب

marfat.com

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مَكْلُوْمٍ يُكْلَمُ فِي اللّٰهِ اِلَّا جَاءَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَكَلْمُهٗ يَدْمٰى اَللَّوْنُ لَوْنُ دَمٍ وَالرِّيْحُ رِيْحُ مِسْكٍ ۶۰۷۹ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الْجَلِيْسِ الصَّالِحِ وَالسَّوْءِ كَحَامِلِ الْمِسْكِ وَنَافِخِ الْكِيْرِ فَحَامِلُ الْمِسْكِ اِمَّا اَنْ يُحْذِيَكَ وَاِمَّا اَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ وَاِمَّا اَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيْحًا طَيِّبَةً وَنَافِخُ الْكِيْرِ اِمَّا اَنْ يُحْرِقَ ثِيَابَكَ وَاِمَّا اَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيْحًا خَبِيْثَةً

کو کتاب الصید میں اس لئے ذکر کیا کہ مسک ہرن کا فضلہ ہے اور ہرن شکار ہے۔ علماء نے اس کی طہارت پر اتفاق کیا ہے۔ علماءِ احناف نے کہا مسک مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے حلال ہے اور اس سے انتفاع جائز ہے۔ ابن منذر نے اسناد جیّد کے ساتھ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے روائت کی کہ حضور کے پاس مسک تھی جس سے خوشبو لگایا کرتے تھے۔

۶۰۷۸ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کوئی بھی شخص اللہ کی راہ میں زخمی نہیں کیا جاتا ہے مگر وہ قیامت کے دن آئے گا اس حال میں کہ اس کا زخم خون کے قطرے ٹپکاتا ہوتا ہوگا اس کا رنگ خون کا رنگ ہوگا اور اس کی خوشبو مشک کی خوشبو ہوگی۔

۶۰۷۸ — شرح : امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث سے مشک کی طہارت پر استدلال کیا ہے۔ کیونکہ اس میں شہید کے خون کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔ اور یہ سیاق تعظیم و تکریم میں ہے۔ اگر مشک پلید ہوتی تو خبائث سے ہوتی اور دمِ شہید سے تشبیہ مستحسن نہ ہوتی۔ اسی طرح اس کے بعد والی حدیث میں اچھے نیک ساتھی کو حالِ مشک سے تشبیہ دی ہے

(حدیث ۲۳۷ ج : ۴ کی شرح دیکھیں)

۶۰۷۹ — ترجمہ : ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے روائت کی کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا نیک اور صالح ساتھی کی مثال اور بُرے ساتھی کی مثال کستوری

marfat.com

بَابُ الْاَرْنَبِ

٦٠٨٠ ـــ حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ ابْنِ زَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اَنْفَجْنَا اَرْنَبًا وَنَحْنُ بِمَرِّ الظَّهْرَانِ فَسَعَى الْقَوْمُ فَلَغَبُوْا فَاَخَذْتُهَا فَجِئْتُ بِهَا اِلٰى اَبِىْ طَلْحَةَ فَذَبَحَهَا فَبَعَثَ بِوَرِكَيْهَا اَوْ قَالَ بِفَخِذَيْهَا اِلَى النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبِلَهَا

کو اٹھانے والے اور بھٹی میں پھونکنے والے کی مثال ہے کستوری کو اٹھانے والا یا تجھے ہدیہ دے گا یا تو اس سے خرید کرے گا یا اس سے اچھی خوشبو سونگھے گا اور بھٹی کو پھونکنے والا یا تیرے کپڑے جلا دے گا یا اس سے بری بو پائے گا۔

شرح : ٦٠٧٩ ـــ اس حدیث میں کستوری کی مدح فرمائی جو اس کی طہارت کو مستلزم ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مدح ہے جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم مجلس تھے۔ یہاں تک کہا گیا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کی فضیلت سے صحابی کی فضیلت افضل نہیں اسی لئے انہیں صحابہ کہا جاتا ہے حالانکہ وہ علماء، سخی اور بہادر بھی تھے اور بھی بے شمار فضائل ان میں پائے جاتے تھے۔ (حدیث ع ١٩٧٣ جلد: ٣ کی شرح دیکھیں)

باب خرگوش

ارنب (خرگوش) اسم جنس ہے مذکر و مؤنث پر بولا جاتا ہے۔ اس کے ہاتھ چھوٹے اور ٹانگیں لمبی ہوتی ہیں۔ جاحظ نے کہا ارنب مؤنث کو کہا جاتا ہے۔ یہ بہت بزدل اور چھلانگیں بہت مارتا ہے۔ یہ ایک سال نر اور دوسرے سال مادہ ہوتا ہے اسے حیض آتا ہے۔ سوتے وقت آنکھیں کھلی رکھتا ہے (عینی)

ترجمہ : ٦٠٨٠ ـــ انس رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے خرگوش دیکھا جبکہ ہم مرّ ظہران میں تھے لوگ اس کے پیچھے دوڑے میں نے اسے پکڑا اور ابوطلحہ کے پاس لے آیا انہوں نے اسے ذبح کیا اور اس کی دو رانیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور بھیجیں تو آپ نے اسے قبول فرما لیا۔

شرح : ٦٠٨٠ ـــ خرگوش میں علماء کے مختلف اقوال ہیں۔ عام علماء کہتے ہیں خرگوش

marfat.com

بَابُ الضَبِّ

٦٠٨١ — حَدَّثَنَا مُوسٰى ابْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلضَّبُّ لَسْتُ اٰكُلُهٗ وَلَا اُحَرِّمُهٗ ٦٠٨٢ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ ابْنِ سَهْلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ اَنَّهٗ دَخَلَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتَ مَيْمُوْنَةَ فَاُتِيَ بِضَبٍّ مَحْنُوْذٍ فَاَهْوٰى اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ

کو کھانا جائز ہے۔ احناف نے کہا اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔ کرخی نے کہا تمام علماء نے اس کے کھانے میں حرج نہیں سمجھا اور یہ درندہ نہیں اور نہ ہی مردار کھاتا ہے۔ حمزہ اصبہانی نے کہا خرگوش کی کھیل سے جن بھاگ جاتے ہیں، کیونکہ خرگوش کو حیض آتا ہے اور یہ جنوں کی سواری نہیں (عینی)

(حدیث : ٢٤٠٢، ج : ٤ کی شرح دیکھیں)

باب گوہ

ابن خالویہ نے ذکر کیا کہ گوہ کی عمر سات سو سال ہوتی ہے۔ یہ پانی نہیں پیتی اور نہ ٹھنڈی ہوا پر اکتفا کرتی ہے۔ سردیوں میں اپنے بل سے باہر نہیں نکلتی۔ چالیس روز میں ایک قطرہ پیشاب کرتی ہے اس کا دانت نہیں گرتا۔ کہا جاتا ہے کہ اس کے دانت ایک ہی قطعہ ہوتا ہے۔ اس کی جمع ضِبَابٌ اور اَضُبٌّ آتی ہے۔

٦٠٨١ — ترجمہ : عبداللہ بن دینار نے کہا میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں گوہ نہیں کھاتا اور نہ اسے حرام کرتا ہوں۔

marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ فَقَالَ بَعْضُ النِّسْوَةِ اَخْبِرُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا يُرِيْدُ اَنْ يَّاْكُلَ فَقَالُوْا هُوَ ضَبٌّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَرَفَعَ يَدَهٗ فَقُلْتُ اَحَرَامٌ هُوَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَا وَلٰكِنْ لَمْ يَكُنْ بِاَرْضِ قَوْمِيْ فَاَجِدُنِيْ اَعَافُهٗ قَالَ خَالِدٌ فَاجْتَرَرْتُهٗ فَاَكَلْتُهٗ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْظُرُ

بَابُ اِذَا وَقَعَتِ الْفَأْرَةُ فِي السَّمْنِ الْجَامِدِ اَوِ الذَّائِبِ

٦٠٨٣ — حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ

شرح ٦٠٨١ — : امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا بعض علماء نے گوہ کے گوشت کو حرام کہا ہے۔ اُنھوں نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے اور بعض علماء ایسے مالک شافعی، احمد اور اسحاق نے اس کے گوشت کو حلال کہا ہے۔ ظاہریہ بھی یہی کہتے ہیں۔ امام ابوحنیفہ، ابویوسف اور محمد رضی اللہ عنہم نے گوہ کے گوشت کو حرام کہا ہے۔ (حدیث ٥٠٤٣ ج : ٨ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ ٦٠٨٢ — : عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے خالد بن ولید سے روایت کی کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں گئے تو بھنی ہوئی گوہ لائی گئی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف دستِ اقدس بڑھایا تو بعض ازواج نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتادو کہ آپ کیا چیز کھانا چاہتے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ گوہ (کا گوشت) ہے تو حضور نے دستِ اقدس اُٹھا لیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا یہ حرام ہے فرمایا نہیں، لیکن یہ میری قوم کی زمین میں نہیں ہے اس لئے میں طبعی طور پر اس سے متنفر ہوں۔ خالد نے کہا میں نے اسے کھینچا اور کھانا شروع کیا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ رہے تھے۔
(حدیث ٥٠٤٣ کی شرح دیکھیں)

marfat.com

اَنَّہٗ سَمِعَ اِبْنَ عَبَّاسٍ يُحَدِّثُ عَنْ مَيْمُوْنَةَ اَنَّ فَارَةً وَقَعَتْ فِيْ سَمْنٍ فَمَاتَتْ فَسُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهَا فَقَالَ اَلْقُوْهَا وَ وَمَا حَوْلَهَا وَكُلُوْهُ قِيْلَ لِسُفْيَانَ فَاِنَّ مَعْمَرًا يُحَدِّثُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ مَا سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يَقُوْلُهٗ اِلَّا عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُوْنَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَقَدْ سَمِعْتُهٗ مِنْهُ مِرَارًا

باب اگر جامد گھی یا پگھلے ہوئے گھی میں چوہا گر پڑے

صرف گھی کی خصوصیت نہیں تیل اور شہد وغیرہ میں گر جائے تو ان کا بھی یہی حکم ہے جو گھی کا حکم ہے "

٦٠٨٢ ـــــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا کہ گھی میں چوہا گرا اور مر گیا اس کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا تو فرمایا اس کو باہر نکال پھینکو اور اس کا اردگرد بھی پھینک دو اور گھی کھالو۔ سفیان سے کہا گیا کیا معمر زہری، سعید بن مسیب کے ذریعہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت کرتے ہیں ؟ تو اُنھوں نے کہا میں نے زہری کو صرف عبید اللہ، ابن عباس، ام المؤمنین میمونہ کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کرتے سُنا ہے میں نے اُن سے یہ حدیث بارہا دفعہ سُنی ہے۔

٦٠٨٣ ـــــ شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چوہا نکال پھینکو، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ جمے ہوئے گھی کا حکم ہے کیونکہ بہنے والے گھی کے ماحول کا پھینکنا ممکن نہیں، کیونکہ وہ حرکت سے خلط ملط ہو جاتا ہے اور ایک دوسرے

marfat.com

٦٠٨٤ــــ حَدَّثَنَا عَبْدٌ اَنْ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ الدَّابَّةِ تَمُوْتُ فِي الزَّيْتِ وَالسَّمْنِ وَهُوَ جَامِدٌ اَوْ غَيْرُ جَامِدٍ اَلْفَأْرَةُ اَوْ غَيْرُهَا قَالَ بَلَغَنَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِفَأْرَةٍ مَاتَتْ فِيْ سَمْنٍ فَاَمَرَ بِمَا قَرُبَ مِنْهَا فَطُرِحَ ثُمَّ اُكِلَ عَنْ حَدِيْثِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ

سے مل جاتا ہے۔ علماء کا اس پہ اجماع ہے کہ حدیث میں مذکور حکم جمے ہُوئے گھی کا ہے اور اس کے علاوہ دیگر مائعات اور بہنے والی اشیاء تیل وغیرہ میں چوہا گر جائے تو انہیں کھایا نہیں جائے گا؛ لیکن اُن کے بیچنے اور نفع اُٹھانے میں اختلاف ہے۔ حسن بن صالح اور احمد نے کہا جیسے وہ کھایا نہیں جاتا بیچا بھی نہ جائے اور اس سے انتفاع کیا جائے۔ سفیان ثوری، امام مالک و شافعی نے کہا یہ صابن بنانے کے کام آسکتا ہے اور اس سے چراغ بھی روشن کئے جاسکتے ہیں لیکن اس کا کھانا اور بیچنا جائز نہیں۔ امام ابوحنیفہ اور آپ کے ساتھی کہتے ہیں کھانے کے علاوہ ہر قسم کا نفع اُٹھا سکتے ہیں اور اس کی بیع بھی جائز ہے لیکن شرط یہ ہے کہ چوہا واقع ہونے کی وضاحت کر دے۔ (حدیث : ۲۳۵، ج : ا کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : یونس زہری سے اس جانور چوہے وغیرہ کے متعلق روایت کرتے ہیں ٦٠٨٤ــــ جو زیتون کے تیل اور گھی جبکہ وہ منجمد ہو یا پگھلا ہُوا ہو، میں گر کر مر جائے کہ اُنھوں نے کہا ہمیں یہ حدیث پہنچی ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چوہیے کے گھی میں مر جانے کے متعلق حکم دیا کہ چوہے کو نکال کر پھینک دیں اور اس کے ارد گرد کو پھینک دیں پس چوہا اور اس کا قرب و جوار پھینک دیا گیا پھر گھی کھا لیا گیا۔ عُبید اللہ بن عبد اللہ کی حدیث سے یہ حکم معلوم ہُوا ہے۔

شرح : یعنی زیتون کے تیل یا گھی منجمد یا غیر منجمد میں کوئی جانور گر کر مر جائے تو کیا ٦٠٨٤ــــ سارا تیل وغیرہ پلید ہو جائے گا یا نہیں۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس حکم میں زہری، منجمد اور غیر منجمد میں فرق نہیں کرتے تھے۔ اسی طرح گھی اور غیر گھی میں بھی فرق نہیں کرتے تھے۔ پھر گھی میں حدیث بیان کی اور تیل وغیرہ کو اس پہ قیاس کیا۔

قولہ عَنْ حدیث الخ یہ بَلَغَنَا کے متعلق ہے۔ یعنی عبید اللہ بن عبد اللہ سے یہ حکم پہنچا ہے۔

marfat.com

٦٠٨٥ــ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُوْنَةَ قَالَتْ سُئِلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ فَأْرَةٍ سَقَطَتْ فِيْ سَمْنٍ فَقَالَ اَلْقُوْهَا وَمَا حَوْلَهَا وَكُلُوْهُ

بَابُ الْعَلَمِ وَالْوَسْمِ فِي الصُّوْرَةِ

٦٠٨٦ــ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ حَنْظَلَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ كَرِهَ اَنْ تُعَلَّمَ الصُّوْرَةُ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تُضْرَبَ تَابَعَهٗ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا الْعَنْقَزِيُّ عَنْ حَنْظَلَةَ وَقَالَ تُضْرَبُ الصُّوْرَةُ

٦٠٨٥ــ ترجمہ : عبید اللہ بن عبد اللہ نے ابن عباس کے واسطہ سے ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ اُنھوں نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے چوہے کے متعلق جو گھی میں گر جانے کے متعلق پوچھا گیا تو حضور نے فرمایا چوہے کو اور اس کے قرب وجوار گھی کو پھینک دو اور گھی کھالو ٦٠٨٥ــ ترجمہ : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس حدیث کی عنوان پر دلالت کس طرح ہے ؟ کیونکہ عنوان میں منجمد گھی اور پگھلے ہوئے گھی میں چوہا وغیرہ گر جانے مذکور ہے حالانکہ پگھلے ہوئے گھی اور تیل میں ماحول متصور نہیں ہوسکتا۔ صرف جامد میں ہوسکتا ہے کہ چوہا اور اس کا ماحول پھینک دیا جائے۔ اس کا جواب یہ ہے۔ بظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جامد کا ماحول پھینک دیں اور حدیث کے مفہوم مخالف سے معلوم ہوتا ہے کہ جب غیر منجمد کا ماحول نہیں ہے تو وہ سارے کا سارا پلید ہے۔

باب چہرے پر داغ لگانا اور نشان کرنا

٦٠٨٦ــ ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اُنھوں نے چہرے پر نشان

marfat.com

٦٠٨٧ — حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ ابْنِ زَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَخٍ لِي يُحَنِّكُهُ وَهُوَ فِي مِرْبَدٍ لَهُ فَرَأَيْتُهُ يَسِمُ شَاةً حَسِبْتُهُ قَالَ فِي أُذُنِهَا

— أُذُنِهَا

لگانے کو مکروہ جانا ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرے پر مارنے سے منع فرمایا ہے۔ عُبید اللہ کی قتیبہ نے متابعت کی۔ اُنھوں نے کہا ہم سے عنقزی (عمرو بن محمد کوفی) نے حنظلہ سے بیان کیا کہ مراد صورت (چہرہ) ہے۔

شرح : توضیح میں ہے کہ علماء کے نزدیک چہرہ پہ داغ لگانا مکروہ ہے اور

٦٠٨٦ — ہمارے نزدیک حرام ہے۔ افراد مسلم میں جابر کی حدیث ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک گدھے کے پاس سے گزرے جس کے چہرہ پہ داغ لگایا گیا تھا تو حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس شخص پر لعنت کرے جس نے یہ داغ لگایا ہے؛ کیونکہ چہرہ میں شرافت ہے۔ اس پر داغ لگانا اللہ کی خلقیت کو تبدیل کرنا ہے۔ چہرے کے علاوہ جسم پر معمولی داغ نشانی کے طور پر لگانے میں حرج نہیں؛ چنانچہ قربانیوں پر بطور علامت معمولی نشان لگایا جاتا ہے اور حضور نے صدقہ کے اونٹوں پر داغ لگایا تھا۔

(حدیث ع ۱۴۱۵ ج : ۳ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنا

٦٠٨٧ — بھائی لے کر گیا تاکہ اسے گھٹی دیں جبکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اونٹوں کے باڑہ میں تھے۔ میں نے حضور کو دیکھا کہ بکریوں کو داغ لگا رہے ہیں۔ ہشام نے کہا میرا خیال ہے کہ انس نے کہا ان کے کانوں میں داغ لگا رہے تھے۔

شرح : آدمی کے چہرہ پہ داغ لگانا حرام ہے جبکہ غیر آدمی کو داغ لگانا

٦٠٨٧ — مکروہ ہے۔ صدقہ کے جانوروں کو چہرے کے علاوہ داغ لگانا مستحب ہے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے اسے مکروہ کہا ہے؛ کیونکہ اس میں حیوان کو اذیت پہنچانا اور مُثلہ کرنا ہے۔ اس حدیث کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث امام ابو حنیفہ کے نزدیک ثابت نہیں یا درجۂ صحت تک نہیں پہنچی ہے۔ مِرْبَدْ کا اطلاق اونٹوں کے باڑہ پر ہوتا ہے۔ یہاں بکریوں کے باڑہ پہ مربد کا اطلاق مجازی ہے یا ہو سکتا ہے کہ بکریوں کو داغ لگانے کے لئے اونٹوں کے باڑہ میں لایا گیا ہو تو اس وقت یہ اطلاق حقیقی ہے۔ اس حدیث سے معلوم یہ ہوتا ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم بہت متواضع تھے اور اپنے دستِ اقدس سے

marfat.com

بَابٌ اِذَا اَصَابَ قَوْمٌ غَنِيْمَةً فَذَبَحَ بَعْضُهُمْ غَنَمًا
أَوْ اِبِلًا بِغَيْرِ اَمْرِ اَصْحَابِهِمْ لَمْ تُؤْكَلْ لِحَدِيْثِ رَافِعٍ عَنِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ طَاؤُسٌ وَعِكْرِمَةُ فِيْ ذَبِيْحَةِ السَّارِقِ اِطْرَحُوْهُ
٦٠٨٨ــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ قَالَ
حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ
رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قُلْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّا نَلْقَى الْعَدُوَّ وَغَدًا
وَلَيْسَ مَعَنَا مُدًى فَقَالَ اَرِنَ اَوِ اَعْجِلْ مَا اَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ
فَكُلُوْا مَا لَمْ يَكُنْ سِنٌّ وَلَا ظُفُرٌ وَسَاُحَدِّثُكُمْ عَنْ ذٰلِكَ اَمَّا السِّنُّ
فَعَظْمٌ وَاَمَّا الظُّفُرُ فَمُدَى الْحَبَشَةِ وَتَقَدَّمَ سِرْعَانُ النَّاسِ فَاَصَابُوْا

خود کام کرتے تھے اور لوگوں کے مصالح میں کڑی نگاہ رکھتے تھے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ نومولود کو گھٹی دینے کے لئے صالحین کے پاس لے جانا مستحب ہے تاکہ سب سے پہلے اس کے پیٹ میں نیک آدمی کا تھوک جائے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب جب لوگوں نے غنیمت پائی تو بعض نے بکریاں اور بعض نے اُونٹ اپنے ساتھیوں کے مشورہ کے بغیر ذبح کئے تو ان کا گوشت نہ کھایا جائے

اس میں ابو رافع نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے

طاؤس اور عکرمہ نے چور کے ذبیحہ میں کہا کہ اسے پھینک دو (یعنی حرام ہے اسے نہ کھاؤ)

marfat.com

مِنَ الْمَغَانِمِ وَالنَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم فِي اٰخِرِ النَّاسِ فَنَصَبُوا قُدُورًا فَاَمَرَ بِهَا فَأُكْفِئَتْ وَقَسَمَ بَيْنَهُمْ وَعَدَلَ بَعِيرًا بِعَشْرِ شِيَاهٍ ثُمَّ نَدَّ بَعِيرٌ مِنْ اَوَائِلِ الْقَوْمِ وَلَمْ يَكُنْ مَعَهُمْ خَيْلٌ فَرَمَاهُ رَجُلٌ بِسَهْمٍ فَحَبَسَهُ اللّٰهُ فَقَالَ اِنَّ لِهٰذِهِ الْبَهَائِمِ اَوَابِدَ كَاَوَابِدِ الْوَحْشِ فَمَا غَلَبَ مِنْهَا هٰذَا فَافْعَلُوا بِمِثْلِ هٰذَا

بَابُ اِذَا نَدَّ بَعِيرٌ لِقَوْمٍ فَرَمَاهُ بَعْضُهُمْ بِسَهْمٍ فَقَتَلَهُ وَاَرَادَ اِصْلَاحَهُمْ فَهُوَ جَائِزٌ

بِخَبَرِ رَافِعٍ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم

٦٠٨٩ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَّامٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عُبَيْدٍ الطَّنَافِسِيُّ عَنْ سَعِيدِ ابْنِ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ جَدِّهِ رَافِعٍ قَالَ كُنَّا مَعَ

٦٠٨٨ ترجمہ : رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا ہم کل دشمن سے مقابلہ کرنے والے ہیں۔ ہمارے پاس چھریاں نہیں تو حضور نے فرمایا جو شئ خون بہادے حالانکہ بسم اللہ پڑھی ہے تو کھالو بشرطیکہ دانت اور ناخن نہ ہو میں تم سے اس کے متعلق بیان کرتا ہوں کہ دانت تو ہڈی ہے اور ناخن حبشیوں کی چھری ہے کچھ جلدی کرنے والے لوگ آگے بڑھ گئے اور اُنھوں نے غنیمت کے مال پائے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پچھلے لوگوں میں آرہے تھے اُن لوگوں نے ہنڈیاں چڑھادیں تو حضور نے ان کے متعلق حکم دیا تو انہیں اُلٹ دیا گیا اور لوگوں میں مالِ غنیمت تقسیم کیا اور ایک اونٹ دس بکریوں کے برابر کیا پھر پہلے لوگوں سے ایک اُونٹ بھگوڑا ہوگیا اور اُن کے پاس گھوڑے نہ تھے ایک شخص نے اس کو تیر مارنا چاہا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو روک دیا۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان جانوروں میں سے وحشی جانوروں کی طرح ہوتے ہیں جو اُن میں سے یہ کرے تو اس کے ساتھ اسی طرح کرو (حدیث ۲۳۲۵ - ج : ۳ اور حدیث : ۶۰۴۵ - ج : ۸ کی شرح دیکھیں)

marfat.com

مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَنَدَّ بَعِيْرٌ مِّنَ الْاِبِلِ قَالَ فَرَمَاهُ رَجُلٌ بِسَهْمٍ فَحَبَسَهُ قَالَ اِنَّ لَهَا اَوَابِدَ كَاَوَابِدِ الْوَحْشِ فَمَا غَلَبَكُمْ مِنْهَا فَاصْنَعُوْا بِهٖ هٰكَذَا قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا نَكُوْنُ فِي الْمَغَازِيْ وَالْاَسْفَارِ فَنُرِيْدُ اَنْ نَذْبَحَ فَلَا يَكُوْنُ مُدًى فَقَالَ اَرِنْ مَا اَنْهَرَ اَوْ مَا اَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ فَكُلْ غَيْرَ السِّنِّ وَالظُّفُرِ فَاِنَّ السِّنَّ عَظْمٌ وَالظُّفُرُ مُدَى الْحَبَشَةِ

بَابُ اَكْلِ الْمُضْطَرِّ

لِقَوْلِهٖ عَزَّ وَجَلَّ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ

باب اگر لوگوں کا اونٹ بھاگ نکلے اور اُن میں سے کوئی شخص اس کو تیر مار کر قتل کر دے اور اُس نے ان کی بھلائی کا ارادہ کیا ہو تو جائز ہے؛ کیونکہ رافع نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے یہ روائت کی ہے

٦٠٨٩ ــــ ترجمہ : رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے کہا ہم ایک سفر میں نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے تو اونٹوں میں سے ایک اونٹ بھاگ گیا۔ ایک آدمی نے اس کو تیر مار کر روک لیا پھر حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان میں بھی وحشی جانوروں کی طرح ہوتے ہیں اِن میں سے جو تم پر غالب آجائے اس کے ساتھ اسی طرح کرو۔ رافع نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلّی اللہ علیہ وسلّم ہم جنگوں اور سفروں میں ہوتے ہیں اور جانور ذبح کرنا چاہتے ہیں اور ہمارے پاس چھریاں نہیں ہوتیں (تو کیا کریں؟) حضور نے فرمایا جو خون بہا دے اور اس پر اللہ کا نام ذکر کیا گیا ہو تو کھالو مگر دانت اور ناخن نہ ہو کیونکہ دانت ہڈی ہے اور ناخن حبشیوں کی چھری ہے

(ابھی ابھی اس میں بحث ہو چکی ہے)

marfat.com

اِلٰی فَلَآ اِثْمَ عَلَیْہِ وَقَالَ فَمَنِ اضْطُرَّ فِیْ مَخْمَصَۃٍ غَیْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ وَقَوْلُہٗ فَکُلُوْا مِمَّا ذُکِرَ اسْمُ اللّٰہِ عَلَیْہِ اِنْ کُنْتُمْ بِاٰیٰتِہٖ مُؤْمِنِیْنَ وَقَوْلُہٗ قُلْ لَّآ اَجِدُ فِیْمَآ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا اِلٰی اٰخِرِہٖ مَسْفُوْحًا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مُہْرَاقًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِیْرٍ وَقَالَ فَکُلُوْا مِمَّا رَزَقَکُمُ اللّٰہُ حَلٰلًا طَیِّبًا

باب مجبور شخص کا (مردار) کھانا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے ایمان والو! پاکیزہ چیزوں کو کھاؤ جو ہم نے تمہیں دی ہیں اور اللہ کا شکر کرو!

اگر تم اس کی عبادت کرتے ہو۔ تم پر مردار، خون، خنزیر کا گوشت اور وہ حرام کیا ہے جو اللہ کے نام کے بغیر ذبح کیا جائے جو کوئی مجبور ہو گیا اس حال میں کہ وہ گناہ کی طرف مائل نہ ہو اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! وہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام ذکر کیا گیا ہو۔ اگر تم اللہ تعالیٰ کی آیات پر ایمان رکھتے ہو۔ تمہارا کیا حال ہے کہ تم وہ نہیں کھاتے ہو جن پر ذبح کے وقت اللہ کا نام ذکر کیا گیا ہو۔ حالانکہ اللہ نے تمہارے لئے وہ بیان کر دیا ہے جو تم پر حرام ہے مگر جس کے کھانے میں تم مجبور اور لاچار ہو جاؤ بے شک بہت لوگ علم کے بغیر اپنی خواہشوں کے سبب گمراہ ہو جاتے ہیں۔ بے شک تیرا ربّ حدّ سے بڑھنے والوں کو خوب جانتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! فرما دیجئے میری طرف جو وحی کی گئی ہے اس میں کوئی چیز حرام کی ہوئی نہیں پاتا ہوں کہ کھانے والا اس کو کھائے مگر یہ کہ مردار یا خون جاری یا خنزیر کا گوشت ہو، کیونکہ یہ پلید ہے یا فسق ہو جو اللہ کا نام ذکر کئے بغیر ذبح کیا گیا ہو پس جو کوئی مجبور ہو گیا حالانکہ وہ سرکش اور حد سے بڑھنے والا نہیں۔ بے شک تیرا ربّ بخشنے والا رحیم ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مسفوحًا کے معنی مہراقًا کئے ہیں یعنی جاری خون اور فرمایا اس چیز سے کھاؤ جو تمہیں پاک حلال دی ہے اور اللہ کی نعمتوں کا شکر کرو اگر تم اس کی عبادت کرتے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے تم پر مردار، خون، سؤر کا گوشت اور وہ جانور جو اللہ کے نام کے بغیر ذبح کیا جائے جو کوئی مجبور ہو جائے ازاں حالیکہ وہ سرکش اور حد سے بڑھنے والا نہ ہو۔ بے شک اللہ غفور رحیم ہے۔

marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الْاَضَاحِيِّ

بَابُ سُنَّةِ الْاُضْحِيَةِ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ هِيَ سُنَّةٌ

٦٠٦٩ — حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ نُبَيْدٍ الْيَامِيِّ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَوَّلَ مَا نَبْدَأُ بِهِ فِي يَوْمِنَا هٰذَا أَنْ نُصَلِّيَ ثُمَّ نَرْجِعُ فَنَنْحَرُ مَنْ فَعَلَهُ فَقَدْ أَصَابَ سُنَّتَنَا وَمَنْ ذَبَحَ قَبْلُ فَإِنَّمَا هُوَ لَحْمٌ قَدَّمَهُ لِأَهْلِهِ لَيْسَ مِنَ النُّسُكِ فِي شَيْءٍ فَقَامَ أَبُو بُرْدَةَ بْنُ نِيَارٍ وَقَدْ ذَبَحَ فَقَالَ إِنَّ عِنْدِي جَذَعَةً قَالَ اذْبَحْهَا وَلَنْ تَجْزِيَ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ وَقَالَ مُطَرِّفٌ عَنْ عَامِرٍ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ذَبَحَ بَعْدَ الصَّلٰوةِ تَمَّ نُسُكُهُ وَأَصَابَ سُنَّةَ الْمُسْلِمِيْنَ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُربانیاں

اَضَاحِیُّ اُضْحِیَّہ کی جمع ہے۔ دونوں میں یاء کو مشدّد اور مُخفّف پڑھا جاتا ہے۔ اُضحیہ کا ہمزہ مکسور و مضموم دونوں طرح ہے۔ ضحایا بمعنی اضاحی۔ اضحیہ کی جمع ہے۔ یہ وہ جانور ہے جو عید کے روز اللہ تعالیٰ کے تقرّب کے لئے ذبح کرتے ہیں، چونکہ چاشت کے وقت ذبح کرتے ہیں اس لئے اس کو اضحیہ کہتے ہیں۔

marfat.com

باب قربانی کے مسنون ہونے کا بیان

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا اہل خانہ کے لئے قربانی سُنّت کفایہ ہے حنفیہ کے نزدیک واجب ہے "

۶۰۹۰ ترجمہ : براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلی عبادت جس سے اس دن میں ابتداء کریں یہ ہے کہ نمازِ عید پڑھیں پھر واپس آکر قربانی کریں جس نے یہ کیا اُس نے ہماری سُنت پُوری کی اور جس نے اس سے پہلے ذبح کیا وہ صرف گوشت ہے جو اُس نے اپنے اہل وعیال کے لئے پہلے کیا ہے یہ ذبح قطعاً قربانی نہیں۔ ابوبُردہ بن نیاز نے کھڑے ہوکر عرض کیا جبکہ وہ نماز سے پہلے ذبح کرچکے تھے میرے پاس بکری کا بچّہ ہے فرمایا وہی ذبح کردو اور تیرے بعد کسی کے لئے کافی نہ ہوگا۔ مطرف نے عامر کے ذریعہ براء سے روائت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے نماز کے بعد ذبح کیا اس کی قربانی پُوری ہوگئی اور اُس نے مسلمانوں کا طریقہ پالیا۔

۶۰۹۰ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ باب قسمت الامام میں ہے کہ عقبہ بن عامر کے لئے بھی تجویز کیا گیا تھا تو یہ ارشاد کہ تمہارے بعد کسی کے لئے جائز نہیں کا معنی کیا ہوگا اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ ابوبُردہ بن نیار پہ قیاس کرکے اگر کوئی شخص بزغالہ قربانی کرے تو جائز نہیں اور عقبہ بن عامر کے لئے سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ارشاد فرمایا تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت کے احکام سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ اقتدار میں دیئے گئے ہیں۔

قولہ معروف یہ ہر معروف فعل اللہ تعالیٰ کی طاعت، اس کا تقرب، لوگوں سے احسان کا جامع نام ہے۔

قربانی میں علماء کے اقوال

سعید بن مسیّب، عطاء بن ابی رباح علقمہ، اسود، شافعی اور ابوثور رضی اللہ عنہم نے کہا قربانی مستحب ہے جو کرے اسے ثواب ہوگا اور جو نہ کرسکے اسے گناہ نہ ہوگا۔ لیث نے کہا مالدار شخص جو قربانی کرسکتا ہے ہرگز نہ چھوڑے امام مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا قربانی ترک نہ کرے عذر کے بغیر ترک کرنا بہت بُرا ہے۔ ابراہیم نخعی نے کہا حاجیوں کے سوا شہریوں پہ قربانی واجب ہے۔ امام ابوحنیفہ اور امام ابویوسف نے کہا ہر مسلمان مقیم مالدار پہ قربانی واجب ہے۔ امام طحاوی نے ذکر کیا امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے قول کے مطابق قربانی واجب ہے اور امام ابویوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے قول کے مطابق قربانی سنت مؤکدہ ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے اور امام ابویوسف

marfat.com

٦٠٩١ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَاِنَّمَا يَذْبَحُ لِنَفْسِهٖ وَمَنْ ذَبَحَ بَعْدَ الصَّلٰوةِ فَقَدْ تَمَّ نُسُكُهٗ وَاَصَابَ سُنَّةَ الْمُسْلِمِيْنَ

بَابُ قِسْمَةِ الْاِمَامِ الْاَضَاحِيَّ بَيْنَ النَّاسِ

اور امام محمد رحمہما اللہ کے قول کے مطابق قربانی سنّت مؤکدہ ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے قول کے مطابق قربانی سنّت مؤکدہ ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے قول کی دلیل ابن ماجہ کی حدیث ہے جو اُس نے عبدالرحمٰن اعرج کے ذریعہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جس شخص میں مالی وسعت ہو اور وہ قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عیدگاہ کے قریب نہ آئے۔ حاکم نے اس حدیث کو صحیح الاسناد کہا ہے۔ غیر واجب پر اس طرح وعید نہیں ہوتی ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

جذعہ چھ ماہ کا ہوتا ہے بکری کا جذعہ جائز نہیں بھیڑ کا جذعہ جائز ہے جو موٹا صحت مند ہو دیکھنے میں سال کا نظر آئے۔ بکری کا بچہ ایک سال سے کم جائز نہیں۔ جب وہ دُوسرے سال میں داخل ہو تو اس کی قربانی جائز ہے گائے کی قربانی جائز ہے۔ اس میں سات آدمی شریک ہوسکتے ہیں۔ دو سال سے کم جائز نہیں اونٹ کی قربانی بھی جائز ہے اس میں بھی سات آدمی شریک ہوسکتے ہیں پانچ سال سے کم کا جائز نہیں گاؤخر کی قربانی جائز نہیں؛ کیونکہ وہ شکار ہے۔ (حدیث ع ۹۱۲ ج : ۲، حدیث ع ۹۱۳ کی شرح دیکھیں)

٦٠٩١ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جس نے نماز سے پہلے ذبح کیا اُس نے صرف اپنے لئے ذبح کیا اور جس نے نماز کے بعد ذبح کیا اس کی قربانی پوری ہوگئی وہ مسلمانوں کے طریقہ کو پہنچا۔ (حدیث ۹۱۲/۹۱۳ کی شرح دیکھیں)

باب امام کا لوگوں میں قربانیاں تقسیم کرنا ،،

اس باب کے عنوان سے مؤلف کی غرض یہ ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم کا صحابہ کرام میں قربانیاں

marfat.com

۶۰۹۲ — حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ لَعْجَةَ الْجُهَنِيِّ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَصْحَابِهِ ضَحَايَا فَصَارَتْ لِعُقْبَةَ جَذَعَةٌ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَارَتْ لِيْ جَذَعَةٌ قَالَ ضَحِّ بِهَا

بَابُ الْأُضْحِيَّةِ لِلْمُسَافِرِ وَالنِّسَاءِ

۶۰۹۳ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

تقسیم کرنا قربانی کے مؤکد ہونے کی دلیل ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اگر بات یہی ہے تو مالدار صحابہ کرام پر یہ امر مخفی نہ رہتا جنہوں نے کبھی ترک بھی کر دی تھی حالانکہ وہ مال دار تھے اس کا جواب یہ ہے کہ جن صحابہ کرام نے مال دار ہونے کے باوجود کبھی قربانی ترک کی تھی وہ اس لئے تھی کہ اُن کے ہمسائے وغیرہ یہ نہ سمجھیں کہ یہ ان پر فرض ہے، چنانچہ ابو مسعود انصاری نے کہا میں مال دار ہونے کے باوجود قربانی ترک کرتا ہوں تاکہ عوام یہ نہ سمجھ لیں کہ یہ مجھ پر فرض ہے۔ ثوری نے ابراہیم بن مہاجر، ابراہیم نخعی کے ذریعہ علقمہ سے روایت کی اُنہوں نے کہا میرا قربانی نہ کرنا مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ مجھ پر فرض دیکھی جائے۔ ابن بطال نے کہا مقتدیٰ عالم دین کے لئے یہی مناسب ہے کہ جب عوام سے یہ اندیشہ تصور کرے کہ وہ سنت کو فرض سمجھنے لگیں گے تو وہ سنت کو ترک کر دے تاکہ لوگوں پر ان کے دینی امور خلط ملط نہ ہونے پائیں اور وہ فرض و نفل میں امتیاز نہ کر سکیں۔

۶۰۹۲ — ترجمہ : عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام میں قربانیاں تقسیم کیں اور جذعہ (چھ ماہ کا بزغالہ) عقبہ بن عامر کے حصہ میں آیا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! یہ تو جذعہ ہے فرمایا اسی کی قربانی کر لو!

شرح : بکری کا جذعہ قربانی میں جائز نہیں لیکن عقبہ بن عامر کے لئے اس کی

۶۰۹۲ — قربانی کرنے کی اجازت تھی جیسے ابو بردہ کو اجازت دی گئی تھی ان دونوں حضرات کی یہ خصوصیت تھی لہذا اور کسی کو ان پر قیاس کرنا ممنوع ہے۔

marfat.com

ابْنُ الْقَسِمِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا وَحَاضَتْ بِسَرِفَ قَبْلَ اَنْ تَدْخُلَ مَكَّةَ وَهِيَ تَبْكِيْ فَقَالَ مَالَكِ اَنُفِسْتِ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ اِنَّ هٰذَا اَمْرٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلٰى بَنَاتِ اٰدَمَ فَاقْضِيْ مَا يَقْضِي الْحَاجُّ غَيْرَ اَنْ لَا تَطُوْفِيْ بِالْبَيْتِ فَلَمَّا كُنَّا بِمِنًى اُتِيْتُ بِلَحْمِ بَقَرٍ فَقُلْتُ مَا هٰذَا قَالُوْا اَضْحٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَزْوَاجِهٖ بِالْبَقَرِ

باب مسافر عورتوں پر قربانی

۶۰۹۳ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے پاس تشریف لائے جبکہ مکہ مکرمہ میں داخل ہونے سے پہلے مقام سرف میں انہیں حیض آنے لگا تھا اور وہ رو رہی تھیں فرمایا تمہارا کیسا حال ہے۔ کیا تمہیں حیض آنے لگا ہے۔ عرض کیا جی ہاں! فرمایا یہ وہ چیز ہے جو اللہ تعالیٰ نے بناتِ آدم کا مقسوم کیا ہے۔ جو کچھ حاجی ادا کریں وہ تم ادا کرتی رہو مگر بیت اللہ کا طواف نہ کرو پس جب ہم منیٰ میں تھے تو گائے کا گوشت لایا گیا میں نے کہا یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کی طرف سے قربانی کی ہے۔

۶۰۹۳ شرح : مقام سرف مکہ مکرمہ سے ایک مرحلہ دور ہے۔ عنوان سے قربانی کا واجب یا سنت ہونا معلوم نہیں ہوتا اور نہ ہی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قربانی بطور وجوب ادا کی تھی یا سنت کے طور پر ادا فرمائی تھی۔ بہر تقدیر حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مسافر عورتوں سے قربانی کی تھی اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ تمام بیویاں حجۃ الوداع کے سفر میں حضور کے ہمراہ نہ تھیں تو اس جزو سے مطابقت کیسے ہوگی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس حکم کے بیان کے لئے بعض مسافروں سے قربانی کافی ہے، لیکن یہ جاننا ضروری ہے کہ امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف رضی اللہ عنہما کے نزدیک قربانی مقیم آزاد پر اپنی طرف سے واجب ہے اور چھوٹی اولاد کی طرف سے قربانی کرنے میں اختلاف ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات کی طرف سے قربانی ان کی اجازت سے دی تھی، کیونکہ کسی انسان کا غیر کی طرف سے قربانی کرنا اجازت کے بغیر جائز نہیں۔

marfat.com

بَابُ مَا يُشْتَهٰى مِنَ اللَّحْمِ يَوْمَ النَّحْرِ

٦٠٩٤ــ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ اَيُّوْبَ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ مَنْ كَانَ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَلْيُعِدْ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ هٰذَا يَوْمٌ يُشْتَهٰى فِيْهِ اللَّحْمُ وَذَكَرَ جِيْرَانَهُ وَعِنْدِيْ جَذَعَةٌ خَيْرٌ مِنْ شَاتَيْ لَحْمٍ فَرَخَّصَ لَهُ فِيْ ذٰلِكَ فَلَا اَدْرِيْ اَبَلَغَتِ الرُّخْصَةُ مَنْ سِوَاهُ اَمْ لَا ثُمَّ انْكَفَاَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى كَبْشَيْنِ فَذَبَحَهُمَا وَقَامَ النَّاسُ اِلٰى غَنَيْمَةٍ فَتَوَزَّعُوْهَا اَوْ قَالَ فَتَجَزَّعُوْهَا

باب قربانی کے دن گوشت کی خواہش کرنا

٦٠٩٤ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نحر کے روز فرمایا جس نے نماز سے پہلے ذبح کیا وہ قربانی دوبارہ ذبح کرے ایک آدمی کھڑا ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! اس دن میں گوشت کی خواہش کی جاتی ہے اُس نے اپنے ہمسائے ذکر کئے (کہ وہ غریب محتاج ہیں اس لئے اس نے نماز سے پہلے ذبح کر دیا) اب میرے پاس چھ ماہ کا بکری کا بچہ ہے وہ گوشت کی دو بکریوں سے بہتر ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو رخصت دی کہ وہی ذبح کر دے میں نہیں جانتا کہ اس کے علاوہ دوسروں کو بھی رخصت ہوئی یا نہ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دو مینڈھوں کی طرف مائل ہوئے (ان کو ذبح کیا) لوگ بھی اپنی بکریوں کی طرف متوجہ ہوئے اور ان کو تقسیم کر کے ذبح کیا۔

٦٠٩٤ــ شرح : براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ اس شخص نے اپنے ہمسایوں کی اختیاجی اور غربت ذکر کی اس لئے اس نے عید کی نماز سے پہلے ہی ذبح کر دیا تاکہ ان کی حاجت پوری کرے مسلم کی روائت میں ہے کہ اُس نے کہا یا رسول اللہ! میں نے قربانی ذبح کرنے میں جلدی کی ہے تاکہ اپنے اہل و اولاد اور غریب ہمسایوں کو گوشت کھلاؤں۔ قولہ فتوزعوا، یعنی اُنہوں نے بکریوں

marfat.com

بَابُ مَنْ قَالَ الْأَضْحٰى يَوْمُ النَّحْرِ

٦٠٩٥ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَّامٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الزَّمَانَ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَيْأَتِهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ثَلٰثٌ مُتَوَالِيَاتٌ ذُو الْقَعْدَةِ وَذُو الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ وَرَجَبُ مُضَرَ الَّذِي بَيْنَ جُمَادٰى وَشَعْبَانَ أَيُّ شَهْرٍ هٰذَا قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ

باب جس نے کہا اضحی نحر کا دن ہے

یعنی اضحی قربانی کا دن صرف نحر کا دن ہے۔ قربانی کے دنوں میں سات اقوال ہیں۔ امام ابوحنیفہ اور امام مالک ابویوسف و محمد امام احمد سفیان ثوری رضی اللہ عنہم نے کہا قربانی کے تین دن ہیں ایک نحر کا دن اور دو دن اس کے بعد ہیں یعنی دس گیارہ اور بارہ ذالحجہ قربانی کے دن میں ہیں۔ حضرت عمر فاروق، علی المرتضیٰ ابن عمر، ابن عباس اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم کا یہی مذہب ہے (۲) حسن بصری، اوزاعی، امام شافعی اور ابو ثور نے کہا قربانی کے چار دن ہیں چوتھا دن تیرہ ذوالحجہ ہے (۳) قتادہ نے کہا نحر کا دن اور اس کے بعد چھ دن، قربانی کے دن ہیں یعنی سولہ ذوالحجہ تک قربانی کر سکتے ہیں۔ چوتھا قول ابن تین کا ہے کہ دس دن قربانی کر سکتے ہیں۔ پانچواں قول یہ ہے کہ ذوالحجہ کے آخری دن تک قربانی کر سکتے ہیں۔ چھٹا قول یہ ہے کہ شہروں میں صرف ایک دن اور منیٰ میں تین قربانی کے دن ہیں۔ سعید بن جبیر اور جابر بن زید یہی کہتے ہیں۔ ساتواں قول یہ ہے کہ صرف ایک دن قربانی ہے۔ احناف کی دلیل یہ ہے کہ امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے جید سند کے ساتھ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ قربانی نحر کے دن کے بعد دو دن ہیں۔ نیز کرخی نے اپنے اسناد سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ ایام نحر تین ہیں۔ ان میں سے پہلا دن سب سے

marfat.com

اِسْمِهٖ قَالَ اَلَيْسَ ذُوالْحِجَّةِ قُلْنَا بَلٰى قَالَ فَاَيُّ بَلَدٍ هٰذَا قُلْنَا اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا اَنَّهٗ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهٖ قَالَ اَلَيْسَ الْبَلْدَةَ قُلْنَا بَلٰى قَالَ فَاَيُّ يَوْمٍ هٰذَا قُلْنَا اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا اَنَّهٗ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهٖ قَالَ اَلَيْسَ يَوْمَ النَّحْرِ قُلْنَا بَلٰى قَالَ فَاِنَّ دِمَاءَكُمْ وَاَمْوَالَكُمْ قَالَ مُحَمَّدٌ وَاَحْسِبُهٗ قَالَ وَاَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا اَوْ سَتَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ فَيَسْاَلُكُمْ عَنْ اَعْمَالِكُمْ اَلَا فَلَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ ضُلَّالًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ اَلَا لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَلَعَلَّ بَعْضَ مَنْ يُبَلَّغُهٗ اَنْ يَّكُوْنَ اَوْعٰى لَهٗ مِنْ بَعْضِ مَنْ سَمِعَهٗ فَكَانَ مُحَمَّدٌ اِذَا ذَكَرَهٗ قَالَ صَدَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ اَلَا هَلْ بَلَّغْتُ اَلَا هَلْ بَلَّغْتُ

افضل ہے۔ ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم نے بھی اسی طرح کہا کہ نحر تین ہیں ان میں سے پہلا دن سب سے افضل ہے۔ ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم نے بھی اسی طرح کہا کہ نحر تین دن ہیں۔ ان میں سے پہلا دن سب سے افضل ہے۔ جنہوں نے قربانی کے ایام چار ذکر کئے ہیں۔ انھوں نے صحیح ابن حبان کی عبدالرحمٰن بن ابی حسین کی حدیث سے استدلال کیا اس کا جواب یہ ہے کہ اس کے اسناد میں ابن ابی حسین کی جبیر بن مطعم سے ملاقات ثابت نہیں نیز ابن عدی نے کامل میں معاویہ بن یحییٰ صُوفی کے اسناد سے ابو سعید خدری سے روائت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام ایام تشریق قربانی کے دن ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ نسائی یحییٰ بن معین اور علی بن مدینی نے معاویہ بن یحییٰ صدفی کو ضعیف کہا ہے۔ ابن ابی حاتم نے کتاب العلل میں کہا یہ حدیث اس اسناد کے اعتبار سے موضوع ہے (عینی)

٦٠٩٥ — ترجمہ : ابو بکرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس روز سے اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا اسی حالت میں زمانہ گردش کر رہا ہے۔ سال میں بارہ مہینے ہیں اُن میں سے چار مہینے حرام ہیں تین تو یکے بعد دیگرے ہیں یعنی ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم ہیں اور چوتھا مہینہ رجب مُضَر ہے جو جمادیٰ اور شعبان کے درمیان ہے۔ یہ مہینہ کونسا ؟ ہم نے کہا اللہ ورسول

marfat.com

بَابُ الْاَضْحٰی وَالْمَنْحَرِ بِالْمُصَلّٰی

٦٠٩٦ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِیْ بَكْرِ الْمُقَدَّمِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا

اعلم آپ خاموش رہے حتی کہ ہم نے گمان کیا کہ آپ اس کے علاوہ کوئی اور نام ذکر فرمائیں گے فرمایا کیا ذوالحجہ نہیں ہے؟ ہم نے کہا کیوں نہیں (یہ ذوالحجہ ہے) حضور نے فرمایا یہ کونسا شہر ہے؟ ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسُول جانتے ہیں۔ آپ خاموش رہے حتی کہ ہم نے گمان کیا کہ آپ اس کے علاوہ کوئی اور نام ذکر فرمائیں گے فرمایا کیا یہ مکہ مکرمہ نہیں ہے؟ ہم نے کہا کیوں نہیں (یہ مکہ مکرمہ ہے) حضور نے فرمایا یہ کونسا دن ہے؟ ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول جانتے ہیں۔ آپ خاموش رہے حتی کہ ہم نے گمان کیا کہ آپ اس کے سوا کوئی اور نام ذکر فرمائیں گے فرمایا کیا یہ نحر کا دن نہیں؟ ہم نے کہا کیوں نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے خون تمہارے مال محمد نے کہا میرا گمان ہے کہ حضور نے فرمایا تمہاری آبروئیں تم پر ایسے حرام ہیں جیسے اس دن کی حرمت تمہارے اس شہر میں اور تمہارے اس مہینہ میں ہے تم عنقریب اپنے رب سے ملاقات کروگے وہ تمہارے اعمال کے متعلق تم سے پوچھے گا خبردار! میرے سیدھی راہ سے پھر نہ جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں اُڑانے لگو خبردار! میرا یہ کلام حاضر شخص غائب کو پہنچا دے شائد کہ جس کو خبر پہنچائی جاتی ہے۔ وہ بعض سننے والوں سے زیادہ یاد رکھنے والے ہوں گے۔ جب مُحَمَّد اس حدیث کو ذکر کرتے تو کہتے جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا پھر فرمایا خبردار! میں نے حکم پہنچا دیا ہے۔ قولہ اَلزَّمَانُ قَدِ اسْتَدَارَ الخ ،، یعنی جس دن سے اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو پیدا کیا، اسی حالت پر زمانہ گھوم رہا ہے۔ حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ لوگ جاہلیت میں محرم کو صفر تک مؤخر کرتے تھے قرآن کریم نے اس کی "نسئی" سے تعبیر فرمائی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: اِنَّمَا النَّسِیْٓءُ زِیَادَةٌ فِی الْكُفْرِ ،، وہ یہ اس لئے کرتے تھے کہ اس مہینہ میں جنگ کر سکیں گے۔ اس لئے وہ محرم کو صفر بنا لیتے تھے وہ ہر سال اسی طرح کرتے اور محرم کو دوسرے مہینوں کی طرف منتقل کرتے رہتے تھے حتی کہ وہ سال کے سارے مہینوں میں اس طرح کرتے حتی کہ وہ مخصوص وقت میں گھوم آتا جس سے اس کو وہ آگے لے گئے تھے الحاصل مہینے اسی حالت کی طرف لوٹ آئے ہیں جس حالت میں اللہ تعالیٰ نے ان کو پیدا کیا تھا اور حج ذوالحجہ میں عود کر آیا ہے اور جاہلیت کی نسئی (تاخیر) باطل ہو گئی ہے۔ اتفاق یہ ہُوا کہ حجۃ الوداع ذوالحجہ میں ہی ہُوا جو اس کا وقت ہے جبکہ اس سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا حج ذوالقعدہ میں ہُوا تھا (حدیث ع ۱۶۳۳ ، ج : ۲ و حدیث ع ۶۵ ج : ۳ کی شرح دیکھیں)

marfat.com

خَلِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يَنْحَرُ فِي الْمَنْحَرِ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ يَعْنِي مَنْحَرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٦٠٩٧ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ كَثِيرِ بْنِ فَرْقَدٍ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْبَحُ وَيَنْحَرُ بِالْمُصَلَّى

بَابُ ضَحِيَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ بِكَبْشَيْنِ أَقْرَنَيْنِ وَيُذْكَرُ سَمِينَيْنِ

وَقَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ بْنَ سَهْلٍ قَالَ كُنَّا نُسَمِّنُ الْأُضْحِيَّةَ بِالْمَدِينَةِ وَكَانَ الْمُسْلِمُونَ يُسَمِّنُونَ

باب قربانی اور نحر عیدگاہ میں

مُصَلّٰی وہ مقام ہے جہاں عید کی نماز پڑھی جاتی ہے۔ اس ترجمہ سے مقصود امام کے ذبح کرنے میں سنت کا بیان ہے وہ یہ کہ عیدگاہ میں قربانی ذبح کرے تاکہ کوئی نماز سے پہلے ذبح نہ کرے اور نماز کے بعد ذبح کریں اور ذبح کا طریقہ سیکھیں کیونکہ یہ بیان کا محتاج ہے۔ نیز وہ نماز عید کے بعد جلدی ذبح کریں جیسا کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا سب سے پہلے ہم عیدگاہ میں نماز پڑھیں گے پھر مصلّٰی کے پاس قربانی ذبح کریں گے۔ عیدگاہ میں ذبح کا مطلب یہ ہے کہ اس کے نواح میں ذبح کریں۔

٦٠٩٦ — ترجمہ : نافع نے کہا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ذبح خانہ میں نحر کرتے تھے۔ عبیداللہ نے کہا یعنی نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے قربانی کرنے کی جگہ۔

٦٠٩٧ — ترجمہ : نافع سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے انہیں خبر دی کہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ذبح اور نحر عیدگاہ میں کیا کرتے تھے۔

marfat.com

٦٠٩٨ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِیْ اِیَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنِ صُهَیْبٍ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُضَحِّیْ بِكَبْشَیْنِ وَاَنَا اُضَحِّیْ بِكَبْشَیْنِ

٦٠٩٨ — حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا اَیُّوْبُ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُتِیَ كَفَاَ اِلٰی كَبْشَیْنِ اَقْرَنَیْنِ اَمْلَحَیْنِ فَذَبَحَهُمَا بِیَدِهٖ وَقَالَ اِسْمٰعِیْلُ وَحَاتِمُ ابْنُ وَرْدَانَ عَنْ اَیُّوْبَ عَنِ ابْنِ سِیْرِیْنَ عَنْ اَنَسٍ تَابَعَهٗ وُهَیْبٌ عَنْ اَیُّوْبَ

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سینگوں والے مینڈھے کی قربانی کرنا

ذکر کیا گیا ہے کہ وہ دونوں فربہ تھے یحییٰ بن سعید نے کہا میں نے ابوامامہ بن سہل سے سُنا کہ ہم مدینہ منورہ (شرّفہ اللہ تعالیٰ) میں فربہ قربانی کیا کرتے تھے اور مسلمان فربہ قربانی کیا کرتے تھے "

تاکید کے لئے یہ کلام ذکر کیا ہے۔ کرمانی نے کہا مؤلف نے اس کلام میں مالکیوں کی تردید کی ہے، کیونکہ وہ فربہ جانور کی قربانی کو مکروہ کہتے ہیں، لیکن یہ کلام ابوامامہ صحابی کا ہے اس کو ذکر کرنے میں اصحاب امام مالک کی تردید بے معنی ہے لہٰذا بہتر یہ ہے کہ اس کلام میں مالکیہ کے قول کا رد ہے۔ امام ترمذی نے ابوامامہ سے روائت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہتر قربانی مینڈھا ہے۔ ابوداؤد کی روائت میں سینگوں والا مذکور ہے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سینگوں والا مینڈھا غیر سینگوں والے کی نسبت افضل ہے

٦٠٩٨ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دو مینڈھوں کی قربانی کرتے تھے اور میں بھی دو مینڈھوں کی قربانی کرتا ہوں۔

(اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مینڈھا بکرے کی نسبت افضل ہے)

marfat.com

٦١٠٠ — حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ عَنْ اَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْطَاهُ غَنَمًا يَقْسِمُهَا عَلٰى صَحَابَتِهٖ ضَحَايَا فَبَقِيَ عَتُوْدٌ فَذَكَرَهٗ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ضَحِّ بِهٖ اَنْتَ

ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سینگوں والے دو مینڈھوں کی طرف مائل ہوئے جو کالے اور سفید تھے اور ان کو اپنے دستِ اقدس سے ذبح فرمایا۔ وُھیب نے ایوب سے روائت کرنے میں عبدالوہاب کی متابعت کی اسماعیل، حاتم بن وردان نے ایوب، ابن سیرین کے ذریعہ انس سے روائت کی۔

٦٠٩٩ — شرح : اَلْاَمْلَحَيْنِ اَمْلَح کا تثنیہ ہے۔ اَمْلَح وہ ہے جس میں سفیدی اور سیاہی ہو

٦٠٩٩ — اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنے ہاتھ سے قربانی ذبح کرنا افضل ہے جبکہ وہ اچھی طرح کر سکتا ہو؛ ورنہ قربانی کے سامنے کھڑا رہے۔

ترجمہ : عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بکریاں دیں کہ حضور کے صحابہ میں قربانیاں تقسیم کر دے اُن میں سے صرف ایک عتود (چھ ماہ کا بچہ) بچ رہا اُن سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو تم ذبح کر لو۔

٦١٠٠ — شرح : صحابہ کی ضمیر کا مرجع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، کیونکہ یہ بکریاں حضور کی ملکیت تھیں۔ آپ نے عقبہ بن عامر کو حکم دیا کہ انہیں صحابہ کرام میں شرعی طور پر تقسیم کرے قرطبی نے کہا امام الوقت کو چاہیئے کہ جو لوگ قربانی کی استطاعت نہیں رکھتے انہیں بیت المال سے قربانیاں دے۔ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عقبہ بن عامر سے فرمایا کہ وہ چھ ماہ کا بکری کا بچہ ذبح کر دے۔ یہ عقبہ کی خصوصیت ہے جیسے ابو بردہ بن نیار کی خصوصیت تھی۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اِن دونوں صاحبوں کو رخصت دی تھی کہ وہ چھ ماہ کا بچہ ذبح کر سکتے ہیں اور کوئی نہیں کر سکتا۔ اور نہ ہی ان پر قیاس جائز ہے، کیونکہ قیاس میں یہ شرط ہے کہ مقیس علیہ مخصوص نہ ہو۔

marfat.com

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِي بُرْدَةَ ضَحِّ بِالْجَذَعِ مِنَ الْمَعْزِ وَلَنْ تَجْزِيَ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ

٦١٠١ــــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا مُطَرِّفٌ عَنْ عَامِرٍ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ ضَحَّى خَالٌ لِي يُقَالُ لَهُ أَبُو بُرْدَةَ قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاتُكَ شَاةُ لَحْمٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ إِنَّ عِنْدِي دَاجِنًا جَذَعَةً مِنَ الْمَعْزِ قَالَ اذْبَحْهَا وَلَا تَصْلُحُ لِغَيْرِكَ ثُمَّ قَالَ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَإِنَّمَا يَذْبَحُ لِنَفْسِهِ وَمَنْ ذَبَحَ بَعْدَ الصَّلٰوةِ فَقَدْ تَمَّ نُسُكُهُ وَأَصَابَ سُنَّةَ الْمُسْلِمِينَ تَابَعَهُ عُبَيْدَةُ عَنِ الشَّعْبِيِّ وَإِبْرَاهِيمُ وَتَابَعَهُ وَكِيعٌ عَنْ حُرَيْثٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ وَقَالَ عَاصِمٌ وَدَاوُدُ عَنِ الشَّعْبِيِّ عِنْدِي عَنَاقُ لَبَنٍ وَقَالَ زُبَيْدٌ وَفِرَاسٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ عِنْدِي جَذَعَةٌ وَقَالَ أَبُو الْأَحْوَصِ حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ عَنَاقٌ وَقَالَ ابْنُ عَوْنٍ عَنَاقٌ جَذَعٌ عَنَاقُ لَبَنٍ

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ابوبردہ سے ارشاد کہ تم بکری کا چھ ماہ کا بچہ قربانی کردو تمہارے بعد اور کسی کے لئے جائز نہیں

٦١٠١ــــ ترجمہ : براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا میرے خالو جنہیں ابوبردہ کہا جاتا ہے نے نمازِ عید سے قبل قربانی

marfat.com

٦١٠٢ — حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ جُحَیْفَةَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ ذَبَحَ اَبُوْبُرْدَةَ قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَقَالَ لَهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَبْدِلْهَا فَقَالَ لَیْسَ عِنْدِیْ اِلَّا جَذَعَةٌ قَالَ شُعْبَةُ وَاَحْسِبُهُ قَالَ هِیَ خَیْرٌ مِنْ مُسِنَّةٍ قَالَ اجْعَلْهَا

ذبح کر دی تو انہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری گوشت کی بکری ہے (اس سے صرف گوشت ہی ہے ثواب نہیں) ابوبردہ نے عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میرے پاس بکری کا گھریلو بچہ ہے۔ حضور نے فرمایا وہی ذبح کر دو۔ تمہارے علاوہ اور کسی کے لئے جائز نہیں پھر فرمایا جس نے نماز سے پہلے ذبح کیا اُس نے صرف اپنی ذات کے لئے ذبح کیا اور جس نے نمازِ عید کے بعد ذبح کیا اس کی قربانی پوری ہوگئی اور وہ مسلمانوں کے طریقہ کو پہنچا۔ عُبیدہ نے شعبی اور ابراہیم سے روائت کرنے میں خالد بن عبداللہ کی متابعت کی اور وکیع نے حُرَیث کے ذریعہ شعبی سے روائت کرنے میں عبیدہ کی متابعت کی عاصم اور داؤد نے شعبی سے "عندی عناق لبن" روائت کی ہے اور زُبید اور فِراس نے شعبی سے "عِنْدِیْ جَذَعَةٌ" روائت کی ہے۔ ابوالاحوص نے کہا ہم سے منصور نے "عَنَاقٌ جَذَعَةٌ" بیان کیا ہے۔ ابن عون نے "عَنَاقٌ جَذَعٌ عَنَاقُ لَبَنٍ" کہا ہے۔

شرح ٦١٠١ : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ قولہ "شَاةُ لَحْمٍ" نہ تو اضاف لفظیہ اور نہ معنویہ ہے، کیونکہ اضافتِ لفظیہ میں اسم فاعل یا صفت مشبہ اپنے معمول کی طرف مضاف ہوتے ہیں جیسے صَاحِبُ زَیْدٍ اور حَسَنُ الْوَجْهِ میں ہے کہ زید اور وجہ صاحب اور حسن کے معمول ہیں اور نہ ہی اضافت معنویہ کی کوئی قسم ہے، کیونکہ اضافت معنویہ بمعنی مِنْ ہوتی ہے جیسے خاتم فضۃ یا بمعنی فی ہوتی ہے جیسے مکر اللیل" یا بمعنی لام ہوتی ہے جیسے غلام زید اور شاةُ لَحْمٍ" میں تینوں میں سے کوئی بھی نہیں پائی جاتی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں اضافت معنویہ بمعنی لام ہے اصل عبارت یہ ہے شَاةٌ وَاقِعَةٌ لِاَجْلِ لَحْمٍ یُنْتَفَعُ بِهٖ لَا لِاَجْلِ اُضْحِیَةٍ لِوُقُوْعِ ذَبْحِهَا فِیْ غَیْرِ وَقْتِهَا" یعنی یہ بکری گوشت کے لئے ہے جس سے نفع اُٹھایا جاتا ہے قربانی کے لئے نہیں، کیونکہ یہ قربانی کے وقت میں ذبح نہیں ہوئی۔

قولہ عَنَاقُ لَبَنٍ" بفتح العین وتخفیف النون" بکری کا مادہ بچہ جو سال سے کم ہو صغر سن کے سبب اس کی لبن (دودھ) کی طرف نسبت کی کیونکہ وہ اپنی ماں کا دودھ پیتا ہے۔ قولہ عَنَاقٌ جَذَعٌ" یہ عناقٌ موصوف اور جذعٌ صفت ہے اور عناق لَبَنٍ مضاف مضاف الیہ ہے۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ یہ ایک ہی واقعہ ہے اور عبارات مختلفہ ہیں بعض میں عناق جذع اور بعض

marfat.com

مَكَانَهَا وَلَنْ تَجْزِيَ عَنْ اَحَدٍ بَعْدَكَ وَقَالَ حَاتِمُ بْنُ وَرْدَانَ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ عَنَاقٌ جَذَعَةٌ

بَابُ مَنْ ذَبَحَ الْاَضَاحِيَ بِيَدِهٖ

۶۱۰۳ــــ حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِيْ اِيَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ

میں عناق جذعۃ ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ منافات نہیں کیونکہ جذع بھی بکری کی اولاد سے ہے اور عناق بھی بکری کا بچہ ہے۔ کبھی اس کو جذعہ مذکر ذکر کرتے ہیں اور کبھی لفظ مؤنث جذعہ ذکر کرتے ہیں کیونکہ جذعۃ میں تاء تانیث کی نہیں بلکہ وحدت کی تاء ہے یا جذع سے مراد جنس ہے۔

۶۱۰۲ــــ **ترجمہ** : براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا ابو بُردہ نے نماز عید سے پہلے قربانی ذبح کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا اس کا بدل اور ذبح کرو ابوبردہ نے کہا میرے پاس صرف بکری کا چھ ماہ کا بچہ ہے شُعبَہ نے کہا میرا خیال ہے کہ اُنھوں نے کہا یہ ایک سال کے بکری کے بچے سے بہتر ہے حضور نے فرمایا اس کی جگہ اس کو ذبح کردو تمہارے بعد اور کسی کے لئے جائز نہیں۔

۶۱۰۲ــــ **شرح** : یہ بھی ابوبردہ کے ساتھ مختص ہے۔ اسی لئے فرمایا تمہارے بعد کسی کے لئے جائز نہیں۔ اس حدیث سے قربانی کے وجوب پر استدلال کیا جاتا ہے، کیونکہ اگر قربانی واجب نہ ہوتی تو سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبردہ کو اس کا بدل ذبح کرنے کا حکم نہ فرماتے یہ وجوب کی دلیل ہے۔ قولہ قَالَ حَاتِمُ بْنُ وَرْدَانَ ،، حاتم بن وردان نے محمد بن سیرین کے ذریعہ انس رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عَناقٌ جذعۃٌ ،، فرمایا۔
(جذعۃٌ عَناق کا عطف بیان ہے)

باب جس نے قربانیاں اپنے ہاتھ سے ذبح کیں

قربانی اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا شرط نہیں قربانی ذبح کرنے کے لئے کسی کو وکیل مقرر کرنے پر علماء کا اتفاق ہے اور مستحب ہے کہ قربانی ذبح کرتے وقت سامنے کھڑا رہے۔ کسی حائض عورت، بچے اور

marfat.com

حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسٍ قَالَ ضَحَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَبْشَيْنِ اَمْلَحَيْنِ فَرَاَيْتُهٗ وَاضِعًا قَدَمَهٗ عَلٰى صِفَاحِهِمَا يُسَمِّيْ وَيُكَبِّرُ فَذَبَحَهُمَا بِيَدِهٖ

بَابُ مَنْ ذَبَحَ ضَحِيَّةَ غَيْرِهٖ

وَاَعَانَ رَجُلٌ اِبْنَ عُمَرَ فِيْ بَدَنَتِهٖ وَاَمَرَ اَبُوْمُوْسٰى بَنَاتِهٖ اَنْ يُضَحِّيْنَ بِاَيْدِيْهِنَّ ٦١٠٤ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ

کتابی کو نائب بنانا مکروہ ہے۔

ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو سیاہ سفید مینڈھے قربانی دیئے۔ میں نے آپ کو

٦١٠٣ — اس حال میں دیکھا کہ حضور نے اس کے پہلو پر قدم شریف رکھ کر بسم اللہ اللہ اکبر کہا اور اپنے دستِ اقدس سے ذبح کیا

شرح : جب تثنیہ کو تثنیہ کی طرف مضاف کیا جائے تو پہلے کو جمع لاتے ہیں

٦١٠٣ — جیسے قرآن کریم میں ہے : فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا ، یہ امہات المومنین عائشہ اور حفصہ کو خطاب ہے۔ اسی لئے " عَلٰى صِفَاحِهِمَا " فرمایا، حالانکہ قیاس " عَلٰى صَفْحَتَيْهِ " تھا۔ صفاح اس کی جمع ہے۔ تثنیہ کی اضافت تثنیہ کی طرف توزیع کی مفید ہے۔ یعنی ہر ایک مینڈھے کے پہلو پہ قدم شریف رکھا۔ اس طرح کرنے میں حکمت یہ ہے کہ ذبیحہ کی موت جلدی واقع ہو۔ ابن قاسم نے کہا صحیح یہ ہے کہ ذبیحہ کو بائیں پہلو پر لٹائے مسلمانوں کا اسی پر عمل ہے۔ اگر کسی نے جہالت کے باعث دائیں کروٹ پر لٹا دیا تو اس کا کھانا حرام نہ ہوگا۔

بابٌ جس نے غیر کی قربانی ذبح کی

ایک آدمی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی بدنہ ذبح کرنے میں مدد کی۔ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹیوں کو اپنے ہاتھوں قربانیاں ذبح کرنے کا حکم فرمایا (جب عورت ذبح کر سکے تو وہ خود ذبح کرے)

ے ای تقسیم ۱۲

marfat.com

عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقٰسِمِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَرِفَ وَاَنَا اَبْكِيْ فَقَالَ مَالَكِ اَنُفِسْتِ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ هٰذَا اَمْرٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلٰى بَنَاتِ اٰدَمَ اِقْضِيْ مَا يَقْضِي الْحَاجُّ غَيْرَ اَنْ لَا تَطُوْفِيْ بِالْبَيْتِ وَضَحّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نِسَائِهِ بِالْبَقَرِ

بَابُ الذَّبْحِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ

٦١٠٥ــ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِيْ زُبَيْدٌ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فَقَالَ اِنَّ اَوَّلَ مَا نَبْدَاُ مِنْ يَوْمِنَا هٰذَا اَنْ نُصَلِّيَ ثُمَّ نَرْجِعَ فَنَنْحَرَ فَمَنْ فَعَلَ فَقَدْ اَصَابَ سُنَّتَنَا وَمَنْ نَحَرَ قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَاِنَّمَا هُوَ لَحْمٌ يُقَدِّمُهُ لِاَهْلِهِ لَيْسَ مِنَ النُّسُكِ فِيْ شَيْءٍ فَقَالَ اَبُوْ بُرْدَةَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ذَبَحْتُ قَبْلَ اَنْ اُصَلِّيَ وَعِنْدِيْ جَذَعَةٌ خَيْرٌ مِنْ

٦١٠٤ــ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقام سرف میں میرے پاس تشریف لائے جبکہ میں رو رہی تھی فرمایا تمہارا کیا حال ہے کیا تمہیں حیض آگیا ہے میں نے عرض کیا جی ہاں فرمایا یہ شئی ہے جو اللہ تعالیٰ نے آدم کی بیٹیوں پر مقرر کی ہے جو عمل حاجی کریں گے وہ کرتی رہو لیکن بیت اللہ کا طواف نہ کرو۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیبیوں کی طرف سے گائے قربانی کی (عنقریب مسافر اور عورت کے قربانی کرنے کے باب میں گزری ہے۔

باب نماز عید کے بعد ذبح کرنا

٦١٠٥ــ ترجمہ: براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطبہ دیتے

marfat.com

مُسِنَّةٍ فَقَالَ اجْعَلْهَا مَكَانَهَا وَلَنْ تُجْزِئَ اَوْ تُوفِيَ عَنْ اَحَدٍ بَعْدَكَ

بَابُ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلٰوةِ اَعَادَ

٦١٠٦ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيلُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ عَنْ اَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَلْيُعِدْ فَقَالَ رَجُلٌ هٰذَا يَوْمٌ يُشْتَهٰى فِيهِ اللَّحْمُ وَذَكَرَ هَنَةً مِنْ جِيرَانِهِ فَكَاَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَذَرَهُ وَعِنْدِي جَذَعَةٌ خَيْرٌ مِنْ شَاتَيْ لَحْمٍ فَرَخَّصَ لَهُ فَلَا اَدْرِي اَبَلَغَتِ الرُّخْصَةُ اَمْ لَا ثُمَّ انْكَفَاَ اِلٰى كَبْشَيْنِ يَعْنِي فَذَبَحَهُمَا ثُمَّ انْكَفَاَ النَّاسُ اِلٰى غُنَيْمَةٍ فَذَبَحُوهَا

ہوئے سُنا۔ حضور نے فرمایا اس دن میں سب سے پہلے ہم نماز سے ابتداء کرتے ہیں پھر ہم واپس ہوتے ہیں اور نحر کرتے ہیں جس نے یہ کیا اُس نے ہماری سنّت کو پالیا اور جس نے (نماز سے پہلے) نحر کیا وہ صرف گوشت ہے جس کو اپنے اہل و اولاد کے لئے پہلے کیا وہ قربانی میں کوئی شئ نہیں۔ ابوبردہ نے عرض کیا یا رسُول اللہ! صلّی اللہ علیہ وسلّم! میں نے نمازِ عید سے پہلے ذبح کر دیا ہے اور میرے پاس بکری کا چھ ماہ کا بچہ ہے جو ایک سال کے بکرے سے بہتر ہے فرمایا اس کا بدل وہی ذبح کر دو! تمہارے بعد کسی کے لئے جائز کافی یا وافی نہ ہوگا (یہ حدیث کتاب الاضاحی کی ابتداء میں گزری ہے)۔

باب جس نے نماز عید سے پہلے ذبح کیا تو وہ دوبارہ قربانی کرے"

٦١٠٦ ترجمہ: حضرت انس سے روایت ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جس نے نمازِ عید سے پہلے قربانی ذبح کی وہ دوبارہ قربانی ذبح کرے۔ ایک آدمی نے کہا اس دن میں گوشت

marfat.com

٦١٠٧ــ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَسْوَدُ ابْنُ قَيْسٍ سَمِعْتُ جُنْدَبَ ابْنَ سُفْيٰنَ الْبَجَلِيَّ قَالَ شَهِدْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ فَقَالَ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَلْيُعِدْ مَكَانَهَا اُخْرٰى وَمَنْ لَمْ يَذْبَحْ فَلْيَذْبَحْ

٦١٠٨ــ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْعَوَانَةَ عَنْ فِرَاسٍ عَنْ عَامِرٍ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ مَنْ صَلّٰى صَلَاتَنَا وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا فَلَا يَذْبَحْ حَتّٰى يَنْصَرِفَ فَقَامَ اَبُوْ بُرْدَةَ بْنُ نِيَارٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَعَلْتُ فَقَالَ هُوَ شَيْءٌ عَجَّلْتَهُ قَالَ فَاِنَّ عِنْدِيْ جَذَعَةً هِيَ خَيْرٌ مِنْ مُسِنَّتَيْنِ اَفَاَذْبَحُهَا قَالَ نَعَمْ وَلَا تَجْزِيْ عَنْ اَحَدٍ بَعْدَكَ قَالَ عَامِرٌ هِيَ نَسِيْكَتُهُ

کی خواہش کی جاتی ہے اور اُس نے اپنے ہمسایوں کی حاجت ذکر کی پس جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو معذور جانا (اُس نے کہا) میرے پاس بکری کا چھ ماہ کا بچہ ہے جو دو بکریوں سے بہتر ہے۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو رخصت دی۔ انس نے کہا میں نہیں جانتا یہ رخصت اس کے غیر کے لئے تھی یا نہ پھر سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم دو مینڈھوں کی طرف مائل ہُوئے یعنی ان کو ذبح کیا پھر لوگ اپنی اپنی بکریوں کی طرف مائل ہُوئے اور ان کو ذبح کیا۔

شیخ دہلوی نے ذکر کیا تعجب ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کے خطبہ میں ابو بردہ کو ارشاد فرمایا کہ تیرے بعد اور کسی کے لئے جائز نہیں۔ انس رضی اللہ عنہ کو نہ پہنچا ہوگا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

٦١٠٧ــ ترجمہ: جُندب بن سفیان بجلی نے کہا میں عید بقرہ کے روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا۔ حضور نے فرمایا جس نے نماز عید پڑھنے سے پہلے ذبح کیا وہ اس کی جگہ دوبارہ قربانی دے اور جس نے پہلے ذبح نہیں کیا وہ ذبح کرے۔

(حدیث ع ۹۱۳ ج: ۲ کی شرح دیکھیں)

٦١٠٨ــ ترجمہ: براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک دن جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

بَابُ وَضْعِ الْقَدَمِ عَلٰى صَفْحِ الذَّبِيْحَةِ

۶۱۰۹ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ ابْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اَنَسٌ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُضَحِّيْ بِكَبْشَيْنِ اَمْلَحَيْنِ اَقْرَنَيْنِ وَيَضَعُ رِجْلَهٗ عَلٰى صَفْحَتِهِمَا وَيَذْبَحُهُمَا بِيَدِهٖ

نے نماز پڑھی پھر فرمایا جس نے ہماری طرح نماز پڑھی اور ہمارے قبلہ کو متوجہ ہوا وہ قربانی ذبح نہ کرے حتی کہ ہم نماز سے فارغ ہو جائیں۔ ابو بُردہ بن نیار کھڑے ہو گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے تو قربانی ذبح کر دی ہے۔ حضور نے فرمایا یہ تم نے جلدی میں کی ہے۔ ابو بردہ نے عرض کیا میرے پاس بکری کا چھ ماہ کا بچہ ہے جو سال سال کے دو بچوں سے بہتر ہے کیا میں اس کو ذبح کر دوں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں (ذبح کر دو) تمہارے بعد اور کسی کے لئے جائز نہیں۔ عامر نے کہا (ابو بردہ نے کہا) وہ اس کی بہتر قربانی ہے۔

۶۱۰۸ — **شرح** : قولہ مَنْ صَلّٰى صَلَاتَنَا الخ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ دین اسلام پر ہو۔ قولہ حتی ننصرف یعنی جب ہم نماز سے فارغ ہوں تو اس کے بعد ذبح کرے۔ مُسِنَّہ،، ایک سال کا بکری کا بچہ ہے۔ سفیان ثوری، امام لیث اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا جس نے عید کی نماز کے بعد امام کے ذبح کرنے سے پہلے قربانی ذبح کر دی اس کی قربانی جائز ہے۔ امام مالک شافعی اور اوزاعی نے کہا عید کی نماز اور خطبہ کی مقدار امام سے پہلے ذبح کرنا جائز نہیں۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا دیہاتی لوگ جہاں عید کی نماز واجب نہیں وہ طلوع فجر کے بعد ذبح کر سکتے ہیں۔

باب — ذبیحہ کے پہلو پر قدم رکھنا

۶۱۰۹ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دو (۲) سیاہ سفید رنگ والے سینگوں والے مینڈھوں کی قربانی کرتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (ذبح کے وقت) اپنا قدم شریف ان کے پہلوؤں پر رکھا اور اپنے دستِ اقدس سے ان کو ذبح کیا۔

marfat.com

بَابُ التَّكْبِيرِ عِنْدَ الذَّبْحِ

٦١١٠ــــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْعَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ ضَحَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَبْشَيْنِ اَمْلَحَيْنِ اَقْرَنَيْنِ ذَبَحَهُمَا بِيَدِهٖ وَسَمّٰى وَكَبَّرَ وَضَعَ رِجْلَهٗ عَلٰى صِفَاحِهِمَا

بَابٌ اِذَا بَعَثَ بِهَدْيِهٖ لِيُذْبَحَ لَمْ يَحْرُمْ عَلَيْهِ شَيْءٌ

٦١١١ــــ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا اِسْمٰعِيْلُ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوْقٍ اَنَّهٗ اَتٰى عَائِشَةَ فَقَالَ لَهَا يَا اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ اِنَّ رَجُلًا يَبْعَثُ بِالْهَدْيِ اِلَى الْكَعْبَةِ وَيَجْلِسُ فِي الْمِصْرِ فَيُوْصِي اَنْ تُقَلَّدَ بَدَنَتُهٗ فَلَا يَزَالُ مِنْ ذٰلِكَ الْيَوْمِ مُحْرِمًا حَتّٰى يَحِلَّ النَّاسُ قَالَ سَمِعْتُ تَسْفِيْقَهَا مِنْ وَرَاءِ الْحِجَابِ فَقَالَتْ لَقَدْ كُنْتُ اَفْتِلُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَبْعَثُ هَدْيَهٗ اِلَى الْكَعْبَةِ فَمَا يُحْرُمُ عَلَيْهِ مِمَّا حَلَّ لِلرِّجَالِ مِنْ اَهْلِهٖ حَتّٰى يَرْجِعَ النَّاسُ

باب ذبح کے وقت تکبیر کہنا

٦١١٠ــــ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو سیاہ سفید سینگوں والے مینڈھوں کی قربانی کی ان کو اپنے دستِ اقدس سے ذبح کیا جبکہ بسم اللہ پڑھ کر تکبیر کہی اور ان کے پہلوؤں پر قدم شریف رکھا تھا۔

marfat.com

بَابُ مَا يُؤْكَلُ مِنْ لُحُوْمِ الْاَضَاحِيِّ وَمَا يُتَزَوَّدُ مِنْهَا ٢

٦١١٢ــــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ عَمْرٌو اَخْبَرَنِیْ عَطَاءٌ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا نَتَزَوَّدُ لُحُوْمَ الْاَضَاحِیِّ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَی الْمَدِيْنَةِ وَقَالَ غَيْرَ مَرَّةٍ لُحُوْمَ الْهَدْیِ

باب جب اپنی ہدی بھیج دے تاکہ ذبح کی جائے تو اس پر کوئی شئ حرام نہیں

٦١١٢ــــ ترجمہ : مسروق نے کہا وہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اُن سے عرض کیا اَے ام المؤمنین کوئی آدمی کعبہ کی طرف ہدی بھیجے اور خود اپنے شہر میں بیٹھا رہے اور وصیت کرے کہ اس کے بعد بدنہ کے گلے میں قلادہ ڈالا جائے تو کیا وہ لوگوں کے حلال ہونے تک مُحرِم رہے گا؟ مسروق نے کہا میں نے پس پردہ ام المؤمنین کے ہاتھ پر ہاتھ مارنے کی آواز سُنی۔ آپ نے فرمایا میں جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ہدی کے ہار بنایا کرتی تھی آپ ہدی کعبہ کی طرف بھیجتے تو آپ پر کوئی شئ حرام نہ ہوتی جو مردوں کے لئے بیویوں سے حلال ہے حتی کہ لوگ واپس آجاتے۔

٦١١١ــــ شرح : اس حدیث میں اس شخص کے قول کا رد ہے جس نے کہا جس نے اپنی ہدی حرم میں بھیجی جب اس کے گلے میں قلادہ ڈال دیا تو اس پر احرام لازم ہوگیا وہ ہدی ذبح ہونے تک ہر اس شئ سے بچتا رہے جس سے مُحرِم کو بچنا چاہیئے۔ ابن عباس، ابن عمر اور عطاء بن ابی رباح رضی اللہ عنہم نے یہی کہا ہے لیکن اَئمۃُ الفتویٰ اس کے خلاف ہیں (حدیث ۱۵۹۲، جلد: ۳ و ع ۱۵۹۶/۳ کی شرح دیکھیں)

باب قربانی کا گوشت کتنا کھایا جائے اور کتنا ذخیرہ کیا جائے

marfat.com

٦١١٣۔ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِیْ سُلَيْمٰنُ عَنْ يَحْيٰى بْنِ سَعِيْدٍ عَنِ الْقَسِمِ اَنَّ ابْنَ خَبَّابٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِیَّ يُحَدِّثُ اَنَّهٗ كَانَ غَائِبًا فَقَدِمَ فَقُدِّمَ اِلَيْهِ لَحْمٌ فَقَالَ هٰذَا مِنْ لَحْمِ ضَحَايَانَا فَقَالَ اَخِّرُوْهُ لَا اَذُوْقُهٗ قَالَ ثُمَّ قُمْتُ فَخَرَجْتُ حَتّٰى اٰتِیَ اَخِیْ اَبَا قَتَادَةَ

یعنی تہائی یا نصف کی قید کے بغیر کتنا گوشت کھانا جائز ہے نیز تین دن یا اس سے زیادہ مدت کھانا کیسا ہے؟ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث کہ مسافر قربانی کا گوشت زادِ راہ بنا سکتا ہے سے معلوم ہوتا ہے کہ تین دن سے زیادہ مدت گوشت کھا سکتے ہیں۔

٦١١٢ ترجمہ: جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ مبارک میں مدینہ منورہ تک قربانیوں کے گوشت زادِ راہ بناتے تھے اور کئی دفعہ ہدی کے گوشت فرمایا۔

٦١١٢ شرح: یہ حدیث مرفوع کے حکم میں ہے۔ اس حدیث سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اثر کا جواب واضح ہے جبکہ اُنھوں نے کیا ہے کہ تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت کھانا جائز نہیں۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہیں تین دِن سے زیادہ قربانیوں کا گوشت کھانے سے منع کرتا تھا میں تمہارے لئے اسے حلال کرتا ہوں اس سے جب تک چاہو کھاؤ (طحاوی)

٦١١٣ ترجمہ: قاسم سے روائت ہے کہ ابن خبّاب نے انہیں خبر دی کہ انہوں نے ابوسعید کو یہ بیان کرتے ہوئے سُنا کہ وہ غائب تھے جب وہ آئے تو اُن کے آگے گوشت رکھا گیا اُنھوں نے کہا یہ قربانیوں کا گوشت ہے ابوسعید نے کہا اس کو اُٹھالو میں اسے نہیں کھاؤں گا۔ ابوسعید نے کہا پھر میں اُٹھا اور باہر چلا گیا حتّٰی کہ اپنے بھائی ابوقتادہ کے پاس آیا۔ ابوقتادہ ان کے اخیافی بھائی تھے اور جنگِ بدر میں شریک تھے۔ میں نے اُن سے یہ ذکر کیا تو اُنھوں نے کہا تمہارے بعد نیا حکم ظاہر ہوا ہے۔

٦١١٣ شرح: یعنی پہلے تین دن کے بعد گوشت کھانا ممنوع تھا۔ اب یہ حکم منسوخ ہو گیا ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو تین دن کے بعد قربانی کا گوشت کھانے کی رخصت دی ہے۔ جمہور علماء اور فقہا اور چاروں اماموں اور اُن کے اصحاب نے کہا قربانی

marfat.com

ابْنَ النُّعْمٰنِ وَكَانَ اَخَاهُ لِاُمِّهٖ وَكَانَ بَدْرِيًّا فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ اَنَّهٗ قَدْ حَدَثَ بَعْدَكَ اَمْرٌ

٦١١٤ــ حَدَّثَنَا اَبُوْعَاصِمٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِىْ عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ ابْنِ الْاَكْوَعِ قَالَ قَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ضَحّٰى مِنْكُمْ فَلَا يُصْبِحَنَّ بَعْدَ ثَالِثَةٍ وَبَقِىَ فِىْ بَيْتِهٖ مِنْهُ شَىْءٌ فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الْمُقْبِلُ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَفْعَلُ كَمَا فَعَلْنَا الْعَامَ الْمَاضِىَ قَالَ كُلُوْا وَاَطْعِمُوْا وَادَّخِرُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ الْعَامَ كَانَ بِالنَّاسِ جَهْدٌ فَاَرَدْتُ اَنْ تُعِيْنُوْا فِيْهَا

کا گوشت ذخیرہ کرنا جائز ہے اُنھوں نے ابوسعید رضی اللہ عنہ کی حدیث سے استدلال کیا ہے۔

٦١١٤ــ ترجمہ : سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جس نے قربانی کی ہے وہ تین دن کے بعد صبح نہ کرے؛ حالانکہ اس کے گھر میں قربانی کے گوشت سے کچھ ہو جب دوسرا سال آیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جس طرح ہم نے پچھلے سال کیا تھا اس سال بھی اسی طرح کریں؟ حضور نے فرمایا کھاؤ اور کھلاؤ اور ذخیرہ بھی کر لو؛ کیونکہ اُس سال لوگ میں قحط تھا میں نے ارادہ کیا کہ اُن میں تم لوگوں کی مدد کرو!

٦١١٤ــ شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قربانی کے گوشت ذخیرہ کرنے کی تحریم کا سبب لوگوں میں قحط سالی اور ان کا مشقت میں مبتلا ہونا تھا جب یہ علت زائل ہوگئی تو تحریم بھی زائل ہوگئی۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس حکم سے بظاہر

یہ معلوم ہوتا ہے کہ قربانی کا گوشت کھانا واجب ہے کیونکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کُلُوْا" یہ صیغہ امر ہے جو وجوب پر دلالت کرتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مطلق امر وجوب کے لئے ہوتا ہے جبکہ اس کے خلاف کوئی قرینہ نہ ہو اور یہاں قرینہ ہے کہ یہ حرمت کے رفع یعنی اباحت کے لئے ہے۔ نیز حظر کے بعد امر وجوب کے لئے نہیں ہوتا اباحت کے لئے ہوتا ہے جیسے قرآن کریم میں ہے: "وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا"

marfat.com

٦١١٥ــ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَخِيْ عَنْ سُلَيْمٰنَ عَنْ يَحْيٰى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ الضَّحِيَّةُ كُنَّا نُمَلِّحُ مِنْهَا فَنُقَدِّمُ بِهٖ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ فَقَالَ لَا تَاْكُلُوْا اِلَّا ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ وَلَيْسَتْ بِعَزِيْمَةٍ وَلٰكِنْ اَرَادَ اَنْ يُطْعِمَ مِنْهُ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ ٦١١٦ــ حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ مُوْسٰى

جب تم حلال ہو جاؤ اور احرام کھول دو تو شکار کر سکتے ہو، حالانکہ محرموں کو شکار سے پہلے منع کیا گیا تھا اور تسلیم بھی کرلیں کہ حظر کے بعد امر حقیقتِ وجوب کے لئے ہوتا ہے تو اس پر محمول کرنے سے یہاں اجماع مانع ہے۔

٦١١٥ــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہم قربانی کے گوشت کو نمک لگا رکھتے تھے اور اس میں سے مدینہ منورہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر کرتے تھے تو حضور فرماتے صرف تین دن کھایا کرو اور یہ ضروری نہ تھا بلکہ حضور نے ارادہ فرمایا تھا کہ اس میں سے لوگوں کو کھلائیں واللہ اعلم

٦١١٥ــ شرح : آخر کلام راوی کا ہے اسی لئے واللہ اعلم کہا قولہ التضحیۃ مبتداء اور کنا نملح خبر ہے۔ قولہ لیست بعزیمۃ، یعنی نہی تحریم کے لئے نہیں اور نہ ہی تین دن کے بعد ترکِ اکل واجب ہے بلکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ اس میں سے لوگوں کو بھی دیا جائے۔ ہم پہلے تحریر کر چکے ہیں کہ تین دن کے بعد قربانی کا گوشت کھانے سے نہی کسی علت کے باعث تھی اور وہ یہ تھی کہ اس سال لوگ قحط سالی میں مبتلا تھے۔ جب یہ علت زائل ہوگئی اور قحط جاتا رہا ہے تو تحریم بھی زائل ہوگئی؛ چنانچہ مسلم میں عبداللہ بن واقد کی حدیث ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن کے بعد قربانی کا گوشت کھانے سے منع فرمایا تھا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے غریب لوگوں کے آنے کی وجہ سے منع فرمایا تھا جو تمہارے پاس محتاج آئے تھے اب کھاؤ اور ذخیرہ کرو اور صدقہ بھی کرو!

٦١١٦ــ ترجمہ : ابو عبید ابن ازہر کے آزاد کردہ غلام نے بیان کیا کہ وہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ عید الاضحیٰ کے دن عید میں حاضر تھا اُنھوں نے خطبہ سے پہلے عید کی نماز پڑھی پھر لوگوں کو خطبہ دیا اور فرمایا اے لوگو! جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں عید کے ان دو دنوں میں روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ اُن میں سے ایک روزوں سے افطار کا دن ہے اور

marfat.com

قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ
اَبُوْعُبَيْدٍ مَوْلٰى ابْنِ اَزْهَرَ اَنَّهٗ شَهِدَ الْعِيْدَ يَوْمَ الْاَضْحٰى مَعَ عُمَرَ بْنِ
الْخَطَّابِ فَصَلّٰى قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ خَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ
اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ نَهَاكُمْ عَنْ صِيَامِ هٰذَيْنِ
الْعِيْدَيْنِ اَمَّا اَحَدُهُمَا فَيَوْمٌ فِطْرُكُمْ مِنْ صِيَامِكُمْ وَاَمَّا الْاٰخَرُ
فَيَوْمٌ تَاْكُلُوْنَ مِنْ نُسُكِكُمْ فَقَالَ اَبُوْعُبَيْدٍ ثُمَّ شَهِدْتُ مَعَ عُثْمٰنَ
ابْنِ عَفَّانَ وَكَانَ ذٰلِكَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَصَلّٰى قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ خَطَبَ
فَقَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ هٰذَا يَوْمٌ قَدِ اجْتَمَعَ لَكُمْ فِيْهِ عِيْدَانِ فَمَنْ
اَحَبَّ اَنْ يَنْتَظِرَ الْجُمُعَةَ مِنْ اَهْلِ الْعَوَالِيْ فَلْيَنْتَظِرْ وَمَنْ اَحَبَّ
اَنْ يَرْجِعَ فَقَدْ اَذِنْتُ لَهٗ قَالَ اَبُوْعُبَيْدٍ ثُمَّ شَهِدْتُهٗ مَعَ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ
طَالِبٍ فَصَلّٰى قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ خَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَاكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا لُحُوْمَ نُسُكِكُمْ فَوْقَ ثَلٰثٍ وَعَنْ مَعْمَرٍ عَنِ
الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ عُبَيْدٍ نَحْوَهٗ

دوسرا وہ دن ہے جس میں تم اپنی قربانیوں کے گوشت کھاتے ہو۔ ابوعُبَید نے کہا پھر میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہمراہ حاضر ہُوا اور یہ جمعہ کا دن تھا اُنھوں نے خطبہ سے پہلے نمازِ عید پڑھی پھر خطبہ دیا اور فرمایا اے لوگو! اس دن میں تمہارے لئے دو عید جمع ہُوئی ہیں۔ اہل عوالی (دیہات) سے جو کوئی پسند کرتا ہے کہ جمعہ کا انتظار کرے تو وہ انتظار کرے اور جو پسند کرتا ہے کہ واپس چلا جائے تو میں اسے اجازت دیتا ہوں۔ ابوعبید نے کہا پھر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ حاضر ہُوا اُنھوں نے خطبہ سے پہلے نمازِ عید پڑھی پھر لوگوں کو خطبہ دیا اور فرمایا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں تین دن کے بعد تمہاری قربانی کے گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے۔ مَعْمَر نے زُہری کے ذریعہ ابوعبید سے اس طرح روائت کی۔

marfat.com

٦١١٧ — حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِیْمِ قَالَ اَخْبَرَنَا یَعْقُوْبُ ابْنُ اِبْرَاهِیْمَ بْنِ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ اَخِیْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهٖ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كُلُوْا مِنَ الْاَضَاحِیِّ ثَلٰثًا وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ یَاْكُلُ بِالزَّیْتِ حِیْنَ یَنْفِرُ مِنْ

٦١١٦ — شرح : حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن کو عید سے موسوم کیا ؛ کیونکہ اس دن میں عید کے دن کی طرح شریعت کے شعائر کے اظہار کے لئے عظیم دن میں مسلمانوں کے اجتماع کا زمانہ ہے۔ اس لئے جمعہ کے دن کو عید کے دن سے تشبیہ دی ہے۔ عوالی مدینہ منورہ شَرَّفَہُ اللہ تعالیٰ کے مشرق کی جانب تین چار میل سے آٹھ میل تک بستیاں ہیں۔ اس حدیث سے امام احمد رضی اللہ عنہ نے استدلال کیا کہ جب عید اور جمعہ اکٹھے ہو جائیں تو جو کوئی عید کی نماز پڑھ لے اس سے جمعہ ساقط ہو جاتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ لوگ جمعہ اور عید کے دن دُور دراز مسافت سے آتے تھے حالانکہ اُن مقامات سے آنا اُن پر واجب نہ تھا۔ وہ صرف شوق سے مدینہ منورہ آتے تھے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے انہیں خبردار کیا کہ تم پر عید اور جمعہ واجب و فرض نہ تھے۔ اگر تم نے عید پڑھ لی ہے تو جمعہ پڑھنا تم پر فرض نہیں تم اپنے گھروں کو جا سکتے ہو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اِس اثر کا جواب یہ ہے کہ یہ اس سال پر محمول ہے جس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا تھا اس سال میں لوگ بہت مشقت میں تھے جیسے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایسا ہوا تھا۔ ابن حزم نے کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ میں اس وقت خطبہ دیا تھا جبکہ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ محصور تھے اور بلوائیوں نے اُن کا محاصرہ کر رکھا تھا اور دیہات میں رہنے والوں کو اس فتنہ میں مدینہ منورہ (شَرَّفَہُ اللہ تعالیٰ) آنے میں مجبور کر دیا تھا اور انہیں سخت مشقت پہنچی تھی۔ اس لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تین دن کے بعد گوشت نہ کھاؤ اور ان محتاج لوگوں کو کھلاؤ۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا شائد حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نسخ نہیں پہنچا جبکہ تین دن کے بعد گوشت روکنا ممنوع ہونا بہرحال منسوخ ہو چکا ہے۔ امام طحاوی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تمہیں قربانی کے گوشت میں تین دن کے بعد مؤخر کرنے سے منع کیا تھا تم جب تک چاہو مؤخر کر سکتے ہو۔ (عینی)

٦١١٧ — ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قربانی کے گوشت تین دن کھاؤ ! اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

marfat.com

مِنْ مِنٰے مِنْ اَجْلِ لُحُوْمِ الْهَدْیِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کِتَابُ الْاَشْرِبَةِ

وَقَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰی اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُوْا وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ

جب منیٰ سے آتے تھے تو قربانی کے گوشت کے سبب زیتون کے تیل سے روٹی کھاتے تھے۔

۶۱۱۷ — شرح: یعنی حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روٹی زیتون کے ساتھ کھاتے تھے حتیٰ کہ منیٰ سے واپس آجاتے وہ قربانی کے گوشت سے احتراز کرتے تھے اور وہ تین دن کے بعد قربانی کا گوشت نہ کھاتے تھے اور جب منیٰ کے تین دن گزر جاتے تھے تو زیتون کے تیل کو سالن بناتے تھے اور گوشت نہ کھاتے تھے۔ ہم پہلے ذکر کر آئے ہیں کہ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا حضرت علی اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کو نہی کی حدیث نہیں پہنچی اگر انہیں حدیث پہنچی ہوتی تو نہی کی حدیث بیان نہ کرتے حالانکہ وہ بہر حال منسوخ ہو چکی ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کِتَابُ الْاَشْرِبَهْ

اس کتاب میں اُن پینے کی چیزوں کو ذکر ہے جو حرام یا مباح ہیں اشربہ شراب کی جمع ہے اور وہ پینے کی چیز ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! شراب، جُوا، بُت اور پانسے ناپاک ہی ہیں شیطانی کام ہیں ان سے بچو کہ تم فلاح پاؤ ،،

marfat.com

اس آیت کریمہ کا "شانِ نزول" یہ ہے کہ ابومیسرہ نے روائت کی کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا جب شراب کی تحریم نازل ہوئی تو کہا اے اللہ شراب کے بارے میں شافی بیان نازل فرما۔ تو یہ آیتِ کریمہ سورۂ بقرہ میں نازل ہوئی لوگ آپ سے شراب اور جوئے کے متعلق پوچھتے ہیں فرمادیں ان میں بہت بڑا گناہ ہے۔ عمر فاروق کو بلا کر یہ آیت اُن پر پڑھی گئی تو اُنھوں نے کہا اے اللہ شراب کے بارے میں شافی بیان نازل فرما تو یہ آیت کریمہ: یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْتُمْ سُکَارٰی "اے ایمان والو نشہ کی حالت میں نماز نہ پڑھو۔ پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بلایا گیا اور اُن پر یہ آیت کریمہ سورۂ نساء میں پڑھی گئی تو اُنھوں نے کہا اے اللہ شراب کے متعلق شافی بیان نازل فرما تو سورۂ مائدہ میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ عمر فاروق کو بلایا گیا اور اُن پر یہ آیت پڑھی گئی۔ جب فَھَلْ اَنْتُمْ مُنْتَھُوْنَ تک پہنچے تو عمر فاروق نے کہا اے اللہ! ہم رُک گئے (ابوداؤد، ترمذی)

خمر کے اشتقاق میں علماء کے اقوال

خمر کے اشتقاق میں اہل لغت میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ بعض نے کہا اسے خمر اس لئے کہتے ہیں کہ یہ عقل کو ڈھانپ لیتی ہے۔ اسی سے "خمار المرأۃ" ہے عورت کا دوپٹہ ہے؛ کیونکہ وہ اس کا سر ڈھانپتی ہے۔ بعض نے کہا مُخَامَرَہ بمعنی مخالطہ سے مشتق ہے؛ کیونکہ یہ عقل کو خلط ملط کر دیتی ہے۔ بعض نے کہا اسے خمر اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ چھوڑی جاتی ہے حتّٰی کہ انتہا کو پہنچ جاتی ہے؛ چنانچہ کہا جاتا ہے "خمر العَجِیْنُ" آٹا اپنی انتہا کو پہنچ گیا۔

بعض نے کہا اسے خمر اس لئے کہتے ہیں کہ یہ دماغ کو ڈھانپ لیتی ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے خمر کو مؤنث کہا ہے۔ "المیسرہ" کے معنی قمار (جُوا) یہ یُسْرٌ سے مشتق ہے۔ اس میں آسانی سے کسی مشقت کے بغیر مال حاصل ہوتا ہے اس لئے اسے میسرہ کہتے ہیں "اَلْاَنْصَاب" نُصُبٌ کی جمع ہے یہ وہ پتھر ہیں جن پر جاہلیت میں بتوں کے نام سے ذبح کرتے تھے اور وہ خون سے سُرخ تھے۔ بعض نے کہا یہ پتھر نصب کئے ہوئے تھے۔ ان کی لوگ پوجا کرتے تھے۔ (اَلْاَزْلَام) زَلَمٌ کی جمع ہے۔ یہ تین تیر تھے ان میں سے ایک پر یہ لکھا تھا "میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے"۔ دوسرے پر "میرے رب نے مجھے منع کیا ہے" لکھا تھا۔ تیسرا خالی تھا اس پر کچھ نہ لکھا تھا۔ جب حکم کرنے والا تیر نکلتا تھا تو کام کرتے اگر منع کرنے والا ہوتا تو رک جاتے اگر خالی نکلتا تو دوبارہ یہ عمل کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے شراب کو رِجس (پلید) فرمایا ہے۔ حرام شئی کو پلید کہا جاتا ہے کفر پر بھی رِجس کا اطلاق ہے۔ قرآن کریم میں ہے "فَزَادَتْھُمْ رِجْسًا اِلٰی رِجْسِھِمْ"، خمر کی آیت میں رِجس سے مراد کفر نہیں کیونکہ اشیاء خارجیہ ایمان و کفر سے موصوف نہیں ہوتیں۔ اس کو رِجس اس لئے کہا

marfat.com

٦١١٨ــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ لَمْ يَتُبْ مِنْهَا حُرِمَهَا فِي الْآخِرَةِ ٦١١٩ــ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ بِإِيلِيَاءَ بِقَدَحَيْنِ مِنْ خَمْرٍ وَلَبَنٍ فَنَظَرَ إِلَيْهِمَا ثُمَّ أَخَذَ اللَّبَنَ فَقَالَ جِبْرِيلُ أَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي هَدَاكَ لِلْفِطْرَةِ وَلَوْ أَخَذْتَ الْخَمْرَ غَوَتْ أُمَّتُكَ تَابَعَهُ مَعْمَرٌ وَابْنُ الْهَادِ وَعُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ وَالزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ

٦١١٨ــ ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے دنیا میں شراب پی پھر اس سے توبہ نہ کی وہ آخرت میں شرابِ طہور سے محروم رہے گا "

٦١١٨ــ شرح : بظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں شراب پینے والا مسلمان اگر جنت میں داخل ہوگا وہ شراب کے سوا باقی مشروبات پیئے گا۔ بایں ہمہ شراب نہ پینے کے سبب اس کو رنج و الم نہ ہوگا اور نہ ہی پینے والوں پر حسد کرے گا جیسے بلند منازل والوں پر حسد نہ کرے گا۔ اور چھوٹا مقام ہونے کے باعث بلند منازل کی خواہش نہیں کرے گا۔ بعض نے کہا شرابی کو دوزخ میں عذاب دیا جائے گا۔ جب اللہ کی رحمت اور شفاعت سے دوزخ سے نکلے گا اور جنت میں داخل ہوگا۔ تو کسی شئی اور نعمت سے محروم نہ رہے گا۔

٦١١٩ــ ترجمہ : سعید بن مسیب نے بیان کیا کہ انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شبِ اسرا میں بیت المقدس میں شراب اور دودھ کے دو پیالے دیئے گئے تو حضور نے انہیں دیکھا پھر دودھ کا پیالہ پکڑا اور دودھ

marfat.com

٦١٢٠ — حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسٍ قَالَ سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثًا لَا يُحَدِّثُكُمْ بِهٖ غَيْرِیْ قَالَ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ اَنْ يَظْهَرَ الْجَهْلُ وَيَقِلَّ الْعِلْمُ وَيَظْهَرَ الزِّنَا وَتُشْرَبَ الْخَمْرُ وَتَقِلَّ الرِّجَالُ وَيَكْثُرَ النِّسَاءُ حَتّٰى يَكُوْنَ لِخَمْسِيْنَ اِمْرَأَةً قَيِّمُهُنَّ رَجُلٌ وَاحِدٌ

پیا جبرائیل علیہ السلام نے کہا اللہ تعالیٰ کی حمد ہے جس نے آپ کو اسلام کی ہدایت دی اگر آپ شراب پکڑتے تو آپ کی اُمت گمراہ ہو جاتی ۔ معمر، ابن ہاد، عثمان بن عمر اور زُبیدی نے زُہری سے روائت کرنے میں شُعیب کی متابعت کی ۔

٦١١٩ — شرح : بیت المقدس میں شراب اور دُودھ کے دو پیالے پیش کئے گئے اور سِدْرَةُ المنتہیٰ پر تین پیالے پیش کئے گئے ۔ تیسرے پیالہ میں دودھ تھا۔ فطرت کے معنی اسلام اور اِستقامت ہیں ۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے لطف وکرم سے دودھ والا پیالہ پکڑا تو جبرائیل علیہ السلام نے اللہ کی حمد کی اس سے معلوم ہوتا ہے جب اللہ کی نعمت میسّر ہو اس کی حمد کرنی چاہئیے ۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ شراب نجس ہے تو پلید شئی حضور کو کیوں پیش کی گئی پھر جبرائیل علیہ السلام نے کہا اگر آپ شراب کا پیالہ لیتے تو اُمّت گمراہ ہو جاتی اور وہ شربِ خمر میں منہمک رہتے یعنی شراب کے نشہ میں دُھت رہتے ۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ واقعہ مکہ مکرمہ کا ہے اس وقت شراب مباح تھی ۔ مدینہ منورہ میں شراب کی تحریم نازل ہُوئی تھی یا یہ شرابِ طہور تھی اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اگر یہ شراب مباح یا طہور تھی اور شراب طہور جنتیوں کا بہترین مشروب ہے تو اس کی تعبیر یہ کیسے کی کہ اگر آپ شراب اختیار کرتے تو اُمّت گمراہ ہو جاتی اس کا جواب یہ ہے کہ شرابِ طہور کی تعبیر دُنیا میں یہی تھی جو جبرائیل علیہ السلام نے کی تھی ۔ اگرچہ وہ جنّت کی پاک شراب ہے (لمعات)

٦١٢٠ — ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث سُنی ہے تمہیں میرے سوا کوئی اس کو بیان نہیں کرے گا ۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کی شرطوں میں سے یہ ہے کہ جہالت غالب ہوگی اور علم کم ہو جائیگا

marfat.com

٦١٢١ — حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَابْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُوْلَانِ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزْنِيْ حِيْنَ يَزْنِيْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِيْنَ يَشْرَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَسْرِقُ السَّارِقُ حِيْنَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَاَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الْمَلِكِ ابْنُ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ كَانَ يُحَدِّثُهٗ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ثُمَّ يَقُوْلُ كَانَ اَبُوْبَكْرٍ يُلْحِقُ مَعَهُنَّ وَلَا يَنْتَهِبُ نُهْبَةً ذَاتَ شَرَفٍ يَرْفَعُ النَّاسُ اِلَيْهِ اَبْصَارَهُمْ فِيْهَا حِيْنَ يَنْتَهِبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ

زنا بہت ہونے لگے گا۔ شراب پی جائے گی آدمی کم ہو جائیں گے اور عورتیں زیادہ ہو جائیں گی حتیٰ کہ پچاس عورتوں کا انتظام کرنے والا ایک آدمی ہوگا۔ (حدیث ۷۹ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زانی

٦١٢١ — زنا نہیں کرتا جس وقت وہ زنا کرتا ہے حالانکہ وہ مومن ہے۔ اور شراب نہیں پیتا جس وقت وہ شراب پیتا ہے حالانکہ وہ مومن ہے اور چوری نہیں کرتا جس وقت وہ چوری کرتا ہے حالانکہ وہ مؤمن ہے۔ ابن شہاب زُہری نے کہا مجھے عبدالملک بن ابی بکر بن عبدالرحمٰن ابن حارث بن ہشام نے خبر دی کہ ابوبکر ابوہریرہ سے یہ حدیث بیان کرتے پھر کہتے ابوبکر ان کے ساتھ یہ بھی لاحق کرتے تھے کہ قدر و شرافت والے کی لوٹ کھسوٹ نہیں کرتا اس حال میں کہ لوگ اس کی اپنی نگاہ اُٹھاتے ہیں جس وقت وہ لوٹ کھسوٹ کرتا ہے حالانکہ وہ مومن ہوتا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اس سے اس وقت نورِ ایمان نکل جاتا ہے۔

٦١٢١ — شرح: یعنی مسلمان کی شان اور اس کے حال کے مناسب یہ نہیں کہ وہ زنا کرے

marfat.com

بَابُ إِنَّ الْخَمْرَ مِنَ الْعِنَبِ

٦١٢٢ — حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ صَبَّاحٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ هُوَ ابْنُ مِغْوَلٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَقَدْ حُرِّمَتِ الْخَمْرُ وَمَا بِالْمَدِينَةِ مِنْهَا شَيْءٌ

یا شراب پیئے یا لوگوں کے مال لوٹتا پھرے۔

قولہ لَا يَزْنِي الخ اکثر روایات میں فاعل مذکور نہیں یعنی لَا يَزْنِي الْمُؤْمِنُ اَوْ لَا يَزْنِي الرَّجُلُ یعنی مومن یا آدمی زنا نہیں کرتا۔ اگرچہ فاعل کا حذف جائز نہیں لیکن قرینہ کے وقت جائز ہے جو حذفِ فاعل پر دلالت کرے اور وہ یہاں پایا جاتا ہے۔ ابن بطال نے کہا شربِ خمر میں یہ بہت سخت وعید ہے۔ اس سے خارجیوں نے استدلال کیا کہ کبیرہ گناہ کا مرتکب کافر ہے جبکہ وہ تحریم کو جانتے ہوئے قصداً ارتکاب کرے۔ اہل سُنت وجماعت نے اس حدیث کو ایمان کامل پر محمول کیا ہے یعنی شراب پینے کی حالت میں وہ کامل مومن نہیں ہوتا۔ بعض نے اس حدیث کو تہدید وتغلیظ پر محمول کیا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِيْنَ ،، علامہ خطابی نے کہا حدیث کا معنیٰ یہ ہے جس نے حلال اعتقاد کرتے ہوئے یہ عمل کیئے وہ کافر ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اس سے نُورِ ایمان جاتا رہتا ہے۔ نفسِ ایمان زائل نہیں ہوتا، کیونکہ جو کوئی کبائر کا ارتکاب کرتا ہے اس سے تصدیق قلبی زائل نہیں ہوتی۔

باب انگور کی شراب

٦١٢٢ — ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا شراب حرام کی گئی حالانکہ مدینہ منورہ میں (انگوری) شراب نہ تھی۔

٦١٢٢ — شرح : باب کے عنوان کے معنی یہ ہیں ،، اَلْخَمْرُ الْكَائِنَةُ مِنَ الْعِنَبِ ،، انگور سے بنی ہوئی شراب۔ یہ انگور کے غیر سے بنی ہوئی شراب کے منافی نہیں۔ اگر اَلْخَمْرُ مبتداء اور ،، مِنَ الْعِنَبِ ،، خبر ہو تو اس وقت اس کی صورت حصر کی صورت ہوگی یعنی شراب انگور ہی سے ہے بغیر انگور کے شراب نہیں۔ یہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب کے مطابق ہے کیونکہ اُن کا مذہب یہ ہے کہ شراب انگور کا کچا پانی ہے جب اس کو جوش دیا جائے اور وہ سخت ہو کر جھاگ مارنے

marfat.com

لگے تو خمر بن جاتی ہے اور جو شراب انگور کے علاوہ کسی اور سے بنائی جائے وہ درحقیقت شراب نہیں نبیذ ہے اگر وہ نشہ دینے لگے تو اس کا پینا حرام ہے لیکن اس پہ حد واجب نہیں۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ دوسرے علماء "اَلْخَمْرُ مِنَ الْعِنَبِ" میں حصر مراد نہیں لیتے اگرچہ اس کی صورت حصر کی صورت ہے جیسے سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اس ارشاد: اَلْخَمْرُ مِنْ هَاتَيْنِ الشَّجَرَتَيْنِ اَلنَّخْلَةِ وَالْعِنَبَةِ "یعنی شراب اِن درختوں کھجور اور انگور سے ہے۔ بظاہر اس کا مقتضیٰ یہ ہے کہ خمر اِن دو درختوں میں منحصر ہے کیونکہ اَلْخَمْرُ اسم جنس ہے۔ اس میں ہر وہ شئی داخل ہوگئی جس کو خمر کہا جاتا ہے لہٰذا یہ کہنا منتفی ہوگیا کہ ان سے نکلنے والی شئی کا نام خمر رکھا جائے، حالانکہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے "کہ شراب کی تحریم نازل ہوئی جبکہ وہ پانچ اشیاء سے بنائی جاتی تھی۔ اور وہ انگور، کھجور، گندم، جو اور شہد ہیں اس تقدیر پر حدیث شریف کی تین تاویلیں ہیں۔ پہلی تاویل یہ ہے کہ "هَاتَيْنِ الشَّجَرَتَيْنِ" سے مراد اُن میں سے ایک ہے جیسے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد! يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ" میں ہے کہ رُسل صرف انسانوں سے ہیں جنّوں سے نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد: يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ" حالانکہ ان میں سے ایک سے موتی نکلتے ہیں لہٰذا حدیث سے مقصود یہ ہے کہ خمر انگور سے ہے کھجور سے نہیں ابن عمر کی حدیث کا مقصد بھی یہی ہے۔ دُوسری تاویل یہ ہے کہ اس سے مجموعی طور پہ دو درخت مراد ہیں اور جو اِن کے پھل سے عقل کو ڈھانپ لے وہ خمر ہے۔

تیسری تاویل یہ ہے کہ مُراد یہ ہے کہ شراب ان دو درختوں سے ہے اگرچہ اس کی حقیقت مختلف ہو، لیکن انگور سے مُراد وہ ہے جس سے حقیقۃً شراب سمجھی جائے اس لئے اس کو خمر کہتے ہیں وہ نشہ دے یا نہ دے کم ہو یا زیادہ اور خمر سے مُراد وہ ہے کہ جو مُسکِر ہو لہٰذا غیر مسکر اس میں داخل نہ ہوگا۔ ہر وہ شئی جو انگور کا غیر ہے اس پر خمر کے اطلاق کی یہی تاویل ہے۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جو شئی مُسکِر ہو اس پہ خمر کا اطلاق کرتے ہیں، چنانچہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے روائت کی کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ" ہر مسکر شراب اور ہر مسکر حرام ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ اس کو حالتِ سکر میں خمر کہا جاتا ہے اگر اس میں سُکر کی حالت نہ ہو تو اسے خمر نہیں کہتے بخلاف انگور کو جوش دینے سے سخت ہو جائے وہ بہرحال خمر ہے مسکر ہو یا نہ ہو۔ اس کی دلیل سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد ہے: اَلْخَمْرُ مَا خَمَرَ الْعَقْلَ"، خمر وہ ہے جو عقل کو ڈھانپ لے اس کو مخامرۃ العقل کے وقت خمر کہا جاتا ہے انگور کی شراب میں یہ بات نہیں۔

وہ بہرحال شراب ہے اس میں مخامرۃ العقل پایا جائے یا نہ پایا جائے۔ واللہ ورسولہ اعلم! (عینی)

marfat.com

٦١٢٣ــــ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ شِهَابٍ عَبْدُ رَبِّهٖ بْنُ نَافِعٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ اَنَسٍ قَالَ حُرِّمَتْ عَلَيْنَا الْخَمْرُ حِيْنَ حُرِّمَتْ وَمَا نَجِدُ يَعْنِيْ بِالْمَدِيْنَةِ خَمْرَ الْاَعْنَابِ اِلَّا قَلِيْلًا وَعَامَّةُ خَمْرِنَا الْبُسْرُ وَالتَّمْرُ

ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ نے کہا ہم پر شراب حرام کی گئی جس وقت حرام کی گئی ہم مدینہ منورہ میں انگور کی شراب بہت تھوڑی پاتے تھے۔ عموماً ہماری شراب بُسر اور تمر کی (کھجور) تھی۔

٦١٢٣ــــ

شرح : شراب کی تحریم فتح مکہ کے سال فتح مکہ سے پہلے ہوئی۔ دمیاطی نے کہا تحریم خمر حدیبیہ کے سال چھ ہجری میں ہوئی محمد ابن اسحاق نے کہا بنی نضیر کے واقعہ میں حرام ہوئی اور وہ اُحد کے بعد چار ہجری کو ہوا تھا۔ لیکن یہ صحیح نہیں کیونکہ جب شراب حرام ہوئی اس وقت حضرت انس رضی اللہ عنہ شراب کے ساقی تھے۔ اُنھوں نے جب سُنا تو فوراً شراب سے بھرے ہوئے مٹکے بہادیئے اور چار ہجری میں اگر تحریم خمر ہو تو اس وقت انس بہت چھوٹے تھے۔ جب شراب حرام ہوئی اس وقت مدینہ منورہ میں صرف انگور کی شراب تھی اور وہ بھی بہت کم تھی اس کے علاوہ (بُسر) کچی کھجور اور (تمر) خشک پکی ہوئی کھجوروں کے نبیذ تھے۔

قولہ عَامَّةُ خَمْرِنَا الْبُسْرُ وَالتَّمْرُ، کھجور کے پھل کے چار مرتبے ہیں "طلع"، دوسرا "خلال" تیسرا "بُسر" چوتھا "رطب"۔ اگر سوال پوچھا جائے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جس وقت شراب حرام ہوئی اس وقت انگوری شراب کے علاوہ عام شراب کچی پکی کھجور سے بنائی جاتی تھی، حالانکہ پہلی حدیث میں ہے اس وقت صرف انگوری شراب تھی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مطلق خمر کا اطلاق انگوری شراب پر ہوتا ہے اور بوقتِ اطلاق ذہن اسی طرف جاتا ہے۔ مُہلب نے کہا یہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ شراب صرف انگور سے بنائی جاتی ہے۔ یہ حضرات صحابہ کرام اور عرب کے فصحاء اور سمجھدار لوگوں نے کہا کہ خمر پانچ اشیاء سے بنائی جاتی ہے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کی قرآن سے حکائت کی اور کہا خمر وہ ہے جو عقل کو ڈھانپ لے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر شریف پر یہ خطبہ دیا جبکہ مہاجرین و انصار صحابہ کرام موجود تھے اور کسی نے اس کا انکار نہ کیا لہٰذا اس پر صحابہ کا اجماع ہوگیا اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے علماء کوفہ کا کہنا کہ خمر صرف انگوری ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے قول کہ شراب پانچ اشیاء سے ہے کے منافی نہیں کیونکہ اُنھوں نے اپنے کلام میں حقیقت اور مجاز دونوں کو استعمال کیا ہے اور ان کا پانچ

marfat.com

٦١٢٤ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ اَبِىْ حَيَّانَ قَالَ حَدَّثَنَا عَامِرٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَامَ عُمَرُ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ اَمَّا بَعْدُ نَزَلَ تَحْرِيْمُ الْخَمْرِ وَهِىَ مِنْ خَمْسَةٍ اَلْعِنَبِ وَالتَّمْرِ وَالْعَسَلِ وَالْحِنْطَةِ وَالشَّعِيْرِ وَالْخَمْرُ مَا خَامَرَ الْعَقْلَ

بَابُ نَزَلَ تَحْرِيْمُ الْخَمْرِ وَهِىَ مِنَ الْبُسْرِ وَالتَّمْرِ

٦١٢٥ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِىْ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ طَلْحَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنْتُ اَسْقِىْ اَبَا عُبَيْدَةَ وَاَبَا طَلْحَةَ وَاُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ مِنْ فَضِيْخٍ زَهْوٍ وَتَمْرٍ فَجَاءَهُمْ اٰتٍ فَقَالَ اِنَّ الْخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ فَقَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ قُمْ يَا اَنَسُ فَاَهْرِقْهَا

فَاَهْرَقْتُهَا

اشیاء پر خمر کا اطلاق کرنا بطورِ حقیقت نہیں بلکہ اُنھوں نے صرف یہ کہا ہے کہ خمر کو اس لئے یہ نام دیا گیا ہے کہ وہ عقل کو ڈھانپ لیتی ہے۔ اس حیثیت سے ان کا انکار نہیں اس کی پہلے وضاحت کر دی گئی ہے۔ الحاصل حقیقۃً شراب انگوری ہے جس کے کم و بیش پینے سے حد واجب ہے اگرچہ مسکر نہ ہو اور اس کے ماسوٰی پر شراب کا اطلاق صرف اس لئے ہے کہ وہ عقل کو ڈھانپ لیتی ہیں جب وہ حدِ سکر کو پہنچ جائیں تو اُن پر خمر کا اطلاق ہوتا ہے اور حد واجب ہوتی ہے (عینی)

٦١٢٤ — ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا عمر فاروق نے ممبر شریف پر خطبہ دیا اور فرمایا شراب کی تحریم نازل ہوئی ہے اور یہ پانچ اشیاء سے بنائی جاتی ہے وہ انگور، کھجور، شہد، گندم اور جَو ہیں اور خمر وہ ہے جو عقل کو چھپا دے۔

٦١٢٤ — شرح : خمر کی یہ تعریف کہ وہ عقل کو ڈھانپ لیتی ہے۔ عرفی تعریف ہے لغت کے اعتبار سے خمر انگور کا کچا پانی ہے جو سخت ہو جائے یہ تھوڑا پینے سے بھی حدّ واجب ہے بخلاف مذکورہ اشیاء کے اُن سے اس وقت حد واجب ہوتی ہے جب وہ نشہ دیں۔

marfat.com

٦١٢٦ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ
أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا قَالَ كُنْتُ قَائِمًا عَلَى الْحَيِّ أَسْقِيهِمْ عُمُومَتِي وَأَنَا
أَصْغَرُهُمْ الْفَضِيخَ فَقِيلَ حُرِّمَتِ الْخَمْرُ فَقَالُوا اكْفَأْهَا فَكَفَأْنَا قُلْتُ
لِأَنَسٍ مَا شَرَابُهُمْ قَالَ رُطَبٌ وَبُسْرٌ فَقَالَ أَبُوبَكْرِ بْنُ أَنَسٍ وَكَانَتْ
خَمْرَهُمْ فَلَمْ يُنْكِرْ أَنَسٌ وَحَدَّثَنِي بَعْضُ أَصْحَابِي أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسًا

بابٌ شراب کی حُرمت نازل ہُوئی، حالانکہ اس وقت تر اور خشک کھجوروں سے شراب بنائی جاتی تھی،

ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ابوعبیدہ، ابوطلحہ اور اُبیّ ابن کعب کو کچی اور پکی کھجوروں کی شراب پلا رہا تھا۔ اُن کے پاس ایک آنے والا شخص آیا اور کہا شراب حرام کر دی گئی ہے۔ ابوطلحہ نے کہا اے انس! اُٹھو اور شراب بہا دو میں نے اسے بہا دیا۔

٦١٢٥ —

شرح : فضیخ بمعنی مکسور فَضَخ سے ماخوذ ہے اس کے معنی توڑنا ہیں۔ یہ وہ شراب ہے جو کچی کھجور سے بنائی جاتی ہے اس کو آگ مس نہیں کرتی۔ بعض نے کہا کچی کھجوروں کو توڑا جاتا ہے۔ پھر اُن میں پانی ڈال کر چھوڑ دیا جاتا ہے حتی کہ وہ جوش مارنے لگتی ہے بعض نے کہا یہ کچی پکی کھجوروں سے شراب بنائی جاتی ہے۔ بخاری کا لفظ آخری قول کے موافق ہے۔ الزّھوُ جس کھجور میں سُرخی یا زردی ظاہر ہو اسے زہو کہتے ہیں۔ یہاں علماء میں اختلافِ رائے پایا جاتا اکثر علماء نے کہا انگور کے کچے پانی کو جب وہ سخت ہو جائے حقیقۃً شراب کہا جاتا ہے اور باقی تمام نبیذوں کو مجازًا شراب کہتے ہیں۔ بعض نے کہا تمام پر حقیقۃً شراب کا اطلاق ہے (کرمانی) ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے پر شراب کو حرام کیا ہوا تھا اُنھوں نے اسلام سے پہلے جاہلیّت کے زمانہ میں شراب نہیں پی اور نہ ہی اسلام کے بعد شراب پی ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ!

٦١٢٦ — ترجمہ : مُعتمر نے اپنے والد سے روایت کی کہ اُنھوں نے کہا میں نے انس سے

marfat.com

يَقُوْلُ كَانَتْ خَمْرَهُمْ يَوْمَئِذٍ

٦١٢٧ــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِىْ بَكْرِ الْمُقَدِّمِىُّ قَالَ حَدَّثَنَا يُوْسُفُ اَبُوْمَعْشَرِ الْبَرَاءُ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ ابْنَ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِىْ بَكْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ اَنَّ الْخَمْرَ حُرِّمَتْ وَالْخَمْرُ يَوْمَئِذٍ الْبُسْرُ وَالتَّمْرُ

بَابُ الْخَمْرِ مِنَ الْعَسَلِ وَهُوَ الْبَتْعُ

وَقَالَ مَعْنٌ سَأَلْتُ مَالِكَ بْنَ اَنَسٍ عَنِ الْفُقَّاعِ فَقَالَ اِذَا لَمْ يُسْكِرْ فَلَا بَأْسَ وَقَالَ ابْنُ الدَّرَاوَرْدِىِّ سَأَلْنَاهُ عَنْهُ فَقَالُوْا لَا يُسْكِرُ لَا بَاْسَ بِهٖ

٦١٢٧ــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْبِتْعِ فَقَالَ كُلُّ شَرَابٍ اَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ

یہ سُنا کہ میں ایک قبیلہ کے پاس کھڑا اپنے چچوں کو فضیخ شراب پلا رہا تھا جبکہ میں اُن سب سے کمسن تھا اچانک کہا گیا شراب حرام کر دی گئی ہے۔ اُنھوں نے مجھے کہا اس کو بہا دو ہم نے اس کو بہا دیا میں نے انس سے کہا ان کی یہ شراب کس چیز کی تھی اُس نے کہا پکی اور کچی کھجوروں سے بنی ہُوئی تھی۔ ابوبکر بن انس نے کہا کیا ان کی شراب فضیخ تھی؟ انس نے اس کا انکار نہ کیا۔ میرے بعض ساتھیوں نے مجھے خبر دی کہ اُنھوں نے انس کو یہ کہتے ہُوئے سُنا کہ اس روز فضیخ اُن کی شراب تھی۔

٦١٢٧ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ شراب حرام کی گئی؛ حالانکہ اس روز شراب کچی اور پکی کھجوروں سے بتائی جاتی تھی۔

marfat.com

٦١٢٨ــ حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبُوسَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْبِتْعِ وَهُوَ نَبِيْذُ الْعَسَلِ وَكَانَ اَهْلُ الْيَمَنِ يَشْرَبُوْنَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ شَرَابٍ اَسْكَرَ

باب شہد کی شراب اس کا نام بِتْع ہے

بِتْع بکسر الباء وسکونِ التاء ہے۔ یہ مکھی کے شہد سے بنائی جاتی ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا بِتَع یمنی شراب ہے یمنی لوگ بِتَع کی تا مفتوح پڑھتے ہیں۔ ابن مُحَیْرِیز نے کہا میں نے ابوموسیٰ کو بصرہ کے منبر پر خطبہ دیتے ہوئے سُنا کہ مدینہ منورہ والوں کی شراب کچی اور پکی کھجوروں کی ہے۔ فارسیوں کی شراب انگوری ہے اہلِ یمن کی بتع ہے اور حبشیوں کی شراب جاول کی ہے۔

قولہ وَقَالَ مَعْنٌ "معن نے کہا میں نے مالک بن انس سے فُقّاع کے متعلق پُوچھا تو اُنھوں نے کہا جب مُسکِر نہ ہو تو حرج نہیں۔ ابن دراوردی نے کہا ہم نے اس کے متعلق علماء سے پوچھا تو اُنھوں نے کہا جو نشہ نہ دے اس میں کچھ حرج نہیں۔

شرح : فُقّاع بضم الفاء وتشدید القاف ہے خشک انگور کو توڑ کر بنائی جاتی ہے۔ اگر یہ نشہ دے تو حرام ہے ورنہ اس میں کچھ حرج نہیں۔ فُقّاع نشہ نہیں دیتی، البتہ جس برتن میں یہ بنائی جاتی ہے اس میں ایک رات گرمی میں یا دو راتیں سردی میں رہے اور بہت سخت ہو جائے تو جب بھی نشہ نہیں دیتی۔ البتہ جب سختی کی وجہ سے نشہ دے تو کم ہو یا زیادہ اس کا پینا حرام ہے۔

٦١٢٧ــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بِتَع کے متعلق پوچھا گیا تو حضور نے فرمایا جو شراب نشہ دے وہ حرام ہے

٦١٢٧ــ شرح : ممکن ہے کہ حدیث میں مذکور سائل حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ ہوں کیونکہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یمن کا حاکم مقرر کر کے بھیجا تھا۔ اُنہوں نے حضور سے پوچھا کہ یمن والے شہد کی شراب بناتے ہیں اس کا حکم کیا ہے۔ حضور نے فرمایا ہر وہ شراب جو نشہ دے حرام ہے (حدیث ٢٤١٤ ج : ا کی شرح دیکھیں)

marfat.com

فَهُوَ حَرَامٌ وَعَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَنْتَبِذُوْا فِی الدُّبَّاءِ وَلَا فِی الْمُزَفَّتِ وَ كَانَ اَبُوْهُرَيْرَةَ يُلْحِقُ مَعَهَا الْحَنْتَمَ وَالنَّقِيْرَ

بَابُ مَا جَاءَ فِیْ اَنَّ الْخَمْرَ مَا خَامَرَ الْعَقْلَ مِنَ الشَّرَابِ

٦١٢٩ — حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اَبِیْ رَجَاءٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ اَبِیْ حَيَّانَ التَّيْمِیِّ عَنِ الشَّعْبِیِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ خَطَبَ عُمَرُ عَلٰى مِنْبَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّهٗ قَدْ نَزَلَ تَحْرِيْمُ الْخَمْرِ وَهِیَ

٦١٢٨ — ترجمہ : ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شہد کی شراب کے متعلق پوچھا گیا۔ بتع شہد کا نبیذ ہے یمن والے لوگ اس کو پیتے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر شراب جو نشہ دے وہ حرام ہے۔ زہری نے کہا مجھے انس بن مالک نے خبر دی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کدو اور تارکول کے برتنوں میں نبیذ نہ بناؤ۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ان دونوں برتنوں کے ساتھ حنتم اور نقر کو بھی ذکر کرتے تھے۔

٦١٢٨ — شرح : قولہ کل شراب اسکر فہو حرام ،، یہ جملہ جوامع الکلم سے ہے؛ کیونکہ حضور سے شہد کی شراب کے متعلق پوچھا گیا تھا تو آپ نے ہر مشروب مُسکِر سے جواب دیا (حدیث ٢٤٢١ ج : ا کی شرح دیکھیں)

باب خمر وہ شراب ہے جو عقل کو ڈھانپ لے، میں جو روایات وارد ہیں

marfat.com

مِنْ خَمْسَةِ اَشْيَاءَ اَلْعِنَبِ وَالتَّمْرِ وَالْحِنْطَةِ وَالشَّعِيْرِ وَالْعَسَلِ وَالْخَمْرُ
مَا خَامَرَ الْعَقْلَ وَثَلٰثَةٌ وَدِدْتُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ
يُفَارِقْنَا حَتّٰى يَعْهَدَ اِلَيْنَا عَهْدًا اَلْجَدُّ وَالْكَلَالَةُ وَاَبْوَابٌ مِنْ اَبْوَابِ
الرِّبَا قَالَ قُلْتُ يَا اَبَا عَمْرٍو فَشَيْءٌ يُصْنَعُ بِالسِّنْدِ مِنَ الرُّزِّ قَالَ ذَاكَ لَمْ
يَكُنْ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ قَالَ عَلٰى عَهْدِ عُمَرَ وَقَالَ
حَجَّاجٌ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ اَبِيْ حَيَّانَ مَكَانَ الْعِنَبِ الزَّبِيْبُ

٦١٣٠ — حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ
عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي السَّفَرِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ قَالَ الْخَمْرُ تُصْنَعُ
مِنْ خَمْسَةٍ مِنَ الزَّبِيْبِ وَالتَّمْرِ وَالْحِنْطَةِ وَالشَّعِيْرِ وَالْعَسَلِ

٦١٢٩ — ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر شریف پر خطبہ دیا اور فرمایا شراب کی تحریم نازل ہوئی اور وہ پانچ اشیاء انگور، کھجور، گندم، جَو اور شہد سے ہے۔ خمر وہ ہے جو عقل کو ڈھانپ لے۔ تین اشیاء میری خواہش تھی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے جُدا نہ ہوتے حتی کہ وہ ہم سے شافی بیان فرماتے۔ دادا کا ترکہ، کلالہ کا مسئلہ اور سود کے مسائل ابو حیان نے کہا میں نے کہا اے ابا عمرو ایک شراب سندھ میں چاولوں سے بنائی جاتی ہے (اس کا حکم کیا ہے) اُنہوں نے کہا وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نہ تھی یا کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد میں نہ تھی۔ حجاج نے حماد سے اُنھوں نے ابو حیان سے انگور کی جگہ منقہ کہا ہے۔

٦١٣٠ — ترجمہ : عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا شراب پانچ چیزوں سے بنائی جاتی ہے وہ منقہ، کھجور، گندم، جَو اور شہد ہیں۔

٦١٢٩ - ٦١٣٠ — شرح : حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے کلام سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس آیت کریمہ میں خمر سے مراد وہ ہے جو ان

marfat.com

بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ يَسْتَحِلُّ الْخَمْرَ وَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ وَقَالَ هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ

٦١٣١ــ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنِ يَزِيْدَ بْنِ جَابِرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَطِيَّةُ بْنُ قَيْسٍ الْكِلَابِيُّ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ

پانچ اشیاء سے بنائی جاتی ہے صرف انگوری شراب مراد نہیں ،لیکن ان پر خمر کا اطلاق حقیقی نہیں بلکہ بطورِ تشبیہ ہے ؛ چنانچہ حدیث ع ٦١٢٢ کی شرح میں اس کی تفصیل گزری ہے۔

خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مذکور پانچ اقسام ذکر کی ہیں، کیونکہ اُن کے زمانہ میں انہی کے نام مشہور تھے۔ عام طور پر مدینہ منورہ میں نہ پائی جاتی تھیں، کیونکہ گندم اور شہد وغیرہ تو بالکل نایاب تھے اس لئے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ میں معروف اشیاء کو ذکر کیا اور چاول وغیرہ سے جو بنایا جاتا ہے۔ اگر وہ عقل کو ڈھانپ لیتا ہے اور اِن کی طرح نشہ دیتا ہے تو اُس کو بھی اسی اعتبار سے خمر کہا جاتا ہے۔ تین اشیاء میں سے ایک دادا کی وراثت کا مسئلہ ہے کہ وہ بھائی کے لئے حاجب ہے یا اس کے ہوتے ہوئے خود محجوب ہو جاتا ہے یا اس کے ساتھ مقاسمہ کرتا ہے۔ اس میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بہت اختلاف پایا جاتا ہے۔ دُوسرا کلالہ کا مسئلہ ہے۔ جس کی اولاد اور والد نہیں ہوتے ہیں۔

تیسرا مسئلہ سود کے مسائل ہیں۔ چاول کی شراب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں معروف نہ تھی اور نہ ہی مدینہ منورہ میں پائی جاتی تھی۔

قولہ وقَالَ حجاج ،، حجاج امام بخاری کے استاذ ہیں۔ وہ حماد بن سلمہ کے ذریعہ ابی حیان سے ذکر کرتے ہیں۔ یعنی حجاج بن منہال نے مذکور حدیث میں عِنَب کی جگہ زبیب کو ذکر کیا ہے اور اُنہوں نے یہ حدیث ابوحیان سے اسی اسناد اور متن کے ساتھ عنب کا بدل زبیب ذکر کیا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ حجاج سے بطورِ مذاکرہ ذکر کیا ہے جبکہ ابن عبدالبر نے مسند میں موصول ذکر کیا ہے (عینی)

صاحب ہدایہ نے ذکر کیا ہمارے نزدیک شرابِ (خمر) وہ ہے جو انگور کا پچوڑ سخت ہو جائے اہل لغت کا اس پر اتفاق ہے کہ خمر انگور کے عصیر کے ساتھ مختص ہے نیز خمر کی تحریم قطعی ہے اور انگوری شراب کے سوا دوسروں کی تحریم ظنی ہے اور خمر کو اس لئے خمر نہیں کہا جاتا ہے کہ وہ عقل کو ڈھانپ لیتی ہے بلکہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ مسکر ہو جاتی ہے اور یہ انگوری شراب کے ساتھ خاص ہے جیسے نجم ظہور سے مشتق ہے پھر وہ ثریا کے ساتھ مختص ہو گیا ہے۔ اہلِ لغت کو اس میں اتفاق ہے کہ شراب انگور کی ہے اور جو دُوسری اشیاء سے

marfat.com

ابْنِ غَنْمٍ الْاَشْعَرِیُّ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْعَامِرٍ اَوْ اَبُوْمَالِكِ الْاَشْعَرِیُّ وَاللّٰهِ مَاكَذَبَنِیْ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَیَكُوْنَنَّ مِنْ اُمَّتِیْ اَقْوَامٌ یَسْتَحِلُّوْنَ الْحِرَّ وَالْحَرِیْرَ وَالْخَمْرَ وَالْمَعَازِفَ وَلَیَنْزِلَنَّ اَقْوَامٌ اِلٰی جَنْبِ عَلَمٍ یَرُوْحُ عَلَیْهِمْ بِسَارِحَةٍ لَهُمْ تَاْتِیْهِمْ یَعْنِی الْفَقِیْرُ لِحَاجَةٍ فَیَقُوْلُوْنَ ارْجِعْ اِلَیْنَا غَدًا فَیُبَیِّتُهُمُ اللّٰهُ وَیَضَعُ الْعَلَمَ وَیَمْسَخُ اٰخَرِیْنَ قِرَدَةً وَخَنَازِیْرَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ

بنائی جاتی ہے اس کو مجازاً خمر کہتے ہیں۔ کَمَا مَرَّ تفصیلہ (حدیث ع ۴۳۰۶ ج : ۶ کی شرح دیکھیں) نیز حدیث : ع ۲۳۰۱ ج : ۳ کی شرح دیکھیں

باب جو شراب کو حلال جانے اور اس کا کوئی اور نام رکھے ،، میں روایات ،،

۶۱۳۱ ــــ ترجمہ : عبدالرحمٰن بن غنم اشعری نے بیان کیا کہ مجھے ابوعامر یا ابومالک اشعری نے کہا بخدا! اُس نے مجھ سے جھوٹ نہیں بولا کہ اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا میری امت سے ایسے لوگ ہوں گے جو زنا، ریشم اور شراب اور لہو کے آلات حلال سمجھیں گے اور لوگ پہاڑ کے دامن میں اُتریں گے رات کو اُن کے جانور آئیں گے تو اُن کے پاس حاجت مند فقیر آئے گا وُہ اُسے کہیں گے اب واپس چلا جا کل ہمارے پاس آؤ تو رات ہی کو اللہ تعالیٰ انہیں ہلاک کر دے گا اور اُن پر پہاڑ رکھ دے گا اور دوسروں کو بندر اور خنزیر مسخ کر دے گا۔ قیامت تک اسی طرح رہیں گے ،،

۶۱۳۱ ــــ شرح : بعض علماء نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے کیونکہ امام بخاری نے شک کی وجہ سے اُس کو مُسند نہیں کیا اور کہا ابوعامر یا ابومالک نے کہا۔ لیکن یہ صحیح نہیں کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سب عادل ہیں۔ لہٰذا صحابی میں تردید مُضر نہیں اور ،، واللہ ماکذبنی ،، صحابی کے صدق میں مبالغہ ہے کیونکہ صحابہ کی عدالت معروف ہے۔ یہ بات مخفی نہیں کہ معصیت کو حلال جاننا کفر ہے لہٰذا اس جماعت کو اُمتی کہنا پہلے زمانہ کے اعتبار سے ہے۔ اگر وہ تاویل کے ساتھ حرام جانیں گے تو اُمت ہے

marfat.com

بَابُ الْاِنْتِبَاذِ فِي الْاَوْعِيَةِ وَالتَّوْرِ

٦١٣٢ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِي حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ سَهْلًا يَقُوْلُ اَتَى اَبُوْ اُسَيْدِ نِ السَّاعِدِيُّ فَدَعَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عُرْسِهٖ فَكَانَتِ امْرَاتُهٗ خَادِمَهُمْ وَهِيَ الْعَرُوْسُ قَالَتْ اَتَدْرُوْنَ مَا سَقَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْقَعَتْ لَهٗ تَمَرَاتٍ مِنَ اللَّيْلِ فِيْ تَوْرٍ

خارج نہ ہوں گے۔ قولہ یَسْتَحِلُّوْنَ الْحِرَّ بکسر الحاء وتخفیف الرّاء بمعنی فرج (شرمگاہ) ہے یعنی لوگ زنا حلال سمجھیں گے۔ قولہ وَالْمَعَازِفَ ،، مَعْزِفہ کی جمع بمعنی آلاتِ لہو ولعب ہے۔ احادیث میں وارد ہے کہ اس امت میں خسف و مسخ ہوگا۔ حدیث شریف میں ہے کہ لوگوں کے سینوں سے قرآن نکل جائے گا اور خشوع و خضوع اور امانت اُن میں نہ رہے گی۔ اس سے بڑھ کر مسخ کیا ہوگا؟ خطابی نے کہا دُوسری اُمتوں کی طرح اس اُمت میں بھی خسف و مسخ ہوگا۔ بعض نے کہا لوگوں کے دل مسخ ہوجائیں گے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے سعید بن منصور کی کتاب میں اُن کے اسناد کے ذریعہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع ذکر کیا کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آخر زمانہ میں میری اُمت سے لوگ بندر اور خنزیر ہوجائیں گے۔ لوگوں نے عرض کیا یارسُولَ اللہ وہ توحید و رسالت کی گواہی دیتے ہوں گے؟ فرمایا ہاں وہ نمازیں پڑھیں گے، روزے رکھیں گے، حج کریں گے لوگوں نے عرض کیا یا رسُولَ اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! پھر وہ ایسے کیوں ہوجائیں گے۔ حضور نے فرمایا وہ آلاتِ لہو اپنائیں گے۔ گانے کی آوازیں پسند کریں گے اور دُفیں بجائیں گے اور شراب پئیں گے وہ لہو ولعب اور شراب نوشی میں رات گزاریں گے اور صبح کو بندر اور خنزیر ہوجائیں گے۔

امام ترمذی کے نوادر میں ابوامامہ سے روایت ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اُمت میں خوف وہراس طاری ہوگا تو لوگ اپنے علماء کے پاس جائیں گے۔ اچانک وہ بندر اور سُور ہوں گے۔ واللہ اعلم!

باب برتنوں اور پتھر کے برتن میں نبیذ بنانا

٦١٣٢ — ترجمہ: ابوحازم نے کہا میں نے سہل کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ ابواُسید ساعدی

marfat.com

بَابُ تَرْخِيصِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْاَوْعِيَةِ وَالظُّرُوفِ بَعْدَ النَّهْيِ

٦١٣٣ــــ حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسٰى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَبُوْ اَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الظُّرُوفِ فَقَالَتِ الْاَنْصَارُ اِنَّهٗ لَا بُدَّ لَنَا مِنْهَا قَالَ فَلَا اِذًا وَقَالَ خَلِيْفَةُ حَدَّثَنَا يَحْيٰى ابْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرٍ بِهٰذَا

آئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی شادی میں دعوت دی اس کی بیوی حضرات صحابہ کرام جو مدعو تھے کی خادم تھی، حالانکہ وہ دلہن تھی۔ کہا گیا تم جانتے ہو کہ اُس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا پلایا تھا اُس نے رات کو پتھر کے برتن میں کھجوریں بھگو رکھی تھیں۔

٦١٣٢ــــ شرح : کھجوروں کو پانی میں بھگونے کو نَقِیع کہتے ہیں۔ مہلب نے کہا اگر نقیع سخت نہ ہو تو حلال ہے۔ جب سخت ہو جائے اور جوش مارے تو حرام ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے یہ بھی شرط کی ہے کہ اس کی جھاگ ظاہر ہو؛ لیکن امام ابو یوسف اور امام محمد رضی اللہ عنہما نے کہا محض سخت ہونے اور جوش مارنے سے حرام ہو جائے گا

باب سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا برتنوں میں نبیذ سے منع کرنے کے بعد رخصت دینا

٦١٣٣ــــ ترجمہ : جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مخصوص برتنوں کے استعمال سے منع فرمایا انصار نے کہا ہمارے لئے اُن سے خلاصی نہیں تو فرمایا اس وقت

marfat.com

٦١٣٤ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ بِهٰذَا وَقَالَ لَمَّا نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْاَوْعِيَةِ

٦١٣٥ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ اَبِيْ مُسْلِمٍ الْاَحْوَلِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ اَبِيْ عِيَاضٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ لَمَّا نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْاَسْقِيَةِ قِيْلَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ كُلُّ النَّاسِ يَجِدُ سِقَاءً فَرَخَّصَ لَهُمْ فِي الْجَرِّ غَيْرِ الْمُزَفَّتِ

جبکہ تمہیں ان کے بغیر چارہ نہیں ان کے استعمال کی ممانعت نہیں۔ یحییٰ بن سعید نے سفیان، منصور، سالم بن ابی الجعد کے ذریعہ حضرت جابر سے یہ حدیث بیان کی "

٦١٣٤ — شرح : یعنی ان برتنوں کی احتیاجی نہ ہونے کے باعث ان سے منع کیا گیا تھا جب یہ ظاہر ہُوا کہ ان کے بغیر کوئی چارہ نہیں اور انہیں ان کے استعمال کی شدید حاجت ہے تو استعمال کرنے کی اجازت دے دی یا فی الحال وحی کے نزول کے سبب نہی منسوخ ہوگئی تھی یا اس مسئلہ میں سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے پر حکم موقوف تھا۔ نیز یہ نہی تحریمی نہ تھی اور جو حکم معنی کے اعتبار سے ممنوع ہو وہ معنی زائل ہونے کے باعث نہی بھی زائل ہو جاتی ہے جیسے راستہ میں بیٹھنے سے لوگوں کو اس لئے منع کیا تھا کہ مسلمانوں کے حقوق ادا نہ کرتے تھے۔ اور جب وہ یہ حکم بجا لائے تو ممانعت بھی ختم کر دی۔ راستہ کا حکم یہ تھا کہ راہ گزر کے سلام کا جواب دیں اور نظریں نیچی رکھیں جب اُنھوں نے یہ بجا لانے کا اعتراف کر لیا تو راستہ میں بیٹھنے کی اجازت دے دی۔

٦١٣٤ — ترجمہ : عبداللہ بن محمد نے کہا ہم سے سفیان نے یہ حدیث بیان کی جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکور مخصوص برتنوں سے منع فرمایا۔

٦١٣٥ — ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشکیزوں کے سوا دوسرے مخصوص برتنوں میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

٦١٣٦ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيٰنَ حَدَّثَنِيْ سُلَيْمٰنُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنِ الْحٰرِثِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ عَلِيٍّ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ

٦١٣٧ — حَدَّثَنَا عُثْمٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا حَدَّثَنِيْ عُثْمٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ قُلْتُ لِلْاَسْوَدِ هَلْ سَأَلْتَ عَائِشَةَ اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَمَّا يُكْرَهُ اَنْ يُنْتَبَذَ فِيْهِ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ يَا اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَنْ مَا نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُنْتَبَذَ فِيْهِ قَالَتْ نَهَانَا اَهْلَ الْبَيْتِ اَنْ نَنْتَبِذَ فِي الدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ قُلْتُ اَمَا ذَكَرْتِ الْجَرَّ وَالْحَنْتَمَ قَالَ اِنَّمَا اُحَدِّثُكَ مَا سَمِعْتُ اَنَا اُحَدِّثُكَ مَا لَمْ اَسْمَعْ

سے عرض کیا گیا کہ ہر شخص مشکیزہ نہیں پاتا تو حضور نے تارکول کے برتن کے علاوہ مٹکے میں نبیذ بنانے کی رخصت دی۔

٦١٣٥ — شرح : کرمانی نے کہا اس کلام کے سیاق کا مقتضیٰ یہ ہے کہ کلام میں لفظ اِلَّا،، پڑھا جائے یعنی نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْاَوْعِيَةِ اِلَّا عَنِ الْاَسْقِيَةِ،، کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظروف میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا مگر مشکیزوں سے منع نہیں فرمایا۔

٦١٣٦ — ترجمہ : حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کدو اور تارکول کے برتنوں میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا۔ عثمان بن ابی شیبہ نے جریر بن عبدالحمید کے ذریعہ سلیمان الاعمش سے یہ حدیث بیان کی۔

(پہلی حدیث میں صرف مٹکے کا ذکر تھا اس حدیث میں تارکول کے برتن کو بھی ذکر کر دیا)

٦١٣٧ — ترجمہ : ابراہیم نخعی نے کہا میں نے اسود سے کہا کیا تم نے المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے اُن برتنوں کے متعلق پوچھا ہے جن میں نبیذ بنانا مکروہ ہے۔ اسود نے کہا ہاں (پوچھا ہے میں نے کہا) یا ام المؤمنین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کن برتنوں میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا ہے؟

marfat.com

٦١٣٨ــــ حَدَّثَنَا مُوسٰی بن اسمٰعیل قَالَ حَدَّثَنَا عبدالواحد قَالَ حَدَّثَنَا عبدالواحد قَالَ حَدَّثَنَا الشَّیْبَانِی قَالَ سمعت عبدَ اللہ ابن ابی اوفیٰ قَالَ نہی النبیّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عن الجَرِّ الاَخْضَر قلت ایشرَب فی الاَبیض قَالَ لا **بَابُ نقیع التَّمْرِ مالَمْ یُسْکِر**

ام المؤمنین نے فرمایا ہم اہلبیت کو کدو اور تارکول کے برتنوں میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا میں نے کہا کیا آپ نے جرّ اور حَنْتَم کو ذکر نہیں کیا۔ اُنھوں نے کہا میں تم سے وہی بیان کرتا ہوں جو میں نے سُنا ہے کیا میں وہ بیان کروں جو میں نے نہیں سُنا؟

٦١٣٧ــــ شرح : قولہ اَھْلَ الْبَیْتِ ،، اختصاص کے طور پر منصوب ہے یا "نَھَانَا" میں ضمیر منصوب سے بدل ہے۔ قولہ قلتُ اما ذکرت، میں قائل ابراہیم نخعی ہیں اسود سے خطاب کرتے ہیں۔ حَنْتَمٌ ،، سبز مٹکے ہیں جن میں مدینہ منورہ میں شراب لائی جاتی تھی۔ اس کا واحد حَنْتَمَۃٌ ہے۔ ان میں نبیذ بنانے سے اس لئے منع فرمایا کہ ان میں شراب کے اثر کے باعث نبیذ جلد سخت ہو جاتا ہے اور نشہ دینے لگتا ہے۔

٦١٣٨ــــ ترجمہ : عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سبز مٹکوں میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا میں نے کہا کیا سفید مٹکوں میں نبیذ پی لیا کریں

٦١٣٨ــــ شرح : یعنی جو حکم سبز مٹکے کا ہے۔ وہی سفید مٹکے کا ہے۔ سبز مٹکے کو صرف اس لئے ذکر کیا ہے کہ ان کی عادت تھی کہ وہ غالباً سبز مٹکوں میں نبیذ بنایا کرتے تھے۔ لہٰذا ،، اخضر ،، کی قید احترازی نہیں یہ واقع کا بیان ہے۔ بذاتِ خود برتنوں کو تحلیل و تحریم میں دخل نہیں امام شافعی رضی اللہ عنہ نے سفیان، ابو اسحاق کے ذریعے ابن ابی اوفیٰ سے روائت کی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سبز، سفید اور سُرخ مٹکوں میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا۔ خلاصہ یہ کہ نہی کا تعلق اسکار (نشہ دینا) سے ہے۔ سبز یا سفیدی وغیرہ سے نہیں۔

باب کھجور کا شیرہ جب تک نشہ نہ دے

٦١٣٩ــــ ترجمہ : ابو حازم نے کہا میں نے سہل بن ساعدی سے سُنا کہ ابو اُسید ساعدی

marfat.com

٦١٣٩ — حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقَارِيُّ عَنْ اَبِي حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ اَنَّ اَبَا اُسَيْدٍ السَّاعِدِيَّ دَعَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُرْسِهٖ فَكَانَتِ امْرَاَتُهٗ خَادِمَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَهِيَ الْعَرُوْسُ فَقَالَتْ مَا تَدْرُوْنَ مَا اَنْقَعْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْقَعَتْ لَهٗ تَمَرَاتٍ مِّنَ اللَّيْلِ فِيْ تَوْرٍ

بَابُ الْبَاذِقِ وَمَنْ نَهٰى عَنْ كُلِّ مُسْكِرٍ مِنَ الْاَشْرِبَةِ

وَرَاٰى عُمَرُ وَاَبُوْ عُبَيْدَةَ وَمُعَاذٌ شُرْبَ الطِّلَاءِ عَلَى الثُّلُثِ وَشَرِبَ الْبَرَاءُ وَاَبُوْ جُحَيْفَةَ عَلَى النِّصْفِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَشْرَبُ الْعَصِيْرَ مَادَامَ طَرِيًّا وَقَالَ عُمَرُ وَجَدْتُ مِنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ رِيْحَ شَرَابٍ وَاَنَا سَائِلٌ عَنْهُ فَاِنْ كَانَ يُسْكِرُ جَلَدْتُهٗ

نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی شادی میں دعوت دی اس دن ان کی بیوی ان کی خادم تھی، حالانکہ وہ دلہن تھی۔ اُس نے کہا تم نہیں جانتے ہو کہ میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کیا نقیع کیا تھا میں نے رات کو کھجوریں پتھر کے برتن میں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھگو رکھی تھیں۔

(حدیث : ع ٦١٣٢ ج : ٨ کی شرح دیکھیں)

باب بَاذِق اور جس نے ہر نشہ اور شراب سے منع کیا ،،

بَاذِق باذہ کا مُعرّب ہے یہ فارسی لفظ ہے اور وہ پختہ شراب ہے۔ بعض نے کہا باذوق وہ ہے جو پکانے سے دو تہائی جاتا رہے اور ایک تہائی باقی رہ جاتا ہے۔ اس کو مثلث بھی کہتے ہیں۔ یہ شراب

marfat.com

٦١٤٠ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا سُفْيٰنُ عَنْ اَبِى الْجُوَيْرِيَةِ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ الْبَاذِقِ فَقَالَ سَبَقَ مُحَمَّدٌ الْبَاذِقَ فَمَا اَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ قَالَ اَلشَّرَابُ الْحَلَالُ الطَّيِّبُ قَالَ لَيْسَ بَعْدَ الْحَلَالِ الطَّيِّبِ اِلَّا الْحَرَامُ الْخَبِيْثُ

کی قسم ہے۔ احناف کے نزدیک یہ انگوروں کا نچوڑ ہے جب اس کو پکایا جائے اور دو تہائی سے کم جاتا رہے۔ اس کو طلاء بھی کہتے ہیں اس کو پینا حرام ہے۔ بعض نے کہا طلاء وہ ہے جو ایک تہائی جاتا رہے اور دو تہائی باقی رہ جائے اگر نصف جاتا رہے تو اس کو مُنَصَّف کہتے ہیں۔ اگر تھوڑا سا پکایا جائے تو وہ باذق ہے۔ جب یہ جوش مارنے لگیں اور سخت ہو کر ان پر جھاگ آجائے تو ان کو پینا حرام ہے۔ اسی طرح تر کھجوروں کا نقیع بھی جب جوش مارنے لگے اور سخت ہو کر جھاگ مارے تو اس کو بھی پینا حرام ہے۔ یہی حال منصّف کا ہے جب جوش مارنے لگے اور سخت ہو کر جھاگ مارے تو اس کو بھی پینا حرام ہے، لیکن ان اشیاء کی حرمت شراب کی حرمت سے کم ہے۔ حتی کہ ان کو حلال جاننے والا کافر نہیں اور جب تک یہ نشہ نہ دیں ان کو پینے سے حد واجب نہیں۔ یہ ملکے سے پلید ہیں (عینی)

قولہ رأی عمر الخ حضرت عمر فاروق، ابوعبیدہ بن جراح اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہم نے کہا جب عصیرِ عنب پکایا جائے اور وہ ایک تہائی باقی رہ جائے اور دو تہائی جاتا رہے تو وہ طلاء ہے اس کو پینا جائز ہے۔ حضرت براء بن عازب اور ابوجحیفہ وہب بن عبداللہ نے مُنَصَّف پیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا جب تک تازہ رہے پیو۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے عبیداللہ بن عمر سے شراب کی بُو پائی ہے۔ میں اس سے پوچھوں گا اگر اُس نے نشہ دیا تھا تو میں اس کو کوڑے ماروں گا۔ (اس عبارت میں حذف ہے دراصل عبارت اس طرح ہے۔ پھر عمر فاروق نے اپنے بیٹے عُبَیْدُاللہ سے پوچھا اور اس کو نشہ آور پایا تو اس کو کوڑے مارے) محض شراب کی بُو آنے سے حد کے جواز میں اہلِ علم کا اختلاف ہے صحیح تر یہ ہے کہ کسی کے منہ سے محض شراب کی بُو آنے سے حد واجب نہیں۔

جس کو نشہ آیا ہو اگر اس کا کلام خلط ملط ہے اور اس کی شرمگاہ بھی برہنہ ہو گئی ہو تو اس کو سکران کہتے ہیں۔ بعض نے کہا سکران وہ ہے جو زمین و آسمان میں امتیاز نہ کر سکے اور طول و عرض کو نہ جانے (ایسے پر حد واجب ہے)

٦١٤٠ — ترجمہ: ابوجویریہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے باذق کے متعلق پوچھا تو اُنھوں نے کہا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم باذق کا حکم

marfat.com

٦١٤١ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُحِبُّ الْحَلْوَاءَ وَالْعَسَلَ

بَابُ مَنْ رَاٰی اَنْ لَا یَخْلِطَ الْبُسْرَ وَالتَّمْرَ اِذَا كَانَ مُسْكِرًا وَاَنْ لَا یَجْعَلَ اِدَامَیْنِ فِیْ اِدَامٍ

٦١٤٢ — حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اِنِّیْ لَاَسْقِیْ اَبَا طَلْحَةَ وَاُبَادُجَانَةَ وَسُهَیْلَ بْنَ الْبَیْضَاءِ خَلِیْطَ بُسْرٍ وَّتَمْرٍ اِذْ حُرِّمَتِ الْخَمْرُ فَقَذَفْتُهَا وَاَنَا سَاقِیْهِمْ وَاَصْغَرُهُمْ

کا حکم پہلے ہی فرما گئے ہیں کہ جو نشہ دے وہ حرام ہے۔ اُس نے کہا شراب جو حلال طیّب ہے فرمایا حلال طیّب کے بعد صرف حرام خبیث ہی ہے۔

٦١٤٠ — شرح : باذق شہد کی شراب ہے۔ جب یہ نشہ دے تو اس کا نام تبدیل کرنا مفید نہیں ہے۔ جب ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سائل کو دیکھا کہ وہ اس نام کے باعث حرام شراب کو حلال جاننے کا ارادہ کرتا ہے تو یہ فرماتے ہوئے کہ جو نشہ دے حرام ہے۔ اس کو منع فرما دیا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اس کلام "کہ حلال طیّب کے بعد محض حرام خبیث ہے" کا معنیٰ یہ ہے کہ حرام میں شبہات واقع ہوتے ہیں اور وہ خبیث ہیں۔

٦١٤١ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میٹھی شئی اور شہد کو بہت پسند فرماتے تھے۔

٦١٤١ — شرح : اس حدیث کی یہاں مناسبت اس طرح ہے کہ جو پکی ہوئی چیز میٹھی ہو۔ حضور اسے بسیار پسند فرماتے تھے اور انگوروں کا نچوڑ جب نشہ آور نہ ہو میٹھا حلال طیّب ہے۔ آپ یہ کھاتے تھے اسی طرح کھجوروں کا عصیر شہد کی مثل ہے۔

marfat.com

وَاِنَّا نَعُدُّهَا يَوْمَئِذٍ الْخَمْرَ وَقَالَ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ سَمِعَ اَنَسًا ۶۱۴۳ — حَدَّثَنَا اَبُوْعَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِیْ عَطَاءٌ اَنَّهٗ سَمِعَ جَابِرًا يَقُوْلُ نَهَى النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الزَّبِيْبِ وَالتَّمْرِ وَالْبُسْرِ وَالرُّطَبِ

باب جس نے دیکھا کہ تر اور خشک کھجوروں کو ملا کر نبیذ نہ بنایا جائے جبکہ ان کو مِلانا مُسکِر ہو " اور دو سالن ایک جگہ نہ کرے "

۶۱۴۲ — ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ نے کہا میں ابوطلحہ، ابو دجانہ اور سہل بن بیضاء کو نبیذ پلا رہا تھا جو تر اور خشک سے خلط کیا ہُوا تھا۔ (جو نشہ آور تھا) اچانک شراب حرام ہوگئی تو میں نے اس کو زمین پر پھینک دیا۔ میں اُن کا ساقی تھا اور سب سے کمسن تھا۔ ہم اس روز سے خلیط کو شراب شمار کرتے تھے۔ عمرو بن حارث نے کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا کہ اُنہوں نے انس سے حدیث سُنی "

۶۱۴۲ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ حدیث مذکور حضرات اس روز تر اور خشک کھجور سے ملا ہُوا نبیذ پی رہے تھے جو مُسکِر تھا جب انہیں خمر کی تحریم کی خبر پہنچی تو اس کو زمین پر پھینک دیا اور اسے ترک کر دیا لہٰذا یہ وہ لوگ ہیں جن کی رائے میں بسر اور تمر کو ملا کر نبیذ بنانا جائز نہیں (حدیث ۶۱۲۵ کی شرح دیکھیں)

۶۱۴۳ — ترجمہ : ابن جریج سے روایت ہے کہ اُنھوں نے کہا مجھے عطاء نے خبر دی کہ اُنھوں نے جابر رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہُوئے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منقہ، خشک، تر اور پکی ہُوئی کھجوروں سے منع فرمایا۔

۶۱۴۳ — شرح : اس حدیث میں صراحۃً خلط مذکور نہیں۔ مسلم نے اس کو صراحۃً بیان کیا کہ رطب اور بسر کو اور منقہ اور خشک کھجور کو جمع نہ کرو اس میں

marfat.com

٦١٤٤ — حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى ابْنُ اَبِیْ كَثِيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ نَهَى النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّجْمَعَ بَيْنَ التَّمْرِ وَالزَّهْوِ وَالزَّبِيْبِ وَلْيُنْبَذْ كُلُّ وَاحِدٍ عَلٰى حِدَةٍ **بَابُ شُرْبِ اللَّبَنِ** وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى مِنْ بَيْنِ

حکمت یہ ہے کہ دو نوع ملانے سے ان میں بہت جلد نشہ آجاتا ہے اور وہ اس کو صرف نبیذ ہی خیال کرتے ہیں۔ کرمانی نے ذکر کیا حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے منقہ اور خشک کھجور کو اسی طرح تر اور پکی ہوئی کھجور کو ملا کر نبیذ بنانے سے منع فرمایا اس سے یہ مراد نہیں کہ ان چار میں سے ہر ایک سے منع فرمایا۔ اور نہ یہ مراد ہے کہ چاروں اور تینوں کو ملا کر نبیذ بنانے سے منع فرمایا اور نہ ہی یہ مراد ہے کہ پہلی دو اور دوسری دو کو ملانے میں تخصیص ہے کہ ان کو ملا کر نبیذ نہ بنایا جائے بلکہ مقصود یہ ہے کہ ان چاروں میں سے جن دو سے نبیذ بنایا جاتا ہے ان کو جمع نہ کیا جائے کیونکہ اس طرح سکر بہت جلد آتا ہے۔

٦١٤٤ — ترجمہ : ابو قتادہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچی اور پکی کھجور اور منقہ کو ملا کر نبیذ بنانے سے منع فرمایا اور چاہیئے کہ ان میں سے ہر ایک سے علیحدہ علیحدہ نبیذ بنایا جائے۔

٦١٤٤ — شرح : علامہ کرمانی نے کہا جمہور کا مذہب یہ ہے کہ جب تک نشہ پیدا نہ ہو یہ نہی تنزیہی ہے۔ بعض مالکی حرام کہتے ہیں۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا یہ مکروہ نہیں کیونکہ جو تنہا پکائی جائے تو حلال ہو جب اس کے ساتھ غیر کو ملا کر پکایا جائے تو بلا کراہت حلال ہے۔ البتہ یہ اسراف ہے، لیکن اس قدر اسراف مباح ہے حرام نہیں۔ ابو داؤد نے اپنے اسناد کے ساتھ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے زبیب اور کھجور کو ملا کر نبیذ بنایا جاتا ہے کبھی کھجور کو پانی میں ڈال کر اس میں منقہ ڈالا جاتا تھا لہٰذا امام ابو حنیفہ کا مسلک حدیث کے مطابق ہے۔

باب دودھ پینا

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! سرگین اور خون کے درمیان میں دودھ ستھرا پینے والوں کے لئے بہت پسند

marfat.com

فَرَثٍ وَّدَمٍ لَبَنًا خَالِصًا سَائِغًا لِلشَّارِبِيْنَ

٦١٤٥ـــ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ اُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِهٖ بِقَدَحِ لَبَنٍ وَقَدَحِ خَمْرٍ ٦١٤٦ـــ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ سَمِعَ سُفْيٰنُ حَدَّثَنَا سَالِمٌ اَبُوالنَّضْرِ اَنَّهٗ سَمِعَ عُمَيْرًا مَوْلٰى اُمِّ الْفَضْلِ يُحَدِّثُ عَنْ اُمِّ الْفَضْلِ قَالَتْ شَكَّ النَّاسُ فِيْ صِيَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عَرَفَةَ فَاَرْسَلْتُ اِلَيْهِ بِاِنَاءٍ فِيْهِ لَبَنٌ فَشَرِبَ وَكَانَ سُفْيٰنُ رُبَّمَا

٦١٤٥ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا معراج کی رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک پیالہ دودھ اور ایک پیالہ شراب کا پیش کیا گیا۔

٦١٤٥ـــ شرح : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ جانور جب چارہ کھائے اور وہ اس کے معدہ میں قرار پکڑلے تو اس کا نچلہ حصہ گوبر اور فضلہ وغیرہ بن جاتا ہے۔ درمیانہ دودھ اور اوپر والا حصہ خون بن جاتا ہے اور اس پر جگر مسلط ہوتا ہے وہ اس کی تقسیم کرتا ہے وہ خون کو نالیوں میں پہنچا دیتا ہے۔ دودھ کو پستانوں میں اور گوبر وغیرہ معدہ میں تنہا رہ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا خالصًا یعنی خون کی سُرخی اور گوبر کی غلاظت سے خالص ہوتا ہے اور لذیذ بن جاتا ہے۔ پینے والوں کے گلوں سے صاف گزرتا جاتا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ اور شراب کے دو پیالے پیش کر کے اُن میں اختیار دیا گیا کہ جونسا چاہیں پی لیں؛ حالانکہ دودھ پاک حلال ہے اور شراب نجس حرام ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ شراب جنت سے لائی گئی تھی اور یہ شراب طہور تھی جبکہ جنت کی شراب حرام نہیں۔ بعض علماء نے کہا کہ یہ واقعہ مکہ مکرمہ کا ہے اس وقت شراب حرام نہ تھی۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اگر یہ شراب طہور تھی حرام نہ تھی تو جبرائیل علیہ السلام نے یہ تعبیر کیوں کی کہ اگر پی لیتے تو امت گمراہ ہو جاتی اس کا جواب یہ ہے کہ گو جنت کی شراب پاک ہے، حلال ہے لیکن دُنیا میں اس کی تاویل وہی ہے جو جبرائیل علیہ السلام نے ذکر کی تھی (عینی۔ اشعۃ اللمعات)

marfat.com

قَالَ شَكَّ النَّاسُ فِيْ صِيَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عَرَفَةَ فَاَرْسَلَتْ اِلَيْهِ اُمُّ الْفَضْلِ فَاَذَا وُقِفَ عَلَيْهِ قَالَ هُوَ عَنْ اُمِّ الْفَضْلِ

٦١٤٦ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ وَاَبِيْ سُفْيٰنَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ جَآءَ اَبُوْ حُمَيْدٍ بِقَدَحٍ مِنْ لَبَنٍ مِنَ النَّقِيْعِ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَّا خَمَّرْتَهٗ وَلَوْ اَنْ تَعْرُضَ عَلَيْهِ عُوْدًا

٦١٤٦ — ترجمہ : ام فضل رضی اللہ عنہا نے کہا لوگوں نے عرفہ کے دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روزہ رکھنے میں شک کیا تو ام فضل نے حضور کی طرف برتن بھیجا جس میں دودھ تھا تو آپ نے وہ پی لیا۔ سفیان نے بسا اوقات کہا کہ لوگوں نے عرفہ کے دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روزہ میں شک کیا تو ام فضل نے آپ کو دودھ بھیجا۔ جب سفیان کو آگاہ کیا گیا تو انھوں نے کہا یہ ام فضل کی روائت ہے۔

٦١٤٦ — شرح : یعنی سفیان اس حدیث کو کبھی مرسل ذکر کرتے ہیں اور اسناد میں ام فضل کو ذکر نہیں کرتے جب ان سے پوچھا گیا کہ یہ حدیث موصول ہے یا مرسل ہے۔ تو کہا یہ ام فضل سے روائت ہے اور یہ قوت میں موصول ہے۔

٦١٤٧ — ترجمہ : جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا ابو حمید نقیع سے دودھ کا پیالہ لے کر آئے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا اس کو ڈھانپا کیوں نہیں۔ اگرچہ اس پر لکڑی عرض کی جانب رکھ لیتے۔

٦١٤٧ — شرح : ڈھانپنے کا فائدہ یہ ہے کہ شیطان سے محفوظ رہتا ہے وہ لکڑی کو دور نہیں کر سکتا اور دودھ میں کسی قسم کا دخل نہیں کرتا۔ نیز اس طرح اس وباء سے بھی محفوظ رہتا ہے جو آسمان سے نازل ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں گرد و غبار سے بھی محفوظ رہتا ہے اور زمین کے کیڑے مکوڑے بھی اس کی طرف راہ نہیں پاتے۔

نقیع وادی عقیق میں جگہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بکریوں کے لئے چراگاہ رکھی ہوئی تھی۔ وہ مدینہ منورہ سے بیس فرسخ دور ہے۔ قولہ اَلَّا خَمَّرْتَهٗ ،، اَلَّا کے معنی ھَلَّا حرفِ تحضیض ہے اسی سے عورت

marfat.com

٦١٤٨ــــ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا
الْاَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا صَالِحٍ یَذْکُرُ اَرَاهُ عَنْ جَابِرٍ قَالَ جَاءَ اَبُوْ حُمَیْدٍ
رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ مِنَ النَّقِیْعِ بِاِنَاءٍ مِنْ لَبَنٍ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلَّا خَمَّرْتَهُ وَلَوْ اَنْ تَعْرِضَ عَلَیْهِ عُوْدًا وَ
حَدَّثَنِیْ اَبُوْ سُفْیٰنَ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا

٦١٤٩ــــ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا النَّضْرُ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ
اَبِیْ اِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ قَالَ قَدِمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَّکَّةَ
وَاَبُوْ بَکْرٍ مَعَهٗ قَالَ اَبُوْ بَکْرٍ مَرَرْنَا بِرَاعٍ وَقَدْ عَطِشَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ
عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَبُوْ بَکْرٍ فَحَلَبْتُ کُثْبَةً مِنْ لَبَنٍ فِیْ قَدَحٍ فَشَرِبَ حَتّٰی
رَضِیْتُ وَاَتَانَا سُرَاقَةُ بْنُ جُعْشُمٍ عَلٰی فَرَسٍ فَدَعَا عَلَیْهِ فَطَلَبَ اِلَیْهِ
سُرَاقَةُ اَنْ لَّا یَدْعُوَ عَلَیْهِ وَاَنْ یَّرْجِعَ فَفَعَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

کا خمار ہے، کیونکہ وہ اس سے سر کو چھپاتی ہے۔ یعنی کم از کم تو اس کے عرض پر لکڑی رکھ لیتا۔ واللہ ورسولہ اعلم

ترجمہ: اعمش نے کہا میں نے ابو صالح کو یہ ذکر کرتے ہوئے سنا میرا خیال ہے وہ

٦١٤٨ــــ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے تھے کہ ابو حمید انصاری نقیع سے دودھ کا برتن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے تو حضور نے فرمایا تو نے اس کو ڈھانپا کیوں نہیں اگرچہ اس کے عرض پر لکڑی رکھ لاتا۔ ابو سفیان نے جابر کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت کی ہے (یہ مذکور حدیث کا دوسرا اسناد ہے)

ترجمہ: ابو اسحاق نے کہا میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے

٦١٤٩ــــ سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے تشریف لائے جبکہ ابو بکر صدیق نے کہا ہم ایک چرواہے کے پاس سے گزرے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیاس لگی تھی۔

marfat.com

٦١٥٠ــ حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوالزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نِعْمَ الصَّدَقَةُ اللِّقْحَةُ الصَّفِيُّ مِنْحَةً تَغْدُوْ بِاِنَاءٍ وَتَرُوْحُ بِاٰخَرَ ٦١٥١ــ حَدَّثَنَا اَبُوْعَاصِمٍ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا میں ایک پیالہ میں تھوڑا سا دودھ لایا وہ حضور نے پیا تو میں خوش ہوگیا سراقہ بن مالک گھوڑے پر سوار ہمارے پاس آگیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر بددعا کا ارادہ کیا تو سراقہ نے حضور سے اس پر بددعا نہ کرنے کی عرض کی اور یہ کہ وہ واپس چلا جائے گا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا۔

٦١٤٩ــ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر کے مال سے یہ دودھ کیسے پیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ چرواہا حربی غیر مامون تھا اس کا مال مباح تھا یا وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا دوست تھا۔ ان کے دودھ پینے کو اچھا جانتا تھا یا ایسے وقت دودھ پینے میں گو حرج نہیں سمجھتے ہیں یا مالک نے چرواہے کو اجازت دے رکھی تھی کہ اگر کوئی دودھ پینا چاہے تو انکار نہ کرے (حدیث ع ۳۳۸۴ ج : ۵ کی شرح دیکھیں)

٦١٥٠ــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہترین صدقہ دودھ دینے والی اونٹنی یا دودھ دینے والی بکری کا عطا کرنا ہے جو ایک برتن صبح بھرے اور ایک برتن شام کو بھرے۔

٦١٥١ــ شرح : لِقْحَہ دودھ دینے والی اونٹنی۔ صفی بروزن فعیل بمعنی مفعول بہت دودھ دینے والی۔ مِنْحَۃٌ بمعنی عطیہ جو کسی کو دے تاکہ وہ اس کا دودھ پیئے پھر واپس کر دے۔ تَغْدُوْ، غدوٌ سے بمعنی صبح تَرُوْحُ رواح سے بمعنی شام۔ اس سے مراد زیادہ دودھ ہے (حدیث ع ۲۴۵۳ ج : ۴ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : ابراہیم بن طہمان نے شعبہ اور قتادہ کے ذریعہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے سدرۃ المنتہیٰ کی طرف اٹھایا گیا تو میں نے اچانک چار نہریں دظاہر اور دو باطن دیکھیں جو نہریں ظاہر جاری تھیں وہ نیل اور

marfat.com

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرِبَ لَبَنًا فَمَضْمَضَ وَقَالَ اِنَّ لَهٗ دَسَمًا وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُفِعَتْ اِلَى السِّدْرَةِ فَاِذَا اَرْبَعَةُ اَنْهَارٍ نَهْرَانِ ظَاهِرَانِ وَنَهْرَانِ بَاطِنَانِ فَاَمَّا الظَّاهِرَانِ فَالنِّيْلُ وَالْفُرَاتُ وَاَمَّا الْبَاطِنَانِ فَنَهْرَانِ فِى الْجَنَّةِ وَاُتِيْتُ بِثَلٰثَةِ اَقْدَاحٍ قَدَحٌ فِيْهِ لَبَنٌ وَقَدَحٌ فِيْهِ عَسَلٌ وَقَدَحٌ فِيْهِ خَمْرٌ فَاَخَذْتُ الَّذِىْ فِيْهِ اللَّبَنُ فَشَرِبْتُ فَقِيْلَ لِىْ اَصَبْتَ الْفِطْرَةَ اَنْتَ وَاُمَّتُكَ وَقَالَ هِشَامٌ وَسَعِيْدٌ وَهَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِى الْاَنْهَارِ نَحْوَهٗ وَلَمْ يَذْكُرُوْا ثَلٰثَةَ اَقْدَاحٍ

فرات ہیں اور جو باطن تھیں وہ جنت میں تھیں۔ پھر مجھے تین پیالے پیش کئے گئے ایک میں دودھ دوسرے میں شہد اور تیسرے میں شراب تھی۔ میں نے وہ پیالہ لیا جس میں دودھ تھا اور اسے پی لیا مجھے کہا گیا کہ آپ نے اور آپ کی اُمت نے فطرت اسلام کو پایا۔ ہشام، سعید، ہمام، قتادہ اور انس بن مالک نے مالک بن صعصعہ کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے چار مہریں اس کی طرح ذکر کیں اور تین پیالے ذکر نہیں کئے۔

شرح : اس حدیث میں تین پیالے مذکور ہیں جبکہ پہلی حدیث میں دو پیالے ذکر کئے ہیں لیکن ان میں منافات نہیں، کیونکہ ایک عدد دوسرے کے منافی نہیں ہوتا۔ علاوہ ازیں دو پیالے بیت المقدس میں سدرۃ المنتہیٰ کی طرف اُٹھائے جانے سے پہلے پیش کئے گئے تھے اور تین پیالے سدرہ المنتہیٰ پر پیش کئے گئے تھے۔ (حدیث ع ٦١١٩ ج : ٨ کی شرح دیکھیں)

marfat.com

بَابُ اسْتِعْذَابِ الْمَاءِ

٦١٥٢ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ اِسْحٰقَ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَبِیْ طَلْحَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ كَانَ اَبُوْطَلْحَةَ اَكْثَرَ اَنْصَارِيٍّ بِالْمَدِيْنَةِ مَالًا مِنْ نَخْلٍ وَكَانَ اَحَبُّ مَالِهٖ اِلَيْهِ بَيْرُحَاءَ وَكَانَتْ مُسْتَقْبِلَةَ الْمَسْجِدِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَّاءٍ فِيْهَا طَيِّبٍ قَالَ اَنَسٌ فَلَمَّا نَزَلَتْ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ قَامَ اَبُوْطَلْحَةَ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ وَاِنَّ اَحَبَّ مَالِیْ اِلَیَّ بَيْرُحَاءَ وَاِنَّهَا صَدَقَةٌ لِلّٰهِ اَرْجُوْ بِرَّهَا وَذُخْرَهَا عِنْدَ اللّٰهِ فَضَعْهَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ حَيْثُ اَرَاكَ اللّٰهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَخٍ ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ اَوْ رَايِحٌ شَكَّ عَبْدُ اللّٰهِ وَقَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ وَاِنِّیْ اَرٰی اَنْ تَجْعَلَهَا فِی الْاَقْرَبِيْنَ فَقَالَ اَبُوْطَلْحَةَ اَفْعَلُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَسَمَهَا اَبُوْطَلْحَةَ فِیْ اَقَارِبِهٖ وَفِیْ بَنِیْ عَمِّهٖ وَقَالَ اِسْمٰعِيْلُ وَيَحْيٰی رَابِحٌ

باب میٹھا پانی

٦١٥٢ — ترجمہ: انس بن مالک نے کہا ابوطلحہ مدینہ منورہ میں کھجوروں کے اعتبار سے تمام انصار سے زیادہ مال دار تھے۔ اور اُن کا محبوب ترین مال بیرحاء تھا اور وہ مسجد شریف کے سامنے تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں تشریف لے جاتے

marfat.com

بَابُ شُرْبِ اللَّبَنِ بِالْمَاءِ

٦١٥٣ــــ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِي اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّهُ رَاٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرِبَ لَبَنًا وَاَتٰى دَارَهُ فَحُلِبَتْ شَاةٌ فَشِيْبَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْبِئْرِ فَتَنَاوَلَ الْقَدَحَ فَشَرِبَ وَعَنْ يَسَارِهِ اَبُوْبَكْرٍ وَعَنْ يَمِيْنِهِ اَعْرَابِيٌّ فَاَعْطَى الْاَعْرَابِيَّ فَضْلَهُ ثُمَّ قَالَ الْاَيْمَنَ

اور اس میں میٹھا پانی پیتے تھے۔ انس نے کہا جب یہ آیت کریمہ: لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ،، نازل ہوئی (تم ہرگز بھلائی نہ پاؤ گے حتیٰ کہ اپنے محبوب مال سے خرچ کرو) تو ابوطلحہ کھڑے ہو گئے اور عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم ہرگز نیکی نہ پاؤ گے حتیٰ کہ اپنے محبوب مال سے خرچ کرو۔ اور میرا محبوب مال بَیْرُحَا ہے اور وہ اللہ کے لئے صدقہ ہے میں اس کی بھلائی اور اللہ کے پاس ذخیرہ کی اُمید کرتا ہوں یارسُول اللہ! جہاں آپ کو اللہ تعالیٰ ظاہر فرماتا ہے اس کو رکھیں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بہت اچھا یہ مال نفع مند ہے یا آرام دینے والا ہے۔ عبداللہ بن مسلمہ نے شک کیا ہے، جو تم نے کہا میں نے سُنا ہے۔ میری رائے یہ ہے کہ اس کو اپنے قریبی لوگوں میں خرچ کرو۔ ابوطلحہ نے کہا یارَسُولَ اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میں کرتا ہوں تو ابوطلحہ نے اس کو اپنے اقارب اور چچا کے بیٹوں میں تقسیم کر دیا۔ اسماعیل اور یحییٰ بن یحییٰ نے مال رابح کہا ہے۔

(حدیث ع ١٣٧٨ ج : ٢ کی شرح دیکھیں)

باب دودھ پانی کے ساتھ ملا کر پینا

٦١٥٣ــــ ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے دودھ پیا ہے۔ حضور میرے گھر تشریف لائے تو میں نے بکری دوھی اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کنوئیں سے اس میں پانی ملایا۔ حضور نے

marfat.com

٦١٥٤ــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمٰنَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْحٰرِثِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰى رَجُلٍ مِنَ الْاَنْصَارِ وَ مَعَهٗ صَاحِبٌ فَقَالَ لَهٗ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ كَانَ عِنْدَكَ مَاءٌ بَاتَ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ فِيْ شَنَّةٍ وَاِلَّا كَرَعْنَا قَالَ وَالرَّجُلُ يُحَوِّلُ الْمَاءَ فِيْ حَائِطِهٖ قَالَ فَقَالَ الرَّجُلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عِنْدِيْ مَاءٌ بَائِتٌ فَانْطَلِقْ اِلَى الْعَرِيْشِ قَالَ فَانْطَلَقَ بِهِمَا فَسَكَبَ فِيْ قَدَحٍ ثُمَّ حَلَبَ عَلَيْهِ مِنْ دَاجِنٍ لَهٗ قَالَ فَشَرِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ شَرِبَ الرَّجُلُ الَّذِيْ جَاءَ مَعَهٗ

پیالہ پکڑا اور پیا جبکہ آپ کے بائیں ابوبکر صدیق تھے اور دائیں ایک اعرابی بیٹھا تھا۔ حضور نے اعرابی کو بچا ہوا دودھ دیا۔ پھر فرمایا حق اس شخص کا ہے جو دائیں ہو پھر وہ حق دار ہے جو اس کے دائیں ہو "

(حدیث ۲۴۰۱ جلد : ۴ کی شرح دیکھیں)

٦١٥٤ــ ترجمہ : جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری کے پاس تشریف لے گئے جبکہ آپ کے ساتھ ایک صحابی تھے (ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) حضور نے اسے فرمایا اگر تمہارے پاس مشکیزہ میں رات کا پانی ہے تو فبہا، ورنہ ہم اس کھال سے پی لیتے ہیں۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا وہ انصاری اپنے باغ میں پودوں کو پانی دے رہا تھا۔ جابر نے کہا اس آدمی نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میرے پاس رات کا پانی ہے۔ آپ میری جھونپڑی کی طرف تشریف لائیں۔ راوی نے کہا حضور اپنے اور اس کے ساتھ جھونپڑی میں تشریف لے گئے۔ انصاری نے پیالہ میں پانی ڈالا پھر اپنی گھریلو بکری سے اس پر دودھ دوہا۔ جابر نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پیا پھر اس صاحب نے پیا جو حضور کے ساتھ تھا۔

٦١٥٤ــ شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔ اس

marfat.com

بَابُ شَرَابُ الْحَلْوَاءِ وَالْعَسَلِ

وَقَالَ الزُّهْرِيُّ لَا يَحِلُّ شُرْبُ بَوْلِ النَّاسِ لِشِدَّةٍ تَنْزِلُ لِأَنَّهُ رِجْسٌ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ فِي السُّكَرِ إِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَجْعَلْ شِفَاءَكُمْ فِيمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ

انصاری مرد کا نام ابوالہیثم بن تیہان تھا۔ مشکیزہ کو شنّ کہتے ہیں۔ قولہ اِلّا کرعنا، یعنی اگر تمہارے پاس پانی ہے تو پلاؤ، ورنہ ہم اِس کھال سے منہ لگا کر پی لیتے ہیں۔ عرلیش باغ میں بیٹھنے کے لئے جھونپڑی بناتے ہیں۔ داجن گھریلو بکری ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سخت گرمی میں ٹھنڈا پانی طلب کرنا جائز ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہُوا کہ کوئی فاضل بزرگ اپنے مخلص کے پاس جہاں وہ رہتا ہو قصد کر کے جا سکتا ہے۔ نیز پینے کے لئے دودھ میں پانی ملانا جائز ہے بیچنے کے لئے پانی ملانا جائز نہیں۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہُوا کہ میزبان جب کھانا پیش کرے تو مہمان کے لئے یہ پوچھنا ضروری نہیں کہ یہ کھانا کیسا ہے، البتہ جب یہ معلوم ہو جائے کہ میزبان کا اکثر مال حرام ہے۔ تو وہ کھانا ہی جائز نہیں چہ جائیکہ اس کے متعلق دریافت کرے۔

باب میٹھی چیز اور شہد پینا

زہری نے کہا شدید ضرورت کے وقت بھی انسانوں کا پیشاب پینا جائز نہیں، کیونکہ یہ پلید ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ تمہارے لئے پاک چیزیں حلال ہیں۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے نشہ آور کے متعلق کہا۔ اللہ تعالیٰ نے تمہاری شفاء تمہارے لئے حرام اشیاء میں نہیں کی۔

شرح : کھجوروں یا شہد میں پانی ڈالیں اور وہ میٹھا ہو جائے تو اسے حلواء کہتے ہیں عنوان میں عسل کا حلواء پر عطف خاص کا عام پر عطف ہے۔ زہری کا قول ذکر کرنے سے امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ حلواء اور شہد اور ہر میٹھی شئی طیبات سے ہیں اور حلال ہیں اور بول طیبات سے نہیں نجس ہے کسی حال میں وہ پینا جائز نہیں، لیکن یہ جمہور کے خلاف ہے اور اس کی علت بیان کرنا کہ یہ رجس (پلید) ہے بھی درست نہیں کیونکہ مُردار، خون اور سؤر کا گوشت بھی پلید ہیں لیکن ضرورت کے وقت مباح ہیں۔ شافعیہ کے

marfat.com

٦١٥٥ــــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ قَالَ اَخْبَرَنِيْ هِشَامٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْجِبُهُ الْحَلْوَاءُ وَالْعَسَلُ

بَابُ الشُّرْبِ قَائِمًا

٦١٥٦ــــ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُسْعِرٌ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ مَيْسَرَةَ عَنِ النَّزَّالِ قَالَ اُتِيَ عَلِيٌّ عَلِيًّا بَابِ الرَّحَبَةِ فَشَرِبَ قَائِمًا فَقَالَ اِنَّ نَاسًا يَكْرَهُ اَحَدُهُمْ اَنْ يَشْرَبَ وَهُوَ قَائِمٌ وَاِنِّيْ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَ كَمَا رَاَيْتُمُوْنِيْ فَعَلْتُ

نزدیک پیشاب وغیرہ پلید اشیاء سے شراب کے سوا دواء کرنا جائز ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجبور شخص اتنی مقدار شراب پی سکتا ہے کہ اس کی جان بچ جائے۔ امام مالک نے کہا یہ پیاس اور بھوک زیادہ کرتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ذکر کرنے سے اس آیت کریمہ: فِيْهِ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ ،، کی طرف اشارہ ہے۔ اس کا مدلول یہ ہے کہ اس کی ضد میں اللہ تعالیٰ نے شفاء نہیں رکھی سکر کو خصوصًا اس لئے ذکر کیا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سکر کی تعیین کے متعلق پوچھا گیا تو انھوں نے کہا: اِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَجْعَلْ شِفَاءً فِيْمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ اللہ تعالیٰ تم پر حرام اشیاء میں شفا نہیں رکھی ہے سکر بمعنی شراب ہے۔

٦١٥٥ــــ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو میٹھی شئ اور شہد بہت پسند تھا۔

باب کھڑے ہوکر پینا ،،

٦١٥٦ــــ ترجمہ: نزّال نے کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس باب الرحبہ میں پانی لایا گیا تو انھوں نے کھڑے ہوکر پیا اور فرمایا بعض لوگ کھڑے ہوکر پینا مکروہ سمجھتے ہیں، حالانکہ میں نے

marfat.com

٦١٥٧ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ ابْنُ مَيْسَرَةَ سَمِعْتُ النَّزَّالَ بْنَ سَبْرَةَ يُحَدِّثُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ اَنَّهٗ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ قَعَدَ فِيْ حَوَائِجِ النَّاسِ فِيْ رَحْبَةِ الْكُوْفَةِ حَتّٰى حَضَرَتْ صَلٰوةُ الْعَصْرِ ثُمَّ اُتِيَ بِمَاءٍ فَشَرِبَ وَغَسَلَ وَجْهَهٗ وَيَدَيْهِ وَذَكَرَ رَاْسَهٗ وَرِجْلَيْهِ ثُمَّ قَامَ فَشَرِبَ فَضْلَهٗ وَهُوَ قَائِمٌ ثُمَّ قَالَ اِنَّ نَاسًا يَكْرَهُوْنَ الشُّرْبَ قَائِمًا وَاَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَنَعَ مِثْلَ مَا صَنَعْتُ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے کیا جیسے تم نے مجھے کرتے دیکھا ہے

شرح : کھڑے ہوکر پانی پینے کے جواز میں مذکور حدیث کے علاوہ بکثرت احادیث صحیحہ وارد ہیں، چنانچہ یہاں صحیح بخاری میں حضرت علی اور ابن عباس رضی اللہ عنہم کی حدیث ہے۔ ترمذی میں نافع کے ذریعہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں چلتے اور کھڑے پیتے تھے۔ ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے۔ ابن ماجہ اور ابن حبان نے بھی اسے ذکر کیا ہے۔ ترمذی نے شمائل میں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوکر پیتے تھے۔ اس کا اسناد حسن ہے امام نسائی نے مسروق کے ذریعہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے حدیث ذکر کی کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کھڑے اور بیٹھے پیتے دیکھا ہے امام نے مسند میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور مشکیزہ لٹکا ہوا تھا تو آپ نے مشکیزہ کے منہ سے کھڑے کھڑے پانی پیا اس کے خلاف کھڑے ہوکر کھانے پینے کی ممانعت پر احادیث صحیحہ وارد ہیں، چنانچہ امام نے معمر، اعمش، ابوصالح کے ذریعے ابوہریرہ سے مرفوع حدیث روایت کی کہ اگر کھڑے ہوکر پانی پینے والا جانتا تو قئی کر دیتا۔ مسلم نے صحیح میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی بھی کھڑے ہوکر نہ پیئے جو کوئی بھول کر پی لے قئی کر دے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کھڑے ہوکر پانی پینے والے کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت زجر و توبیخ کی۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہوکر پینے سے منع فرمایا۔

امام ترمذی نے جارود بن معلّٰی کی حدیث روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہوکر پینے سے منع فرمایا اور کہا یہ حدیث حسن غریب ہے۔ جواز اور ممانعت کی احادیث میں جمع اور اتفاق اس طرح

marfat.com

۶۱۵۸ــــ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَاصِمِ الْاَحْوَلِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ شَرِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمًا مِنْ زَمْزَمَ

ہے کہ امام نووی نے شرح مسلم میں ذکر کیا کہ نہی کی احادیث کراہت تنزیہہ پر محمول ہیں اور سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا کھڑے ہو کر پینا بیانِ جواز کے لئے ہے۔ لہٰذا ان میں نہ تو اشکال ہے اور نہ ہی تعارض ہے اور جہاں یہ صورت موجود ہو وہاں نسخ کا قول کرنا ممنوع ہے؛ ہٰذا ہوالصوابُ ،،

۶۱۵۷ــــ ترجمہ : حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ اُنہوں نے ظہر کی نماز پڑھی پھر کوفہ کے رحبہ میں لوگوں کی حاجات کے لئے بیٹھے حتیٰ کہ عصر کی نماز کا وقت ہوگیا پھر اُن کے پاس پانی لایا گیا تو اُنھوں نے پیا اور منہ اور ہاتھ دھوئے۔ راوی نے سر اور پاؤں بھی ذکر کئے پھر کھڑے ہو گئے اور بچا ہُوا پانی پیا حالانکہ وہ کھڑے تھے پھر کہا لوگ کھڑے ہو کر پینے کو مکروہ سمجھتے ہیں حالانکہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کیا جیسے میں نے کیا ہے۔

۶۱۵۷ــــ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سَر اور پاؤں کو علیحدہ علیحدہ کیوں ذکر کیا ہے؛ حالانکہ انہیں ایک ہی طریقہ پر ذکر کرنا چاہئیے تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ سَر کو دھویا نہیں جاتا اِس پر مسح کیا جاتا ہے۔ اس لئے اسے جُدا ذکر کیا اور اِس پر "رجل" پاؤں کا عطف کیا کیونکہ قرآن کریم میں ہے (وَامْسَحُوْا بِرُؤُسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ ،، جبکہ پاؤں پر موزے ہوں تو اُن پر مسح کیا جاتا ہے جب موزے پہنے ہوں اس لئے سر اور پاؤں کو جمع کیا اور اعضاء مغسولہ سے جُدا ذکر کیا۔

۶۱۵۸ــــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے آبِ زمزم کھڑے ہو کر پیا۔

۶۱۵۸ــــ شرح : ترمذی نے ابن عباس سے روائت کی کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے زمزم سے کھڑے ہو کر پانی پیا اور کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اس کو نسائی نے بھی روائت کیا ہے۔ بعض احادیث میں یہ الفاظ ہیں۔ میں نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو پانی پلایا جبکہ حضور کھڑے تھے۔

(آبِ زمزم کھڑے ہو کر پینا مسنون ہے)

marfat.com

بَابُ مَنْ شَرِبَ وَهُوَ وَاقِفٌ عَلٰى بَعِيْرِهٖ

٦١٥٩ — حَدَّثَنَا مَلِكُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ ابْنُ اَبِىْ سَلَمَةَ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُو النَّضْرِ عَنْ عُمَيْرٍ مَوْلٰى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ اُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ اَنَّهَا اَرْسَلَتْ اِلَى النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَدَحِ لَبَنٍ وَهُوَ وَاقِفٌ عَشِيَّةَ عَرَفَةَ فَاَخَذَهٗ بِيَدِهٖ فَشَرِبَهٗ زَادَ مَلِكٌ عَنْ اَبِى النَّضْرِ عَلٰى بَعِيْرِهٖ

بَابُ الْاَيْمَنِ فَالْاَيْمَنِ فِى الشُّرْبِ

٦١٦٠ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِىْ مَلِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَلِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُتِىَ بِلَبَنٍ

باب جس نے پیا حالانکہ وہ اُونٹ پر بیٹھا ہو

٦١٥٩ — ترجمہ : اُمّ فضل بنت حارث رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ کا پیالہ بھیجا جبکہ شام کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم عرفہ میں کھڑے حضور نے اپنے دستِ اقدس سے پیالہ پکڑا اور دودھ پی لیا۔ مالک نے ابوالنضر سے "علی بعیرہ" روایت کی ہے کہ اُونٹ پر دودھ پیا، (حدیث ع ٦١٤٥ ج : ٨ کی شرح دیکھیں)

٦١٥٩ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ شُرب لبن کے باب میں عُمیر مولیٰ ام فضل ذکر کیا ہے اور یہاں مولی ابن عباس ذکر کیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ام فضل حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی والدہ ماجدہ ہے چونکہ عمیر والدہ کا مولیٰ تھا اور بیٹے کے ساتھ

marfat.com

قَدْ شِيبَ بِمَاءٍ وَعَنْ يَمِيْنِهِ اَعْرَابِيٌّ وَعَنْ شِمَالِهِ اَبُوْبَكْرٍ فَشَرِبَ ثُمَّ اَعْطَى الْاَعْرَابِيَّ وَقَالَ الْاَيْمَنَ فَالْاَيْمَنَ

بَابٌ هَلْ يَسْتَاذِنُ الرَّجُلُ مَنْ عَنْ يَمِيْنِهِ فِي الشُّرْبِ لِيُعْطِيَ الْاَكْبَرَ

٦١٦١ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ اَبِيْ حَازِمِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُتِيَ بِشَرَابٍ فَشَرِبَ مِنْهُ وَعَنْ يَمِيْنِهِ غُلَامٌ وَعَنْ يَسَارِهِ الْاَشْيَاخُ فَقَالَ لِلْغُلَامِ اَتَاْذَنُ اَنْ اُعْطِيَ هٰؤُلَاءِ فَقَالَ الْغُلَامُ وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَا اُوْثِرُ بِنَصِيْبِيْ مِنْكَ اَحَدًا قَالَ فَتَلَّهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ يَدِهِ

رہتا تھا اس لئے اس کی دونوں طرف نسبت کرنا صحیح ہے۔

باب پینے میں دائیں والا زیادہ حقدار ہے پھر اس کے دائیں والا

٦١٦٠ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دودھ لایا جو پانی کے ساتھ ملایا گیا تھا۔ حضور کے دائیں طرف اعرابی تھا اور بائیں ابوبکر صدیق تھے۔ حضور نے دودھ پیا پھر اعرابی کو دیا اور فرمایا دائیں والے پھر دائیں والے حقدار ہیں۔

٦١٦٠ — شرح : کھانے پینے اور دیگر امور میں دائیں سے شروع کرنا سنت ہے، البتہ

marfat.com

وہ افعال جو شریعت نے مستثنیٰ کئے ہیں وہ اِن میں داخل نہیں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دائیں سے بہت محبت کرتے تھے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اہلِ یمین کو شرافت بخشی ہے۔

باب کیا کوئی آدمی دائیں بیٹھنے والے سے اجازت طلب کرے کہ بڑے آدمی کو پینے کیلئے دے۔

۶۱۶۱ — ترجمہ : سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پینے کی چیز لائی گئی آپ نے اس سے پیا آپ کے دائیں طرف لڑکا تھا جبکہ آپ کے بائیں طرف بزرگ صحابہ کرام تھے۔ حضور نے لڑکے سے فرمایا کیا تو مجھے اجازت دیتا ہے کہ میں (بچا ہُوا پانی) ان لوگوں کو دوں (جو بائیں بیٹھے ہیں) لڑکے نے کہا یا رسُول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ سے اپنے حصّہ پہ کسی کو ترجیح نہ دوں گا۔ راوی نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ہاتھ پہ زور سے رکھ دیا۔

۶۱۶۱ — شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں بیٹھنے والا لڑکا ابن عباس رضی اللہ عنہما تھے اور بائیں بیٹھنے والے بزرگ صحابہ کرام خالد بن ولید اور اُن کے امثال تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ابن عباس سے اجازت چاہنا کہ دائیں دا لامقدّم ہے اگرچہ وہ مفضول ہو اور بائیں والے افاضل ہوں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بڑے کو آگے کرو اور ابن عمر کی حدیث میں بڑے کو مسواک دینے کا حکم ہے نیز ابو یعلی نے قوی سند سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی پینے کی چیز پیتے تو فرماتے بڑے کو مقدّم کرو۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اس حالت پر محمول ہے جس میں وہ تمام مساوی ہوں وہ آگے یا پیچھے بیٹھے ہوں یا بائیں ہوں پس تقدیم ایمن سے یہ صورت مخصوص ہے یا جس روائت میں بڑے کو مقدّم رکھنا مذکور ہے اس سے یہ صورت مخصوص ہے کہ جب کسی بزرگ کے دائیں بائیں بیٹھے ہوں تو اس صورت میں صغیر کو کبیر پہ ترجیح ہوگی جبکہ صغیر دائیں بیٹھا ہو۔ اس وقت مفضول کو فاضل پر تقدیم حاصل ہے اس سے واضح ہوتا ہے کہ دائیں جانب والوں کو اس وقت ترجیح اور تقدیم حاصل ہے جب وہ کسی بزرگ یا رئیس کے دائیں بیٹھے ہوں۔ محض دائیں جانب بیٹھنے والا ممتاز نہیں۔

تَلَّ کے معنی زور سے رکھنے کے ہیں ،، (عینی)

marfat.com

بَابُ الْكَرْعِ فِي الْحَوْضِ

۶۱۶۲ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمٰنَ عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ الْحٰرِثِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰى رَجُلٍ مِنَ الْاَنْصَارِ وَمَعَهٗ صَاحِبٌ لَهٗ فَسَلَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَاحِبُهٗ فَرَدَّ الرَّجُلُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ وَهِيَ سَاعَةٌ حَارَّةٌ وَهُوَ يُحَوِّلُ فِيْ حَائِطٍ فَقَالَ الرَّجُلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عِنْدِيْ مَاءٌ بَاتَ فِيْ شَنَّةٍ فَانْطَلَقَ اِلَى الْعَرِيْشِ فَسَكَبَ فِيْ قَدَحٍ مَاءً ثُمَّ حَلَبَ عَلَيْهِ مِنْ

فِيْ حَائِطٍ يعني الْمَاءَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ كَانَ عِنْدَكَ مَاءٌ بَاتَ فِيْ شَنَّةٍ وَاِلَّا كَرَعْنَا وَالرَّجُلُ يُحَوِّلُ الْمَاءَ ۞

باب حوض سے منہ لگا کر پانی پینا

کرع کے معنی حوض یا نہر سے منہ لگا کر پانی پینا ہیں بعض نے کہا برتن کے بغیر منہ کے ساتھ پانی پینا۔ بعض نے کہا کہ نہر میں داخل ہو کر پانی پینا اس کا درست معنیٰ یہ ہے کہ پانی میں سر نیچا کرنا اگرچہ پانی نہ پئے۔ جامع میں ہے پانی میں غوطہ مارنے والے کو کرع کہتے ہیں پانی پیئے یا نہ پیئے (ع)

۶۱۶۲ — ترجمہ: جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری آدمی کے پاس تشریف لے گئے۔ جبکہ آپ کے ہمراہ ایک صاحب تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابی نے سلام کہا تو اس آدمی نے جواب دیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! میرا باپ اور ماں قربان ہوں یہ گرمی کا وقت ہے اور وہ اپنے باغ میں پانی دے رہا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تمہارے پاس مشکیزہ میں رات کا پانی ہے تو فبہا ورنہ ہم کھال سے منہ لگا کر پانی پی لیتے ہیں اور وہ جھونپڑی کی طرف گیا اور پیالے میں پانی ڈالا پھر اس پر اپنی گھریلو بکری سے دودھ دوہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیا پھر وہ دوبارہ لایا تو جو آدمی آپ کے ساتھ تھا اس نے پیا۔ (حدیث ۶۱۴۵ ج: ۸ کی شرح دیکھیں)

marfat.com

لَهٗ فَشَرِبَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اَعَادَ فَشَرِبَ الرَّجُلُ الَّذِیْ جَاءَ مَعَہٗ

بَابُ خِدْمَةِ الصِّغَارِ الْكِبَارَ

٦١٦٣ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا قَالَ كُنْتُ قَائِمًا عَلَی الْحَیِّ اَسْقِیْهُمْ عُمُوْمَتِیْ وَاَنَا اَصْغَرُهُمُ الْفَضِیْخَ فَقِیْلَ حُرِّمَتِ الْخَمْرُ فَقَالَ اَكْفِئْهَا فَكَفَأْنَاهَا قُلْتُ لِاَنَسٍ مَا شَرَابُهُمْ قَالَ رُطَبٌ وَبُسْرٌ فَقَالَ اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَنَسٍ وَكَانَتْ خَمْرَهُمْ فَلَمْ یُنْكِرْ اَنَسٌ وَحَدَّثَنِیْ بَعْضُ اَصْحَابِیْ اَنَّهٗ سَمِعَ اَنَسًا یَقُوْلُ كَانَتْ خَمْرَهُمْ یَوْمَئِذٍ

بَابُ تَغْطِیَةِ الْاِنَاءِ

٦١٦٤ـ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا رَوْحٌ

باب چھوٹوں کا بڑوں کی خدمت کرنا

٦١٦٣ ـ ترجمہ : معتمر نے اپنے والد سے روایت کی کہ انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ایک قبیلہ میں اپنے چچوں کو فضیخ شراب پلا رہا تھا تو کہا گیا شراب حرام ہوگئی میرے چچا نے کہا اسے الٹ دو۔ میں نے اُسے اُلٹ دیا۔ میں نے انس سے کہا ان کی شراب کس چیز کی تھی انس نے کہا پکی اور کچی کھجوروں کی تھی۔ ابوبکر بن انس نے کہا یہ ان کی شراب تھی تو انس نے اس کا انکار نہ کیا مجھے میرے بعض ساتھیوں نے بیان کیا کہ اُس نے انس کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ اُس روز اُن کی یہ شراب تھی (حدیث ع ٦١٢٥ ج : ٨ کی شرح دیکھیں)

marfat.com

ابْنُ عُبَادَةَ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَطَاءٌ اَنَّهٗ سَمِعَ جَابِرَ ابْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ جُنْحُ اللَّيْلِ اَوْ اَمْسَيْتُمْ فَكُفُّوْا صِبْيَانَكُمْ فَاِنَّ الشَّيَاطِيْنَ تَنْتَشِرُ حِيْنَئِذٍ فَاِذَا ذَهَبَ سَاعَةٌ مِنَ اللَّيْلِ فَخَلُّوْهُمْ وَاَغْلِقُوا الْاَبْوَابَ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَفْتَحُ بَابًا مُغْلَقًا وَاَوْكُوْا قِرَبَكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ وَخَمِّرُوْا اٰنِيَتَكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ وَلَوْ اَنْ تَعْرِضُوْا عَلَيْهَا شَيْئًا وَاَطْفِئُوْا مَصَابِيْحَكُمْ

باب برتن ڈھانپنا

۶۱۶۴ — ترجمہ : جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب رات کا اندھیرا آجائے یا شام ہو جائے تو اپنے بچوں کو روک رکھو کیونکہ اس وقت شیطان بکھرتے ہیں جب رات کا کچھ حصہ گزر جائے تو ان کو کھول دو اور دروازے بند کر لو اور اللہ کا نام یاد کرو ! شیطان بند دروازہ نہیں کھول سکتا اپنے مشکیزوں کے منہ بند کر دو اور باندھتے وقت بسم اللہ پڑھو پانی کے برتنوں کو ڈھانپ رکھو اور ڈھانکتے وقت بسم اللہ پڑھو اگرچہ ان پر عرض پر لکڑی رکھ دو اور چراغ بجھا دیا کرو۔

۶۱۶۴ — شرح : یعنی اس وقت بچوں کو باہر نکلنے سے روکو ؛ کیونکہ شیطانوں کی کثرت کے سبب اُن کی اذیت کا خوف ہے اور شیطان بند دروازہ نہیں کھول سکتا اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ شیطان انسان کے رگ و ریشہ میں خون کی سرائت کئے ہوئے ہے تو گھر میں داخل ہونے سے اسے کیا مانع ہے ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس جگہ انسانی شیطان مراد ہیں اور چور ڈاکو وغیرہ ہیں اور جب بسم اللہ پڑھ کر دروازہ بند کر دیا جائے اس کو کھول نہیں سکتے اور خون کی طرح انسان کے رگ و ریشہ میں ابلیس لعین ہے اور یہاں شیطانوں سے مراد اس کی اولاد ہے یا جنات اور پریاں مراد ہیں واللہ اعلم!
کھانے پینے کے برتن ڈھانکنے کا حکم اس لئے ہے کہ سال میں ایک رات ہے جس میں وبا اور بلا

marfat.com

٦١٦٥ — حَدَّثَنَا مُوسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَطْفِئُوا الْمَصَابِيْحَ اِذَا رَقَدْتُمْ وَاَغْلِقُوا الْاَبْوَابَ وَاَوْكُوا الْاَسْقِيَةَ وَخَمِّرُوا الطَّعَامَ وَالشَّرَابَ وَاَحْسِبُهٗ قَالَ وَلَوْ بِعُوْدٍ تَعْرِضُهٗ عَلَيْهِ

بَابُ اخْتِنَاثِ الْاَسْقِيَةِ

٦١٦٦ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اِخْتِنَاثِ الْاَسْقِيَةِ يَعْنِيْ اَنْ تُكْسَرَ اَفْوَاهُهَا فَيُشْرَبَ مِنْهَا

نازل ہوتی ہے۔ جب وہ کھلے برتن سے گزرتی ہے تو اس میں داخل ہو جاتی ہے۔ چراغ بجھانا اس لئے فرمایا کہ چوہا بتی کھینچ کر لے جاتا ہے جس سے گھر کا سامان جل جانے کا احتمال ہے اور اگر قنادیل معلقہ ہوں تو اگر یہ خطرہ ہو تو انہیں بھی بجھا دیں ورنہ حرج نہیں

٦١٦٥ — ترجمہ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب سونے لگو تو چراغ بجھا دو دروازے بند کر دو مشکیزوں کے منہ باندھ لو کھانے پینے کے برتن ڈھانک لو میرا خیال ہے کہ فرمایا اگرچہ لکڑی اُن کے عرض پر رکھ دو۔

باب مشکیزے کا منہ کھول کر پانی پینا

٦١٦٦ — ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مشکیزوں کے منہ کھول کر پانی پینے سے منع فرمایا۔

٦١٦٦ — شرح : قولہ یعنی اَنْ تُکْسَرَ اَفْوَاهُهَا فَيُشْرَبَ مِنْهَا، خطابی نے کہا یہ زہری کی تفسیر ہے۔ لہٰذا یہ تفسیر مُدرَج ہے یعنی داخل کی گئی ہے۔ اس کی

marfat.com

۶۱۶۷ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهٰى عَنِ اخْتِنَاثِ الْاَسْقِيَةِ

بَابُ الشُّرْبِ مِنْ فَمِ السِّقَاءِ

۶۱۶۸ — حَدَّثَنَا علی بن عبد اللّٰه قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ قَالَ لَنَا عِكْرِمَةُ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَشْيَاءَ قَصَارٍ حَدَّثَنَا بِهَا

دلیل یہ ہے کہ امام احمد نے ابن ابی النضر، ابن ابی ذئب کے ذریعہ یہ حدیث ذکر کی اور "یعنی" کا لفظ ذکر نہیں کیا۔ مہلب نے کہا یہ نہی تنزیہی ہے، کیونکہ ہوسکتا ہے کہ مشکیزے کے منہ میں سانپ یا کوئی زہریلا جانور ہو جو پینے والے کو معلوم نہ ہو تو وہ اس کے پیٹ میں داخل ہو جائے، چنانچہ حاکم نے مستدرک میں سلمہ بن وردان سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اختناثِ اسقیہ سے منع فرمانے کے بعد ایک شخص رات اُٹھا اور مشکیزے کا منہ کھول کر پانی پینے لگا تو اس سے سانپ نکلا، اختناث کے معنی توڑنا اور جدا کرنا نہیں بلکہ اس کا معنی کھولنا ہے۔

۶۱۶۷ — ترجمہ : ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے روایت کی اُنھوں نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ آپ اختناثِ اَسقیہ سے منع فرماتے تھے۔ عبداللہ بن مبارک نے کہا مَعْمَر یا اس کے غیر نے کہا اختناث کے معنی مشکیزے کے منہ سے پانی پینا ہے۔

باب مشکیزے سے منہ لگا کر پانی پینا

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے پہلے باب پر اکتفاء نہیں کی تاکہ یہ گمان نہ ہو کہ نہی صرف اختناث کی صورت سے خاص ہے اس سے اُنھوں نے اشارہ کیا کہ نہی عام ہے کہ مشکیزے کا منہ کھول کر پانی پینے اور منہ لگا کر پینے کو شامل ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ امام ترمذی نے کبشہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ

marfat.com

اَبُوْهُرَيْرَةَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الشُّرْبِ مِنْ فَمِ الْقِرْبَةِ اَوِ السِّقَآءِ وَاَنْ يَّمْنَعَ جَارَهٗ اَنْ يَّغْرِزَ خَشَبَةً فِيْ جِدَارِهٖ

۶۱۶۹ــــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ اَخْبَرَنَا اَيُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّشْرَبَ مِنْ فِيْ السِّقَاءِ

۶۱۷۰ــــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الشُّرْبِ مِنْ فِيْ السِّقَاءِ

صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور لٹکے ہوئے مشکیزہ سے منہ لگا کر پانی پیا۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ نیز اُنھوں نے شمائل میں انیس سے روایت کی کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ لٹکے ہوئے مشکیزے کے پاس گئے اور اس کا منہ مروڑ کر اس کے منہ سے پانی پیا اور بہت صحابہ کرام اور تابعین بھی اس طرح کرتے تھے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جواز کی احادیث عذر پر محمول ہیں جبکہ پانی پینے والے کو کوئی برتن میسّر نہ ہو اور نہ وہ ہاتھ سے پانی پی سکے تو اِس وقت کراہت نہیں اور نہی کی احادیث تنزیہہ پر محمول ہیں

۶۱۶۸ــــ ترجمہ : ایوب نے کہا ہمیں عکرمہ نے کہا کہ کیا میں تمہیں معمولی باتیں نہ بتاؤں جو ابوہریرہ نے ہم سے بیان کی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشکیزے کے منہ سے پینے سے منع فرمایا اور اس سے بھی منع فرمایا کہ اپنے ہمسائے کو اپنے مکان کی دیوار کھونٹی رکھنے سے منع کرے۔

۶۱۶۸ــــ شرح : قِربہ اور سِقاء میں فرق یہ ہے کہ قربہ پانی کے لئے استعمال کی جاتی ہے جبکہ سِقاء پانی اور دودھ کے لئے ہے۔ ہمسائے کو دیوار پر کھونٹی رکھنے کی اجازت استحباب پر محمول ہے۔

۶۱۶۹ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشکیزہ سے منہ لگا کر پینے سے منع فرمایا۔

marfat.com

بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّنَفُّسِ فِي الْإِنَاءِ

۶۱۷۱ — حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا شَرِبَ اَحَدُكُمْ فَلَا يَتَنَفَّسْ فِي الْاِنَاءِ وَاِذَا بَالَ اَحَدُكُمْ فَلَا يَمْسَحْ ذَكَرَهٗ بِيَمِيْنِهٖ وَاِذَا تَمَسَّحَ اَحَدُكُمْ فَلَا يَتَمَسَّحْ بِيَمِيْنِهٖ

۶۱۶۹ — شرح : اس میں حکمت یہ ہے کہ ہوسکتا ہے کہ مشکیزے میں پانی ڈالتے وقت کوئی زہریلا جانور پانی کے ساتھ مشکیزے میں چلا جائے اور اس طرح پانی پیتے وقت وہ پینے والے کے منہ میں داخل ہو جائے اور اسے معلوم نہ ہونے پائے۔ یہ بھی امکان ہے کہ مشکیزے کے منہ سے پانی زور سے نکلتا ہے اگر اس سے منہ لگا کر پانی نوش کرے تو اس کی قوت کی وجہ سے دل کے سامنے والی ضعیف رگیں کٹ جائیں جو ہلاکت کا سبب ہیں (عینی)

۶۱۷۰ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشکیزے سے منہ لگا کر پینے سے منع فرمایا۔

باب برتن میں سانس لینے سے ممانعت

۶۱۷۱ — ترجمہ : عبداللہ بن ابی قتادہ نے اپنے والد ابوقتادہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی پانی پیئے تو برتن میں سانس نہ لے اور جب تم میں سے کوئی پیشاب کرے تو شرمگاہ کو دائیں ہاتھ سے مس نہ کرے اور اگر شرمگاہ دھونے کے لئے ہاتھ دراز کرے تو دائیں سے نہ دھوئے۔"

۶۱۷۱ — شرح : برتن میں سانس لینے سے منع کرنا جیسے کھانے اور پینے کی شئی میں پھونکنا منع ہے۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ اس طرح اس میں تھوک وغیرہ پڑ جاتا ہے جس کو طبیعت برا سمجھتی ہے اور کھانے والا اس کو قدر خیال کرتا ہے۔ اس لئے اس سے منع کیا کہ جو شئی کھانے یا پینے کا ارادہ کرتا ہے وہ خراب نہ ہو جائے یہ اس وقت ہے جبکہ کسی کے ساتھ کھاتا

marfat.com

بَابُ الشُّرْبِ بِنَفَسَيْنِ اَوْ ثَلَاثَةٍ

۶۱۷۲ — حَدَّثَنَا اَبُوْعَاصِمٍ وَاَبُوْنُعَيْمٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَزْرَةُ ابْنُ ثَابِتٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ اَنَسٌ يَتَنَفَّسُ فِی الْاِنَاءِ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا وَزَعَمَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَنَفَّسُ ثَلَاثًا

بَابُ الشُّرْبِ فِیْ اٰنِيَةِ الذَّهَبِ

۶۱۷۳ — حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنِ ابْنِ اَبِیْ لَيْلٰی قَالَ كَانَ حُذَيْفَةُ بِالْمَدَائِنِ فَاسْتَسْقٰی فَاَتَاهُ

پیتا ہو اور اگر تنہا کھاتا ہو یا ساتھ وہ ہو جو اس طرح کرنے کو قدر خیال نہ کرتا ہو تو اس وقت پانی میں سانس لینے میں حرج نہیں۔ (حدیث : ۱۵۳ دیکھیں ج : ۱)

باب دو یا تین سانس میں پینا

ثمامہ بن عبداللہ نے خبر دی کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ برتن میں دو یا تین سانس لیتے تھے اور کہتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تین سانس لیتے تھے"

۶۱۷۲ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس سے پہلی حدیث میں برتن میں سانس لینے سے منع فرمایا اور اس حدیث میں سانس لینا ثابت ہے لہٰذا دونوں حدیثوں میں تعارض ہے اس کا جواب یہ ہے کہ پہلی حدیث میں برتن سانس لینے کا ظرف ہے اس وقت سانس لینے میں تھوک پڑنے کا احتمال ہے جس کو طبع بُرا جانتی ہے اور اس حدیث میں تنفس شرب کے لئے ہے کہ ایک سانس پر اقتصار نہ کرے بلکہ منہ کو برتن سے جدا کر کے دو یا تین سانس لے لہٰذا دونوں میں تعارض نہیں۔

marfat.com

دِهْقَانٌ بِقَدَحِ فِضَّةٍ فَرَمَاهُ بِهٖ فَقَالَ اِنِّیْ لَمْ اَرْمِهٖ اِلَّا اَنِّیْ نَهَیْتُهٗ فَلَمْ یَنْتَهِ وَاَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا عَنِ الْحَرِیْرِ وَالدِّیْبَاجِ وَالشُّرْبِ فِیْ اٰنِیَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَقَالَ هُنَّ لَهُمْ فِی الدُّنْیَا وَهُنَّ لَكُمْ فِی الْاٰخِرَةِ

بَابُ اٰنِیَةِ الْفِضَّةِ

۶۱۷۴ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ اَبِیْ لَیْلٰی قَالَ خَرَجْنَا مَعَ حُذَیْفَةَ وَذَكَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَشْرَبُوْا فِیْ اٰنِیَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَلَا تَلْبَسُوا الْحَرِیْرَ وَالدِّیْبَاجَ فَاِنَّهَا لَهُمْ فِی الدُّنْیَا وَلَكُمْ فِی الْاٰخِرَةِ

باب سونے کے برتنوں میں پینا

۶۱۷۳ــــ ترجمہ : ابن ابی لیلیٰ نے کہا حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ مدائن میں تھے اُنھوں نے پانی طلب کیا تو ایک جاٹ چاندی کے پیالہ میں پانی لایا حذیفہ نے برتن کو پھینک دیا اور کہا میں نے اس کو نہیں پھینکا مگر اس لئے کہ میں نے اسے منع کیا تھا لیکن وہ نہ رُکا، حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشم اور دیباج (ریشم کی قسم ہے) پہننے سے اور سونے چاندی کے برتنوں میں پینے سے منع فرمایا۔ اور فرمایا یہ کافروں کے لئے دُنیا میں ہیں اور یہ تمہارے لئے آخرت میں ہیں۔

۶۱۷۳ــــ شرح : کتاب الاطعمہ میں یوں مذکور ہے کہ ایک مجوسی نے پانی پلایا۔ ایک دوسری روائت میں ہے کہ حضرت حذیفہ نے ایک جاٹ سے پانی طلب کیا۔

قولہ ھُنَّ لھم فی الدُّنیا یعنی کافر لوگ مسلمانوں کی مخالفت میں ریشم استعمال کرتے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں فرمایا اے مسلمانو! اس کا بدل تم آخرت میں ریشم استعمال کرو گے اور جو مسلمان دُنیا میں ریشم استعمال کرے گا وہ آخرت میں ریشم سے محروم رہے گا جیسے جو کوئی دُنیا میں شراب پیئے گا وہ آخرت میں شراب سے محروم رہے گا۔

marfat.com

٦١٧٤ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ اِبْنُ اَنَسٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الَّذِیْ يَشْرَبُ فِیْ اِنَاءِ الْفِضَّةِ اِنَّمَا يُجَرْجِرُ فِیْ بَطْنِهٖ نَارَ جَهَنَّمَ

٦١٧٥ — حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ اَشْعَثَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سُوَيْدِ [illegible] بْنِ مُقَرِّنٍ عَنِ الْبَرَاءِ اِبْنِ عَازِبٍ قَالَ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ اَمَرَنَا بِعِيَادَةِ الْمَرِيْضِ وَاِتِّبَاعِ الْجَنَازَةِ وَتَشْمِيْتِ الْعَاطِسِ وَاِجَابَةِ الدَّاعِیْ وَاِفْشَاءِ السَّلَامِ وَنَصْرِ الْمَظْلُوْمِ وَاِبْرَارِ الْمُقْسِمِ وَنَهَانَا عَنْ خَوَاتِيْمِ الذَّهَبِ وَعَنِ الشُّرْبِ فِی الْفِضَّةِ اَوْ قَالَ اٰنِيَةِ الْفِضَّةِ وَعَنِ الْمَيَاثِرِ وَالْقَسِّیِّ وَعَنْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ وَالدِّيْبَاجِ وَالْاِسْتَبْرَقِ

باب چاندی کے برتن استعمال کرنا

٦١٧٤ — ترجمہ : ابن ابی لیلیٰ نے کہا ہم حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ باہر نکلے انھوں نے ذکر کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سونے اور چاندی کے برتنوں میں نہ پیئو اور ریشم اور دیباج نہ پہنو کیونکہ یہ کافروں کے لئے دُنیا میں ہیں اور تمہارے لئے آخرت میں ہیں۔

٦١٧٤ — شرح : اگرچہ یہ معنی پہلے باب کی حدیث سے معلوم ہو گیا تھا، لیکن امام نے یہ حدیث چاندی کے قریب میں سُنی تھی جبکہ پہلی حدیث سونے کی تقریب میں دُوسرے استاد سے سُنی تھی اس لئے دو باب ذکر کئے اور ہر باب میں محدثین کی اصطلاح کے مطابق

marfat.com

بَابُ الشُّرْبِ فِي الْاَقْدَاحِ

۶۱۷۷ — حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ

دُوسری حدیث ذکر کی لہٰذا یہ تکرار نہیں۔

۶۱۷۵ — ترجمہ : ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روائت ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی چاندی کے برتن میں پیتا ہے اس کے پیٹ میں دوزخ کی آگ بھڑکے گی۔

۶۱۷۵ — شرح : یعنی وہ پانی آگ بن جائے گا اور اس کے پیٹ میں جوش مارے گا یا دوزخ کی آگ اس کے پیٹ میں ڈال دیں گے۔ ہوسکتا ہے کہ حقیقی معنی مراد ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر شئی پر قادر ہے۔ جرجرہ لغت میں اُونٹ کی آواز ہے جو زجر کے وقت آواز نکالتا ہے۔

۶۱۷۶ — ترجمہ : براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو سات اشیاء کا حکم دیا اور سات سے منع فرمایا ہمیں مریض کی بیمار پُرسی کرنے جنازہ کی اتباع کرنے، چھینک لینے والے کو جواب دینے دعوت کرنے والے کی دعوت قبول کرنے، سلام عام کرنے، مظلوم کی امداد کرنے اور قسم کھانے والے کی قسم پوری کرنے کا حکم دیا اور ہم کو سونے کی انگوٹھی، چاندی یا فرمایا چاندی کے برتنوں میں پینے اور میاثر، قسی، دیباج اور استبرق کے پہننے سے منع فرمایا ہے

۶۱۷۶ — شرح : ابرار المقسِم کے معنیٰ ہیں کہ جس شئی پر کسی نے قسم کھائی ہو اس کو میسّر کرنا اور اس کو پُورا کرنے میں کوشش کرنا تاکہ قسم کھانے والا حانث نہ ہو اور وہ قسم پوری کرنے۔ میاثر نرم کپڑا ہے جو زین پر ڈالتے ہیں بکثرت وہ ریشمی ہوتا ہے یہ میثرہ کی جمع ہے۔ قسی درندے کی کھال ہے۔ بعض نے کہا یہ نرم چادر ہے۔ بعض علماء اسے قِسی بکسر القاف پڑھتے ہیں۔ یہ سُوتر اور ریشم سے بنا ہوا کپڑا ہے۔ مصر میں ایک گاؤں کی طرف منسوب ہے۔ بعض نے کہا یہ قِس کی طرف منسوب ہے جو شام کا ایک شہر ہے اس کو ریشم سے بُنتے ہیں۔ حریر، دیباج اور استبرق تمام ریشمی کپڑے ہیں جو موٹے اور باریک ہونے میں مختلف ہیں، دیباج موٹا ریشم ہے۔ استبرق اس کی قسم ہے۔ داؤدی نے کہا استبرق باریک ریشمی کپڑا ہے۔

باب پیالوں میں پینا

۶۱۷۷ — ترجمہ : ام فضل رضی اللہ عنہا سے روائت ہے کہ لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ سَالِمٍ اَبِی النَّضْرِ عَنْ عُمَیْرٍ مَوْلٰی اُمِّ الْفَضْلِ عَنْ اُمِّ الْفَضْلِ اَنَّهُمْ شَكُّوْا فِیْ صَوْمِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمَ عَرَفَةَ فَبَعَثَتْ اِلَیْهِ بِقَدَحٍ مِنْ لَبَنٍ فَشَرِبَهٗ

بَابُ الشُّرْبِ مِنْ اَقْدَاحِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاٰنِیَتِهٖ

وَقَالَ اَبُوْ بُرْدَةَ قَالَ لِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ اَلَا اَسْقِیْكَ فِیْ قَدَحٍ شَرِبَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

۶۱۷۸ — حَدَّثَنَا سَعِیْدُ بْنُ اَبِیْ مَرْیَمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ ذُكِرَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِمْرَاَةٌ مِنَ الْعَرَبِ فَاَمَرَ اَبَا اُسَیْدٍ السَّاعِدِیَّ اَنْ یُّرْسِلَ اِلَیْهَا فَاَرْسَلَ اِلَیْهَا فَقَدِمَتْ فَنَزَلَتْ فِیْ اُجُمِ بَنِیْ سَاعِدَةَ فَخَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰی جَاءَهَا فَدَخَلَ

کے عرفہ میں روزہ رکھنے میں تردّد کیا کہ تو ام فضل نے حضور کے پاس دودھ کا پیالہ بھیجا تو آپ نے اونٹ کی پُشت پر بیٹھے ہُوئے دودھ پیا۔

۶۱۷۷ — شرح : سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے دُودھ پینے سے لوگوں کا یہ تردّد جاتا رہا کہ آپ عرفہ میں روزے سے ہیں یا نہیں۔ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پیالے لکڑی سے بنائے گئے تھے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ مقوقس نے سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو شیشے کا پیالہ نذرانہ بھیجا تھا اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔ اگر اس کو صحیح تسلیم کرلیں تو جواب یہ ہے کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس میں ایسے نہ پیا تھا جیسے متکبّر لوگ فخر سے پیتے ہیں۔

باب نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پیالہ اور برتنوں میں پینا

marfat.com

عَلَيْهَا فَاِذَا امْرَاَةٌ مُنَكِّسَةٌ رَاْسَهَا فَلَمَّا كَلَّمَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ فَقَالَ قَدْ اَعَذْتُكِ مِنِّيْ قَالُوْا لَهَا اَتَدْرِيْنَ مَنْ هٰذَا قَالَتْ لَا قَالُوْا هٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ لِيَخْطُبَكِ قَالَتْ كُنْتُ اَنَا اَشْقٰى مِنْ ذٰلِكَ فَاَقْبَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ حَتّٰى جَلَسَ فِيْ سَقِيْفَةِ بَنِيْ سَاعِدَةَ هُوَ وَاَصْحَابُهُ ثُمَّ قَالَ اسْقِنَا يَا سَهْلُ فَاَخْرَجْتُ لَهُمْ هٰذَا الْقَدَحَ فَاَسْقَيْتُهُمْ فِيْهِ فَاَخْرَجَ لَنَا سَهْلٌ ذٰلِكَ الْقَدَحَ فَشَرِبْنَا مِنْهُ قَالَ ثُمَّ اسْتَوْهَبَهُ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بَعْدَ ذٰلِكَ فَوَهَبَهُ لَهُ

ابوبردہ رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے عبداللہ بن سلام نے کہا کیا میں تجھے اس پیالہ میں نہ پلاؤں جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیتے تھے۔

۶۱۷۸ ترجمہ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک عرب خاتون کا ذکر کیا گیا تو حضور نے ابو اُسید ساعدی کو حکم دیا کہ اس کو بُلائے وہ آئی اور بنی ساعدہ کے مکانات میں ٹھہری۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے یہاں تک کہ اس کے پاس تشریف لے گئے۔ اچانک وہ عورت اپنا سر جُھکائے بیٹھی ہے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کلام کیا تو اُس نے کہا: میں اللہ کے ذریعہ تم سے پناہ چاہتی ہوں، سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تجھے پناہ دی لوگوں نے اس سے کہا کیا تو جانتی ہے کہ یہ کون تھے؟ اُس نے کہا میں نہیں جانتی ہوں۔ لوگوں نے کہا یہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے حضور تیرے پاس نکاح کا پیغام لے کر آئے تھے۔ اُس نے کہا میں اس سے بدنصیب رہی اس روز سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے حتیٰ کہ سقیفہ بنی ساعدہ میں آپ اور صحابہ کرام جلوہ افروز ہوئے پھر فرمایا اے سہل پانی پلاؤ (سہل نے کہا) میں نے ان کے لئے یہ پیالہ نکالا اور اس میں انہیں پانی پلایا، چنانچہ سہل نے ہمارے لئے وہ پیالہ نکالا تو ہم نے اس میں پانی پیا کہا پھر اس کے بعد حضرت عمر بن عبدالعزیز نے

marfat.com

۶۱۷۹ — حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُدْرِكٍ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى ابْنُ حَمَّادٍ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْعَوَانَةَ عَنْ عَاصِمِ الْاَحْوَلِ قَالَ رَاَيْتُ قَدَحَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ وَكَانَ قَدِ انْصَدَعَ فَسَلْسَلَهُ بِفِضَّةٍ قَالَ وَهُوَ قَدَحٌ جَيِّدٌ عَرِيْضٌ مِنْ نُضَارٍ قَالَ قَالَ اَنَسٌ لَقَدْ سَقَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وہ پیالہ ہبہ طلب کیا تو اُنھوں نے وہ اُنہیں ہبہ کر دیا

۶۱۷۸ — شرح : بعض علماء نے کہا اس حدیث سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد ایک وہم کو دفع کرنا ہے وہ یہ کہ کسی کے خیال میں یہ آئے کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد آپ کے پیالہ میں پینا غیر کی ملک میں بدونِ اجازت تصرف ہے۔ اندفاع کی وجہ یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یہ اس لئے کرتے تھے کہ نبی کریم کا صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ترکہ وراثت نہیں وہ صدقہ ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ امیر لوگ بھی یہ صدقہ استعمال کرتے تھے؛ حالانکہ ان کے لئے صدقہ جائز نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ مال داروں کے لئے فرض صدقہ جائز نہیں اور یہ صدقہ فرض نہ تھا۔ اس تقریر سے احسن یہ تقریر ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بطورِ تبرک نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پیالہ میں پیتے تھے چنانچہ بعض حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے حضور کے پیالے اور جُبّہ تھے، چنانچہ حضرت انس، سہل اور عبداللہ بن سلام کے پاس پیالے تھے جبکہ اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما کے پاس حضور کا جُبّہ تھا یہ اُنہوں نے بطورِ تبرک رکھے ہُوئے تھے۔ اسی لئے حضرت عمر ابن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے سہل سے پیالہ ہبہ طلب کیا تھا۔

حدیث میں مذکور عورت کا نام جونیہ ہے۔ اس کا نام اُمیمہ ہے کتاب النکاح کی ابتداء میں اس کا ذکر گزرا ہے۔

۶۱۷۹ — ترجمہ : عاصم نے کہا میں نے انس بن مالک کے پاس پیغمبرِ خُدا صلّی اللہ علیہ وسلّم کا پیالہ دیکھا جو ٹوٹ گیا تھا اور اس کے ٹکڑے چاندی کے ساتھ جوڑے ہُوئے تھے۔ عاصم نے کہا وہ پیالہ فراخ بہت اچھا شمشاد کے درخت سے بنایا گیا تھا عاصم نے کہا انس نے کہا میں نے اس پیالہ میں جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اتنی اتنی مدّت سے زیادہ پانی پلایا ہے۔ عاصم نے کہا ابنِ سیرین نے کہا اس پیالہ میں لوہے کا حلقہ جڑا ہُوا تھا۔ انس نے اس کی جگہ سونے

marfat.com

فِی هٰذَا الْقَدَحِ اَکْثَرُ مِنْ کَذَا وَکَذَا قَالَ وَقَالَ ابْنُ سِیْرِیْنَ اَنَّهٗ کَانَ فِیْهِ حَلْقَةٌ مِنْ حَدِیْدٍ فَاَرَادَ اَنَسٌ اَنْ یَجْعَلَ مَکَانَهَا حَلْقَةً مِنْ ذَهَبٍ اَوْ فِضَّةٍ فَقَالَ لَهٗ اَبُوْطَلْحَةَ لَاتُغَیِّرَنَّ شَیْئًا صَنَعَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَتَرَکَهٗ

بَابُ شُرْبِ الْبَرَکَةِ وَالْمَاءِ الْمُبَارَکِ

۶۱۷۸ — حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِیْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ قَالَ حَدَّثَنِیْ سَالِمُ بْنُ اَبِی الْجَعْدِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ هٰذَا

یا چاندی کا حلقہ جڑنے کا ارادہ کیا تو انہیں ابوطلحہ نے کہا جو چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہے اس کو تبدیل نہ کرو پھر انس نے اسی طرح چھوڑ دیا۔

۶۱۷۹ — شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ چاندی کے ٹکڑے اور حلقہ وغیرہ کا جڑاؤ جائز ہے، لیکن اہل علم کا اس میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ معمولی چاندی کا حلقہ جائز ہے۔ امام شافعی اسے مکروہ کہتے ہیں امام مالک کا بھی ایک قول یہی ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور اُن کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا اگر ایسے پیالے سے پیتے وقت چاندی کے ٹکڑے سے مس نہ کرے تو کوئی حرج نہیں۔ احمد اور اسحاق بھی یہی کہتے ہیں سونے کا حلقہ مطلق حرام ہے۔ طبرانی نے اوسط میں ام عطیہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونا پہننے اور پیالہ میں چاندی کے ٹکڑوں سے منع فرمایا پھر پیالہ میں چاندی کے حلقہ کی رخصت دے دی۔

باب بابرکت پانی پینا

عرب لوگوں کی زبان میں مبارک شئی کو برکت کہتے ہیں چنانچہ حضرت ایوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا: لَا غِنٰی لِیْ عَنْ بَرَکَتِکَ ،، میں تری برکت سے بے نیاز نہیں ہوں۔ یہ اُنہوں نے اس وقت کہا جبکہ ان کے مکان کی چھت اور صحن میں سونے کی چڑیاں گرنے لگیں تو اُنھوں نے اپنا کپڑا پھیلا دیا۔ اللہ تعالیٰ

marfat.com

الْحَدِيْثَ قَالَ لَقَدْ رَاَيْتُنِيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ حَضَرَتِ الْعَصْرُ وَلَيْسَ مَعَنَا مَاءٌ غَيْرُ فَضْلَةٍ فَجُعِلَ فِيْ اِنَاءٍ فَاُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٖ فَاَدْخَلَ يَدَهٗ فِيْهِ وَفَرَّجَ اَصَابِعَهٗ ثُمَّ قَالَ حَيَّ عَلٰى اَهْلِ الْوُضُوْءِ الْبَرَكَةُ مِنَ اللّٰهِ فَلَقَدْ رَاَيْتُ الْمَاءَ يَتَفَجَّرُ مِنْ بَيْنِ اَصَابِعِهٖ فَتَوَضَّاَ النَّاسُ وَشَرِبُوْا فَجَعَلْتُ لَاُلُوْا مَا جَعَلْتُ فِيْ بَطْنِيْ مِنْهُ فَعَلِمْتُ اَنَّهٗ بَرَكَةٌ قُلْتُ لِجَابِرٍ كَمْ كُنْتُمْ يَوْمَئِذٍ قَالَ اَلْفًا وَّاَرْبَعُمِائَةٍ تَابَعَهٗ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ جَابِرٍ وَقَالَ حُصَيْنٌ وَعَمْرُو بْنُ مُرَّةَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ جَابِرٍ خَمْسَ عَشْرَةَ مِائَةٍ وَتَابَعَهٗ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ جَابِرٍ

نے فرمایا اے ایوب ابھی تم بے نیاز نہیں ہوئے ہو کہ کپڑا پھیلا کر سونا جمع کر رہے ہو۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے کہا اے اللہ! میں تیری برکت سے بے نیاز نہیں ہوں۔ اُنھوں نے سونے کو برکت کہا۔

۶۱۸۰ — ترجمہ : اعمش نے کہا مجھے سالم نے ابن ابی جعد کے ذریعہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث بیان کی۔ جابر نے کہا میں نے اپنے آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دیکھا، حالانکہ عصر کی نماز کا وقت ہو گیا تھا اور ہمارے پاس تھوڑے سے بچے ہوئے پانی کے سوا کچھ نہ تھا پس وہی پانی پیالہ میں ڈالا گیا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور اپنا دستِ اقدس اس میں رکھ دیا اور انگلیوں کو پھیلا دیا پھر فرمایا اے وضوء کرنے والو اور پانی کی تلاش کرنے والو آؤ برکت اللہ کی طرف سے ہے میں نے پانی دیکھا کہ وہ حضور کی انگلیوں سے جوش مار کر نکل رہا ہے۔ تمام لوگوں نے وضوء کیا اور پیا۔ میں نے اس پانی سے اپنے پیٹ ڈالنے میں کمی نہ کی، کیونکہ مجھے معلوم تھا کہ یہ برکت ہے۔ سالم نے کہا میں نے جابر سے کہا اس روز تم کتنے لوگ تھے۔ اُنھوں نے کہا اس روز ہم ایک ہزار چار سو افراد تھے۔ جابر سے روایت کرنے میں عمرو نے سالم کی متابعت کی۔ حُصین، عمرو بن مُرّہ نے سالم کے ذریعہ جابر سے پندرہ سو افراد کی روایت کی ہے۔ سعید بن مسیّب نے جابر سے روایت کرنے میں سالم کی متابعت کی ہے۔

۶۱۸۰ — شرح : ہو سکتا ہے کہ انگلیوں سے پانی نکلتا ہو یہ بھی ممکن ہے کہ انگلیوں

marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کِتَابُ الْمَرْضٰی

بَابُ مَاجَاءَ فِیْ کَفَّارَۃِ الْمَرَضِ

وَقَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا یُّجْزَ بِہٖ

کی ذات سے پانی نہ نکلتا ہو بلکہ اُن کے درمیان سے نکلتا ہو بہر حال یہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلم کا عظیم معجزہ ہے اور یہ کہنا صحیح تر ہے کہ اُنگلیوں کے گوشت سے پانی نکلتا تھا۔ کیونکہ اس میں معجزہ کی عظمت ہے (عینی) اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ پانی میں اسراف اگرچہ ممنوع ہے لیکن بابرکت اشیاء کے کھانے پینے میں اسراف ممنوع نہیں اور وہ زیادہ مقدار کھانے پینے میں حرج نہیں اور نہ ہی کراہت ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بیماروں کے حالات کا بیان

باب بیماری کا کفّارہ

کفّارہ مبالغہ کا صیغہ کَفر بمعنی تغطیہ (ڈھانپنا) سے ماخوذ ہے۔ کفارہ کی مرض کی طرف اضافت بیانیہ ہے۔ جیسے شجرا الاراک میں اضافت بیانیہ ہے۔ یعنی کفارہ مرض ہے یا اضافت فوقی ہے اور مرض کفارہ کے لئے ظرف ہے یا صفت کی موصوف کی طرف اضافت ہے۔

marfat.com

۶۱۸۱ — حَدَّثَنَا اَبُوالْیَمَانِ الْحَکَمُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّھْرِیِّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عُرْوَۃُ بْنُ الزُّبَیْرِ اَنَّ عَائِشَۃَ زَوْجَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُّصِیْبَۃٍ تُصِیْبُ الْمُسْلِمَ اِلَّا کَفَّرَ اللّٰہُ بِھَا عَنْہُ حَتّٰی الشَّوْکَۃُ یُشَاکُھَا

باب اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جو کوئی بُرا عمل کرے اُس کو بدلہ دیا جائے گا "

اس آئت کریمہ کی کتاب المرضیٰ سے مناسبت اس طرح ہے کہ آئت کریمہ عام ہے۔ دُنیا اور آخرت دونوں کو شامل ہے۔ لہٰذا دُنیا اور قیامت میں جزاء کو شامل ہے دُنیا میں اس طرح کہ بیماری گناہ کا کفارہ ہو جاتی ہے اور اس مرض کے باعث دُنیا میں گناہ معاف ہو جاتا ہے۔ الحاصل بیماری جیسے گناہوں کا کفارہ ہے ایسے ہی ان کی جزاء بھی ہے "، آئت کے معنی یہ ہیں کہ مسلمانوں کو اُن کے گناہوں کے سبب دُنیا میں مصائب کے وقوع سے بدلہ دیا جاتا ہے لہٰذا یہ گناہوں کا کفارہ بن جاتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جب یہ آئت کریمہ نازل ہُوئی تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس باہر تشریف لائے اور فرمایا مجھ پر یہ آئت کریمہ نازل ہُوئی ہے جو میری امّت کے لئے دُنیا اور جو کچھ اس میں ہے سے بہتر ہے پھر فرمایا جب بندہ گناہ کرے پھر اس پر دُنیا میں ہی کوئی مصیبت نازل ہو تو اللہ تعالیٰ بہت کریم ہے اس کو دوبارہ عذاب نہ دے گا (عینی)

۶۱۸۱ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان پر مصیبت نہیں آتی مگر اللہ تعالیٰ اس کے سبب اس سے گناہ مٹا دیتا ہے یہاں تک کہ کانٹا چبھایا جائے تو اس سے بھی گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔

۶۱۸۱ — شرح : قولہ یُشاکھا کسائی نے کہا کہا جاتا ہے شکتِ الرجل شوکۃً" جبکہ اس کے جسم میں کانٹا داخل ہو جائے اگر یہ سوال پوچھا جائے

marfat.com

۶۱۸۲ — حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِکِ بْنُ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنَا زُھَیْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَۃَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ یَسَارٍ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ وَ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا یُصِیْبُ الْمُسْلِمَ مِنْ نَصَبٍ وَلَا وَصَبٍ وَلَا ھَمٍّ وَلَا حَزَنٍ وَلَا اَذًی وَلَا غَمٍّ حَتَّی الشَّوْکَۃُ یُشَاکُھَا اِلَّا کَفَّرَ اللّٰہُ بِھَا خَطَایَاہُ

۶۱۸۳ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی عَنْ سُفْیٰنَ عَنْ سَعْدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ کَعْبٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ کَالْخَامَۃِ مِنَ الزَّرْعِ تُفِیْئُھَا الرِّیْحُ مَرَّۃً وَ تَعْدِلُھَا مَرَّۃً وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ کَالْاَرْزَۃِ لَا تَزَالُ حَتّٰی یَکُوْنَ انْجِعَافُھَا مَرَّۃً وَاحِدَۃً وَقَالَ زَکَرِیَّاءُ حَدَّثَنِیْ سَعْدٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ کَعْبٍ عَنْ اَبِیْہِ کَعْبٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

کہ شاک متعدی بیک مفعول ہے "یشاکھا" کی ضمیر کس لئے ہے اس کا جواب یہ ہے کہ مراد "یشاک بہا" ہے حرف جارہ کے واسطہ سے فعل کا ضمیر سے اتصال ہے اس کو حذف کر دیا گیا ہے۔

۶۱۸۲ — ترجمہ : ابو سعید خدری اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی کہ مسلمان کو رنج و تعب اور بیماری نہیں پہنچتی اور نہ ہی کوئی غم و حزن، اذیت نہیں پہنچتی ہے حتی کہ کانٹا جو چبھایا جائے مگر اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے سارے گناہوں کا کفارہ کر دیتا ہے۔

۶۱۸۳ — ترجمہ : عبداللہ بن کعب نے اپنے والد سے روائت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کی مثال کھیتی کے پودوں کی مانند ہے جبکہ ہوا انہیں اِدھر اُدھر جھکا دیتی ہے اور کبھی اسے سیدھا کر دیتی ہے۔ اور منافق کی مثال صنوبر کے درخت کی

marfat.com

٦١٨٤ — حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ مِنْ بَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ الْخَامَةِ مِنَ الزَّرْعِ مِنْ حَيْثُ أَتَتْهَا الرِّيحُ كَفَأَتْهَا فَإِذَا اعْتَدَلَتْ تَكَفَّأُ بِالْبَلَاءِ وَالْفَاجِرُ كَالْأَرْزَةِ صَمَّاءَ مُعْتَدِلَةً حَتَّى يَقْصِمَهَا اللهُ إِذَا شَاءَ

٦١٨٥ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ ابْنَ يَسَارٍ أَبَا الْحُبَابِ يَقُولُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يُرِدِ اللهُ بِهِ خَيْرًا يُصِبْ مِنْهُ

مانند ہے کہ وہ ہمیشہ سیدھا کھڑا رہتا ہے حتی کہ ایک ہی دفعہ اکھڑ جاتا ہے اور زکریا نے کہا سعد ابن کعب نے کعب سے اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی "

شرح : حدیث کا معنی یہ ہے کہ مومن اللہ تعالیٰ کے حکم کے تابع رہتا ہے اور اس سے راضی رہتا ہے۔ اگر اس پر کسی وقت تنگ حالی اور سختی آجائے

٦١٨٣ — تو اللہ تعالیٰ سے خیر کی اُمید رکھتا ہے اور جب مصائب ٹل جائیں تو اللہ تعالیٰ کا شکر کرتے ہوئے ثابت قدم رہتا ہے اور منافق و کافر کو اللہ تعالیٰ امتحان میں مبتلا نہیں کرتا بلکہ دُنیا میں اس پر آسانی کرتا ہے اور اس کے جملہ امور اس کے لئے آسان کر دیتا ہے تاکہ فیاقت کے امور اس پر تنگ ہو جائیں حتیٰ کہ جب اللہ تعالیٰ اس کی ہلاکت کا ارادہ کرے تو اس کو ایسے اکھاڑتا ہے جیسے سیدھا صنوبر کا سخت درخت ایک ہی بار اکھڑ جاتا ہے تاکہ اس کی موت اس کے لئے سخت عذاب اور دردناک الم ہو۔

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

٦١٨٤ — مومن کی مثال پودے کی مانند ہے جبکہ اس کے پاس ہوا آتی ہے تو اس کو جُھکا دیتی ہے اور جب درست ہو جائے تو بیماری وغیرہ میں مبتلا ہو جاتا ہے اور فاجر صنوبر کی طرح سخت اور

marfat.com

بَابُ شِدَّةِ الْمَرَضِ

۶۱۸۶ — حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ ح وحدثني بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا رَاَيْتُ اَحَدًا اَلْوَجَعُ عَلَيْهِ اَشَدُّ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سیدھا کھڑا رہتا ہے حتیٰ کہ جب اللہ تعالیٰ چاہے تو اسے جڑ سے اکھاڑ دیتا ہے۔

۶۱۸۴ — شرح : قولہ "تُكَفَّأُ بِالْبَلَاءِ" مناسب یہ تھا کہ تکفأ بالتریح ہوتا، کیونکہ بلاء مومن کے لئے ہوتی ہے؛ لیکن تر سبزہ کے لئے ریح بلاء ہے اس لئے ہوا کی بلاء سے تعبیر کی ہے۔

۶۱۸۵ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس سے اللہ تعالیٰ بہتری کا ارادہ کرے اس کو مصیبت میں مبتلا کرتا ہے۔ (تاکہ اس کو گناہوں سے پاک کر دے)

باب بیماری کی سختی

۶۱۸۶ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کسی کو سخت بیماری میں مبتلا نہیں دیکھا۔

۶۱۸۶ — شرح : عرب مرض کی تعبیر وجع سے کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کو سخت بیماریوں میں مبتلا کیا ہے کیونکہ ان میں قوتِ یقین، شدتِ صبر اور استحکام ایمان ہوتا ہے وہ بیماری کو حصول ثواب اور رفعات درجات خیال کرتے ہیں اس لئے انہیں پورا ثواب حاصل ہوتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔ الانبیاء اشد بلاءً ثم الامثل فالامثل "

marfat.com

۶۱۸۷ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرَضِهِ وَهُوَ يُوعَكُ وَعْكًا شَدِيدًا وَقُلْتُ اِنَّكَ لَتُوعَكُ وَعْكًا شَدِيدًا قُلْتُ اِنَّ ذٰلِكَ بِاَنَّ لَكَ اَجْرَيْنِ قَالَ اَجَلْ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيبُهُ اَذًى اِلَّا حَاتَّ اللّٰهُ عَنْهُ خَطَايَاهُ كَمَا تَحَاتُّ وَرَقُ الشَّجَرِ

بَابُ اَشَدُّ النَّاسِ بَلَاءً الْاَنْبِيَاءُ ثُمَّ الْاَمْثَلُ فَالْاَمْثَلُ الْاَوَّلُ فَالْاَوَّلُ

۶۱۸۸ — حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ اَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنِ ابْنِ سُوَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ

۶۱۸۷ — ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ اُنھوں نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کے وقت حاضر ہُوا جبکہ آپ کو سخت تیز بخار تھا۔ میں نے عرض کیا۔ آپ کو سخت تیز بخار ہے۔ میں نے کہا یہ اس لئے ہے کہ آپ کو دوگنا ثواب حاصل ہوتا ہے۔ حضور نے فرمایا ہاں درست ہے کوئی مسلمان نہیں جس کو تکلیف اور اذیت پہنچے مگر اللہ تعالیٰ اس کے گناہ گرا دیتا ہے جیسے درخت کے پتے گر جاتے ہیں

۶۱۸۷ — شرح : حضرات اولیاء کرام رضی اللہ عنہم بھی انبیاء کرام علیہم السلام سے قرب کے باعث سخت مصائب میں مبتلا ہوتے ہیں اگرچہ وہ درجات میں نبیوں سے بہت نیچے ہیں، کیونکہ مصیبت نعمت کے مقابلہ میں ہوتی ہے جس پر اللہ کی نعمتیں زیادہ ہوں اس پر مصائب بھی زیادہ آتے ہیں۔

الحاصل جب بیماری سخت ہو جائے تو ثواب دوگنا ہو جاتا ہے پھر اور زیادہ ہوتا ہے اس کا منتہیٰ یہ ہے کہ سارے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے مومن ہمیشہ مصائب میں مبتلا رہتا ہے حتیٰ کہ فوت ہوتا ہے تو وہ گناہوں سے پاک ہوتا ہے۔

marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُوعَكُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّكَ تُوعَكُ وَعْكًا
شَدِيْدًا قَالَ اَجَلْ اِنِّيْ اُوعَكُ كَمَا يُوعَكُ رَجُلَانِ مِنْكُمْ قُلْتُ ذٰلِكَ
بِاَنَّ لَكَ اَجْرَيْنِ قَالَ اَجَلْ ذٰلِكَ كَذٰلِكَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيْبُهُ اَذًى شَوْكَةٌ
فَمَا فَوْقَهَا اِلَّا كَفَّرَ اللّٰهُ بِهَا سَيِّئَاتِهِ كَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا

بَابُ وُجُوْبِ عِيَادَةِ الْمَرِيْضِ

۶۱۸۹ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ
مَنْصُوْرٍ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَطْعِمُوا الْجَائِعَ وَعُوْدُوا الْمَرِيْضَ وَفُكُّوا الْعَانِيَ

باب لوگوں میں سخت آزمائش نبیوں کی ہوتی ہے پھر ان سے کم فضیلت والے پھر ان سے کم فضیلت والے

۶۱۸۸ ؛ **ترجمہ** : حارث بن سوید نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا جبکہ آپ کو سخت بخار تھا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ "صلی اللہ علیہ وسلم" آپ کو سخت بخار ہے فرمایا ہاں مجھے دو آدمیوں کے بخار جیسا بخار ہے میں نے عرض کیا یہ اس لئے کہ آپ کے لئے دوگنا ثواب ہے۔ فرمایا ہاں! یہ ایسا ہی ہے۔ جس بھی مسلمان کو کوئی اذیت پہنچے وہ کانٹا ہو یا اس سے زیادہ ہو اس کے باعث اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کا کفارہ کر دیتا ہے جیسے درخت اپنے پتے گرا دیتا ہے

۶۱۸۸ **شرح** : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ پہلے "ثم الامثل" بلفظ "ثم" اور دوسری بار "فالامثل" بلفظ "فاء" کیوں کہا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے مرتبہ اور غیر نبیوں کے مرتبہ کے درمیان بُعد اور تراخی سے خبردار کیا ہے اور نبیوں کے غیر میں یہ بُعد نہیں کیوں یہ واضح بات ہے کہ نبی اور ولی کے درمیان بُعد سے کہیں زیادہ ہے جبکہ ولیوں کے مراتب ایک دوسرے کے قریب ہیں لفظ اوّل امثل یعنی افضل کی تفسیر ہے کہ کیونکہ اول کے معنی ہیں فضیلت میں آگے بڑھنے والا ہے۔ اس لئے اس پر "ثم" سے عطف نہیں کیا۔ حدیث کا حاصل یہ ہے کہ جب بیماری زیادہ ہو جائے تو ثواب بھی بڑھ جاتا ہے۔ پھر اس کے بعد اور زیادہ ثواب بڑھتا ہے یہاں تک کہ تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں چنانچہ امام احمد اور ابن ابی شیبہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ مومن پر مرنے تک مصائب آتے

marfat.com

۶۱۹۰ — حَدَّثَنَا حفصُ ابن عُمر قَالَ حَدَّثَنَا شُعبَةُ قَالَ اخبرنی اَشعَثُ بن سُلَیم قَالَ سمعت معاویۃ بن سُوید مُقَرِّن عن البراء بن عازب قَال امرنا رَسُوْل اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِسَبع ونہانا عن سَبع نہانا عن خَاتِمِ الذَّہب ولُبس الحریر والدیباج وَالاِستَبرَق وَعَنِ القَسّیّ وَالمِیثرۃ وَامُرنا ان نَشَّیع لجنائز ونعُود المریض ونُفشِیَ السَّلامَ

رہتے ہیں۔ حتی کہ اللہ سے ملاقات کے وقت اس کا کوئی گناہ باقی نہیں رہتا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہاں" اس کا مطلب یہ ہے کہ مرض میں زیادہ نیکیاں حاصل ہوتی ہیں اور حدیث کے آخری الفاظ کا مدلول یہ ہے کہ گناہ گرتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ "اجل" میں اس خبر کی تصدیق ہے۔ حضور نے پہلے اس کی تصدیق فرمائی پھر نیا کلام ذکر فرمایا اور اس پر اضافہ کرتے ہوئے فرمایا بیماری گناہ گرا دیتی ہے تو جواب کا حاصل یہ ہوا کہ ہاں بیماری درجات بلند کرتی ہے اور گناہ بھی گرا دیتی ہے۔ نبیوں کی آزمائش سخت ہونے کی علت یہ ہے کہ آزمائش نعمت کے مقابلہ میں ہوتی ہے جس پر اللہ تعالیٰ کے انعامات زیادہ ہوں اس کی آزمائش بھی سخت ہوتی ہے۔

باب بیمار کی عیادت واجب ہے

عیادت دراصل عوادۃ تھا واؤ کا ماقبل مکسور ہونے کے باعث اسے یاء سے بدل کیا۔ ظاہر حدیث کے اعتبار سے مریض کی عیادت پر وجوب کا اطلاق کیا ہے ہو سکتا ہے کہ یہ فرض کفایہ ہو۔ یہ بھی احتمال ہے کہ مستحب ہو اور بعض لوگوں کے حق میں ضروری ہو۔

۶۱۸۹ ۔ ترجمہ : ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بھوکے کو کھانا کھلاؤ بیمار کی عیادت کرو اور قیدی کو آزاد کراؤ

۶۱۸۹- شرح : صیغۂ امر "عُودُوا" سے استدلال کیا کہ بیمار کی عیادت واجب ہے یہ ہر بیمار کی عیادت کی مشروعیت کی دلیل ہے اس سے کوئی بیمار مستثنیٰ نہیں۔ پھر اطلاقِ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عیادت کے لئے مریض کی بیماری کے زمانہ کی قید نہیں جب بھی کوئی چاہے ابتداء مرض ہو یا اس کے بعد ہو عیادت کر سکتا ہے۔ امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ نے "احیاء" میں ذکر کیا کہ بیمار ہوئے تین دن گزر جانے کے بعد عیادت کرنی چاہیئے۔ امام بخاری نے ادب مفرد میں ذکر کیا کہ عیادت رات کو کرنی چاہیئے۔

۶۱۹۰ ترجمہ : براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سات کا حکم دیا اور سات سے منع کیا ہمیں سونے کی انگوٹھی، حریر، دیباج اور استبرق قسی اور میثرہ سے منع فرمایا اور ہمیں جنازوں کے پیچھے چلنے، بیمار پرسی کرنے اور سلام ظاہر کرنے کا حکم دیا۔

marfat.com

بَابُ عِيَادَةِ الْمُغْمٰى عَلَيْهِ

۶۱۹۰ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ مَرِضْتُ مَرَضًا فَاَتَانِيْ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُنِيْ وَاَبُوْ بَكْرٍ وَهُمَا مَاشِيَانِ فَوَجَدَانِيْ اُغْمِيَ عَلَيَّ فَتَوَضَّاَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَبَّ وَضُوْءَهٗ عَلَيَّ فَاَفَقْتُ فَاِذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ اَصْنَعُ فِيْ مَالِيْ كَيْفَ اَقْضِيْ فِيْ مَالِيْ فَلَمْ يُجِبْنِيْ بِشَيْءٍ حَتّٰى نَزَلَتْ اٰيَةُ الْمِيْرَاثِ

بَابُ فَضْلِ مَنْ يُصْرَعُ مِنَ الرِّيْحِ

۶۱۹۱ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عِمْرَانَ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَطَاءُ بْنُ اَبِيْ رَبَاحٍ قَالَ قَالَ لِيْ ابْنُ عَبَّاسٍ اَلَا اُرِيْكَ

باب بیہوش شخص کی عیادت کرنا

۶۱۹۰ — ترجمہ : جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا میں سخت بیمار ہوگیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پیدل چلتے ہوئے میری عیادت کرنے تشریف لائے تو مجھے بیہوش پایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا پھر اس کا پانی میرے اوپر ڈالا تو میں ہوش میں آیا تو دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میں اپنا مال کیسے تقسیم کروں۔ حضور نے مجھے کچھ جواب نہ دیا حتی کہ وراثت کی آیت نازل ہوئی۔

(حدیث : ۱۹۴ ج : ۱ کی شرح دیکھیں)

باب ریح کے سبب بیہوش ہوکر گرنے والے کی فضیلت

marfat.com

اِمْرَأَةً مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ قُلْتُ بَلٰى قَالَ هٰذِهِ الْمَرْاَةُ السَّوْدَاءُ اَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ اِنِّيْ اُصْرَعُ وَاِنِّيْ اَتَكَشَّفُ فَادْعُ اللّٰهَ لِيْ قَالَ اِنْ شِئْتِ صَبَرْتِ وَلَكِ الْجَنَّةُ وَاِنْ شِئْتِ دَعَوْتُ اللّٰهَ اَنْ يُعَافِيَكِ فَقَالَتْ اَصْبِرُ فَقَالَتْ اِنِّيْ اَتَكَشَّفُ فَادْعُ اللّٰهَ اَلَّا اَتَكَشَّفَ فَدَعَا لَهَا

کبھی دماغ کے منافذ میں ہوا رُک جاتی ہے۔ جو اعضاءِ رئیسہ کو پُورا کام کرنے سے منع کرتی ہے یا بعض اعضاء کے ذریعہ بخار دماغ میں پہنچ جاتا ہے۔ ہوا جو بیہوش ہوکر گرنے کا منشاء ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ دماغ کے اندر اور اعصاب محرکہ میں سختی آجاتی ہے۔ اس لئے انسان بیہوش ہوکر گر جاتا ہے۔ اطباء اسے مرگی کہتے ہیں جو ایک بار بیہوش ہونے کے بعد پھر بحال ہوجاتا ہے۔ کبھی خبیث جنات کے سبب بھی بیہوشی آجاتی ہے۔ شیخ ابوالعباس نے کہا جنات کا انسان کو بیہوش کرنا کبھی شہوت کے طور پر ہوتا ہے اور جنات اور انسان میں عشق ہوجاتا ہے جس میں انسان بیہوش ہوجاتا ہے۔ کبھی اُن میں مناکحت ہوتی ہے اور اُن سے اولاد پیدا ہوتی ہے کبھی جنات اور انسانوں میں بغض و دشمنی ہوجاتی ہے اس طرح وہ اذیت پہنچاتے ہیں۔ معتزلہ لیسے جبائی، ابوبکر رازی، محمد بن زکریا طبیب وغیرہ نے جنات کا انسان کے بدن میں داخل ہونے سے انکار کیا ہے اور جنات کا اقرار کرنے کے باوجود وہ جسم میں دو روحوں کے حلول کے قائل ہیں۔ ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اہل سنت وجماعت کے مقالات میں ذکر کیا کہ جنات انسان کے جسم میں داخل ہوکر اسے بیہوش کر دیتے ہیں، چنانچہ قرآن کریم میں ہے اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ،، عبداللہ بن احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے اپنے والد سے کہا لوگ کہتے ہیں کہ جنات انسان کے بدن میں داخل نہیں ہوتے تو اُنہوں نے کہا اے میرے بیٹے! وہ لوگ جھوٹ بولتے ہیں وہ انسان کی زبان پر کلام کرتے ہیں۔

ابوداؤد نے ام ابان کی حدیث ذکر کی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اُخْرُجْ عَدُوَّ اللّٰهِ ،، اللہ کے دشمن باہر نکل۔ اسی طرح اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ حضور نے فرمایا: اللہ کے دشمن باہر نکل میں اللہ کا رسُول ہوں "صلی اللہ علیہ وسلم"، قاضی عبدالجبار نے کہا جنات کے جسم ہوا کی مانند ہیں۔ ان کا انسان کے جسم میں داخل ہونا ممنوع نہیں جیسے ہوا اور سانس آتا جاتا ہے (عینی)

اقول ،، یہ امر مسلم ہے کہ شیطان ابوالجن ہے۔ شیطان کی اولاد بھی ہے اور حدیث شریف میں شیطان کا انسان کے جسم میں خون کی طرح سرائت کرنا ثابت ہے۔ لہٰذا جنات کا انسان میں سرائت

marfat.com

۶۱۹۲ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا مَخْلَدٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِیْ عَطَاءٌ اِنَّہٗ رَاٰی اُمَّ زُفَرَ تِلْكَ اِمْرَاَۃً طَوِیْلَۃً سَوْدَاءَ عَلٰی سِتْرِ الْكَعْبَۃِ

کرنا امر واضح ہے جس کا انکار کرنا صریح نصوص کے خلاف ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۶۱۹۱ — ترجمہ : عطاء بن ابی رباح نے کہا مجھے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کیا میں تجھے جنتی عورت نہ دکھاؤں؟ میں نے کہا کیوں نہیں (ضرور دکھائیں) اُنہوں نے کہا یہ کالی عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت حاضر ہوئی اور عرض کیا میں بیہوش ہوجاتی ہوں اور شرمگاہ برہنہ ہوجاتی ہے میرے لئے اللہ تعالیٰ سے دُعا فرمائیں فرمایا اگر چاہتی ہے تو صبر کر تیرے لئے جنت ہے اگر چاہتی ہے تو میں اللہ سے دُعا کرتا ہوں کہ تجھے تندرستی دے اُس نے کہا میں صبر کرتی ہوں اور کہا میں برہنہ ہوجاتی ہوں اللہ سے دُعا فرمائیں کہ میں برہنہ نہ ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے دُعا فرمائی۔

۶۱۹۱ مکرر — سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حالت پر صبر کرنے اور جنتی ہونے اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ سے تندرستی کی دعا کرنے میں اختیار دیا تو اُس نے صبر اختیار کیا اور کہا یہ ضرور دُعا فرمائیں کہ میں بیہوشی میں برہنہ نہ ہو سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے دعا کی اس کے بعد وہ بیہوشی کی حالت میں برہنہ نہ ہوتی تھی،، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بیہوشی ہوجانے پر ثواب حاصل ہوتا ہے اور مصیبت کو اختیار کرنے اور اس پر صبر کرنے پر جنت حاصل ہوتی ہے اور رخصت کی نسبت سختی کو اختیار کرنے میں فضیلت ہے۔ بشرطیکہ وہ جانتا ہو کہ مصیبت کی سختی لمبی ہونے کی صورت وہ صبر کرسکے گا اور اس کے التزام سے کمزور نہ ہوگا (عینی)

۶۱۹۲ — ترجمہ : عطاء نے بیان کیا کہ اُنہوں نے اُمِ زُفر کو دیکھا وہ لمبے قد والی کالی عورت تھی جو کعبہ کے پردہ پر بیٹھی تھی۔

۶۱۹۲ — شرح : حسن بن مسلم نے بیان کیا کہ اُنہوں نے طاؤس سے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مجنون لائے جاتے حضور اُن کے سینہ پر دست اقدس رکھتے تو وہ تندرست ہوجاتا حضور کے پاس ایک مجنونہ عورت حاضر کی گئی جسے اُمِ زُفر کہا جاتا تھا اس کے سینہ پہ ہاتھ رکھا تو وہ تندرست نہ ہوئی اور اس کا شیطان باہر نہ نکلا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان دُنیا میں اس کے ساتھ رہے گا اور اس عورت کے لئے آخرت بہتر ہے یہ عورت کعبہ کے پردے

marfat.com

۶۱۹۳ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ ابْنُ الْهَادِ عَنْ عَمْرٍو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ قَالَ اِذَا ابْتَلَيْتُ عَبْدِيْ بِحَبِيْبَتَيْهِ فَصَبَرَ عَوَّضْتُهُ مِنْهُمَا الْجَنَّةَ يُرِيْدُ عَيْنَيْهِ تَابَعَهُ اَشْعَثُ بْنُ جَابِرٍ وَاَبُوْ ظِلَالٍ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

پر بیٹھی رہتی تھی۔ بزار نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ اس عورت نے کہا مجھے ڈر رہتا ہے کہ وہ خبیث مجھے برہنہ کر دے گا حضور نے اس کے لئے دُعاء فرمائی۔ اس کے بعد جب بھی اسے خوف لاحق ہوتا کہ جن اس کے پاس آ رہا ہے تو وہ کعبہ کے پردوں سے لپٹ جاتی تھی۔ (عینی)

باب اس شخص کی فضیلت جس کی نظر جاتی رہے

۶۱۹۳ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سُنا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب اپنے بندے کی اس کی دو محبوب چیزوں (آنکھوں) سے آزمائش کرتا اور وہ صبر کرے تو اس کو اُن کے عوض جنت عطا کرتا ہوں جبیبتیہ سے مُراد دو آنکھیں ہیں ،، اشعث بن جابر اور ابو ظلال نے انس سے روایت کرنے میں عمرو کی متابعت کی۔

۶۱۹۳ — شرح : آنکھیں انسان کے محبوب اعضاء سے ہیں ان پر صبر کرنے کے معنیٰ یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے صبر کرنے والوں کے لئے جو ثواب کا وعدہ کیا اس کی امید پہ طالبِ ثواب رہے اور کسی سے عدمِ بصر کا شکویٰ نہ کرے اور نہ قلق و اضطراب کا اظہار کرے۔ حدیث شریف میں ہے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب میں اپنے عبد کی دُنیا میں آنکھیں سلب کر دوں تو میرے پاس اس کی جزاء صرف جنت ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم !

marfat.com

بَابُ عِيَادَةِ النِّسَاءِ الرِّجَالَ وَعَادَتْ أُمُّ الدَّرْدَاءِ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْمَسْجِدِ مِنَ الْأَنْصَارِ

٦١٩٤ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وُعِكَ أَبُو بَكْرٍ وَبِلَالٌ قَالَتْ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِمَا فَقُلْتُ يَا أَبَتِ كَيْفَ تَجِدُكَ وَيَا بِلَالُ كَيْفَ تَجِدُكَ قَالَتْ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ إِذَا أَخَذَتْهُ

باب عورتوں کا مردوں کی عیادت کرنا

اور ام درداء رضی اللہ عنہا نے انصار میں سے مسجد میں رہنے والے ایک آدمی کی بیمار پرسی کی

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ابو درداء کی دو بیویاں تھیں اُن میں سے ہر ایک کو ام درداء کہا جاتا تھا ایک کبریٰ اس کا نام خیرہ بنت ابو حدرد عبداللہ اسلمیہ ہے وہ صحابیہ ہیں اور فضلاء عقلمند عورتوں سے ہیں وہ ابو درداء سے پہلے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ملک شام میں فوت ہوگئی تھیں اور دوسری بیوی ام درداء صغریٰ ہے اس کا نام ہجیمہ بنت حیی وصابیہ ہے۔ ابو عمر نے کہا ہمیں ایسی کوئی خبر نہیں پہنچی جس سے معلوم ہو کہ وہ صحابیہ ہے یا اُس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے۔ جب ابو درداء فوت ہوئے تو حضرت امیر معاویہ نے انہیں شادی کا پیغام بھیجا جس کا اُس نے انکار کر دیا اور معاویہ رضی اللہ عنہ سے نکاح نہ کیا دریافت طلب امر یہ ہے کہ کونسی ام درداء ہے جس نے مسجد میں رہنے والے کسی انصاری آدمی کی عیادت کی تھی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ صغریٰ ام درداء ہے، کیونکہ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ادب مفرد میں یہ اثر حارث بن عبید کے طریق سے ذکر کیا ہے اور حارث شامی تابعی صغیر ہے اس کی امام درداء کبریٰ سے ملاقات نہیں ہوئی، کیونکہ ابو درداء کی وفات سے پہلے حضرت عثمان کی خلافت میں فوت ہوگئی تھی۔ حارث ابن عبید نے کہا میں نے ام درداء کو لکڑی کے کچاوہ پر دیکھا جن پر پردہ نہ تھا وہ انصاری آدمی کی عیادت کو جا رہی تھی۔ ام درداء صغریٰ عبدالملک بن مروان کے آخر عہد خلافت تک بقیدِ حیات رہی تھی اور (۸۱) اکیاسی ہجری میں کبریٰ کے پچاس برس بعد فوت ہوئی تھی۔ لہٰذا یہی ام درداء عیادت کرنے والی ہے کبریٰ نہیں

marfat.com

الْحُمّٰى يَقُوْلُ كُلُّ امْرِئٍ مُصَبَّحٌ فِيْ اَهْلِهٖ ۚ وَالْمَوْتُ اَدْنٰى مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهٖ
وَكَانَ بِلَالٌ اِذَا اُقْلِعَتْ عَنْهُ يَقُوْلُ ۚ اَلَا لَيْتَ شِعْرِيْ هَلْ اَبِيْتَنَّ لَيْلَةً
بِوَادٍ وَحَوْلِيْ اِذْخِرٌ وَّجَلِيْلٌ ۚ وَهَلْ اَرِدَنْ يَوْمًا مِيَاهَ مَجَنَّةٍ ۚ وَهَلْ يَبْدُوَنْ
لِيْ شَامَةٌ وَطَفِيْلٌ ۚ قَالَتْ عَائِشَةُ فَجِئْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ اِلَيْنَا الْمَدِيْنَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ اَوْ اَشَدَّ اَللّٰهُمَّ وَ
صَحِّحْهَا وَبَارِكْ لَنَا فِيْ مُدِّهَا وَصَاعِهَا وَانْقُلْ حُمَّاهَا فَاجْعَلْهَا بِالْجُحْفَةِ

۶۱۹۴ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو ابوبکر اور بلال رضی اللہ عنہما دونوں بیمار ہوگئے۔ ام المؤمنین نے کہا میں دونوں کے پاس گئی میں نے کہا اے ابا جان کیا حال ہے اے بلال کیا حال ہے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جب بخار ہوتا تو وہ فرماتے ! ؎ ہر آدمی اپنے اہلِ خانہ میں صبح کرتا ہے حالانکہ موت اس کے جوتے کے تسمہ سے بھی زیادہ قریب ہے " اور جب بلال کا بخار اُترتا تو وہ کہتے ؎ کاش میں ایسی وادی میں رات بسر کرتا کہ میرے اِرد گرد اِذخِر اور جلیل گھاس ہوتے۔ کیا میں کسی روز مجنّہ کے پانیوں تک پہنچوں گا کیا میرے سامنے شامہ اور طفیل پہاڑ ظاہر ہوں گے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ سے واقعہ بیان کیا تو حضور نے فرمایا اے اللہ ! مدینہ منورہ ہمیں محبوب کر دے جیسے ہم مکہ مکرمہ سے محبت کرتے ہیں یا اس سے بھی زیادہ محبت عطاء کر اور مدینہ منورہ کی آب و ہوا صحیح کر دے اور ہمارے لئے اس کے مُدّ اور صاع میں برکت کر اور اس کا بخار نقل کر کے جحفہ میں کر دے۔

۶۱۹۴ — شرح : مجنّہ مکہ مکرمہ سے چند میل دُور جگہ ہے۔ یہ جاہلیت میں منڈی تھی شامہ اور طفیل مکہ مکرمہ کے پہاڑ ہیں جُحفہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ایک مقام اہلِ شام وہاں سے احرام باندھتے ہیں۔ بعض علماء نے کہا بخار کا عرض ہونے کے باوجود منتقل ہوسکتا ہے۔ چونکہ عرض کا وجود محل سے علیحدہ نہیں ہوسکتا اس کا وجود محل کا وجود ہوتا ہے۔ اس لئے حدیث کا صحیح معنیٰ یہ ہے کہ مدینہ منورہ سے بخار معدوم کر دے اور جُحفہ میں ظاہر کر دے وہاں کے رہنے والے یہودی تھے جو مسلمانوں کے سخت دشمن تھے اس لئے ان کے لئے بددعاء کی اور مسلمانوں سے اچھا

marfat.com

بَابُ عِيَادَةِ الصِّبْيَانِ

۶۱۹۵ــــ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَاصِمٌ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا عُثْمَانَ عَنْ اُسَامَةَ ابْنِ زَيْدٍ اَنَّ بِنْتًا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْسَلَتْ اِلَيْهِ وَهُوَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَعْدٌ وَاُبَيٌّ تَحْسِبُ اَنَّ ابْنَتِيْ قَدْ حُضِرَتْ فَاشْهَدْنَا فَاَرْسَلَ اِلَيْهَا السَّلَامَ وَيَقُوْلُ اِنَّ لِلّٰهِ مَا اَخَذَ وَمَا اَعْطٰى وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِاَجَلٍ مُسَمًّى فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ فَاَرْسَلَتْ تُقْسِمُ عَلَيْهِ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقُمْنَا فَرُفِعَ الصَّبِيُّ فِيْ حَجْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَفْسُهٗ تَقَعْقَعُ فَفَاضَتْ عَيْنَا النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهٗ سَعْدٌ مَا هٰذَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ هٰذِهٖ رَحْمَةٌ وَضَعَهَا اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِ مَنْ شَآءَ مِنْ عِبَادِهٖ وَلَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ اِلَّا الرُّحَمَآءَ

ارادہ کیا۔ اقول یہ امر مسلم ہے کہ عرض کا وجود محل سے علیحدہ وجود نہیں لیکن یہ امر بھی مسلم ہے کہ عالم مثال میں اعمال کا وجود ہے؛ حالانکہ اعمال تمام اعراض ہیں قرآن کریم میں ہے کہ قیامت میں اعمال کا وزن کیا جائے گا پھر اس کی دوسری حدیث بھی تائید کرتی ہے کہ خواب میں دیکھا کہ مدینہ منورہ سے ایک عورت پراگندہ حال نکل کر جحفہ چلی گئی جس کی تعبیر نقلِ بخار تھا۔

باب بچّوں کی عیادت کرنا

۶۱۹۵ــــ ترجمہ: اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

بَابُ عِيَادَةِ الْاَعْرَابِ

۶۱۹۶ — حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ اَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ اِبْنُ مُخْتَارٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰى مَرِيْضٍ يَعُوْدُهٗ قَالَ لَهٗ لَا بَاْسَ طَهُوْرٌ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ قَالَ قُلْتَ طَهُوْرٌ كَلَّا بَلْ هِيَ حُمّٰى تَفُوْرُ اَوْ تَثُوْرُ عَلٰى شَيْخٍ كَبِيْرٍ تُزِيْرُهُ الْقُبُوْرَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَعَمْ اِذَنْ

کی صاحبزادی (زینب) رضی اللہ عنہا نے حضور کو پیغام بھیجا جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وہ اور سعد ابن عبادہ - راوی کے گمان میں ابی بن کعب بھی حضور کے ساتھ تھے کہ میری بیٹی موت کے قریب ہے۔ آپ تشریف لائیں۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیغام بھیجا اللہ ہی کا تھا جو اُس نے لے لیا اور دیا اور اس کے نزدیک ہر شئی ایک مقررہ مدّت تک ہے پس وہ ثواب کی امیدوار رہیں اور صبر کریں۔ صاحبزادی نے پھر پیغام بھیجا اس حال میں کہ حضور کو قسم دی کہ ضرور تشریف لائیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور ہم بھی آپ کے ساتھ اُٹھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں بچہ رکھا گیا جبکہ اس کا سانس اکھڑ رہا تھا اور بے قرار تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تو سعد بن عبادہ نے کہا یا رسُولَ اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! یہ کیا؟ حضور نے فرمایا یہ رحمت ہے اللہ تعالیٰ جن کے دلوں میں چاہے رکھ دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے رحم کرنے والوں پر ہی رحم کرتا ہے۔

۶۱۹۵ — شرح : سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ صاحبزادہ سیّدہ زینب تھیں اور فوت ہونے والا شہزادہ علی تھا۔ رضی اللہ عنہ۔ سعد بن عبادہ نے یہ خیال کیا کہ ایسے وقت میں صبر کرنا چاہیئے۔ حضور کیوں رو رہے ہیں جس کا جواب حضور نے دیا کہ یہ رحمت ہے صبر کے منافی نہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کے دلوں میں ڈالتا ہے جو دوسروں پر رحم کرتے ہیں اور یہ صحیح ہے کہ اللہ تعالیٰ کی سَو رحمتیں ہیں اُن میں سے ایک رحمت اللہ تعالیٰ نے جنات، انسانوں، بہائم اور حشرات میں رکھی ہے جس کے باعث وہ ایک دوسرے سے شفقت کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے وحشی اپنے بچوں پر رحم کرتے ہیں اور بقایا ننانوے رحمتیں قیامت میں اپنے بندوں پر نازل فرمائے گا۔

marfat.com

بَابُ عِيَادَةِ الْمُشْرِكِ

۶۱۹۷۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ غُلَامًا لِيَهُوْدَ كَانَ يَخْدُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب اَعْرَاب کی بیمار پُرسی کرنا

۶۱۹۶ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک اعرابی کی عیادت کرنے تشریف لے گئے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی کی بیمار پرسی کرنے تشریف لے جاتے تو فرماتے کوئی حرج نہیں انشاء اللہ یہ گناہ صاف کرے گی۔ اس اعرابی نے کہا آپ کہتے ہیں۔ یہ طہور ہے ہرگز نہیں بلکہ یہ بخار ہے جو بوڑھے پر جوش مارتا ہے اس کو قبروں تک پہنچائے گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں یہی سہی۔

۶۱۹۶ — شرح : اَعْرَاب وہ لوگ ہیں جو دیہات میں رہتے ہیں۔ شہروں میں اقامت نہیں کرتے اور ضروری کام کے بغیر شہروں میں آتے ہی نہیں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بخار طہور ہے گناہوں سے پاک کر دیتا ہے جس کا اعرابی نے جواب دیا کیا یہ طہور ہے؟ بلکہ یہ بیماری ہے جو اسے قبر تک پہنچائے گی۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تیرا گمان یہی ہے تو عنقریب یہ پورا ہو جائے گا، چنانچہ ایسا ہی ہوا اور وہ بہت جلد صبح کو مر گیا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ امام کے لئے اپنی رعیت کے بیماروں کی عیادت کرنے میں نقص نہیں۔ اگرچہ بیمار سخت قلب ہی کیوں نہ ہو اس میں اس کے اہل خانہ کی خاطر داری بھی ہے۔ اسی طرح عالم جاہل کی عیادت کرے اور اسے وعظ نصیحت کرے جس سے اسے نفع ہو اور اس کو صبر کی تلقین کرے تاکہ بیماری کو برا نہ جانے جس سے اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہو جائے۔

باب مُشرک کی عیادت کرنا

۶۱۹۷ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ ایک یہودی کا لڑکا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا بیمار ہو گیا تو اس کے

marfat.com

فَمَرِضَ فَاَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُهُ فَقَالَ اَسْلِمْ فَاَسْلَمَ وَقَالَ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْهِ لَمَّا حُضِرَ اَبُوْطَالِبٍ جَاءَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بَابُ اِذَا عَادَ مَرِيْضًا فَحَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَصَلّٰى بِهِمْ جَمَاعَةً

٦١٩٧ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهِ نَاسٌ يَعُوْدُوْنَهُ فِيْ مَرَضٍ فَصَلّٰى بِهِمْ جَالِسًا فَجَعَلُوْا يُصَلُّوْنَ قِيَامًا فَاَشَارَ اِلَيْهِمْ اَنِ اجْلِسُوْا فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ اِنَّ الْاِمَامَ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ فَاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَاِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوْا وَاِذَا صَلّٰى جَالِسًا فَصَلُّوْا جُلُوْسًا قَالَ الْحُمَيْدِيُّ هٰذَا الْحَدِيْثُ مَنْسُوْخٌ قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ لِاَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰخِرَ مَا صَلّٰى صَلّٰى قَاعِدًا وَالنَّاسُ خَلْفَهٗ قِيَامٌ

پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عیادت کرنے تشریف لے گئے اور اسے فرمایا مسلمان ہو جا وہ مسلمان ہو گیا۔ سعید بن مسیب نے اپنے والد سے ذکر کیا جب ابو طالب بیمار ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے پاس تشریف لے گئے۔ ابو طالب سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا تھا ان کا نام عبد مناف ہے (عینی)

(حدیث : ۱۲۷۶ - ج : ۲ کی شرح دیکھیں)

marfat.com

بَابُ وَضْعِ الْيَدِ عَلَى الْمَرِيْضِ

۶۱۹۸ ـــ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَخْبَرَنَا الْجُعَيْدُ عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ سَعْدٍ اَنَّ اَبَاهَا قَالَ تَشَكَّيْتُ بِمَكَّةَ شَكْوٰى شَدِيْدًا فَجَاءَنِيْ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُنِيْ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اِنِّيْ اَتْرُكُ مَالًا وَاِنِّيْ لَا اَتْرُكُ اِلَّا ابْنَةً وَاحِدَةً فَاُوْصِيْ بِثُلُثَيْ مَالِيْ وَاَتْرُكُ الثُّلُثَ قَالَ لَا قُلْتُ فَاُوْصِيْ بِالنِّصْفِ وَاَتْرُكُ النِّصْفَ قَالَ لَا قُلْتُ

باب جب بیمار کی عیادت کی اور نماز کا وقت ہوگیا تو لوگوں کو باجماعت نماز پڑھائی۔

یعنی جب لوگ بیمار کی عیادت کو جائیں اور نماز کا وقت ہوجائے تو مریض لوگوں کو وہیں نماز باجماعت پڑھائے،،

۶۱۹۷ ـــ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری میں لوگ آپ کی عیادت کو آئے تو آپ نے ان کو بیٹھ کر نماز پڑھائی لوگ کھڑے ہوکر نماز پڑھنے لگے تو حضور نے ان کو اشارہ کیا کہ بیٹھ جاؤ جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا امام کی اقتداء کی جائے جب وہ رکوع کرے تو تم رکوع کرو جب وہ سر اٹھائے تو تم سر اٹھاؤ اگر امام بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم بھی بیٹھ جاؤ۔

امام بخاری نے کہا یہ حدیث منسوخ ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری نماز بیٹھ کر پڑھی اور آپ کے پیچھے لوگ کھڑے تھے (امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ مذکور حدیث میں منسوخ صرف لوگوں کا امام پیچھے بیٹھنا ہے۔

باب مریض پر ہاتھ رکھنا

marfat.com

بِالثُّلُثِ وَ اَتْرُكُ لَهَا الثُّلُثَيْنِ قَالَ الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيْرٌ ثُمَّ وَضَعَ يَدَهٗ عَلٰى جَبْهَتِهٖ ثُمَّ مَسَحَ وَجْهِيْ وَبَطْنِيْ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ اشْفِ سَعْدًا وَ اَتْمِمْ لَهٗ هِجْرَتَهٗ فَمَا زِلْتُ اَجِدُ بَرْدَهٗ عَلٰى كَبِدِيْ فَمَا يُخَالُ اِلَيَّ حَتّٰى السَّاعَةِ

۶۱۹۸ — ترجمہ : عائشہ بنت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ اُن کے والد نے کہا میں مکہ مکرمہ میں سخت بیمار ہُوا تو نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم میری بیمار پُرسی کرنے تشریف لائے میں نے عرض کیا یا نبی اللہ! میں کچھ مال چھوڑ رہا ہوں اور میری صرف ایک ہی لڑکی ہے جسے چھوڑ رہا ہوں۔ کیا میں دو تہائی مال وصیّت کر دوں؟ اور ایک تہائی رہنے دوں فرمایا ایسا نہ کرو۔ میں نے عرض کیا آدھا مال وصیّت کر دوں؟ اور آدھا رہنے دوں فرمایا یہ بھی نہ کرو۔ میں نے عرض کیا پھر میں ایک تہائی مال وصیّت کروں اور دو تہائی رہنے دوں۔ فرمایا ایک تہائی مال وصیّت کرو یہ بھی زیادہ ہے۔ پھر حضور نے اپنا دستِ اقدس سعد کی پیشانی پہ رکھا پھر میرے چہرے اور پیٹ کو مسح کیا اور فرمایا اے اللہ! سعد کو شفا دے اور اس کی ہجرت پُوری کر دے اس کے بعد میں ہمیشہ اپنے جگر میں اس کی ٹھنڈک پاتا رہا مجھے خیال ہے کہ اس گھڑی تک وہ ٹھنڈک پاتا ہوں۔

۶۱۹۸ — شرح : عائشہ بنت سعد بن ابی وقاص ہے رضی اللہ عنہا جس کے لئے حضرت سعد نے کہا میری صرف ایک ہی بیٹی ہے وہ اُمِّ حکم کبریٰ ہے اور اس حصر سے خاص حصر مراد ہے۔ یعنی میری اولاد میں صرف میری ایک بیٹی ہے ورنہ سعد کے چچا کے بیٹے تھے جو ان کے بطور عصبہ وارث تھے اور بیویاں بھی تھیں جو آٹھویں حصّہ کی وارث تھیں۔

قولہ علی جبھتہ ،، یعنی سعد کی پیشانی پر دستِ اقدس رکھا۔ ابوذر کشمیھنی نے "علی جبھتی" روائت کیا ہے۔ یعنی سعد نے کہا حضور نے میری پیشانی پہ دستِ اقدس رکھا اور دُعا فرمائی اے اللہ سعد کی ہجرت مکمل کر دے اور اس کو اس جگہ نہ چھوڑ جہاں سے اُس نے ہجرت کی ہے اور اللہ کے لئے اُسے چھوڑا ہے۔

(حدیث ۲۵۵۵ تا ۲۵۵۷ کی شرح دیکھیں)

marfat.com

۶۱۹۹ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنِ الْحَرِثِ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ دَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُوْعَكُ فَمَسِسْتُهٗ بِيَدِىْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّكَ لَتُوْعَكُ وَعْكًا شَدِيْدًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَجَلْ اِنِّىْ اُوْعَكُ كَمَا يُوْعَكُ رَجُلَانِ مِنْكُمْ فَقُلْتُ ذٰلِكَ اَنَّ لَكَ اَجْرَيْنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَجَلْ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيْبُهٗ اَذًى مَرَضٌ فَمَا سِوَاهُ اِلَّا حَطَّ اللّٰهُ لَهٗ سَيِّاٰتِهٖ كَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا

بَابُ مَا يُقَالُ لِلْمَرِيْضِ وَمَا يُجِيْبُ

۶۲۰۰ — حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنِ الْحَرِثِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اَتَيْتُ

۶۱۹۹ — ترجمہ : عبداللہ بن مسعود نے کہا میں جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ سخت بیمار تھے۔ میں نے آپ کو اپنے ہاتھ سے مس کیا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کو سخت بخار ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں مجھے تم سے دو آدمیوں کے برابر بخار ہے میں نے عرض کیا آپ کو ثواب بھی دوگنا ملتا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! میں نے عرض کیا یہ اس لئے ہے کہ آپ کو دوگنا ثواب حاصل ہوتا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں درست ہے پھر حضور نے فرمایا جس بھی مسلمان کو مرض وغیرہ کی اذیت پہنچے اللہ تعالیٰ اس کے سارے گناہ گرا دیتا ہے جیسے درخت اپنے ورق گراتا ہے۔

(حدیث ۵۱۸۷ ج : ۹ کی شرح دیکھیں)

marfat.com

اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَرَضِهٖ فَمَسِسْتُهٗ وَهُوَ يُوْعَكُ وَعْكًا شَدِيْدًا فَقُلْتُ اِنَّكَ لَتُوْعَكُ وَعْكًا شَدِيْدًا وَذَاكَ اَنَّ لَكَ اَجْرَيْنِ قَالَ اَجَلْ وَمَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيْبُهٗ اَذًى اِلَّا حَاتَّتْ عَنْهُ خَطَايَاهُ كَمَا تُحَاتُّ وَرَقَ الشَّجَرِ

۶۲۰۱ــــ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰى رَجُلٍ يَعُوْدُهٗ قَالَ لَا بَأْسَ طَهُوْرٌ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ فَقَالَ كَلَّا بَلْ هِيَ حُمّٰى تَفُوْرُ عَلٰى شَيْخٍ كَبِيْرٍ كَيْمَا تُزِيْرَهُ الْقُبُوْرَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَعَمْ اِذَنْ

باب مریض سے کیا کہا جائے اور وہ کیا جواب دے

۶۲۰۰ــــ ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کی حالت میں حاضرِ خدمت ہُوا میں نے آپ کو مس کیا جبکہ حضور کو سخت بخار تھا میں نے عرض کیا حضُور کو سخت بخار ہے یہ اس لئے کہ آپ کے لئے دوگنا ثواب ہے فرمایا ہاں! کسی بھی مسلمان کو کوئی اذیت پہنچے تو اس کے تمام گناہ اس سے گِر جاتے ہیں جیسے درختوں کے پتے گِرتے ہیں۔

۶۲۰۱ــــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک آدمی کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے اور فرمایا کوئی حرج نہیں۔ انشاء اللہ یہ گناہ صاف کرے گا۔ اُس نے کہا ہرگز نہیں بلکہ یہ بخار ہے جو بوڑھے شخص پر جوش مار رہا ہے تاکہ اس کو قبروں میں پہنچائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں

marfat.com

بَابُ عِيَادَةِ الْمَرِيْضِ رَاكِبًا وَمَاشِيًا وَرِدْفًا عَلَى الْحِمَارِ ۲۲

۶۲۰۲ــ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ أُسَامَةَ ابْنَ زَيْدٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكِبَ عَلٰى حِمَارٍ عَلٰى إِكَافٍ عَلٰى قَطِيفَةٍ فَدَكِيَّةٍ وَأَرْدَفَ أُسَامَةَ وَرَاءَهُ يَعُوْدُ سَعْدَ ابْنَ عُبَادَةَ قَبْلَ وَقْعَةِ بَدْرٍ فَسَارَ حَتّٰى مَرَّ بِمَجْلِسٍ فِيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُوْلَ وَذٰلِكَ قَبْلَ أَنْ يُسْلِمَ عَبْدُ اللّٰهِ وَفِي الْمَجْلِسِ أَخْلَاطٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُشْرِكِيْنَ عَبَدَةِ الْأَوْثَانِ وَالْيَهُوْدِ وَفِي الْمَجْلِسِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ فَلَمَّا غَشِيَتِ الْمَجْلِسَ عَجَاجَةُ الدَّابَّةِ خَمَّرَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ أَنْفَهُ بِرِدَائِهِ قَالَ لَا تُغَبِّرُوْا عَلَيْنَا فَسَلَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَقَفَ وَنَزَلَ فَدَعَاهُمْ إِلَى اللّٰهِ فَقَرَأَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنَ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ يَا أَيُّهَا الْمَرْءُ

یہی سہی،، (حدیث : ۵۱۹۵ جلد : ۹ کی شرح دیکھیں)

باب سوار اور پیادہ یا اور کسی کو گدھے پر پیچھے بٹھا کر بیمار کی عیادت کرنا

۶۲۰۲ــ ترجمہ : عروہ سے روایت ہے کہ اُسامہ بن زید نے انہیں خبر دی کہ نبی کریم

marfat.com

إِنَّهُ لَا أَحْسَنَ مِمَّا تَقُولُ إِنْ كَانَ حَقًّا فَلَا تُؤْذِنَا بِهِ فِي مَجَالِسِنَا
وَارْجِعْ إِلَى رَحْلِكَ فَمَنْ جَاءَكَ فَاقْصُصْ عَلَيْهِ قَالَ ابْنُ رَوَاحَةَ
بَلَى يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَاغْشَنَا بِهِ فِي مَجَالِسِنَا فَإِنَّا نُحِبُّ ذٰلِكَ فَاسْتَبَّ
الْمُسْلِمُونَ وَالْمُشْرِكُونَ وَالْيَهُودُ حَتّٰى كَادُوا يَتَثَاوَرُونَ فَلَمْ
يَزَلِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَفِّضُهُمْ حَتّٰى سَكَتُوا فَرَكِبَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَابَّتَهُ حَتّٰى دَخَلَ عَلٰى سَعْدِ ابْنِ عُبَادَةَ
فَقَالَ لَهُ أَيْ سَعْدُ أَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالَ أَبُو حُبَابٍ يُرِيدُ عَبْدَ اللّٰهِ
ابْنَ أُبَيٍّ قَالَ سَعْدٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اعْفُ عَنْهُ وَاصْفَحْ فَلَقَدْ
أَعْطَاكَ اللّٰهُ مَا أَعْطَاكَ وَلَقَدِ اجْتَمَعَ أَهْلُ هٰذِهِ الْبَحْرَةِ
أَنْ يُتَوِّجُوهُ فَيُعَصِّبُوهُ فَلَمَّا رَدَّ ذٰلِكَ بِالْحَقِّ الَّذِي أَعْطَاكَ
اللّٰهُ شَرِقَ بِذٰلِكَ فَذٰلِكَ الَّذِي فَعَلَ بِهِ مَا رَأَيْتَ

صلی اللہ علیہ وسلم گدھے پر سوار ہوئے جس پر پالان تھا اس کے اوپر فدک کی چادر تھی اور اُسامہ کو اپنے پیچھے بٹھایا ہوا تھا۔ اس حال میں کہ جنگِ بدر سے پہلے سعد بن عبادہ کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ حضور چلتے رہے حتی کہ ایک مجلس کے پاس سے گزرے جس میں عبداللہ بن اُبی بن سلول تھا۔ یہ عبداللہ کے مسلمان ہونے سے پہلے کا واقعہ ہے۔ اس مجلس میں ملے جلے لوگ، مسلمان، مشرک، بُت پرست اور یہودی تھے اور اس مجلس میں عبداللہ بن رواحہ بھی تھے جب سواری کے غبار نے مجلس کو ڈھانپ لیا تو عبداللہ بن اُبی نے اپنی چادر سے ناک ڈھانپ لیا اور کہا ہم پر غبار نہ ڈالو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کہا اور وہاں ٹھہر گئے پھر سواری سے اُترے اور انہیں دعوت اسلام دی اور اُن پر قرآن پڑھا تو عبداللہ بن اُبی نے کہا اے آدمی! جو تو کہتا ہے ہم اسے اچھا نہیں جانتے ہیں اگر یہ حق ہے تو ہماری مجلس میں ہمیں اذیت نہ پہنچاؤ اور اپنے گھر چلے جاؤ ہم میں سے جو کوئی

marfat.com

۶۲۰۳ ـــ حَدَّثَنَا عَمْرُو بن عبّاس قَالَ حَدَّثَنَا عبد الرحمٰن قَالَ حَدَّثَنَا سُفيٰن عن محمد هُوَ ابنُ المنكدر عن جابر قَالَ جاء النّبيّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُنِي لَيْسَ براكب بَغْل وَلا بِرُذَوْنٍ

تمہارے پاس آئے اس سے بیان کرو۔ عبداللہ بن رواحہ نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہ! آپ ہماری مجلس میں تشریف لایا کریں ہم اس سے محبت کرتے ہیں (اس کے بعد) مسلمان، مشرک اور یہودی ایک دوسرے کو گالی گلوچ کرنے لگے۔ قریب تھا کہ وہ آپس میں لڑ پڑیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو خاموش کراتے رہے حتی کہ وہ خاموش ہو گئے۔ پھر حضور سواری پر سوار ہو کر سعد بن عبادہ کے پاس تشریف لے گئے اور اسے فرمایا اے سعد! کیا جو کچھ ابو حباب نے کہا ہے تو نے سُنا نہیں ہے؟ حضور کی ابو حباب سے مراد عبداللہ بن اُبَیّ تھا۔ سعد بن عبادہ نے کہا یا رسول اللہ! اس کو معاف فرما دیں اور درگزر کریں۔ بے شک و شبہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عظیم منصب دیا ہے جو آپ ہی کے لائق ہے اس شہر کے لوگ جمع ہوئے تھے کہ اس کو تاج پہنائیں اور اس کے سر پر پگڑی باندھیں جب یہ اس حق کے باعث جو اللہ نے آپ کو دیا ہے مسترد ہوا تو وہ اس وجہ سے غمناک ہوا اس وجہ سے اُس نے کیا ہے جو آپ نے دیکھا ہے۔

۶۲۰۲ ـــ شرح : عبداللہ کا باپ اُبَیّ اور سلول اس کی ماں ہے اس لئے لفظ ابن مرفوع عبداللہ کی صفت ہے۔ اُبَیّ کی صفت نہیں قولہ لا احسن مما تقول ،، مفرد متکلم مضارع ہے اور مِن زایدہ ہے اور ما تقول اس کا مفعول بہ ہے۔ یعنی جو تو کہتا ہے میں اسے اچھا نہیں جانتا ہوں۔ یہ بھی احتمال ہے کہ احسن اسم تفضیل ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ جو تو کہتا ہے اس سے کوئی کلام اچھا نہیں یعنی تو اچھا کہتا ہے۔ اس نے یہ بطور استہزاء کہا تھا۔ ابو حباب عبداللہ کی کنیت ہے۔ بحرہ بمعنی بلدہ ہے (شہر) اس شہر کے لوگوں کا مقصد یہ تھا کہ عبداللہ کو اپنا بادشاہ بنائیں اور اس کے سر پر سیادت کا عمامہ باندھیں؛ لیکن نورِ خدا کی چمک سے غمناک ہو کر ناروا کلام کرنا شروع کیا اور غم کے گھونٹ بھرنے لگا

۶۲۰۳ ـــ ترجمہ : جابر رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کرنے تشریف لائے؛ حالانکہ آپ نہ خچر پر سوار تھے اور نہ ہی گھوڑے پر سوار ہو کر آئے تھے (پیدل چل کر تشریف لائے تھے)

marfat.com

بَابُ قَوْلِ الْمَرِيْضِ اِنِّیْ وَجِعٌ اَوْوَارَاسَاہ

اَوِاشْتَدَّ بِیْ الْوَجَعُ وَقَوْلُ اَیُّوْبَ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ

٦٢٠٤ــــ حَدَّثَنَا قَبِیْصَۃُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ عَنِ ابْنِ اَبِیْ نَجِیْحٍ وَاَیُّوْبَ عَنْ مُجَاھِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ لَیْلٰی عَنْ کَعْبِ بْنِ عُجْرَۃَ قَالَ مَرَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اُوْقِدُ تَحْتَ الْقِدْرِ فَقَالَ اَیُؤْذِیْکَ ھَوَامُّ رَاْسِکَ قُلْتُ نَعَمْ فَدَعَا الْحَلَّاقَ فَحَلَقَہٗ ثُمَّ اَمَرَنِیْ بِالْفِدَاءِ

باب مریض کا کہنا کہ میں بیمار ہوں یا اس کا وَارَاسَاہُ کہنا یا یہ کہنا کہ میری بیماری سخت ہوگئی ہے

حضرت ایّوب علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے فرمایا اے میرے پروردگار مجھے اذیّت پہنچی ہے اور تو بہت رحم کرنے والا ہے،،

شرح: وارأساہ،، کے معنی ہیں سر میں درد کے باعث کہنا۔ ہائے میرا سر یا یہ کہنا مجھے بہت درد ہے۔ یعنی یہ کہنا جائز ہے یہ بے صبری میں داخل نہیں۔ بخاری کے بعض نسخوں میں باب کا عنوان یہ ہے۔ ،، مَا رُخِّصَ لِلْمَرِیْضِ اَنْ یَقُوْلَ اِنِّیْ وَجِعٌ،، یعنی مریض کو یہ کہنے میں رخصت ہے کہ میں بیمار ہوں۔ حضرت ایوب علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا یہ فرمانا منصب نبوّت کے منافی نہیں، کیونکہ اُنھوں نے یہ بطور دعا کہا تھا مخلوق سے شکوٰی نہ تھا۔ لہٰذا یہ تسلیم و رضا کے منافی نہیں۔ حسن بصری رضی اللہ عنہ کے دانت میں درد تھا اُن کے معتقدین ان کی عیادت کو آئے جبکہ وہ یہ کہتے تھے رَبِّ اِنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ ،، ہر آدمی مرض کے باعث تکلیف محسوس کرتا ہے اور بیماری کا شکوٰی کرتا ہے، لیکن مذموم شکوٰی وہ ہے جس میں لوگوں کے سامنے مرض کی تکلیف ذکر کرے اگر اپنے بھائیوں کو بیماری کی خبر دے کہ وہ اس کے لئے شفاء کی دعاء کریں

marfat.com

۶۲۰۵ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ يَحْيٰى اَبُوْزَكَرِيَّا قَالَ اَخْبَرَنَا سُلَيْمٰنُ ابْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيٰى بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ وَارَأْسَاهْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاكِ لَوْ كَانَ وَاَنَا حَيٌّ فَاَسْتَغْفِرُ لَكِ وَاَدْعُوْ لَكِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ وَاُثْكِلِيَاهْ وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَظُنُّكَ تُحِبُّ مَوْتِيْ وَلَوْ كَانَ ذٰلِكَ لَظَلِلْتَ اٰخِرَ يَوْمِكَ مُعَرِّسًا بِبَعْضِ اَزْوَاجِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ اَنَا وَارَأْسَاهْ لَقَدْ هَمَمْتُ اَوْ اَرَدْتُ اَنْ اُرْسِلَ اِلٰى اَبِيْ بَكْرٍ وَابْنِهٖ وَاَعْهَدَ اَنْ يَّقُوْلَ الْقَائِلُوْنَ اَوْ يَتَمَنَّى الْمُتَمَنُّوْنَ ثُمَّ قُلْتُ يَاْبَى اللّٰهُ وَيَدْفَعُ الْمُؤْمِنُوْنَ اَوْ يَدْفَعُ اللّٰهُ وَيَاْبَى الْمُؤْمِنُوْنَ

اور اس کا ہائے وائے کہنا استراحت ہے مخلوق سے شکوٰی نہیں۔

۶۲۰۴ — ترجمہ: کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میرے پاس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گزرے جبکہ میں ہنڈی کے نیچے آگ جلا رہا تھا۔ حضور نے فرمایا کیا تیرے سر کی جوئیں تجھے اذیت پہنچا رہی ہیں۔ میں نے عرض کیا جی ہاں! حضور نے حجام کو بلوایا اُس نے کعب کے بال مونڈھ دیئے پھر مجھے فدیہ دینے کا حکم فرمایا۔

(حدیث: ۱۶۹۸ - جلد: ۳ کی شرح دیکھیں)

۶۲۰۵ — ترجمہ: یحییٰ بن سعید نے کہا میں نے قاسم بن محمد بن بکر صدیق رضی اللہ عنہم کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: وارأساہ یہ کلمہ مردہ کے ندبہ میں کہا جاتا ہے، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تو فوت ہوگئی اور میں زندہ رہا تو تیرے لئے اللہ سے مغفرت طلب کروں گا اور دعاء کروں گا۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہائے افسوس! بخدا میرا گمان ہے کہ آپ میری موت پسند فرماتے ہیں۔ اگر ایسا ہوگیا (میں مرگئی) تو دوسرے روز ہی آپ دوسری بیویوں کے ساتھ رات گزاریں گے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

marfat.com

نے فرمایا بلکہ میں " وَارَأْسَاہُ " (یہ ندبہ میرے حق میں ہے) میں نے قصد یا ارادہ کیا ہے کہ ابوبکر اور اُن کے بیٹے کو پیغام بھیجوں اور انہیں وصیّت کروں کہ کہنے والے کچھ کہہ نہ سکیں اور خواہش کرنے والے خواہش نہ کریں پھر میں نے کہا اللہ انکار کرے گا اور مومن مدافعت کریں گے یا اللہ مدافعت کرے گا اور مومن انکار کریں گے۔

۶۲۰۵ — شرح : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے سر درد تھا اس لئے اُنھوں نے فرمایا "وَاراساہ" کہا یہ ندبہ ہے جو تکلیف کے وقت کیا جاتا ہے یا کسی کی موت پر کیا جاتا ہے جیسے خاتونِ جنّت سلام اللہ علیہا نے سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم کی وفات کے وقت نُدبہ کیا اور فرمایا : یا ابتاہ الی جبرائیل نتعاہُ ،، اے میرے والد محترم ہم جبرائیل کو آپ کی وفات کی خبر کرتے ہیں۔ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا : ذاکِ لَوْ کَانَ الخ یعنی اگر تو فوت ہوگئی اور میں زندہ ہُوا تو تیرے لئے دُعاءِ مغفرت کروں گا۔ ایک روائت میں ہے تجھے کفن دوں گا اور نماز جنازہ پڑھوں گا پھر دفن کروں گا۔ یہ سُن کر ام المؤمنین نے فرمایا : "واثکلیاہ" یہ بھی نُدبہ ہے۔ اس کے معنی ہیں عورت کا مردہ کے بستر پہ رونا۔ یہ مصدر ہے یا عورت کی صفت ہے جس کا بچّہ گم ہوگیا ہو اگر یہ مصدر ہے تو ثاء مضموم ہے اور لام مکسور ہے۔ اگر اسم ہے تو ثاء مفتوح اور لام بھی مفتوح ہے۔ کہا جاتا ہے "ثکلتہ امہ ثُکلاً" اس کی ماں نے اس کو گم پایا ثکل کے معنی ہیں۔ عورت کا بچے کو گم پانا۔ اسی طرح ثُکلیٰ ہے۔ کہا جاتا ہے : "امرءۃ ثاکل وثکلیٰ" اس سے حقیقت مراد نہیں ہوتی بلکہ مصیبت یا خوف کے وقت لوگوں کی زبان پہ یہ کلمہ جاری ہوجایا کرتا ہے۔ اس کے بعد سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا : بَلْ اَنَا وَارَاساہ ،، کلمہ بل اضراب کے لئے ہے یعنی سر درد کی بات چھوڑیئے تم میرے بعد زندہ رہوگی اور میں تم سے پہلے انتقال کروں گا۔ اس لئے میرا ارادہ ہے کہ میں ابوبکر کو بلاؤں اور انہیں اپنے بعد خلافت کی وصیّت کردوں۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کو بلانے سے کیا مقصد ہے، حالانکہ ان کا خلافت میں کوئی دخل نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ دراصل یہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے دل کو مائل کرنے کا مقام ہے۔ یعنی خلافت تمہارے والد کو مفوّض ہے اور تمہارے بھائی اور اقارب کی موجودگی میں اُن سے مشورہ مطلوب ہے، کیونکہ وہ میرے مشورہ کے اہل ہیں یا مقصد یہ ہے کہ جب ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی موجودگی میں ابوبکر کو خلافت مفوّض کرنے کا ارادہ فرمایا تو ان کو بعض محارم کو بھی حاضر کرنے کا ارادہ کیا تاکہ اگر کسی کو بلانا ہو تو وہ یہ سرانجام دے سکے۔ پھر حضور نے یہ ارادہ اس لئے ترک کر دیا کہ اگر ابوبکر کے سوا اور کوئی خلافت کی خواہش کرے گا تو اللہ تعالیٰ اور مومن اسے پسند نہ کریں گے اور اس کی مدافعت کریں گے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ

marfat.com

۶۲۰۶ — حَدَّثَنَا مُوسٰی قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَیْمٰنُ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ التَّیْمِیِّ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَیْدٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ یُوْعَكُ فَمَسِسْتُهٗ بِیَدِیْ فَقُلْتُ اِنَّكَ لَتُوْعَكُ وَعْكًا شَدِیْدًا قَالَ اَجَلْ كَمَا یُوْعَكُ رَجُلَانِ مِنْكُمْ قَالَ لَكَ اَجْرَانِ قَالَ نَعَمْ مَا مِنْ مُسْلِمٍ یُصِیْبُهٗ اَذًی مَرَضٌ فَمَا سِوَاهُ اِلَّا حَطَّ اللّٰهُ سَیِّاٰتِهٖ كَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا

۶۲۰۷ — حَدَّثَنَا مُوسٰی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ سَلَمَةَ قَالَ اَخْبَرَنَا الزُّهْرِیُّ عَنْ عَامِرِ بْنِ

گفتگو آخری بیماری میں ہوئی تھی۔ اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث القرطاس میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لئے خلافت لکھنا تھی اسی لئے قلم دوات منگوائی تھی۔ اثناعشریہ کا یہ کہنا کہ حضرت علی علیہ السلام کے لئے خلافت لکھنا تھی محض وہم ہے۔ یہ حدیث اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث مذکور وہم کو مسترد کرتی ہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۶۲۰۶ — ترجمہ: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ کو تیز بخار تھا میں نے آپ کو مس کیا تو عرض کیا حضور آپ کو بہت تیز بخار ہے فرمایا ہاں جیسے تم میں سے دو آدمیوں کو بخار ہوتا ہے۔ عبداللہ نے کہا آپ کو دوگنا ثواب ہے فرمایا ہاں جس بھی مسلمان کو بیماری لاحق ہو یا اس کے سوا کوئی اور تکلیف ہو وہ اس کے سارے گناہ گرادیتی ہے جیسے درخت اپنے پتے گراتا ہے۔

(حدیث: ۵۱۸۷ جلد ۹ کی شرح دیکھیں)

۶۲۰۷ — ترجمہ: عامر بن سعد بن ابی وقاص نے اپنے والد سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اس

marfat.com

سَعْدٍ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ جَاءَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَعُوْدُنِیْ
مِنْ وَجَعٍ اِشْتَدَّ بِیْ زَمَنَ حَجَّۃِ الْوَدَاعِ فَقُلْتُ بَلَغَ بِیْ مَا تَرٰی وَاَنَا
ذُوْ مَالٍ وَلَا یَرِثُنِیْ اِلَّا ابْنَۃٌ لِیْ اَفَاَتَصَدَّقُ بِثُلُثَیْ مَالِیْ قَالَ لَا قُلْتُ
بِالشَّطْرِ قَالَ لَا قُلْتُ الثُّلُثُ قَالَ الثُّلُثُ کَثِیْرٌ اِنَّکَ اَنْ تَذَرَ وَرَثَتَکَ
اَغْنِیَاءَ خَیْرٌ مِّنْ اَنْ تَذَرَہُمْ عَالَۃً یَتَکَفَّفُوْنَ النَّاسَ وَلَنْ تُنْفِقَ
نَفَقَۃً تَبْتَغِیْ بِہَا وَجْہَ اللّٰہِ اِلَّا اُجِرْتَ عَلَیْہَا حَتّٰی مَا تَجْعَلُ فِیْ فِیْ امْرَاَتِکَ

بَابُ قَوْلِ الْمَرِیْضِ قُوْمُوْا عَنِّیْ

۶۲۰۸ــــ حَدَّثَنِیْ اِبْرَاہِیْمُ بْنُ مُوْسٰی قَالَ حَدَّثَنَا ہِشَامٌ
عَنْ مَعْمَرٍ ح وَحَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ

اس حال میں کہ میری سخت بیماری میں جو حجۃ الوداع میں مجھے لاحق ہوئی تھی میری بیمار پرسی کے لئے تشریف لائے میں نے عرض کیا میرا حال اس حد تک پہنچ چکا ہے جو آپ دیکھ رہے ہیں، حالانکہ میں بہت مالدار ہوں میری صرف ایک بیٹی ہے جو میری وارث ہے کیا میں اپنا دو تہائی مال صدقہ کر دوں؟ فرمایا نہ۔ میں نے عرض کیا ایک تہائی صدقہ کر دوں؟ فرمایا ایک تہائی صدقہ کرو تہائی بھی زیادہ ہے۔ تم اپنے وارثوں کو مال دار چھوڑو وہ اس سے بہتر ہیں کہ انہیں بھوکے چھوڑو وہ لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلاتے پھریں تم جو بھی مال خرچ کرو گے جس کے سبب اللہ کی رضاء مطلوب ہو اس پر تمہیں ثواب دیا جائے گا۔ حتی کہ جو اپنی بیوی کے منہ میں دو اس پر بھی تمہیں ثواب ملے گا۔
(حدیث : ۲۵۵۵ کی شرح دیکھیں)

باب مریض کا کہنا کہ میرے پاس سے اُٹھ جاؤ!

۶۲۰۸ــــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال

marfat.com

قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ
ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا حُضِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْبَيْتِ
رِجَالٌ فِيهِمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
هَلُمَّ اَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَا تَضِلُّوْا بَعْدَهٗ قَالَ عُمَرُ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ غَلَبَ عَلَيْهِ الْوَجَعُ وَعِنْدَكُمُ الْقُرْاٰنُ حَسْبُنَا كِتَابُ
اللّٰهِ فَاخْتَلَفَ اَهْلُ الْبَيْتِ فَاخْتَصَمُوْا مِنْهُمْ مَنْ يَّقُوْلُ قَرِّبُوْا
يَكْتُبْ لَكُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَهٗ وَمِنْهُمْ
مَنْ يَّقُوْلُ مَا قَالَ عُمَرُ فَلَمَّا اَكْثَرُوْا اللَّغْوَ وَالْاِخْتِلَافَ عِنْدَ النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُوْمُوْا قَالَ
عُبَيْدُ اللّٰهِ فَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ اِنَّ الرَّزِيَّةَ كُلَّ الرَّزِيَّةِ مَا
حَالَ بَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ اَنْ يَّكْتُبَ لَهُمْ
ذٰلِكَ الْكِتٰبَ مِنِ اخْتِلَافِهِمْ وَلَغَطِهِمْ

کا وقت قریب آیا حضور کے گھر میں چند آدمی موجود تھے جن میں عمر فاروق بھی تھے "رضی اللہ عنہ"
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آؤ میں تمہارے لئے تحریر کردوں اس کے بعد تم گمراہ نہ ہوگے۔ عمر فاروق
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر مرض کا غلبہ ہے اور تمہارے پاس قرآن ہے
ہمیں اللہ کی کتاب کافی ہے۔ گھر میں موجود لوگوں نے اختلاف کیا اور باہم جھگڑا کیا اُن میں بعض کہتے تھے
اسباب کتابت (قلم دوات) حضور کے قریب کرو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے لئے لکھ دیں
جس کے بعد تم گمراہ نہ ہوگے اور اُن میں سے بعض وہی کہتے تھے جو عمر فاروق نے کہا تھا۔ جب لوگوں نے
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بے مقصد اور عبث باتیں زیادہ کیں اور جھگڑا کیا تو جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس سے اُٹھ جاؤ۔ عبداللہ نے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے تھے

marfat.com

بَابُ مَنْ ذَهَبَ بِالصَّبِيِّ الْمَرِيْضِ لِيُدْعٰى لَهٗ

۶۲۰۹ــ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ ابْنُ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ هُوَ ابْنُ اِسْمٰعِيْلَ عَنِ الْجُعَيْدِ قَالَ سَمِعْتُ السَّائِبَ يَقُوْلُ ذَهَبَتْ بِيْ خَالَتِيْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ ابْنَ اُخْتِيْ وَجِعٌ فَمَسَحَ رَأْسِيْ وَدَعَا لِيْ بِالْبَرَكَةِ ثُمَّ تَوَضَّأَ فَشَرِبْتُ مِنْ وَضُوْئِهٖ وَقُمْتُ خَلْفَ ظَهْرِهٖ فَنَظَرْتُ اِلٰى خَاتَمِ النُّبُوَّةِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ مِثْلَ زِرِّ الْحَجَلَةِ

مُصیبت پُوری مصیبت تھی کہ لوگوں کا شور وغل اور اِن کا اختلاف جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور حضُور کے تحریر لکھنے کے درمیان حائل ہوگیا۔

شرح ۶۲۰۹ــ : اس حدیث سے اثنا عشریہ استدلال کرتے ہیں کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت علی المرتضٰی علیہ السلام کی خلافت تحریر کرنی تھی لیکن یہ محض وہم ہے کیونکہ خود ان کی کتب میں مذکور ہے کہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا میں تجھے ایک خفیہ بات کہتا ہوں اگر تو نے کسی سے ذکر کیا تو تم پر خدا کی ..... اور سب فرشتوں اور لوگوں کی ..... ہوگی۔ ام المؤمنین حفصہ نے کہا وہ کیا بات ہے۔ فرمایا میرے بعد ابوبکر خلیفہ ہوں گے پھر اُن کے بعد تیرا باپ خلیفہ ہوگا۔ ام المؤمنین نے کہا آپ کو یہ کیسے معلوم ہے؟ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا مجھے علیم خبیر نے خبر دی ہے۔ باقر مجلسی نے حیات القلوب میں اسے ذکر کیا ہے۔ اس مسئلہ کی پوری تفصیل کتاب العلم میں مذکور ہے۔ (حدیث: ۱۱۴، جلد ۱ کی شرح دیکھیں)

باب جو مریض بچے کو لے گیا تاکہ اس کے لئے دُعاء کی جائے"

۶۲۰۹ــ ترجمہ : جُعید نے کہا میں نے سائب کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ میری خالہ

marfat.com

بَابُ نَهْيِ تَمَنِّي الْمَرِيضِ الْمَوْتَ

٦٢١٠ــ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا ثَابِتُ الْبُنَانِيُّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَتَمَنَّيَنَّ اَحَدُكُمُ الْمَوْتَ مِنْ ضُرٍّ اَصَابَهُ فَاِنْ كَانَ لَا بُدَّ فَاعِلًا فَلْيَقُلِ اللّٰهُمَّ اَحْيِنِيْ مَا كَانَتِ الْحَيٰوةُ خَيْرًا لِّيْ وَتَوَفَّنِيْ اِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِّيْ

مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گئی اور عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میرا بھانجا بیمار ہے۔ حضور نے میرے سر پہ ہاتھ پھیرا اور میرے لئے برکت کی دعاء کی پھر حضور نے وضوء کیا تو میں نے آپ کے وضوء کا پانی پیا (جو باقی بچا تھا) میں حضور کی پشت کے پیچھے کھڑا ہوا اور آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان حَجَلَہ[م] کے انڈے کی طرح تھی یا ڈولی کی گھنڈی کی طرح تھی (حدیث : ۱۸۸، ج : اکی شرح دیکھیں)

[م] حجلہ کبوتر کی مثل سُرخ چونچ اور سُرخ پاؤں والا پرندہ ہے۔

باب بیمار کا موت کی خواہش کرنا

٦٢١٠ــ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی کسی تکلیف کے باعث جو اسے پہنچے موت کی خواہش نہ کرے۔ اگر وہ ضروری کرنے والا ہو تو یہ کہے اے اللہ! جب تک میری زندگی میرے لئے بہتر ہے مجھے زندہ رکھ اور جب میری وفات میرے لئے بہتر ہو تو مجھے فوت کرلے۔

٦٢١٠ــ شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مصیبت کے وقت موت کی خواہش کرنا ممنوع ہے۔ بعض نے کہا یہ نہی اس آیت کریمہ میں یوسف علیہ السلام کے قول : تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ،، سے اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے قول : وَاَدْخِلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ ،، سے اور اس حدیث " وَاَلْحِقْنِيْ بِالرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى ،، سے منسوخ ہے۔ نیز حضرت عمر فاروق اور عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہما نے موت کی دعاء کی تھی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ان حضرات نے موت کے بعد ساتھی کا سوال کیا لہٰذا اس سے مراد یہ ہے : اَلْحِقْنَا بِدَرَجَاتِهِمْ اور عمر فاروق کی حدیث ضعیف ہے (عینی) حجلہ کبوتر کی مثل سُرخ چونچ اور سُرخ پاؤں والا پرندہ ہے۔

marfat.com

۶۲۱۱ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اِسْمَاعِيلَ بْنِ اَبِیْ خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِیْ حَازِمٍ قَالَ دَخَلْنَا عَلٰی خَبَّابٍ نَعُوْدُهٗ وَقَدِ اكْتَوٰی سَبْعَ كَيَّاتٍ فَقَالَ اِنَّ اَصْحَابَنَا الَّذِيْنَ سَلَفُوْا مَضَوْا وَلَمْ تَنْقُصْهُمُ الدُّنْيَا وَاَصَبْنَا مَا لَا نَجِدُ لَهٗ مَوْضِعًا اِلَّا التُّرَابَ وَلَوْلَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا اَنْ نَدْعُوَ بِالْمَوْتِ لَدَعَوْتُ بِهٖ ثُمَّ اَتَيْنَاهُ مَرَّةً اُخْرٰی وَهُوَ يَبْنِیْ حَائِطًا لَهٗ فَقَالَ اِنَّ الْمُسْلِمَ يُؤْجَرُ فِیْ كُلِّ شَیْءٍ يُنْفِقُهٗ اِلَّا فِیْ شَیْءٍ يَجْعَلُهٗ فِیْ هٰذَا التُّرَابِ

ترجمہ : قیس بن ابی حازم رضی اللہ عنہ نے کہا ہم خباب بن ارت کی بیمار پرسی کرنے گئے جبکہ اُنہوں نے جسم پر سات جگہ داغ لگوائے تھے۔ انہوں نے کہا ہمارے پہلے ساتھی جو گزر گئے ہیں دُنیا نے اُن کا عمل کم نہیں کیا اور ہم نے اتنا مال و متاع پایا ہے کہ مٹی کے سوا اس کو رکھنے کی جگہ نہیں پاتے۔ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں موت کی دُعا کرنے سے منع فرمایا ہے تو میں موت کی دُعا کرتا۔ پھر ہم دوبارہ اُن کے پاس گئے جبکہ وہ اپنی دیوار بنا رہے تھے تو اُنہوں نے کہا ہر شئ جو مسلمان خرچ کرتا ہے۔ اس میں اسے ثواب ملتا ہے سوا اس شئے کے جس کو وہ مٹی میں رکھتا ہے۔

۶۲۱۱ شرح : حضرت خُبیب بن ارت رضی اللہ عنہ نے بیماری کے باعث اپنے پیٹ پر سات داغ لگا رکھے تھے۔ جس حدیث میں داغ لگانے سے نہی مذکور ہے۔ اس کا محمل یہ ہے کہ جو یہ اعتقاد رکھتا ہو کہ داغ لگوانے سے ہی شفا ہوتی ہے اور جس کا عقیدہ یہ ہو کہ شفا دینے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ اس کے لئے کچھ حرج نہیں۔ حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ نے تواضع اور انکساری کرتے ہوئے کہا کہ جو حضرات سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں وفات پاگئے اور دُنیاوی مال و متاع سے سرفراز نہ ہوئے اور تنگ زندگی گزارتے ہوئے دُنیا سے کوچ کر گئے۔ دُنیا نے اُن کا عمل کم نہیں کیا اور جو حضرات اُن کے بعد زندہ رہے فتوحات کے باعث مغانم کثیرہ کے مالک ہوئے انہیں دُنیاوی مال و متاع بہت میسّر ہوا جو آخرت کے ثواب میں کمی کرتا ہے۔ اسی لئے حضرت خباب نے کہا ہم نے دُنیا میں اتنا مال پایا کہ اس کے رکھنے کی جگہ نہیں پاتے ہیں۔ اور مکانات بنانے کے سوا اس کا کوئی مصرف نظر نہیں آتا

marfat.com

۶۲۱۲ — حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْعُبَيْدٍ مَوْلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَوْفٍ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَنْ يُّدْخِلَ اَحَدًا عَمَلُهُ الْجَنَّةَ قَالُوْا وَلَا اَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَلَا اَنَا اِلَّا اَنْ يَّتَغَمَّدَنِيَ اللّٰهُ بِفَضْلٍ مِّنْهُ وَرَحْمَةٍ فَسَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا وَلَا يَتَمَنَّى اَحَدُكُمُ الْمَوْتَ اِمَّا مُحْسِنًا فَلَعَلَّهُ اَنْ يَّزْدَادَ خَيْرًا وَاِمَّا مُسِيْئًا فَلَعَلَّهُ اَنْ يَّسْتَعْتِبَ

معلوم ہُوا کہ مال کو عمارات میں صرف کرنا مذموم ہے، لیکن وہ عمارات جو ذاتی ضرورت تک محدود ہیں وہ مذموم نہیں؛ کیونکہ ان سے استغنی بہت مشکل ہے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

ترجمہ ۶۲۱۲ — : ابوعبید جو عبدالرحمٰن بن عوف کے آزاد کردہ ہیں نے بیان کیا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کسی کو اس کا عمل جنت میں داخل نہیں کرے گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسُولَ اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کو بھی نہیں؟ فرمایا میں بھی نہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے فضل و کرم اور رحمت سے ڈھانپ لیا ہے۔ تم میانہ روی اختیار کرو اور اللہ کا قرب طلب کرو اور تم میں سے کوئی بھی موت کی خواہش نہ کرے؛ کیونکہ وہ مخلص ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی خیریت زیادہ کرے گا یا گناہ گار ہے تو شائد وہ توبہ کرے۔

شرح ۶۲۱۲ — : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث کہ یارسُول اللہ! مجھے ایسا عمل بتائیں جو مجھے جنت میں داخل کرے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت ہی رضامندی سے یہ کلام فرمایا کہ اسلام، نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج نہیں جنت میں داخل کرے گا۔ یہ حدیث باب کی حدیث کے مخالف ہے اس کا جواب یہ ہے کہ دراصل دخولِ جنت اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اس کی رحمت سے ہے، لیکن جنت کے منازل اور درجات اعمال کے سبب ہیں۔ لہٰذا حضرت معاذ کی حدیث کا معنی یہ ہے یارسُولَ اللہ! مجھے ایسا عمل بتائیں جو مجھے جنت کے منازل اور درجات کی رہنمائی کرے۔ حضور نے نہایت ہی رضامندی سے سُن کر انہیں جواب دیا جو معاذ کی حدیث میں مذکور ہے۔ لہٰذا دونوں حدیثوں میں مخالفت نہیں۔ حضرت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ خیال کیا

marfat.com

۶۲۱۳ــــ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَۃَ عَنْ ھِشَامٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ الزُّبَیْرِ قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَۃَ قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ مُسْتَنِدٌ اِلَیَّ یَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاَلْحِقْنِیْ بِالرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی۔

بَابُ دُعَاءِ الْعَائِدِ لِلْمَرِیْضِ

وَقَالَتْ عَائِشَۃُ بِنْتُ سَعْدٍ عَنْ اَبِیْھَا قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ اشْفِ سَعْدًا ۶۲۱۴ــــ حَدَّثَنَا مُوْسٰی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ قَالَ حَدَّثَنَا

کہ اعمال کا جنت میں داخل نہ کرنا ان میں نقص کے سبب ہوگا۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال نہایت اخلاص اور کمال پر مبنی ہیں اس لئے انہوں نے یہ جرأت کرتے ہوئے عرض کیا تو فرمایا مجھے بھی عمل جنت میں داخل نہ کرے گا؛ لیکن مجھے اللہ تعالیٰ نے مجسم رحمت بنایا ہے۔ میرا عمل دخولِ جنت کا موجب نہیں۔ پس تم میانہ روی اختیار کرو اور عمل درست کرو۔ اگر اعمال بروجہ کمال نہ کر سکو تو ہر عمل میں اللہ کا قرب طلب کرو یا اس کے معنی یہ ہیں کہ تم عمل درست کرو اچھے عملوں سے قربِ حق تعالیٰ حاصل ہوتا ہے؛ چونکہ پہلے کلام میں اعمال کی اہمیت کو نظر انداز کیا گیا تھا۔ اس لئے بعد میں فرمایا: "سَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا" کہ عمل سے لاپرواہی نہ کرو اور علی وجہ کمال کرنے کی کوشش کرو اور ان کے سبب عبودیت کا حق ادا کرو۔

۶۲۱۳ــــ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا؛ حالانکہ آپ مجھ پر سہارا لگائے ہوئے تھے۔ آپ فرماتے تھے اے اللہ! مجھے بخش اور مجھ پر رحم کر اور مجھے رفیقِ اعلیٰ کے ساتھ ملا دے۔

۶۲۱۳ــــ شرح: رفیقِ اعلیٰ سے مراد فرشتے ہیں جو اصحابِ ملاءِ اعلیٰ ہیں۔ اس عبارت میں موت کی خواہش نہیں؛ کیونکہ یہ کلام بے اختیار واقع ہوا ہے۔ موت کی خواہش وہ ممنوع ہے جو دنیا کے مصائب سے تنگ آکر خواہش کرے؛ چونکہ حضرت کے اس کلام شریف میں کچھ تمنّی ظاہر ہوتی تھی۔ اس لئے فرمایا اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ،، واللہ اعلم!

marfat.com

أَبُوْعَوَانَةَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَتٰى مَرِيْضًا أَوْ أُتِيَ بِهٖ قَالَ أَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ وَأَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا وَقَالَ عَمْرُوْ بْنُ أَبِيْ قَيْسٍ وَإِبْرَاهِيْمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ وَأَبِي الضُّحٰى إِذَا أُتِيَ بِالْمَرِيْضِ وَقَالَ جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ أَبِي الضُّحٰى وَحْدَهٗ وَقَالَ إِذَا أَتٰى مَرِيْضًا

باب عیادت کرنے والا کا مریض کے لئے دُعاء کرنا

عائشہ بنت سعد نے اپنے والد سے روائت کی کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اے اللہ سعد کو شفاء دے"

۶۲۱۴ــــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت ہے کہ جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کسی مریض کے پاس تشریف لے جاتے یا کوئی مریض آپ کے پاس لایا جاتا تو فرماتے اے لوگوں کے پروردگار بیماری دُور کر دے شفاء دے تو ہی شافی ہے شفا صرف تیری ہے ایسی شفاء جو بیماری نہ چھوڑے ،، عمرو بن ابی قیس اور ابراہیم ابن طہمان نے منصور کے ذریعے ابراہیم اور ابوالضحیٰ سے روائت کی کہ جب کوئی مریض لایا جاتا جریر نے منصور کے ذریعہ صرف ابوالضحیٰ سے روائت کی اور کہا جب بیمار کے پاس آتے۔

۶۲۱۴ــــ شرح : ربَّ النّاس میں حرفِ نداء محذوف ہے یعنی یا رَبّ النّاس" اَنْتَ الشّافی) میں مبتداء خبر معرفہ مفیدِ حصر ہے کیونکہ جب تک دواء میں اللہ تعالیٰ شفاء پیدا نہ کرے وہ نفع نہیں دیتی اور لایُغَادِرُ سَقَمًا اشف کی تکمیل کرتا ہے "

marfat.com

بَابُ وُضُوْءِ الْعَائِدِ لِلْمَرِيْضِ

۶۲۱۵ — حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ دَخَلَ عَلَیَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا مَرِیْضٌ فَتَوَضَّاَ فَصَبَّ عَلَیَّ اَوْ قَالَ صُبُّوْا عَلَیْهِ فَعَقَلْتُ فَقُلْتُ لَا یَرِثُنِیْ اِلَّا كَلَالَةٌ فَكَیْفَ الْمِیْرَاثُ فَنَزَلَتْ اٰیَةُ الْفَرَائِضِ

بَابُ مَنْ دَعَا بِرَفْعِ الْوَبَاءِ وَالْحُمّٰی

۶۲۱۶ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ ابْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ لَمَّا قَدِمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وُعِكَ اَبُوْبَكْرٍ وَبِلَالٌ قَالَتْ فَدَخَلْتُ

باب عیادت کرنے والے کا، مریض کے لئے وُضُوء کرنا ---"

۶۲۱۵ — ترجمہ : جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم میرے پاس تشریف لائے، حالانکہ میں بیمار تھا۔ آپ نے وضو کیا اور مجھ پر پانی ڈالا یا فرمایا اس پر پانی ڈالو میں نے عرض کیا یا رسُول اللہ! میرا صرف کلالہ وارث ہے۔ وراثت کیسے تقسیم ہو تو آیت میراث نازل ہُوئی "

باب جس نے وباء اور بخار کے دفع ہونے کی دعاء کی

marfat.com

عَلَيْهِمَا فَقُلْتُ يَا اَبَتِ كَيْفَ تَجِدُكَ وَيَا بِلَالُ كَيْفَ تَجِدُكَ قَالَتْ وَكَانَ اَبُوْبَكْرٍ اِذَا اَخَذَتْهُ الْحُمّٰى يَقُوْلُ ؎ كُلُّ امْرِءٍ مُصَبَّحٌ فِيْ اَهْلِهٖ ۞ وَالْمَوْتُ اَدْنٰى مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهٖ ؎ وَكَانَ بِلَالٌ اِذَا اُقْلِعَ عَنْهُ يَرْفَعُ عَقِيْرَتَهٗ فَيَقُوْلُ اَلَا لَيْتَ شِعْرِيْ هَلْ اَبِيْتَنَّ لَيْلَةً ۞ بِوَادٍ وَحَوْلِيْ اِذْخِرٌ وَجَلِيْلٌ ۞ وَهَلْ اَرِدَنْ يَوْمًا مِيَاهَ مَجَنَّةٍ ۞ وَهَلْ يَبْدُوَنْ لِيْ شَامَةٌ وَطَفِيْلٌ ؎ قَالَتْ عَائِشَةُ فَجِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ اِلَيْنَا الْمَدِيْنَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ اَوْ اَشَدَّ حُبًّا وَصَحِّحْهَا وَبَارِكْ لَنَا فِيْ صَاعِهَا وَمُدِّهَا وَانْقُلْ حُمَّاهَا فَاجْعَلْهَا بِالْجُحْفَةِ

۶۲۱۶ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے اُنہوں نے فرمایا جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم (مدینہ منوّرہ) تشریف لائے تو ابوبکر صدیق اور بلال بیمار ہوگئے۔ ام المؤمنین نے فرمایا میں دونوں کے پاس گئی اور کہا اے اباجان! آپ کا کیسا حال ہے؟ ام المؤمنین نے فرمایا ابوبکر صدیق کو جب بخار آتا تو فرماتے ؎ ہر آدمی اپنے گھر والوں میں رہتا ہے، صبح کرتا ہے، حالانکہ اس کی موت جوتی کے تسمہ سے زیادہ قریب ہے اور جب بلال کا بخار اُترتا تو وہ کہتے ؎ کاش میں ایسی وادی میں رات بسر کرتا کہ میرے اردگرد اذخر اور جلیل گھاس ہوتے۔ کیا میں کسی روز مجنّہ کے پانیوں تک پہنچوں گا کیا میرے سامنے شامہ اور طفیل پہاڑ ظاہر ہوں گے راوی نے کہا ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں جلدی سے جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہُوئی اور آپ کو یہ خبر سُنائی تو حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اے اللہ! ہمارے لئے مدینہ منوّرہ محبوب کردے جیسا مکہ مکرمہ محبوب کیا بلکہ اس سے زیادہ محبوب کردے اور اس کی آب وہوا صحیح کردے اور ہمارے لئے اس کے ناپ تول میں برکت کر اور اس کا بخار نقل کرکے جحفہ میں کردے۔

(حدیث : ع ۵۱۹۳، ج : ۹ کی شرح دیکھیں)

marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

كِتَابُ الطِّبِّ

بَابُ مَا اَنْزَلَ اللّٰہُ دَاءً اِلَّا اَنْزَلَ لَہٗ شِفَاءً

۶۲۱۷ — حَدَّثَنَا محمد بن المُثَنّٰی قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اَحْمَدَ الزُّبَیْرِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ سَعِیْدِ بن ابی حُسَین قَالَ حَدَّثَنَا عَطَاء بن ابی رَبَاحٍ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عن النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا اَنْزَلَ اللّٰہُ دَاءً اِلَّا اَنْزَلَ لَہٗ شِفَاءً

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

كِتَابُ الطِّبِّ

طبّ وہ علم ہے۔ جس سے انسان کے بدن کے احوال بحیثیّت صحت و سقم معلوم ہوتے ہیں،،

باب اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری نازل نہیں کی مگر اس کے لئے شفاء نازل کی ہے،،

marfat.com

بَابُ هَلْ يُدَاوِي الرَّجُلُ الْمَرْاَةَ وَالْمَرْاَةُ الرَّجُلَ

۶۲۱۸ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ خَالِدِ بْنِ ذَكْوَانَ عَنْ رُبَيِّعٍ بِنْتِ مُعَوَّذِ بْنِ عَفْرَاءَ قَالَتْ كُنَّا نَغْزُوْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَسْقِي الْقَوْمَ وَنَخْدُمُهُمْ وَنَرُدُّ الْقَتْلٰى وَالْجَرْحٰى اِلَى الْمَدِيْنَةِ

۶۲۱۷ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری نازل نہیں فرمائی ہے۔

۶۲۱۷ — شرح : مرض اور دوا کے انزال سے مراد وہ فرشتے جو بیماری اور دواء لے کر آتے ہیں اور جو بیمار دوائی کے استعمال سے صحت یاب نہیں ہوتے ان کے لئے صحیح علاج اور تشخیصِ مرض کا فقدان ہوتا ہے۔ یہ حدیث اپنے عموم پر نہیں کیونکہ اس سے بڑھاپا اور موت مستثنیٰ ہیں۔ اس حدیث سے علاج کرانے کی اباحت ثابت ہے اور طب کا جواز ہے معلوم ہوا کہ صوفیوں کا یہ کہنا درست نہیں کہ ولائت جب ہی مکمل ہوتی ہے کہ جب کوئی مرض لاحق ہو اس سے راضی ہو اور علاج کی کوشش نہ کرے۔

باب کیا مرد عورت کا اور عورت مرد کا علاج کرے

۶۲۱۸ — ترجمہ : ربیع بنت معوّذ بن عفراء نے کہا ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں جنگ کیا کرتی تھیں لوگوں کو پانی پلاتیں اور ان کی خدمت کرتی تھیں اور مقتول اور زخمیوں کو مدینہ منوّرہ لاتی تھیں ،،

۶۲۱۸ — شرح : ربیع بضم الراء اور باء مفتوح اور یا مکسور ہے۔ مُعَوّذ صیغہ اسم فاعل ہے عفراء اعفر کی تانیث ہے۔ رُبَیِّع اُن صحابیات میں سے ہیں جنہوں نے درخت کے نیچے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی اور اُن کے والد مُعَوّذ بن حارث بن رفاعہ نے بدر کی جنگ میں ابوجہل لعین کو قتل کیا تھا۔ پھر اس کو قتل کرنے کے بعد لڑتے ہوئے اسی روز بدر میں شہید ہو گئے

marfat.com

بَابُ الشِّفَاءُ فِي ثَلَاث

۶۲۱۹ــ حَدَّثَنِي الْحُسَيْنُ قَالَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ شُجَاعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَالِمُ الْأَفْطَسُ عَنْ سَعِيدِ ابْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ الشِّفَاءُ فِي ثَلَاثَةٍ شَرْبَةِ عَسَلٍ وَشُرْطَةِ مِحْجَمٍ وَكَيَّةٍ نَارٍ وَأَنْهَى أُمَّتِي عَنِ الْكَيِّ رَفَعَ الْحَدِيثَ وَرَوَاهُ الْقُسِّيُّ عَنْ لَيْثٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْعَسَلِ وَالْحَجْمِ

۶۲۲۰ــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ أَخْبَرَنَا سُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ أَبُو الْحَارِثِ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ شُجَاعٍ عَنْ سَالِمٍ الْأَفْطَسِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الشِّفَاءُ فِي ثَلَاثَةٍ فِي شَرْطَةِ مِحْجَمٍ أَوْ شَرْبَةِ عَسَلٍ أَوْ كَيَّةِ بِنَارٍ وَأَنَا أَنْهَى أُمَّتِي عَنِ الْكَيِّ

جبکہ مسافع نے اس کو قتل کیا تھا۔ عفراء مُعَوِّذ کی والدہ ہے۔
(حدیث : ۲۶۸۵ - ج : ۴ کی شرح دیکھیں)

باب شفاء تین چیزوں میں ہے

۶۲۱۹ــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ شفاء تین چیزوں میں ہے۔ شہد پینے، پچھنے لگوانے اور آگ سے داغنے میں ہے۔ میں اپنی اُمت کو داغنے سے منع کرتا ہوں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اسے حضور تک رفع کیا ہے۔ اس کو یعقوب قمی نے لیث مجاہد اور ابن عباس

marfat.com

بَابُ الدَّوَاءِ بِالْعَسَلِ
وَقَوْلِهٖ تَعَالٰی فِیْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ

رضی اللہ عنہما کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی کہ شفاء شہد اور پچھنے لگوانے میں ہے۔ (یعنی داغنے کا اس روائت میں ذکر نہیں)

۶۲۲۰ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شفاء تین چیزوں میں ہے۔ پچھنے لگوانے، شہد پینے اور آگ سے داغنے میں ہے۔ میں اپنی اُمت کو داغنے سے منع کرتا ہوں۔

۶۲۲۰ — شرح : سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چیزوں میں شفاء کو منحصر نہیں کیا کیونکہ ان کے علاوہ اور اشیاء سے بھی شفاء ہوتی ہے۔ حضور نے اِن تین چیزوں کو اصولِ علاج قرار دیا ہے، کیونکہ بیماری دموی یا صفراوی یا سوداوی یا بلغمی ہوتی ہے دموی کا علاج خون نکالنا ہے اور یہ پچھنے لگوانے سے ہوتا ہے، کیونکہ عربوں میں خون نکالنے کا یہی طریقہ تھا۔ اگرچہ فصد سے بھی نکالا جاتا ہے لیکن وہ پچھنے لگوانے میں داخل ہے اسی طرح علق لگوانے سے بھی خون نکالا جاتا ہے۔ بہرحال جس سے بھی خون نکالا جائے وہ "شرطۃ محجم" میں داخل ہے۔ آپریشن بھی اس میں داخل ہے اگرچہ طریقہ، مختلف ہے۔ باقی بیماروں کا علاج اسہال کے ساتھ ہے اُن کے مناسب شہد کو ذکر کیا۔ جن فضلات کا اخراج مشکل ہو۔ ان کے لئے داغنا آخری اِخراج ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جب داغنے میں شفاء ہے تو اس سے منع کیوں فرمایا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ لوگ یہ خیال کرتے تھے کہ داغنا طبعًا بیماری دور کرتا ہے اس لئے اس سے منع فرمایا اور اگر یہ اعتقاد ہو کہ شافی صرف اللہ تعالیٰ ہے تو اسے معیّن طریقہ سے استعمال کرنے میں ضرور شفاء ہے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ کو داغا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی داغتے تھے۔

باب شہد سے علاج کرنا
اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اس میں لوگوں کے لئے شفاء ہے"

شہد کے کثیر منافع ہیں۔ انتڑیوں اور رگوں میں میل زائل کرتا ہے معدہ کی صفائی کرتا ہے۔ رگوں کے

marfat.com

منہ کشادہ کرتا ہے۔ معدہ، جگر، مثانہ وغیرہ کو مضبوط کرتا ہے۔ اس کو کھانے سے رطوبات کی تحلیل ہوتی ہے۔ دوائیوں کی مکروہ کیفیت دُور کرتا ہے۔ سینہ اور جگر کا تنقیہ کرتا ہے۔ بول اور حیض کھل کر آتا ہے۔ بلغم سے سینہ کی درد کے لئے مفید ہے جن لوگوں کے بلغمی سرد مزاج ہیں ان کے لئے بہت مفید ہے اگر اسے سرکہ میں حل کر کے کھایا جائے تو صفراء دُور کرتا ہے یہ غذا کے علاوہ دوا بھی ہے۔ پینے کے بھی کام آتا ہے اور خوش ذائقہ شربتی اور مفرح بھی ہے۔

شہد کے منافع

اگر شہد کو گرم کر کے عرق گلاب میں حل کر کے پیا جائے تو حیوان کے کاٹنے سے شفا دیتا ہے۔ اگر پانی میں ملا کر پیا جائے تو کتے کے کاٹنے سے شفاء دیتا ہے۔ اگر اس میں تازہ گوشت رکھا جائے تو تین ماہ تک گوشت کی طراوت باقی رہتی ہے۔ اسی طرح ککڑی، کدو، بگن، لیموں اور دیگر پھل خراب نہیں ہوتے۔ اگر بدن پر ملا جائے تو جوئیں ختم ہو جاتی ہیں۔ یہ بالوں کو لمبا، خوبصورت اور نرم بناتا ہے اگر اس کو بطور سرمہ لگایا جائے تو نظر تیز کرتا ہے۔ اگر اس کی مسواک کی جائے تو دانت صاف ہو جاتے ہیں اور ان کی بیماری دُور ہو جاتی ہے اس سے مُردوں کے بدن محفوظ رہتے ہیں اور وہ جلدی سڑتے نہیں۔ پہلے اطباء مرکب دوائیوں میں اسی پر اعتماد کرتے تھے۔ ان کی اکثر کتابوں میں شکر کا کہیں ذکر نہیں۔ اکثر بیماریوں میں وہ شکر سے زیادہ مفید اور نافع ہے۔ شکر معدہ کو نرم کرتی ہے جبکہ شہد کی یہ وصف نہیں ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اس کو پانی سے ملا کر ہر روز ایک پیالہ نوش فرماتے تھے۔ صحت کی حفاظت میں یہ عجیب حکمت ہے اسے صرف اہلِ علم ہی جانتے ہیں۔ اس کے بعد حضور جَو کی نمکین روٹی کے ساتھ ناشتہ فرماتے تھے یا سرکہ ملا لیتے تھے قولہ فیہ شفاء للناس ،، اس میں شہد کی تمام مشروبات پر فضیلت ذکر کی ہے اور یہ ہونا بھی چاہیئے جبکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ شہد شفاء ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو جب پھنسیاں نکلتیں تو وہ اس جگہ پر شہد مل دیتے تھے اور یہ تلاوت کرتے ،، وَيَخْرُجُ مِنْ بُطُونِهَا شَرَابٌ مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ فِيهِ شِفَاءٌ لِلنَّاسِ ،، اور کہتے تم قرآن کریم اور شہد سے شفاء حاصل کرو۔ شقیق نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی پیٹ کے مرض سے مر جائے وہ شہید ہے اور پیٹ کے مرض کی دواء شہد ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص آیا اور اپنے بھائی کے پیٹ کی شکائت کی کہ اسے اسہال آتے ہیں۔ حضور نے فرمایا اسے شہد پلاؤ اُس نے شہد پلایا تو اسے کچھ فائدہ نہ ہُوا پھر دُوسری اور تیسری بار آکر یہی شکائت کرتا رہا حتیٰ کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا تیرے بھائی کے پیٹ نے جھوٹ کہا ہے جاؤ اسے شہد پلاؤ۔ اس حدیث سے شہد نے اثر نہ کیا اس کا جواب یہ ہے کہ

marfat.com

۶۲۲۱ــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ اَخْبَرَنِيْ هِشَامٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْجِبُهُ الْحَلْوَاءُ وَالْعَسَلُ

۶۲۲۲ــ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْغَسِيْلِ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ ابْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنْ كَانَ فِيْ شَيْءٍ مِنْ اَدْوِيَتِكُمْ اَوْ يَكُوْنَ فِيْ شَيْءٍ مِنْ اَدْوِيَتِكُمْ خَيْرٌ فَفِيْ شَرْطَةِ مِحْجَمٍ اَوْ شَرْبَةِ عَسَلٍ اَوْ لَذْعَةٍ بِنَارٍ تُوَافِقُ الدَّاءَ وَمَا اُحِبُّ اَنْ اَكْتَوِيَ

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے غیب سے خبر دی تھی جس پر من عند اللہ مطلع تھے کہ اس کی شفاء شہد پینے میں ہے اور اسے بار بار شہد پینے کی تلقین فرماتے رہے تاکہ اللہ نے جو وعدہ فرمایا ہے وہ پورا ہو۔ نیز اس کے پیٹ میں فاسد مادہ بہت تھا جو ہر مرتبہ شہد پینے سے خارج ہوتا رہا جب تیسری بار سارا مادہ خارج ہو گیا تو اسے آرام آگیا اور اسہال بند ہو گئے۔ اگر اوّل بار اسہال بند کر دیئے جاتے تو فاسد مادہ پیٹ میں رہ جاتا جو مریض کو تکلیف دیتا اس لئے شہد کا بار بار پینا ہی اس کا علاج تھا، تاکہ فاسد مادہ درست ہو جائے۔

۶۲۲۱ــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو میٹھی چیز اور شہد بہت پسند تھا۔

۶۲۲۲ــ ترجمہ : جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تمہاری دوائیوں میں سے اگر کسی دوائی میں شفا ہے یا فرمایا تمہاری دوائیوں میں سے کسی میں بہتری ہے تو وہ پچھنے لگوانے یا شہد پینے، آگ سے داغ لگوانے میں ہے جبکہ بیماری کے موافق ہو اور میں آگ سے داغ لگوانے کو پسند نہیں کرتا ہوں۔

۶۲۲۲ــ شرح : قولہ توافق الداء، اس میں یہ اشارہ ہے کہ آگ سے داغنا اس وقت مشروع ہے کہ وہ مرض کے موافق ہو اور اس کو

marfat.com

۶۲۲۳ — حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِى الْمُتَوَكِّلِ عَنْ اَبِى سَعِيْدٍ اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَخِىْ يَشْتَكِىْ بَطْنَهٗ فَقَالَ اسْقِهٖ عَسَلًا ثُمَّ اَتَاهُ الثَّانِيَةَ فَقَالَ اسْقِهٖ عَسَلًا ثُمَّ اَتَاهُ الثَّالِثَةَ فَقَالَ اسْقِهٖ عَسَلًا ثُمَّ اَتَاهُ فَقَالَ قَدْ فَعَلْتُ فَقَالَ صَدَقَ اللّٰهُ وَكَذَبَ بَطْنُ اَخِيْكَ اسْقِهٖ عَسَلًا فَسَقَاهُ فَبَرَأَ

تحقیق کے بعد استعمال کرنا چاہیئے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم داغنے کو پسند نہیں فرماتے تھے۔ اس میں یہ اشارہ ہے کہ یہ علاج آخر میں کیا جائے جبکہ اس کے سوا اور کسی دواء سے آرام نہ آتا ہو، کیونکہ اس میں سخت درد ہوتا ہے۔

۶۲۲۳ — ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہا میرے بھائی کے پیٹ میں درد ہے۔ حضور نے فرمایا اس کو شہد پلاؤ۔ پھر وہ دوبارہ آیا حضور نے فرمایا اس کو شہد پلاؤ پھر تیسری بار آیا اور کہا میں نے شہد پلایا ہے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹ بولتا ہے اس کو شہد پلاؤ اُس نے شہد پلایا تو وہ تندرست ہوگیا۔

۶۲۲۳ — شرح : امام نووی نے کہا بعض ملحدین نے اعتراض کیا کہ شہد تو خود اسہال لاتا ہے وہ صاحبِ اسہال کو کیا شفاء دے گا، لیکن یہ کہنا ان کی جہالت ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا : بل وہ جھوٹے ہیں اُنہوں نے اس کے علم کا احاطہ نہیں کیا ،، کیونکہ اسہال کے اسباب مختلف ہیں۔ بعض دفعہ اسہال کا سبب ہیضہ ہوتا ہے۔ اس کے علاج میں اطباء کا اتفاق ہے کہ ہیضہ والے کو اپنے حال پر چھوڑ دیا جائے اگر کسی مدد کی ضرورت پڑے تو مدد کی جائے۔ ہوسکتا ہے کہ اس کے اسہال ہیضہ کے باعث ہوں۔ اس لئے حضور نے شہد پینے کا حکم دیا تاکہ اس کی مدد ہو اور اسہال کا مادہ ختم ہو جائے تو دست رُک جائیں گے۔ کبھی علاج بطورِ تبرّک اور حضور کی دعاء اور حسنِ اثر سے ہوتا ہے، لیکن یہ حکم سب لوگوں کے لئے نہیں کبھی یہ عادت کے خلاف معجزہ ہوتا ہے کہ حضور کے اس ارشاد سے خلافِ عادت دست رک جائیں۔

marfat.com

بَابُ الدَّوَاءِ بِاَلْبَانِ الْاِبِلِ

۶۲۲۴ــ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا سَلَّامُ ابْنُ مِسْكِيْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ نَاسًا كَانَ بِهِمْ سُقْمٌ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اٰوِنَا وَاَطْعِمْنَا فَلَمَّا صَحُّوْا قَالُوْا اِنَّ الْمَدِيْنَةَ وَخِمَةٌ فَاَنْزَلَهُمُ الْحَرَّةَ فِيْ ذَوْدٍ لَهٗ فَقَالَ اشْرَبُوْا اَلْبَانَهَا فَلَمَّا صَحُّوْا قَتَلُوْا رَاعِيَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَاقُوْا ذَوْدَهٗ فَبَعَثَ فِيْ اٰثَارِهِمْ فَقَطَّعَ اَيْدِيَهُمْ وَاَرْجُلَهُمْ وَسَمَّرَ اَعْيُنَهُمْ فَرَاَيْتُ الرَّجُلَ مِنْهُمْ يَكْدِمُ الْاَرْضَ بِلِسَانِهٖ حَتّٰى يَمُوْتَ قَالَ سَلَّامٌ فَبَلَغَنِيْ اَنَّ الْحَجَّاجَ قَالَ لِاَنَسٍ حَدِّثْنِيْ بِاَشَدِّ عُقُوْبَةٍ عَاقَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثَهٗ بِهٰذَا فَبَلَغَ الْحَسَنَ فَقَالَ وَدِدْتُ اَنَّهٗ لَمْ يُحَدِّثْهُ

باب اونٹوں کے دودھ سے علاج کرنا

۶۲۲۴ــ ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا بعض لوگ بیمار تھے۔ اُنھوں نے کہا یا رَسُوْلَ اللہ! ہمیں پناہ دیں اور کھانا کھلائیں جب وہ صحت یاب ہوئے تو اُنہوں نے کہا مدینہ منورہ کی آب وہوا ہمارے موافق نہیں۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو شہر کے باہر حرّہ میدان میں اپنے اونٹوں میں جگہ دی (کہ وہاں ٹھہریں) اور فرمایا اُن کے دودھ پیئو جب وہ تندرست ہو گئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چرواہے کو قتل کیا اور آپ کے اونٹ ہانک کر لے گئے۔ حضور نے اُن کے پیچھے لوگ بھیجے (کہ ان کو پکڑ لائیں) پھر اُن کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ ڈالے اور ان کی آنکھوں میں گرم سلاخیں پھروائیں۔ میں نے اُن میں سے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ اپنی زبان سے زمین کو چاٹ رہا تھا حتیٰ کہ مرگیا۔ سلام نے کہا مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حجاج نے حضرت انس سے کہا مجھے

marfat.com

بَابُ الدَّوَاءِ بِاَبْوَالِ الْاِبِلِ

۶۲۲۵۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ نَاسًا اجْتَوَوْا فِی الْمَدِیْنَةِ فَاَمَرَهُمُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ یَلْحَقُوْا بِرَاعِیْهِ یَعْنِیْ اِلْبِلَ فَیَشْرَبُوْا مِنْ اَلْبَانِهَا وَاَبْوَالِهَا فَلَحِقُوْا بِرَاعِیْهِ فَشَرِبُوْا مِنْ اَلْبَانِهَا وَاَبْوَالِهَا حَتّٰی صَلُحَتْ اَبْدَانُهُمْ فَقَتَلُوا الرَّاعِیَ وَسَاقُوا الْاِبِلَ فَبَلَغَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثَ فِیْ طَلَبِهِمْ فَجِیْءَ بِهِمْ فَقَطَّعَ اَیْدِیَهُمْ وَاَرْجُلَهُمْ وَسَمَرَ اَعْیُنَهُمْ قَالَ قَتَادَةُ فَحَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ سِیْرِیْنَ اَنَّ ذٰلِكَ كَانَ قَبْلَ اَنْ تُنْزَلَ الْحُدُوْدُ

اس سخت عقوبت کی خبر دو جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو دی ہو تو انس نے یہ حدیث بیان کی حسن بصری کو یہ خبر ملی تو اُنہوں نے کہا میری خواہش یہ تھی کہ انس حجاج سے یہ حدیث بیان نہ کرتے

۶۲۲۴۔ شرح : ابن سعد نے کہا اونٹوں کی تعداد پندرہ تھی۔ ان لوگوں کی آنکھوں میں گرم سلاخیں ڈلوانے کے معنی یہ ہیں کہ گرم لوہے سے اُن کی آنکھیں نکلوا دیں۔ اِن سے یہ اِس لئے کیا کہ اُنہوں نے حضور کے چرواہے کے ساتھ یہی برتاؤ کیا تھا اس لئے اُن کے کئے کی انہیں جزاء دی۔ یہ نزولِ مثلہ سے پہلے کا واقعہ ہے۔ حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ انس یہ حدیث حجاج بیان نہ کرتے کیونکہ حجاج بن یوسف ثقفی بہت بڑا ظالم تھا وہ ظلم کرنے میں تھوڑا سا سہارا لے کر سخت سے سخت ظلم کرتا تھا۔

باب اُونٹوں کے پیشاب سے علاج کرنا

۶۲۲۵۔ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ لوگوں کی ایک

marfat.com

بَابُ الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ

۶۲۲۶ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْرَائِیْلُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ خَرَجْنَا وَمَعَنَا غَالِبُ بْنُ اَبْجَرَ فَمَرِضَ فِی الطَّرِیْقِ فَقَدِمْنَا الْمَدِیْنَةَ وَهُوَ مَرِیْضٌ فَعَادَهُ ابْنُ اَبِیْ عَتِیْقٍ فَقَالَ لَنَا عَلَیْکُمْ بِهٰذِهِ الْکُبَیْبَةِ السَّوْدَاءِ فَخُذُوْا مِنْهَا خَمْسًا اَوْ سَبْعًا فَاسْحَقُوْهَا ثُمَّ اقْطُرُوْهَا فِیْ اَنْفِهٖ بِقَطَرَاتِ زَیْتٍ فِیْ هٰذَا الْجَانِبِ وَفِیْ

جماعت مدینہ منورہ میں بیمار ہو گئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم دیا کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چرواہے سے ملیں۔ یعنی اونٹوں کو چرانے والے، اور اُن کے دودھ اور پیشاب پئیں۔ حتی کہ ان کے بدن صحیح ہو گئے تو اُنہوں نے چرواہے کو قتل کر دیا اور اونٹوں کو ہانک کر لے گئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی تو آپ نے ان کی تلاش میں لوگ بھیجے پس اُن کو لایا گیا اور ان کے ہاتھ اور پاؤں کٹوا دیئے اور ان کی آنکھوں میں گرم سلاخیں پھیریں۔ قتادہ نے کہا مجھے محمد بن سیرین نے خبر دی یہ واقعہ حدود کے نزول سے پہلے کا ہے۔

۶۲۲۵ — شرح : اجتواء کے معنی آب وہوا ناموافق ہونا ہیں۔ اگر یہ سوال پُوچھا جائے کہ اونٹ کا بَول حرام ہے اس کا پینا کیسے جائز ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ بَول پینے سے مراد یہ ہے کہ اسے اپنے بدنوں پر مَلیں، اور شربوا کے معنی یہ ہیں کہ وہ بول کو اپنے کام لائیں۔ علاوہ ازیں ضرورت کے وقت حرام سے علاج کرنا جائز ہے جبکہ دوسرا کوئی علاج میسّر نہ ہو۔ ممکن ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم اس وقت ہو جبکہ حرام سے علاج کی ممانعت نہ ہو، اور ان کی آنکھوں میں گرم سلاخیں پھروانا حدود و قصاص کی آیت کے نزول سے قبل ہے۔

باب سیاہ دانہ سے علاج کرنا

۶۲۲۶ — ترجمہ : خالد بن سعد نے کہا ہم ایک سفر میں نکلے جبکہ ہمارے ساتھ

marfat.com

هٰذَا الْجَانِبِ فَاِنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْنِیْ اَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ هٰذِهِ الْحَبَّةَ السَّوْدَاءَ شِفَاءٌ مِنْ کُلِّ دَاءٍ اِلَّا مِنَ السَّامِ قُلْتُ وَمَا السَّامُ قَالَ الْمَوْتُ

۶۲۲۷ــ حَدَّثَنَا یَحْیٰی بْنُ بُکَیْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنْ عُقَیْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبُوْسَلَمَةَ وَسَعِیْدُ بْنُ الْمُسَیَّبِ اَنَّ اَبَاهُرَیْرَةَ اَخْبَرَهُمَا اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ فِی الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ شِفَاءٌ مِنْ کُلِّ دَاءٍ اِلَّا السَّامَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَالسَّامُ الْمَوْتُ وَالْحَبَّةُ السَّوْدَاءُ الشُّوْنِیْزُ

غالب بن ابجر تھے وہ راستہ میں بیمار ہو گئے ہم مدینہ منورہ آئے حالانکہ وہ بیمار تھے۔ ابن ابی عتیق نے اُن کی عیادت کی اُنہوں نے ہم سے کہا تم یہ سیاہ دانہ (کلونجی) کے پانچ یا سات دانے لو اور انہیں باریک کر لو۔ پھر زیتون کے تیل کے ساتھ اس کی ناک کی اس جانب میں اور اس جانب میں چند قطرے ڈالو، کیونکہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھے خبر دی ہے کہ اُنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ یہ سیاہ دانہ سام کے سوا ہر بیماری کی شفاء ہے۔ میں نے کہا سام کیا ہے؟ فرمایا وہ موت ہے

شرح ۶۲۲۶ : قولہ من کل داء، یہ اپنے عموم کے اعتبار سے موت کے سوا ہر بیماری کی دواء ہے، لیکن اس عموم خصوص مراد ہے، کیونکہ ایک جڑی بوٹی میں تمام قوتیں جمع نہیں ہو سکتیں جو علاج میں تمام طبائع کے موافق ہو اس میں شفاء سے مراد ہر وہ مرض ہے جو رطوبت اور بلغم سے پیدا ہو، کیونکہ یہ دانہ سیاہ گرم خشک ہے۔ علامہ کرمانی نے کہا ہو سکتا ہے کہ یہ اپنے عموم پر ہو کہ یہ ہر مرض کی شفاء ہے، لیکن شرط یہ ہے اس کی غیر سے ترکیب ہو۔ واللہ اعلم!

ترجمہ ۶۲۲۷ : ابن شہاب زہری نے کہا مجھے ابوسلمہ اور سعید بن مسیب دونوں نے خبر دی کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان کو خبر دی کہ اُنھوں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ آپ فرماتے تھے کہ سیاہ دانہ (کلونجی) میں موت کے سوا ہر مرض کا علاج ہے۔ ابن شہاب نے کہا سام موت ہے اور حبۃ سوداء کلونجی ہے۔

marfat.com

بَابُ التَّلْبِيْنَةِ لِلْمَرِيْضِ

۶۲۲۸ — حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوْسٰى اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا كَانَتْ تَاْمُرُ بِالتَّلْبِيْنِ لِلْمَرِيْضِ وَلِلْمَحْزُوْنِ عَلَى الْهَالِكِ وَكَانَتْ تَقُوْلُ اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ التَّلْبِيْنَ تَجُمُّ فُؤَادَ الْمَرِيْضِ وَتَذْهَبُ بِبَعْضِ الْحُزْنِ

۶۲۲۹ — حَدَّثَنَا فَرْوَةُ بْنُ اَبِي الْمَغْرَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا كَانَتْ تَاْمُرُ بِالتَّلْبِيْنَةِ وَتَقُوْلُ هُوَ الْبَغِيْضُ النَّافِعُ

باب مریض کے لئے حریرہ بنانا

تلبینہ لَبَنٌ سے ہے یہ آٹا دودھ اور شہد سے بنایا جاتا ہے۔ سفیدی اور رقیق ہونے میں اسے دودھ سے تشبیہ دی جاتی ہے

۶۲۲۸ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت ہے کہ وہ مریض اور مصیبت زدہ غمناک کے لئے تلبینہ تیار کرنے کا حکم فرماتی تھیں اور فرمایا کرتی تھیں کہ میں نے رسُولِ خُدا صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سُنا ہے کہ تلبینہ مریض کے دل کو راحت پہنچاتا ہے اور بعض غم دُور کرتا ہے۔

۶۲۲۹ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت ہے کہ وہ تلبینہ

marfat.com

بَابُ السَّعُوطِ

۶۲۳۰ــ حَدَّثَنَا مُعَلَّى ابْنُ اَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِحْتَجَمَ وَاَعْطَى الْحَجَّامَ اَجْرَهٗ وَاسْتَعَطَ

بَابُ السَّعُوطِ بِالْقُسْطِ الْهِنْدِيِّ وَالْبَحْرِيِّ

وَهُوَ الْكُسْتُ مِثْلُ الْكَافُوْرِ وَالْقَافُوْرِ مِثْلُ كَشِطَتْ نُزِعَتْ وَقَرَأَ عَبْدُ اللّٰهِ قُشِطَتْ

تیار کرنے کا حکم فرماتی تھیں اور فرماتی تھیں کہ یہ کھانے میں پسند نہیں لیکن نافع ہے۔ (مریض اس کو پسند نہیں کرتا، لیکن دوسری دوائیوں کی طرح مفید ہے)

بَابُ السَّعُوطِ (ناک میں دواء لینا)

۶۲۳۰ــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگوائے اور حجام کو اُجرت دی اور اپنے دستِ اقدس سے ناک میں دوائی ڈالی۔

۶۲۳۰ــ شرح : سَعُوط بفتح السین دواء ہے جو ناک میں ڈالی جاتی ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ مریض کو پشت کے بل لٹایا جایا اور کندھوں کے نیچے کوئی شئی رکھ دی جائے تاکہ سر زمین کی طرف مائل ہو اور پانی یا تیل میں دوائی ملا کر اس کے ناک میں قطرے ڈالے جائیں تاکہ دواء دماغ تک پہنچ سکے اور چھینک کے ذریعہ اس کی بیماری خارج ہو جائے۔

باب قُسط ہندی اور بحری سے سعوط کرنا

قسط خوشبو ہے اس کے قاف کو کیاف سے اور طاء کو تاء سے بدل کر قُسط کو کُست جیسے کافور اور

(حدیث ۵۶۹۰ ج ۳ کی تشریح دیکھیں)

marfat.com

۶۲۳۱ — حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ اُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ عَلَيْكُمْ بِهٰذَا الْعُوْدِ الْهِنْدِيِّ فَاِنَّ فِيْهِ سَبْعَةَ اَشْفِيَةٍ يُسْتَعَطُّ بِهٖ مِنَ الْعُذْرَةِ وَيُلَدُّ بِهٖ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ وَدَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِابْنٍ لِيْ لَمْ يَاْكُلِ الطَّعَامَ فَبَالَ عَلَيْهِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَرَشَّ عَلَيْهِ

قافر پڑھتے ہیں۔ اسی طرح کُشِطَتْ کو قُشِطَتْ بمعنی نُزِعَتْ پڑھتے ہیں۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے قُشِطَتْ پڑھا ہے۔

۶۲۳۱ — ترجمہ : ام قیس بنت محصن نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ تم عود ہندی کو اختیار کرو اس میں سات بیماریوں کا علاج ہے۔ گلے کی بیماری میں اس کے ساتھ سعوط کیا جائے اور سینے کے درد میں اس کے ساتھ لُدّ کیا جائے۔ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنا بیٹا لے کر حاضر ہوئی جس نے ابھی تک کھانا نہیں کھایا تھا۔ اُس نے حضور پر پیشاب کر دیا۔ آپ نے پانی منگوایا اور اس کو دھو ڈالا۔

۶۲۳۱ — شرح : عود ہندی خوشبودار لکڑی ہے جو ہندوستان میں پائی جاتی ہے اس میں معمولی سا کڑواپن ہوتا ہے جب اسے چبایا جائے تو دانتوں کی اصلاح کرتی ہے۔ اسی طرح اسے جب پانی میں ڈال کر پکایا جائے اور غرارے کئے جائیں تو اصلاح کرتی ہے۔ اگر ایک مثقال وزن کے برابر اس سے پی لیا جائے تو معدہ کی چکناہٹ دُور کرتی ہے اور اسے قوی کرتی ہے۔ اگر اسے پانی سے ملا کر پیا جائے تو جگر کے درد اور سینے کے درد کے لئے مفید ہے اور انتڑیاں میں پھوڑے کے لئے مفید ہے۔ عود ہندی کی تمام اقسام افضل ہیں اس لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو خصوصیت سے ذکر کیا اور فرمایا اس میں سات بیماریوں کی شفاء ہے۔ اَطِبَّاء نے قسط کے کئی منافع ذکر کئے ہیں۔ اُن میں سے بعض یہ ہیں کہ اس کے استعمال سے پیشاب اور حیض کھل کر آتا ہے۔ انتڑیوں کے کیڑے مرجاتے ہیں۔ یہ زہر کو زائل کرتا ہے۔ چوتھے کے بخار کے لئے مفید ہے۔ معدہ کو سخت کرتا ہے اور جماع کی خواہش بڑھاتا ہے۔

marfat.com

بَابُ اَیِّ سَاعَاتِ النَّهَارِ یَحْتَجِمُ وَاحْتَجَمَ اَبُوْمُوْسٰی لَیْلًا

۶۲۳۲ــ حَدَّثَنَا اَبُوْمَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا اَیُّوْبُ عَنْ عِکْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ احْتَجَمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ صَائِمٌ

بَابُ الْحِجْمِ فِی السَّفَرِ وَالْاِحْرَامِ

قَالَهُ ابْنُ بُحَیْنَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

۶۲۳۳ــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَاءٍ وَطَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ احْتَجَمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ

قولہ عُذْرَۃٌ ،، یہ حلق میں پھوڑا ہوتا ہے جو خون سے بھر جاتا ہے۔ بعض نے کہا یہ ناک اور حلق کے درمیان پھوڑا ہے جو بچوں کے گلے میں ہوتا ہے جبکہ عُذْرَہ یعنی پانچ ستارے طلوع ہوتے ہیں۔ ابن تین نے کہا عُذرہ خون کی وجہ سے حلق میں درد ہونے لگتا ہے۔ یہ مُنہ کے آخر اور حلق کی ابتداء میں سُرخ گوشت اُبھرا ہوتا ہے اس کا علاج عورتیں اس طرح کرتی ہیں کہ وہ اُنگلی پر کپڑا لپیٹ کر اس کو زور سے دباتی ہیں تو اس سے سیاہ خُون نکلنے لگتا ہے۔

باب پچھنے کس وقت لگوائے

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے رات کو پچھنے لگوائے

۶۲۳۲ــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگوائے حالانکہ آپ روزے سے تھے۔

۶۲۳۲ــ شرح : ایک روایت میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگوائے

marfat.com

بَابُ الْحِجَامَةِ مِنَ الدَّاءِ

۶۲۳۴ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ الطَّوِيْلُ عَنْ اَنَسٍ اَنَّهٗ سُئِلَ عَنْ اَجْرِ الْحَجَّامِ فَقَالَ احْتَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَجَمَهٗ اَبُوْطَيْبَةَ فَاَعْطَاهُ صَاعَيْنِ مِنْ طَعَامٍ وَكَلَّمَ مَوَالِيَهٗ فَخَفَّفُوْا عَنْهُ وَقَالَ اِنَّ اَمْثَلَ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ الْحِجَامَةُ وَالْقُسْطُ الْبَحْرِيُّ وَقَالَ لَا تُعَذِّبُوْا صِبْيَانَكُمْ بِالْغَمْزِ مِنَ الْعُذْرَةِ وَعَلَيْكُمْ بِالْقُسْطِ

تھے۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی روایت اور اس روایت سے واضح ہوتا ہے کہ پچھنے لگوانے کا وقت معین نہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۷۔ ۱۹۔ ۲۱ تواریخ کو پچھنے لگوانے پسند فرمائے۔ (تیسری جلد کے ص۲۲۶ پر اس کی شرح دیکھیں)

باب سفر اور احرام کی حالت میں پچھنے لگوانے۔ عبداللہ بن بُحَیْنَہ نے یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا ہے

۶۲۳۳ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ کی حالت میں پچھنے لگوائے "ابن بُحَیْنَہ"، عبداللہ بن مالک بن قشب ازدی ازد شنوءہ کے قبیلہ سے ہیں۔ امیر معاویہ کے عہدِ امارت میں فوت ہوئے جبکہ مروان مدینہ منورہ کا حاکم تھا۔ بُحَیْنَہ اُن کی والدہ ہے۔ وہ بنت حارث بن عبدالمطلب بن عبد مناف ہے۔

باب بیماری کی وجہ سے پچھنے لگوانا

۶۲۳۴ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُن سے حجام کی اُجرت کے

marfat.com

۶۲۳۵ — حَدَّثَنَا سَعِيد بن تليد حَدَّثَنِي ابن وَهب قَالَ اَخْبَرَنِي عَمْرو وغيره اَنَّ بُكيرا حَدَّثَه اَنَّ عاصم بن عُمَرَ بْنُ قَتَادَة حَدَّثَه ان جَابِر بن عبد الله عَادَ الْمُقَنَّع ثُمَّ قَالَ لَا اَبْرَحُ حَتّٰى يحتجم فَاِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُول ان فِيهِ شفاءً

متعلق پُوچھا گیا تو اُنھوں نے کہا جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ابوطیبہ نے پچھنے لگائے تو آپؐ نے اس کو دو صاع گندم دی اور اس کے مالکوں کو کہا کہ اس کے ٹیکس میں تخفیف کر دیں اور فرمایا تمہاری دوا جس سے تم علاج کراتے ہو پچھنے لگوانے اور قُسطِ بحری ہے۔ اور فرمایا عُذرہ کے باعث اپنے بچوں کا تالو دبا کر انہیں تکلیف نہ دو۔ تم قسط سے علاج کرو!

۶۲۳۴ — شرح : یہ خطاب اہلِ حجاز اور جو اُن کے قرب وجوار کے رہنے والے ہیں، کیونکہ اُن کے خُون رقیق ہوتے ہیں۔ ان کے بدنوں سے جو حرارت بدن کی سطح کی طرف نکلتی ہے اس کے جذب کے سبب خون ظاہر بدن کی طرف مائل ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خطاب بوڑھوں کو نہیں، کیونکہ ان کے بدنوں میں خون کی کمی ہوتی ہے۔

طبری نے صحیح سند کے ساتھ ابن سیرین سے روائت کی کہ جب آدمی چالیس برس کی عمر کو پہنچے تو پچھنے نہ لگوائے۔ اسی طرح جو نوجوان چالیس برس سے کم عمر کے ہوں۔ ان کے لئے بھی پچھنے لگوانے ضروری نہیں جبکہ اس کے علاوہ بھی علاج ممکن ہو۔

۶۲۳۵ — ترجمہ : عاصم بن قتادہ نے بیان کیا کہ جابرؓ بن عبداللہ رضی اللہ عنہما مُقَنّع بن سنان کی عیادت کی۔ پھر کہا میں یہاں بیٹھے رہوں گا حتیٰ کہ تم پچھنے لگواؤ، کیونکہ میں نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سُنا ہے کہ اس میں شفا ہے۔

باب سر پر پچھنے لگوانا

۶۲۳۶ — ترجمہ : سلیمان نے علقمہ سے خبر دی کہ اُنھوں نے عبدالرحمٰن اعرج سے سُنا کہ اُنہوں نے عبداللہ بن بُحَیْنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سُنا

marfat.com

بَابُ الْحِجَامَةِ عَلَى الرَّاسِ

۶۲۳۶ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ حَدَّثَنِیْ سُلَيْمَانُ عَنْ عَلْقَمَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجَ اَنَّهٗ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ بُحَيْنَةَ يُحَدِّثُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ بِلَحْیِ جَمَلٍ مِنْ طَرِيْقِ مَكَّةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ فِیْ وَسْطِ رَاْسِهٖ وَقَالَ الْاَنْصَارِیُّ حَدَّثَنَا هِشَامُ ابْنُ حَسَّانٍ قَالَ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ فِیْ رَاْسِهٖ

بَابُ الْحِجَامَةِ مِنَ الشَّقِيْقَةِ وَالصُّدَاعِ

۶۲۳۷ — حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اِحْتَجَمَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ رَاْسِهٖ وَهُوَ مُحْرِمٌ مِنْ وَجَعٍ كَانَ بِهٖ بِمَاءٍ يُقَالُ لَهٗ لَحْیُ جَمَلٍ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ سَوَاءٍ اَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ فِیْ رَاْسِهٖ مِنْ شَقِيْقَةٍ كَانَتْ بِهٖ

کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ کے راستہ میں لحی جمل میں سر مبارک کے وسط میں پچھنے لگوائے، حالانکہ آپ محرم تھے۔ انصاری نے کہا ہمیں ہشام بن حسان نے خبر دی کہ ہم سے عکرمہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے خبر دی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر مبارک کے وسط میں پچھنے لگوائے

۶۲۳۶ — شرح: لحی جمل جحفہ کے عقب میں سقیا سے سات میل دور

marfat.com

۶۲۳۸ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اَبَانٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْغَسِيْلِ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَاصِمُ بْنُ عُمَرَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنْ كَانَ فِيْ شَيْءٍ مِنْ اَدْوِيَتِكُمْ خَيْرٌ فَفِيْ شَرْبَةِ عَسَلٍ اَوْ شَرْطَةِ مِحْجَمٍ اَوْ لَذْعَةٍ مِنْ نَارٍ وَمَا اُحِبُّ اَنْ اَكْتَوِيَ

ایک جگہ ہے۔ جبکہ حضور کے سَر میں درد تھا۔
(کتاب الحج کے باب محرم کا پچھنے لگوانے میں تفصیل مذکور ہے)

باب جس نے دردِ شقیقہ اور سردرد سے پچھنے لگوائے

۶۲۳۷ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سردرد کے سبب حالتِ احرام میں سر مبارک کے وسط میں پانی کے مقام لحی جمل میں پچھنے لگوائے۔ محمد بن سواء نے کہا ہمیں ہشام نے عکرمہ کے ذریعے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دردِ شقیقہ (آدھے سر کا درد) کے سبب سر مبارک میں پچھنے لگوائے۔

۶۲۳۷ — شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حاجت کے اسباب مختلف ہونے کے باعث مختلف جگہوں میں پچھنے لگوائے ہیں۔ ایک روایت کے مطابق سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر میں زہریلا کھانا کھایا تھا جس کے سبب حضور کو دردِ سر لاحق ہوا تو آپ نے پچھنے لگوائے تھے۔ دردِ شقیقہ کا سبب یہ ہے کہ معدہ سے بخار اور گرم یا ٹھنڈے اخلاط اُٹھتے ہیں اور دماغ کی طرف جاتے ہیں۔ اگر باہر نکلنے کی کوئی راہ نہ ملے تو دردِ سر پیدا کرتے ہیں اگر سر کے ایک طرف مائل ہو جائیں تو آدھا سر درد کرنے لگتا ہے یہ دردِ شقیقہ ہے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دردِ شقیقہ کبھی ایک دن کبھی دو دن رہتی تھی۔

۶۲۳۸ — ترجمہ : جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ

marfat.com

بَابُ الْحَلْقِ مِنَ الْاَذٰی

۶۲۳۹ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اَیُّوْبَ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا عَنِ ابْنِ اَبِیْ لَیْلٰی عَنْ کَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ اَتٰی عَلَیَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ زَمَنَ الْحُدَیْبِیَّةِ وَاَنَا اُوْقِدُ تَحْتَ بُرْمَةٍ وَالْقَمْلُ تَتَنَاثَرُ عَنْ رَأْسِیْ فَقَالَ اَیُؤْذِیْكَ هَوَامُّكَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَاحْلِقْ وَصُمْ ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ اَوْ اَطْعِمْ سِتَّةَ اٰصُعٍ اَوِ انْسُكْ نَسِیْكَةً قَالَ اَیُّوْبُ لَا اَدْرِیْ بِاَیَّتِهِنَّ بَدَأَ

فرماتے ہوئے سُنا تمہاری دوائیوں میں سے اگر کسی دوائی میں بہتری ہے تو وہ شہد پینے، پچھنے لگوانے اور داغنے میں ہے۔ میں داغ لگوانے کو اچھا نہیں سمجھتا ہوں۔
(حدیث : ۵۲۲۲ ، جلد : ۹ کی شرح دیکھیں)

باب تکلیف کے سبب سر منڈوانا

۶۲۳۹ — ترجمہ : کعب بن عجرہ نے کہا حدیبیہ کے زمانہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے جبکہ میں ہنڈیا کے نیچے آگ روشن کر رہا تھا اور جوئیں میرے سر سے گر رہی تھیں۔ حضور نے فرمایا کیا تیرے سر کی جوئیں اذیت پہنچا رہی ہیں؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! فرمایا سر منڈوا دو اور تین روزے رکھو یا چھ مساکین کو کھانا کھلاؤ یا بکری ذبح کرو ایوب نے کہا مجھے معلوم نہیں پہلے کس کو ذکر کیا۔

۶۲۳۹ — شرح : ایوب نے اس حدیث کے بیان میں ترتیب کا خیال فرمایا تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شئی مسلمان کو اذیت پہنچائے اگرچہ بہت کم تکلیف دے اس کا ازالہ جائز ہے۔ اور ابدان کی دوا کرانا بطریق اولیٰ جائز ہے۔

marfat.com

بَابُ مَنِ اكْتَوٰى اَوْ كَوٰى غَيْرَهٗ وَفَضْلِ مَنْ لَمْ يَكْتَوِ

۶۲۴۰ — حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ الْغَسِيْلِ حَدَّثَنَا عَاصِمُ ابْنُ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنْ كَانَ فِيْ شَيْءٍ مِّنْ اَدْوِيَتِكُمْ شِفَاءٌ فَفِيْ شَرْطَةِ مِحْجَمٍ اَوْ لَذْعَةٍ بِنَارٍ وَمَا اُحِبُّ اَنْ اَكْتَوِيَ

باب جس نے خود کو داغا یا غیر کو داغا اور اس شخص کی فضیلت جو داغ نہ لگوائے

۶۲۴۰ — ترجمہ : جابر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ حضور نے فرمایا کہ تمہاری دوائیوں میں سے اگر کسی دوا میں شفاء ہے تو پچھنے لگوانے میں ہے یا آگ کے ساتھ داغنے میں ہے۔ میں داغنے کو پسند نہیں کرتا ہوں۔

۶۲۴۰ — شرح : اس حدیث کا باب تین اجزاء پر مشتمل ہے۔ پہلے دو اجزاء سے ضرورت کے وقت داغنے کی طرف اشارہ کیا اور تیسرے جزو سے اس طرف اشارہ کیا کہ اسے ترک کرنا افضل ہے جبکہ اس کی ضرورت نہ ہو۔ اکتویٰ اور کویٰ میں یہ فرق ہے کہ پہلا اپنے آپ کو داغنے کے لئے ہے۔ اور کویٰ عام ہے اپنے آپ کو داغے یا غیر کو داغے۔ جیسے اکتساب اپنے لئے کسب کے لئے آتا ہے اور کسب اپنے اور غیر کے لئے ہے۔ ابن بطال نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ داغنا مباح ہے لیکن یہ بات مخفی نہیں کہ بہت احادیث میں لفظ نہی کے ساتھ منع کیا گیا ہے۔ اور کم از کم نہی تنزیہہ کے لئے ہوتی ہے۔ لہٰذا حدیث میں نہی تنزیہہ پر محمول ہے۔

marfat.com

۶۲۴۱ — حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ عَنْ عَامِرٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ لَا رُقْيَةَ اِلَّا مِنْ عَيْنٍ اَوْ حُمَةٍ فَذَكَرْتُهُ لِسَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ فَقَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُرِضَتْ عَلَيَّ الْاُمَمُ فَجَعَلَ النَّبِيُّ وَالنَّبِيَّانِ يَمُرُّوْنَ مَعَهُمُ الرَّهْطُ وَالنَّبِيُّ لَيْسَ مَعَهٗ اَحَدٌ حَتّٰى رُفِعَ لِيْ سَوَادٌ عَظِيْمٌ قُلْتُ مَا هٰذَا اُمَّتِيْ هٰذِهٖ قِيْلَ بَلْ هٰذَا مُوْسٰى وَ قَوْمُهٗ قِيْلَ انْظُرْ اِلَى الْاُفُقِ فَاِذَا سَوَادٌ يَمْلَأُ الْاُفُقَ ثُمَّ قِيْلَ لِيْ انْظُرْ هٰهُنَا وَهٰهُنَا فِيْ اٰفَاقِ السَّمَآءِ فَاِذَا سَوَادٌ قَدْ مَلَأَ الْاُفُقَ قِيْلَ هٰذِهٖ اُمَّتُكَ وَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ هٰؤُلَآءِ سَبْعُوْنَ اَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ ثُمَّ دَخَلَ وَلَمْ يُبَيِّنْ لَهُمْ فَاَفَاضَ الْقَوْمُ وَقَالُوْا نَحْنُ الَّذِيْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَاتَّبَعْنَا رَسُوْلَهٗ فَنَحْنُ هُمْ اَوْ اَوْلَادُنَا الَّذِيْنَ وُلِدُوْا فِي الْاِسْلَامِ فَاِنَّا وُلِدْنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ فَقَالَ هُمُ الَّذِيْنَ لَا يَسْتَرْقُوْنَ وَلَا

۶۲۴۱ — ترجمہ : عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا دم نہیں مگر نظرِ بد اور بچھو کے زہر کے لئے ہے۔ میں نے یہ سعید بن جبیر سے ذکر کیا تو انہوں نے کہا ہم سے ابن عباس سے رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ساری اُمتیں میرے سامنے پیش کی گئیں تو ایک نبی اور دو نبی گزرنے لگے ان کے ساتھ لوگوں کے گروہ گزرتے تھے اور بعض وہ نبی تھے جن کے ساتھ کوئی بھی نہ تھا یہاں تک میرے آگے عظیم جماعت ظاہر ہوئی۔ میں نے کہا یہ عظیم جماعت کیسی ہے کیا یہ میری اُمت ہے؟ تو کہا گیا بلکہ یہ موسیٰ علیہ السلام اور اُن کی امت ہے۔ مجھے کہا گیا آپ اُفق کی طرف نگاہ اُٹھائیں تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ عظیم ترین جماعت ہے جس نے آسمان کے کنارے بھرے ہوئے ہیں۔ پھر مجھے کہا گیا آسمان کے کناروں میں اِدھر اُدھر

marfat.com

يَتَطَيَّرُوْنَ وَلَا يَكْتَوُوْنَ وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ فَقَالَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ اَمِنْهُمْ اَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ نَعَمْ فَقَامَ اٰخَرُ فَقَالَ اَمِنْهُمْ اَنَا فَقَالَ سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ

نگاہ اُٹھائیں میں کیا دیکھتا ہوں کہ عظیم تریں ہجوم نے آفاق کو بھرا ہُوا ہے۔ کہا گیا یہ آپ کی اُمت ہے ان میں سے ستّر ہزار حساب و کتاب کے بغیر جنّت میں داخل ہوں گے۔ پھر حضور حجرے میں تشریف لائے اور یہ بیان نہ فرمایا کہ وہ کون لوگ ہیں پس لوگ باہم مشغول ہو گئے اور کہا وہ ہم لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ پہ ایمان لائے ہیں اور اس کے رسُولِ کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی اتباع کی ہے۔ پس وہ لوگ ہم ہیں یا ہماری اولادیں ہیں جو اسلام میں پیدا ہوئے ہیں، کیونکہ ہم جاہلیت کے زمانہ میں پیدا ہُوئے ہیں۔ یہ بات نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو پہنچی تو آپ باہر تشریف لائے اور فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو جاہلیت کے دم نہیں کرتے نہ بدفالی کرتے ہیں اور نہ ہی داغتے ہیں اور اپنے ربّ پہ توکّل کرتے ہیں۔ عکاشہ بن مُحصِنؓ نے کہا۔ یارسُول اللہ! صلّی اللہ علیہ وسلّم! کیا میں اُن میں سے ہوں؟ فرمایا ہاں تم اُن میں سے ہو،، پھر دُوسرا آدمی کھڑا ہو گیا اور کہا یارسُول اللہ! کیا میں اُن میں سے ہوں؟ حضور نے فرمایا اس بات میں عکاشہ تم پہ سبقت لے گئے ہیں۔ بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہم نے اس حدیث سے صرف ابن عباس اور شعبی کی حدیث کا ارادہ کیا ہے جو عمران سے روائت کرنے میں مرسل ہے

۶۲۴۱ — شرح : بعض احادیث میں دم کرنے کا جواز اور بعض میں ممانعت مذکور ہے۔ دونوں قسم کی احادیث بکثرت ہیں۔ ان میں اتفاق کی صورت یہ ہے کہ جن احادیث میں ممانعت ہے وہ اس دم پہ محمول ہیں جس میں غیر شرعی کلمات ہوں اور جس دم میں کلماتِ قرآن اور اسماءِ الٰہیہ مذکور ہیں وہ منتر جائز ہیں۔ بظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دم آنکھ لگ جاتے اور بچھو کے زہر سے کیا جاتا ہے لیکن یہ مراد نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ ان دونوں میں ضرر زیادہ ہوتی ہے۔ اس لئے ان میں دم کرنا زیادہ اچھا اور بہتر ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ نبی وہ ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ سے مخلوق کو اخبارِ غیب سے مطلع کرے تو جس نبی کے ہمراہ کوئی نہ ہوگا؛ اس پر یہ تعریف کیسے صادق آئے گی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ نبی لوگوں کو خبریں سُناتے ہیں، لیکن بعض اوقات ان پہ ایمان کوئی نہیں لاتا، حالانکہ نبی کے ہمراہ صرف مؤمن ہی ہوتا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ کیا اصحابِ معاصی اور اصحابِ مظالم بھی جنّت میں بغیر حساب داخل ہوں گے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث میں مذکور اوصاف پہ مشتمل لوگ ان کی برکت سے بغیر حساب کے جنّت میں داخل ہوں گے۔ واللہ اعلم!

marfat.com

بَابُ الْاِثْمِدِ وَالْكُحْلِ مِنَ الرَّمَدِ

فِيْهِ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ

۶۲۴۲ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ حُمَيْدُ بْنُ نَافِعٍ عَنْ زَيْنَبَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ امْرَاَةً تُوُفِّيَ زَوْجُهَا فَاشْتَكَتْ عَيْنُهَا فَذَكَرُوْهَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرُوْا لَهُ الْكُحْلَ وَاَنَّهُ يُخَافُ عَلٰى عَيْنِهَا فَقَالَ لَقَدْ اِحْدَاكُنَّ تَمْكُثُ فِيْ بَيْتِهَا فِيْ شَرِّ اَحْلَاسِهَا اَوْ فِيْ اَحْلَاسِهَا فِيْ شَرِّ بَيْتِهَا فَاِذَا مَرَّ كَلْبٌ رَمَتْ بَعْرَةً فَلَا اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا

باب آنکھ میں تکلیف کے باعث اثمد اور سرمہ لگانا

اس میں ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت مذکور ہے،،

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کُحل کا اثمد پر عطف کیا ہے جو مغایرت کا مقتضی ہے۔ اثمد معروف پتھر ہے جسے باریک کر کے آنکھ میں ڈالا جاتا ہے اور کحل عام ہے۔ اثمد اور اس کے غیر کو بھی شامل ہے یہ عام کا خاص پر عطف ہے۔

رمد،، گرم زخم ہے جو آنکھ کے گوشت والے حصہ میں ظاہر ہوتا ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ معدہ کے بخار دماغ کی طرف بلند ہوتے ہیں۔ اگر وہ ناک کا رُخ کر لیں تو زکام ہو جاتا ہے اگر آنکھ کی طرف متوجہ ہو جائیں تو رمد پیدا ہو جاتا ہے اگر گلے کے گوشت کی طرف مائل ہو جائے تو اس میں زخم کر دیتا ہے۔ اگر سینہ کی طرف گرنے لگے تو نزلہ پیدا کرتا ہے اور اگر کسی طرف نہ گرنے کی راہ نہ ملے تو سر درد ہونے لگتا ہے۔ ابن حبان نے صحیح میں ابن عباس سے ذکر کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہترین سرمہ اثمد ہے۔ یہ نظر تیز کرتا ہے بال اُگاتا ہے (ترمذی) سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سلائی تھی

marfat.com

بَابُ الْجُذَامِ

وَقَالَ عَفَّانُ حَدَّثَنَا سَلِيمُ بْنُ حَيَّانَ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مِينَاءَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا عَدْوٰى وَلَا طِيَرَةَ وَلَا هَامَّةَ وَلَا صَفَرَ وَفِرَّ مِنَ الْمَجْذُوْمِ كَمَا تَفِرُّ مِنَ الْاَسَدِ

جس سے ہر رات دونوں آنکھوں میں تین تین بار سرمہ لگاتے۔

۶۲۴۲ — ترجمہ : ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روائت ہے کہ ایک عورت کا شوہر فوت ہوگیا اور اس کی آنکھوں میں درد ہوگیا تو انھوں نے اس عورت کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا اور حضور سے سرمہ بھی ذکر کیا اور کہا اس عورت کی آنکھ ضائع ہونے کا ڈر ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی عورت اپنے گھر میں بُرے کپڑوں میں یا اپنے بُرے گھر میں کپڑوں میں پڑی رہتی۔ پھر جب کوئی کُتا وہاں سے گزرتا تو اس کو مینگنی مارتی تو کیا اب چار ماہ دس دن نہیں رُک سکتی۔

۶۲۴۲ — شرح : جاہلیت کی یہ رسم تھی کہ عورت اپنے گھر میں بدترین لباس اور بدترین مکان میں ایک سال عدّت پُوری کرتی تھی۔ ایک سال کے بعد جب اس کے پاس سے کُتا گزرتا تو وہ اس کو مینگنی مارتی جس سے وہ مرجاتا تھا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد یہ ہے کہ ایک سال بدتر مکان میں ٹھہرتی تھی اور یہ اشارہ فرمایا کہ ایک سال ٹھہرنا مینگنی مارنے سے آسان تر تھا۔

باب کوڑھ کا مرض

یہ بیماری ہے جس سے گوشت سُرخ ہوجاتا ہے پھر پھٹ جاتا ہے۔ بعض نے کہا یہ بیماری ہے جو سارے بدن میں سوداء پھیل جانے سے پیدا ہوتی ہے۔ یہ اعضاء کے مزاج اور ان کی ہیئت کو فاسد کر دیتی ہے۔ اس کو جذام اس لئے کہتے ہیں کہ یہ انگلیوں کو کاٹ دیتی ہے۔

marfat.com

۶۲۴۳ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عدوی، طیرہ، ہامہ اور صفر کوئی شئ نہیں اور کوہڑے سے ایسا بھاگ جیسے شیر سے بھاگتا ہے۔

۶۲۴۳ — شرح : عدوی کے معنی ہیں ایک سے دوسرے کو بیماری لگ جانا، طیرہ بدفالی اور ہامہ نحوست ہے اور محرم کو صفر بنا لینا یہ تمام امور کوئی شئ نہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث کے پہلے حصے اور آخری حصہ میں تضاد ہے، کیونکہ لاعدوی کے معنی ہیں۔ ایک کو دوسرے سے بیماری لگ جانا اور آخری جملہ یہ ہے۔ کوہڑے سے ایسا بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہو۔

نیز ابو نعیم نے اعرج کے ذریعہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجذوم (کوہڑے) سے بچو جیسے شیر سے بچتے ہو۔ نیز ابن ابی اوفی کی حدیث ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجذوم سے ایک نیزہ یا دو نیزہ کی مقدار دُور ہو کر بات کرو اس کا جواب یہ ہے کہ ابو داؤد میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مجذوم کا ہاتھ پکڑا اور اپنے ساتھ کھانا کھانے کے لئے پیالہ پر بٹھا لیا اور فرمایا اللہ کے نام اور اس پر بھروسہ کرتے ہوئے کھاؤ (ترمذی)

اس کا جواب یہ ہے کہ بیماری اپنی طبع کے اعتبار سے دوسرے کو نہیں لگتی اس لئے حضور نے فرمایا پہلے کو بیماری کس سے لگ گئی، لیکن اللہ تعالیٰ نے تندرست اور بیمار کی مخالطت کو بیماری کے متعدی ہونے کو سبب قرار دیا۔ کبھی ایسا نہیں بھی ہوتا۔ پس حدیث شریف میں جاہلوں کے فاسد عقیدہ کی نفی کی جو کہتے تھے کہ مرض اپنی طبع کے اعتبار سے دوسروں کو لگ جاتی ہے۔ اسی لئے حضور نے فرمایا پہلے کو بیماری کیسے لگ گئی۔ الحاصل خالص اور مضبوط عقیدہ کے حامل کے اعتبار سے فرمایا: لاعدویٰ ولاطیرہ الخ اور ضعیف عقیدہ رکھنے والوں سے فرمایا کہ مجذوم سے ایسے بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہو تاکہ اللہ کی تقدیر کے سبب مرض لگ جانے سے تمہارے عقیدہ میں خرابی واقع نہ ہو جائے کہ تم یہ کہنے لگو کہ فلاں مریض سے یہ بیماری لگ گئی ہے۔ قولہ ولاھامۃ، یہ ایک پرندہ ہے جسے اُلو کہتے ہیں۔ یہ رات کو بولتا ہے اسے منحوس کہا جاتا ہے۔ بعض نے کہا عربوں کا یہ عقیدہ تھا کہ میت کی ہڈیاں یا اس کی روح ہامہ بن جاتی ہے اور اڑنے لگتے ہیں اس کو لوگ "صدیٰ" کہتے ہیں اس کی اسلام نے تردید کی ہے اور ایسے عقیدہ سے منع فرمایا ہے۔

قولہ ولاصفر، پیٹ کے کیڑے ہیں جو پیٹ میں پیدا ہو جاتے ہیں جب آدمی کو بھوک لگے تو اس وقت بہت تکلیف دیتے ہیں اور یہ متعدی مرض ہے۔ اسلام نے اس کو باطل کیا۔ بعض نے کہا جاہلیت میں لوگ محرم کو صفر تک مؤخر کرتے تھے اور صفر کو شہر حرام کرتے تھے۔ اس کی قرآن کریم میں نسئ سے تعبیر کی ہے

marfat.com

بَابُ اَلْمَنُّ شِفَآءٌ لِّلْعَيْنِ

۶۲۴۴ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ حُرَيْثٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ زَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَلْكَمْأَةُ مِنَ الْمَنِّ وَمَآؤُهَا شِفَآءٌ لِّلْعَيْنِ وَقَالَ شُعْبَةُ وَاَخْبَرَنِي الْحَكَمُ ابْنُ عُتَيْبَةَ عَنِ الْحَسَنِ الْعُرَنِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ شُعْبَةُ لَمَّا حَدَّثَنِي بِهِ الْحَكَمُ لَمْ اُنْكِرْهُ مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِ الْمَلِكِ

چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے : اِنَّمَا النَّسِیْٓءُ زِیَادَةٌ فِی الْکُفْرِ، اس کو بھی اسلام نے باطل کیا ہے۔

باب مَنّ آنکھ کے لئے شفاء ہے

مَنّ آنکھ کی اَدْوِیَہ سے ہے وہ شبنم ہے جو درخت یا پتھر پہ آسمان سے اُترتی ہے۔ اور ترنجبین کی طرح خوب میٹھی ہوتی ہے۔ یہ بنی اسرائیل پہ آسمان سے نازل ہوتی تھی۔ اس کے شفاء ہونے کا معنیٰ یہ ہے کہ اس کے ساتھ سرمہ باریک کیا جاتا ہے اور وہ آنکھوں میں لگایا جائے تو نفع دیتا ہے صرف اس کو سُرمہ نہیں بنایا جاتا، کیونکہ یہ تنہا آنکھ کو اذیت پہنچاتی ہے۔

۶۲۴۴ — ترجمہ : سعید بن زید نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ کُھنبی منّ سے ہے۔ اس کا پانی آنکھ کی درد کی دواء ہے۔ شعبہ نے کہا مجھے حکم بن عُتیبہ نے حسن عرنی، عمرو بن حُرَیث اور سعید بن زید کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے خبر دی۔ شُعبہ نے کہا جب مجھے حکم عبدالملک بن ملک کی حدیث کی خبر دے تو میں اس کا انکار نہیں کرتا۔

۶۲۴۴ — شرح : قولہ انکر من حدیث عبدالملک الخ یعنی عبدالملک جب بوڑھے

marfat.com

بَابُ اللَّدُوْدِ

۶۵۴۵ــ حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى ابْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُوْسٰى بْنُ اَبِيْ عَائِشَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَعَائِشَةَ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ قَبَّلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مَيِّتٌ قَالَ وَقَالَتْ عَائِشَةُ لَدَدْنَاهُ فِيْ مَرَضِهٖ فَجَعَلَ يُشِيْرُ اِلَيْنَا اَنْ لَا تَلُدُّوْنِيْ فَقُلْنَا كَرَاهِيَةَ الْمَرِيْضِ لِلدَّوَاءِ فَلَمَّا اَفَاقَ قَالَ اَلَمْ اَنْهَكُمْ اَنْ تَلُدُّوْنِيْ قُلْنَا كَرَاهِيَةُ الْمَرِيْضِ لِلدَّوَاءِ فَقَالَ لَا يَبْقٰى اَحَدٌ فِي الْبَيْتِ اِلَّا لُدَّ وَاَنَا اَنْظُرُ اِلَّا الْعَبَّاسَ فَاِنَّهٗ لَمْ يَشْهَدْكُمْ

ہو گئے اور اُن کا حافظہ کمزور ہو گیا تو شُعبہ نے اُن کی حدیث میں توقّف کیا اور جب حَکم اس کی روائت میں اس کی متابعت کرے تو شعبہ کے نزدیک یہ ثابت ہوتی ہے اور وہ اس کا انکار نہیں کرتے اور نہ ہی اس میں توقف کرتے ہیں

(من و سلوی کی تفصیل تفہیم البخاری کے حصّہ ششم کے صفحہ: ۶۰۹ جلد: ۶ پر دیکھیں)

باب لدود (منہ میں ایک طرف دواء ڈالنا)

یہ مریض کے منہ میں ایک طرف دواء رکھنا ہے، چنانچہ کہا جاتا ہے: لَدَدْتُّ الْمَرِيْضَ لَدًّا ،، میں نے اس کے منہ کے ایک حصّہ میں دوائی رکھی۔

۶۲۴۵ــ : ابن عباس اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہم سے روائت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو بوسہ دیا جبکہ حضور وفات فرما چکے تھے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہم نے حضور کی مرض میں آپ کو

marfat.com

۶۲۴۶ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ الزُّهْرِيُّ اَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اُمِّ قَيْسٍ قَالَتْ دَخَلْتُ بِابْنٍ لِّيْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ اَعْلَقْتُ عَلَيْهِ مِنَ الْعُذْرَةِ فَقَالَ عَلَامَ تَدْغَرْنَ اَوْلَادَكُنَّ بِهٰذَا الْعِلَاقِ عَلَيْكُنَّ بِهٰذَا الْعُوْدِ الْهِنْدِيِّ فَاِنَّ فِيْهِ سَبْعَةَ اَشْفِيَةٍ مِنْهَا ذَاتُ الْجَنْبِ وَ يُسْعَطُ مِنَ الْعُذْرَةِ وَيُلَدُّ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ فَسَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يَقُوْلُ بَيْنَ لَنَا اِثْنَتَيْنِ وَلَمْ يُبَيِّنْ لَنَا خَمْسًا قُلْتُ لِسُفْيٰنَ فَاِنَّ مَعْمَرًا يَقُوْلُ اَعْلَقْتُ عَلَيْهِ قَالَ لَمْ يَحْفَظْ اِنَّمَا قَالَ اَعْلَقْتُ عَنْهُ حَفِظْتُهُ مِنَ الزُّهْرِيِّ وَوَصَفَ سُفْيٰنُ الْغُلَامَ يُحَنِّكُ بِالْاِصْبَعِ وَاَدْخَلَ سُفْيٰنُ فِيْ حَنَكِهِ اِنَّمَا يَعْنِيْ رَفْعَ حَنَكِهِ بِاِصْبَعِهٖ وَلَمْ يَقُلْ اَعْلِقُوْا عَنْهُ شَيْئًا

لُدّ کیا۔ آپ ہماری طرف اشارہ فرماتے کہ مجھے لُدّ نہ کرو ہم نے خیال کیا کہ شاید آپ اس لئے کرتے ہیں کہ مریض دواء کو اچھا نہیں سمجھتا ہے۔ جب حضرت کو افاقہ ہُوا تو فرمایا کیا میں نے تمہیں لُدّ کرنے سے نہیں روکا تھا؟ ہم نے کہا (ہمارا خیال تھا) کہ مریض کے دواء کو مکروہ جاننے کے سبب ہے۔ حضور نے فرمایا گھر میں کسی کو چھوڑا نہ جائے مگر اُس کو لُدّ کیا جائے اور میں انہیں دیکھوں لیکن عباس رضی اللہ عنہ کو لُدّ نہ کیا جائے، کیونکہ اس وقت موجود نہ تھے۔

۶۲۴۵ — شرح : قولہ انا انظر، جملہ حالیہ ہے یعنی گھر میں کوئی باقی نہ رہے مگر میرے سامنے اسے لُدّ کیا جائے۔ اس حال میں کہ میں اُن کو دیکھوں۔ یہ ارشادِ رسُول صلّی اللہ علیہ وسلّم لوگوں کے فعل کی مکافات اور اُن کے لئے عقوبت تھی جبکہ اُنھوں نے حضرت کو لُدّ کرنے میں آپ کے اشارہ کی مخالفت کی۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

۶۲۴۶ — ترجمہ : ام قیس بنت محصن اسدیہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں اپنا بیٹا نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں لائی میں نے عذرہ بیماری کے سبب سے

marfat.com

بابٌ ۶۲۴۷ — حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ وَيُوْنُسُ قَالَ الزُّهْرِيُّ اَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(جو اس کے گلے میں تھی) اس کا تالو دبوایا تھا۔ حضور نے فرمایا تم اپنی اولاد کو گلا دبوا کر کیوں تکلیف دیتی ہو۔ تم عود ہندی استعمال کرو اس میں سات بیماریوں کی شفا ہے۔ ان میں سے ایک ذات جنب ہے (سینہ کا درد) عذرہ کے سبب (جو بچوں کے گلے میں ہوتا ہے) ناک میں دوائی ڈالی جائے اور ذات جنب کے سبب منہ میں ایک طرف دوا ڈالی جائے۔ میں نے زہری سے سنا وہ کہتے تھے ہم سے دو ہی بیان کئے اور باقی پانچ بیان نہیں کئے علی نے کہا میں نے سفیان سے کہا کہ معمر کہتے ہیں: "اَعْلَقَتْ عَلَيْهِ"، سفیان نے کہا میں نے اعلقت علیہ" محفوظ نہیں کیا میں نے تو زہری کے منہ سے صرف "اَعْلَقَتْ عنہ" محفوظ کیا ہے اور سفیان نے اس لڑکے کی وصف بیان کی کہ اس کا تالو انگلیوں سے دبایا گیا تھا۔ سفیان نے اپنے تالو میں انگلی ڈالی۔ اس کا مقصد صرف یہ تھا کہ اپنی انگلی سے تالو اٹھایا اور "اَعْلِقُوْا عنہ شیئا" نہ کہا۔

شرح : ۶۲۴۶ — "اَعْلَقَتْ علیہ" اِعْلاق سے ماخوذ ہے۔ یہ بچے کے تالو کا علاج ہے۔ اس کو انگلی سے اوپر اٹھایا جاتا ہے۔ عُذرہ حلق کی بیماری ہے۔ جس جگہ یہ ہو اس کو بھی عُذرہ کہتے ہیں۔ قولہ "تَدْغَرْنَ" دَغْر سے ماخوذ ہے۔ اس کے معنی ہیں "اٹھانا" عِلاق "بکسر العین وفتحہا" اِعلاق بھی روایت کیا گیا ہے۔ اس کے معنی آفت کو زائل کرنا ہے۔ قولہ "یُسْعَطُ سَعُوْط بفتح السین" وہ دواء ہے جو بیمار کی ناک میں ڈالی جاتی ہے۔

قولہ وصف سفیان" سے غرض یہ ہے کہ اعلاق کے معنی تالو اٹھانے کے ہیں اور کوئی دوسرا معنی مراد نہیں۔

بابٌ

۶۲۴۷ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری سخت ہوگئی تو حضور نے ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن سے بیماری کی حالت میں میرے گھر

marfat.com

قَالَتْ لَمَّا ثَقُلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاشْتَدَّ وَجَعُهٗ اسْتَاْذَنَ
اَزْوَاجَهٗ فِيْ اَنْ يُمَرَّضَ فِيْ بَيْتِيْ فَاَذِنَّ لَهٗ فَخَرَجَ بَيْنَ رَجُلَيْنِ تَخُطُّ رِجْلَاهُ
فِي الْاَرْضِ بَيْنَ رَجُلَيْنِ تَخُطُّ رِجْلَاهُ فِي الْاَرْضِ بَيْنَ عَبَّاسٍ وَّاٰخَرَ فَاَخْبَرْتُ
اُبَيْدَ عَبَّاسٍ فَقَالَ هَلْ تَدْرِيْ مَنِ الرَّجُلُ الْاٰخَرُ الَّذِيْ لَمْ تُسَمِّ عَائِشَةُ
قُلْتُ لَا قَالَ هُوَ عَلِيٌّ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ مَا
دَخَلَ بَيْتَهَا وَاشْتَدَّ بِهٖ وَجَعُهٗ هَرِيْقُوْا عَلَيَّ مِنْ سَبْعِ قِرَبٍ لَمْ تُحْلَلْ
اَوْكِيَتُهُنَّ لَعَلِّيْ اَعْهَدُ اِلَى النَّاسِ قَالَتْ فَاَجْلَسْنَاهُ فِيْ مِخْضَبٍ لِحَفْصَةَ
زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ طَفِقْنَا نَصُبُّ عَلَيْهِ مِنْ تِلْكَ
الْقِرَبِ حَتّٰى جَعَلَ يُشِيْرُ اِلَيْنَا اَنْ قَدْ فَعَلْتُنَّ قَالَتْ وَخَرَجَ اِلَى النَّاسِ
فَصَلّٰى لَهُمْ وَخَطَبَهُمْ

میں رہنے کی اجازت طلب کی تو سب نے حضور کو اجازت دے دی تو آپ دو مردوں کے درمیان نکلے جبکہ آپ کے دونوں پاؤں زمین پر خط کھینچ رہے تھے۔ ایک حضرت عباس رضی اللہ عنہ تھے اور دوسرا ایک اور آدمی تھا۔ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ واقعہ ذکر کیا تو انہوں نے کہا کیا تم جانتے ہو۔ دوسرا آدمی جس کا ام المؤمنین عائشہ نے نام نہیں ذکر کیا وہ کون ہے میں نے کہا نہیں۔ ابن عباس نے کہا وہ علی علیہ السلام ہیں۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے گھر میں تشریف لانے کے بعد فرمایا جبکہ آپ کی بیماری سخت ہو چکی تھی۔ میرے اُوپر سات مشکیزوں سے پانی ڈالو جن کے تسمے نہ کھولے گئے ہوں۔ میں لوگوں کو نصیحت کروں گا۔ ام المؤمنین نے فرمایا ہم نے حضور کو بڑے برتن میں بٹھا دیا جو ام المؤمنین حفصہ زوجۂ محترمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا۔ پھر ہم نے ان مشکیزوں سے حضور پر پانی بہانا شروع کیا حتی کہ آپ نے ہماری طرف اشارہ کیا کہ تم نے تعمیلِ حکم کر دی ہے۔ ام المؤمنین نے فرمایا حضور لوگوں کے پاس تشریف لائے اور انہیں نماز پڑھائی پھر خطاب فرمایا۔

۶۲۴۷ ــــ شرح : اس حدیث میں اور اس سے پہلی حدیث میں تضاد ہے، کیونکہ پہلی

marfat.com

بَابُ الْعُذْرَةِ

٦٢٤٨ــــ حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ اُمَّ قَيْسٍ بِنْتَ مِحْصَنٍ الْاَسَدِيَّةَ اَسَدَ خُزَيْمَةَ وَكَانَتْ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ الْاُوَلِ اللَّاتِيْ بَايَعْنَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ اُخْتُ عُكَّاشَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِابْنٍ لَهَا قَدْ اَعْلَقَتْ عَلَيْهِ مِنَ الْعُذْرَةِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَامَ تَدْغِرْنَ اَوْلَادَكُنَّ بِهٰذَا الْعِلَاقِ عَلَيْكُمْ بِهٰذَا الْعُوْدِ الْهِنْدِيِّ فَاِنَّ فِيْهِ سَبْعَةَ اَشْفِيَةٍ مِنْهَا ذَاتُ الْجَنْبِ يُرِيْدُ الْكُسْتَ وَهُوَ الْعُوْدُ الْهِنْدِيُّ وَقَالَ يُوْنُسُ وَاِسْحَاقُ بْنُ رَاشِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَلَّقَتْ عَلَيْهِ

حدیث میں اُنھوں نے وہ کیا تھا جس کا حضور نے حکم نہ فرمایا تھا۔ اس وجہ سے وہ ملامت کے مستحق ہوئے اور اس حدیث میں اُنھوں نے وہ کیا جس کا انہیں حکم دیا گیا۔ یہ دونوں مفہوم میں ایک دوسرے کی مخالف ہیں اور اشیاء اضداد سے پہچانی جاتی ہیں اس اعتبار سے اس حدیث کو خالی باب میں ذکر کیا؛ ورنہ اس کا ذکر باب اللدود کے مناسب نہیں۔

(حدیث عـــ ج : ا کی شرح دیکھیں) باب الغسل والوضوء فی المخضب

بَابُ الْعُذْرَةِ

عُذرہ حلق کی بیماری ہے اور وہ تالو کا گرنا ہے وہ حلق کے آخر میں گوشت کا ٹکڑا ہے،،

٦٢٤٨ــــ ترجمہ : عُبَید اللہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ام قیس بنت محصن اَسَدِیّہ جو اسد خزیمہ سے ہیں اور پہلی مہاجرات عورتوں

marfat.com

بَابُ دَوَاءِ الْمَبْطُوْنِ

۶۲۴۹ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِی الْمُتَوَكِّلِ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اَخِیْ اَسْتَطْلَقَ بَطْنُهٗ فَقَالَ اسْقِهٖ عَسَلًا فَسَقَاهُ فَقَالَ اِنِّیْ سَقَیْتُهٗ فَلَمْ یَزِدْهُ اِلَّا اسْتِطْلَاقًا فَقَالَ صَدَقَ اللّٰهُ وَكَذَبَ بَطْنُ اَخِیْكَ تَابَعَهُ النَّضْرُ عَنْ شُعْبَةَ

میں سے ہیں جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی جبکہ وہ عکاشہ کی ہمشیرہ ہیں وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنا بیٹا لائیں جس کا غدہ کی وجہ سے تالو دبایا گیا تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کس لئے اپنی اولاد کو تالو دبا کر تکلیف دیتی ہو تم یہ عود ہندی استعمال کیا کرو، کیونکہ اس میں سات بیماریوں کی شفاء ہے۔ ان میں سے ایک سینے کا درد ہے۔ آپ کی مراد تھی اور وہ عود ہندی ہے یونس اور اسحاق بن راشد نے زہری سے "عَلَقَتْ عَلَیْهِ" روایت کیا ہے۔

۶۲۴۸ — شرح : قولہ اسد خزیمہ، اس لئے کہا کہ یہ موہوم نہ ہو کہ وہ اسد بن عبدالعزیٰ سے ہیں یا اسد بن ربیعہ یا اسد بن سوید سے ہیں۔

قولہ قَدْ عَلَقَتْ عَلَیْهِ، یعنی اس کا تالو اٹھایا ہوا تھا۔

باب اسہال کا علاج

۶۲۴۹ — ترجمہ : ابوسعید نے کہا ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ میرے بھائی کا پیٹ کھل گیا ہے۔ حضور نے فرمایا اس کو شہد پلاؤ۔ اُنھوں نے شہد پلایا اور کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے اس کو شہد پلایا ہے لیکن اسے زیادہ اسہال آنے لگے ہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹ ہے۔ نظر نے

marfat.com

بَابُ لَاصَفَرَ وَهُوَ دَاءٌ يَأْخُذُ الْبَطْنَ

٦٢٥٠ــ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْسَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَغَيْرُهٗ اَنَّ اَبَاهُرَيْرَةَ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَاعَدْوٰى وَلَا صَفَرَ وَلَا هَامَةَ فَقَالَ اَعْرَابِيٌّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَمَا بَالُ اِبِلِيْ تَكُوْنُ فِي الرَّمْلِ كَاَنَّهَا الظِّبَاءُ فَيَاْتِي الْبَعِيْرُ الْاَجْرَبُ فَيَدْخُلُ بَيْنَهَا فَيُجْرِبُهَا فَقَالَ فَمَنْ اَعْدَى الْاَوَّلَ رَوَاهُ الزُّهْرِيُّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ وَسِنَانِ بْنِ اَبِيْ سِنَانٍ

شعبہ سے روائت کرنے میں محمد بن جعفر کی روائت کی (شہد سے علاج کرنے کے باب کی شرح دیکھیں)

باب صفر کوئی شئ نہیں وہ بیماری ہے جو پیٹ میں ہوجاتی ہے

٦٢٥٠ــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عدویٰ، صفر اور ہامہ کوئی شئ نہیں۔ ایک اعرابی نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میرے اونٹوں کا کیا حال ہے؟ وہ ریتلے میدان میں ہوتے ہیں۔ گویا کہ وہ ہرن ہیں ایک خارشی اونٹ آتا ہے اور ان میں داخل ہوجاتا ہے تو سب کو خارشی بنا دیتا ہے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلے کو خارشی کس نے کیا تھا؟ اس کی زہری نے ابوسلمہ اور سنان بن ابی سنان سے روائت کی۔

٦٢٥٠ــ شرح : یعنی جس نے پہلے اونٹ کو خارشی بنایا تھا اُس نے دوسروں کو بھی خارشی

marfat.com

بَابُ ذَاتِ الْجَنْبِ

۶۲۵۱ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا عَتَّابُ ابْنُ بَشِيْرٍ عَنْ اِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ اُمَّ قَيْسٍ بِنْتَ مِحْصَنٍ وَكَانَتْ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ الْاُوَلِ اللَّاتِیْ بَايَعْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عليه وَسَلَّمَ وَهِیَ اُخْتُ عُكَّاشَةَ بْنِ مِحْصَنٍ اَخْبَرَتْهُ اَنَّهَا اَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِابْنٍ لَهَا قَدْ عَلَّقَتْ عَلَيْهِ مِنَ الْعُذْرَةِ فَقَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ عَلٰى مَتَدْغَرْنَ اَوْلَادَكُنَّ

بنایا ہے اگر خارش عَدْویٰ کے باعث ہوتی تو پہلے اونٹ کو خارش نہ ہوتی ؛ کیونکہ اس وقت کوئی اور خارشی اونٹ نہ تھا۔ لہٰذا اگر پہلے اونٹ کو کسی کے بغیر خارش ہو جاتی ہے تو دوسروں کو بھی طبعی طور پر ہو سکتی ہے۔ اس میں عدویٰ کو دخل نہیں۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ حقیقی مؤثر صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کریمہ ہے۔ اس کے سوا کوئی حقیقی مؤثر نہیں (حدیث : ۵۲۴۳ ج : ۹ کی شرح دیکھیں)

باب پسلی کی بیماری

پسلیوں اور سینہ میں غلیظ رُک جانے سے اُن میں درد ہونے لگتا ہے۔ اس کا علاج قسط سے کیا جاتا ہے۔

۶۲۵۱ــــ ترجمہ : عبیداللہ بن عبداللہ نے بیان کیا کہ ام قیس بنت محصن اور وہ پہلی مہاجرات عورتوں میں سے ہیں جنہوں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی اور وہ عُکاشہ بن محصن کی ہمشیرہ ہیں نے بیان کیا کہ وہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنا بچہ لے کر حاضر ہوئیں جس کا عُذرہ کی وجہ تالو دبایا گیا تھا۔ حضور نے فرمایا تم کس لئے اپنی اولاد کو تالو دبا کر تکلیف دیتی ہو۔ تم عود ہندی استعمال کیا کرو اس میں سات

marfat.com

بِهٰذَا الْاَعْلَاقِ عَلَيْكُمْ بِهٰذَا الْعُوْدِ الْهِنْدِيِّ فَاِنَّ فِيْهِ سَبْعَةَ
اَشْفِيَةٍ مِنْهَا ذَاتُ الْجَنْبِ يُرِيْدُ الْكُسْتَ يَعْنِي الْقُسْطَ قَالَ وَهِيَ
لُغَةٌ ٦٢٥٢ — حَدَّثَنَا عَارِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ قُرِئَ
عَلٰى اَيُّوْبَ مِنْ كُتُبِ اَبِيْ قِلَابَةَ مِنْهُ حَدَّثَ بِهٖ وَمِنْهُ مَا قُرِئَ
عَلَيْهِ وَكَانَ هٰذَا فِي الْكِتَابِ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ اَبَا طَلْحَةَ وَاَنَسَ بْنَ النَّضْرِ
كَوَيَاهُ وَكَوَاهُ اَبُوْ طَلْحَةَ بِيَدِهٖ وَقَالَ عَبَّادُ بْنُ مَنْصُوْرٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ
اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ اَذِنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لِاَهْلِ بَيْتٍ مِنَ الْاَنْصَارِ اَنْ يَّرْقُوْا مِنَ الْحُمَةِ وَالْاُذُنِ فَقَالَ اَنَسٌ
كُوِيْتُ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيٌّ وَ
شَهِدَنِيْ اَبُوْ طَلْحَةَ وَاَنَسُ بْنُ النَّضْرِ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَاَبُوْ طَلْحَةَ كَوَانِيْ

بیماریوں کی شفاء ہے۔ ان میں سے ایک ذات الجنب ہے۔ اس سے کُست مراد ہے اور ایک لُغت میں قُسط ہے"

٦٢٥١ — شرح : عُذرہ خون کے جوش سے بچے کے حلق میں بیماری ہو جاتی ہے عورت بچے کے حلق میں انگلی داخل کر کے اس جگہ کو دباتی ہے۔
(حدیث : ع ٥٢٤٦ ج : ٩ کی شرح دیکھیں)

٦٢٥٢ — ترجمہ : عارم نے بیان کیا کہ حماد نے کہا۔ ابو قلابہ کی کتابوں سے ایوب پر پڑھا گیا۔ اُن میں سے بعض کی ابو قلابہ نے روائت کی ہے اور بعض اس کے سامنے پڑھی گئی ہیں اور اس کتاب میں یہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت تھی کہ ابو طلحہ اور انس بن نضر نے اس کو داغا جبکہ ابو طلحہ نے اس کو اپنے ہاتھ سے داغا تھا۔ عباد بن منصور ایوب اور ابو قلابہ کے ذریعہ انس بن مالک سے روائت کی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار اہلِ بیت زہریلے جانور کے ڈسنے اور کان کے درد سے دم پھونکنے کی اجازت دی۔ انس نے کہا مجھے ذات الجنب کی بیماری کے

marfat.com

بَابُ حَرْقِ الْحَصِيْرِ لِيُسَدَّ بِهِ الدَّمُ

۶۲۵۳ــــ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقَارِيُّ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ لَمَّا كُسِرَتْ عَلٰى رَاسِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْضَةُ وَاُدْمِيَ وَجْهُهٗ وَكُسِرَتْ رَبَاعِيَتُهٗ وَكَانَ عَلِيٌّ يَخْتَلِفُ بِالْمَاءِ فِي الْمِجَنِّ وَجَاءَتْ فَاطِمَةُ تَغْسِلُ عَنْ وَجْهِهِ الدَّمَ فَلَمَّا رَاَتْ فَاطِمَةُ الدَّمَ يَزِيْدُ عَلَى الْمَاءِ كَثْرَةً عَمَدَتْ اِلٰى حَصِيْرٍ فَاَحْرَقَتْهَا وَاَلْصَقَتْهَا عَلٰى جُرْحِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَقَاَ الدَّمُ

باعث داغ لگایا گیا؛ حالانکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حیات تھے اور ابو طلحہ انس بن نضر اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم میرے پاس موجود تھے۔ جبکہ ابو طلحہ نے مجھے داغ لگایا تھا۔

باب زخم کا خون بند کرنے کے لئے چٹائی کو جلانا

اس سے مراد یہ ہے کہ بہنے والا خون بند کیا جائے اور اس کی رگیں بند کرنا مقصود کیونکہ خون کی رگیں جن میں خون جاری ہوتا ہے بند کرنے سے اُن میں خون رُک جانے کے باعث ضرر ہوتی ہے اور چٹائی کی راکھ کی یہ خصوصیت ہے کہ یہ خون بند کر دیتی ہے اور اس کے جاری ہونے کی جگہ خشک کر دیتی ہے۔

۶۲۵۳ ترجمہ: سہل بن ساعدی رضی اللہ عنہ نے کہا جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کا خود ٹوٹ گیا اور حضور کا

marfat.com

بَابُ الْحُمّٰى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ

۶۲۵۴۔ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنِيْ ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْحُمّٰى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَاَطْفِئُوْهَا بِالْمَاءِ قَالَ نَافِعٌ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يَقُوْلُ اَكْشِفْ عَنَّا الرِّجْزَ

چہرہ مبارک خون آلود ہوگیا اور سامنے والے رباعی دانت ٹوٹ گئے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ڈھال میں پانی لاتے تھے اور سیدہ فاطمہ علیہا السلام حضور کے چہرۂ انور سے خون دھوتی تھیں۔ جب سیدہ فاطمہ علیہا السلام نے دیکھا کہ خون پانی پر غلبہ کر رہا ہے تو انہوں نے چٹائی جلائی اور اسے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زخم پر رکھا تو خون ٹھہر گیا۔ (حدیث ۳۸۱۵ ج ۶ کی شرح دیکھیں)

باب بخار دوزخ کے جوش سے ہے

ہوسکتا ہے کہ بخار کی گرمی دوزخ کی گرمی کے مشابہ ہو تاکہ لوگ آگ کی گرمی کی شدت سے آگاہ ہوں یہ معنی اس تقدیر پر ہے جبکہ مِنْ "مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ" میں بیانیہ ہو اگر مِن ابتدائیہ ہو تو معنی یہ ہیں کہ بخار جہنم کے سانس سے پیدا ہوتا ہے۔ اگر تبعیضیہ ہو تو معنی یہ ہیں کہ بخار دوزخ کا بعض ہے جیسے گرمی کی حرارت دوزخ کے سانس کا بعض ہے ایسے بخار بھی اس کا بعض ہے۔

۶۲۵۴۔ ترجمہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخار جہنم کے سانس سے ہے اس کو پانی سے بجھاؤ۔ نافع نے کہا عبداللہ بن عمر کہا کرتے تھے کہ اے اللہ ہم سے عذاب دور کر دے۔

۶۲۵۴۔ شرح: بخار جہنم کے شعلہ سے ہے اور آگ پانی کے ساتھ بجھائی جاتی ہے ایسے ہی بخار کی گرمی پانی سے زائل کی جاتی ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ بجھانا

marfat.com

۶۲۵۵ــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ اَنَّ اَسْمَاءَ بِنْتَ اَبِیْ بَكْرٍ كَانَتْ اِذَا اُتِیَتْ بِالْمَرْاَةِ قَدْ حُمَّتْ تَدْعُوْ لَهَا اَخَذَتِ الْمَاءَ فَصَبَّتْهُ بَیْنَهَا وَبَیْنَ جَیْبِهَا وَقَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَاْمُرُنَا اَنْ نَبْرُدَهَا بِالْمَاءِ

۶۲۵۶ــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰى قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْحُمّٰى مِنْ فَیْحِ جَهَنَّمَ فَاَبْرِدُوْهَا بِالْمَاءِ

اور ٹھنڈا کرنا باطن میں حرارت کو محفوظ کرتے ہیں۔ اس طرح بخار زیادہ سخت ہو جاتا ہے بعض اوقات مریض کو ہلاک کر دیتا ہے۔ اِس کا جواب یہ ہے کہ اطبّاء یہ بات تسلیم کرتے ہیں کہ صفراوی بخار والے کو ٹھنڈا پانی پلایا جاتا ہے اور اس کے اعضاء کو ٹھنڈا کیا جاتا ہے بلکہ مریض کی پیشانی برف کے ساتھ ٹھنڈی کی جاتی ہے۔ بعض شراح نے کہا اس سے مراد یہ ہے کہ مریض کی طرف سے پانی صدقہ کیا جائے اس سے اللہ بیمار کو شفاء دیتا ہے؛ چنانچہ روائت ہے کہ بہترین صدقہ پانی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو بخار ہوتا تو وہ یہ دُعاء کیا کرتے تھے جو حدیث میں مذکور ہے۔

۶۲۵۵ــ ترجمہ : فاطمہ بنت منذر سے روائت ہے کہ جب اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا کے پاس کوئی عورت بخار کی حالت میں لائی جاتی کہ وہ اس کے لئے دُعاء کریں تو وہ پانی لے کر اس کے گریبان میں ڈالتیں اور کہتیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں فرماتے تھے کہ ہم بخار کو پانی سے ٹھنڈا کریں۔

۶۲۵۶ــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخار جہنم کے شعلہ سے ہے اس کو پانی سے ٹھنڈا کرو۔

marfat.com

۶۲۵۷ــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ جَدِّهٖ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْحُمّٰى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَاَبْرِدُوْهَا بِالْمَاءِ

بَابُ مَنْ خَرَجَ مِنْ اَرْضٍ لَا تُلَائِمُهٗ

۶۲۵۸ــ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ اَنَّ اَنَسَ ابْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ اَنَّ نَاسًا اَوْ رِجَالًا مِنْ عُكْلٍ وَّعُرَيْنَةَ قَدِمُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَكَلَّمُوْا بِالْاِسْلَامِ فَقَالُوْا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اِنَّا كُنَّا اَهْلَ ضَرْعٍ وَلَمْ نَكُنْ اَهْلَ رِيْفٍ فَاسْتَوْخَمُوا الْمَدِيْنَةَ فَاَمَرَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ

۶۲۵۷ ترجمہ : رافع بن خدیج نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ بخار جہنم کے شعلہ سے ہے۔ اسکو پانی سے ٹھنڈا کرو!

۶۲۵۷ شرح : قولہ من فوح جہنم ،، بعض روایات میں مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ ،، ہے اور فَوْح ، فَيْح اور فَوْرَة تینوں کا ایک ہی معنیٰ ہے۔ بخار کو پانی سے ٹھنڈا کرنے میں بیماروں کے مختلف احوال ہیں۔ ان میں سے بعض وہ مریض ہیں جن پر پانی بہانا مفید ہوتا ہے یہ گرمی کے بخار کے لئے ہے حدیث اسی بخار پر محمول ہے۔

باب جو کوئی ایسی زمین سے نکلا جو اس کے موافق نہیں

marfat.com

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَوْدٍ لِرَاعٍ وَاَمَرَهُمْ اَنْ يَخْرُجُوا فِيْهِ فَيَشْرَبُوا مِنْ اَلْبَانِهَا وَاَبْوَالِهَا فَانْطَلَقُوْا حَتّٰى كَانُوْا بِنَاحِيَةِ الْحَرَّةِ كَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ وَقَتَلُوْا رَاعِيَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَاقُوا الذَّوْدَ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثَ الطَّلَبَ فِيْ اٰثَارِهِمْ فَاَمَرَ بِهِمْ فَسَمَرُوْا اَعْيُنَهُمْ وَقَطَّعُوْا اَيْدِيَهُمْ وَتُرِكُوْا فِيْ نَاحِيَةِ الْحَرَّةِ حَتّٰى مَاتُوْا عَلٰى حَالِهِمْ

بَابُ مَا يُذْكَرُ فِي الطَّاعُوْنِ

۶۲۵۸ — ترجمہ : قتادہ نے بیان کیا کہ حضرت انس نے لوگوں کو خبر دی کہ قبیلہ عُکل یا عُرَینہ کے چند لوگ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئے اور اسلام کی باتیں کیں اور کہا یا نبی اللہ ! ہم مویشیوں والے ہیں ۔ زراعت اور کھجوروں والے نہیں ۔ اُنھوں نے مدینہ منورہ کی آب وہوا موافق نہ پائی تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ان کو چند اونٹوں اور اُن کے ساتھ چرواہے دینے کا حکم دیا اور انہیں فرمایا کہ وہ اِن اونٹوں میں باہر چلے جائیں اور ان کے دودھ اور پیشاب پئیں وہ چلے گئے حتیٰ کہ حرّہ کے ایک طرف پہنچے تو اسلام قبول کرنے کے بعد کافر ہو گئے اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا چرواہا قتل کر دیا اور اونٹوں کو ہانک کر لے گئے ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کو خبر پہنچی تو آپ نے ان کو تلاش کرنے ان کے پیچھے ان کو پکڑنے والے بھیجے ۔ (جب وہ حاضر کئے گئے) تو اُن کے متعلق حکم دیا اور ان کی آنکھوں میں گرم سلاخیں پھیر دی گئیں اور ان کے ہاتھ کاٹ ڈالے گئے اور حرہ کے کنارے ان کو چھوڑ دیا گیا حتیٰ کہ اسی حال میں مر گئے ۔"

(حدیث : ع ۲۳۳ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

باب طاعون کے متعلّق منقول روایات

طاعون بروزن فاعول طعن سے ماخوذ ہے ۔ یہ وزن عام موت پر دلالت کرتا ہے ۔ طاعون

marfat.com

۶۲۵۹ — حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِیْ حَبِیْبُ بْنُ اَبِیْ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ اِبْرَاهِیْمَ بْنَ سَعْدٍ قَالَ سَمِعْتُ اُسَامَةَ بْنَ زَیْدٍ یُحَدِّثُ سَعْدًا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اِذَا سَمِعْتُمْ بِالطَّاعُوْنِ بِاَرْضٍ فَلَا تَدْخُلُوْهَا وَاِذَا وَقَعَ بِاَرْضٍ وَاَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوْا مِنْهَا فَقُلْتُ اَنْتَ سَمِعْتَهٗ یُحَدِّثُ سَعْدًا وَلَا یُنْکِرُهٗ قَالَ نَعَمْ

وہ عام مرض ہے جس سے ہوا اور مزاج اور بدن خراب ہو جاتے ہیں۔ علامہ کرمانی نے کہا طاعون سخت دردناک پھوڑا ہے جو غالباً بغلوں میں ظاہر ہوتا ہے اس میں چمک ہوتی ہے جس کا اردگرد سیاہ ہوتا ہے اس سے دل بے قرار ہوتا ہے اور قئ آتی ہے (نووی) قاضی عیاض نے کہا طاعون پھوڑے ہیں جو جسم میں ظاہر ہوتے ہیں یہ عام وباء ہے ۱۸ھ ہجری کو شام کے عمواس میں جو وباء واقع ہوئی تھی وہ طاعون تھی جو سب سے پہلے اسلام میں واقع ہوئی تھی۔ اس بیماری سے شام میں تیس ہزار انسان موت کا شکار ہوئے تھے۔ عمواس رملہ اور بیت المقدس کے درمیان قصبہ ہے۔

احمد احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مسند میں ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اُمت کی ہلاکت طعن اور طاعون سے ہوگی صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! طاعون کیا شئ ہے فرمایا تمہارے جن بھائیوں کا زخم کرنا ہے اور جنات اور اِخوۃ (بھائیوں) میں منافات نہیں کیوں کہ جنوں اور انسانوں میں طبعی عداوت ہے اگرچہ وہ مومن ہی ہوں ان کی انسانوں سے عداوت موجود ہے یہی حق ہے۔

۶۲۵۹ — ترجمہ : ابراہیم بن سعد نے کہا میں نے اُسامہ بن زید کو سعد بن ابی وقاص سے حدیث بیان کرتے ہوئے سُنا کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی زمین میں طاعون سُنو تو وہاں نہ جاؤ اور جب کسی زمین میں طاعون واقع ہو حالانکہ تم وہاں موجود ہو تو وہاں سے نہ نکلو۔ حبیب نے کہا میں نے ابراہیم سے کہا تو نے اسامہ سے سنا ہے کہ وہ سعد سے حدیث بیان کرتے تھے اور سعد بن ابی وقاص اس کا انکار نہ کرتے تھے؟ ابراہیم نے کہا ہاں

marfat.com

۶۲۶۰ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ يُوْسُفَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَرِثِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ خَرَجَ اِلَى الشَّامِ حَتّٰى اِذَا كَانَ بِسَرْغٍ لَقِيَهُ اُمَرَاءُ الْاَجْنَادِ اَبُوْعُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ وَاَصْحَابُهُ فَاَخْبَرُوْهُ اَنَّ الْوَبَاءَ قَدْ وَقَعَ بِالشَّامِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ عُمَرُ ادْعُ لِيَ الْمُهَاجِرِيْنَ الْاَوَّلِيْنَ فَدَعَاهُمْ فَاسْتَشَارَهُمْ وَاَخْبَرَهُمْ اَنَّ الْوَبَاءَ قَدْ وَقَعَ بِالشَّامِ فَاخْتَلَفُوْا فَقَالَ بَعْضُهُمْ قَدْ خَرَجْتَ لِاَمْرٍ وَلَا نَرٰى اَنْ تَرْجِعَ عَنْهُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ مَعَكَ بَقِيَّةُ النَّاسِ وَاَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا نَرٰى اَنْ تُقْدِمَهُمْ عَلٰى هٰذَا الْوَبَاءِ فَقَالَ ارْتَفِعُوْا عَنِّيْ ثُمَّ قَالَ ادْعُ لِيَ الْاَنْصَارَ فَدَعَوْتُهُمْ فَاسْتَشَارَهُمْ فَسَلَكُوْا سَبِيْلَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَاخْتَلَفُوْا كَاخْتِلَافِهِمْ فَقَالَ ارْتَفِعُوْا عَنِّيْ ثُمَّ قَالَ ادْعُ لِيَ مَنْ كَانَ هٰهُنَا مِنْ مَشْيَخَةِ قُرَيْشٍ مِنْ مُهَاجِرَةِ الْفَتْحِ فَدَعَوْتُهُمْ فَلَمْ يَخْتَلِفْ مِنْهُمْ عَلَيْهِ

میں نے اسامہ سے سُنا ہے کہ وہ حدیث سعد سے بیان کرتے تھے اور وہ اس کا انکار نہ کرتے تھے

ترجمہ : عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ ۶۲۶۰ـ (جہاد کے لئے) شام کی طرف نکلے جب سرغ مقام تک پہنچے تو انہیں شام کے امرآء ابوعبیدہ بن جراح اور اُن کے ساتھی ملے اور انہیں خبر سُنائی کہ شام میں طاعون کی بیماری واقع ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا عمر فاروق نے فرمایا مہاجرین اولین کو میرے پاس بلاؤ ان کو بلایا تو اُن سے مشورہ

marfat.com

رَجُلَانِ فَقَالُوا نَرَى أَنْ تَرْجِعَ بِالنَّاسِ وَلَا تُقْدِمَهُمْ عَلَى هٰذَا
الْوَبَاءِ فَنَادَى عُمَرُ فِي النَّاسِ إِنِّي مُصَبِّحٌ عَلَى ظَهْرٍ فَاصْبَحُوا عَلَيْهِ قَالَ
أَبُو عُبَيْدَةَ أَفِرَارًا مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ فَقَالَ عُمَرُ لَوْ غَيْرُكَ قَالَهَا يَا عُبَيْدَةُ
نَعَمْ نَفِرُّ مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ إِلَى قَدَرِ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ لَكَ إِبِلٌ
هَبَطَتْ وَادِيًا لَهُ عِدْوَتَانِ إِحْدَاهُمَا خَصْبَةٌ وَالْأُخْرَى جَدْبَةٌ
أَلَيْسَ إِنْ رَعَيْتَ الْخَصْبَةَ رَعَيْتَهَا بِقَدَرِ اللّٰهِ وَإِنْ رَعَيْتَ الْجَدْبَةَ
رَعَيْتَهَا بِقَدَرِ اللّٰهِ قَالَ فَجَاءَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ وَكَانَ مُتَغَيِّبًا فِي
بَعْضِ حَاجَتِهِ فَقَالَ إِنَّ عِنْدِي فِي هٰذَا عِلْمًا سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بِأَرْضٍ فَلَا تَقْدَمُوا عَلَيْهِ
وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوا فِرَارًا مِنْهُ قَالَ فَحَمِدَ
اللّٰهَ عُمَرُ ثُمَّ انْصَرَفَ

طلب کیا اور ان کو خبر دی کہ شام میں طاعون واقع ہے۔ مہاجرین نے باہم اختلاف رائے کیا بعض نے کہا آپ جہاد کے لئے نکلے ہیں۔ ہم آپ کا واپس چلے جانا اچھا نہیں دیکھتے ہیں۔ بعض نے کہا آپ کے ساتھ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے باقی ماندہ صحابہ کرام ہیں۔ ہم یہ اچھا نہیں دیکھتے کہ آپ انہیں اس وبا میں لے جائیں۔ عمر فاروق نے فرمایا آپ سب تشریف لے جاؤ پھر (ابن عباس سے) فرمایا میرے پاس انصار کو بلاؤ میں نے انصار کو بلایا۔ تو اُن سے مشورہ طلب کیا۔ اُنہوں نے بھی (اختلاف رائے کرتے ہوئے) مہاجرین کی راہ اختیار کی اور ان کی طرح باہم اختلاف کیا۔ عمر فاروق نے فرمایا تم بھی چلے جاؤ (ابن عباس نے کہا) پھر فرمایا میرے پاس قریش کے بوڑھے مہاجرین بلاؤ جنہوں نے فتح مکہ کے لئے ہجرت کی تھی۔ میں نے ان کو بلایا تو ان میں سے دو آدمیوں نے بھی اختلاف نہ کیا اور کہا ہم یہ دیکھتے ہیں کہ آپ لوگوں کو واپس لے جائیں اور انہیں اس وبا میں نہ لے جاؤ۔ عمر فاروق نے لوگوں میں اعلان کرا دیا

marfat.com

کہ میں کل صبح سواری کی پشت پر سوار ہو جاؤں گا (مدینہ منورہ کی طرف لوٹوں گا) تم صبح سوار ہو جاؤ۔ ابو عبیدہ بن جراح نے کہا کیا آپ اللہ کی قدر سے بھاگ رہے ہیں۔ عمر فاروق نے کہا کہ اے ابا عبیدہ کاش کہ تیرے سوا کوئی اور شخص ایسا کہتا۔ ہاں! ہم اللہ کی قدر سے اللہ کی طرف بھاگ رہے ہیں۔ مجھے خبر دو اگر تمہارے اونٹ ایک وادی میں جائیں جس کے دو کنارے ہوں۔ ایک سرسبز اور دوسرا خشک ہو کیا اگر تم سرسبز میں چراتے ہو تو اللہ کی قدر سے نہیں چراتے ہو؟ اور اگر خشک میں چراتے ہو تو اللہ کی قدر سے نہیں چراتے ہو؟ راوی نے کہا پھر عبدالرحمٰن بن عوف آئے جبکہ وہ کسی حاجت کے باعث غائب تھے۔ اُنہوں نے کہا اس کے متعلق میرے پاس علم ہے۔ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ اگر تم کسی زمین میں وبا سنو تو وہاں نہ جاؤ اور اگر کسی زمین میں واقع ہو اور تم وہاں ہو تو اس سے بھاگتے ہوئے نہ نکلو۔ راوی نے کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اللہ کی حمد و ثنا کی پھر واپس ہو گئے۔

۶۲۶۰ — شرح : یہ اٹھارہ ہجری کے ربیع الآخر کا واقع ہے۔ خلیفہ بن خیاط نے ذکر کیا کہ اس بار عمر فاروق سترہ ہجری کو شام کی طرف گئے وہ رعیت اور اُن کے اُمراء کے حالات دریافت کرنا چاہتے تھے۔ اس سے ایک برس پہلے سولہ ہجری کو شام کی طرف گئے تھے جبکہ ابو عبیدہ نے بیت المقدس کا محاصرہ کیا تھا وہاں کے لوگوں نے کہا عمر فاروق کے ذریعے صلح ہو گی اس لئے آپ وہاں تشریف لے گئے۔ شام کے راستہ میں مقام سرغ ہے جو حجاز سے ملتا ہے بعض نے کہا یہ شہر ہے ابو عبیدہ نے اس کو اور یرموک و جابیہ کو وقفے وقفے سے فتح کیا تھا۔ لشکروں کے امراء، اجناد ابو عبیدہ بن جراح اور ان کے ساتھی خالد بن ولید، یزید بن ابی سفیان، شرجیل بن حسنہ اور عمرو بن عاص ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان حضرات میں علاقے تقسیم کئے اور جنگ کا معاملہ خالد بن ولید کے حوالہ کیا پھر اسے عمر فاروق نے ابو عبیدہ کے حوالہ کر دیا۔

علامہ کرمانی نے کہا امراء اجناد سے مراد شام کے پانچ شہر ہیں اور وہ فلسطین، اردن، حمص، قنسرین اور دمشق ہیں۔ حدیث میں مذکور وبا طاعونِ عمواس ہے۔ مہاجرین اولین وہ صحابہ کرام ہیں جنہوں نے دو قبلوں بیت المقدس اور بیت اللہ کی طرف نماز پڑھی ہے۔

مہاجرۃ الفتح ،، وہ لوگ ہیں جنہوں نے فتح مکہ میں مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی تھی۔ اس کو صورت کے اعتبار سے ہجرت کہا ہے ورنہ فتح کے بعد ہجرت ختم ہو گئی تھی۔ اس موقع پر بعض مشائخ مکہ مکرمہ میں ہی رہے تھے۔

قولہ علیہ ،، یعنی ظہر پہ اس سے اونٹ مراد ہیں جن پر بوجھ لادا جاتا ہے اور سواری کی جاتی ہے قضاء اور قدر میں فرق یہ ہے کہ قضاء وہ امر کلی اجمالی ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے ازل میں حکم دیا ہے اور

marfat.com

۶۲۶۱ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ عُمَرَ خَرَجَ إِلَى الشَّامِ فَلَمَّا كَانَ بِسَرْغٍ بَلَغَهُ أَنَّ الْوَبَاءَ وَقَعَ بِالشَّامِ فَأَخْبَرَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ عَوْفٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عليه وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا سَمِعْتُمْ بِهٖ بِأَرْضٍ فَلَا تَقْدَمُوْا عَلَيْهِ وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوْا فِرَارًا مِنْهُ

اور قدر اس امرِ کلی کے جزئیات ہیں جو ایک ایک کر کے تفصیلاً واقع ہوتے ہیں جن کے وقوع کا ازل میں حکم دیا گیا ہے۔ قولہ اوغیرک ،، یعنی اے ابا عبیدہ اگر تمہارے سوا اور کوئی کہتا تو میں اس کو سزا دیتا ابن بطال نے کہا اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ کوئی اپنی اجل کے بغیر نہیں مرتا اور اجل مقدم و مؤخر نہیں ہوتی پھر دخول و خروج سے نہی کا مقصد کیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے اس سے صرف اس لئے منع کیا ہے کہ وبا کے شہر میں آنے والے شخص سے یہ گمان ممکن ہے کہ اس کی ہلاکت کا سبب وہاں جانا تھا اور اس سے نکلنے میں سلامتی ہے اس لئے وبائی مکان کے قریب جانے سے منع فرمایا جیسے کوہڑے شخص کے قریب جانے سے منع کیا، حالانکہ یہ معلوم ہے کہ ایک سے دوسرے کی طرف بیماری متجاوز نہیں ہوتی۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رعیت کے حالات معلوم کرنے مظلوم سے ظلم کا ازالہ کرنے، مصیبت دُور کرنے، فسادی لوگوں کو ڈرانے، اسلام کے شعائر کا اظہار کرنے، امراء سے ملنے اور اُن سے مشورہ کرنے، لوگوں کو اپنے منازل میں رکھنے، لڑائیوں میں کوشش کرنے، خبرِ واحد قبول کرنے اور ہلاکت کے اسباب سے اجتناب کرنے کے لئے امامِ وقت کو بنفس نفیس باہر نکلنا چاہیے اور حالات کا جائزہ لینا چاہیے۔

۶۲۶۱ — ترجمہ: عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ شام کی طرف گئے جب سرغ مقام میں پہنچے تو آپ کو خبر پہنچی کہ شام میں طاعون واقع ہوئی ہے۔ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے انہیں خبر دی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم کسی زمین میں وباء کا وقوع سنو تو وہاں نہ جاؤ اور جب کسی زمین میں واقع ہو اور تم وہاں ہو تو وہاں سے فرار کرتے ہوئے نہ نکلو ،،

marfat.com

۶۲۶۲ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نُعَيْمِ الْمُجْمِرِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْمَدِيْنَةَ الْمَسِيْحُ وَلَا الطَّاعُوْنُ

۶۲۶۲ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسیح دجال اور طاعون مدینہ منورہ میں داخل نہیں ہوں گے۔

۶۲۶۲ — شرح : اگر یہ سوال ہو کہ طاعون شہادت ہے اس کو مدینہ منورہ میں داخل ہونے سے کیوں منع کیا گیا ہے۔ نیز دجال کو طاعون کے ساتھ ذکر کیوں کیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ طاعون سے مراد جنات کے غیر نافذ زخم ہیں اور کافر جن اور شیطان کو مدینہ منورہ میں داخل ہونے سے منع کیا گیا ہے اور اگر کسی جن کے مدینہ منورہ میں داخل ہونے کا اتفاق ہو تو وہ کسی کو زخم کرنے پر قادر نہ ہوگا۔ اگر یہ سوال ہو کہ زخم اور طعن کافر جنوں سے خاص نہیں مومن جن بھی تو طعن اور زخم کرتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ کافر انسانوں کا مدینہ منورہ میں داخل ہونا ممنوع ہے۔ اس میں مسلمان ہی سکونت کر سکتے ہیں اگرچہ ان میں بعض اسلام میں مخلص نہ ہوں۔ لہٰذا جنوں کے طعن اور زخموں سے امن ہوگا۔ اسی لئے اس میں طاعون داخل نہیں ہو سکتی ہے۔ امام احمد نے ابوعسیب سے روایت کی کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس جبرائیل علیہ السلام بخار اور طاعون لے کر آئے میں نے بخار کو تو روک لیا اور طاعون کو شام میں بھیج دیا۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں داخل ہوئے جبکہ حضرات صحابہ کرام کی تعداد بہت کم تھی۔ اور مدینہ منورہ شرفہا اللہ تعالیٰ وبائی شہر تھا۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دو امور میں اختیار دیا گیا جن میں سے ہر ایک پر عمل کرنے میں عظیم تر ثواب حاصل ہوتا ہے۔ آپ نے بخار کو اختیار کیا کیونکہ اس میں غالباً موت واقع نہیں ہوتی بخلاف طاعون کے اس میں غالباً موت واقع ہوتی ہے۔ پھر جب کافروں سے جہاد کرنا ضروری تھا اور آپ کو کفار سے جنگ کرنے کی اجازت بھی ہو چکی تھی اور بخار سے مجاہدین کے کمزور ہونے کا قوی امکان تھا، حالانکہ وہ جہاد کے لئے قوت و طاقت کے محتاج تھے تو حضور نے مدینہ منورہ سے نقل بخار کی دعاء فرمائی؛ چنانچہ اسے جحفہ بھیج دیا گیا اور مدینہ منورہ شرفہا اللہ تعالیٰ بہت صحت یاب شہر ہو گیا، حالانکہ اس سے پہلے وبائی شہر مشہور تھا۔ (عینی)

(حدیث ۱۷۶۲ ج : ۳ کی شرح دیکھیں)

marfat.com

۶۲۶۳ــ حَدَّثَنَا مُوسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ قَالَ حَدَّثَتْنِيْ حَفْصَةُ بِنْتُ سِيْرِيْنَ قَالَتْ قَالَ لِيْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ يَحْيٰى بِمَا مَاتَ قُلْتُ مِنَ الطَّاعُوْنِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلطَّاعُوْنُ شَهَادَةٌ لِكُلِّ مُسْلِمٍ

۶۲۶۴ــ حَدَّثَنَا اَبُوْعَاصِمٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ مُتَّى عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْمَبْطُوْنُ شَهِيْدٌ وَالْمَطْعُوْنُ شَهِيْدٌ

بَابُ اَجْرِ الصَّابِرِ فِي الطَّاعُوْنِ

۶۲۶۵ــ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ قَالَ اَخْبَرَنَا حَبَّانُ قَالَ اَخْبَرَنَا دَاوُدُ بْنُ اَبِي الْفُرَاتِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ يَحْيٰى بْنِ يَعْمَرَ

۶۲۶۳ــ ترجمہ : حفصہ بنت سیرین نے کہا مجھے انس بن مالک نے کہا یحییٰ بن سیرین کس مرض میں فوت ہوئے تھے۔ میں نے کہا طاعون سے فوت ہوئے تھے۔ انس نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طاعون ہر مسلمان کے لئے شہادت ہے۔
(حدیث ع ۲۶۳۳ جلد : ۴ کی شرح دیکھیں)

۶۲۶۴ــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دست سے مرنے والا مسلمان اور طاعون کی بیماری سے مرنے والا مسلمان شہید ہے (حدیث ع ۲۶۳۲ جلد : ۴ کی شرح دیکھیں)

باب طاعون پر صبر کرنے والے کو ثواب

۶۲۶۵ــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ محترمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

marfat.com

عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا اَخْبَرَتْهُ اَنَّهَا سَأَلَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الطَّاعُوْنِ فَاَخْبَرَهَا نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ كَانَ عَذَابًا يَبْعَثُهُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ فَجَعَلَهُ اللّٰهُ رَحْمَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ فَلَيْسَ مِنْ عَبْدٍ يَقَعُ الطَّاعُوْنُ فَيَمْكُثُ فِيْ بَلَدِهٖ صَابِرًا يَعْلَمُ اَنَّهُ لَنْ يُصِيْبَهُ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ اِلَّا كَانَ لَهُ مِثْلُ اَجْرِ الشَّهِيْدِ تَابَعَهُ النَّضْرُ عَنْ دَاوٗدَ

ہمیں خبر دی کہ انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے طاعون کے متعلق پوچھا تو حضور نے انہیں بتایا کہ طاعون عذاب ہے جسے اللہ تعالیٰ جس پر چاہتا بھیجتا تھا۔ اس کو اللہ نے مومنوں کے لئے رحمت کر دیا جو بھی شخص شہر میں طاعون واقع ہونے کے وقت اپنے شہر میں ٹھہرا رہے۔ اس حال میں کہ وہ صبر کرنے والا ہو اور جانتا ہو کہ اس کو صرف وہی پہنچے گا جو اللہ نے اس کے لئے لکھا ہے تو اس کو شہید کا سا ثواب حاصل ہو گا۔ عبان بن ہلال نے داؤد سے روایت کرنے میں نضر بن شمیل کی مطابقت کی۔

۶۲۶۵ — شرح:- اس امت کے مومنوں کے لئے طاعون کو رحمت کیا ہے۔ اس کا رحمت ہونا اس اعتبار سے ہے کہ یہ شہید کے ثواب کو متضمن ہے اگرچہ یہ صورت کے اعتبار سے سخت تکلیف دہ ہے، لیکن یہ کافروں کے لئے شدید عذاب ہے۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس حدیث میں ہے کہ مسلمان طاعون والے مقام میں صبر کرتا ہوا ٹھہرے رہے اور وہاں سے فرار نہ کرے تو اس کو شہید کے اجر کی مثل ثواب ہوتا ہے، حالانکہ حدیث میں ہے جو طاعون سے مرجائے وہ شہید ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ جو شخص صابر محتسب ہو کر ایسے مقام سے نہ نکلے جہاں طاعون واقع ہے اور وہ طاعون کے مرض سے نہ مرے تو اس کو شہید کے اجر کی مثل ثواب حاصل ہوتا ہے اور اگر وہ مرجائے تو شہید ہے یعنی شہید کے حکم میں ہے۔

marfat.com

بَابُ الرُّقٰى بِالْقُرْاٰنِ وَالْمُعَوَّذَاتِ

٦٢٦٦ــ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْفُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ فِي الْمَرَضِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ بِالْمُعَوَّذَاتِ فَلَمَّا ثَقُلَ كُنْتُ اَنْفِثُ عَلَيْهِ بِهِنَّ وَ اَمْسَحُ بِيَدِ نَفْسِهٖ لِبَرَكَتِهَا فَسَاَلْتُ الزُّهْرِيَّ كَيْفَ يَنْفِثُ قَالَ كَانَ يَنْفِثُ عَلٰى يَدَيْهِ ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهٗ

باب قرآن اور معوّذات پڑھ کر دم کرنا

سورۂ اخلاص، فلق اور ناس تینوں سورتیں معوّذات ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان تینوں سے دم کیا کرتے تھے "

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس مرض میں وفات پائی اپنی ذات کریمہ کو

٦٢٦٦ــ معوّذات پڑھ کر دم فرماتے تھے۔ جب حضور زیادہ بیمار ہو گئے تو میں یہ سورتیں پڑھ کر آپ کو دم کرتی تھی اور آپ کے دستِ اقدس کی برکت کے باعث آپ کے دست مبارک کے ساتھ آپ کو مسح کرتی تھی۔ معمر کا بیان ہے کہ میں نے زُہری سے پوچھا حضور کس طرح جسم مبارک کو مسح کرتے تھے اُنہوں نے کہا حضور دونوں ہاتھوں پر پھونکتے پھر انہیں چہرۂ انور پر پھیرتے تھے۔

شرح ٦٢٦٦ــ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا حضور کے ہاتھ مبارک پر پھونک کر آپ کے سارے جسم پر مقدس ہاتھ پھیرتی تھیں کیونکہ حضور کا دستِ اقدس بابرکت ہے۔ اس مقام میں یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ شریعت میں اصول اسلامیہ کے مطابق دم کرنا

marfat.com

بَابُ الرُّقٰی بفاتِحَةِ الْکِتَابِ

وَیُذْکَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

۶۲۶۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ بِشْرٍ عَنْ اَبِی الْمُتَوَکِّلِ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ نَاسًا مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَتَوْا عَلٰی حَیٍّ مِّنْ اَحْیَاءِ الْعَرَبِ فَلَمْ یَقْرُوْھُمْ فَبَیْنَمَا ھُمْ کَذٰلِکَ اِذْ لُدِغَ سَیِّدُ اُولٰئِکَ فَقَالُوْا ھَلْ مَعَکُمْ دَوَاءٌ اَوْ رَاقٍ فَقَالُوْا نَعَمْ اِنَّکُمْ لَمْ تَقْرُوْنَا

جائز ہے وہ یہ کہ عربی زبان میں اللہ تعالیٰ کے اسماء اور صفات پڑھ کر دم کرے جو کتبِ الٰہیہ میں مذکور ہیں اور یہ اعتقاد کرے کہ حقیقتہً نافع اور شافی صرف اللہ کی ذات ہے۔ اگر یہ اعتقاد کرے کہ دم بذاتِ خود شافی ہے تو ایسا عقیدہ رکھنا ممنوع ہے نیز اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات اور غیر عربی میں دم کرنا ممنوع ہے۔ اگر یہودی یا نصرانی کافر اللہ کی کتاب سے دم کرے تو جائز ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے جبکہ وہ بیمار تھیں اور ایک یہودیہ عورت انہیں دم کر رہی تھی۔ ابوبکر صدیق نے فرمایا انہیں اللہ کی کتاب یعنی تورات وانجیل سے دم کر (مؤطا امام مالک

باب سورۂ فاتحہ پڑھ کر جھاڑ پھونک کرنا

سورۂ فاتحہ رُقیہ ہے یہ پڑھ کر دم کرنا جائز ہے۔ جس حدیث میں ہے کہ دم صرف معوذات سے ہے وہ منسوخ ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں کیسے معلوم کہ فاتحہ رقیہ ہے؟

وَیُذْکَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

وَیُذْکَرُ صیغہ مجہول ہے۔ یہ تمریض کے لئے ذکر کیا جاتا ہے۔ امام بخاری یہ اُس وقت ذکر کرتے ہیں۔ جب حدیث اُن کی شرط کے مطابق نہ ہو، حالانکہ سورۂ فاتحہ سے دم کرنے میں ابن عباس کی مذکور حدیث بخاری کی شرط کے مطابق ہے لیکن کبھی یوں بھی ہوتا ہے کہ جب امام بخاری حدیث بالمعنی ذکر کریں تو یہ ذکر سے

marfat.com

وَلَا نَفْعَلُ حَتّٰى تَجْعَلُوْا لَنَا جُعْلًا فَجَعَلُوْا لَهُمْ قَطِيْعًا مِنَ الشَّاءِ فَجَعَلَ يَقْرَأُ بِأُمِّ الْقُرْاٰنِ وَيَجْمَعُ بُزَاقَهٗ وَيَتْفُلُ فَبَرَاَ فَأَتَوْا بِالشَّاءِ فَقَالُوْا لَا نَاْخُذُهٗ حَتّٰى نَسْئَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلُوْهُ فَضَحِكَ وَقَالَ مَا اَدْرٰىكَ اَنَّهَا رُقْيَةٌ خُذُوْهَا وَاضْرِبُوْا لِيْ بِسَهْمٍ

بَابُ الشَّرْطِ فِي الرُّقْيَةِ بِقَطِيْعٍ مِّنَ الْغَنَمِ

٦٢٦٨ — حَدَّثَنَا سِيْدَانُ بْنُ مُضَارِبٍ اَبُوْ مُحَمَّدٍ الْبَاهِلِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْشَرٍ يُوْسُفُ بْنُ يَزِيْدَ الْبَرَّاءُ قَالَ حَدَّثَنِيْ

ذکر کرتے ہیں اور یہ یقینی بات ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مذکور حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فاتحہ کتاب سے دم کرنے میں تصریح نہیں ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

٦٢٦٧ — ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام چند لوگ عرب کے قبائل میں سے ایک قبیلہ کے پاس آئے تو انہوں نے ان کی ضیافت نہ کی۔ اس اثنا میں اس قبیلہ کے سردار کو زہریلے جانور نے ڈس لیا۔ قبیلہ والوں نے انہیں کہا کیا تمہارے پاس کوئی دواء یا دم کرنے والا ہے۔ صحابہ نے کہا تم نے ہماری ضیافت نہیں کی ہم دم نہیں کریں گے حتیٰ کہ تم ہمیں اُجرت دو۔ قبیلہ والوں نے اُن کے لئے کچھ بکریاں مقرر کر دیں۔ اُن میں سے ایک شخص نے سورۂ فاتحہ پڑھنا شروع کیا اور تھوک منہ میں جمع کرتا اور اس پر پھونکتا رہا تو وہ شخص تندرست ہوگیا۔ قبیلہ والے بکریاں لے کر آئے تو انہوں نے کہا ہم یہ نہ لیں گے حتی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لیں؛ چنانچہ انھوں نے حضور سے پوچھا تو آپ ہنسے اور فرمایا تمہیں کس نے بتایا کہ سورۂ فاتحہ دَم ہے۔ بکریاں لے لو اور میرے لئے بھی حصہ رکھ لو (اس حدیث کی شرح تفہیم البخاری کے تیسرے حصہ کے صـ٥٠٨ ج : ٢ اور صـ٥٠٩ ج : ٣ پر دیکھیں)

marfat.com

عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ الْاَخْنَسِ اَبُوْمَالِكٍ عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَيْكَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ نَفَرًا مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرُّوْا بِمَاءٍ فِيْهِمْ لَدِيْغٌ اَوْ سَلِيْمٌ فَعَرَضَ لَهُمْ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الْمَاءِ فَقَالَ هَلْ فِيْكُمْ مِنْ رَاقٍ اِنَّ فِی الْمَاءِ رَجُلًا لَدِيْغًا اَوْ سَلِيْمًا فَانْطَلَقَ رَجُلٌ مِنْهُمْ فَقَرَءَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ عَلٰى شَاءٍ فَبَرِءَ فَجَاءَ بِالشَّاءِ اِلٰى اَصْحَابِهٖ فَكَرِهُوْا ذٰلِكَ وَقَالُوْا اَخَذْتَ عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ اَجْرًا حَتّٰى قَدِمُوا الْمَدِيْنَةَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَخَذَ عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ اَجْرًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحَقَّ مَا اَخَذْتُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا كِتَابُ اللّٰهِ

باب جھاڑ پھونک میں بکریوں کی شرط لگانا

۶۲۶۸ — ترجمہ : ابو معشر یوسف بن یزید نے بیان کیا کہ مجھے عبید اللہ بن اخنس ابو مالک نے ابن ابی ملیکہ کے ذریعہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے چند لوگ پانی پر رہنے والے لوگوں سے گزرے اُن میں سے ایک لدیغ یا سلیم تھا (جس کو زہریلے جانور نے کاٹا ہو) صحابہ کرام میں سے ایک آدمی چلا اور بکریوں کی شرط پر سورۂ فاتحہ پڑھی تو وہ شخص تندرست ہو گیا وہ بکریاں لے کر اپنے ساتھیوں کے پاس آیا تو اُنھوں نے اسے اچھا نہ سمجھا اور کہا تُو نے اللہ کی کتاب پڑھ کر اُجرت لی ہے۔ حتی کہ وہ مدینہ منورہ آگئے اُنھوں نے کہا یا رسُول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اُس نے اللہ کی کتاب پر اُجرت لی ہے۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس پر تم اُجرت لیتے ہو اُن میں زیادہ مستحق اللہ کی کتاب ہے۔

۶۲۶۸ — شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سورۂ فاتحہ یا قرآنی آیات سے جھاڑ پھونک کر کے اُجرت لینا جائز ہے لیکن قرآن کی تعلیم پر اُجرت جائز

marfat.com

بَابُ رُقْيَةِ الْعَيْنِ

٦٢٦٩ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَعْبَدُ ابْنُ خَالِدٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ شَدَّادٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَمَرَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ اَمَرَ اَنْ يُسْتَرْقٰى مِنَ الْعَيْنِ

نہیں ابن ابی شیبہ نے عبدالرحمٰن بن شبل سے روایت کی کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا قرآن سیکھو اور اس میں غلو نہ کرو اور اس کی تلاوت سے دور نہ ہو اور قرآن کو مال جمع کرنے کا ذریعہ نہ بناؤ ؛ البتہ لوگوں کے امورِ دین میں توانی اور سستی کے سبب متاخرین علماء نے تعلیم قرآن پہ اجرت کو جائز کہا ہے تاکہ اس کی تعلیم کا باب مسدود نہ ہو۔ واللہ اعلم!

باب نظر لگ جانے پر جھاڑ پھونک کرنا ،،

اس سے مراد یہ ہے کہ آنکھ کے سبب کسی کو ضرر پہنچے جیسے کسی شئ کو دیکھ کر تعجب کرے تو اس شئ کو اس کے دیکھنے سے ضرور پہنچنے لگتی ہے۔ امام نووی نے کہا بعض لوگوں کا خیال ہے کہ نظر کوئی شئ نہیں اور نہ ہی اس سے کسی کو ضرر پہنچتی ہے لیکن یہ خیال فاسد ہے کیونکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے وقوع کی خبر دی ہے لہٰذا اس کو مسترد کرنا جائز نہیں جبکہ یہ ممکن ہے۔ بعض نے کہا نظر والے شخص کی آنکھ سے زہریلی قوت پیدا ہوتی ہے جو معین (جس کو نظر لگی ہو) سے مل جاتی ہے اور وہ ہلاک ہو جاتا ہے جیسے سانپ سے زہر نکلتا ہے لیکن اس بارے میں مذہب یہ ہے کہ نظر والا شخص جب کسی کو دیکھے تو اللہ تعالیٰ کی عادت ہے کہ معین کے مقابلہ کے وقت ضرر پیدا کر دیتا ہے۔ ابن جوزی نے کہا نظر والے شخص میں حسد ہوتا ہے اور وہ زہریلی اشیاء کی طرح خبیث الطبع ہوتا ہے جس کے دیکھنے سے مَعِیْن کو تکلیف ہونے لگتی ہے۔

٦٢٦٩ـ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ نظر کی وجہ سے جھاڑ پھونک کیا جائے۔

marfat.com

٦٢٧٠ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَهْبِ بْنِ عَطِيَّةَ الدِّمَشْقِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَلِيْدِ الزُّبَيْدِيُّ قَالَ اَخْبَرَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى فِيْ بَيْتِهَا جَارِيَةً فِيْ وَجْهِهَا سَفْعَةٌ فَقَالَ اِسْتَرْقُوْا لَهَا فَاِنَّ بِهَا النَّظْرَةَ تَابَعَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَالِمٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ وَقَالَ عُقَيْلٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٦٢٦٩ — شرح : علامہ خطابی رحمہ اللہ نے کہا جس جھاڑ پھونک کا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا وہ یہ ہے کہ قرآن کی منتخب آیات پڑھ کر پھونکا جائے یا جو اللہ تعالیٰ نے نفوس قدسیہ کی زبان پر ذکر کیا ہے اس سے دم کیا جائے یہ روحانی طب ہے پہلے نیک لوگوں کے زمانہ میں اسی پر ہی علاج میں اکتفاء تھی جب نفوس طاہرہ کا وجود نادر ہوا تو لوگ جسمانی طب کی طرف مائل ہونے لگے اور روحانی طب میں بیماری کا علاج نہ پایا کیونکہ انہیں وہ برکات میسر نہ ہوئیں جو مقدس نفوس کی زبانوں پر جاری تھیں (عینی)

٦٢٧٠ — ترجمہ : ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے گھر میں ایک لڑکی دیکھی جس کے چہرہ پر سیاہ داغ تھے۔ حضور نے فرمایا اس کو دم کرواؤ، کیونکہ اسے نظر لگی ہوئی ہے۔ عقیل نے زہری سے روائت کی کہ عروہ نے مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے خبر دی کہ محمد بن حرب کی زبیدی سے روائت کرنے میں عبداللہ بن سالم نے متابعت کی۔"

٦٢٧٠ — شرح : خطابی نے کہا جنات کی نظر نیزوں سے زیادہ نفوذ کرتی ہے۔
سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوت ہوئے، تو کسی نے جن کو یہ کہتے ہوئے سنا :
ہم نے قبیلہ خزرج کے سردار سعد بن عبادہ کو قتل کر دیا ہے۔ اس کو ہم نے تیر مارے جو اس

marfat.com

بَابُ اَلْعَيْنُ حَقٌّ

٦٢٧٢ـ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْعَيْنُ حَقٌّ وَنَهٰى عَنِ الْوَشْمِ

کے دل سے آگے نہ بڑھے۔ یعنی ہم نے سعد کو نظر لگائی ہے،،

اس حدیث کے اسناد میں عجیب نکتہ ہے وہ یہ کہ امام بخاری سمیت اس اسناد میں عروہ تک تمام راویوں کا نام محمد ہے اس کی تفصیل اس طرح ہے۔ پہلے بخاری ہیں اُن کا نام محمد بن اسماعیل ہے۔ دوسرے محمد بن خالد تیسرے محمد بن وہب چوتھے محمد بن حرب پانچویں محمد بن ولید اور چھٹے محمد بن مسلم زہری ہیں یہ محمدیوں کا اسناد ہے (عینی)

باب نظر لگ جانا حق ہے

٦٢٧٢ـ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نظر لگ جانا حق ہے اور حضور نے رنگ بھروانے سے منع فرمایا۔

٦٢٧٢ـ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث کے دونوں جملوں میں مناسبت کیا ہے ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ایک ہی مجلس میں بعض لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نظر لگ جانے کے متعلق دریافت کیا اور بعض نے وشم کے متعلق پوچھا تو آپ نے نظر لگ جانے کے سوال کا جواب دیا کہ نظر لگ جانا حق ہے اور جس نے جسم کے کسی حصہ میں رنگ بھروانے کے متعلق پوچھا اس کو حضور نے منع فرمادیا کہ وشم جائز نہیں ایک ہی مجلس میں دونوں جواب دیئے۔ ہوسکتا ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے دو جملے دو مجلسوں میں سنے ہوں۔ پھر روائت میں دونوں کو جمع کردیا جبکہ اُن سے پوچھا گیا کیا تمہیں نظر لگ جانے اور رنگ بھروانے کے متعلق کچھ معلوم ہے تو اُنہوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نظر لگ جانا حق ہے اور وشم سے منع فرمایا۔

اس حدیث میں ان لوگوں کا ردّ ہے جو کہتے ہیں کہ نظر لگنے کی کوئی حقیقت نہیں۔ ابوداؤد نے

marfat.com

بَابُ رُقْيَةِ الْحَيَّةِ وَالْعَقْرَبِ

٦٢٧٣ــــ حَدَّثَنَا مُوسَىٰ بْنُ إِسْمٰعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ الشَّيْبَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنِ الرُّقْيَةِ مِنَ الْحُمَةِ فَقَالَتْ رَخَّصَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرُّقْيَةَ مِنْ كُلِّ ذِي حُمَةٍ

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت کی کہ اُنہوں نے فرمایا جس کی نظر لگی ہو اسے کہا جائے کہ وہ وضو کرے پھر اس پانی سے اس شخص کو غسل دیا جائے جسے نظر لگی ہو۔ مسلم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع روائت کی کہ نظر لگ جانا حق ہے۔ اگر کوئی شئ تقدیر سے آگے بڑھنے والی ہوتی تو وہ نظر آگے بڑھ جاتی۔ نسائی نے عامر بن ربیعہ کے طریق سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جب کوئی اپنے مال و اولاد میں کچھ دیکھے جو اس کو تعجب میں ڈالے تو برکت کی دُعاء کرے کیونکہ نظر لگ جانا حق ہے۔ امام ترمذی نے اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روائت کی کہ انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جعفر کی اولاد کو بہت جلد نظر لگ جاتی ہے کیا ہم اُن کے لئے دم کروا لیا کریں فرمایا ہاں اگر کوئی شئ قدر سے بڑھنے والی ہوتی تو وہ نظر بھی۔ ان روایات سے واضح ہوتا ہے کہ نظر لگ جانا حق ہے اور یہ بھی معلوم ہُوا کہ قدر سے آگے کوئی شئ بڑھ نہیں سکتی اگر بالفرض ہوتی تو نظر ہوتی لیکن یہ بھی قدر میں داخل ہے اور انسان کو وہی پہنچتا ہے جو اس کی تقدیر میں ہو۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب سانپ اور بچھو کے کاٹنے پر دم کرنا

٦٢٧٣ــــ ترجمہ: عبدالرحمٰن بن اسود نے اپنے والد اسود سے روائت کی انہوں نے کہا میں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے زہریلے جانور کے کاٹنے پر جھاڑ پھونک کے متعلق پوچھا تو اُنھوں نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر زہریلے جانور کے

٦٢٧٣ــــ شرح: حدیث کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ جھاڑ پھونک کرانا منع تھا کیونکہ لوگ اس میں غیر شرعی کلمات استعمال کرتے تھے جو جاہلیت میں معروف

marfat.com

تھے۔ لیکن جب یہ ظاہر ہُوا کہ جھاڑ پھونک میں غیر شرعی کلمات نہیں پڑھتے تو اس کی اجازت دیدی۔
ابن وھب نے اپنے اسناد کے ساتھ ابن شہاب سے روائت کی کہ مجھے معلوم ہُوا ہے کہ علماء کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دم کرنے سے منع فرمایا حتی کہ مدینہ منورہ میں تشریف لائے۔ اس زمانہ میں جھاڑ پھونک میں زیادہ تر کلمات شرکیہ استعمال کئے جاتے تھے۔ جب مدینہ منورہ میں آئے تو ایک صحابی کو زہریلے جانور نے ڈس لیا تو لوگوں نے کہا یا رسول اللہ آل حزم زہریلے جانوروں کے کاٹنے پر دم کیا کرتے تھے جب آپ نے منع فرمایا تو اُنھوں نے دم کرنا ترک کر دیا ہے۔
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمارہ کو بلاؤ وہ جنگِ بدر میں موجود تھے۔ حضور نے اُس سے فرمایا اپنا دم مجھے سناؤ اُس نے دَم سُنایا تو حضور نے اس میں کچھ حرج نہ دیکھا اور اسے دَم کرنے کی اجازت دے دی۔

فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ عَلَى التَّمَامِ وَعَلَى النَّبِيِّ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ
وَّ اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

عَلّامَہ غُلَامْ رَسُوْل رضوی

فیصل آباد

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

فہرس

تفہیم البخاری شرح صحیح البخاری

حصہ ہشتم

مضمون	صفحہ
کتاب النکاح	۳
باب ۔ نکاح کی رغبت دلانا	۴
سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد : جو کوئی تم میں سے نکاح کی مشقت کی طاقت رکھتا ہے وہ نکاح کرے	۸
باب ۔ جو کوئی طاقت نہ رکھے وہ روزے رکھے	۹
باب ۔ زیادہ عورتیں رکھنا	۱۱
امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن	۱۲
ہجرت کی حدیث	۱۴
باب ۔ تنگدست کا نکاح کرانا	۱۵
باب ۔ کسی آدمی کا اپنے بھائی سے کہنا میری دو بیویوں کو دیکھ جسے چاہے میں اسے طلاق دے دیتا ہوں ۔	۱۶
باب ۔ خصی رہنا مکروہ ہے ۔	۱۸
حلال کو حرام کرنا جائز نہیں	۲۱
باب ۔ کنواروں کا نکاح کرنا ۔	۲۲
باب ۔ ثیبہ سے نکاح کرنا	۲۴
باب ۔ بڑی عمر والے کا چھوٹی عمر والے سے نکاح کرنا	۲۷
باب ۔ کس عورت سے نکاح کرے	۲۸
باب ۔ لونڈیاں رکھنا	۲۹
باب ۔ جس نے باندی کو آزاد کرنا ہی اس کا مہر قرار دیا ۔	۳۳
باب ۔ غریب آدمی کا نکاح کرنا	۳۵
باب ۔ دین و اسلام میں کفو	۳۷
باب ۔ مال میں کفو ہونا اور مفلس کا مالدار عورت سے نکاح کرنا ۔	۴۴
باب ۔ عورت کی نحوست سے پرہیز کرنا	۴۵
باب ۔ آزاد عورت کا غلام سے نکاح کرنا	۴۸
باب ۔ چار عورتوں سے زیادہ سے نکاح نہ کرے	۵۰

marfat.com

مضمون	صفحہ
باب۔ تمہاری مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا۔	۵۲
باب ۔ ابولہب کو عذاب میں تخفیف	۵۶
باب ۔ جس نے کہا دو سال کے بعد رضاعت ثابت نہیں۔	۵۷
باب ۔ مرد کا دودھ ۔	۶۰
باب ۔ دودھ پلانے والی عورت کی شہادت	۶۱
باب ۔ جن عورتوں سے نکاح حلال ہے ۔	۶۳
باب ۔ مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو۔	۶۵
باب ۔ عبداللہ بن جعفر حضرت علی کی بیٹی اور ان کی بیوی کو ایک نکاح میں جمع کیا۔	۶۹
باب ۔ اور اُن کی بیٹیاں جو تمہاری گود میں ہیں ان بیبیوں سے جن سے تم صحبت کر چکے ہو	۷۲
باب ۔ اور یہ کہ تم دو بہنوں کو جمع کرو	۷۴
باب ۔ کسی عورت سے اس کی پھوپھی پر نکاح نہ کیا جائے ۔	۷۵
باب ۔ نکاح بدل	۷۷
باب ۔ نکاح بدل کا احناف کا مسلک	۷۷
باب ۔ کیا عورت اپنے آپ کو کسی کے لئے ہبہ کر سکتی ہے؟	۷۸
باب ۔ مُحرِم کا نکاح کرنا	۸۰
باب ۔ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر میں نکاحِ متعہ سے منع فرمایا	۸۳
باب ۔ عورت کا نیک مرد پر اپنے آپ کو پیش کرنا۔	

مضمون	صفحہ
باب ۔ کسی انسان کا اہل خیر پہ اپنی بیٹی یا بہن پیش کرنا جائز ہے ۔	۸۶
باب ۔ تم پر کوئی گناہ نہیں جو ان مذکورہ عورتوں کو پیغام نکاح میں تعریض کرو	۸۹
باب ۔ نکاح سے پہلے عورت کو دیکھنا	۹۱
باب ۔ جس نے کہا ولی کے بغیر نکاح صحیح نہیں	۹۶
باب ۔ جاہلیت میں نکاح کی صورتیں	۱۰۰
باب ۔ جب ولی ہی نکاح کا پیغام دے	۱۰۴
باب ۔ اپنے چھوٹے بچوں کا نکاح کر دینا۔	۱۰۸
منکوحہ کو سسرال کب بھیجا جائے۔	۱۰۹
باب ۔ باپ کا اپنی بیٹی کا امام سے نکاح کرنا	۱۱۰
باب۔ بادشاہ ولی ہے ۔	
باب ۔ باپ اور اس کا غیر بالغہ کنواری یا بیوہ کا نکاح اُن کی رضامندی کے بغیر نہیں کر سکتا۔	۱۱۲
باب ۔ جس کسی نے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا اور وہ ناراض ہو تو اس کا نکاح مسترد ہے۔	۱۱۵
باب ۔ یتیم لڑکی کا نکاح کرنا	۱۱۶
جب شادی کا پیغام دینے والا عورت کے ولی سے کہے میرا فلاں عورت سے نکاح کر دے ۔	۱۱۹
باب ۔ اپنے مسلمان بھائی کے پیغامِ نکاح پر پیغام نہ بھیجے ۔	۱۲۰

marfat.com

مضمون	صفحہ
باب - منگنی چھوڑنے کی تفسیر	۱۲۳
باب - خطبہ	۱۲۴
کیا عقدِ نکاح کے وقت خطبہ واجب ہے؟	۱۲۵
نکاح اور ولیمہ میں دُف مارنا	۱۲۶
نکاح میں دف بجانا	۱۲۷
باب - عورتوں کو ان کے مہر دو	۱۲۸
باب - قرآن کی تعلیم کے عوض نکاح کر دینا	۱۳۱
باب - سامان اور لوہے کی انگوٹھی مہر دینا	۱۳۲
باب : نکاح کے وقت شرطیں لگانا	۱۳۴
ابوالعاص زوجہ زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	۱۳۵
باب - وہ شرطیں جو نکاح میں جائز نہیں	۱۳۷
باب - دولہا کے لئے زرد رنگ استعمال کرنا	۱۳۸
ولیمہ کا وقت	۱۴۰
باب - دولہا کو کیسے دُعاء دی جائے	۱۴۱
باب - اُن عورتوں کے لئے دُعاء کرنا جو دلہن کو دولہا کے لئے بھیجنے کے لئے تیار کرتی ہیں	۱۴۲
باب - جس نے غزوہ کرنے سے پہلے رخصتی کو پسند کیا	۱۴۳
باب - جس نے اپنی بیوی سے جماع کیا جبکہ وہ نو برس کی ہو	۱۴۴
باب - سفر میں بیوی سے خلوت کرنا	۱۴۵
باب - مرد کا بیوی سے دن میں جماع کرنا	۱۴۶
باب - عورتوں کے لئے بچھونے وغیرہ	۱۴۷
باب - ان عورتوں کا کام جو نئی دلہن کو اس کے شوہر کے سپرد کرتی ہیں	۱۴۸
باب - دلہن کو نذرانہ بھیجنا	۱۴۹
ام المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا	۱۵۱
فوائد حدیث	۱۵۲
باب - عروسی کے لئے کپڑے وغیر منتعا لینا	۱۵۳
باب - جب شوہر بیوی کے پاس آئے تو کیا پڑھے؟	۱۵۴
قضاء و قدر میں فرق	۱۵۵
باب - ولیمہ حق ہے	۱۵۵
باب - ولیمہ سُنّت ہے اگرچہ ایک بکرا ہو	۱۵۸
باب - جس نے اپنی بعض بیویوں سے نکاح کے وقت دوسریوں سے زیادہ ولیمہ کیا۔	۱۶۱
باب - جس نے ایک بکرے سے کم ولیمہ کیا۔	۱۶۲
باب - ولیمہ اور دعوت قبول کرنا اور جس نے سات دن یا اس سے زیادہ ولیمہ کیا	۱۶۳
باب - جس نے دعوت قبول نہ کی اُس نے اللہ اور اُس کے رسُول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی۔	۱۶۷
باب - جس نے سری پائے کی دعوت قبول کی	۱۶۹
باب - شادی وغیرہ میں دعوت قبول کرنا	۱۶۹
باب - عورتوں اور بچوں کا دعوت ولیمہ کے لئے جانا	۱۷۰

marfat.com

مضمون	صفحہ
باب ۔ جب دعوت کے موقع پر کوئی خلافِ شرع دیکھے تو واپس آجائے	۱۷۱
باب ۔ دولہن کا ولیمہ میں خود بخود مہمان مردوں میں خدمت کرنا	۱۷۴
باب ۔ شادی میں کھجوروں کا شیرہ اور نشہ نہ دینے والا شربت کا جواز	۱۷۴
باب ۔ عورتوں کے معاملہ میں ترقی کرنا	۱۷۵
باب ۔ عورتوں کے لئے وصیت کرنا	۱۷۶
باب ۔ اے لوگو! اپنی جانوں اور اہل اولاد کو آگ سے بچاؤ	۱۷۸
باب ۔ بیوی سے اچھا معاملہ کرنا	۱۷۹
باب ۔ زمانہ جاہلیت کی گیارہ عورتوں کی گفتگو کی تفصیل	۱۸۴
باب ۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے مقام کی عظمت	۱۹۰
باب ۔ مرد کا اپنی بیٹی کا اس کے شوہر کے معاملہ میں نصیحت کرنا	۱۹۲
باب ۔ عورتوں کا نفلی روزہ اپنے شوہر کی اجازت سے رکھنا ۔	۱۹۹
باب ۔ جب کوئی عورت اپنے شوہر سے ناراض ہوکر علیحدہ رات گزارے	۲۰۰
باب ۔ عورت شوہر کی اجازت کے بغیر کسی کو گھر داخل ہونے کی اجازت نہ دے	۲۰۲
باب ۔ عشیر کی نافرمانی کرنا اور وہ شوہر ہے ۔	۲۰۴
باب ۔ تیری بیوی کا تجھ پر حق ہے	۲۰۷
باب ۔ عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگہبان ہے	۲۰۸
باب ۔ مرد افسر ہیں عورتوں پر اس لئے کہ اللہ نے ان میں ایک کو دوسرے پر فضیلت دی	۲۰۹
باب ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی بیویوں کو چھوڑ کر ان کے گھروں کے علاوہ دوسری جگہ سکونت کرنا	۲۱۰
باب ۔ عورتوں کو مارنے کی کراہت	۲۱۳
باب ۔ بیوی گناہ میں اپنے شوہر کی اطاعت نہ کرے ۔	۲۱۵
باب ۔ اگر کوئی عورت اپنے شوہر کی زیادتی یا بے رغبتی کا اندیشہ کرے	۲۱۶
باب العزل	۲۱۷
باب ۔ جب مرد سفر کا ارادہ کرے تو بیویوں میں قرعہ ڈالنا ۔	۲۲۰
باب ۔ کوئی عورت اپنے شوہر کی باری کا دن اپنی سوکن کو ہبہ کرے اور یہ تقسیم کیسے کرے	۲۲۳
باب ۔ بیویوں میں برابری کرنا	۲۲۴
باب ۔ جب ثیبہ پر کنواری سے نکاح کیا	۲۲۴
باب ۔ جب کنواری عورت کی موجودگی میں ثیبہ سے نکاح کرے	۲۲۶
باب ۔ جس نے ایک غسل میں اپنی تمام بیویوں سے مباشرت کی	۲۲۷

marfat.com

مضمون	صفحہ
باب۔ مرد کا اپنی بیویوں کے پاس دن میں جانا	۲۲۸
باب ۔ جب مرد اپنی بیویوں سے اجازت طلب کرے۔	۲۲۹
باب ۔ مرد کا اپنی بعض بیویوں کے ساتھ بعض سے زیادہ محبت کرنا	۲۳۰
باب ۔ نیافتہ کے سبب خود کو سیر ظاہر کرنا اور جو سوکن پر فخر کرنے سے منع کیا گیا ہے	۲۳۲
باب الغیرت	۲۳۳
باب ۔ عورتوں کا غیرت کرنا اور ان کا غضب ناک ہونا	۲۴۳
باب ۔ جب آدمی کا اپنی بیٹی سے غیرت دور کرنا	۲۴۵
باب ۔ مرد کم ہو جائیں گے اور عورتیں زیادہ ہوتی جائیں گی۔	۲۴۷
باب۔ محرم کے سوا کوئی آدمی اجنبیہ عورت سے خلوت نہ کرے اور جس عورت کا شوہر غائب ہو اس کے پاس آکر خلوت نہ کرے۔	۲۴۹
باب ۔ مرد کا لوگوں کی موجودگی اجنبیہ عورت سے خلوت کرنا جائز ہے	۲۵۱
باب ۔ عورتوں سے مشابہت کرنے والوں کو ان کے پاس جانے کی ممانعت	۲۵۲
باب ۔ عورت کا حبشیوں وغیرہ کو دیکھنا	۲۵۴
باب ۔ عورتوں کا ضروری حاجات کے لئے باہر نکالنا جائز ہے	۲۵۵
باب۔ عورت کا مسجد وغیرہ کی طرف لے جانے کے	۲۵۷
اپنے شوہر سے اجازت طلب کرنا	۲۵۷
باب ۔ شیرخواری (رضاعت) کی وجہ سے عورتوں کے پاس جانا اور ان کو دیکھنا مباح وحلال ہے	۲۵۷
باب ۔ کوئی عورت دوسری عورت سے ملے تو اپنے شوہر سے اس کا حلیہ نہ بیان کرے	۲۵۹
باب ۔ مرد کا کہنا کہ میں آج رات اپنی بیویوں سے جماع کروں گا	۲۶۰
باب ۔ سفر سے رات کو اپنے گھر نہ آئے جبکہ غیبت طویل ہو	۲۶۱
بائیسواں پارہ	۲۶۳
باب ۔ فرزند طلب کرنا	۲۶۳
باب ۔ شوہر سے غائب زیر ناف بال صاف کرلے اور بکھرے بالوں والی کنگھی کرے	۲۶۶
باب ۔ اور عورتیں اپنی زینت اپنے شوہروں کے سوا کسی کے سامنے ظاہر نہ کریں	۲۶۷
باب ۔ اور جو تم میں سے بلوغ کو نہیں پہنچے ہو	۲۶۸
باب ۔ آدمی کا اپنے ساتھی سے کہنا کیا تم نے جماع کیا ہے	۲۷۰
کتاب الطلاق	۲۷۲

marfat.com

مضمون	صفحہ
باب۔ جس وقت حیض والی عورت کو طلاق دی تو یہ طلاق شمار ہوگی۔	۲۷۵
باب۔ جس نے طلاق دی	۲۷۷
باب۔ جس نے تین طلاق دینا جائز کیا۔	۲۸۲
باب۔ جس نے اپنی بیویوں کو اختیار دیا	۲۹۱
باب۔ اگر اپنی بیوی کو کہے میں نے تجھے جُدا کر دیا یا تجھے چھوڑا یا کہے تو رہا کی ہوئی ہے یا تو بیزار کی ہوئی ہے۔	۲۹۳
باب۔ جس نے اپنی بیوی سے کہا تو مجھ پر حرام ہے۔	۲۹۴
باب۔ تم اپنے اُوپر کیوں حرام کئے لیتے ہو وہ چیز جو اللہ نے تمہارے لئے حلال کی۔	۲۹۷
باب۔ نکاح کرنے سے پہلے طلاق نہیں	۳۰۳
باب۔ اگر کوئی جبر کی حالت میں اپنی بیوی سے کہے یہ میری بہن ہے تو اس سے کچھ نہیں ہوتا۔	۳۰۵
باب۔ اکراہ میں طلاق کا حکم	۳۰۶
باب۔ خلع اور اس میں طلاق کیسی ہیں	۳۱۷
باب الشقاق	۳۲۳
باب۔ لونڈیوں کو بیچنا طلاق نہیں	۳۲۵
باب۔ جو لونڈی غلام کو منکوحہ ہو آزاد ہو جانے سے اسے اختیار ہے	۳۲۷
باب۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا بریرہ کے	۳۲۸

مضمون	صفحہ
شوہر کی شفاعت کرنا	۳۲۸
باب۔ مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو یہاں تک کہ وہ مومن ہو جائیں۔	۳۳۰
باب۔ مشرک عورتوں میں سے جو مسلمان ہو جائے ان سے نکاح کرنا اور ان کی عدّت	۳۳۲
باب۔ جب مشرکہ یا نصرانیہ عورت ذمّی یا حربی کی بیوی مسلمان ہو جائے	۳۳۵
باب۔ ان لوگوں کے لئے جو اپنی بیویوں سے ایلاء کرتے ہیں چار ماہ انتظار ہے	۳۳۹
باب۔ گم شدہ کے مال و دولت اور اس کے اہل و عیال کا حکم	۳۴۳
باب الظّہار	۳۴۴
باب طلاق اور دوسرے امور میں اشارہ کرنا	۳۵۱
باب اللّعان	۳۶۰
باب۔ جب نومولود کی نفی کی تعریض کی	۳۶۸
باب۔ لعان کرنے والے کو قسم دینا	۳۷۰
باب۔ پہلے مرد لعان کرے	۳۷۱
باب۔ باب اللّعان اور جس نے لعان کے بعد طلاق دی	۳۷۲
باب۔ مسجد میں لعان کرنا	۳۷۴
باب۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد اگر میں کسی کو بلا دلیل رجم کرتا۔	۳۷۷

marfat.com

مضمون	صفحہ
باب ۔ ملاعنہ عورت کا مہر	۳۸۰
باب ۔ امام کا متلاعنین سے کہنا کہ تم میں سے ایک جھوٹا ہے ۔ کیا تم میں سے کوئی تائب ہوتا ہے	۳۸۱
باب ۔ لعان کرنے والے مرد وزن میں تفریق کرنا ۔	۳۸۳
باب ۔ بچہ لعان کرنے والی عورت سے لاحق کیا جائے	۳۸۵
باب ۔ امام کا کہنا اے اللہ اس کا حکم ظاہر کر	۳۸۶
باب ۔ جب بیوی کو تین طلاقیں دیں پھر اسے عدّت پوری کرنے کے بعد کسی اور آدمی نے نکاح کیا اور اُس نے اس سے جماع نہ کیا ۔	۳۸۷
کتاب العِدّۃ	۳۸۹
باب ۔ تمہاری عورتیں جو حیض سے ناامید ہوجائیں اگر تم اس کے وجود میں تردد کرو ۔	۳۸۹
باب ۔ طلاق دی ہوئی عورتیں تین حیض انتظار کریں	۳۹۳
باب ۔ فاطمہ بنت قیس کا واقعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۳۹۵
باب ۔ جب مطلقہ عورت پر اس کے شوہر کے گھر میں ڈر معلوم ہو کر اس کے گھر میں اچانک داخل ہوجائے گا یا یہ خوف ہو کے وہ	۴۰۰
اس کے اہلِ خانہ کو بُرا بھلا کہے گی ۔	۴۰۰
باب ۔ عورتوں کے لئے حلال نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو ان کے بیٹوں میں حیض اور حمل پیدا کیا ہے اسے پوشیدہ رکھیں ۔	۴۰۱
باب ۔ مطلقہ عورتوں کے شوہر عدت میں رجوع کرنے کے زیادہ حقدار ہیں	۴۰۲
باب ۔ حائضہ مطلقہ سے رجوع کرنا	۴۰۵
باب ۔ جس عورت کا شوہر فوت ہوجائے وہ چار ماہ دس دن سوگ کرے	۴۰۶
باب ۔ سوگ منانے والی عورت کا سُرمہ استعمال کرنا	۴۱۱
باب ۔ سوگ منانے والی عورت بُننے سے پہلے رنگے ہوئے کپڑے پہنے	۴۱۴
باب ۔ جو لوگ تم سے فوت ہوجائے اور بیویاں چھوڑ جائیں	۴۱۵
باب ۔ فاحشہ عورت کا مہر اور نکاح فاسد	۴۱۹
باب ۔ اس عورت کا مہر فاسد جس کو دخول کیا ہے اور دخول کیسے ہوتا ہے یا عورت کو مس کرنے اور دخول کرنے سے پہلے طلاق دی ۔	۴۲۲
باب ۔ اس عورت کے لئے متعہ جس کے لئے حد مقرر نہیں کیا ۔	۴۲۳
کتاب النفقات	۴۲۷

marfat.com

مضمون	صفحہ
باب۔ اھل واعیال پر وجوب نفقہ	۴۳۰
باب ۔ آدمی کا اپنے گھر والوں کے لئے ایک سال کا خرچہ جمع کرنا اور اھل وعیال کا خرچہ کیسے ہو	۴۳۳
باب۔ اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال دودھ پلائیں	۴۳۹
باب۔ بیوی کا خرچہ جبکہ اس کا شوہر غائب ہوجائے اور بچے کے خرچے کا بیان	۴۴۱
باب ۔ عورت کا اپنے شوہر کے گھر میں کام کاج کرنا	۴۴۲
باب۔ عورت کا خادم	۴۴۵
باب ۔ مرد کا اپنے اہل وعیال کی بنفسہ خدمت کرنا	۴۴۶
باب ۔ جب آدمی خرچہ نہ دے تو عورت کے لئے جائز ہے کہ اس کے علم کے بغیر اتنا لے لے جو اس کو اور اس کی اولاد کو کافی ہو	۴۴۷
باب۔ عورت کا اپنے شوہر کے مال کی حفاظت کرنا اور نفقہ کا بیان	۴۴۸
باب۔ عورت کے لئے متعارف لباس	۴۴۹
باب ۔ بچوں کے معاملہ میں عورت کا اپنے شوہر کی مدد کرنا	۴۵۰
باب ۔ تنگدست کا اپنے اھل وعیال پر خرچ کرنا	۴۵۱
باب ۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد جو کوئی قرض یا بچے چھوڑے وہ میرے ذمہ ہیں	۴۵۵
باب ۔ دودھ پلانے والی لونڈیاں وغیرہ	۴۵۵
کتاب الاطعمہ	۴۵۷
باب ۔ کھانے پر بسم اللہ پڑھنا اور دائیں ہاتھ سے کھانا ۔	۴۶۱
باب ۔ اپنے آگے سے کھانا	۴۶۲
باب ۔ جو کوئی اپنے ساتھی کے ساتھ پیالہ کے سارے کونوں سے تلاش کرے جبکہ اس سے کراہت نہ جانے ۔	۴۶۴
باب ۔ کھانے پینے میں دایاں ہاتھ استعمال کرنا	۴۶۶
باب ۔ جس نے کھایا حتی کہ سیر ہوگیا	۴۶۶
باب ۔ نابینا پر کوئی حرج نہیں اور نہ ہی لنگڑے پر لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْن تک	۴۷۱
باب ۔ پتلی روٹی اور خوان وسفرہ پر کھانا	۴۷۲
باب ۔ ستو	۴۷۷
باب ۔ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے کوئی شئی پیش کی جاتی تو اُسے تناول نہ فرماتے حتی کہ آپ سے ذکر کیا جاتا تو آپ جان لیتے کہ یہ کیا ہے ۔	۴۷۸

marfat.com

مضمون	صفحہ
باب۔ ایک کا کھانا دو کے لئے کافی ہوتا ہے۔	۴۸۰
باب ۔ مومن ایک آنت میں کھاتا ہے۔	۴۸۱
باب ۔ تکیہ لگا کر کھانا	۴۸۴
باب ۔ بھنا ہوا گوشت	۴۸۶
باب۔ خزیرہ ٥	۴۸۷
باب ۔ پنیر	۴۹۰
باب ۔ چقندر اور جو	۴۹۱
باب ۔ گوشت اگلے دانتوں سے نوچ کر اور پکنے سے کچھ پہلے ہنڈیا سے نکال کر کھانا	۴۹۱
باب۔ شانہ کا گوشت نوچ کر کھانا	۴۹۲
باب ۔ چھری سے گوشت کاٹنا	۴۹۴
باب ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کھانے پر عیب نہیں لگایا	۴۹۵
باب ۔ جو کے آٹے میں پھونک مارنا	۴۹۶
باب۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صحابہ کرام کیا کھاتے تھے	۴۹۸
باب ۔ تلبینہ	۵۰۲
باب ۔ ثرید	۵۰۳
باب ۔ بھنی ہوئی بکری شانہ اور پہلو کا گوشت	۵۰۵
باب۔ پہلے لوگ اپنے گھروں اور سفر میں جو کھانا اور گوشت وغیرہ ذکر تے تھے	۵۰۶
بَابُ الحیس	۵۰۹
باب ۔ چاندی کے ملمع کئے ہوئے برتن میں کھانا	۵۱۱
باب ۔ کھانے کا ذکر	۵۱۳
باب۔ ترکاریوں کا بیان	۵۱۴
باب ۔ حلوا اور شہد	۵۱۶
باب ۔ کدّو	۵۱۷
باب ۔ جو شخص اپنے دینی بھائیوں کے لئے کھانے میں تکلف کرے ۔	۵۱۸
باب ۔ جس نے کسی آدمی کو کھانے کی دعوت دی اور خود اپنے کسی کام میں مصروفِ عمل ہو گیا	۵۲۰
باب شوربا	۵۲۱
باب ۔ خشک گوشت	۵۲۲
باب ۔ جس نے دسترخوان پر اپنے ساتھی کو کوئی شئ دی یا اس کے آگے کر دی۔	۵۲۳
باب ۔ تازی کھجور ککڑی کے ساتھ ملا کر کھانا	۵۲۴
بابُ الحشف	۵۲۵
باب۔ تر اور خشک کھجور	۵۲۶
باب۔ جمار	۵۳۰
باب۔ عمدہ کھجور	۵۳۱
باب ۔ کھجوریں ایک ساتھ ملا کر کھانا	۵۳۱
باب ۔ ککڑی	۵۳۳

marfat.com

مضمون	صفحہ
باب۔ کھجور کے درخت کی برکت	۵۳۲
باب ۔ دو رنگ یا دو کھانے جمع کر کے کھانا	۵۳۴
باب ۔ جس نے دس دس آدمیوں کو بُلایا اور طعام پر دس دس کا بیٹھنا	۵۳۵
باب ۔ تھوم اور سبزیوں سے جو مکروہ ہیں	۵۳۶
باب ۔ کباس اور وہ پیلو کا پھل ہے	۵۳۸
باب ۔ کھانے کے بعد کلی کرنا	۵۳۸
باب ۔ رومال سے پونچھنے سے پہلے انگلیاں چاٹنا	۵۳۹
باب ۔ رومال	۵۴۰
باب ۔ کھانا کھانے کے بعد کیا کہے	۵۴۱
باب ۔ خادم کے ساتھ کھانا	۵۴۳
باب ۔ کھانا کھانے والا شکر گزار صائم صابر کی مانند ہے ۔	۵۴۴
باب ۔ کسی شخص کو کھانے کی دعوت دی جائے اور وہ کہے یہ بھی میرے ساتھ ہے ۔	۵۴۵
باب ۔ جب شام کا کھانا حاضر ہو تو عشاء کی نماز میں جلدی نہ کرے	۵۴۶
باب ۔ جب کھانا کھا چکو تو اپنے اپنے گھر چلے جاؤ	۵۴۷
کتاب العقیقہ	۵۴۹
نومولود کی تحنیک	۵۵۱
باب ۔ بچے کا عقیقہ کر کے اس سے تکلیف دُور کرنا	۵۵۵
باب ۔ فرع	۵۵۶
باب ۔ عتیرہ	۵۵۷
سترھواں پارہ	۵۵۸
کتاب الذبائح والصید	۵۵۸
باب ۔ شکار پر بسم اللہ پڑھنا	۵۵۹
باب ۔ صید المعراض	۵۶۲
باب ۔ جس شکار کو تیر کی لکڑی لگے اور مرجائے	۵۶۴
باب ۔ تیر کمان اور سکھلائے ہوئے کتے کا شکار کرنا ۔	۵۶۴
باب ۔ کمان سے شکار کرنا	۵۶۴
باب ۔ کنکری پھینکنا اور گولی مارنا	۵۶۷
باب ۔ جس نے ایسا کتا پالا جو شکاری نہ ہو اور نہ ہی جانوروں کی حفاظت کے لئے ہو	۵۶۸
باب ۔ اگر کتا شکار کو کھالے	۵۷۰
باب ۔ جب شکار دو یا تین دن غائب رہے	۵۷۱
باب ۔ اگر شکار کے پاس دُوسرا کتا پائے	۵۷۳
باب ۔ شکار کرنے میں روایات	۵۷۴
باب ۔ پہاڑوں پہ شکار کرنا	۵۷۷
باب ۔ تمہارے لئے سمندر کا شکار حلال ہے ۔	۵۷۸
باب ۔ کیا پانی میں مر کر تیرنے والی مچھلی حلال ہے؟	۵۷۹
باب ۔ احناف کے نزدیک سمندری جانور مچھلی کے سب حرام ہیں	۵۸۰

marfat.com

مضمون	صفحہ
باب - ٹڈی کھانا	۵۸۲
باب - مجوسیوں کے برتن اور مُردار	۵۸۳
باب - ذبیحہ پر بسم اللہ پڑھنا اور جس نے قصداً بسم اللہ ترک کی۔	۵۸۵
باب - جو نُصب اور بتوں پر جانور ذبح کئے جائیں	۵۸۸
باب - بانس، باریک پتھر اور لوہا میں سے جو خون بہا دے۔	۵۹۰
باب - عورت اور باندی کا ذبیحہ	۵۹۳
باب - ہڈی اور ناخن سے ذبح نہ کیا جائے	۵۹۴
باب - اعراب کا ذبیحہ	۵۹۴
باب - دارالحرب کے اہل کتاب وغیرہ کے ذبیحے اور چربیاں	۵۹۶
باب - جو حیوان بھاگ جائے وہ وحشی جانوروں کی طرح ہے	۵۹۸
باب - نحر اور ذبح	۵۹۹
باب - جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ گائے ذبح کرو	۶۰۱
باب - مُثلہ، مصبورہ اور مجثمہ مکروہ ہیں	۶۰۳
باب - گھوڑوں کا گوشت	۶۰۹
باب - پالتو گدھوں کا گوشت	۶۱۰
باب - ہر ذی ناب درندے کا کھانا	۶۱۶
باب - مردار کی کھال	۶۱۵
باب - مسک (کستوری)	۶۱۶
باب - خرگوش	۶۱۸
باب - گوہ	۶۱۹
باب - اگر جامد گھی یا پگھلے ہوئے گھی میں چوہا گر پڑے	۶۲۱
باب - چہرے پہ داغ لگانا اور نشان کرنا	۶۲۳
باب - جب لوگوں نے غنیمت پائی اور بعض نے بکریاں اور بعض نے اونٹ اپنے ساتھیوں کے مشورہ کے بغیر ذبح کئے تو ان کا گوشت نہ کھا جائے	۶۲۵
باب - اگر لوگوں کا اونٹ بھاگ نکلے اور اُن میں سے کوئی شخص اس کو تیر مار کر قتل کر دے اور اُس نے اُن کی بھلائی کا ارادہ کیا ہو تو جائز ہے	۶۲۷
باب - مجبور شخص کا مردار کھانا	۶۲۸
کتاب الاضحٰی	
قربانیاں	۶۲۹
باب - قربانی کے مسنون ہونے کا بیان	۶۳۰
قربانی میں علماء کے اقوال	۶۳۰
باب - امام کا لوگوں میں قربانیاں تقسیم کرنا	۶۳۱
باب - مسافر عورتوں پہ قربانی	۶۳۳
باب - قربانی کے دن گوشت کی خواہش کرنا	۶۳۴
باب - جس نے کہا اضحی نحر کا دن ہے	۶۳۵
باب - قربانی اور نحر عیدگاہ میں	۶۳۸

marfat.com

مضمون	صفحہ
باب۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سینگوں والے مینڈھے کی قربانی کرنا	۶۳۹
باب۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ابوبردہ سے ارشاد کہ تم بکری کا چھ ماہ کا بچہ قربانی کرو تمہارے بعد اور کسی کے لئے جائز نہیں	۶۴۱
باب۔ جس نے قربانیاں اپنے ہاتھ سے ذبح کیں۔	۶۴۲
باب۔ جس نے غیر کی قربانی ذبح کی	۶۴۴
باب۔ نماز عید کے بعد ذبح کرنا	۶۴۵
باب۔ جس نے نماز عید سے پہلے ذبح کیا تو وہ دوبارہ قربانی کرے	۶۴۶
باب۔ ذبیحہ کے پہلو پر قدم رکھنا	۶۴۸
باب۔ ذبح کے وقت تکبیر کہنا	۶۴۹
باب۔ جب اپنی ہدی بھیج دے تاکہ ذبح کی جائے تو اس پر کوئی شئ حرام نہیں۔	۶۵۰
باب۔ قربانی کا گوشت کتنا کھایا جائے اور کتنا ذخیرہ کیا جائے۔	۶۵۰
کتاب الاشربہ	۶۵۶
باب۔ انگور کی شراب	۶۶۱
باب۔ شراب کی حرمت نازل ہوئی، حالانکہ اس وقت تر اور خشک کھجوروں سے شراب بنائی جاتی تھی۔	۶۶۵
باب۔ شہد کی شراب اس کا نام نبیذ ہے	۶۶۷
باب۔ خمر وہ شراب ہے جو عقل کو ڈھانپ لے، میں جو روایات وارد ہیں۔	۶۶۸
باب۔ جو شراب کو حلال جانے اور اس کا کوئی اور نام رکھے، میں روایات	۶۷۱
باب۔ برتنوں اور پتھر کے برتن میں نبیذ بنانا	۶۷۲
باب۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا برتنوں میں نبیذ سے منع فرمانے کے بعد رخصت دینا	۶۷۳
باب۔ کھجور کا شیرہ جب تک نشہ نہ دے۔	۶۷۶
باب۔ باذق اور جس نے ہر نشہ اور شراب سے منع کیا	۶۷۷
باب۔ جس نے دیکھا کہ تر اور خشک کھجور کو ملا کر نبیذ نہ بنایا جائے جبکہ ان کو ملانا مسکر ہو اور دو سالن ایک جگہ نہ کرے	۶۸۰
باب۔ دودھ پینا	۶۸۱
باب۔ دودھ پانی کے ساتھ ملا کر پینا۔	۶۸۸
باب۔ میٹھی چیز اور شہد پینا	۶۹۰
باب۔ کھڑے ہو کر پینا	۶۹۱
باب۔ جس نے پیا حالانکہ وہ اونٹ پر بیٹھا ہو	۶۹۴
باب۔ پینے میں دائیں والا زیادہ حقدار ہے	۶۹۵

marfat.com

مضمون	صفحہ
باب ۔ کیا کوئی آدمی دائیں بیٹھنے والے سے اجازت طلب کرے کہ بڑے آدمی کو پینے کے لئے دے۔	۶۹۶
باب ۔ حوض سے منہ لگا کر پانی پینا	۶۹۷
باب ۔ چھوٹوں کا بڑوں کی خدمت کرنا	۶۹۸
باب ۔ برتن ڈھانپنا	۶۹۹
باب ۔ مشکیزے کا منہ کھول کر پانی پینا	۷۰۰
باب ۔ برتن میں سانس لینے سے ممانعت	۷۰۳
باب ۔ دو یا تین سانس میں پینا	۷۰۴
باب ۔ سونے کے برتنوں میں پینا	۷۰۵
باب ۔ چاندی کے برتن استعمال کرنا	۷۰۶
باب ۔ پیالوں میں پینا	۷۰۷
باب ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیالے میں پینا	۷۰۸
باب ۔ بابرکت پانی پینا	۷۱۱
کتاب المرضیٰ	
بیماروں کے حالات کا بیان	
باب ۔ بیماری کا کفارہ	۷۱۳
باب ۔ اللہ کا ارشاد! جو کوئی برا عمل کرے اس کو بدلہ دیا جائے گا۔	۷۱۴
باب ۔ بیچاری کی سختی	۷۱۷
باب ۔ لوگوں میں سخت آزمائش نبیوں کی ہوتی پھر ان سے کم فضیلت والے	۷۱۹
پھر ان سے کم فضیلت والے	۷۱۹
باب ۔ بیمار کی عیادت واجب ہے	۷۲۰
باب ۔ بے ہوش شخص کی عیادت کرنا۔	۷۲۱
باب ۔ ریح کے سبب بے ہوش ہو کر گرنے کی فضیلت	۷۲۱
باب ۔ اس شخص کی فضیلت جس کی نظر جاتی رہی	۷۲۴
باب ۔ عورتوں کا مردوں کی عیادت کرنا	۷۲۵
باب ۔ بچوں کی عیادت کرنا	۷۲۷
باب ۔ اعراب کی بیمار پرسی کرنا	۷۲۹
باب ۔ مشرک کی عیادت کرنا	۷۲۹
باب ۔ جب بیمار کی عیادت کی اور نماز کا وقت ہو گیا تو لوگوں کو باجماعت نماز پڑھائی	۷۳۱
باب ۔ مریض پر ہاتھ رکھنا	۷۳۱
باب ۔ مریض سے کیا کہا جائے اور وہ کیا جواب دے۔	۷۳۴
باب ۔ سوار اور پیادہ پا اور کسی کو گدھے پر پیچھے بٹھا کر بیمار کی عیادت کرنا	۷۳۵
باب ۔ مریض کا کہنا کہ میں بیمار ہوں یا اس کا "وارأساہ" کہنا یا یہ کہنا کہ میری بیماری سخت ہو گئی ہے۔	۷۳۸
باب ۔ مریض کا کہنا کہ میرے پاس سے اٹھ جاؤ	۷۴۲

marfat.com

مضمون	صفحہ
باب ۔ جو مریض بچے کو لے گیا تاکہ اس کے لئے دُعاء کی جائے	۷۴۴
باب ۔ بیمار کا موت کی خواہش کرنا	۷۴۵
باب ۔ عیادت کرنے والے کا مریض کے لئے دُعاء کرنا ۔	۷۴۹
باب ۔ عیادت کرنے والے کا مریض کے لئے وضوء کرنا	۷۵۰
باب ۔ جس نے وباء اور بخار کے دفع ہونے کی دُعا کی	۷۵۰
کتابُ الطِّب	
باب ۔ اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری نازل کی مگر اس کے لئے شفاء نازل کی ہے	۷۵۲
باب ۔ کیا مرد عورت کا اور عورت مرد کا علاج کرے	۷۵۳
باب ۔ شفاء تین چیزوں میں ہے	۷۵۴
باب ۔ شہد سے علاج کرنا	۷۵۹
باب ۔ اونٹوں کے دودھ سے علاج کرنا	۷۶۰
باب ۔ سیاہ دانہ سے علاج کرنا	۷۶۱
باب ۔ مریض کے لئے حریرہ بنانا	۷۶۳
باب ۔ ناک میں دواء لینا	۷۶۴
باب ۔ قُسط ہندی اور بحری سے سعوط کرنا	۷۶۴
باب ۔ پچھنے کس وقت لگوائے	۷۶۶
باب ۔ سفر اور احرام کی حالت میں پچھنے لگوانا	۷۶۷
باب ۔ بیماری کی وجہ سے پچھنے لگوانا	۷۶۷
باب ۔ سر پہ پچھنے لگوانا	۷۶۸
باب ۔ جس نے دردِ شقیقہ اور سر درد سے پچھنے لگوائے	۷۷۰
باب ۔ تکلیف کے سبب سر منڈوانا	۷۷۱
باب ۔ جس نے خود داغا یا غیر کو داغا اور اس شخص کی فضیلت جو داغ نہ لگوائے	۷۷۱
باب ۔ آنکھ میں تکلیف کے باعث اثمد اور سُرمہ لگانا	۷۷۵
باب ۔ کوڑھ کا مرض	۷۷۶
باب ۔ مَنّ آنکھ کے لئے شفاء ہے	۷۷۸
باب ۔ لدود یعنی منہ میں ایک طرف دواء ڈالنا	۷۷۹
بَابُ الْعُذْرَةِ	۷۸۳
باب ۔ اسہال کا علاج	۷۸۴
باب ۔ صفر میں کوئی شئ نہیں وہ بیماری ہے جو پیٹ میں ہو جاتی ہے	۷۸۵
باب ۔ پسلی کی بیماری	۷۸۶
باب ۔ زخم کا خون بند کرنے کے لئے چٹائی کو جلانا	۷۸۸
باب ۔ بخار دوزخ کے جوش سے ہے	۷۸۹
باب ۔ جو کوئی ایسی زمین سے نکلا جو	۷۹۱

marfat.com

مضمون	صفحہ
اس کے موافق نہیں۔	
باب۔ طاعون کے متعلق روایات	۷۹۲
باب۔ طاعون پر صبر کرنے والے کو ثواب	۷۹۹
باب۔ قرآن اور مُعوّذات پڑھ کر دم کرنا	۸۰۱
باب۔ سورہ فاتحہ پڑھ کر جھاڑ پھونک کرنا	
باب۔ جھاڑ پھونک میں بکریوں کی شرط لگانا	۸۰۴
باب۔ نظر لگ جانے پر جھاڑ پھونک کرنا	۸۰۵
باب۔ نظر لگ جانا حق ہے	۸۰۷
باب۔ سانپ اور بچھو کے کاٹنے پر دم کرنا	۸۰۸

تفہیم البخاری شرح صحیح البخاری

حصّہ نہم

تالیف: شیخ الحدیث علّامہ غُلام رسُول رضوی جامعہ رضویہ فیصل آباد

زیورِ طباعت سے مزیّن ہو کر عنقریب آپ کے ہاتھوں میں آرہی ہے

اس طرح بتدریج تفہیم البخاری اپنی اختتامی منزل کی طرف آگے بڑھ رہی ہے،

اور انشاء اللہ تعالیٰ مکمّل تفہیم البخاری حدیث کے شائقین کے دلوں میں کوثر و تسنیم کی ٹھنڈک پیدا کرے گی۔

ناشر: حبیب الرّحمٰن دارالعلوم سراجیہ رسُولیہ رضویہ اعظم آباد فیصل آباد

marfat.com